اردو زبان میں اپنی نوعیت
کی منفرد اور اوّلین کاوش
الفتح الربانی
فقہی ترتیب
مسند امام احمد بن حنبل
شیخ الاسلام صاحب المذہب شیخ السنۃ امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الامۃ
أبو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی
ترجمہ
مولانا عباس انجم گوندلوی
پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی
ابو القاسم محمد محفوظ اعوان
تحقیق وتخریج وشرح
ابو القاسم محمد محفوظ اعوان
تقریظ
شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ
دار العلم ممبئی
5
www.minhajusunat.com

اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اوّلین کاوش
سلیس ترجمہ، تشریح، تحقیق و تخریج

اَلْفَتْحُ الرَّبَّانِی

5

فقہی ترتیب

مُسند امام احمد بن حنبل

شیخ الاسلام صاحب المذہب شیخ السُّنّۃ امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الائمۃ

أبو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ

مولانا عباس انجم گوندلوی ❖ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی ❖ ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق و تخریج وشرح — ابو القاسم محمد محفوظ اعوان
تقریظ — شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ
نظر ثانی — حافظ عبد اللہ رفیق

دار العلم ممبئی

سلسلہ مطبوعات دارالعلم نمبر 272

نام کتاب : مسند امام احمد حنبل

تالیف : ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ : شیخ الحدیث عباس انجم گوندلوی
سعید مجتبیٰ سعیدی، ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان

جلد : 5

ناشر : دارالعلم، ممبئی

طابع : محمد اکرم مختار

تعداد اشاعت : ایک ہزار

تاریخ اشاعت : ۲۰۱۶ء

دارالعلم ممبئی

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

فہرست مضامین

كِتَابُ الْجِهَادِ
جہاد کی کتاب

أَبْوَابُ السَّبْقِ وَالرَّمْيِ

مقابلہ بازی اور تیر اندازی کے ابواب

كِتَابُ الْيَمِيْنِ وَالنَّذْرِ
قسم اور نذر کی کتاب

أَبْوَابُ النَّذْرِ
نذر کے ابواب

اَبْوَابُ أَذْكَارٍ تُقَالُ لَمَّا يَهُمُّ الْإِنْسَانَ مِنْ عَوَارِضَ وَآفَاتٍ

انسان کو پریشان کرنے والی آفات اورعوارض کے وقت کیے جائے والے اذکار کا بیان

اَبْوَابُ الدُّعَاءِ وَمَا جَاءَ فِيْهِ

دعاء اوراس سے متعلقہ امور کے ابواب

❀❀❀❀

اَلْفَوَاتُ وَالْإِحْصَارُ

فوت اور احصار

(٤٥٨٥)۔ عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ۔ قَالَ: حَدَّثَنِي (الْحَجَّاجُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرَجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرٰى)) قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ وَ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَا: صَدَقَ۔ قَالَ إِسْمَاعِيْلُ: فَحَدَّثْتُ بِذَاكَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَ أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَالَا: صَدَقَ۔ (مسند احمد: ١٥٨٢٣)

سیدنا حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے تو وہ حلال ہو جائے گا، لیکن اگلے سال اس پر دوسرا حج ہو گا۔'' عکرمہ کہتے ہیں: جب میں نے یہ بات سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو بتائی تو انھوں نے کہا: جی اس نے سچ کہا ہے۔

فوائد:...... احصار سے مراد یہ ہے کہ کہ محرم بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے، خواہ دشمن رکاوٹ ڈال دے، جیسے عمرۂ حدیبیہ میں ہوا یا کوئی مرض وغیرہ انسان کو اس قدر لاچار کر دے کہ وہ سفر جاری نہ رکھ سکے۔ ہر دو صورتوں میں اگر ساتھ قربانی کا جانور ہو تو اسے ذبح کر دیا جائے گا اور اگر اسے حرم بھیجا جا سکا تو بھیج دیا جائے گا، جانور کو ذبح کرنے کے بعد وہ حجامت وغیرہ کروائے اور حلال ہو جائے، اگر وہ فرض حج ہو تو آئندہ پھر کرے، بشرطیکہ استطاعت رکھتا ہو، ورنہ معاف ہے، یہی حکم عمرے کا ہے۔

اِحصار کے دوران قربانی کے نہ ہونے کی صورت میں فدیہ دینا ہوگا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْبِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْصَدَقَةٍ اَوْنُسُكٍ۔﴾...... ''حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کرو، ہاں اگر تم کو روک دیا جائے تو جو قربانی میسر ہو، اسے کر ڈالو اور اپنے سر نہ منڈواؤ جب تک کہ قربانی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے، البتہ تم میں سے جو بیمار ہو، یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو (جس کی وجہ سے سر منڈا لے) تو اس پر فدیہ ہے، خواہ روزے رکھ لے، خواہ صدقہ دے دے، خواہ قربانی کرے۔'' (سورۂ بقرہ: ١٩٦)

حدیث کی رو سے فدیہ کی تفصیل یہ ہے کہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے، یا ایک بکری ذبح کر دے، یا تین دن کے روزے رکھے۔

(٤٥٨٥) تخريج: أسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه أبوداود: ١٨٦٢، وابن ماجه: ٣٠٧٧، والنسائي: ٥/ ١٩٨، والترمذي: ٩٤٠ (انظر: ١٥٧٣١)

تَحَلُّلُ الْمُحْصَرِ عَنِ الْعُمْرَةِ بِالنَّحْرِ ثُمَّ الْحَلْقِ حَيْثُ أُحْصِرَ مِنْ حِلٍّ أَوْ حَرَمٍ وَ أَنَّهُ لَا قَضَاءَ عَلَيْهِ

محصر کو حل وحرم کے جس مقام پر بھی روک دیا جائے گا، وہ قربانی اور پھر حلق کر کے عمرہ سے حلال ہو جائے گا اور اس پر کوئی قضاء نہیں ہوگی

(٤٥٨٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مُعْتَمِرًا ، فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْبَيْتِ ، فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَ حَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ ، فَصَالَحَهُمْ عَلٰى أَنْ يَعْتَمِرُوا الْعَامَ الْمُقْبِلَ ، وَ لَا يَحْمِلَ السِّلَاحَ عَلَيْهِمْ ، وَ قَالَ سُرَيْجٌ : وَ لَا يَحْمِلَ سِلَاحًا ، إِلَّا سُيُوفًا ، وَ لَا يُقِيْمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحَبُّوا، فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ۔ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ ، فَلَمَّا أَنْ أَقَامَ ثَلَاثًا أَمَرُوهُ أَنْ يَخْرُجَ ، فَخَرَجَ۔ (مسند احمد:٦٠٦٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے کے لیے نکلے، قریش کے کافر آپ ﷺ اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے، پس آپ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر اپنی ہدی کو نحر کیا اور سر منڈوایا اور ان کافروں سے یہ طے پایا کہ آپ ﷺ اگلے سال عمرہ کریں گے، تلوار کے علاوہ اسلحہ اٹھا کر نہیں لائیں گے اور اتنی دیر مکہ میں قیام کریں گے، جتنا قریشی چاہیں گے، پس آپ ﷺ نے اگلے سال عمرہ کیا، کافروں سے کی گئی مصالحت کے مطابق داخل ہوئے، جب آپ ﷺ نے تین دن قیام کر لیا تو انھوں نے آپ ﷺ کو نکل جانے کا کہا اور آپ ﷺ نکل گئے۔

(٤٥٨٧)۔ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَ مَرْوَانَ۔ قَالَا : قَلَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْهَدْيَ وَ أَشْعَرَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَ أَحْرَمَ مِنْهَا بِالْعُمْرَةِ ، حَلَقَ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي عُمْرَتِهِ ، وَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذٰلِكَ ، وَ نَحَرَ بِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ ، وَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٩١٢٨)

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہدی کو قلادہ ڈالا اور ذوالحلیفہ کے مقام پر اس کا شعار کیا اور عمرہ کا تلبیہ کہا، لیکن جب آپ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ اپنا سر منڈوایا اور اپنے صحابہ کو بھی یہی حکم دیا، آپ ﷺ نے سر منڈوانے سے پہلے ہدی کو نحر کیا تھا اور اپنے صحابہ کو بھی یہی حکم دیا تھا۔

فوائد:...... ان روایات میں مُحْصَر کے افعال کی ترتیب بیان کی گئی ہے۔

تبویب کے الفاظ ''اس پر کوئی قضاء نہیں ہوگی'' محل نظر ہیں، اگر فرض حج وعمرہ ادا کیا جا رہا ہو اور احصار کا مسئلہ پیش آ جائے تو استطاعت کی صورت میں آئندہ پھر کرنا ہوگا۔

(٤٥٨٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٧٠١، ٤٢٥٢ (انظر: ٦٠٦٧)

(٤٥٨٧) تخريج: أسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه مختصرا البخارى: ١٨١١(انظر: ١٨٩٢٠)

عمرۂ حدیبیہ سے یہ استدلال کرنا کہ عمرے کی قضا ضروری نہیں ہے، یہ استنباط محل نظر ہے، کیونکہ آئندہ سال عمرہ کرنے کا معاہدہ ہو چکا تھا، لہٰذا مزید حکم کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت عمرہ فرض ہی نہ ہوا ہو، اس لیے اس مسئلہ کی وضاحت کی ضرورت ہی پیش نہ آئی ہو۔

حُكْمُ مَنْ حَاضَتْ بَعْدَ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ

طوافِ افاضہ کے بعد حائضہ ہو جانے والی خاتون کا حکم

(٤٥٨٨)۔ عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، قَالَ : أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَ ابْنَ عَبَّاسٍ اخْتَلَفَا فِي الْمَرْأَةِ تَحِيضُ بَعْدَ الزِّيَارَةِ فِي يَوْمِ النَّحْرِ بَعْدَمَا طَافَتْ بِالْبَيْتِ ، فَقَالَ زَيْدٌ : يَكُونُ آخِرَ عَهْدِهَا الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ، وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِذَا طَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ تَنْفِرُ إِنْ شَاءَتْ ، فَقَالَ الأَنْصَارُ : لا نُتَابِعُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَ أَنْتَ تُخَالِفُ زَيْدًا ، فَقَالَ : وَ اسْأَلُوا صَاحِبَتَكُمْ (أُمَّ سُلَيْمٍ) ، فَقَالَتْ: حِضْتُ بَعْدَمَا طُفْتُ بِالْبَيْتِ يَوْمَ النَّحْرِ ، فَأَمَرَنِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ أَنْفِرَ۔ وَحَاضَتْ صَفِيَّةُ ، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: الْخَيْبَةُ لَكِ إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : ((مُرُوهَا فَلْتَنْفِرْ۔)) (مسند احمد: ٢٧٩٧٨)

عکرمہ کہتے ہیں: سیدنا زید بن ثابت اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا اس عورت کے بارے میں اختلاف ہو گیا، جو طوافِ زیارت کے بعد حائضہ ہو جاتی ہے، سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا: روانگی سے پہلے اس کا آخری کام بیت اللہ کا طواف ہی ہو گا، اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر اس نے نحر والے دن طواف کر لیا ہو تو جب چاہے روانہ ہو سکتی ہے، انصاریوں نے اس اختلاف کو دیکھ کر کہا: اے ابن عباس! ہم تیری پیروی نہیں کریں گے، کیونکہ تو زید کے مخالف ہے، انھوں نے کہا: تم لوگ اپنے خاندان کی خاتون سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھ لو، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے بھی نحر والے دن بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد حیض آیا تھا، اور آپ ﷺ نے مجھے (طواف وداع کے بغیر) روانہ ہو جانے کا حکم دیا تھا۔ اسی طرح جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: خسارہ ہو تیرے لیے، بیشک تو ہم کو روکنے والی ہے، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو حکم دو کہ وہ روانہ ہو جائے۔''

فوائد:...... سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو خاص کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ بھی طوافِ افاضہ کے بعد حائضہ ہو گئی تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ روانہ ہو جائیں اور طواف وداع کو ترک کر دیں۔

(٤٥٨٩)۔ عَنْ طَاوُسٍ ، قَالَ : كُنْتُ مَعَ

طاؤس کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ

(٤٥٨٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١٧٥٨، ١٧٥٩ (انظر: ٢٧٤٣٢)

(٤٥٨٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٢٨ (انظر: ٣٢٥٦)

ابْـنِ عَبَّاسٍ ، إِذْ قَالَ لَهُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ : أَنْتَ تُـفْتِـي أَنْ تَـصْـدُرَ الْحَائِضُ قَبْلَ أَنْ يَكُوْنَ آخِـرُ عَهْـدِهَـا بِـالْبَيْتِ؟ قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : فَـلا تُـفْتِ بِذٰلِكَ ! فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ : إِمَّا لا ، فَسَـلْ فُـلانَةَ الأَنْصَارِيَّةَ ، هَلْ أَمَرَهَا بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ؟ فَـرَجَعَ إِلَيْهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَـضْـحَكُ ، وَيَـقُـوْلُ : مَـا أُرَاكَ إِلَّا قَـدْ صَدَقْتَ۔ (مسند احمد: ٣٢٥٦)

تھا، سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم یہ فتوی دیتے ہو کہ حائضہ عورت بیت اللہ کا طواف کیے بغیر جا سکتی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: تم یہ فتوی نہ دو، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر تم نہیں مانتے تو فلاں انصاری خاتون سے پوچھ لو، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس چیز کا حکم دیا تھا؟ سیدنا زید وہاں سے ہنستے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے لوٹ پڑے: میرا یہی خیال ہے کہ تو نے سچ کہا ہے۔

(٤٥٩٠)۔ عَـنْ عَـائِشَةَ ، أَنَّهَا قَالَتْ : لَمَّا أَرَادَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَـنْـفِرَ رَاٰى صَفِيَّةَ عَـلٰـى بَــابِ خِبَـائِهَـا كَئِيبَةً۔ أَوْ حَزِيْنَةً۔ وَحَاضَتْ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((عَقْرٰى۔ أَوْ حَلْقٰى۔ إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا ، أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ الـنَّـحْـرِ؟)) قَالَتْ : نَعَمْ ، قَالَ : ((فَانْفِرِي إِذًا۔)) (مسند احمد: ٢٥٩٤٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر) روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمے کے دروازے پر غمزدہ ہو کر کھڑی ہیں، دراصل ان کو حیض آ گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یا بانجھ خاتون، سر منڈی اے! تو ہمیں روکنے والی ہے؟ اچھا کیا تو نے نحر والے دن طواف افاضہ کر لیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر روانہ ہو جا۔''

(٤٥٩١)۔ (وَعَـنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ : لَـمَّـا أَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَادَ مِنْ صَفِيَّةَ بَـعْـضَ مَـا يُرِيْدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ فَقِيْلَ لَهُ : إِنَّهَـا حَائِضٌ ، فَقَالَ : ((عَقْرٰى ، أَحَابِسَتُنَا هِـيَ؟)) قَالُوْا : إِنَّهَا قَدْ طَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ ، فَنَفَرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَ ابْنُ مُصْعَبٍ : مَـا سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ۔ يَعْنِي الأَوْزَاعِيَّ۔ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَرَّةً۔ (مسند احمد: ٢٥٠٦٥)

(دوسری سند) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ کر لیا تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وہ کچھ کرنا چاہا جو خاوند اپنی بیوی سے کرتا ہے (راوی کی مراد حق زوجیت کی ادائیگی تھی)، لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ وہ تو حائضہ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''او بانجھ خاتون، کیا یہ ہم کو روک لے گی۔'' پھر لوگوں نے بتایا کہ سیدہ نے نحر والے دن طواف افاضہ کر لیا تھا، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سمیت روانہ ہو گئے۔

(٤٥٩٠) تخریج: أخرجه البخاري: ٥٣٢٩، ٦١٥٧، ومسلم: ١٢١١ (انظر: ٢٥٤٢٨)
(٤٥٩١) تخریج: حديث صحيح، أخرجه بنحوه البخاري: ١٧٣٣ (انظر: ٢٤٥٥٨)

(٤٥٩٢)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَتْ: حَاضَتْ صَفِيَّةُ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟)) قُلْتُ: حَاضَتْ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ، قَالَ: ((فَلْتَنْفِرْ إِذًا أَوْ قَالَ: فَلَا إِذًا۔)) (مسند احمد: ٢٤٦٠٢)

(تیسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا طواف زیارت کرنے کے بعد حائضہ ہو گئیں، جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی حیض کی بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ ہم کو روکنے والی ہے؟'' میں نے کہا: جی وہ طواف افاضہ کر لینے کے بعد حائضہ ہوئی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر وہ جا سکتی ہیں، ایک روایت میں ہے: تو پھر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر خاتون نے طواف افاضہ کر لیا ہو تو حیض کی وجہ سے طواف وداع چھوڑ کر اپنے قافلے کے ساتھ روانہ ہو سکتی ہے، اگر کسی عورت نے حیض کی وجہ سے ابھی تک طواف افاضہ ہی نہ کیا ہو تو وہ حیض ختم ہونے تک طواف افاضہ کے لیے انتظار کرے گی۔

دُخُوْلُ الْكَعْبَةِ وَ اخْتِلَافُ الصَّحَابَةِ فِيْ الصَّلَاةِ فِيْهَا

کعبہ میں داخل ہونا اور اس میں آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کے بارے میں صحابہ کا اختلاف

(٤٥٩٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُخْبِرُ، أَنَّ (الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ)، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْبَيْتَ، وَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ فِي الْبَيْتِ حِيْنَ دَخَلَهُ، وَلٰكِنَّهُ لَمَّا خَرَجَ فَنَزَلَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ بَابِ الْبَيْتِ۔ (مسند احمد: ١٨١٩)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو بتلایا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیت اللہ میں داخل ہوئے، جب آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اس کے اندر نماز نہیں پڑھی، البتہ جب آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے تو بیت اللہ کے دروازے کے پاس نماز ادا کی۔

(٤٥٩٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ حَدَّثَ عَنْ بِلَالٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي الْبَيْتِ۔ قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: لَمْ يُصَلِّ فِيْهِ، وَلٰكِنَّهُ كَبَّرَ فِيْ نَوَاحِيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٤٤١٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں نماز پڑھی تھی، لیکن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے اس میں نماز نہیں پڑھی، البتہ اس کے کونوں میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی۔

(٤٥٩٢) انظر الحديث بالطريق الاول والثاني، تخريج: أسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه عبد الرزاق: ٩٠٥٧، والطبراني: ١٨/ ٧٤٣، وابويعلى: ٦٧٣٣ (انظر: ١٨١٩)

(٤٥٩٣) أسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه عبد الرزاق: ٩٠٥٧، والطبراني: ١٨/ ٧٤٣، وابويعلى: ٦٧٣٣ (انظر: ١٨١٩)

(٤٥٩٤) أخرجه بنحوه البخاري: ٣٩٧، ١١٦٧، ومسلم: ١٣٢٩ (انظر: ٢٣٩١٩)

فوائد:...... سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتلایا تھا کہ آپ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز نہیں پڑھی تھی، اس بنا پر انھوں نے بھی یہی دعوی کیا تھا، نیز صحیح مسلم میں ہے کہ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے مجھے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اس کے کونوں میں دعا وغیرہ کی، لیکن نماز نہیں پڑھی۔

امام نووی نے کہا: محدثین کرام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ اس معاملے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث کو معتبر اور قابل عمل سمجھا جائے گا، کیونکہ وہ مثبت ہے اور مثبت کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے، کیونکہ مثبت کی بنیاد زیادتِ علم پر ہوتی ہے۔

(٤٥٩٥)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْبَيْتِ۔ (مسند احمد: ٢٢١٠٢)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں نماز ادا کی۔

فوائد:...... سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کی بیت اللہ میں نماز کو ثابت کرنا یا اس کی نفی کرنا، اس سلسلے میں راویوں نے اختلاف کیا ہے، بعض راوی سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے اثبات روایت کرتے ہیں اور بعض ان سے اس کی نفی روایت کرتے ہیں۔

ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز بھی پڑھی اور ذکر وغیرہ بھی کیا۔

(٤٥٩٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عِنْدِيْ وَ هُوَ قَرِيرُ الْعَيْنِ طَيِّبُ النَّفْسِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ وَ هُوَ حَزِيْنٌ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ خَرَجْتَ مِنْ عِنْدِيْ وَ أَنْتَ قَرِيْرُ الْعَيْنِ طَيِّبُ النَّفْسِ، وَ رَجَعْتَ وَ أَنْتَ حَزِيْنٌ؟ فَقَالَ: ((إِنِّيْ أَخَافُ أَنْ أَكُوْنَ أَتْعَبْتُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِيْ۔)) (مسند احمد: ٢٥٥٧٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب نبی کریم ﷺ میرے پاس سے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں سکون تھا اور بڑے خوشگوار موڈ میں تھے، لیکن جب واپس آئے تو آپ ﷺ غمزدہ تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ ﷺ میرے پاس سے تشریف لے گئے تو آپ کی آنکھوں میں سرور تھا اور آپ کی طبیعت خوشگوار تھی، لیکن اب آپ غمزدہ ہو کر لوٹے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ ڈر لگ رہا ہے کہ میں نے اپنے بعد اپنی امت کو تھکا دینے والا کام کر دیا ہے۔''

(٤٥٩٥) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢١٧٥٩)

(٤٥٩٦) حسن لغيره، أخرجه أبوداود: ٢٠٢٩، والترمذي: ٨٧٣، وابن ماجه: ٣٠٦٤ (انظر: ٢٥٠٥٦)

(٤٥٩٧)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: ((لَقَدْ صَنَعْتُ الْيَوْمَ شَيْئًا وَ دِدْتُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْهُ، دَخَلْتُ الْبَيْتَ، فَأَخْشٰى أَنْ يَجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ أُفُقٍ مِنَ الآفَاقِ فَلا يَسْتَطِيْعُ دُخُولَهُ، فَيَرْجِعُ وَ فِيْ نَفْسِهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔)) (مسند احمد: ٢٥٧١٢)

(دوسری سند) سیدہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''آج میں نے ایک فعل سرانجام دیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ کاش میں نے وہ نہ کیا ہوتا ہے، میں بیت اللہ میں داخل ہوا ہوں، اب مجھے ڈر یہ ہے کہ ایک آدمی کسی افق (دور کے علاقہ) سے آئے گا، لیکن جب وہ بیت اللہ میں داخل نہیں ہو سکے گا تو وہ اس حال میں لوٹے گا کہ اس کے نفس میں بے چینی سی ہوگی۔''

فوائد:...... جب بعد میں آپ ﷺ کو یہ احساس ہوا کہ آپ ﷺ کے امتی آپ ﷺ کے اس عمل کو سنت سمجھ کر اس کی رغبت کریں گے، اس طرح ہجوم بڑھے گا، اس سے کسی کو تکلیف ہوگی اور کسی کو موقع ہی نہ مل سکے گا، سو وہ اس سنت کے رہ جانے کی وجہ سے بے چین ہو جائے گا، تو آپ ﷺ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاش آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل نہ ہوتے۔

(٤٥٩٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّ أَهْلِكَ قَدْ دَخَلَ الْبَيْتَ غَيْرِيْ؟ فَقَالَ: ((أَرْسِلِي إِلٰى شَيْبَةَ فَيَفْتَحَ لَكِ الْبَابَ)) فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ فَقَالَ شَيْبَةُ: مَا اسْتَطَعْنَا فَتْحَهُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَ لا إِسْلَامٍ بِلَيْلٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَلِّي فِي الْحِجْرِ، فَإِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوا عَنْ بِنَاءِ الْبَيْتِ حِيْنَ بَنَوْهُ (وفي لفظ) صَلِّي فِي الْحِجْرِ إِذَا أَرَدْتِ دُخُولَ الْبَيْتِ فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِنَ الْبَيْتِ)) (مسند احمد: ٢٤٨٨٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: اے اللہ کے رسول! میرے علاوہ آپ کی ساری بیویاں بیت اللہ میں داخل ہوئی ہیں (اور میں داخل نہیں ہوئی) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم شیبہ کی طرف پیغام بھیجو کہ وہ تمہارے لیے دروازہ کھول دے۔'' پس انھوں نے پیغام تو بھیجا لیکن شیبہ نے کہا: ہمیں نہ دورِ جاہلیت میں اتنی طاقت تھی اور اب نہ اسلام میں ہے کہ ہم اس کو رات کو کھول سکیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! تو پھر حجر میں ہی نماز پڑھ لو، کیونکہ جب تیری قوم نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی تو انھوں نے (اخراجات کی کمی کی وجہ سے) اس کو کم کر دیا تھا۔ ایک روایت میں ہے: تم حجر میں ہی نماز ادا کر لو، یہ بھی بیت اللہ کا ہی ایک حصہ ہے۔''

فوائد:...... جب قریشیوں نے کعبہ کی تعمیر کی تو وہ بیت اللہ کی شمالی جانب قواعدِ ابراہیم کا لحاظ نہ کر سکے اور ایک

(٤٥٩٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٤٥٩٨) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه دون قوله "صلى فى الحجر فان قومك استقصروا عن بناء البيت حين بنوه۔" فهو حسن لغيره، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٧٠٩٤ (انظر: ٢٤٣٨٤)

جزو کو خالی چھوڑ دیا، اسی کو حِجر کہتے ہیں۔

ویسے حِجر کے معنی ہیں وہ جگہ جس کے اردگرد دیوار بنائی گئی ہو، اس جگہ کو حطیم بھی کہتے ہیں، حطیم کے معنی ہیں: جدا کیا گیا، کیونکہ اس حصے کو بیت اللہ سے جدا کیا گیا، بیت اللہ کی دیوار سے پانچ یا چھ یا سات ہاتھ تک بیت اللہ کا حصہ ہے، سارا حطیم بیت اللہ کا حصہ نہیں ہے، کیونکہ دیوار بناتے وقت کچھ بیرونی جگہ بھی شامل کر دی گئی، جو آدمی پانچ چھ ہاتھ کے احاطے کے اندر اندر نماز پڑھے، وہ یوں سمجھے کہ اس نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی۔

مَايَقُوْلُ أَوْيَفْعَلُهُ الْحَاجُّ عِنْدَ قُدُوْمِهِ وَاسْتِحْبَابُ السَّلَامِ عَلَيْهِ وَمُصَافَحَتِهِ وَطَلَبِ الدُّعَاءِ مِنْهُ

اس چیز کا بیان کہ حاجی واپس آتے وقت کیا کہے گا یا کیا کرے گا، اسی طرح اس پر سلام کہنے، اس کے ساتھ مصافحہ کرنے اور اس سے دعا کا مطالبہ کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(٤٥٩٩)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ، أَوْ حَجٍّ، أَوْ عُمْرَةٍ، فَعَلَا فَدْفَدًا مِنَ الْأَرْضِ، أَوْ شَرَفًا، قَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ سَاجِدُوْنَ عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔)) (مسند احمد: ٤٦٣٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ یا حج یا عمرہ کے سفر سے لوٹتے اور زمین کے سخت اور بلند حصے یا کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تو یہ دعا پڑھتے: ”اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ...... وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ“ (اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، وہی معبودِ برحق ہے، اس حال میں کہ وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے، بادشاہت اسی کیلئے ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، ہم (اپنے وطن کی طرف) لوٹنے والے، (نافرمانی سے فرمانبرداری کی طرف) تائب ہو جانے والے، سجدہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے ربّ کی تعریف کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اس اکیلے نے لشکروں کو شکست دے دی۔)

فوائد:...... لشکروں سے مراد غزوۂ خندق میں جمع ہونے والے دشمنانِ اسلام کے لشکر ہیں، اور اس کو عموم پر محمول کرنا بھی ممکن ہے، یعنی اس سے مراد کفر کے لشکر ہیں، وہ جہاں بھی ہوں۔

(٤٦٠٠)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى حِيْنَ أَقْبَلَ مِنْ حَجَّتِهِ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج سے واپس تشریف لائے تو وادیٔ بطحاء میں نماز پڑھی، پھر

(٤٥٩٩) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٨٣٥، ومسلم: ١٣٤٤ (انظر: ٤٦٣٦)

(٤٦٠٠) تخريج: اسناده حسن، أخرجه أبوداود: ٢٧٨٢ (انظر: ٦١٣٢)

قَافِلاً فِي تِلْكَ الْبَطْحَاءِ، قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، فَأَنَاخَ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ، ثُمَّ دَخَلَهُ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَيْتِهِ۔ قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ كَذٰلِكَ يَصْنَعُ۔ (مسند احمد: ٦١٣٢)

آپ ﷺ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے مسجد کے دروازے پر اونٹ بٹھایا اور مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا کی، پھر اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔ امام نافع کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

فوائد:...... اس حدیث میں جس سنت کا ذکر ہے، وہ درج ذیل حدیث مبارکہ سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے:
سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا قَالَ الْحَسَنُ فِي الضُّحٰى فَإِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ.ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ ...... نبی کریم ﷺ سفر سے دن میں چاشت کے وقت واپس آتے اور آپ ﷺ سفر سے واپسی پر مسجد میں آ کر دو رکعت نماز ادا کرتے اور پھر اس میں بیٹھ جاتے۔ (صحیح بخاری: ۲۷۵۷، صحیح مسلم: ۲۷۶۹،۷۱۶)
معلوم ہوا کہ یہ سنت سفرِ حج کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ ہر سفر سے واپسی پر ایسا کرنا چاہیے۔

(٤٦٠١)۔ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَتَلَقَّى الْحَاجَّ فَنُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ قَبْلَ أَنْ يَتَدَنَّسُوْا۔ (مسند احمد: ٦٠١٨)

حبیب بن ابی ثابت کہتے ہیں: میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ادائیگی حج سے واپس آنے والوں سے ملاقات کرنے کے لیے نکلا، ہم ان پر سلام کرتے قبل اس کے کہ وہ گناہوں کی وجہ سے میلے ہوں۔

فوائد:...... بہرحال احادیث سے ثابت ہے کہ ادائیگی حج سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور کسی کی نیکیوں کی وجہ سے اس سے ملاقات کرنا باعث اجر و ثواب عمل ہے۔

(٤٦٠٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ، فَإِنَّهُ مَغْفُوْرٌ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٥٣٧١)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو حاجی کو ملے تو اس پر سلام کہہ اور اس سے مصافحہ کر اور اس سے یہ مطالبہ کر کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تیرے لیے بخشش کی دعا کرے، کیونکہ اس وقت وہ بخشا ہوا ہوتا ہے۔“

فوائد:...... بہرحال نیک لوگوں سے دعا کروانا مشروع عمل ہے۔

(٤٦٠١) تخريج: اسناده ضعيف لضعف اسماعيل بن عبد الملك (انظر: ٦٠١٨)
(٤٦٠٢) اسناده ضعيف جدا، محمد بن الحارث الحارثي، وعبد الرحمن ابن البيلماني ضعيفان، ومحمد بن عبد الرحمن البيلماني ضعيف ايضا، بل قال عنه البخاري: منكر الحديث (انظر: ٥٣٧١)

كِتَابُ الْهَدَايَا وَالضَّحَايَا

ہدی اور قربانی کے جانوروں کے مسائل

اَلْأُضْحِيَة (قربانی): لغوی معنی: اس جانور کو کہتے ہیں جسے یوم الاضحیٰ میں ذبح کیا جائے۔

اصطلاحی معنی: اصطلاح شریعت میں قربانی سے مراد وہ مخصوص جانور ہے، جس کو ایک خاص وقت پر اور قربِ الٰہی کے حصول کے لیے ذبح کیا جائے۔

هَدِی: اس سے مراد وہ جانور ہے جس کو قربانی کے لیے حرم میں بھیجا جائے۔

إِشْعَارُ الْبُدْنِ وَ تَقْلِيدُ الْهَدْيِ كُلِّهِ

قربانی کے اونٹوں کو اشعار کرنا اور ہدی کے تمام جانوروں کو قلادے ڈالنا

(٤٦٠٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، ثُمَّ دَعَا بِبَدَنَتِهِ، أَوْ أُتِيَ بِبَدَنَتِهِ، فَأَشْعَرَ صَفْحَةَ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ، ثُمَّ سَلَتَ الدَّمَ عَنْهَا۔ وَ قَلَّدَهَا بِنَعْلَيْنِ، ثُمَّ أُتِيَ بِرَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا قَعَدَ عَلَيْهَا وَاسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ۔ (مسند احمد: ٢٢٩٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ذوالحلیفہ مقام پر نمازِ ظہر ادا کی، پھر آپ ﷺ کے اونٹ لائے گئے، آپ ﷺ نے ان کی کوہان کے دائیں پہلو پر علامت لگائی اور پھر اس سے خون صاف کر دیا اور دو دو جوتوں کے قلادے ڈالے، پھر آپ ﷺ کی سواری لائی گئی، جب آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور وہ آپ ﷺ سمیت بیداء مقام پر کھڑی ہوگئی تو آپ ﷺ نے حج کا تلبیہ پکارا۔

فوائد: ......امام نووی نے کہا: اشعار یہ ہے کہ اونٹنی کی کوہان کی دائیں جانب پر کسی برچھی یا چھری وغیرہ سے زخم لگایا جائے اور پھر خون کو صاف کر لیا جائے، یہ جانور کے ہدی ہونے کی علامت ہو گی، اگر ایسا جانور گم ہو جائے تو دوسرے لوگ خود ہی اس کو حاجیوں تک پہنچا دیتے ہیں، چور وغیرہ بھی اس کو چرانے سے باز رہتے ہیں اور اگر وہ دوسرے اونٹوں میں مل جائے تو اس کو پہچان لیا جاتا ہے، یہ کام قلادے سے بھی لیا جا سکتا ہے اور آپ ﷺ لیتے بھی تھے،

(٤٦٠٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٢٤٣ (انظر: ٢٢٩٦)

بہر حال اشعار ایسی علامت ہے جو زائل نہیں ہوتی۔

معلوم ہوا کہ اشعار سنت ہے اور صحابۂ کرام اور تابعین عظام بلا کھٹکے یہ عمل کرتے رہے۔

امام ابو حنیفہ وہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے اشعار کو بدعت اور مثلہ قرار دیا، ان کی رائے یہ ہے کہ اس سے حیوان کو عذاب دینا لازم آتا ہے، لیکن احادیث کی روشنی میں یہ رائے درست نہیں ہے۔

(٤٦٠٤)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْدٰى فِي بُدْنِهِ جَمَلاً، كَانَ لأَبِيْ جَهْلٍ بُرَتُهُ فِضَّةٌ۔ (مسند احمد: ٢٠٧٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قربانی کے اونٹوں میں ابو جہل کا اونٹ بھی تھا، اس کی نکیل کا کڑا چاندی کا تھا۔

فوائد: …… یہ عمرۂ حدیبیہ کا واقعہ ہے، یہ اونٹ غزوۂ بدر میں حاصل ہونے والے مالِ غنیمت میں سے تھا۔ ابو جہل نے فخر کے اظہار کے لیے اپنے اونٹ کو چاندی کا کڑا ڈالا ہوا تھا، جب یہ اونٹ آپ ﷺ کو ملا تو آپ ﷺ نے اس کو ہدی کے منتخب فرمایا تا کہ مشرکوں کو غصہ دلائیں۔

(٤٦٠٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَهْدٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً غَنَمًا إِلَى الْبَيْتِ فَقَلَّدَهَا۔ (مسند احمد: ٢٤٦٥٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ بکریوں کو بطورِ ہدی بیت اللہ کی طرف بھیجا تھا اور ان کو قلادے بھی ڈالے تھے۔

فوائد: …… آپ ﷺ حجۃ الوداع سے پہلے بھی ہدی کے جانور بھیجتے رہتے تھے، جبکہ آپ ﷺ خود مدینہ منورہ میں ہی رہتے، ایک دفعہ آپ ﷺ نے بکریاں بھیجیں تھیں۔

(٤٦٠٦)۔ عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: أَهْدٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْبَيْتِ غَنَمًا۔ (مسند احمد: ١٤٩٥٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی طرف ہدی کے طور پر بکریاں بھیجی تھیں۔

فوائد: …… یہ بھی قربانی کی ایک صورت ہے کہ خود انسان اپنے گھر میں ٹھہرے اور قربانی کے جانور کسی شخص یا ادارے کے ہاتھ مکہ مکرمہ بھیج دے کہ وہاں حرم میں ذبح ہوں، اور یہ افضل قربانی ہے۔ ایسے آدمی پر احرام کی کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی، جیسا کہ اگلے باب کی روایات سے معلوم ہوگا۔

(٤٦٠٤) تخریج: حسن ، أخرجه ابن ماجه: ٣٠٧٦، ٣١٠٠ (انظر: ٢٠٧٩)

(٤٦٠٥) تخریج: أخرجه البخاری: ١٧٠١، ١٧٠٢، ومسلم: ١٣٢١ (انظر: ٢٤١٥٥)

(٤٦٠٦) تخریج: اسناده قوی (انظر: ١٤٨٩١)

أَنَّ مَنْ بَعَثَ بِهَدْيٍ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ
ہدی بھیجنے والے پر وہ چیزیں حرام نہیں ہوں گی، جو حاجی پر حرام ہوتی ہیں

(٤٦٠٧)۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرَّجُلِ يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ هَلْ يُمْسِكُ عَمَّا يُمْسِكُ عَنْهُ الْمُحْرِمُ؟ قَالَ: فَسَمِعْتُ صَوْتَ (وَفِي رِوَايَةٍ تَصْفِيْقَ) يَدَيْهَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ، ثُمَّ قَالَتْ: قَدْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ يُرْسِلُ بِهِنَّ، ثُمَّ لَا يَحْرُمُ مِنْهُ شَيْءٌ۔ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) فَمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّا يَحْرُمُ عَلَى الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِهِ، حَتّٰى يَرْجِعَ النَّاسُ۔ (مسند احمد: ٢٥٤٦٩)

مسروق کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا جو ہدی بھیجتا ہے، کیا وہ بھی ان امور سے اجتناب کرے گا، جن سے احرام والا آدمی بچتا ہے؟ میں نے جواباً پردے کے پیچھے سے ان کے ہاتھوں کی تالی کی آواز سنی، پھر انھوں نے کہا: میں خود رسول اللہ ﷺ کی ہدیوں کے قلادے بٹتی تھی، پھر آپ ﷺ ان کو بھیج دیتے اور کوئی چیز بھی آپ ﷺ پر حرام نہیں ہوتی تھی۔ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ پر کوئی ایسی چیز حرام نہیں ہوتی تھی جو احرام والے آدمی پر اپنی بیوی کے سلسلے میں حرام ہوتی ہے، یہاں تک کہ لوگ لوٹ آتے تھے۔

(٤٦٠٨)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَا يَدَعُ حَاجَةً لَهُ إِلَى امْرَأَةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْحَاجُّ۔ (مسند احمد: ٢٥٢١٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی ہدیوں کے قلادے بٹتی تھی اور آپ ﷺ اپنی بیوی سے اپنی حاجت پوری کرنے کو ترک نہیں کرتے تھے، یہاں تک حجاج کرام لوٹ آتے تھے۔

(٤٦٠٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ لَا يَعْتَزِلُ شَيْئًا وَلَا يَتْرُكُهُ، إِنَّا لَا نَعْلَمُ الْحَرَامَ يُحِلُّهُ إِلَّا الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٦٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی ہدی کے قلادے اپنے ہاتھوں سے بٹتی تھی، پھر آپ ﷺ نہ کسی چیز سے الگ ہوتے اور نہ اس کو چھوڑتے تھے، ہم تو یہی جانتے تھے کہ محرم کو حلال کرنے والی چیز بیت اللہ کا طواف ہے۔

فوائد:...... اس جگہ حرام سے مراد محرم ہے اور مقصد یہ ہے کہ حج یا عمرہ کے لیے احرام باندھنے والا بیت اللہ کا طواف کرے تو پھر اس کے لیے وہ چیزیں حلال ہوتی ہیں جو احرام کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں۔ بیت اللہ کی طرف قربانی

(٤٦٠٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٦٦، ومسلم: ١٣٢١ (انظر: ٢٤٩٥٦)

(٤٦٠٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٦٦، ومسلم: ١٣٢١ (انظر: ٢٤٧١٠)

(٤٦٠٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٦٦، ومسلم: ١٣٢١ (انظر: ٢٤٥٥٧)

بھیجنے والا چونکہ محرم ہی نہیں اس لیے اس پر احرام والی کوئی پابندی بھی نہیں۔

(٤٦١٠)۔ عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَبْعَثُ بِالْبُدْنِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلٰى مَكَّةَ ، وَ أَفْتِلُ قَلَائِدَ الْبُدْنِ بِيَدَيَّ ، ثُمَّ يَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ ، قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ الْبُدْنُ مَكَّةَ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٦٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف قربانیاں بھیجتے تھے اور میں اپنے ہاتھوں سے ان کے قلادے بٹتی تھی، پھر آپ ﷺ ان قربانیوں کے مکہ مکرمہ تک پہنچنے سے پہلے وہ امور کرتے تھے، جو حلال آدمی کرتا ہے۔

(٤٦١١)۔ عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ : كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيَّ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْغَنَمِ ، ثُمَّ لَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ۔ (مسند احمد: ٢٦٧٨٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: گویا کہ میں اب بھی اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی بکریوں کے قلادے بٹتی ہوئی دیکھ رہی ہوں، (پھر آپ ﷺ ان کو مکہ مکرمہ بھیجتے اور) کسی چیز سے نہیں رکتے تھے۔

(٤٦١٢)۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّ نَبِيَّ اللّٰه ﷺ كَانَ يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ ، ثُمَّ لَا يَصْنَعُ مَا يَصْنَعُ الْمُحْرِمُ۔ (مسند احمد: ٢٥٤٨٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہدیاں بھیج دیتے، لیکن ان امور سے اجتناب نہ کرتے تھے، جن سے محرم رکتا ہے۔

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی قربانی کے جانور مکہ مکرمہ کی طرف بھیج کر خود اپنی رہائش گاہ پر ہی مقیم رہے گا تو اس پر احرام سے متعلقہ کسی چیز کی کوئی پابندی نہیں ہوگی۔

مَنْ رَوٰى مَا يُعَارِضُ ذٰلِكَ
مذکورہ بالا مسئلے کے متعارض روایات

(٤٦١٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فَقُدَّ قَمِيْصُهُ مِنْ جَيْبِهِ حَتّٰى أَخْرَجَهُ مِنْ رِجْلَيْهِ ، فَنَظَرَ الْقَوْمُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ کے گریبان سے آپ ﷺ کی قمیص کو پھاڑا گیا اور پھر آپ ﷺ نے اس کو اپنے پاؤں کی طرف سے اتار دیا، جب

(٤٦١٠) تخريج: انظر الحديث السابق

(٤٦١١) تخريج: أخرجه البخارى: ١٧٠٣، ومسلم: ١٣٢١ (انظر: ٢٦٢٥٩)

(٤٦١٢) تخريج: حديث صحيح ، انظر الحديث السابق.

(٤٦١٣) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الرحمن بن عطاء ليس بذاك القوى، ثم قد اختلف عليه فى اسناده، أخرجه الطحاوى: ٢/ ١٣٨، ٢٦٤ (انظر: ١٥٢٩٨)

((إِنِّي أَمَرْتُ بِبُدْنِي الَّتِي بَعَثْتُ بِهَا أَنْ تُقَلَّدَ الْيَوْمَ وَ تُشَعَرَ الْيَوْمَ عَلٰى مَاءِ كَذَا وَ كَذَا، فَلَبِسْتُ قَمِيصًا وَ نَسِيتُ فَلَمْ أَكُنْ أُخْرِجُ قَمِيصِي مِنْ رَأْسِي۔)) وَ كَانَ قَدْ بَعَثَ بِبُدْنِهِ وَ أَقَامَ بِالْمَدِينَةِ۔ (مسند احمد: ١٥٣٧٢)

لوگوں نے تعجب کے ساتھ آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دراصل میں نے حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں پانی پر آج کے دن میری ہدیوں کو قلادے ڈالے جائیں اور ان کو اشعار کیا جائے، جبکہ میں نے بھول کر قمیص پہنی ہوئی تھی، اب (جب یاد آیا تو) میں نے اس کو سر کی سمت سے تو نہیں اتارنا تھا۔'' آپ ﷺ خود مدینہ منورہ میں مقیم تھے، لیکن ہدی کے جانور مکہ مکرمہ کی طرف بھیجے تھے۔

فوائد:...... یہ روایت ضعیف ہے، پچھلے باب میں مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔

عَدَمُ إِبْدَالِ الْهَدْيِ الْمُعَيَّنِ فَإِنْ لَمْ يُوْجَدْ وَ كَانَ مِنَ الْإِبِلِ يُبَدَّلُ بِسَبْعِ شِيَاهٍ

ہدی کے معیّن جانور کو تبدیل نہ کرنا، اگر وہ نہ پایا جائے، جبکہ وہ اونٹ ہو تو اس کے متبادل سات بکریاں ہوں گی

(٤٦١٤)۔ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَهْدٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بُخْتِيَّةً، أُعْطِيَ بِهَا ثَلَاثَمِئَةِ دِينَارٍ، فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَهْدَيْتُ بُخْتِيَّةً لِي، أُعْطِيتُ بِهَا ثَلَاثَمِئَةِ دِينَارٍ، فَأَنْحَرُهَا، أَوْ أَشْتَرِي بِثَمَنِهَا بُدْنًا؟ قَالَ: ((لَا، وَ لٰكِنِ انْحَرْهَا إِيَّاهَا۔)) (مسند احمد: ٦٣٢٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خراسانی اونٹ بطورِ ہدی بھیجا، لیکن جب ان کو تین سو دینار کی قیمت کی پیشکش کی گئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنا ایک خراسانی اونٹ بطورِ ہدی بھیجا ہے اور اب مجھے اس کی قیمت میں تین سو دینار دیئے جا رہے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ کیا میں اسی کو نحر کروں یا اس کی قیمت کا کوئی اور اونٹ خرید لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اسی کو نحر کر۔''

(٤٦١٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنَّ عَلَيَّ بَدَنَةً، وَ أَنَا مُوسِرٌ لَهَا، وَلَا أَجِدُهَا، فَأَشْتَرِيهَا؟ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبْتَاعَ سَبْعَ شِيَاهٍ،

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھ پر ایک اونٹ ہے اور اب میں مالی طور پر اس کی گنجائش بھی رکھتا ہوں، لیکن وہ مجھے مل نہیں رہا، کہ میں اسے خرید لوں آپ ﷺ نے اس کو حکم

(٤٦١٤) تخريج: اسناده ضعيف، جهم ابن الجارود، فيه جهالة، ولا يعرف لجهم سماع من سالم، أخرجه أبوداود: ١٧٥٦ (انظر: ٦٣٢٥)

(٤٦١٥) تخريج: اسناده ضعيف، عطاء الخراساني صاحب اوهام كثيرة، ثم هو لم يسمع من ابن عباس شيئا؛ وابن جريج مدلس، وقد عنعن، أخرجه ابن ماجه: ٣١٣٦ (انظر: ٢٨٣٩)

فَيَذْبَحَهُنَّ۔ (مسند احمد: ٢٨٣٩)

دیا کہ سات بکریاں خرید کر ان کو ذبح کر دے۔‘‘

اَلْاِشْتِرَاكُ فِي الْهَدْيِ وَ أَنَّ الْبُدْنَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ تُجْزِئُ عَنْ سَبْعَةٍ

ہدی میں اشتراک اور ہدی میں اونٹ اور گائے کا سات سات افراد سے کفایت کرنا

(٤٦١٦)۔ عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَحَرْنَا الْبَعِيرَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ۔ (مسند احمد: ١٤٢٧٨)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیا اور اونٹ کو بھی سات افراد کی طرف سے اور گائے کو بھی سات افراد کی طرف سے ذبح کیا۔

(٤٦١٧)۔ عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَ الْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ۔ (مسند احمد: ١٤١٦٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں سے سات سات افراد اونٹ اور گائے میں شریک ہو سکتے ہیں۔

(٤٦١٨)۔ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَاقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ سَبْعِيْنَ بَدَنَةً، قَالَ: فَنَحَرَ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ۔ (مسند احمد: ١٤٤٥١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ والے سال ستر اونٹ لے کر گئے تھے، نیز انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے اس موقع پر سات افراد کی طرف سے ایک اونٹ ذبح کروایا تھا۔

(٤٦١٩)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَحَرْنَا بِالْحُدَيْبِيَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ۔ (مسند احمد: ١٤١٧٣)

(دوسری سند) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سات افراد کی طرف اونٹ نحر کیا اور سات افراد کی طرف سے ہی گائے ذبح کی۔

فوائد:......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گائے اور اونٹ سات سات افراد کی طرف سے کفایت کرتے ہیں، لیکن حدیث نمبر (۴۶۸۴) میں ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ دس افراد کی طرف سے اونٹ ذبح کیا گیا۔

ان احادیث میں جمع و تطبیق کی ایک صورت یہ ہے کہ ہدی کے موقع پر اونٹ میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں اور قربانی کے موقع پر دس، امام شوکانی رحمہ اللہ نے اسی صورت کو اختیار کیا ہے، دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اونٹ میں سات افراد کا شریک ہونا افضل و مستحب ہے، لیکن دس کا شریک ہونا بھی جائز ہے۔

(٤٦١٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣١٨ (انظر: ١٤٢٢٩)

(٤٦١٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٢١٣، ٢٦٤٨ (انظر: ١٤١١٦)

(٤٦١٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣١٨، وأبوداود: ٢٨٠٩ (انظر: ١٤٣٩٨)

(٤٦١٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٤٦٢٠)۔ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيهَا۔ (مسند احمد: ١٤٤٧٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے ساتھ عمرہ بھی کیا اور ایک ایک گائے سات سات افراد کی طرف سے ذبح کی، یعنی سات افراد ایک گائے میں شریک ہوئے۔

(٤٦٢١)۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ حَذْفٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: شَرَّكَ (وَفِي لَفْظٍ أَشْرَكَ) رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْبَقَرَةِ عَنْ سَبْعَةٍ۔ (مسند احمد: ٢٣٨٤٦)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے مابین سات افراد کو ایک گائے میں شریک کیا۔

(٤٦٢٢)۔ عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ قُلْتُ: الْجَزُوْرُ وَالْبَقَرَةُ تُجْزِئُ عَنْ سَبْعَةٍ؟ قَالَ: قَالَ: يَا شَعْبِيُّ! وَلَهَا سَبْعَةُ أَنْفُسٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ يَزْعُمُوْنَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَنَّ الْجَزُوْرَ وَ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لِرَجُلٍ: أَكَذَاكَ يَا فُلَانُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَا شَعَرْتُ بِهٰذَا۔ (مسند احمد: ٢٣٨٧٤)

مجالد بن سعید کہتے ہیں: شعبی نے مجھے بیان کیا کہ انھوں نے کہا: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا اور کہا: کیا اونٹ اور گائے سات افراد کی طرف سے کفایت کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: اے شعبی! کیا اونٹ اور گائے کے سات سات نفس ہیں کہ وہ سات افراد سے کفایت کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین یہی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ مقرر کیا ہے کہ اونٹ اور گائے میں سات افراد شریک ہوں گے، یہ سن کر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اے فلاں آدمی! کیا معاملہ اسی طرح ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: مجھے تو اس کا پتہ نہ چل سکا۔

(٤٦٢٣)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجَيَّةَ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ (عَلِيًّا) عَنِ الْبَقَرَةِ۔ فَقَالَ: عَنْ سَبْعَةٍ فَقَالَ: مَكْسُوْرَةُ الْقَرْنِ، فَقَالَ: لَا يَضُرُّكَ۔ قَالَ: الْعَرْجَاءُ، قَالَ: إِذَا

حجیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے گائے کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: سات افراد کی طرف سے، اس نے کہا: اگر سینگ ٹوٹا ہوا ہو؟ انھوں نے کہا: یہ چیز تجھے نقصان نہیں دے گی، اس نے کہا: اگر لنگڑا جانور ہو تو؟

(٤٦٢٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣١٨ (انظر: ١٤٤٢٢)
(٤٦٢١) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٣٤٥٣)
(٤٦٢٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف مجالد بن سعيد (انظر: ٢٣٤٧٨)
(٤٦٢٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ٣١٤٣، والترمذي: ١٥٠٣ (انظر: ٧٣٤)

بَلَغَتِ الْمَنْسَكَ فَاذْبَحْ، أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَ الأُذُنَ۔ (مسند احمد: ٧٣٤)

انھوں نے کہا: جب وہ قربان گاہ تک پہنچ جائے تو اس کو ذبح کر دے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم آنکھ اور کان کو غور سے دیکھیں۔

فوائد: ……سیدنا علی رضی اللہ عنہ لنگڑے جانور کے بارے میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب اس کا لنگڑا پن معمولی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ احادیث میں اس لنگڑے جانور سے منع کیا گیا ہے، جس کا لنگڑا پن واضح ہو۔

قربانی کے جانور کے عیوب پر مفصل بحث حدیث نمبر (۴۶۷۴) والے باب میں آئے گی۔

(٤٦٢٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَحَرَ عَنْ أَزْوَاجِهِ بَقَرَةً فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔ (مسند احمد: ٢٦٦٣٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی بیویوں کی طرف سے گائے ذبح کی تھی۔

فوائد: ……سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَبَحَ عَمَّنِ اعْتَمَرَ مِنْ نِسَائِهِ بَقَرَةً بَيْنَهُنَّ۔……رسول اللہ ﷺ نے اپنی ان بیویوں کی طرف سے گائے ذبح کی تھی، جنھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا تھا۔ (ابوداود: ۱۷۵۱، ابن ماجہ: ۳۱۳۳)

(٤٦٢٥)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً فِيْ حَجَّتِهِ۔ (مسند احمد: ١٥١١٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے حج کے موقع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے گائے ذبح کی تھی۔

(٤٦٢٦)۔ عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ، زَعَمَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَسَمَ غَنَمًا يَوْمَ النَّحْرِ فِي أَصْحَابِهِ ، وَ قَالَ: اذْبَحُوهَا لِعُمْرَتِكُمْ ، فَإِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْكُمْ ، فَأَصَابَ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ تَيْسٌ۔ (مسند احمد: ٢٨٠٢)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نحر والے دن اپنے صحابہ میں بکریاں تقسیم کیں اور فرمایا: ''ان کو اپنے عمرے کے لیے ذبح کرو، یہ تم سے کفایت کریں گی۔'' اس دن سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک سال کا بکرا ملا تھا۔

(٤٦٢٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٩٤، ٥٥٤٨، ٥٥٥٩، ومسلم: ١٢١١ (انظر: ٢٦١٠٩)

(٤٦٢٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣١٩ (انظر: ١٥٠٤٤)

(٤٦٢٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخارى (انظر: ٢٨٠٢)

رُكُوبُ الْبُدْنِ الْمُهْدَاةِ

ہدی والے اونٹ پر سوار ہونے کا بیان

(٤٦٢٧)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَمِّهِ ، قَالَ : قَالَ عَلِيٌّ وَ سُئِلَ : يَرْكَبُ الرَّجُلُ هَدْيَهُ؟ فَقَالَ : لا بَأْسَ بِهِ ، قَدْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمُرُّ بِالرِّجَالِ يَمْشُونَ فَيَأْمُرُهُمْ يَرْكَبُونَ هَدْيَهُ ، وَ هَدْيَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : وَ لا تَتَّبِعُونَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْ سُنَّةِ نَبِيِّكُمْ ﷺ۔ (مسند احمد: ٩٧٩)

عبید اللہ اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا آدمی اپنی ہدی پر سوار ہو سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چلنے والے لوگوں کے پاس سے گزرتے اور ان کو حکم دیتے کہ وہ میری ہدی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی پر سوار ہو جائیں، پھر انھوں نے کہا: تمہارے نبی کی سنت سے زیادہ فضیلت والی کوئی چیز نہیں ہے کہ جس کی تم پیروی کر سکو۔

(٤٦٢٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً ، قَالَ : ((ارْكَبْهَا وَ يْحَكَ۔)) قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ((ارْكَبْهَا وَ يْحَكَ)) (مسند احمد: ٧٤٤٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ ہدی والے اونٹ کو ہانک رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''تو ہلاک ہو جائے، اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے کہا: یہ تو ہدی کا جانور ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''او تو ہلاک ہو جائے، اس پر سوار ہو جا۔''

(٤٦٢٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) بنحوه وزَادَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يُسَايِرُ النَّبِيَّ ﷺ وَ فِي عُنُقِهَا نَعْلٌ۔ (مسند احمد: ٧٧٢٣)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے اس بندے کو دیکھا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور اس کی سواری کی گردن میں جوتا تھا۔

(٤٦٣٠)۔ وَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ بِدُونِ الزِّيَادَةِ۔ (مسند احمد: ١١٩٨١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں دوسرے طریق والی زیادتی نہیں ہے۔

(٤٦٢٧) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٩٧٩)

(٤٦٢٨) تخريج: أخرجه البخارى: ١٧٠٦ ، ومسلم: ١٣٢٢ (انظر: ٧٤٥٤)

(٤٦٢٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٤٦٣٠) تخريج: أخرجه البخاري: ١٦٩٠، ومسلم: ١٣٢٣ (انظر: ١١٩٥٩)

(٤٦٣١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَ قَدْ سُئِلَ عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِرْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا۔)) (مسند احمد: ١٤٥٢٧)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہدی کے جانور پر سوار ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا: ''اگر تو مجبور ہو جائے تو معروف طریقے کے ساتھ اس پر سوار ہو جا، یہاں تک کہ تو کوئی اور سوار پا لے۔''

فوائد: ......اصل تو یہی ہے کہ ہدی کا اونٹ آگے آگے خالی جائے، اس پر بوجھ لدا ہوا ہو نہ اس پر سواری کی جا رہی ہو، یہ اس کے احترام کا تقاضا ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ کی سواری کی اونٹنی اور تھی اور قربانی کے اونٹ الگ تھے، لیکن جب کوئی شخص تنگ دست ہو، اس کے پاس ایک ہی اونٹ ہو، جس کو وہ بطورِ ہدی پیش کرنا چاہتا ہو، جب کہ فاصلہ بعید ہو تو ایسے جانور پر سواری کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، آخری حدیث سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ مجبوری کی صورت میں ایسے جانور پر سواری کرنی چاہیے اور مجبوری سے مراد سواری کا نہ ہونا ہے، نہ کہ چلنے سے بالکل عاجز آ جانا، البتہ سواری کرتے وقت اس جانور کا احترام قائم رکھے، یعنی نہ اسے بھگائے، نہ مارے، نہ سب و شتم کرے، بلکہ اس کو اپنی مرضی کے مطابق چلنے دے اور جب وہ تھک جائے تو آرام کرنے دے۔

احناف نے ایسے جانور پر سواری کرنے کے لیے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ شخص چلنے سے عاجز آ چکا ہو اور چل نہ سکتا ہو، لیکن اس موضوع سے متعلقہ احادیثِ مبارکہ سے اس قید کو کشید نہیں کیا جا سکتا، خاص طور پر اس باب کی پہلی حدیث کہ آپ ﷺ ان لوگوں کو اپنے ہدی والے اونٹوں پر سوار ہو جانے کا حکم فرماتے جو پیدل چل رہے ہوتے تھے۔

اَلْهَدْيُ يَعْطِبُ قَبْلَ الْمَحَلِّ
ہدی کا اپنے محل تک پہنچنے سے پہلے تھک جانا

(٤٦٣٢)۔ عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: حَجَجْتُ أَنَا وَ سِنَانُ بْنُ سَلَمَةَ، وَ مَعَ سِنَانٍ بَدَنَةٌ، فَأَزْحَفَتْ عَلَيْهِ، فَعَيَّ بِشَأْنِهَا، فَقُلْتُ: لَئِنْ قَدِمْتُ مَكَّةَ لَأَسْتَبْحِثَنَّ عَنْ هٰذَا، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ، قُلْتُ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، وَ عِنْدَهُ جَارِيَةٌ، وَ كَانَ لِي

موسی بن سلمہ کہتے ہیں: میں نے اور سنان بن سلمہ نے حج کیا، سنان کے پاس ہدی کا اونٹ تھا، ہوا یوں کہ وہ اونٹ تھک کر کھڑا ہو گیا اور چلنے سے عاجز آ گیا، میں نے کہا: جب میں مکہ مکرمہ پہنچوں گا تو اس کے بارے میں تحقیق کروں گا، پس جب ہم مکہ میں آئے تو میں نے اس سے کہا: تم ہم کو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس لے کر چلو، پس ہم ان کے پاس گئے، جبکہ ان کے پاس ایک لونڈی تھی، میری دو ضرورتیں تھیں اور میرے

(٤٦٣١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٢٤، وأبوداود: ١٧٦١ (انظر: ١٤٤٧٣)

(٤٦٣٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٢٥ (انظر: ٢٥١٨)

حَـاجَتَـان، وَ لِصَاحِبِيْ حَاجَةٌ، فَقَالَ: أَلَا أُخْـلِيكَ! قُـلْـتُ: لا، فَـقُلْتُ: كَانَتْ مَعِي بَـدَنَةٌ فَـأَزْحَفَتْ عَلَيْنَا، فَقُلْتُ: لَئِنْ قَدِمْتُ مَـكَّةَ، لَأَسْتَبْـحِثَـنَّ عَـنْ هٰـذَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّـاسٍ: بَـعَـثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِـالْبُدْنِ مَعَ فُلَانٍ، وَ أَمَّـرَهُ فِيْهَـا بَـأَمْـرِهِ، فَـلَمَّا قَفَّا، رَجَعَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا أَصْنَعُ بِمَا أَزْحَفَ عَـلَيَّ مِنْهَا! قَالَ: ((اِنْحَرْهَا وَاصْبُغْ نَـعْلَهَا فِيْ دَمِهَا، وَاضْرِبْهُ عَلٰى صَفْحَتِهَا، وَ لا تَـأْكُـلْ مِـنْهَـا أَنْـتَ، وَ لا أَحَدٌ مِنْ رُفْقَتِكَ۔)) (مسند احمد: ٢٥١٨)

ساتھی کی ایک ضرورت تھی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: کیا میں تجھے علیحدگی میں لے جاؤں؟ میں نے کہا: جی نہیں، بس ایک سوال کرنا ہے کہ میرے پاس ایک اونٹ تھا اور وہ تھک کر کھڑا ہو گیا، میں نے کہا: میں مکہ پہنچ کر اس کے بارے میں تحقیق کروں گا، انھوں نے جواباً کہا: رسول اللہ ﷺ نے فلاں آدمی کے ساتھ ہدی کے اونٹ بھیجے تھے اور اس کو ان کا امیر بنایا تھا، جب وہ آدمی پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو واپس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! جو اونٹ تھک کر کھڑا ہو جائے (اور چلنے سے عاجز آ جائے)، میں اس کے ساتھ کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو نحر کر دینا اور اس کے جوتے کو اس کے خون میں رنگ کر اس کے پہلو پر رکھ دینا اور نہ تو نے اس سے کھانا ہے اور نہ تیری جماعت کے کسی فرد نے کھانا ہے۔''

(٤٦٣٣)۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ الـلّٰهِ ﷺ بَـعَـثَ بِثَـمَـانِـيْ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُـلٍ، فَـأَمَّـرَهُ فِيْهَـا بِأَمْرِهِ، فَانْطَلَقَ، ثُمَّ رَجَـعَ إِلَيْـهِ فَـقَـالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ أَزْحَفَ عَلَيْنَا مِـنْهَـا شَـيْءٌ؟ فَـقَـالَ: ((اِنْحَرْهَا ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَهَا فِيْ دَمِهَا، ثُمَّ اجْعَلْهَا عَلٰى صَفْحَتِهَا وَ لا تَـأْكُـلْ مِـنْهَـا أَنْـتَ وَ لا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْـقَتِكَ۔)) قَـالَ عَبْـدَ اللّٰه: قَالَ أَبِيْ: وَلَمْ يَسْـمَـعْ إِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ مِنْ أَبِي التَّيَّاحِ إِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ١٨٦٩)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہدی کے اٹھارہ اونٹ ایک آدمی کے ساتھ بھیجے اور آپ ﷺ نے اس آدمی کو اس معاملے کا امیر بنایا، پس جب وہ چل پڑا تو پھر لوٹ آیا اور اس نے کہا: جو اونٹ تھک کر کھڑا ہو جائے، اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو ذبح کر دینا اور اس کا جوتا اس کے خون میں رنگ کر اس کے پہلو پر رکھ دینا، اور نہ تو نے اس سے کھانا ہے اور نہ تیری جماعت کے کسی فرد نے۔'' امام احمد نے کہا: اسماعیل بن علیہ نے ابو تیاح سے صرف یہ حدیث سنی ہے۔

(٤٦٣٤)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ (قَالَ: وَ كَانَ صَاحِبَ

سیدنا ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ، جو رسول اللہ ﷺ کے ہدی کے اونٹوں کے منتظم تھے، سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ

(٤٦٣٣) تخريج: انظر الحديث السابق

(٤٦٣٤) اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ١٧٦٢، وابن ماجه: ٣١٠٦، والترمذي: ٩١٠ (انظر: ١٨٩٤٣)

بُدْن رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ) قَالَ: قُلْتُ (وَفِيْ لَفْظٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!): كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ؟ قَالَ: ((اِنْحَرْهُ وَاغْمِسْ نَعْلَهُ فِيْ دَمِهِ وَاضْرِبْ صَفْحَتَهُ وَخَلِّ بَيْنَ النَّاسِ وَبَيْنَهُ فَلْيَأْكُلُوْهُ۔)) (مسند احمد: ١٩١٥١)

کے رسول! جو اونٹ چلنے سے عاجز آ جائے، میں اس کے ساتھ کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو نحر کر دینا اور اس کے جوتے کو اس کے خون میں رنگ کر اس کے پہلو پر رکھ دینا اور پھر لوگوں اور اس کے درمیان سے ہٹ جانا، تاکہ وہ اس کو کھالیں۔''

(٤٦٣٥)۔ عَنْ شَهْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي الأَنْصَارِيُّ، صَاحِبُ بُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ (فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيثِ الْمُتَقَدِّمِ وَفِيْهِ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَهُ قَالَ: رَجَعْتُ، فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا تَأْمُرُنِيْ بِمَا عَطِبَ مِنْهَا؟ قَالَ: ((اِنْحَرْهَا، ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ ضَعْهَا عَلٰى صَفْحَتِهَا، أَوْ عَلٰى جَنْبِهَا، وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ۔)) (مسند احمد: ١٦٧٢٦)

نبی کریم ﷺ کے ہدی کے اونٹوں کے منتظم انصاری صحابی بیان کرتے ہیں......، پھر سابقہ حدیث کی طرح کی روایت بیان کی ......، البتہ اس میں ہے: وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تو میں لوٹا اور کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! جو اونٹ چلنے سے عاجز آ جائے، اس کے بارے میں آپ مجھے کیا حکم فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو نحر کر دینا اور اس کے جوتے کو اس کے خون میں رنگ کر اس کے پہلو پر رکھ دینا اور نہ تو نے اس سے کھانا ہے اور نہ تیری جماعت کے کسی آدمی نے۔''

(٤٦٣٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ ذُؤَيْبًا أَبَا قَبِيْصَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ بِالْبُدْنِ (وَفِيْ لَفْظٍ بَعَثَ مَعَهُ بِبَدَنَتَيْنِ) فَيَقُوْلُ: ((إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتَ عَلَيْهِ فَانْحَرْهَا وَاغْمِسْ نَعْلَهَا فِيْ دَمِهَا وَاضْرِبْ صَفْحَتَهَا وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ رُفْقَتِكَ۔)) (مسند احمد: ١٨١٣٧)

سیدنا ابو قبیصہ ذؤیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے ساتھ ہدی کے دو اونٹ بھیجے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ان میں سے کوئی جانور تھک کر چلنے سے عاجز آ جائے اور تو اس کے بارے میں ڈرنے لگے تو اس کو نحر کر دینا اور اس کے جوتے کو اس کے خون میں رنگ کر اس کے پہلو پر رکھ دینا اور نہ تو نے خود اس سے کھانا ہے اور نہ تیری جماعت کے کسی فرد نے۔''

(٤٦٣٧)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ الثُّمَالِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْهَدْيِ يَعْطَبُ؟

سیدنا عمرو بن خارجہ ثمالی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے چلنے سے عاجز آ جانے والی ہدی کے

(٤٦٣٥) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ١٦٦٠٩)

(٤٦٣٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٢٦ (انظر: ١٧٩٧٤)

(٤٦٣٧) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٧/ ٨٨ (انظر: ١٧٦٦٧)

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنْحَرْ وَاصْبُغْ نَعْلَهُ فِيْ دَمِهِ وَاضْرِبْ بِهِ عَلٰى صَفْحَتِهِ، أَوْ قَالَ: عَلٰى جَنْبِهِ، وَ لَا تَأْكُلَنَّ مِنْهُ شَيْئًا أَنْتَ وَ لَا أَهْلُ رُفْقَتِكَ۔)) (مسند احمد: ١٧٨١٨)

بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو نحر کر دینا اور اس کے جوتے کو اس کے خون میں رنگ کر اس کے پہلو پر رکھ دینا اور ہرگز نہ تو نے اس سے کھانا ہے اور نہ تیری جماعت کے کسی فرد نے۔''

فوائد: ......ان روایات میں ان جوتوں کا ذکر ہے، جو ہدی کے جانوروں کو بطورِ قلادہ ڈالے گئے تھے، ذبح کے بعد یہ خاص انداز اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آس پاس کے لوگوں کو یا اس جماعت کے بعد گزرنے والوں کو پتہ چل جائے کہ یہ مسلمان کی ہدی کا جانور تھا اور وہ بلا شک وشبہ اس کو کھالیں، ہدی کے مالک اور اس کے ہم سفر ساتھیوں کو ایسے جانور کا گوشت اس لیے کھانے سے منع کر دیا تا کہ وہ ہدی کے جانوروں کو راستے میں ذبح کرنے کے لیے حیلہ بہانہ کرنا ہی ترک کر دیں۔

نَحْرُ الْإِبِلِ قَائِمَةً مُقَيَّدَةً وَ أَكْلُ الْمُهْدِي مِنْ هَدْيِهِ وَ التَّصَدُّقُ بِجِلْدِهِ وَ جَلَالِهِ وَ عَدَمُ إِعْطَاءِ شَيْءٍ مِنْهُ لِلْجَازِرِ فِي أُجْرَتِهِ

اونٹ کو کھڑا کر کے اور باندھ کر نحر کرنا، ہدی لے جانے والے کا اپنی ہدی کا گوشت کھانا اور اس کے چمڑے اور پالان وغیرہ کو صدقہ کر دینا اور اس میں کوئی چیز قصاب کو اجرت میں نہ دینا

(٤٦٣٨)۔ عَنْ زِيَادِبْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ بِمِنًى فَمَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَنْحَرُ بَدَنَةً، وَهِيَ بَارِكَةٌ، فَقَالَ: ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً، سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ (مسند احمد: ٤٤٥٩)

زیاد بن جبیر کہتے ہیں: میں منیٰ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا، جب وہ ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو ہدی کو بٹھا کر نحر کر رہا تھا تو انھوں نے کہا: اس کو اٹھا اور (اس وقت ذبح کر) جب یہ کھڑی اور باندھی ہوئی ہو اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کر۔

فوائد: ......اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑے جانور کو گلے میں چھرا وغیرہ گھونپ دیا جاتا ہے، جب کافی حد تک بہہ جاتا ہے تو جانور خود بخود گر پڑتا ہے، پھر اسے ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اونٹ میں مسنون عمل نحر ہے، تاہم بوقتِ ضرورت ذبح کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

(٤٦٣٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ فِيْ صِفَةِ حَجِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَكَانَتْ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِيْ أَتٰى بِهِ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ مِنَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے حج کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: آپ ﷺ کے ہدی کے جانوروں کی کل تعداد سو (١٠٠) تھی، بعض جانور سیدنا علی رضی اللہ عنہ

(٤٦٣٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١٧١٣، و مسلم: ١٣٢٠ (انظر: ٤٤٥٩)

(٤٦٣٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٢١٨ (انظر: ١٤٤٤٠)

الْيَمَنِ، وَالَّذِيْ أَتَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِئَةً، فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ ثَلَاثَةً وَ سِتِّيْنَ ثُمَّ أَعْطَى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ، وَ أَشْرَكَهُ فِيْ هَدْيِهِ، ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ، فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ، فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَ شَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا۔ (مسند احمد: ١٤٤٤٩)

یمن سے لائے تھے اور کچھ جانور آپ ﷺ خود لے کر گئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے تریسٹھ جانور ذبح کیے، پھر باقی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیے اور انھوں نے ان کو ذبح کیا، آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ہدیوں میں شریک کیا تھا، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر اونٹ سے ایک ٹکڑا لیا جائے اور ان کو ہنڈیاں میں پکایا جائے، پھر ان دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور ان کا شوربا پیا۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے تمام اونٹوں کا کچھ نہ کچھ حصہ کھانے کا اہتمام کیا۔

(٤٦٤٠)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ لَهَا۔ وَ حَاضَتْ بِسَرِفَ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ، قَالَ لَهَا: ((اِقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ۔)) قَالَتْ: فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى أُتِيتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ، قُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: ضَحّٰى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ بِالْبَقَرِ۔ (مسند احمد: ٢٤٦١٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے سرف مقام پر حائضہ ہو گئیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تو باقی حاجیوں کی طرح مناسکِ حج ادا کرتی رہ، البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کر۔'' وہ کہتی ہیں: جب میں مِنٰی میں تھی تو میرے پاس گائے کا گوشت لایا گیا، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف گائے قربان کی ہے۔

(٤٦٤١)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مَعَهُ بِهَدْيِهِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِلُحُومِهَا وَجُلُوْدِهَا وَ أَجِلَّتِهَا۔ (مسند احمد: ٨٩٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ اپنی ہدیاں بھیجیں اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ ان کے گوشت، چمڑوں اور پالانوں وغیرہ کو صدقہ کر دیں۔

فوائد:...... ہدی اور قربانی کے جانوروں کی کوئی چیز نہ بیچی جا سکتی ہے اور نہ کسی احسان کے عوض میں دی جا سکتی ہے، مالک اپنا حصہ کھا لینے یا ذخیرہ کر لینے کے بعد تمام گوشت اور چمڑے، پالانیں اور رسیاں وغیرہ صدقہ کر دے گا۔

(٤٦٤٢)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا نَحَرَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تیس جانوروں

(٤٦٤٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٤٨، ٥٥٥٩، ومسلم: ١٢١١ (انظر: ٢٤١٠٩)
(٤٦٤١) تخريج: أخرجه البخاري: ١٧١٧، ومسلم: ١٣١٧ (انظر: ٨٩٤)
(٤٦٤٢) تخريج: انظر الحديث السابق

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُـدْنَهُ نَحَرَ بِيَدِهِ ثَلاثِيْنَ، وَ أَمَـرَنِـي فَنَحَرْتُ سَائِرَهَا، وَقَالَ: ((اِقْسِمْ لُـحُوْمَهَا بَيْنَ النَّاسِ وَ جُلُودَهَا وَ جِلَالَهَا، وَ لا تُـعْـطِيَـنَّ جَازِرًا مِنْهَا شَيْئًا۔)) (مسند أحمد: ١٣٧٤)

کو خود نحر کیا اور پھر مجھے حکم دیا اور میں نے باقی اونٹ نحر کیے، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''ان کے گوشت، چمڑوں اور جلّوں وغیرہ کو لوگوں میں تقسیم کر دے اور ان میں سے کوئی چیز قصاب کو ہرگز نہ دے۔''

فوائد: ......حدیث نمبر (۴۶۳۹) کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے تریسٹھ اونٹ نحر کیے اور باقی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کیے، یہ حدیث زیادہ صحیح ہے، لہٰذا اسی کو ترجیح دی جائے۔

پہلی حدیث صحیح مسلم کی اور بلا شبہ صحیح ہے۔ اس لیے توجیہ ممکن ہو تو وہ کرنی چاہیے اس جگہ توجیہ ممکن ہے کہ تیس (۳۰) اونٹ خود نحر کیے اور تریسٹھ میں سے باقی تینتیس (۳۳) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے ساتھ کیے، اس لیے باقی کو ایک روایت کے مطابق ان کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

قصاب کو اس کے کام کی مزدوری الگ سے دی جائے گی، اس کی مکمل مزدوری کے بعد اس کو گوشت دیا جا سکتا ہے، لیکن بیچ میں قطعی طور پر یہ سبب نہ ہو کہ اس نے جانور ذبح اور صاف کیے ہیں، قصاب کو شرعی مسئلہ سمجھا کر اس کے ساتھ واضح طور پر معاہدہ ہونا چاہیے، کیونکہ عام طور پر یہ لوگ کام کاج کی وجہ سے اپنے آپ کو گوشت لینے کا مستحق سمجھتے ہیں۔

(٤٦٤٣)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقُوْمَ عَلَى بُدْنِهِ: وَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِلُحُوْمِهَا وَ جُلُوْدِهَا وَ أَجِلَّتِهَا، وَأَنْ لا أُعْطِيَ الْجَازِرَ مِنْهَا، قَالَ: نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا۔ (مسند احمد: ١٣٢٥)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کے ہدی کے جانوروں کی نگرانی کروں اور ان کے گوشت، چمڑوں اور پالانوں کو صدقہ کر دوں اور ان میں سے کوئی چیز قصاب کو نہ دوں۔ ہم لوگ اپنے پاس سے قصاب کی اجرت دیتے تھے۔

(٤٦٤٤)۔ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ (وَفِيْ لَفْظٍ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ) فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ لا تَأْكُلُوا الأَضَاحِيَّ فَوْقَ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ لِتَسَعَكُمْ، وَ إِنِّيْ أُحِلُّهُ لَكُمْ فَكُلُوْا مِنْهُ مَا شِئْتُمْ، وَ لا تَبِيعُوا لُحُومَ

سیدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''میں نے تم لوگوں کو یہ حکم دیا تھا کہ تم دنوں سے زیادہ قربانیوں کا گوشت نہیں کھا سکتے، تاکہ وہ گوشت تم سب کو کفایت کرے، اب میں تمہارے لیے اس چیز کو حلال کرتا ہوں، اب جب تک چاہو تو اس گوشت کو کھا سکتے

(٤٦٤٣) تخريج: انظر الحديث السابق

(٤٦٤٤) تخريج: اسناده ضعيف، ابن جريج مدلس وقد عنعن، وزبيد بن الحارث لم يلق احدا من الصحابة، فهو منقطع، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ٧ (انظر: ١٦٢١١)

الْهَدْيِ وَالأَضَاحِيِّ، فَكُلُوْا وَ تَصَدَّقُوْا وَاسْتَمْتِعُوا بِجُلُوْدِهَا، وَ لا تَبِيعُوهَا، وَ إِنْ أُطْعِمْتُمْ مِنْ لَحْمِهَا فَكُلُوْا إِنْ شِئْتُمْ)) وَقَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَالآنَ فَكُلُوْا وَ اتَّجِرُوا وَادَّخِرُوْا۔)) (مسند احمد: ١٦٣١٢)

ہو، البتہ ہدی اور قربانی کا گوشت بیچنا نہیں ہے، خود کھاؤ، صدقہ کرو اور ان کے چمڑوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہو، ان کو بھی بیچ نہیں سکتے اور اگر تم کو ایسا گوشت کھلایا جائے تو کھا لیا کرو، اگر چاہو تو۔'' جو روایت سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس اب کھاؤ، صدقہ کرو اور ذخیرہ کرو۔''

(٤٦٤٥)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: إِنَّا كُنَّا نَتَزَوَّدُ مِنْ وَ شِيْقِ الْحَجِّ، حَتَّى يَكَادَ يَحُوْلُ عَلَيْهِ الْحَوْلُ۔ (مسند احمد: ١١٨٢٩)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم لوگ حج کی ہدی کے جانوروں کے گوشت کے پارچے بنا کر یا گوشت کو کچھ ابال کر سفروں میں زادِ راہ کے طور پر لے جاتے تھے اور قریب ہوتا تھا کہ ان پر پورا سال گزر جائے۔

(٤٦٤٦)۔ عَنْ جَابِرٍ: كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْهَدْيِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ۔ (مسند احمد: ١٤٣٧٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم عہد نبوی میں ہدیوں کا گوشت مدینہ منورہ تک زادِ راہ میں رکھتے تھے۔

(٤٦٤٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَكَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْقَدِيدَ بِالْمَدِيْنَةِ مِنْ قَدِيْدِ الأَضْحٰى۔ (مسند احمد: ١٤٥٦٣)

(دوسری سند) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مکہ مکرمہ میں کی گئی قربانیوں) کے پارچے مدینہ منورہ میں کھاتے تھے۔

فوائد: ...... پہلے تو نبی کریم ﷺ نے قربانیوں کا گوشت تین دنوں سے زائد ذخیرہ کرنے سے منع کر دیا تھا، لیکن پھر مستقل طور پر اس کی اجازت دے دی تھی، بہر حال ایسے جانور کے گوشت کی کچھ مقدار مستحق لوگوں کو دی جائے اور باقی ذخیرہ کی جا سکتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ﴾ (سورۂ حج: ٢٨)

''تم خود ان قربانیوں میں سے کھاؤ اور فاقہ کش و تنگ دست فقیر کو بھی کھلاؤ۔''

(٤٦٤٥) تخريج: اسناده قوی (انظر: ١١٨٠٧)

(٤٦٤٦) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٩٨٠، ٥٤٢٤، ومسلم: ١٩٧٢ (انظر: ١٤٣١٩)

(٤٦٤٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

اَلْأُضْحِيَةُ وَالْحَثُّ عَلَيْهَا وَ فَضْلُهَا وَ حُكْمُهَا

قربانی، اس پر ابھارنا اور اس کی فضیلت اور حکم

(٤٦٤٨)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: قُلْتُ:۔ أَوْ قَالُوْا۔ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الأَضَاحِيُّ؟ قَالَ: ((سُنَّةُ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ۔)) قَالُوْا: مَا لَنَا مِنْهَا؟ قَالَ: ((بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالصُّوفُ؟ قَالَ: ((بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ۔)) (مسند احمد: ١٩٤٩٨)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔'' انھوں نے کہا: ان میں سے ہمیں کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بال کے عوض ایک نیکی۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اون کیا مسئلہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس میں سے بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی ملے گی۔''

(٤٦٤٩)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ أَبِي رَمْلَةَ حَدَّثَنَاهُ مِخْنَفُ بْنُ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَ نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ عَلٰى كُلِّ اَهْلِ بَيْتٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ أَضْحَاةٌ وَعَتِيرَةٌ۔)) قَالَ: ((تَدْرُوْنَ مَا الْعَتِيْرَةُ؟)) قَالَ ابن عون: فَلا أَدْرِي مَا رَدُّوا، قَالَ: ((هٰذِهِ الَّتِيْ يَقُولُ النَّاسُ الرَّجَبِيَّةُ:٢١٠١١)

سیدنا مخنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف کیا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! ہر سال میں ہر گھر والوں پر قربانی اور عتیرہ ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہوتا ہے؟'' ابن عون راوی کہتے ہیں: میں یہ نہیں جانتا کہ لوگوں نے اس سوال کا کیا جواب دیا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی جس کو لوگ رجبیہ کہتے ہیں۔''

فوائد: ......زکوۃ اور نمازِ عیدین کی طرح قربانی کا حکم بھی ۲ ہجری میں نازل ہوا، قربانی کی مشروعیت قرآن کریم، حدیثِ رسول اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ ''(اے پیغمبر!) آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔'' (سورۂ کوثر:۲) عتیرہ کا بیان اس کے مستقل باب میں آئے گا۔

(٤٦٥٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٤٦٤٨) تخريج: اسناده ضعيف جدا، ابو داود نفيع بن الحارث الاعمى متروك، وعائذ الله المجاشعي ضعيف، أخرجه ابن ماجه: ٣١٢٧ (انظر: ١٩٢٨٣)

(٤٦٤٩) حسن لغيره، أخرجه أبوداود: ٢٧٨٨، ابن ماجه: ٣١٢٥، والترمذى: ١٥١٨ (انظر: ٢٠٧٣١)

(٤٦٥٠) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن عياش ضعيف يعتبر به، وقد اضطرب فيه، أخرجه ابن ماجه: ٣١٢٣ (انظر: ٨٢٧٣)

اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا۔)) (مسند احمد: ٨٢٥٦)

فرمایا: ''جس نے وسعت ہونے کے باوجود قربانی نہیں کی، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔''

فوائد: …… یہ زجر و توبیخ کا ایک انداز ہے، وگرنہ نبی کریم ﷺ کی مراد یہ نہیں ہے کہ نمازِ عید کی صحت قربانی پر موقوف ہے۔

(٤٦٥١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُتِبَ عَلَيَّ النَّحْرُ ، وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ ، وَأُمِرْتُ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى ، وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِهَا۔)) (مسند احمد: ٢٩١٧)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر قربانی فرض کی گئی ہے اور تم پر فرض نہیں کی گئی، اسی طرح مجھے دو رکعت نمازِ چاشت کا حکم دیا گیا ہے اور تم کو ان کا حکم نہیں دیا گیا۔''

فوائد: …… ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ …… ''اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تا کہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دے رکھے ہیں۔'' (سورۂ حج: ۳۴)

سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا بلال اور سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہم سمیت جمہور صحابہ، سعید بن میسّب، عطاء، علقمہ اور اسود سمیت جمہور تابعین اور امام شافعی، امام مالک اور امام احمد سمیت جمہور اہل علم کا مسلک یہ ہے کہ قربانی سنتِ مؤکدہ ہے، اس کے وجوب پر دلالت کرنے والی خاص دلیل نہیں ہے۔

بلکہ امام نووی نے ''شرح المهذب'' میں کہا: سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح ثابت ہے کہ وہ اس ڈر سے قربانی نہیں کرتے تھے، تا کہ لوگ اس کو واجب نہ سمجھ لیں۔

البتہ امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی کا نظریہ یہ ہے کہ قربانی ہر صاحبِ استطاعت پر واجب ہے۔

فریقین نے مختلف نصوص کے ظاہری مفہوم سے استدلال کیا ہے، بہتر یہ ہے کہ جن دلائل سے قربانی کے وجوب کا استدلال کیا گیا ہے، ان دلائل کو استحباب پر محمول کیا جائے۔

کسی صحیح حدیث سے قربانی کے اجر و ثواب کی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی، جیسا کہ ابن عربی نے کہا: ليس في فضل الاضحية حديث صحيح۔ …… قربانی کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ امام عبد الرحمن مبارکپوری نے ابن عربی کا یہ قول نقل کرنے کے بعد کہا: الامر كما قال ابن العربي، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ …… بات ایسے ہی ہے، جیسے ابن عربی نے کہی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)

(٤٦٥١) اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي ، أخرجه الطبراني: ١١٨٠٣ (انظر: ٢٩١٧)

أَضَاحِيُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَفْسِهٖ وَ أَهْلِ بَيْتِهٖ وَ فُقَرَاءِ أُمَّتِهٖ

رسول اللہ ﷺ کی اپنی ذات، اہل بیت اور اپنی امت کے فقراء کی طرف سے قربانیاں

تنبیہ: اس باب میں قربانی کرتے وقت کی مختلف دعاؤں کا ذکر ہے، قارئین کو اپنے لیے دعا ترتیب دے لینی چاہیے، یعنی جہاں نبی کریم ﷺ نے اپنے اسم مبارک کا ذکر کیا ہے، وہاں قربانی کرنے والا اپنا نام لے گا، اسی طرح آپ ﷺ کے "عَنْ أُمَّتِيْ" اور اس سے ملتے جلتے الفاظ بھی ادا نہیں کیے جائیں گے، کیونکہ قربانی کا یہ انداز صرف آپ ﷺ اختیار کر سکتے ہیں، آگے وضاحت آ رہی ہے۔

(٤٦٥٢)۔ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا ضَحّٰى، اشْتَرٰى كَبْشَيْنِ سَمِيْنَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ (وَفِيْ لَفْظٍ مَوْجِيَّيْنِ خَصِيَّيْنِ)، فَإِذَا صَلّٰى وَ خَطَبَ النَّاسَ أُتِيَ بِأَحَدِهِمَا وَ هُوَ قَائِمٌ فِيْ مُصَلَّاهُ، فَذَبَحَهُ بِنَفْسِهِ بِالْمُدْيَةِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا عَنْ أُمَّتِيْ جَمِيْعًا، مِمَّنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيْدِ، وَ شَهِدَ لِيْ بِالْبَلَاغِ۔)) ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْآخَرِ فَيَذْبَحُهُ بِنَفْسِهِ وَ يَقُوْلُ: ((هٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ۔)) وَ يُطْعِمُهُمَا جَمِيْعًا الْمَسَاكِيْنَ، وَ يَأْكُلُ هُوَ وَ أَهْلُهُ مِنْهُمَا، فَمَكَثْنَا سِنِيْنَ لَيْسَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ يُضَحِّيْ، قَدْ كَفَاهُ اللّٰهُ الْمُؤْنَةَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ الْغُرْمَ۔ (مسند احمد: ٢٧٧٣٢)

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب قربانی کرتے تو دو موٹے تازے، سینگوں والے، چتکبرے اور خصی دنبے خریدتے، پھر جب آپ ﷺ نمازِ عید ادا کرتے اور لوگوں کو خطبہ دیتے تو ایک دنبے کو لایا جاتا جبکہ آپ ﷺ ابھی تک عید گاہ میں ہی کھڑے ہوتے، آپ ﷺ خود چھری کے ساتھ اس کو ذبح کرتے اور فرماتے: ''اے اللہ! یہ میری ساری امت کی طرف سے ہے، جنہوں نے تیری لیے توحید کی اور میرے لیے تبلیغ کی شہادت دی ہے۔'' پھر دوسرا دنبہ لایا جاتا، اس کو بھی آپ ﷺ خود ذبح کرتے اور فرماتے: ''یہ محمد (ﷺ) اور آلِ محمد (ﷺ) کی طرف سے ہے۔'' پھر آپ ﷺ یہ دونوں دنبے مسکینوں کو کھلا دیتے اور آپ ﷺ خود اور آپ ﷺ کے اہل بیت بھی ان سے کھاتے تھے۔ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر ہم نے کئی برسوں تک دیکھا کہ بنو ہاشم کا کوئی بندہ قربانی نہیں کرتا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے اس عمل کی وجہ سے ان کو قربانی کے بوجھ اور خرچ سے کفایت کر دیا تھا۔

(٤٦٥٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

(٤٦٥٢) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، على بن الحسين لم يدرك ابا رافع، ولضعف عبد الله بن محمد بن عقيل، وقد اضطرب فيه ايضا، أخرجه البزار: ١٢٠٨، والحاكم: ٢/ ٣٩١ (انظر: ٢٧١٩٠)

(٤٦٥٣) اسناده محتمل للتحسين، أخرجه أبوداود: ٢٧٩٥، وابن ماجه: ٣١٢١ (انظر: ١٥٠٢٢)

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَبَحَ يَوْمَ الْعِيْدِ كَبْشَيْنِ، ثُمَّ قَالَ حِيْنَ وَجَّهَهُمَا: ((إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَ الأَرْضَ حَنِيْفًا مُسْلِمًا وَ مَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، لا شَرِيْكَ لَهُ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ، وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ، بِسْمِ اللّٰهِ واللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ أُمَّتِهِ۔)) (مسند احمد: ١٥٠٨٦)

اللہ ﷺ نے عید کے دن دو دنبے ذبح کیے، جب آپ ﷺ نے ان کو قبلہ رخ لٹایا تو یہ دعا پڑھی: ''إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ .... بِسْمِ اللّٰهِ واللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ أُمَّتِهِ۔'' (بیشک میں نے اپنا چہرہ اس ہستی کی طرف متوجہ کیا ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اس حال میں کہ میں یک سو اور مسلمان ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، اس اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی چیز کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے پہلا ہوں، اللہ کے نام ساتھ اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے، اے اللہ! یہ جانور تیری طرف سے تھا اور تیرے لیے ہے محمد (ﷺ) اوران کی امت کی طرف سے)۔

(٤٦٥٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، وَ كَانَ يُسَمِّي وَ يُكَبِّرُ، وَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ، وَاضِعًا عَلٰى صِفَاحِهِمَا قَدَمَهُ۔ (مسند احمد: ١١٩٨٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سینگوں والے اور چتکبرے دو دنبوں کی قربانی کرتے تھے، آپ ﷺ اللہ کا نام لے کر اور تکبیر کہہ کر ذبح کرتے تھے اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے، جبکہ آپ ﷺ نے اپنا پاؤں ان کے پہلو پر رکھا ہوا ہوتا تھا۔

(٤٦٥٥)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحّٰى بِكَبْشٍ أَقْرَنَ وَ قَالَ: ((هٰذَا عَنِّيْ وَ عَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي۔)) (مسند احمد: ١١٠٦٦)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والے ایک دنبے کی قربانی کی اور فرمایا: ''هٰذَا عَنِّيْ وَ عَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي'' (یہ میری طرف سے ہے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے، جنھوں نے قربانی نہیں کی)۔

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ کا امت کے ان افراد کی طرف سے قربانی کرنا، جو قربانی نہ کر سکے تھے، یہ عمل آپ ﷺ کا خاصہ ہے اور یہ جائز نہیں ہے کہ ایک بکری ایک سے زائد گھرانوں کی طرف سے قربان کی جائے۔

(٤٦٥٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٥٨، ٥٥٦٥، ومسلم: ١٩٦٦ (انظر: ١١٩٦٠)

(٤٦٥٥) حديث صحيح، أخرجه البزار: ١٢٠٩، والحاكم: ٤/ ٢٢٨، والدارقطني: ٤/ ٢٨٤ (انظر: ١١٠٥١)

دراصل یہ نقطہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ نبی کریم ﷺ بحثیتِ سربراہِ امت اپنی امت کی طرف سے قربانی کرتے تھے، اس لیے اس صورت پر عمل کرنے کے لیے کوئی امتی اپنے حق میں اس حدیث سے کوئی استدلال کشید نہ کرے، دیکھیں کہ حدیث نمبر (۴۶۵۷) آپ ﷺ نے ایک دنبہ اپنی طرف سے، اپنے اہل کی طرف سے اور اپنی امت کی طرف سے ذبح کیا، جبکہ اپنے امتیوں کے لیے یہ قانون بنایا کہ ہر گھر کا سربراہ اپنے گھر والوں کی طرف سے کم از کم ایک قربانی کرے، دو مختلف گھرانوں والے افراد ایک قربانی میں شریک نہیں ہو سکتے اور آپ ﷺ اپنی ذات، اپنے گھر والوں اور پوری امت کی طرف سے ایک قربانی کر رہے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت کے سربراہ تھے۔

(٤٦٥٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِيْدَ الأضْحٰى، فَلَمَّا انْصَرَفَ أُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ، فَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا عَنِّي وَ عَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِيْ۔)) (مسند احمد: ١٤٨٩٨)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید الاضحیٰ ادا کی، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس ایک مینڈھا لایا گیا، جب آپ ﷺ اس کو ذبح کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا عَنِّي وَ عَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِيْ" (اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! بیشک یہ میری طرف سے ہے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے، جنھوں نے قربانی نہیں کی)۔

(٤٦٥٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِيْ سَوَادٍ، وَ يَنْظُرُ فِيْ سَوَادٍ، وَ يَبْرُكُ فِيْ سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ ثُمَّ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اسْتَحِدِّيْهَا بِحَجَرٍ۔)) فَفَعَلَتْ، ثُمَّ أَخَذَهَا وَ أَخَذَ الْكَبْشَ، فَأَضْجَعَهُ، ثُمَّ ذَبَحَهُ، وَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ۔)) ثُمَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے دنبے کا حکم دیا جو سینگوں والا ہو، اس کے پاؤں کالے ہوں، آنکھوں کے ارد گرد والی جگہ بھی کالی ہو اور پیٹ بھی کالا ہو، پس اس کو لایا گیا، تاکہ آپ ﷺ اس کی قربانی کریں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! چھری لاؤ۔" پھر فرمایا: "اس کو پتھر کے ساتھ تیز کرو۔" پس سیدہ نے ایسے ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے چھری لی اور دنبے کو پکڑا، اس کو ذبح کرنے کے لیے لٹایا اور فرمایا: "" (اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! تو محمد (ﷺ)، آلِ محمد (ﷺ) اور امتِ محمد (ﷺ) کی

(٤٦٥٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه أبو داود: ٢٨١٠، والترمذي: ١٥٢١ (انظر: ١٤٨٣٧)

(٤٦٥٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٦٧ (انظر: ٢٤٤٩١)

ضَحّٰی بِهٖ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٤٩٩٦)

طرف سے قبول فرما)۔

(٤٦٥٨)۔ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ يَذْبَحُ أُضْحِيَتَهُ بِالْمُصَلّٰى يَوْمَ النَّحْرِ، وَ ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ۔ (مسند احمد: ٥٨٧٦)

امام نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قربانی والے دن عیدگاہ میں اپنی قربانی کو ذبح کرتے تھے اور بتلاتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ایسے ہی کرتے تھے۔

فوائد: ……امام کا عیدگاہ کے میدان میں قربانی کرنا مستحب ہے۔

(٤٦٥٩)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْحَرُ يَوْمَ الْأَضْحٰى بِالْمَدِينَةِ، قَالَ: وَكَانَ إِذَا لَمْ يَنْحَرْ ذَبَحَ۔ (مسند احمد: ٦٤٠١)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں عید الاضحیٰ والے دن نحر کرتے تھے، اگر نحر نہ کرتے تو ذبح کرتے تھے۔

فوائد: ……صحیح بخاری کی روایت کا ترجمہ یہ ہے: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ میں ذبح اور نحر کرتے تھے۔

(٤٦٦٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي۔ (مسند احمد: ٤٩٥٥)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام کیا اور اس عرصے میں ہر سال قربانی کی۔

(٤٦٦١)۔ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ أَضْجَعَ أُضْحِيَتَهُ لِيَذْبَحَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلرَّجُلِ: ((أَعِنِّي عَلٰى ضَحِيَّتِي۔)) فَأَعَانَهُ۔ (مسند احمد: ٢٣٥٥٥)

ابو الخیر کہتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی کو ذبح کرنے کے لیے لٹانا چاہا اور آپ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''اس قربانی کے معاملے میں ذرا میری مدد کرنا۔'' پس اس نے آپ ﷺ کی مدد کی۔

فوائد: ……اس باب میں نبی کریم ﷺ کا اپنی ذات، اپنے اہل وعیال اور اپنی امت کی طرف سے قربانی کا ذکر ہے، نیز قربانی کرتے وقت کی دعاؤں کا بیان ہے۔

(٤٦٥٨) تخریج: أخرجه البخاری: ٩٨٢، ٥٥٥٢ (انظر: ٥٨٧٦)

(٤٦٥٩) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی: ٧/ ٢١٣، وأخرج البخاری: ٥٥٥٢ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما اخبره، قال: كان رسول الله ﷺ يذبح وينحر بالمصلى (انظر: ٦٤٠١)

(٤٦٦٠) اسناده ضعيف، فيه حجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، أخرجه الترمذی: ١٥٠٧ (انظر: ٤٩٥٥)

(٤٦٦١) تخریج: اسناده صحيح (انظر: ٢٣١٦٨)

مَا يَجْتَنِبُهُ فِي الْعَشْرِ مَنْ أَرَادَ التَّضْحِيَةَ وَ مَا يَقُوْمُ مَقَامَ الضَّحِيَّةِ لِلْفَقِيْرِ

ان امور کا بیان کہ قربانی کا ارادہ رکھنے والے ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں جن سے اجتناب کرے گا، نیز اس چیز کا بیان جو فقیر کے لیے قربانی کے قائم مقام ہوتی ہے

(٤٦٦٢)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ، فَأَرَادَ رَجُلٌ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ وَ لَا مِنْ بَشَرِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٠٠٧)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب ذوالحجہ کے پہلے دس دن شروع ہو جائیں تو قربانی کرنے کا ارادہ رکھنے والا آدمی نہ اپنے بالوں کو چھوئے اور نہ اپنے جسم کو۔''

(٤٦٦٣)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يُقَلِّمْ ((أَظْفَارَهُ))، وَلَا يَحْلِقْ شَيْئًا مِنْ شَعْرِهِ فِي الْعَشْرِ الْأُوَلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ۔)) (مسند احمد: ٢٧١٠٦)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں نہ اپنے ناخن تراشے اور نہ اپنے بال مونڈے۔''

(٤٦٦٤)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْحَرَ فِي هِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهِ وَ أَظْفَارِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٧١٩٠)

(تیسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی ذوالحجہ کے مہینے میں قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں کو نہ چھیڑے۔''

فوائد: ......قربانی کا ارادہ رکھنے والے کو ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں جسم سے بال کٹوانے اور منڈوانے اور ناخن تراشنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے، اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ قربانی کے لیے بڑے قیمتی جانور لے لیتے ہیں، لیکن نبی کریم ﷺ کے اس حکم کو اپنے وجود پر لاگو نہیں کر سکتے۔

(٤٦٦٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: ((أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحٰى، جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيدًا لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''مجھے یوم اضحیٰ کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ اس دن کو اس امت کے لیے عید بنایا ہے۔'' اس آدمی

(٤٦٦٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٧٧ (انظر: ٢٦٤٧٤)

(٤٦٦٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٤٦٦٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٤٦٦٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٢٧٨٩، والنسائي: ٧/ ٢١٢ (انظر: ٦٥٧٥)

فَقَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا مَنِيحَةَ ابْنِي أَفَأُضَحِّي بِهَا؟ قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَتُقَلِّمُ أَظْفَارَكَ، وَتَقُصُّ شَارِبَكَ، وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَذٰلِكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ)) (مسند احمد: ٦٥٧٥)

نے کہا: اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میرے پاس صرف اپنے بیٹے کی ایک بکری ہو تو اس کی قربانی کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم (قربانی والے دن) اپنے بالوں کو کاٹو، ناخنوں کو تراشو، مونچھوں کو کاٹو اور زیر ناف بال مونڈو، یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری پوری قربانی ہوگی۔''

فوائد: ...... جو شخص قربانی کی طاقت نہیں رکھتا، اس کے لیے شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی جسمانی صفائی ستھرائی کا خاص اہتمام کرے، عید والے دن اپنے بال اور ناخن تراشے، اپنی مونچھیں کاٹے اور زیر ناف بالوں کی صفائی کرے، یہ اہتمام اس کے لیے قربانی کے قائم مقام ہوگا۔

اَلسِّنُّ الَّذِي يُجْزِئُ فِي الْأُضْحِيَةِ
جانور کی اس عمر کا بیان جو قربانی میں کفایت کرتی ہے

(٤٦٦٦)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ تَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ۔)) (مسند احمد: ١٤٥٥٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم صرف دو دانتا جانور ہی ذبح کرو، ہاں اگر یہ جانور تم پر مشکل ہو جائے تو بھیڑ نسل کا جذعہ ذبح کر سکتے ہو۔''

فوائد: ...... ''مُسِنَّة'' یا ''ثَنِيّ'' اس جانور کو کہتے ہیں، جس کے سامنے والے دودھ کے دانت گر گئے ہوں اور ان کی جگہ پر نئے دانت نکل آئے ہوں، اس کو اردو میں ''دو دانتا'' اور پنجابی میں ''دوندا'' کہتے ہیں، بعض حضرات نے ''مُسِنَّة'' کا معنی ''ایک سال'' کا کیا ہے، حالانکہ یہ معنی نہ لغت کے لحاظ سے صحیح ہے اور نہ عرف کے لحاظ سے، کیونکہ ''مُسِنَّة'' کا ''سِنّ'' سے بنا ہے، جس کا معنی دانت ہے، نہ کہ ''سَنَةٌ'' سے، جس کا معنی سال ہے، عرفاً بھی بکرا ایک سال میں دو دانتا نہیں ہوتا، اکثر بعد میں ہوتا ہے، شاذ و نادر طور پر ایک سال کا بھی ہو سکتا ہے، مگر عموماً نہیں۔ جبکہ اصل مقصد دانت کا گرنا ہے نہ کہ عمر، اس لیے کہ دانت گرنے کے لیے کوئی عمر معین نہیں، نیز عمر کا تعین بہت مشکل ہے، کیونکہ جس جانور کو چار پانچ یا اس سے زیادہ ہاتھوں میں فروخت ہونا ہو، اس کے سودے میں کہاں عمر کا ذکر کیا جاتا ہے، بلکہ بیوپاری لوگوں کا اس چیز کا اہتمام کرنا ناممکن نظر آتا ہے، دوسری بات کہ اس میں اختلاف بھی ہو سکتا ہے اور بیچنے والا جھوٹ بھی بول سکتا ہے، مگر دانت گرنا اور اس کی جگہ پر نیا دانت آنا ایک واضح اور یقینی علامت ہے، جس میں دھوکہ ممکن ہی نہیں، لہٰذا صحیح اور راجح بات یہ ہے کہ قربانی کا جانور دو دانتا ہو، بکرا ہو یا دنبہ یا گائے یا اونٹ اور یہ سب جانور مختلف عمروں میں دوندے ہوتے ہیں۔

(٤٦٦٦) تخریج: أخرجه مسلم: ١٩٦٣ (انظر: ١٤٥٠٢)

اس ضمن میں اس حدیثِ مبارکہ کے الفاظ ’’فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْن ‘‘(تو بھیڑنسل کا جذعہ ذبح کر سکتے ہو) قابل غور ہیں، جمہور اہل علم کی رائے کی مطابق جذعہ کی عمر ایک سال ہوتی ہے، اگر ’’مُسِنَّة‘‘ کے معانی میں بھی ایک سال کا بکرا اور دنبہ داخل ہو تو پھر ایک سال کے جذعہ (کھیرے) جانور کو مستثنی کرنے کا کیا معنی باقی رہ جاتا ہے، فَتَفَكَّرْ، أَرْشَدَكَ اللّٰه۔

ہاں اگر دو دانتا جانور نہ مل رہا ہو، یا بہت مہنگا ہو، یا عام ریٹ میں بھی خریدنے کی طاقت نہ ہو تو بھیڑ کے نسل کے جذعہ کی قربانی کرنے کی اجازت ہے۔

جذعہ کی عمر کتنی ہونی چاہیے؟ اس کے بارے میں اہل لغت کا اختلاف ہے، مختلف اقوال یہ ہیں: (۱) ایک سال، (۲) چھ ماہ، (۳) چھ سات ماہ، (۴) آٹھ ماہ، (۵) دس ماہ

جمہور اہل علم نے پہلا قول اختیار کیا ہے اور لغت میں یہی قول زیادہ مشہور ہے، نیز یہی رائے زیادہ احتیاط والی ہے۔ لیکن اگر کوئی دوسرے اقوال کی روشنی سے ایک سال سے کم عمر جذعہ کی قربانی کر دے تو اس کا عمل صحیح ہوگا، کیونکہ اہل لغت کے مطابق اس نے جذعہ کی ہی قربانی کی ہے۔

(٤٦٦٧)۔ عَنْ أَبِي كِبَاشٍ قَالَ: جَلَبْتُ غَنَمًا ((جُذْعَانًا)) إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَسَدَتْ عَلَيَّ، فَلَقِيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نِعْمَ، أَوْ نِعْمَتِ الأُضْحِيَّةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ۔)) قَالَ: فَانْتَهَبَهَا النَّاسُ۔ (مسند احمد: ٩٧٣٧)

ابو کباش کہتے ہیں: میں بھیڑنسل کے جذعہ جانور مدینہ میں لایا، لیکن میرا معاملہ تو مندا پڑ گیا، سو میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان سے سوال کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بھیڑنسل کا جذعہ بہترین قربانی ہے۔‘‘ پھر تو لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے اور ان کو خریدنا شروع کر دیا۔

(٤٦٦٨)۔ عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَسَمَ ضَحَايَا بَيْنَ أَصْحَابِهِ، فَأَصَابَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ جَذَعَةً، فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْهَا؟ فَقَالَ: ((ضَحِّ بِهَا۔)) (مسند احمد: ١٧٤٣٧)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے مابین قربانی کے جانور تقسیم کیے، سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کو جذعہ جانور ملا، جب انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تم اس کی قربانی کرلو۔‘‘

فوائد: ...... یہ بکری کی نسل کا جذعہ تھا اور یہ خصوصی رخصت تھی، عام حکم نہیں تھا، جیسا کہ اگلی احادیث سے معلوم ہوگا۔

(٤٦٦٧) اسناده ضعيف لجهالة كدام بن عبد الرحمن وأبي كباش، أخرجه الترمذي: ١٤٩٩ (انظر: ٩٧٣٩)
(٤٦٦٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٤٧، ومسلم: ١٩٦٥ (انظر: ١٧٣٠٤)

(٤٦٦٩)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا فَقَسَمَهَا عَلَى أَصْحَابِهِ ضَحَايَا، فَبَقِيَ عَتُودٌ مِنْهَا، فَذَكَرَهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((ضَحِّ بِهِ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٧٩)

(دوسری سند) سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بکریاں دیں تاکہ وہ آپ ﷺ کے صحابہ میں ان کو بطورِ قربانی تقسیم کریں، پس بکری کا ایک سال کا بچہ بچ گیا (جو دو دانتا نہیں تھا)، جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی قربانی کرلو۔''

(٤٦٧٠)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي أَصْحَابِهِ غَنَمًا لِلضَّحَايَا، فَأَعْطَانِي عَتُودًا جَذَعًا مِنَ الْمَعْزِ، قَالَ: فَجِئْتُهُ بِهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّهُ جَذَعٌ، قَالَ: ((ضَحِّ بِهِ۔)) فَضَحَّيْتُ بِهِ۔ (مسند احمد: ٢٢٠٣٢)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے لیے اپنے صحابہ کے درمیان بکریاں تقسیم کیں اور مجھے جذعہ بکری دی، میں اس کو لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو جذعہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی قربانی کرلو۔'' پس میں نے اس کی قربانی کی۔

(٤٦٧١)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ، أَوْ جُهَيْنَةَ، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا كَانَ قَبْلَ الأَضْحَى بِيَوْمٍ، أَوْ بِيَوْمَيْنِ أَعْطَوْا جَذَعَيْنِ وَأَخَذُوا ثَنِيًّا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْجَذَعَةَ تُجْزِئُ مِمَّا تُجْزِئُ مِنْهُ الثَّنِيَّةُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٥١١)

مزینہ یا جہینہ قبیلے کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ عید الاضحیٰ سے ایک دو دن پہلے دو دو جذعے دے کر ایک ایک دوندا جانور لے رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جذعہ بھی اس چیز سے کفایت کرتا ہے، جس سے دو دانتا کفایت کرتا ہے۔''

فوائد:...... اگلی حدیث میں اس جذعہ کو بھیڑ کی نسل کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔

سنن نسائی کے الفاظ یہ ہیں: مزینہ قبیلے کے صحابی نے کہا: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ هٰذَا الْيَوْمُ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطْلُبُ الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْجَذَعَ يُوفِي مِمَّا يُوفِي مِنْهُ الثَّنِيُّ۔)) ...... ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید الاضحیٰ کا دن آ گیا، لوگ دو

(٤٦٦٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٤٦٧٠) تخريج: اسناده حسن، أخرجه أبو داود: ٢٧٩٨ (انظر: ٢١٦٩٠)

(٤٦٧١) اسناده قوي، أخرجه أبو داود: ٢٧٩٩، وابن ماجه: ٣١٤٠، والنسائي: ٧/ ٢١٩ (انظر: ٢٣١٢٣)

دو، تین تین جذعے دے کر دو دانتا جانور خریدنے لگے، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں دو دانتا کفایت کرتا ہے، وہاں جذعہ بھی کفایت کرسکتا ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو دانتے جانور کے ہوتے ہوئے بھی جذعہ کفایت کرسکتا ہے، لیکن ایسی صورت میں دو دانتے جانور کی قربانی مستحب ہوگی۔

(٤٦٧٢)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيٰى، قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمِّي، عَنْ أُمِّ بِلَالٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ضَحُّوا بِالْجَذَعِ مِنَ الضَّأْنِ فَإِنَّهُ جَائِزٌ۔)) (مسند احمد: ٢٧٦١٢)

سیدہ ام بلال رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھیڑ نسل کے جذعہ کی قربانی کرو، اس کی قربانی کرنا درست ہے۔''

(٤٦٧٣)۔ عَنْ أُمِّ بِلَالٍ ابْنَةِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِيهَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَجُوْزُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ أُضْحِيَّةً۔)) (مسند احمد: ٢٧٦١٣)

سیدام بلال رضی اللہ عنہا اپنے باپ سیدنا ہلال رضی اللہ عنہ سے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھیڑ نسل کے جذعہ کی قربانی درست ہے۔''

فوائد: ......اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ دو دانتے جانور کی قربانی کا اہتمام کرنا چاہیے، ہاں بھیڑ نسل کا جذعہ بھی کفایت کر جاتا ہے، مزید تفصیل کے لیے اس باب کی پہلی حدیث کی شرح ملاحظہ ہو۔

علمائے کرام کی ایک جماعت نے اس بات پر اجماع نقل کیا کہ صرف بَهِيْمَةُ الْاَنْعَام کی قربانی کی جائے گی، یعنی اونٹ اونٹنی، گائے بیل، بکری بکرا اور بھیڑ دنبہ اور قربانی سے متعلقہ درج ذیل آیت میں صرف ''بَهِيْمَةُ الْاَنْعَام'' کا ذکر ہے: ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ (الحج: ٣٤)

''اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تا کہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دے رکھے ہیں۔''

بھینس کی قربانی کا مسئلہ مختلف فیہ ہے، حجاز میں بھینس کا وجود نہ پائے جانے کی وجہ سے عملی طور پر اس جانور کی قربانی نہ سنتِ رسول سے ثابت ہے اور نہ تعاملِ صحابہ سے۔

حافظ عبداللہ محدث روپڑی نے (فتاوی اہلحدیث: ٢/ ٤٢٦) میں کہا: بعض نے یہ جو لکھا ہے: "اَلْجَامُوْسُ نَوْعٌ مِنَ الْبَقَرِ" یعنی بھینس گائے کی قسم ہے، یہ بھی اسی زکاۃ کے لحاظ سے صحیح ہو سکتا ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ بھینس دوسری جنس ہے، احناف کے ہاں بھینس کی قربانی کی جا سکتی ہے اور یہ بقر (گائے) میں داخل ہے، ہدایہ کتاب الاضحیہ (٤/ ٣٥٩)

(٤٦٧٢) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣١٣٩ (انظر: ٢٧٠٧٢)

(٤٦٧٣) تخريج: انظر الحديث السابق

میں ہے: وَيَدْخُلُ فِي الْبَقَرِ الْجَامُوسُ لِأَنَّهُ مِنْ جِنْسِهِ۔ (گائے میں بھینس داخل ہے، اس لیے کہ یہ گائے کی جنس سے ہے)۔

مبنی بر احتیاط اور راجح موقف تو یہی ہے کہ بھینس کی قربانی نہ کی جائے، ہاں اگر اس کو گائے کی جنس سے مان لیا جائے، جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے، یا عموم ''بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ'' پر نظر ڈالی جائے تو جواز کی رائے دی جا سکتی ہے۔

مَا لَا يُضَحّٰى بِهٖ لِعَيْبِهٖ وَ مَا يُكْرَهُ وَ مَا يُسْتَحَبُّ

ان جانوروں کا بیان کہ عیب کی وجہ سے جن کی قربانی نہیں کی جا سکتی اور جن کی قربانی مکروہ ہے اور جن کی مستحب ہے

(٤٦٧٤)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَدُوسٍ يُقَالُ لَهُ: جُرَيُّ ابْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ عَضْبَاءِ الْأُذُنِ وَالْقَرْنِ، قَالَ: فَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ فَقَالَ: النِّصْفُ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٧٩١)

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کان کٹے ہوئے اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ قتادہ راوی کہتے ہیں: میں نے سعید بن مسیب سے (عَضْبَاء کی مقدار کے بارے میں) سوال کیا، انھوں نے کہا: نصف یا اس سے ٹوٹا ہوا ہو۔

فوائد: ...... قارئین درج ذیل بحث کا بغور مطالعہ کریں، کیونکہ بعض اہل علم نے مذکورہ بالا حدیث کو بھی حسن قرار دیا ہے۔

اس حدیث کی سند کے راوی جری سدوسی کے بارے میں امام ابو حاتم نے کہا: شيخ لا يحتج بحديثه۔ ...... یہ ایسا شیخ ہے کہ اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔ لیکن امام ترمذی نے اس کی حدیث کو حسن کہا، امام حاکم نے اس کی حدیث کو صحیح کہا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی، امام عجلی نے اس کو ثقہ کہا اور امام ابن حبان نے اس کو

(٤٦٧٤) تخريج: منكر، قاله الالبانى، وقال فى "ارواء الغليل": وقال أبو داود: (جرى سدوسى بصرى لم يحدث عنه إلا قتادة) ونقل الذهبى فى (الميزان) مثله عن أبى حاتم وقال (لا يحتج به) فتعقبه بقوله: (قلت: قد أثنى عليه قتادة)۔ وكأنه لذلك لما قال الحاكم: (صحيح الاسناد)۔ وافقه الذهبى فى (تلخيصه)۔ وقال الترمذى: (حديث حسن صحيح)۔ قلت: ولعل ذلك لطرقه وإلا فأحسن أحواله أن يبلغ رتبة الحسن۔ وقد رواه جابر عن عبد الله بن نجى عن على به۔ أخرجه الطيالسى (٩٧) وعنه البيهقى وأحمد (١/ ١٠٩)۔ وجابر هو ابن يزيد الجعفى وهو متروك۔ وقال البيهقى عقب هذه الرواية والتى قبلها: (كذا فى هاتين الروايتين والاولى مثلهما والاخرى أضعفهما وقد روى عن على رضى الله عنه موقوفا خلاف ذلك فى القرن۔ أخرجه أبوداود: ٢٨٠٥، والترمذى: ١٥٠٤، والنسائى: ٧/ ٢١٧، وابن ماجه: ٣١٤٥(انظر: ٧٩١)

"الثقات" میں ذکر کیا۔ ان اقوال میں واضح قول تو امام ابو حاتم کا ہی ہے، باقی ائمہ میں توثیق کے سلسلے میں تساہل بھی پایا جاتا ہے۔

یہ روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جبکہ اس سلسلے میں ان سے مروی درج ذیل قول اس حدیث سے مختلف ہے:
حجیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے گائے کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: سات افراد کی طرف سے، اس نے کہا: اگر سینگ ٹوٹا ہوا ہو؟ انھوں نے کہا: لَا يَضُرُّكَ۔ …… یہ چیز تجھے نقصان نہیں دے گی۔، پھر انھوں نے کہا: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَ الأُذُنَ۔ …… رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم آنکھ اور کان کو غور سے دیکھیں۔ (دیکھیں حدیث نمبر ٤٦٢٣)

اس باب کی حدیث میں "عَضْبَاء" اور "أَعْضَب" کے الفاظ کا استعمال ہوا ہے، سعید بن مسیب نے اسی لفظ کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان الفاظ کا مصداق وہ سینگ ہے، جو نصف یا نصف سے زائد ٹوٹا ہوا ہو، گویا نصف سے کم نقص معاف ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر اس باب کی پہلی حدیث کو ضعیف ہی تسلیم کر لیا جائے تو سینگ کا ٹوٹنا قربانی کے جانور کے لیے عیب نہیں ہوگا، جبکہ ظن غالب یہ ہے کہ امام ابو حاتم کی جرح کی روشنی میں اس حدیث کو ضعیف سمجھا جائے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول اور ان سے مروی آنے والی حدیث سے بھی اسی چیز کی تائید ہوتی ہے اور اگر اس حدیث کو قابل حجت تسلیم کر لیا جائے تو نصف سے کم ٹوٹا ہوا سینگ معاف ہوگا۔ باقی آپ خود غور کر لیں، واللہ اعلم بالصواب۔

امام شافعی اس جانور کی قربانی کو جائز سمجھتے ہیں، جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو، یا مکمل طور پر ضائع ہو گیا ہو، امام ابو حنیفہ کی رائے یہ ہے کہ اگر ایک تہائی سے زیادہ سینگ ضائع ہو جائے تو قربانی ناجائز ہوگی۔

درج ذیل احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی والا جانور پانچ عیوب سے سالم ہونا چاہیے: (۱) واضح بھینگا پن، (۲) واضح بیماری، (۳) واضح لنگڑا پن، (۴) واضح لاغری اور کمزوری اور (۵) کان کا نقص۔

نیز درج بالا بحث کی روشنی میں ٹوٹے ہوئے سینگ کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، اس عیب کو معتبر سمجھنے والے کے ہاں کل چھ عیب ہو جائیں گے۔

(٤٦٧٥)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَ الأُذُنَ، وَ أَنْ لَا نُضَحِّيَ بِعَوْرَاءَ، وَلَا مُقَابَلَةٍ، وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ، وَلَا خَرْقَاءَ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ وَلَا جَدْعَاء)، قَالَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم آنکھ اور کان کو غور سے دیکھیں اور ان جانوروں کی قربانی نہ کریں: بھینگا، سامنے سے کٹے ہوئے کان والا، پیچھے سے کٹے ہوئے کان والا، لمبائی میں پھٹے ہوئے کان والا، جس کے کان میں گول سوراخ ہو اور جس کا ناک کٹا ہوا

(٤٦٧٥) تخريج: حسن، أخرجه أبوداود: ٢٨٠٤، والنسائي: ٧/ ٢١٦، والترمذي: ١٤٩٨ (انظر: ٨٥١)

زُهَيْـرٌ: قُـلْـتُ لأبِي إِسْحَاقَ: أَذَكَرَ عَضْبَاءَ؟ قَـالَ: لا ، قُـلْـتُ: مَا الْمُقَابَلَةُ؟ قَالَ: يُقْطَعُ طَـرَفُ الأذُنِ۔ قُـلْـتُ: مَـا الْـمُدَابَرَةُ؟ قَالَ: يُـنْـطَـعُ مُـؤَخَّرُ الأذُنِ ، قَالَ: تُخْرَقُ أُذُنُهَا لِلسِّمَةِ۔ (مسند احمد: ٨٥١)

ہو۔ زہیر کہتے ہیں: میں نے ابو اسحاق سے کہا: کیا انھوں نے ”عَـضْبَـاء“ کا ذکر کیا تھا؟ انھوں نے کہا: نہیں، میں نے کہا: ”مُـقَـابَلَة“ کون سا جانور ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا: جس کے کان کا ایک کنارہ کٹا ہوا ہو، میں نے کہا: ”مُدَابَرَة“ کون سا جانور ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا: جس کا کان پیچھے سے کٹا ہوا ہو، پھر انھوں نے کہا: علامت کے طور پر جانور کا کان کاٹا جاتا تھا۔

فوائد: ...... کان کے بارے میں پیش کی گئی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ کان میں کسی قسم کے عیب کی گنجائش نہیں ہے۔

(٤٦٧٦)۔ عَنْ يَزِيْدَ ذِي مِصْرٍ ، قَالَ: أَتَيْتُ عُتْبَةَ بْنَ عَبْدٍ السُّلَمِيَّ ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا الْوَلِيْدِ إِنِّـي خَـرَجْـتُ أَلْتَـمِسُ الضُّحَايَا فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا يُعْجِبُنِي غَيْرَ ثَرْمَاءَ ، فَمَا تَقُولُ؟ قَالَ: أَلا جِئْتَنِي بِهَا ، قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰه ، تَجُوزُ عَنْكَ وَلا تَـجُـوزُ عَـنِّي؟ قَالَ: نَعَمْ ، إِنَّكَ تَشُكُّ وَلا أَشُكُّ إِنَّـمَـا نَهَى رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ عَـنِ الْـمُـصْـفَـرَةِ وَالْمُسْتَأْصَلَةِ قَرْنُهَا مِنْ أَصْلِهَـا وَالْبَخْقَاءِ وَالْمُشَيَّعَةِ ، والْكَسْرَاءِ۔ فَـالْمُصْفَرَةُ الَّتِي تُسْتَأْصَلُ أُذُنُهَا حَتّٰى يَبْدُوَ صِـمَـاخُهَا ، وَالْمُسْتَأْصَلَةُ الَّتِي اسْتُؤْصِلَ قَـرْنُهَـا مِـنْ أَصْـلِهِ ، وَ الْبَخْقَاءُ الَّتِي تُبْخَقُ عَيْـنُهَـا ، وَ الْـمُشَيَّـعَةُ الَّتِـيْ لا تَتْبَعُ الْغَنَمَ عَجَفًا وَ ضَعْفًا وَ عَجْزًا ، وَالْكَسْرَاءُ الَّتِي لا تُنْقِي۔ (مسند احمد: ١٧٨٠٢)

یزید ذی مصر کہتے ہیں: میں سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے ابو الولید! میں قربانی کا جانور خریدنے کے لیے نکلا تھا، لیکن کوئی ایسا نہیں جو مجھے پسند آیا ہو، البتہ سامنے والے دانت ٹوٹا ہوا ایک جانور تھا، اس کے بارے میں تم کیا کہو گے؟ انھوں نے کہا: تو اس کو میرے پاس لے کر کیوں نہیں آیا؟ میں نے کہا: سبحان اللہ، تمہاری طرف سے جائز ہے اور میرے طرف سے جائز نہیں ہے؟ انھوں نے کہا: جی بالکل، کیونکہ تو شک کرتا ہے اور میں شک نہیں کرتا، رسول اللہ ﷺ نے ان جانوروں سے منع کیا ہے: جس کا کان اتنا کاٹ دیا جائے کہ اس کا سوراخ ظاہر ہو جائے، جس کا سارا کان کاٹ دیا جائے، بھینگی آنکھ والا، جس کی آنکھ کانی ہو گئی ہو، وہ جو کمزوری اور عجز کی وجہ سے بکریوں کے پیچھے نہ چل سکتی ہو اور وہ کہ جس کی ہڈیوں میں گودا ہی نہ ہو۔ (آگے ان الفاظ کے معانی بیان کیے گئے ہیں، جو ترجمہ میں واضح کر دیے گئے ہیں)۔

(٤٦٧٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه أبو داود: ٢٨٠٣ (انظر: ١٧٦٥٢)

(٤٦٧٧)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ فَيْرُوزٍ مَوْلَى بَنِي شَيْبَانَ: أَنَّهُ سَأَلَ الْبَرَاءَ عَنِ الأَضَاحِيِّ مَا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا كَرِهَ؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (أَوْ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَيَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِهِ فَقَالَ): ((أَرْبَعٌ لَا تُجْزِئُ: الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي۔)) قَالَ: قُلْتُ: فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ فِي الْقَرْنِ نَقْصٌ۔ أَوْ قَالَ فِي الأُذُنِ نَقْصٌ۔ أَوْ فِي السِّنِّ نَقْصٌ؟ قَالَ: مَا كَرِهْتَ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلَى أَحَدٍ۔ (مسند احمد: ١٨٧٠٤)

عبید بن فیروز نے سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے قربانیوں کے بارے میں سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کس قسم کے جانوروں سے منع فرمایا اور ان کو ناپسند کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، جبکہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ سے چھوٹا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چار قسم کے جانور قربانی میں کفایت نہیں کرتے: (۱) بھینگا، جس کا بھینگا پن واضح ہو۔ (۲) بیماری، جس کی بیماری واضح ہو۔ (۳) لنگڑا، جس کا لنگڑا پن واضح ہو اور (۴) ایسا لاغر جانور کہ جس کی ہڈی میں گودا نہ ہو۔'' میں نے کہا: میں سینگ یا کان یا دانت میں بھی نقص کو ناپسند کرتا ہوں، انھوں نے کہا: جس چیز کو تو ناپسند کرتا ہے، اس کو چھوڑ دے، لیکن اس کو دوسروں کے لیے حرام نہ قرار دے۔

فوائد: ......اس حدیث میں چار عیوب کا بیان ہے، واضح پن کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی درجے کا عیب قابل برداشت ہے، سمجھ والے لوگ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ فلاں عیب واضح ہے یا معمولی۔

(٤٦٧٨)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اشْتَرَيْتُ كَبْشًا أُضَحِّي بِهِ، فَعَدَا الذِّئْبُ فَأَخَذَ الأَلْيَةَ، قَالَ: فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((ضَحِّ بِهِ۔)) (مسند احمد: ١١٢٩٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے قربانی کرنے کے لیے ایک دنبہ خریدا، لیکن بھیڑیے نے اس پر حملہ کیا اور اس کا سرین کاٹ کر لے گیا، پھر جب میں نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی قربانی کر سکتے ہو۔''

(٤٦٧٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ، خَيْرٌ مِنَ السَّيِّدِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بھیڑ نسل کا جذعہ بکری نسل کے سید سے بہتر ہے۔'' داود نے

(٤٦٧٧) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ٢٨٠٢، والترمذي: ١٤٩٧، والنسائي: ٧/ ٢١٤ (انظر: ١٨٥١٠)

(٤٦٧٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي، وجهالة محمد بن قرظة، أخرجه ابن ماجه: ٣١٤٦ (انظر: ١١٢٧٤)

(٤٦٧٩) اسناده ضعيف لضعف ابي ثفال، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٢٧، والبيهقي: ٩/ ٢٧١ (انظر: ٩٢٢٧)

مِنَ الْمَعْزِ۔)) قَالَ دَاوُدُ: السَّيِّدُ الْجَلِيْلُ۔
(مسند احمد: ٩٢١٦)

کہا: ''سید'' سے مراد جلیل (اچھا بھلا جانور) ہے۔

فوائد: ''السَّیِّد'' کے دو معانی ہو سکتے ہیں: (۱) دو دانتا اور (۲) اچھا بھلا جانور، اگرچہ وہ دوندا نہ ہو، داود راوی نے یہی مؤخر الذکر معنی بیان کیا ہے۔

(٤٦٨٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: دَمُ عَفْرَاءَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ دَمِ سَوْدَاوَيْنِ۔ (مسند أحمد: ٩٣٩٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہلکا خاکستری رنگ کا جانور کالے رنگ کے دو جانوروں سے زیادہ پسندیدہ اور افضل ہے۔''

فوائد: …… معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کے نام پر یا اس کے حکم پر کوئی جانور ذبح کیا جائے تو خاکستری رنگ کا اہتمام کرنا چاہیے، مثلا: قربانی، ہدی، نذر، صدقہ۔

اَلتَّضْحِيَةُ بِالْخَصِيِّ
خصی جانور کی قربانی کرنا

(٤٦٨١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ضَحّٰى اشْتَرٰى كَبْشَيْنِ عَظِيْمَيْنِ سَمِيْنَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ، قَالَ: فَيَذْبَحُ أَحَدَهُمَا عَنْ أُمَّتِهِ مِمَّنْ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ وَ شَهِدَ لَهُ بِالْبَلَاغِ، وَ يَذْبَحُ الْآخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ۔ (مسند أحمد: ٢٦٣٦٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ دو موٹے تازے، سینگوں والے، چتکبرے اور خصی دنبوں کی قربانی کرتے، ایک دنبہ اپنی امت میں سے توحید کا اور آپ ﷺ کے حق میں پیغام پہنچا دینے کی گواہی دینے والوں کی طرف سے اور ایک اپنی اور اپنی آل کی طرف سے کرتے۔

(٤٦٨٢)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ)، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ، جَذَعَيْنِ، خَصِيَّيْنِ۔ (مسند أحمد: ٢٢٠٥٧)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنبوں کی قربانی کی، وہ دونوں جذعے اور خصی تھے۔

(٤٦٨٠) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٢٧، والبيهقي: ٩/ ٢٧٣ (انظر: ٩٤٠٤)
(٤٦٨١) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣١٢٢(انظر: ٢٥٨٤٣)
(٤٦٨٢) تخريج: اسناده ضعيف، الحجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، ويعلى بن النعمان في عداد المجهولين (انظر: ٢١٧١٤)

فوائد:...... اگر چہ جانور کا خصی ہونا عیب تو ہے، لیکن قربانی کے سلسلے میں یہ عیب معتبر نہیں ہے۔

(٤٦٨٣)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ ((مَوْجِيَّيْنِ)) خَصِيَّيْنِ فَقَالَ: أَحَدُهُمَا عَمَّنْ شَهِدَ بِالتَّوْحِيْدِ وَلَهُ بِالْبَلَاغِ، وَ الآخَرُ عَنْهُ وَ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، قَالَ: فَكَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَفَانَا۔ (مسند أحمد: ٢٤٣٦١)

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو چتکبرے اور خصی دنبوں کی قربانی کی، ایک دنبہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں پیغام پہنچا دینے والوں کی طرف سے تھے اور ایک دنبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی طرف سے تھا۔ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کفایت کر دیا۔

اَلتَّضْحِيَةُ بِالْبَعِيْرِ عَنْ عَشْرَةٍ وَ بِالْبَقَرَةِ عَنْ سَبْعَةٍ وَ بِالشَّاةِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ الْوَاحِدِ

اونٹ کا دس افراد کو، گائے کا سات افراد کو اور ایک بکری کا ایک گھر والوں کو بطورِ قربانی کفایت کرنا

(٤٦٨٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَ النَّحْرُ، فَذَبَحْنَا الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَ الْبَعِيْرَ عَنْ عَشَرَةٍ۔ (مسند أحمد: ٢٤٨٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید الاضحیٰ کا موقع آ گیا، پس ہم نے سات افراد کی طرف سے گائے اور دس افراد کی طرف اونٹ ذبح کیا۔

فوائد:...... حدیث نمبر (۴۶۱۹) میں اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔

اس باب کی اور اس موضوع سے متعلقہ احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

بکری وغیرہ ایک گھرانے کی طرف سے کفایت کرے گی، گائے میں سات افراد شریک ہو سکتے ہے اور اونٹ میں سات یا دس، اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے، یہ کم از کم صورتیں ہیں، وگرنہ ایک آدمی ایک سے زائد قربانیاں کر سکتا ہے۔

(٤٦٨٥)۔ عَنْ أَبِي عَقِيْلٍ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ التَّيْمِيِّ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ۔ وَ كَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَ ذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ، جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا تھا اور وہ اس طرح کہ ان کی ماں سیدہ زینب بنت حمید رضی اللہ عنہا ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر گئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس سے بیعت لو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تو چھوٹا

(٤٦٨٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي، ولضعف عبد الله بن محمد بن عقيل، وقد اضطرب فيه الوانا (انظر: ٢٣٨٦٠)

(٤٦٨٤) صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابن ماجه: ٣١٣١، والترمذي: ٩٠٥، ١٥٠١ (انظر: ٢٤٨٤)

(٤٦٨٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٢١٠ (انظر: ١٨٠٤٦)

فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بَايِعْهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هُوَ صَغِيْرٌ.)) فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَ دَعَا لَهُ، وَ كَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيْعِ أَهْلِهِ. (مسند أحمد: ١٨٢١٠)

ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے حق میں دعا کی، یہ صحابی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام اہل کی طرف سے ایک بکری قربان کرتے تھے۔

(٤٦٨٦)۔ عَنْ مِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: وَ نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَ هُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَاتٍ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ عَلٰى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ (أَوْ عَلٰى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ) فِي كُلِّ عَامٍ أَضْحَاةً وَ عَتِيْرَةً، قَالَ: تَدْرُوْنَ مَا الْعَتِيْرَةُ؟۔ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: فَلَا أَدْرِي مَا رَدُّوا۔ قَالَ: هٰذِهِ الَّتِيْ يَقُوْلُ النَّاسُ: الرَّجَبِيَّةُ۔ (مسند أحمد: ١٨٠٤٨)

سیدنا مخنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول للہ ﷺ کے ساتھ تھے، جبکہ آپ ﷺ نے عرفات میں وقوف کیا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! ہر سال میں ہر گھر والوں پر قربانی اور عتیرہ ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہوتا ہے؟'' ابن عون راوی کہتے ہیں: میں یہ نہیں جانتا کہ لوگوں نے اس سوال کا کیا جواب دیا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی جس کو لوگ رجبیہ کہتے ہیں۔''

فوائد:...... عتیرہ کا ذکر اس کے مخصوص باب میں آئے گا۔

(٤٦٨٧)۔ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ، قَالَ: ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ ((مَوْجِيَّيْنِ)) خَصِيَّيْنِ فَقَالَ: أَحَدُهُمَا عَمَّنْ شَهِدَ بِالتَّوْحِيْدِ وَ لَهُ بِالْبَلَاغِ، وَ الْآخَرُ عَنْهُ وَ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، قَالَ: فَكَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَفَانَا۔ (مسند أحمد: ٢٤٣٦١)

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو چتکبرے اور خصی دنبوں کی قربانی کی، ایک دنبہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اور رسول اللہ ﷺ کے حق میں پیغام پہنچا دینے والوں کی طرف سے تھے اور ایک دنبہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی طرف سے تھا۔ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: گویا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کفایت کر دیا۔

(٤٦٨٨)۔ عَنْ أَبِي الْأَشَدِّ السُّلَمِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ۔ قَالَ: كُنْتُ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ

ابو اشد سلمی اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا (سیدنا ابو المعلی یا سیدنا عمرو بن عبسہ) رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

(٤٦٨٦) حسن لغيره، أخرجه أبوداود: ٢٧٨٨، ابن ماجه: ٣١٢٥، والترمذي: ١٥١٨ (انظر: ١٧٨٨٩)

(٤٦٨٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي، ولضعف عبد الله بن محمد بن عقيل، وقد اضطرب فيه الوانا (انظر: ٢٣٨٦٠)

(٤٦٨٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف بقية بن الوليد، وعثمانُ بن زفر الجهني مجهول، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٣١، والبيهقي: ٩/ ٢٦٨ (انظر: ١٥٤٩٤)

رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ قَالَ: فَأَمَرَنَا فَجَمَعَ کُلُّ رَجُلٍ مِنَّا دِرْهَمًا فَاشْتَرَيْنَا أُضْحِيَةً بِسَبْعِ الدَّرَاهِمِ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰہ، لَقَدْ أَغْلَيْنَا بِهَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ: ((إِنَّ أَفْضَلَ الضَّحَايَا أَغْلَاهَا وَ أَسْمَنُهَا۔)) وَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ فَأَخَذَ رَجُلٌ بِرِجْلٍ وَ رَجُلٌ بِرِجْلٍ وَ رَجُلٌ بِيَدٍ وَ رَجُلٌ بِيَدٍ وَ رَجُلٌ بِقَرْنٍ وَ رَجُلٌ بِقَرْنٍ وَ ذَبَحَهَا السَّابِعُ وَ كَبَّرْنَا عَلَيْهَا جَمِيْعًا۔ (مسند أحمد: ١٥٥٧٥)

ہم کل سات افراد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا اور ہم میں سے ہر ایک نے ایک ایک درہم جمع کیا اور ہم نے سات درہموں کے عوض قربانی کا ایک جانور خرید تو لیا لیکن آپ ﷺ کو بتلاتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے تو بہت مہنگا جانور لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ فضیلت والی قربانی وہ ہے، جس کی قیمت سب سے زیادہ ہو اور جو سب سے زیادہ موٹی تازی ہو۔'' پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور ایک آدمی نے پچھلی ٹانگ کو، دوسرے نے بھی دوسری پچھلی ٹانگ کو، ایک نے اگلی ٹانگ کو، دوسرے نے دوسری اگلی ٹانگ کو، ایک نے ایک سینگ کو اور دوسرے نے دوسرے سینگ کو پکڑا اور ساتویں آدمی نے اس کو ذبح کیا اور ہم سب نے تکبیر کہی تھی۔

فوائد: ......اب ظاہر پرستی اور نمود و نمائش کا دور ہے، کئی لوگ جو اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات سے غافل ہیں، وہ مہنگے مہنگے اور ایک سے زائد جانوروں کی قربانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، واضح طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ ان کا عمل رائیگاں جائے گا، لیکن یہ گزارش ضرور کی جائے گی کہ وہ اپنے عزم کو پاکیزہ کرنے پر توجہ دیں، یعنی وہ سوچیں کہ اس عمل سے ان کا کیا مقصد ہے، کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں قیمتی جانور پیش کرنا مقصود ہے، یا ان کے سرمائے کا تقاضا ہے، یا لوگوں سے مرعوبیت ہے، یا نمود و نمائش مقصود ہے، اس نقطے پر ان کو کافی غور کرنا پڑے گا، وگرنہ ان سے ایک الزامی سوال بھی کیا جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات سے غافل ہے، حرام امور کا ارتکاب کرتے ہیں، لیکن قربانی کے مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے یاد آ جاتی ہے؟ اس الزامی سوال کی وجہ یہ ہے جو آدمی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہے، اس کے شرعی قانون یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے محرمات سے بچ کر فرائض کی ادائیگی کرے اور پھر نوافل اور مستحبات کا اہتمام کرے۔

عطا بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ كَيْفَ كَانَتْ الضَّحَايَا فِيكُمْ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ فَصَارَ كَمَا تَرٰى.)) (الترمذی: ١٥٠٥، ابن ماجه: ٣١٤٧)

''میں نے سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تم لوگوں کی قربانیاں کیسے ہوا کرتی تھیں، انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی

طرف سے ایک بکری ذبح کرتا تھا، وہ خود بھی اس سے کھاتے تھے اور لوگوں کو بھی کھلاتے تھے، پھر لوگ اس سلسلے میں ایک دوسرے پر فخر کرنے لگ گئے اور اب وہ کچھ ہو گیا جو تو دیکھ رہا ہے۔''

وَقْتُ الذَّبْحِ
ذبح کے وقت کا بیان

اس باب میں درج دو مسائل کا بیان ہے:

قربانی کا وقت نمازِ عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور تیرہ ذوالحجہ کے دن غروب آفتاب تک جاری رہتا ہے، اس باب کی آخری حدیث کے فوائد میں مزید بحث کی جائے گی۔

نبی کریم ﷺ نے بکری کی نسل کے کھیرے جانور کی رخصت خاص وقت کے لیے خاص افراد کو دی تھی اور ساتھ ہی دوسرے افراد کو اس پر عمل کرنے سے روک دیا تھا۔

(٤٦٨٩)۔ عَنْ زُبَيْدٍ أَخْبَرَنِي، [وَ] مَنْصُورٍ وَ دَاوُدَ وَابْنِ عَوْنٍ وَ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ (وَهٰذَا حَدِيْثُ زُبَيْدٍ) قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ، عَنِ الْبَرَاءِ (وَ حَدَّثَنَا عِنْدَ سَارِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ: وَ لَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَخْبَرْتُكُمْ بِمَوْضِعِهَا)، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ۔)) قَالَ: وَ ذَبَحَ خَالِي أَبُوبُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! ذَبَحْتُ وَ عِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ؟ قَالَ: ((اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَ لَمْ تُجْزِئْ أَوْ تُوفِ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔)) (مسند أحمد: ١٨٦٧٣)

امام شعبی کہتے ہیں: سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے ہم کو مسجد کے ستون کے پاس بیان کیا، اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو اس جگہ کے بارے میں بتلاتا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب کیا اور فرمایا: ''پہلا کام جو آج ہم اس دن کو کریں گے، وہ یہ ہے کہ پہلے ہم نمازِ عید پڑھیں گے، پھر گھروں کو لوٹ کر قربانی کریں گے، جس نے ایسے ہی کیا، اس نے ہماری سنت پر عمل کیا اور جس نے نماز سے پہلے ہی جانور کو ذبح کر دیا تو وہ گوشت ہی ہے، جو اس نے اپنی بیوی بچوں کو کھلایا ہے، اس کا قربانی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔'' چونکہ میرے ماموں سیدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ وقت سے پہلے ذبح کر آئے تھے، اس لیے انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو ذبح کر آیا ہوں، اب میرے پاس ایک جذعہ ہے، لیکن وہ دو دانتے جانور سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کی قربانی کر لے، لیکن تیرے بعد وہ کسی سے کفایت نہیں کرے گا۔''

(٤٦٨٩) تخریج: أخرجه البخاري: ٩٥٥، ٥٧٦، ٥٥٥٦، ومسلم: ١٩٦١ (انظر: ١٨٤٨١)

(٤٦٩٠)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا يُحَدِّثُ: أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا أُخْرٰى (قَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: فَلْيَذْبَحْ) وَ مَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ۔)) (مسند أحمد: ١٩٠٠٥)

اسود بن قیس بیان کرتے ہیں کہ سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عید کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے نمازِ عید ادا کی، پھر خطبہ دیا اور فرمایا: ”جس نے ادائیگی نماز سے پہلے جانور ذبح کر دیا ہے، وہ اس کی جگہ پر کوئی اور قربانی کرے، اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا، وہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ذبح کرے۔“

فوائد: ......نمازِ عید کے بعد قربانی کا جانور ذبح کیا جائے گا، وگرنہ وہ قربانی ضائع ہو جائے گی اور استطاعت ہونے کی صورت میں دوبارہ قربانی کی جائے گی۔

اگر قربانی کرنے والے شرعی عذر کی وجہ سے عیدگاہ میں جا ہی نہ سکے تو وہ اپنے علاقے کی مرکزی عید کا لحاظ کر لے، یا اس عیدگاہ کا، جہاں وہ نمازِ عید ادا کرتا تھا۔

(٤٦٩١)۔ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ۔ مَوْلٰى بَنِي حَارِثَةَ۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ابْنِ نِيَارٍ۔ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَخَالَفَتِ امْرَأَتِي حَيْثُ غَدَوْتُ إِلَى الصَّلَاةِ إِلٰى أُضْحِيَّتِي فَذَبَحَتْهَا وَ صَنَعَتْ مِنْهَا طَعَامًا، قَالَ: فَلَمَّا صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَانْصَرَفْتُ إِلَيْهَا، جَاءَ تْنِي بِطَعَامٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ، فَقُلْتُ: أَنّٰى هٰذَا؟ قَالَتْ: أُضْحِيَّتُكَ ذَبَحْنَاهَا وَ صَنَعْنَا لَكَ مِنْهَا طَعَامًا لِتَغَدّٰى إِذَا جِئْتَ قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: وَ اللّٰهِ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ هٰذَا لَا يَنْبَغِي، قَالَ:

سیدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ عید ادا کرنے کے لیے گیا، جب میں نماز کے لیے نکلا تو میرے بعد میری بیوی نے میری قربانی کو ذبح کر دیا اور کھانا تیار کیا، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور میں فارغ ہو کر گھر پہنچا تو میری بیوی کھانا لے کر آ گئی، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: تیری قربانی ہے، ہم نے اس کو ذبح کر دیا تھا اور آپ کے لیے کھانا تیار کیا تا کہ جب آپ گھر آئیں تو کھانا تناول کریں، میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تو یہ ڈر لگ رہا ہے کہ یہ عمل جائز نہیں ہو گا، بہرحال میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو ساری بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کچھ بھی نہیں ہے، جس

(٤٦٩٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٩٨٥، ٥٥٦٢، ٦٦٧٤، ومسلم: ١٩٦٠ (انظر: ١٨٧٩٨)

(٤٦٩١) تخريج: اسناده حسن ان صح سماع بشير بن يسار من ابي بردة، فقد قال ابن عبد البر: يقال: ان بشير بن يسار لم يسمع من ابي بردة، وانظر الحديث الآتي، فانه صحيح، لكن مختصرا منه، أخرجه بنحوه الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٥٠٨ (انظر: ١٦٤٩٠)

فَجِئْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ؟ فَقَالَ: ((لَيْسَتْ بِشَيْءٍ، مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ نَفْرُغَ مِنْ نُسُكِنَا فَلَيْسَ بِشَيْءٍ، فَضَحِّ)) قَالَ: فَالْتَمَسْتُ مُسِنَّةً فَلَمْ أَجِدْهَا، قَالَ: فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقَدِ الْتَمَسْتُ مُسِنَّةً فَمَا وَجَدْتُهَا؟ قَالَ: ((فَالْتَمِسْ جَذَعًا مِنَ الضَّأْنِ فَضَحِّ بِهِ۔)) قَالَ: فَرَخَّصَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْجَذَعِ مِنَ الضَّأْنِ فَضَحّٰى بِهِ حِيْنَ لَمْ يَجِدِ الْمُسِنَّةَ۔ (مسند أحمد: ١٦٦٠٤)

نے ہماری اس نماز سے فارغ ہونے سے پہلے قربانی کر دی تو اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی، تم دوبارہ قربانی کرو۔'' پس میں نے دو دانتا جانور تلاش کیا، لیکن وہ مجھے نہ مل سکا، میں پھر آپ ﷺ کے پاس آ گیا اور کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں نے دوندا جانور تلاش کیا ہے، لیکن وہ مجھے ملا نہیں ہے، اب میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھیڑ نسل کر جذعہ تلاش کر کے اس کی قربانی کر لے۔'' راوی کہتا ہے: رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کو اس وقت بھیڑ نسل کے جذعے کی قربانی کرنے کی رخصت دی تھی، جب اسے دو دانتا نہیں ملا تھا۔

(٤٦٩٢)۔ عَنِ الْبَرَاءِ، عَنْ خَالِهِ أَبِي بُرْدَةَ، أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّا عَجَّلْنَا شَاةَ لَحْمٍ لَنَا؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقَبْلَ الصَّلَاةِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ۔)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا جَذَعَةً، هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مُسِنَّةٍ؟ قَالَ: ((تُجْزِئُ عَنْهُ، وَلَا تُجْزِئُ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَهُ۔)) (مسند أحمد: ١٦٥٩٩)

سیدنا براء اپنے ماموں سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے گوشت والی بکری جلدی ذبح کر دی ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا نماز سے پہلے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو صرف گوشت کی بکری ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا بکری کا بچہ ہے، لیکن وہ مجھے دو دانتے جانور سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تجھ سے کفایت کرے گا، لیکن تیرے بعد اس قسم کا جانور کسی سے کفایت نہیں کرے گا۔''

(٤٦٩٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمَدِيْنَةِ، فَتَقَدَّمَ رِجَالٌ فَنَحَرُوا، وَظَنُّوا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ نَحَرَ، فَأَمَرَ مَنْ كَانَ قَدْ نَحَرَ قَبْلَهُ أَنْ يُعِيْدَ بِنَحْرٍ آخَرَ، وَلَا يَنْحَرُوا حَتّٰى يَنْحَرَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہم کو مدینہ منورہ میں قربانی والے دن نماز پڑھائی، اُدھر کچھ لوگوں نے جلدی کی اور قربانی کر دی، ان کا خیال یہ تھا کہ آپ ﷺ قربانی کر چکے ہیں، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ جس آدمی نے آپ ﷺ سے پہلے قربانی کی

(٤٦٩٣) اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الطبراني فى "الكبير": ٢٢/ ٥٠٧ (انظر: ١٦٤٨٥)
(٤٦٩٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٦٤ (انظر: ١٤١٣٠)

النَّبِيُّ ﷺ۔ (مسند أحمد: ١٤١٧٦)

ہے، وہ دوبارہ قربانی کرے اور لوگ اس وقت تک قربانی نہ کیا کریں، جب تک آپ ﷺ نہ کر لیں۔

(٤٦٩٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَجُلًا ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ النَّبِيُّ ﷺ عَتُودًا جَذَعًا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُجْزِئُ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔)) وَ نَهٰى أَنْ يَذْبَحُوا حَتّٰى يُصَلُّوا۔ (مسند أحمد: ١٤٩٨٩)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے سے پہلے بکری کا کھیرا بچہ ذبح کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ”تیرے بعد اس طرح کا عمل کسی سے کفایت نہیں کرے گا۔“ اور آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز ادا کرنے سے پہلے قربانی کرنے سے منع کر دیا۔

(٤٦٩٥)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ: ((مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ۔)) فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ، وَ ذَكَرَ هَنَةً مِنْ جِيْرَانِهِ، فَكَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَدَّقَهُ قَالَ: وَ عِنْدِي جَذَعَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، قَالَ: فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَا أَدْرِيْ أَبَلَغَتْ رُخْصَتُهُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا؟ قَالَ: ثُمَّ انْكَفَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِلَى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا، وَ قَامَ النَّاسُ إِلَى غُنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوهَا أَوْ قَالَ: فَتَجَزَّعُوهَا۔ هٰكَذَا قَالَ أَيُّوبُ۔ (مسند أحمد: ١٢١٤٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن فرمایا: ”جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کر دی ہے، وہ دوبارہ قربانی کرے۔“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ایسا دن ہے کہ جس میں گوشت کی خواہش کی جاتی ہے، پھر اس نے اپنے ہمسائیوں کی حاجت کا ذکر کیا، ایسے لگ رہا تھا کہ آپ ﷺ اس کی تصدیق کر رہے تھے، پھر اس نے کہا: اب میرے پاس ایک جذعہ جانور ہے، لیکن وہ مجھے گوشت کی دو بکریوں سے زیادہ پسند ہے، پس آپ ﷺ نے اس کو رخصت دے دی۔ راوی کہتا ہے: اب مجھے یہ علم نہ ہو سکا کہ کیا یہ رخصت دوسرے لوگوں کے لیے بھی ہے یا نہیں، پھر آپ ﷺ اپنے دو دنبوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو ذبح کیا، اُدھر لوگ بھی بکریوں کی طرف گئے، ان کو تقسیم کیا اور ان کی قربانی کی۔

فوائد: ...... یہ جذعہ بکری کی نسل کا تھا، دوسری روایات سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ رخصت دوسرے لوگوں کے لیے نہیں ہے۔

(٤٦٩٤) اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابويعلى: ١٧٧٩، وابن حبان: ٥٩٠٩ (انظر: ١٤٩٢٧)
(٤٦٩٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٩٥٤، ٥٥٤٩، ٥٥٦١، ومسلم: ١٩٦٢ (انظر: ١٢١٢٠)

(٤٦٩٦)۔ عَنْ أَبِي زَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِ دِيَارِنَا، فَوَجَدَنَا قُتَارًا، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا الَّذِيْ ذَبَحَ؟)) قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَّا فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَانَ هٰذَا يَوْمًا الطَّعَامُ فِيْهِ كَرِيهٌ، فَذَبَحْتُ لِآكُلَ وَ أُطْعِمَ جِيرَانِي، قَالَ: ((فَأَعِدْ۔)) قَالَ: لَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، مَا عِنْدِيْ إِلَّا جَذَعٌ مِنَ الضَّأْنِ، أَوْ حَمَلٌ، قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ: ((فَاذْبَحْهَا وَ لَا تُجْزِئُ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔)) (مسند أحمد: ٢١٠١٤)

سیدنا ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے گھروں کے پاس سے گزرے اور ہمارے ہاں ہنڈیوں کی ایسی بو محسوس کی، جیسے گوشت بھونا جا رہا ہو، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کس نے ذبح کر دیا ہے؟'' ہمارا ایک آدمی، آپ ﷺ کے پاس گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ایسا دن ہے، جس میں عام کھانا پسند نہیں کیا جاتا، اس لیے میں نے قربانی کا جانور ذبح کر دیا ہے، تاکہ خود بھی کھاؤں اور ہمسائیوں کو بھی کھلاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوبارہ قربانی کر۔'' اس نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، اب تو میرے پاس صرف بھیڑ نسل کا جذعہ ہے یا اس کا ایک سال سے کم عمر کا جانور ہے، اس نے تین دفعہ یہ بات دوہرائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلو اس کو ہی ذبح کر دے، لیکن تیرے بعد اس قسم کا جانور کسی سے کفایت نہیں کرے گا۔''

(٤٦٩٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِيْ ذَبَحَ ضَحِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُلْ لِأَبِيْكَ يُصَلِّي ثُمَّ يَذْبَحُ۔)) (مسند أحمد: ٦٥٩٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: بیشک میرے باپ نے نمازِ عید کی ادائیگی سے پہلے قربانی ذبح کر دی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپ سے کہہ کہ وہ نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ قربانی کرے۔''

(٤٦٩٨)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبْحٌ۔)) (مسند أحمد: ١٦٨٧٣)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔''

(٤٦٩٦) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "من الضأن أو حَمَل" وهو خطأ وقع في الرواية، أخرجه ابن ماجه: ٣١٥٤ (انظر: ٢٠٧٣٤)

(٤٦٩٧) تخريج: حديث صحيح لغيره (انظر: ٦٥٩٦)

(٤٦٩٨) حديث صحيح لغيره، أخرجه البزار: ١١٢٦، وابن حبان: ٣٨٥٤، والبيهقي: ٩/ ٢٩٥ (انظر: ١٦٧٥٢)

فوائد: ...... امام البانی رحمہ اللہ نے (سلسلہ صحیحہ: ۲۴۷۶) میں اس حدیث کے طرق وشواہد پر عمدہ اور مفصل بحث کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث سیدنا جبیر بن مطعم، سیدنا ابو سعید خدری یا سیدنا ابو ہریرہ اور ایک اور صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بحث کر کے یہ نتیجہ نکالا: حاصل کلام یہ ہے کہ اس حدیث کے اتنے طرق ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو قوی کرتے ہیں، اس لیے یہ حدیث حسن اور قابل حجت ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح: ۵/ ۱۰۷)

یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ قربانی کا وقت کب تک جاری رہتا ہے، ہم تین آراء کا ذکر کرتے ہیں:

(۱) قربانی کے چار دن ہیں، عید الاضحیٰ کی نماز سے لے کر (۱۳) ذوالحجہ کی شام تک، یہ مسلک سیدنا جبیر بن مطعم، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، امام عطاء، حسن بصری، عمر بن عبد العزیز، امام مکحول اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے، یہ مسلک سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے اور کئی ایک تابعین کی بھی یہی رائے ہے۔ ان کی دلیل اس باب کی مذکورہ بالا حدیث ہے۔

(۲) صرف عید الاضحیٰ والے دن قربانی کی جا سکتی ہے، یعنی قربانی کا صرف ایک دن ہے، یہ مسلک ابن سیرین، حمید بن عبد الرحمن اور داود ظاہری کا ہے، یہ کہتے ہیں کہ قربانی عید کا وظیفہ ہے، لہٰذا اس کی ادائیگی ایک دن میں ہی ہونی چاہیے، اسی وجہ سے دس ذوالحجہ کو یوم النحر کہتے ہیں، اگر ایام تشریق میں قربانی جائز ہوتی تو ان کو بھی ایام النحر کہا جاتا۔

(۳) قربانی کے تین دن ہیں، عید الاضحیٰ کی نماز سے لے کر (۱۲) ذوالحجہ کی شام تک، یہ مسلک امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد کا ہے، ان کی دلیل درج ذیل ہے: سیدنا علی، سیدنا ابن عمر اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم نے کہا: اَلْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی۔ قربانی یوم الاضحیٰ کے بعد دو دن ہے۔ (مؤطا امام مالك: ۲/ ۲۸۷، سنن بيهقي: ۹/ ۲۹۷)

ان مذاہب میں صرف پہلا مسلک ایسا ہے، جس کو مرفوع یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تائید حاصل ہے کہ ایام تشریق قربانی کے دن ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

دن کی طرح رات کو بھی قربانی کرنا جائز ہے، امام شوکانی رحمہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو رات کو قربانی کی کراہت یا کفایت نہ کرنے پر دلالت کرے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ علیہم نے رات کو قربانی کرنے کو جائز سمجھا ہے، لیکن کراہت کے ساتھ۔

اَلنَّهْيُ عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَ نَسْخُ ذٰلِكَ

تین دنوں سے زیادہ قربانیوں کا گوشت کھانے سے ممانعت اور پھر اس کے منسوخ ہو جانے کا بیان

(٤٦٩٩)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبْقٰى مِنْ نُسُكِكُمْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ بَعْدَ ثَلَاثٍ۔ (مسند أحمد: ٥١٠)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ تین دنوں کے بعد تک تمہاری قربانیوں میں سے کوئی چیز باقی ہو۔

(٤٦٩٩) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٥١٠)

(٤٧٠٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ مَوْلَى (الزُّبَيْرِ)، عَنْ أُمِّهِ وَ جَدَّتِهِ أُمِّ عَطَاءٍ، قَالَتَا: وَاللّٰهِ لَكَأَنَّنَا نَنْظُرُ إِلَى (الزُّبَيْرِ) ابْنِ الْعَوَّامِ، حِيْنَ أَتَانَا عَلٰى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ، فَقَالَ: يَا أُمَّ عَطَاءٍ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهَى الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ يَأْكُلُوْا مِنْ لُحُوْمِ نُسُكِهِمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ، ((قَالَتْ)): فَقُلْتُ: بِأَبِيْ أَنْتَ، فَكَيْفَ نَصْنَعُ بِمَا أُهْدِيَ لَنَا! فَقَالَ: أَمَّا مَا أُهْدِيَ لَكُنَّ فَشَأْنَكُنَّ بِهِ۔ (مسند أحمد: ١٤٢٢)

عبد اللہ بن عطاء اپنے ماں اور دادی ام عطاء سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں: گویا کہ اب بھی ہم سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہی ہیں، جب وہ سفید خچر پر ہمارے پاس آئے اور کہا: اے ام عطاء! بیشک رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اس چیز سے منع فرمایا کہ وہ تین دنوں کے بعد تک اپنی قربانیوں کا گوشت کھائیں، انھوں نے کہا: میرا باپ تجھ پر قربان ہو، جو گوشت ہم کو بطورِ ہدیہ دیا جاتا ہے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ انھوں نے کہا: جو تم لوگوں کو بطورِ تحفہ دیا جائے اس کو تم جیسے چاہو استعمال کر سکتے ہو۔

(٤٧٠١)۔ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَأْكُلْ أَحَدُكُمْ مِنْ أُضْحِيَّتِهِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔)) وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّالِثِ، لَا يَأْكُلُ مِنْ لَحْمِ هَدْيِهِ۔ (مسند أحمد: ٤٦٤٣)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی تین ایام سے زائد تک اپنی قربانی کا گوشت نہ کھائے۔'' امام نافع کہتے ہیں: جب تیسرے دن کا سورج غروب ہو جاتا تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی قربانی کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ نے تین دنوں سے زائد قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کر دیا تھا، لیکن یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے، محکم حکم کا بیان اگلے باب میں ہے۔

نَسْخُ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلَاثٍ
تین ایام سے زائد تک قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت کے منسوخ ہو جانے کا بیان

(٤٧٠٢)۔ عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، وَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ، وَ أَنْ تُحْبَسَ لُحُوْمُ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ،

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے، کچھ مخصوص برتنوں سے اور تین دنوں سے زیادہ عرصہ تک قربانیوں کا گوشت روکنے سے منع کیا تھا، پھر

(٤٧٠٠) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن عطا، قال ابن معين: لا شيء، وقال ابو حاتم: شيخ، وذكره ابن حبان في "الثقات" أخرجه ابويعلى: ٦٧١ (انظر: ١٤٢٢)

(٤٧٠١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٧٠ (انظر: ٤٦٤٣)

(٤٧٠٢) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ابي شيبة: ٨/ ١١١، وابويعلى: ٢٧٨ (انظر: ١٢٣٦)

ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوهَا، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوا فِيْهَا، وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ مَا أَسْكَرَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ أَنْ تَحْبِسُوْهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَاحْبِسُوْا مَا بَدَا لَكُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٢٣٦)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، پس اب تم ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ وہ تم کو آخرت یاد دلاتی ہیں، اور میں نے تم کو کچھ برتنوں سے روکا تھا، پس اب تم ان میں پی سکتے ہو، البتہ ہر نشہ آور چیز سے اجتناب کرو، اور میں نے تم کو تین ایام سے زائد تک قربانیوں کے گوشت سے منع کیا تھا، پس اب جب تک مناسب سمجھو یہ گوشت روک سکتے ہو۔''

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ نے شراب کی حرمت کے وقت وقتی طور پر چار قسم کے برتنوں سے بھی منع فرما دیا تھا، بعد میں اجازت دے دی تھی۔

(٤٧٠٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ أَنْ تَأْكُلُوْهَا فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، ثُمَّ بَدَا لِي: أَنَّ النَّاسَ يُتْحِفُوْنَ ضَيْفَهُمْ، وَيُخَبِّئُونَ لِغَائِبِهِمْ، فَأَمْسِكُوا مَا شِئْتُم۔)) (مسند أحمد: ١٣٥٢١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم کو تین سے زیادہ دنوں تک قربانیوں کا گوشت روکنے سے منع کیا تھا، لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ لوگوں نے مہمانوں کی ضیافت کرنی ہوتی ہے اور غیر موجود لوگوں کے کچھ گوشت محفوظ کر کے رکھنا ہوتا ہے، سو جب تک چاہو، اس گوشت کو روک سکتے ہو۔''

(٤٧٠٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا ضَحّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ مِنْ أُضْحِيَّتِهِ۔)) (مسند أحمد: ٩٠٦٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی قربانی کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی قربانی میں سے کچھ گوشت کھائے۔''

(٤٧٠٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ: دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْأَضْحٰى فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلُوْا وَادَّخِرُوا لِثَلَاثٍ۔)) فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ۔ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُوْنَ مِنْ أَضَاحِيِّهِمْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بدّو لوگوں کی ایک جماعت عید الاضحیٰ کے موقع پر آئی، ان کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ اور تین دنوں تک ذخیرہ کر سکتے ہو۔'' جب اس کے بعد اگلا سال آیا تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ اپنی قربانیوں سے اس طرح فائدہ اٹھا لیتے تھے کہ چربی محفوظ کر

(٤٧٠٣) تخريج: صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه ابويعلى: ٣٧٠٧ (انظر: ١٣٤٨٧)

(٤٧٠٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف محمد بن عبد الرحمن (انظر: ٩٠٧٨)

(٤٧٠٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٧٠، ومسلم: ١٩٧١ (انظر: ٢٤٢٤٩)

يَحْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ، وَ يَتَّخِذُوْنَ مِنْهَا الْأَسْقِيَةَ؟ قَالَ: ((وَ مَا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: الَّذِيْ نَهَيْتَ عَنْهُ مِنْ إِمْسَاكِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ، قَالَ: ((إِنَّمَا نَهَيْتُ عَنْهُ لِلدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ، فَكُلُوْا وَ تَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا۔)) (مسند أحمد: ۲٤۷٥۳)

لیتے اور مشکیزے بنا لیتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیا بات کرنا چاہتے ہو؟'' انھوں نے کہا: آپ نے جو پچھلے سال قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے روک دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تو بدّ ولوگوں کے آجانے کی وجہ سے منع کیا تھا، اب تم کھاؤ، صدقہ کرو اور ذخیرہ کرو۔''

(٤۷۰٦)۔ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ؟ قَالَتْ: لَا، وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّيْ مِنْهُنَّ إِلَّا قَلِيلٌ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ لِيُطْعِمَ مَنْ ضَحّٰى مَنْ لَمْ يُضَحِّ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نُخَبِّئُ الْكُرَاعَ مِنْ ضَاحِيِّنَا، ثُمَّ نَأْكُلُهَا بَعْدَ عَشْرٍ۔ (مسند أحمد: ۲٥۲۱٤)

عباس بن ربیعہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے تین سے زائد دنوں تک قربانی کا گوشت حرام قرار دیا تھا؟ انھوں نے کہا: نہیں، دراصل بات یہ تھی کہ کم لوگ قربانی کیا کرتے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا تاکہ قربانی کرنے والے نہ کرنے والوں کو گوشت کھلائیں، ہم نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ہم اپنی قربانیوں کا پنڈلی کا پتلا حصہ محفوظ کر لیتے اور پھر اس کو دس دس دنوں کے بعد کھاتے تھے۔

(٤۷۰۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ: سَأَلْنَاهَا أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ تُؤْكَلَ لُحُومُ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ؟ فَقَالَتْ: مَاقَالَهُ إِلَّا فِي عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيهِ فَأَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيرَ، وَقَدْ كُنَّا نَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَأْكُلُهَا بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ، قُلْتُ: فَمَا اضْطَرَّكُمْ إِلٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَضَحِكَتْ وَقَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزٍ مَأْدُومٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ، حَتّٰى لَحِقَ

(دوسری سند) عباس بن ربیعہ کہتے ہیں: ہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے تین سے زائد دنوں تک قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے یہ حکم صرف ان دنوں میں دیا تھا، جن میں لوگ بھوک میں مبتلا تھے، آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ غنی لوگ فقیروں کو کھلائیں، ہم خود پنڈلی کا پتلا حصہ محفوظ کر لیتے اور پندرہ دنوں کے بعد کھاتے تھے۔ میں نے کہا: کس چیز نے تم کو ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا؟ تو وہ ہنس پڑیں اور انھوں کہا تھا: آلِ محمد (ﷺ) لگاتار تین دن سالن والی روٹی سے سیر نہیں

(٤۷۰٦) تخريج: حديث صحيح، وانظر الحديث الآتی، أخرجه الترمذی: ۱٥۱۱، والنسائی: ۷/ ۲۳٦ (انظر: ۲٤۷۰۷)

(٤۷۰۷) تخريج: أخرجه البخاری: ٥٤۲۳، ٥٤۳۸، ٦٦۸۷ (۲٤۹٦۲)

بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند أحمد: ٢٥٤٧٥)

ہوئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کو جا ملے۔''

(٤٧٠٨)۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ الأَنْصَارِيِّ، عَنِ امْرَأَتِهِ، أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ لُحُوْمِ الأَضَاحِيِّ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيٌّ مِنْ سَفَرٍ، فَقَدَّمْنَا إِلَيْهِ مِنْهُ۔ فَقَالَ: لا آكُلُهُ حَتّٰى أَسْأَلَ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَسَأَلَهُ عَنْهُ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوْهُ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ إِلٰى ذِي الْحِجَّةِ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٧٣٣)

یزید بن ابی یزید انصاری اپنی بیوی سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے قربانیوں کے گوشت کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کسی سفر سے ہمارے پاس واپس آئے، ہم نے ان کو قربانی کا گوشت پیش کیا، انھوں نے کہا: میں اس وقت تک یہ نہیں کھاؤں گا، جب تک رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہیں لوں گا، پھر جب انھوں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس گوشت کو ایک ذوالحجہ سے دوسرے ذوالحجہ تک کھا سکتے ہو۔''

فوائد:.....یعنی قربانی کا گوشت پورا سال کھایا جا سکتا ہے، گوشت کو خشک کر کے کئی مہینوں تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(٤٧٠٩)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ أُمِّهِ أُمِّ سُلَيْمَانَ، وَكِلاهُمَا كَانَ ثِقَةً، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلْتُهَا عَنْ لُحُومِ الأَضَاحِيِّ؟ فَقَالَتْ: قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا ثُمَّ رَخَّصَ فِيْهَا، قَدِمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنْ سَفَرٍ، فَأَتَتْهُ فَاطِمَةُ بِلَحْمٍ مِنْ ضَحَايَاهَا، فَقَالَ: أَوَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: إِنَّهُ قَدْ رَخَّصَ فِيْهَا، فَدَخَلَ عَلِيٌّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ لَهُ: ((كُلْهَا مِنْ ذِي الْحِجَّةِ إِلٰى ذِي الْحِجَّةِ۔)) (مسند أحمد: ٢٦٩٤٧)

ام سلیمان کہتی ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور قربانیوں کے گوشت کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع تو کیا تھا، لیکن بعد میں رخصت دے دی تھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایک سفر سے واپس آئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اپنی قربانی کا گوشت پیش کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا تھا؟ انھوں نے کہا: آپ نے ان سے روکا تھا پھر ان کے متعلق رخصت دے دی تھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ سے یہ سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کو ایک ذوالحجہ سے دوسرے ذوالحجہ تک کھا سکتے ہو۔''

(٤٧٠٨) تخريج: حديث حسن (انظر: ٢٥٢١٨)

(٤٧٠٩) تخريج: اسناده حسن (انظر: ٢٦٤١٥)

(٤٧١٠)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهَانَا عَنْ أَنْ نَأْكُلَ لُحُوْمَ نُسُكِنَا فَوْقَ ثَلَاثٍ قَالَ: فَخَرَجْتُ فِيْ سَفَرٍ، ثُمَّ قَدِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ، وَ ذٰلِكَ بَعْدَ الْأَضْحٰى بِأَيَّامٍ، قَالَ: فَأَتَتْنِي صَاحِبَتِيْ بِسِلْقٍ قَدْ جَعَلَتْ فِيْهِ قَدِيدًا، فَقُلْتُ لَهَا: أَنّٰى لَكِ هٰذَا الْقَدِيدُ؟ فَقَالَتْ: مِنْ ضَحَايَانَا، قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: أَوَلَمْ يَنْهَنَا رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ عَنْ أَنْ نَأْكُلَهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ؟ قَالَ: فَقَالَتْ: إِنَّهُ قَدْ رَخَّصَ لِلنَّاسِ بَعْدَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَلَمْ أُصَدِّقْهَا حَتّٰى بَعَثْتُ إِلٰى أَخِي قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ۔ وَكَانَ بَدْرِيًّا۔ أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَبَعَثَ إِلَيَّ أَنْ كُلْ طَعَامَكَ، فَقَدْ صَدَقَتْ، قَدْ أَرْخَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ١٦٣١٥)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو تین سے زائد دنوں تک قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا، پھر میں ایک سفر میں چلا گیا، جب اپنی بیوی کے پاس واپس آیا، ابھی تک عید الاضحیٰ کو کچھ دن ہی گزرے تھے، تو میری بیوی نے چقندر پکا کر پیش کی اور اس میں گوشت کے پارچے تھے، میں نے کہا: یہ پارچے کہاں سے آ گئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہماری قربانیوں کا گوشت ہے، میں نے کہا: وہ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین سے زائد دنوں تک کھانے سے منع نہیں کیا تھا؟ انھوں نے کہا: جی آپ ﷺ نے اس کے بعد لوگوں کو رخصت دے دی تھی، میں نے اپنی بیوی کی تصدیق نہ کی اور اپنے بھائی سیدنا قتادہ بن نعمان بدری رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کرنے کے لیے ان کی طرف پیغام بھیجا، انھوں نے جواباً یہ پیغام دیا کہ تم اپنا کھانا کھا لو، تمہاری بیوی سچ کہہ رہی ہے، رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اس چیز کی رخصت دے دی ہے۔

(٤٧١١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنِّيْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا، وَ نَهَيْتُكُمْ أَنْ تَحْبِسُوا لُحُوْمَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاحْبِسُوْا، وَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوفِ فَانْبِذُوا فِيْهَا، وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ مُسْكِرٍ۔)) (مسند أحمد: ٤٣١٩)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب تم زیارت کر سکتے ہو اور میں نے تم کو تین سے زائد دنوں تک قربانیوں کا گوشت روکنے سے منع کیا تھا، اب تم ذخیرہ کر سکتے ہو، اسی طرح میں نے تم کو کچھ مخصوص برتنوں سے منع کیا تھا، اب تم ان میں نبیذ بنا سکتے ہو، البتہ ہر نشہ آور چیز سے بچو۔''

(٤٧١٢)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٤٧١٠) اسناده حسن، أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٩٢، والطبراني في "الكبير": ١٩/ ٥ (انظر: ١٦٢١٤)
(٤٧١١) صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٥٢٩٩، أخرجه بنحوه ابن ماجه: ١٥٧١، ٣٣٨٨ (انظر: ٤٣١٩)
(٤٧١٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٧٥ (انظر: ٢٢٤٢١)

قَالَ: ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُضْحِيَّةً لَهُ، ثُمَّ قَالَ لِيْ: ((يَا ثَوْبَانُ! أَصْلِحْ لَحْمَ هٰذِهِ الشَّاةِ۔)) قَالَ: فَمَا زِلْتُ أُطْعِمُهُ مِنْهَا حَتّٰى قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ۔ (مسند أحمد: ٢٢٧٨٥)

نے قربانی کی اور مجھ سے فرمایا: ''اے ثوبان! اس بکری کا گوشت سنبھال لو۔'' پس میں آپ ﷺ کو وہ گوشت کھلاتا رہا، یہاں تک کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

(٤٧١٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَهَيْتُكُمْ عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَكُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا۔)) (مسند أحمد: ٢٣٣٩٣)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم کو تین سے زائد دنوں تک قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا، اب میں یہ حکم دیتا ہوں کہ کھاؤ، زادِ راہ کے طور پر لے جاؤ اور ذخیرہ کرو۔''

(٤٧١٤)۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُوْمِ الْبُدْنِ إِلَّا ثَلَاثَ مِنًى، فَرَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا۔)) قَالَ: فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا۔ (مسند أحمد: ١٤٤٦٥)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم صرف منٰی کے تین دنوں تک قربانی کا گوشت کھاتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رخصت دے دی اور فرمایا: ''کھاؤ اور زادِ راہ کے طور پر لے جاؤ۔'' پس ہم نے کھایا اور زادِ راہ کے طور پر لے گئے۔

فوائد:......اس باب کی تمام احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ جب تک آدمی چاہے قربانی کا گوشت استعمال کرسکتا ہے، ہاں یہ ضروری ہے کہ اس کی کچھ مقدار مستحق افراد کو دے دے۔

اَلتَّضْحِيَةُ عَنِ الْمَيِّتِ بِوَصِيَّةٍ مِنْهُ وَ مَنْ أَذِنَ فِيْ اِنْتِهَابِ أُضْحِيَّتِهِ وَمَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْاِنْتِهَابِ

میت کی وصیت کی بناء پر اس کی طرف سے قربانی کرنا اور قربانی کا گوشت اچکنے کی اجازت دینے والوں کا اور اچک لینے کی ممانعت کا بیان

(٤٧١٥)۔ (ز) عَنْ حَنَشٍ، قَالَ: رَأَيْتُ

حنش سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو

(٤٧١٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٩٧٧ (انظر: ٢٣٠٠٥)

(٤٧١٤) تخريج: أخرجه البخاری: ١٧١٩، ومسلم: ١٩٧٢ (انظر: ١٤٤١٢)

(٤٧١٥) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابی الحسناء، وشريكُ النخعی سيیء الحفظ، أخرجه أبوداود: ٢٧٩٠، والترمذی: ١٤٩٥ (انظر: ١٢٨٦)

عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: أَوْصَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ۔ (مسند أحمد: ١٢٨٦)

دیکھا کہ انھوں نے دو دنبوں کی قربانی کی، میں نے ان سے کہا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کروں۔

فوائد:...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، لیکن کسی بھی نیک کام کی وصیت کی جا سکتی ہے۔

اس قسم کی احادیث سے میت کی طرف سے قربانی کرنے کا استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے، کیونکہ وصیت تو مرنے والے کا اپنا عمل ہوتا ہے۔

(٤٧١٦)۔ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ بِكَبْشَيْنِ، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَفْعَلَهُ۔ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ الْمُحَارِبِيُّ فِي حَدِيْثِهِ: ضَحّٰى عَنْهُ بِكَبْشَيْنِ، وَاحِدٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْآخَرُ عَنْهُ، فَقِيْلَ لَهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ أَمَرَنِي فَلَا أَدَعُهُ أَبَدًا۔ (مسند أحمد: ١٢٧٩)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے دو دنبوں کی قربانی کروں، پس میں چاہتا ہوں کہ یہ کام کروں۔ محمد بن عبید محاربی نے اپنی حدیث میں کہا: انھوں نے دو دنبوں کی قربانی کی، ایک نبی کریم ﷺ کی طرف سے اور دوسری اپنی طرف سے، جب ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: بیشک آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا، پس میں اس کو کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔

(٤٧١٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَعْظَمُ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمُ النَّفْرِ۔)) وَقُرِّبَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمْسُ بَدَنَاتٍ أَوْ سِتٌّ يَنْحَرُهُنَّ فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ إِلَيْهِ أَيَّتُهُنَّ يَبْدَأُ بِهَا، فَلَمَّا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا قَالَ كَلِمَةً خَفِيَّةً لَمْ أَفْهَمْهَا، فَسَأَلْتُ بَعْضَ مَنْ يَلِيْنِي مَا قَالَ؟ قَالُوْا: قَالَ: ((مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ۔)) (مسند أحمد: ١٩٢٨٥)

سیدنا عبد اللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے عظیم قربانی والا دن ہے، اس کے بعد روانگی کا دن ہے۔'' رسول اللہ ﷺ کی طرف پانچ چھ اونٹ قریب کیے گئے، وہ اونٹ خود آپ ﷺ کی طرف قریب ہونے لگے کہ آپ ﷺ کس سے شروع کریں گے، پس جب ان کے پہلو گر گئے تو آپ ﷺ نے آہستہ سے کوئی بات کی، میں اس کو نہ سمجھ سکا، پس میں نے اپنے قریب والے ایک آدمی سے سوال کیا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہتا ہے، گوشت کاٹ لے۔''

(٤٧١٦) تخريج: انظر الحديث السابق

(٤٧١٧) تخريج: اسناده صحيح، (٤٧١٧) أخرجه أبوداود: ١٧٦٥ (انظر: ١٩٠٧٥)

فوائد: ......آپ ﷺ کی اس اجازت سے مراد جھپٹنا اور اچک لینا نہیں ہے، ایسا کرنے سے تو چیز کا ضیاع بھی ہوتا ہے، کمزور افراد محروم رہ جاتے ہیں اور بسا اوقات بعض افراد زخمی بھی ہو جاتے ہیں، جبکہ یہ اسلامی تہذیب کا تقاضا بھی نہیں ہے۔

اس حکم نبوی کو درج ذیل کی روشنی میں سمجھا جائے، اگر لوگ بدنظمی کے ساتھ کسی مشترک چیز پر جھپٹ پڑیں تو ان کو ایسا کرنے سے روک دیا جائے اور اس چیز کو ان میں تقسیم کر دیا جائے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

(٤٧١٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَزُوْرًا فَانْتَهَبَهَا النَّاسُ، فَنَادٰى مُنَادِيهِ: إِنَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنِ النُّهْبَةِ، فَجَاءَ النَّاسُ بِمَا أَخَذُوْا، فَقَسَمَهُ بَيْنَهُمْ۔ (مسند أحمد: ٨٣٠٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ ذبح کیے اور لوگوں نے گوشت کو اچکنا شروع کر دیا، سو آپ ﷺ کے مُنادِی نے آواز دی اور کہا: بیشک اللہ اور اس کا رسول تم کو اچکنے سے منع کرتے ہیں۔ یہ سن کر لوگوں نے جو کچھ حاصل کیا تھا، وہ لے کر آپ ﷺ کے پاس آ گئے اور آپ ﷺ نے ان کے مابین تقسیم کر دیا۔

اَلْعَقِيْقَةُ وَالتَّأْذِيْنُ

عقیقہ اور اذان

العقیقة: لغوی معنی: اس کا مادہ ''عَقّ'' ہے، جس میں نافرمانی، قطع تعلقی اور بدسلوکی کے معانی پائے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے عقیقہ کے بارے میں کیے جانے والے سوال کے جواب میں فرمایا: ((لَا أُحِبُّ الْعَقُوْقَ۔)) اور آنے والے حدیث میں فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْعُقُوْقَ۔))

اصطلاحی تعریف: ...... ایسے جانور کو کہتے ہیں جو نومولود بچے کی طرف سے پیدائش کے ساتویں روز ذبح کیا جاتا ہے۔

فرع اور عتیرہ کی وضاحت اگلے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حَقِيْقَةُ الْعَقِيْقَةِ وَالْفَرَعِ وَالْعَتِيْرَةِ

عقیقہ، فرع اور عتیرہ کی حقیقت کا بیان

(٤٧١٩)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيْقَةِ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا گیا اور آپ ﷺ جواباً فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ عقوق کو ناپسند کرتا

(٤٧١٨) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٨٣١٧)

(٤٧١٩) تخريج: اسناده حسن، أخرجه أبوداود: ٢٨٤٢، والنسائي: ٧/ ١٦٢ (انظر: ٦٧١٣)

الْعُقُوقَ۔)) وَ كَأَنَّهُ كَرِهَ الاسْمَ۔ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا نَسْأَلُكَ عَنْ أَحَدِنَا يُوْلَدُ لَهُ؟ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ، عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ۔)) قَالَ: وَ سُئِلَ عَنِ الْفَرَعِ؟ قَالَ: ((وَالْفَرَعُ حَقٌّ، وَ أَنْ تَتْرُكَهُ حَتّٰى يَكُوْنَ شُغْزُبًّا، أَوْ شُغْزُوبًّا، ابْنَ مَخَاضٍ، أَوِ ابْنَ لَبُونٍ، فَتَحْمِلَ عَلَيْهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَوْ تُعْطِيَهُ أَرْمِلَةً خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذْبَحَهُ يَلْصَقُ لَحْمُهُ بِوَبَرِهِ، وَ تُكْفِئُ إِنَاءَكَ وَ تُوَلِّهُ نَاقَتَكَ۔))وَقَالَ: وَ سُئِلَ عَنِ الْعَتِيْرَةِ؟ فَقَالَ: ((اَلْعَتِيْرَةُ حَقٌّ۔)) قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لِعَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ: مَا الْعَتِيْرَةُ؟ قَالَ: كَانُوْا يَذْبَحُوْنَ فِي رَجَبٍ شَاةً، فَيَطْبُخُوْنَ وَ يَأْكُلُوْنَ وَ يُطْعِمُوْنَ۔ (مسند أحمد: ٦٧١٣)

ہے۔'' گویا کہ آپ ﷺ نے یہ لفظ ناپسند کیا، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ جب کسی کا بچہ پیدا ہو تو (اس کی طرف سے جو جانور ذبح کیا جاتا ہے)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو وہ کرے، تفصیل یہ ہے کہ بچے کی طرف سے بکری یا بھیڑ کی نسل کے دو برابر برابر جانور ہوں اور بچی کی طرف سے ایک۔'' پھر جب آپ ﷺ سے فرع کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرع حق ہے، لیکن اگر تو اس جانور کو چھوڑ دے، یہاں تک کہ اس کا گوشت سخت ہو جائے، یعنی ابن مخاض بن جائے یا ابن لبون بن جائے، پھر تو اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں سواری کے لیے دے یا بیواؤں کو دے دے تو یہ عمل اس سے بہتر ہوگا کہ تو اس وقت اس کو ذبح کر دے، جب اس کا گوشت اس کے بالوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہو، اس طرح تو اپنا برتن بھی انڈیل دے اور اپنی اونٹنی کو بھی تکلیف پہنچائے، پھر آپ ﷺ سے عتیرہ کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عتیرہ حق ہے۔'' کسی آدمی نے عمرو بن شعیب سے سوال کیا کہ عتیرہ کیا ہوتا ہے، انھوں نے کہا: لوگ رجب میں ایک بکری ذبح کر کے اس کو پکاتے تھے، پھر خود بھی کھاتے اور لوگوں کو بھی کھلاتے تھے۔

فوائد: ...... گویا کہ آپ ﷺ نے عقیقہ کی بجائے نُسُک کا لفظ پسند فرمایا، جس کے معانی قربانی کرنے کے ہیں۔ اس حدیث میں فرع اور عتیرہ کی جائز صورتوں کا بیان ہے، ان کی وضاحت اگلے باب میں آئے گی۔

(٤٧٢٠)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ، قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا

سیدنا نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم زمانۂ جاہلیت میں ماہِ رجب میں عتیرہ ذبح کرتے تھے، اب آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے: ''اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کیا کرو، کوئی

(٤٧٢٠) اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابن ماجه: ٣١٦٧، والنسائي: ٧/ ١٧٠ (انظر: ٢٠٧٢٣)

نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ (وَفِي لَفْظٍ رَجَبٍ) فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((اِذْبَحُوْا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ، وَبَرُّوا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَأَطْعِمُوْا۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّا كُنَّا نُفَرِّعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَرَعًا فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((فِي كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَاشِيَتُكَ، حَتّٰى إِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ فَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ۔)) قَالَ خَالِدٌ: أُرَاهُ قَالَ: ((عَلَى ابْنِ السَّبِيلِ فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ۔)) (الحديث) وَفِيْ آخِرِهِ قَالَ خَالِدٌ: قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: كَمِ السائِمَةُ قَالَ: مِائَةٌ۔ (مسند أحمد: ٢٠٩٩٨)

بھی مہینہ ہوسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے نیکی کرو اور لوگوں کو کھلاؤ۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت میں فرع ذبح کرتے تھے، اب آپ ہمیں اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چرنے والے جانوروں میں فرع ہے، جس کو تیرے جانور دودھ پلاتے رہیں، یہاں تک کہ وہ سواری کے قابل ہو جائے تو تو اس کو ذبح کر دے اور مسافر پر اس کے گوشت کا صدقہ کر دے، کیونکہ یہ بہتر ہے۔''......الحدیث۔ خالد راوی نے کہا: میں نے ابو قلابہ سے کہا: وہ چرنے والے جانور کتنے ہوتے ہیں؟ انھوں نے کہا: ایک سو۔

اَلْفَرَعِ وَالْعَتِيْرَةِ مِنْ أَمْرٍ وَ نَهْيٍ
فرع اور عتیرہ کے حکم اور ان سے نہی کا بیان

(٤٧٢١)۔ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ مِخْنَفٍ، قَالَ: اِنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ، قَالَ: وَهُوَ يَقُوْلُ: ((هَلْ تَعْرِفُوْنَهَا؟)) قَالَ: فَمَا أَدْرِي مَا رَجَعُوْا عَلَيْهِ۔ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى كُلِّ بَيْتٍ أَنْ يَذْبَحُوْا شَاةً فِيْ كُلِّ رَجَبٍ، وَكُلِّ أَضْحَى شَاةً۔)) (مسند أحمد: ٢١٠١٠)

سیدنا حبیب بن مخنف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں عرفہ کے دن نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''کیا تم اس کو جانتے ہو؟'' مجھے یہ علم نہیں ہے کہ لوگوں نے آپ ﷺ کو کیا جواب دیا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر گھر والوں پر ہے کہ وہ ایک بکری ہر ماہِ رجب میں ذبح کریں اور ایک بکری عید الاضحیٰ کے موقع پر کریں۔''

(٤٧٢٢)۔ عَنْ مِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ بِنَحْوِهِ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ عَلَى أَهْلِ كُلِّ

سیدنا مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: ''اے لوگو! بیشک ہر سال ہر گھر والوں پر

(٤٧٢١) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الكريم، قال النسائي والدارقطني: متروك، وحبيبُ بن مخنف مجهول، أخرجه عبد الرزاق: ٨٠٠١، والطبراني: ٢٠/ ٧٤٠ (انظر: ٢٠٧٣٠)

(٤٧٢٢) حسن لغيره، أخرجه أبوداود: ٢٧٨٨، ابن ماجه: ٣١٢٥، والترمذي: ١٥١٨ (انظر: ٢٠٧٣١)

بَيْتٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَةٌ وَ عَتِيْرَةٌ، أَتَدْرُوْنَ مَا الْعَتِيْرَةُ؟ هِيَ الَّتِي يُسَمِّيهَا النَّاسُ الرَّجَبِيَّةَ۔)) (مسند أحمد: ٢١٠١١)

قربانی اور عتیرہ ہے، کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ ہوتا کیا ہے؟ یہی جس کو لوگ رجبیہ کہتے ہیں۔''

(٤٧٢٣)۔ عَنْ أَبِي رَزِيْنٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّا كُنَّا نَذْبَحُ فِيْ رَجَبٍ ذَبَائِحَ فَنَأْكُلُ مِنْهَا، وَ نُطْعِمُ مِنْهَا مَنْ جَاءَ نَا، قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ۔)) فَقَالَ وَكِيْعٌ: لَا أَدَعُهَا أَبَدًا۔ (مسند أحمد: ١٦٣٠٣)

سیدنا ابو رزین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک ہم رجب میں جانور ذبح کرتے تھے، ان سے خود بھی کھاتے تھے اور اپنے پاس آنے والوں کو بھی کھلاتے تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا کرنے میں کوئی مضا لقہ نہیں ہے۔'' وکیع راوی کہتے ہیں: میں کبھی بھی اس عمل کو نہیں چھوڑوں گا۔

(٤٧٢٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ فَرَعَةٍ مِنَ الْغَنَمِ مِنَ الْخَمْسَةِ وَاحِدَةٌ۔ (مسند أحمد: ٢٥٠٣٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرع کے بارے میں حکم دیا کہ وہ پانچ بکریوں میں سے ایک بکری ہو۔

(٤٧٢٥)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ زُرَارَةَ السَّهْمِيِّ۔ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ جَدِّي (الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو): أَنَّهُ لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔ فَقُلْتُ: بِأَبِيْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِسْتَغْفِرْ لِيْ۔ قَالَ: ((غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ۔)) قَالَ: وَ هُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ۔ قَالَ: فَاسْتَدَرْتُ لَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ أَرْجُوْ أَنْ يَخُصَّنِي دُوْنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: اِسْتَغْفِرْ لِيْ۔ قَالَ: ((غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ۔)) قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الْفَرَائِعُ وَالْعَتَائِرُ؟ قَالَ: ((مَنْ شَاءَ فَرَّعَ وَ

سیدنا حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع کے موقع پر ملا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ میرے لیے بخشش طلب کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم سب کو معاف کر دے۔'' آپ ﷺ اس وقت اپنی عضباء اونٹنی پر تھے، میں گھوم کر دوسری طرف سے آیا، مجھے یہ امید تھی کہ آپ ﷺ میرے لیے مخصوص دعا کریں، اس لیے میں نے پھر کہا: آپ میرے لیے بخشش طلب کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم سب لوگوں کو معاف کر دے۔'' پھر ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرع اور

(٤٧٢٣) اسناده ضعيف، وكيع بن حدس مجهول الحال، أخرجه النسائي: ٧/ ١٧ (انظر: ١٦٢٠٢)

(٤٧٢٤) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن عثمان مختلف فيه، وقد تفرد به، أخرجه عبد الرزاق: ٧٩٩٧، والبيهقي: ٩/ ٣١٢ (انظر: ٢٤٥٣٠)

(٤٧٢٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه أبوداود: ١٧٤٢، والنسائي: ٧/ ١٦٩ (انظر: ١٥٩٧٢)

مَنْ شَاءَ لَمْ يُفَرِّعْ، وَ مَنْ شَاءَ عَتَرَ وَ مَنْ شَاءَ لَمْ يَعْتِرْ، فِي الْغَنَمِ أُضْحِيَّةٌ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا۔)) وَقَالَ عَفَّانُ مَرَّةً: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ زُرَارَةَ السَّهْمِيُّ۔ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّهِ الْحَارِثِ۔ (مسند أحمد: ١٦٠٦٨)

عتیرہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہے وہ فرع ذبح کرے اور جو چاہے نہ کرے، اسی طرح جو چاہے عتیرہ ذبح کر لے اور جو چاہے نہ کرے اور بکریوں میں قربانی ہے۔'' آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''خبردار! بیشک تمہارے خون اور مال تم پر اس طرح حرام ہیں، جیسے تمہارے اس شہر میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔''

(٤٧٢٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا عَتِيْرَةَ فِي الْإِسْلَامِ، وَ لَا فَرَعَ۔)) (مسند أحمد: ٧١٣٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں عتیرہ ہے نہ فرع۔''

(٤٧٢٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا فَرَعَ وَ لَا عَتِيْرَةَ۔)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَ الْفَرَعُ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَذْبَحُوْنَ أَوَّلَ نِتَاجٍ يَكُوْنُ لَهُمْ، وَالْعَتِيْرَةُ ذَبِيْحَةُ رَجَبٍ۔ (مسند أحمد: ١٠٣٦١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ کوئی فرع ہے اور نہ کوئی عتیرہ۔'' ابن شہاب نے کہا: فرع سے مراد پیدا ہونے والا وہ پہلا جانور ہے جو جاہلیت والے لوگ ذبح کرتے تھے اور رجب کے ذبیحہ کو عتیرہ کہتے ہیں۔

فوائد: ...... فرع اور عتیرہ کی جائز صورتیں بھی ہیں اور ناجائز بھی، تفصیل درج ذیل ہے:

فرع: (۱) دورِ جاہلیت میں اونٹنی کے پہلے بچے کو یا سو اونٹ کے پورے ہو جانے پر ایک جوان اونٹ معبودانِ باطلہ کے نام پر ذبح کیا جاتا تھا، اس کو ''فرع'' کہتے تھے۔

(۲) دورِ جاہلیت میں نسل کی برکت اور کثرت کی خاطر جانور کا پہلا بچہ پیدا ہوتے ہی بتوں کے نام ذبح کر دینا فرع کہلاتا تھا۔

عتیرہ: وہ جانور جس کو لوگ دورِ جاہلیت میں ماہِ رجب میں بتوں کے نام پر ذبح کرتے اور اس کا خون بت کے سر پر بہاتے تھے۔

اگر فرع اور عتیرہ بتوں کے ناموں پر ہوں تو وہ حرام ہیں، اسلام نے اس شرکیہ عمل کو باطل قرار دیا، ہاں یہ گنجائش رکھی ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی اونٹنی اور بکری کے پہلے بچے کو یا رجب میں جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا چاہتا ہے تو

(٤٧٢٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٧٤، ومسلم: ١٩٧٦ (انظر: ٧١٣٥)

(٤٧٢٧) تخريج: انظر الحديث السابق

اسے اختیار ہے، بلکہ اس کا یہ عمل پسندیدہ اور افضل ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے اس کی بہترین صورت پیش کی ہے کہ اس جانور کو پیدا ہوتے ہی ذبح نہ کیا جائے، بلکہ اس کو بڑا کیا جائے تاکہ اس کو گوشت کھایا جا سکے، یا اس پر سواری کی جا سکے۔

اس باب کی روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ جن احادیث میں فرع اور عتیرہ کا حکم دیا گیا ہے، ان سے مراد ان کی جائز صورتیں ہیں اور جن روایات میں ان کی نفی کی گئی ہے، ان کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں کہ یہ واجب نہیں ہیں، یا اگر ان کو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے تو یہ باطل ہوں گے۔

اَلْأَمْرُ بِالْعَقِيْقَةِ لِلْغُلَامِ وَالْجَارِيَةِ
بچے اور بچی کی طرف سے عقیقہ کرنے کا حکم

(٤٧٢٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُعِقَّ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً، وَعَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ، وَأَمَرَنَا بِالْفَرَعِ مِنْ كُلِّ خَمْسِ شِيَاهٍ شَاةٌ۔ (مسند أحمد: ٢٥٧٦٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم عقیقہ میں بچی کی طرف سے ایک بکری اور بچے کی طرف سے دو بکریاں ذبح کریں، نیز آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر پانچ بکریوں میں سے ایک بکری بطورِ فرع ذبح کریں۔

فوائد:...... ''شَاۃ'' کے لفظ کا اطلاق دو جنسوں پر ہوتا ہے، بکری اور بھیڑ، اس لیے عقیقہ میں بکرا، بکری، بھیڑ اور دنبہ میں کوئی جانور ذبح کیا جا سکتا ہے۔

(٤٧٢٩)۔ عَنْ أُمِّ بَنِي كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةِ: أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيْقَةِ؟ فَقَالَ: ((عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ۔)) قُلْتُ لِعَطَاءٍ: مَا الْمُكَافَأَتَانِ؟ قَالَ: الْمِثْلَانِ۔ (مسند أحمد: ٢٧٩١٦)

سیدہ ام بنی کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بچے کی طرف سے ایک جیسی دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری ہے۔'' راوی کہتا ہے: میں نے عطاء سے کہا: ''اَلْمُكَافَأَتَان'' سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: ایک جیسی۔

(٤٧٣٠)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْعَقِيْقَةُ حَقٌّ عَنِ الْغُلَامِ

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عقیقہ حق ہے، بچے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں

(٤٧٢٨) تخريج: حديث العقيقة صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، أخرج حديث العقيقة ابن ماجه: ٣١٦٣ (انظر: ٢٥٢٥٠)

(٤٧٢٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه أبوداود: ٢٨٣٥، و ابن ماجه: ٣١٦٢، والنسائي: ٧/ ١٦٤ (انظر: ٢٧٣٧٢)

(٤٧٣٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٤٦١ (انظر: ٢٧٥٨٢)

شَـاتَـانِ مُكَافَأَتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ۔)) (مسند أحمد: ٢٨١٣٤)

اور بچی کی طرف سے ایک بکری ہو گی۔''

(٤٧٣١)۔ عَـنْ سِبَـاعِ بْنِ ثَابِتٍ ، سَمِعْتُ مِـنْ (أُمِّ كُـرْزِ الْـكَـعْبِيَّةِ) الَّتِـي تُحَدِّثُ عَنِ الـنَّبِيِّ ﷺ ، قَـالَـتْ: سَـمِـعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِـالْـحُـدَيْبِيَّةِ ، وَذَهَبْتُ أَطْلُبُ مِنَ اللَّحْمِ: ((عَنِ الْغُلامِ شَاتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ ، لا يَـضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَوْ إِنَاثًا۔)) قَالَتْ: وَ سَـمِـعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَـقُـوْلُ: ((أَقِرُّوا الطَّيْرَ عَلٰى مَكِنَاتِهَا۔)) (مسند أحمد: ٢٧٦٨٠)

سیدام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، جبکہ میں گوشت لینے کے لیے گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری، اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا کہ وہ مذکر ہوں یا مؤنث۔'' اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: ''پرندے کو اس کی جگہ پر بیٹھنے دیا کرو۔''

فوائد: ......آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ پرندوں کے ذریعے بری یا اچھی فال نہ نکالا کرو۔ اس کی صورت یہ تھی کہ جب کوئی آدمی کسی کام کو سرانجام دینے کا ارادہ کرتے تو وہ بیٹھے ہوئے پرندے کو اڑاتا، اگر وہ دائیں طرف اڑتا تو اس کو وہ اپنی کامیابی کی علامت سمجھ کر کام شروع کر دیتا، لیکن اگر وہ اس کی بائیں جانب اڑ جاتا تو اس کو ناکامی کی علامت سمجھ کر کام کو ترک کر دیتا۔

(٤٧٣٢)۔ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ ، عَنْ أَبِيْـهِ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَـقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا۔ (مسند أحمد: ٢٣٤٤٦)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا۔

(٤٧٣٣)۔ حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عَـوْنٍ وَ سَـعِيْـدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔ قَالَ: ((مَعَ الْغُلامِ عَقِيْقَتُهُ ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ الدَّمَ ،

سیدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بچے کے ساتھ عقیقہ ہوتا ہے، پس تم اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے تکلیف کو دور کرو۔'' ابن سیرین نے کہا: اگر تکلیف کو دور کرنے سے مراد سر کو مونڈنا نہیں ہے تو پھر میں نہیں جانتا کہ اس کا معنی کیا ہے۔

(٤٧٣١) تـخـريـج: حديث صحيح دون قوله "اقروا الطير على مكناتها"، أخرجه أبوداود: ٢٨٣٥، و ابن ماجه: ٣١٦٢، والنسائي: ٧/ ١٦٤ (٢٧١٣٩)

(٤٧٣٢) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه النسائي: ٧/ ١٦٤ (انظر: ٢٣٠٥٨)

(٤٧٣٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٧٢ (انظر: ١٦٢٤٠)

وَ أَمِيطُوْا عَنْهُ الأذٰی۔)) قَالَ: وَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَقُوْلُ: إِنْ لَمْ تَكُنْ إِمَاطَةُ الأذٰی حَلْقَ الرَّأْسِ فَلا أَدْرِي مَا هُوَ۔ (مسند أحمد: ١٦٣٤٨)

فوائد:...... امام عطاء کہتے ہیں:
قَالَتِ امْرَأَةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ: لَوْ وَلَدَتْ امْرَأَةُ فُلَانٍ نَحَرْنَا عَنْهُ جَزُوْرًا قَالَتْ: عَائِشَةُ: لَا، وَلٰكِنِ السُّنَّةُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَاحِدَةٌ۔ ......(مسند ابن راهويه: ٤/ ١٠٩/ ٢، صحيحه: ٢٧٢٠)

ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں کہا: اگر فلاں آدمی کی بیوی کا بچہ پیدا ہوا تو ہم اونٹ نحر کریں گے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ سنت یہ ہے کہ بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری (بطورِ عقیقہ) ذبح کی جائے۔

عقیقہ سے متعلقہ مزید دو روایات

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((يُعَقُّ عَنْهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ۔))...... ''بچے کی طرف سے اونٹ، گائے اور بکری کا عقیقہ کیا جائے گا۔'' (معجم صغير للطبراني: ص ٤٠) اس حدیث کی سند میں مسعدہ بن الیسع راوی کذاب ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: عَقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ مَابُعِثَ نَبِيًّا۔ ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا تھا۔ (مصنف عبدالرزاق: ٤/ ٣٢٩/ ٧٩٦٠، مسند البزار: ٢/ ٧٤/ ١٢٣٧، ١/ ٤٦١/١، معجم اوسط للطبراني: ١/ ٥٥/ ٢ رقم ٩٧٦، صحيحه: ٢٧٢٦)

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے، اس کا نام رکھا جائے اور سر کے بال منڈوائے جائیں۔لیکن اگر کچھ وجوہات کی بنا پر وقت پر عقیقہ نہ کیا جا سکے تو بعد میں جب موقع ملے اس حکم کی تعمیل کی جانی چاہیے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا۔

بعض احباب قربانی کے جانوروں میں عقیقوں کے حصے ڈال دیتے ہیں، یہ محض کسی کی ذاتی رائے اور عقلی اختراع ہے، شرعی فیصلہ نہیں۔ ماحصل یہ ہے کہ عقیقہ کے لیے بھیڑ، دنبہ، بکری اور بکرے میں سے ایک یا دو جانوروں کا انتخاب کرنا چاہیئے، نہ کہ گائے اور اونٹ وغیرہ کا۔

وَقْتُ الْعَقِيْقَةِ وَ تَسْمِيَةُ الْمَوْلُوْدِ وَ حَلْقُ رَأْسِهِ وَالتَّصَدُّقُ بِوَزْنِ شَعْرِهِ مِنْ فِضَّةٍ

عقیقہ کا وقت، بچے کا نام رکھنا، اس کو سر مونڈنا اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی کا صدقہ کرنا

(٤٧٣٤)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ ، قَالَ: لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ حَسَنًا ، قَالَتْ: أَلَا أَعُقُّ عَنِ ابْنِي بِدَمٍ؟ قَالَ: ((لا ، وَلٰكِنِ احْلِقِي رَأْسَهُ ثُمَّ تَصَدَّقِي بِوَزْنِ شَعْرِهِ مِنْ فِضَّةٍ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ ، وَ الأَوْفَاضِ۔)) وَكَانَ الأَوْفَاضُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْتَاجِيْنَ فِي الْمَسْجِدِ ، أَوْ فِي الصُّفَّةِ (قَالَ أَبُو النَّضْرِ: مِنَ الْوَرِقِ عَلَى الأَوْفَاضِ۔ يَعْنِي أَهْلَ الصُّفَّةِ۔ أَوْ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ) فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ ، قَالَتْ: فَلَمَّا وَلَدْتُ حُسَيْنًا فَعَلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ٢٧٧٢٥)

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو جنم دیا تو انھوں نے کہا: کیا میں اپنے بیٹے کی طرف سے خون بہا کر اس کا عقیقہ نہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ اس کا سر مونڈو اور پھر اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی مسکینوں اور کمزوروں پر صدقہ کر دو۔'' یہ کمزور لوگ آپ ﷺ کے صحابہ میں سے بعض محتاج افراد تھے، جو مسجد یا صفہ میں رہتے تھے۔ ابونضر کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''اس چاندی کو کمزوروں یعنی اہل صفہ اور مسکینوں پر خرچ کرو۔'' سیدہ کہتی ہیں: پس میں نے ایسے ہی کیا، پھر جب حسین پیدا ہوا تو میں نے اسی طرح کیا۔

(٤٧٣٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ لَمَّا وُلِدَ أَرَادَتْ أُمُّهُ فَاطِمَةُ أَنْ تَعُقَّ عَنْهُ بِكَبْشَيْنِ ، فَقَالَ: ((لا تَعُقِّي عَنْهُ ، وَلٰكِنِ احْلِقِي شَعْرَ رَأْسِهِ ، ثُمَّ تَصَدَّقِي بِوَزْنِهِ مِنَ الْوَرِقِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)) ثُمَّ وُلِدَ حُسَيْنٌ بَعْدَ ذٰلِكَ فَصَنَعَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ٢٧٧٣٨)

(دوسری سند) جب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو ان کی ماں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کی طرف دو دنبوں کا عقیقہ کرنا چاہا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی طرف عقیقہ نہ کرو، بلکہ اس کے سر کو مونڈو اور پھر اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی کا اللہ کے راستے میں صدقہ کرو۔'' پھر جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو سیدہ نے اسی طرح کیا۔

فوائد:...... درج ذیل روایت صحیح ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَا فَاطِمَةُ! احْلِقِي رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِي بِزِنَةِ

(٤٧٣٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن محمد بن عقيل ، أخرجه ابن ابى شيبة: ٨/ ٢٣٥ ، والطبرانى فى "الكبير": ٩١٧ ، والبيهقى: ٨/ ٣٠٤ (انظر: ٢٧١٨٣)

(٤٧٣٥) تخريج:انظر الحديث بالطريق الأول

شَعْرِهِ فِضَّةً۔)) قَالَ فَوَزَنَتْهُ فَكَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا أَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ۔ ......''اے فاطمہ! اس کے سر کو مونڈ و اور اس کے بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ کرو۔'' پس جب انھوں نے وزن کیا تو بالوں کا وزن درہم یا درہم کا کچھ حصہ تھا۔ (ترمذی: ۱۵۱۹) یہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کا واقعہ ہے۔

ہمارے ہاں اس سنت کا اہتمام نہیں کیا جاتا، بلکہ سرے سے لوگوں کو اس کا علم ہی نہیں ہے۔ اس سنت کا احیاء ہونا چاہیے۔

(٤٧٣٦)۔ عَنْ سَمُرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنٌ بِعَقِيْقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمّٰى۔)) (مسند أحمد: ٢٠٤٠١)

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہوتا ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے جانور کو ذبح کیا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔''

فوائد:...... ساتویں دن سے پہلے بھی نام رکھا جا سکتا ہے، اگلے باب میں اس کے دلائل موجود ہیں۔

''ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہوتا ہے'' امام احمد نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ اگر بچے کی طرف عقیقہ نہ کیا جائے اور وہ بچپنے میں ہی فوت ہو جائے تو وہ اپنے والدین کے حق میں سفارش نہیں کرے گا۔

ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد عقیقے کا لازمی ہونا ہے۔

(٤٧٣٧)۔ عَنْ سَمُرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهِ، تُذْبَحُ يَوْمَ سَابِعِهِ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُدَمّٰى۔)) (مسند أحمد: ٢٠٤٥٦)

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہوتا ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے اور اس کو خون آلودہ کیا جائے۔''

فوائد: ......امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ نے عقیقہ کے گوشت کے بارے میں اس چیز کو مستحب سمجھا ہے کہ سارا گوشت پکا لیا جائے، پھر اس میں سے فقراء و مساکین پر بھی صدقہ کیا جائے، ہمسائیوں کو بھی دیا جائے اور عقیقہ کرنے والے خود بھی کھائیں۔

اگلی حدیث میں ''وَيُدَمّٰى'' کے بجائے ''وَيُسَمّٰى'' کے الفاظ ہیں، اگلی روایت کی شرح ملاحظہ ہو۔

(٤٧٣٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مذکورہ بالا روایت کی

(٤٧٣٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه أبوداود: ٢٨٣٧، وابن ماجه: ٣١٦٥، والترمذي: ١٥٢٢ (انظر: ٢٠١٣٩)

(٤٧٣٧) تخريج: انظر الحديث السابق

(٤٧٣٨) تخريج: اسناده صحيح، وانظر الحديث السابق

النَّبِيِّ ﷺ۔ مِثْلُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَ يُسَمّٰى، قَالَ هَمَّامٌ فِيْ حَدِيْثِهِ: وَ رَاجَعْنَاهُ: وَيُدَمّٰى، قَالَ هَمَّـامٌ: فَكَانَ قَتَادَةُ يَصِفُ الدَّمَ فَيَقُوْلُ: إِذَا ذَبَحَ الْعَقِيْقَةَ، تُؤْخَذُ صُوْفَةٌ، فَتُسْتَقْبَلُ أَوْدَاجُ الذَّبِيحَةِ، ثُمَّ تُوْضَعُ عَلَى يَافُوخِ الصَّبِيِّ، حَتّٰى إِذَا سَالَ غُسِلَ رَأْسُهُ، ثُمَّ حُلِقَ بَعْدُ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٤٥٧)

طرح ہی ہے، البتہ اس میں ''وَيُسَمّٰى'' کے الفاظ ہیں، جبکہ ہمام کی روایت میں ''وَيُدَمّٰى'' کے الفاظ ہیں، اور قتادہ راوی اس خون کی یہ کیفیت بیان کرتے تھے: جب آدمی عقیقہ کے جانور کو ذبح کرے گا تو روئی کا ٹکڑا لے کر ذبیحہ کی رگوں کے سامنے رکھا جائے گا، پھر اس کو بچے کی چوٹی پر رکھا جائے گا، یہاں تک کہ خون بہے گا اور اس کو دھو کر سر کو مونڈ دیا جائے گا۔''

فوائد: ......سوال یہ ہے کہ ان احادیث میں ''وَيُسَمّٰى'' کے الفاظ ہیں یا ''وَيُدَمّٰى'' کے، اول الذکر کا معنی نام رکھنا ہے اور مؤخر الذکر کا معنی سر کو خون آلود کرنا ہے۔

امام ابوداود نے ''وَيُدَمّٰى'' کے الفاظ کو ہمام کا وہم قرار دیتے ہوئے ''وَيُسَمّٰى'' کے الفاظ کو درست قرار دیا ہے، لیکن اس دعوی پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ ہمام کے شیخ امام قتادہ یہ خون لگانے کی ساری تفصیل بیان کر رہے ہیں، جیسا کہ مذکورہ بالا روایت میں گزرا ہے، اس لیے ان الفاظ کو ہمام کا وہم نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اصل حدیث میں تو ''وَيُسَمّٰى'' کے الفاظ ہی ہوں، البتہ امام قتادہ دورِ جاہلیت کی ایک رسم بیان کر رہے ہوں اور اگر ''وَيُدَمّٰى'' کے الفاظ کو محفوظ ہوں، تو ان کو منسوخ سمجھا جائے گا۔

ایسی روایات موجود ہیں، جو اس کے نسخ پر دلالت کرتی ہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں:
كَانُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا عَقُّوْا عَنِ الصَّبِيِّ خَضَبُوْا قُطْنَةً بِدَمِ الْعَقِيْقَةِ، فَإِذَا حَلَقُوْا رَأْسَ الصَّبِيِّ، وَضَعُوْهَا عَلٰى رَأْسِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِجْعَلُوْا مَكَانَ الدَّمِ خَلُوْقًا، يَعْنِي فِي رَأْسِ الصَّبِيِّ يَوْمَ الذَّبْحِ عَنْهُ۔)) (ابن حبان: ١٠٥٧، بيهقى: ٩/ ٣٠٣، صحيحه: ٤٦٣) جب لوگ جاہلیت میں بچے کی طرف سے عقیقہ کرتے تھے تو روئی کا ٹکڑا عقیقے کے جانور کے خون میں رنگ کر، بچے کا سر مونڈنے کے بعد، اس کے سر پر رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(عقیقے والے روز بچے کے سر پر) خون کی بجائے خلوق خوشبو لگایا کرو۔''

خلوق: ایک قسم کی خوشبو جس کا بیشتر حصہ زعفران کا ہوتا ہے۔

سیدنا عبد مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((يُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ وَلَا يُمَسُّ رَأْسُهُ بِدَمٍ۔)) ......''بچے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے گا اور اس کے سر پر خون نہیں لگایا جائے گا۔'' (ابن ماجہ: ٣١٦٦)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنُلَطِّخُهُ بِزَعْفَرَانٍ۔ ......دورِ

جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کا بچہ پیدا ہوتا تو وہ اس کی طرف سے بکری یا بھیڑ کی نسل کا جانور ذبح کرتا اور اس کا سر اس کے خون سے لت پت کرتا، لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کا ظہور ہوا تو ہم بچے کی طرف سے بکری ذبح کرتے اور اس کے سر کو مونڈ کر اس پر زعفران لگاتے تھے۔ (أبوداود: ۲۸۴۳)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ عقیقے کے جانور کا خون نومولود کے سر پر لگانا دورِ جاہلیت کی رسم تھی، اگر ''وَیُدَمّٰی'' کے الفاظ کو محفوظ اور صحیح قرار دیا جائے تو کہا جائے گا کہ اسلام کے شروع میں بھی یہ رسم کچھ عرصہ تک جاری رہی اور پھر اس کو منسوخ کر دیا گیا، اب ہمارے لیے حکم یہ ہے کہ ہم ساتویں دن بچے کی طرف سے عقیقہ کریں اور اس کے بال صاف کر کے اس پر خلوق یا زعفران لگائیں، خلوق کا بیشتر حصہ بھی زعفران ہی ہوتا ہے۔

التَّأْذِيْنُ فِي أُذُنَي الْمَوْلُوْدِ حِيْنَ يُوْلَدُ وَ تَحْنِيْكُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ

ولادت کے بعد بچے کے دونوں کانوں میں اذان دینا اور پھر اس کے بعد گڑتی دینا

(٤٧٣٩)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَذَّنَ فِي أُذُنَيِ الْحَسَنِ حِيْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ۔ (مسند أحمد: ٢٤٣٧١)

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو جنم دیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے ان کے دونوں کانوں میں اذان دی۔

فوائد: ......نومولود کے کان میں اذان دینا، اس اعتبار سے یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ قدیم و جدید زمانے میں جمہور امت نے اس پر عمل کیا ہے اور اہل علم نے اپنی کتب میں اس سے متعلقہ عنوان قائم کیے ہیں اور اس کو مستحب سمجھا ہے، جبکہ اس کے حق میں کوئی مضبوط حدیث نہیں ہے۔

امام ترمذی نے یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا: والعمل علیہ۔ (اور اسی حدیث پر عمل جاری ہے)

اس مسئلہ سے متعلقہ باقی تین روایات درج ذیل ہیں، یہ تینوں احادیث سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ہیں، اس موضوع کی تمام احادیث میں مذکورہ بالا روایت کا ضعف کم ہے۔ ہر حدیث کے بعد اس کی وجۂ ضعف بھی بیان کر دی گئی ہے:

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَذَّنَ فِی اُذُنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ رضی اللہ عنہما حِیْنَ وُلِدَا، وَأَمَرَ بِہٖ۔ ...... جب سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے کانوں میں اذان دی اور پھر اس کا حکم بھی دیا۔ (معجم کبیر للطبرانی: ۹۲۶)

وجۂ ضعف: اس حدیث کی سند میں حماد بن شعیب ہے، جس کے ضعیف ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے، اس کے

(٤٧٣٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عاصم بن عبيد الله ، أخرجه أبوداود: ٥١٠٥ ، الترمذي: ١٥١٤ (انظر: ٢٤٣٧١)

علاوہ اس کی سند میں وہ عاصم بن عبید اللہ بھی ہے، جو مذکورہ بالا روایت کی وجۂ ضعف بنا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَوْمَ وُلِدَ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرٰى ۔ ......جس دن سیدنا حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، نبی کریم ﷺ نے ان کے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ (شعب الایمان: ۸۶۲۰)

وجۂ ضعف: اس کی سند میں حسن بن عمرو سیف سدوسی ہے، یہ متروک راوی ہے، بلکہ امام ابن مدینی اور امام بخاری نے اس کو متہم بالکذب قرار دیا ہے۔

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ وُلِدَ لَهُ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرٰى لَمْ تَضُرُّهُ أُمُّ الصِّبْيَانِ۔)) ......''جس آدمی کا بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی تو ام صبیان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔'' (مسند ابو یعلی: ۶۷۸۰) ام صبیان کوئی جنّی ہے۔

وجۂ ضعف: اس حدیث کی سند میں یحیی بن علاء اور مروان بن سالم دو راوی متہم بالوضع ہیں اور جبارہ بن مغلس ضعیف ہے۔

ضروری تنبیہ: یہ کوئی قانون نہیں ہے کہ امت میں کسی عمل کے شروع ہو جانے کی کوئی نہ کوئی دلیل ہوتی ہے، جب عوام الناس کسی چیز کو مستحسن سمجھ لیتے ہیں تو جنگل میں پھیل جانے والی آگ کی طرح بہت جلد مقبول اور عام ہو جاتی ہے، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ پاکستان کے ایک علاقے میں دعوتِ ولیمہ کے موقع پر کھانے کی ابتداء سے پہلے تلاوت اور اجتماعی دعا کا سلسلہ شروع کیا گیا، لوگوں نے اس سلسلے کو اس قدر سراہا اور اپنے ولیموں میں اس طرح اہتمام کیا کہ خود یہ عمل شروع کرنے والے شخص کو یہ فکر لاحق ہوگئی کہ وہ اس رواج کا بانی قرار پائے گا، اس لیے اس نے آئندہ اس پر عمل نہ کرنے کا عزم کیا اور لوگوں کو بھی متنبہ کیا، اگر اس آدمی کو یہ فکر لاحق نہ ہوتی تو اللہ جانے کہ یہ بدعت کہاں تک فروغ پا جاتی، لیکن پھر بھی دور دراز سے آنے والے لوگ اس رواج کو اپنا رہے ہوں گے۔ اس طرح سے ظاہری طور پر مستحسن چیزیں غیر محسوس انداز میں اس طرح رواج پا جاتی ہیں کہ ان کی مخالفت کرنے والا اجنبی بن جاتا ہے۔

(٤٧٤٠)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: انْطَلَقْتُ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ وُلِدَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي عَبَاءَةٍ يَهْنَأُ بَعِيْرًا لَهُ، فَقَالَ لِي: ((أَمَعَكَ تَمْرٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَتَنَاوَلَ تَمَرَاتٍ فَأَلْقَاهُنَّ فِي

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب سیدنا عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں ان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، آپ ﷺ نے چوغہ پہن رکھا تھا اور اپنے ایک اونٹ کو گندھک مل رہے تھے، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تیرے پاس کھجور ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ

(٤٧٤٠) تخریج: أخرجه مسلم: ٢١٤٤ (انظر: ١٢٧٩٥)

فِيْهِ فَلاكَهُنَّ ثُمَّ حَنَّكَهُ فَفَغَرَ الصَّبِيُّ فَاهُ فَأَوْجَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبَتِ الْأَنْصَارُ إِلَّا حُبَّ التَّمْرِ۔)) وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ۔ (مسند أحمد: ١٢٨٢٦)

نے وہ کھجوریں لی، ان کو اپنے منہ مبارک میں ڈال کر چبایا، پھر بچے کو اس طرح گڑتی دی کہ بچے نے منہ کھولا اور آپ ﷺ نے اپنے منہ سے وہ مواد نکال کر بچے کے منہ میں ڈال دیا اور بچہ اس کو کھا کر اس کا ذائقہ لینے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''انصار نے انکار کر دیا ہے، ما سوائے کھجور کی محبت کے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس بچے کا نام عبداللہ رکھا۔

(٤٧٤١)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، وَقَالَ: ((هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ، وَأَنْتِ أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ۔)) (مسند أحمد: ٢٥١٢٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں زبیر کے بیٹے کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئی، آپ ﷺ نے اس کو کھجور کی گڑتی دی اور فرمایا: ''یہ عبد اللہ ہے اور تم ام عبد اللہ ہو۔''

(٤٧٤٢)۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وُلِدَ لِي غُلَامٌ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيْمَ وَ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ۔ (مسند أحمد: ١٩٧٩٩)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرا ایک بچہ پیدا ہوا، جب میں اس کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اس کو کھجور کی گڑتی دی۔

فوائد: ......صحابۂ کرام اس چیز کا اہتمام کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ان کے بچوں کو گڑتی دیں، آپ ﷺ کے وجود اور لعاب کی برکت تو بے مثال ہے، لیکن ہمیں بھی اس مقصد کے لیے نیک شخصیات کا انتخاب کرنا چاہیے۔

ایک بار گھر والوں نے نومولود کو گڑتی دینے کے لیے ایک نیک آدمی کو بلایا، اس نے کھجور، شہد اور زمزم کا پانی، تینوں چیزوں کو ملا کر گڑتی دی، یہ برکت والا عمل لگتا ہے۔

اَلْأَسْمَاءُ وَالْكُنٰى وَالْأَلْقَابُ

اسماء، کنیتیں اور القاب

تنبیہ: کسی انسان کو پکارنے کے تین طریقے ہیں: نام، کنیت اور لقب۔ کنیت کا آغاز ''ابو'' یا ''ام'' کے الفاظ کے ساتھ ہوتا ہے، لقب وہ ہوتا ہے جس میں مدح یا مذمت کا معنی پایا جائے اور اس معنی کو محسوس بھی کیا جائے اور نام وہ ہے جو کنیت ہو نہ لقب۔

(٤٧٤١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه أبوداود: ٤٩٧٠، وقولها: فحنكه بتمرة أخرجه البخاري: ٣٩١٠، ومسلم: ٢١٤٨ (انظر: ٢٤٦١٩)

(٤٧٤٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٦٧، ٦١٩٨، ومسلم: ٢١٤٥ (انظر: ١٩٥٧٠)

مِنْ أَحَبِّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ إِلَى رَسُوْلِهِ ﷺ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک سب سے محبوب نام

(٤٧٤٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كَانَ أَحَبَّ الْأَسْمَاءِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَبْدُاللّٰهِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔ (مسند أحمد: ٦١٢٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن تھے۔

(٤٧٤٤)۔ (وَ عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ أَسْمَائِكُمْ: عَبْدَ اللّٰهِ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ۔)) (مسند أحمد: ٤٧٧٤)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تمہارے سب سے بہترین ناموں میں سے عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہیں۔''

(٤٧٤٥)۔ عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ۔ وَ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ، وَ أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَ أَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَ هَمَّامٌ، وَ أَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَ مُرَّةُ، وَارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَ امْسَحُوا بِنَوَاصِيهَا وَ أَعْجَازِهَا، (أَوْ قَالَ: وَ أَكْفَالِهَا) وَ قَلِّدُوْهَا وَ لَا تُقَلِّدُوْهَا الْأَوْتَارَ، وَ عَلَيْكُمْ بِكُلِّ كُمَيْتٍ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ، أَوْ أَشْقَرَ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ، أَوْ أَدْهَمَ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ۔)) (مسند أحمد: ١٩٢٤١)

سیدنا ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ، ان کو صحبت کا شرف حاصل تھا، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیائے کرام کے ناموں کے ساتھ نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہیں، سب سے زیادہ سچے نام حارث اور ہمام ہیں، سب سے زیادہ برے نام حرب اور مرہ ہیں، گھوڑوں کو باندھ کر رکھو اور ان کی پیشانیوں اور ان کے پچھلے حصوں یا ان کے سرینوں کو چھوا کرو، ان کو قلادے ڈالا کرو، البتہ تانت کا قلادہ نہ ڈالا، اور تم سیاہ و سرخ رنگ کے گھوڑے کا، جس کی پیشانی اور ٹانگوں میں سفیدی ہو، یا سفید سرخی مائل گھوڑے کا، جس کی پیشانی اور ٹانگوں میں سفیدی ہو، یا سیاہ گھوڑے کا اہتمام کرو، جس کی پیشانی اور ٹانگوں میں سفیدی ہو۔''

فوائد: ......لیکن دوسری احادیث صحیحہ میں ثابت ہیں کہ حارث اور ہمام سب سے سچا نام ہیں اور حرب اور مرہ بدترین نام ہیں۔

(٤٧٤٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٣٢ (انظر: ٦١٢٢)

(٤٧٤٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٤٧٤٥) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عقيل بن شبيب، وقد اختلف فيه على محمد بن مهاجر، أخرجه أبوداود: ٢٥٤٣، ٢٥٥٣، ٤٩٥٠ مقطعا، والنسائي: ٦/ ٢١٨ (انظر: ١٩٠٣٢)

ان احادیث میں مذکور اسماء کے معانی یہ ہیں:

عبداللہ: اللہ کا بندہ

عبدالرحمٰن: رحمٰن کا بندہ

ہمام: رنج وغم والا ہونا، ارادے کا پکا، بڑا باہمت، صاحب عزم و ہمت، کام کو کر گزرنے والا۔

حارث: کمائی کرنے والا، اچھی طرح معاملہ کرنیوالا، کھیتی کرنے والا، جمع کرنے والا، ٹکڑے ٹکڑے کرنیوالا۔

حرب: لڑائی، جنگ۔

مرہ: کڑوا، تلخ۔

''عبداللہ'' اور ''عبدالرحمٰن'' کا سب سے پسندیدہ نام ہونے کی وجہ واضح ہے۔ رہا مسئلہ ''ہمام'' اور ''حارث'' کا تو ہر آدمی اپنی زندگی کے دوران ان اسماء کے اکثر معانی کا مصداق بنتا رہتا ہے، اس لیے جو آدمی ان ناموں سے موسوم ہو گا، وہ اسم با مسمّی ہو گا۔ ''حرب'' اور ''مرہ'' کے معانی پر غور کیا جائے تو ان میں بدنمائی، خرابی، بگاڑ اور فساد نظر آتا ہے، یعنی کتنی بری بات ہو گی کہ ایک آدمی کے نام کے معانی ہی لڑائی، جنگ، کڑواہٹ اور تلخی کے ہوں، جبکہ نبی کریم ﷺ اچھی فال اور اچھے نام کو پسند کرتے تھے۔

(٤٧٤٦)۔ عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ: أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ذَهَبَ مَعَ جَدِّهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اسْمُ ابْنِكَ؟)) قَالَ: عَزِيْزٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُسَمِّهِ عَزِيْزًا، وَلٰكِنْ سَمِّهِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ خَيْرَ الْأَسْمَاءِ (وَفِي لَفْظٍ إِنَّ مِنْ خَيْرِ أَسْمَائِكُمْ) عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَالْحَارِثُ۔)) (مسند أحمد: ١٧٧٥٠)

خیثمہ بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ سے مروی ہے کہ ان کے باپ سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ان کے دادا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تیرے بیٹے کا نام کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی عزیز ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا نام عزیز نہ رکھو، بلکہ عبد الرحمٰن رکھو۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک عبد اللہ، عبد الرحمٰن اور حارث سب سے بہترین نام ہیں۔''

(٤٧٤٧)۔ عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا وَلَدُكَ؟))

سیدنا ابوسبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تیرے بچوں کے نام

(٤٧٤٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن حبان: ٥٨٢٨، والحاكم: ٤/ ٢٧٦ (انظر: ١٧٦٠٦)

(٤٧٤٧) تخريج: اسناده ضعيف، حجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٥٥٩ (انظر: ١٧٦٠٧)

قَالَ: فُلَانٌ وَ فُلَانٌ وَ عَبْدُالْعُزّٰی، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، إِنَّ أَحَقَّ أَسْمَائِكُمْ۔ أَوْ مِنْ خَيْرِ أَسْمَائِكُمْ۔ إِنْ سَمَّيْتُمْ، عَبْدُ اللّٰهِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَالْحَارِثَ۔)) (مسند أحمد: ١٧٧٩١)

کیا کیا ہیں؟'' انھوں نے کہا: فلاں، فلاں اور عبد العزی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عبد الرحمٰن ہے (نہ کہ عبد العزی)، اگر تم نام رکھنا چاہو تو سب سے بہتر نام عبد اللہ، عبد الرحمٰن اور حارث ہیں۔''

اَلْحَثُّ عَلَى تَحْسِيْنِ الْإِسْمِ وَمَا جَاءَ فِيْ أَسْمَاءِ بَعْضِ الْمَلَائِكَةِ

حسین نام رکھنے کی رغبت دلانا اور بعض فرشتوں کے ناموں کا بیان

(٤٧٤٨)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ، وَ أَسْمَاءِ آبَائِكُمْ، فَحَسِّنُوا أَسْمَاءَ كُمْ)) (مسند أحمد: ٢٢٠٣٥)

سیدنا ابو درداء ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک قیامت کے دن تم کو تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا، اس لیے اپنے اچھے نام رکھا کرو۔''

فوائد:...... یہ بات درست ہے کہ اچھے نام کا انتخاب کرنا چاہیے۔

(٤٧٤٩)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ: اِسْمُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَبْدُ اللّٰهِ، وَاسْمُ مِيْكَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عُبَيْدُ اللّٰهِ۔ (مسند أحمد: ٢٠٤٣٨)

محمد بن عمرو بن عطا کہتے ہیں: علی بن حسین رحمہ اللہ نے مجھے کہا: جبریل علیہ السلام کا نام عبد اللہ اور میکائیل علیہ السلام کا نام عبید اللہ ہے۔''

اَلتَّسْمِيَةُ بِمُحَمَّدٍ وَ كَرَاهَةُ الْجَمْعِ بَيْنَ اِسْمِهِ ﷺ وَ كُنْيَتِهِ

محمد نام رکھنا اور آپ ﷺ کے نام اور کنیت کو جمع کرنے کی ممانعت کا بیان

(٤٧٥٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَجْمَعُوْا بَيْنَ اسْمِي وَ كُنْيَتِي، فَإِنِّي أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ، اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يُعْطِي، وَ أَنَا أَقْسِمُ۔)) (مسند أحمد: ٩٥٩٦)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو، پس بیشک میں ابو القاسم ہوں، اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔''

(٤٧٤٨) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، فان عبدا لله بن ابى زكريا لم يسمع من ابى الدرداء، أخرجه أبو داود: ٤٩٤٨ (انظر: ٢١٦٩٣)

(٤٧٤٩) تخريج: اثر حسن (انظر: ٢٠١٧٦)

(٤٧٥٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذى: ٢٨٤١ (انظر: ٩٥٩٨)

فوائد:...... تقسیم سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ دین اور فقہ کی تعلیم دیتے ہیں، باقی فقہ میں کسی کا مرتبہ زیادہ ہونا اور کسی کا کم ہونا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تقسیم کا یہ معنی درج ذیل روایت کی روشنی میں کیا گیا ہے:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ ، وَاللّٰهُ يُعْطِي.))

''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے، اور میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں، عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔'' (صحيح بخاری: ٧١، صحيح مسلم: ١٠٣٧)

ان احادیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کنیت ابو القاسم صرف اس بنا پر نہیں تھی کہ آپ ﷺ کے بیٹے کا نام قاسم تھا، بلکہ اس میں آپ ﷺ کی اس صفت کا دخل ہے، جس کا ذکر ان احادیث میں ہو رہا ہے۔

(٤٧٥١)۔ عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ بِالْبَقِيْعِ ، فَنَادٰى رَجُلٌ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَقَالَ: لَمْ أَعْنِكَ ، قَالَ: ((تَسَمَّوْا بِاسْمِي ، وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي.)) (مسند أحمد: ١٢١٥٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بقیع میں تھے کہ ایک آدمی نے یوں آواز دی: اے ابو القاسم! جب آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا: میری مراد آپ نہیں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا نام رکھ لو، لیکن میری کنیت نہ رکھو۔''

(٤٧٥٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ؟ فَقَالَ: ((أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ ، تَسَمَّوْا بِاسْمِي ، وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي.)) (مسند أحمد: ١٤٢٣٢)

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری کا لڑکا پیدا ہوا، اس نے اس کا نام محمد رکھنا چاہا، پس وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''انصاریوں نے اچھا کیا ہے، میرا نام رکھو، لیکن میری کنیت نہ رکھو۔''

(٤٧٥٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ ، فَأَسْمَاهُ الْقَاسِمَ ، فَقُلْنَا: لَا نُكَنِّيْكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا ،

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم میں سے ایک آدمی کا بچہ پیدا ہوا، اس نے اس کا نام قاسم رکھا، ہم نے اس سے کہا: ہم تیری کنیت ابو القاسم نہیں رکھیں گے اور اس

(٤٧٥١) تخريج: أخرجه البخاری: ٢١٢١، ومسلم: ٢١٣١ (انظر: ١٢١٣٠)

(٤٧٥٢) تخريج: أخرجه البخاری: ٣١١٤، ومسلم: ٢١٣٣ (انظر: ١٤١٨٣)

(٤٧٥٣) تخريج: أخرجه البخاری: ٦١٨٦، ٦١٨٩، ومسلم: ٢١٣٣ (انظر: ١٤٢٩٦)

فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ۔ فَقَالَ: ((أَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ۔)) (مسند أحمد: ١٤٣٤٧)

طرح تیری آنکھ کو ٹھنڈا نہیں کریں گے، پس وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور یہ بات آپ ﷺ کو بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے بیٹے کا نام عبد الرحمن رکھ لو۔''

(٤٧٥٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَسَمَّوْا بِي (وَفِي لَفْظٍ بِاسْمِي)، وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ۔)) (مسند أحمد: ٧٧١٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا نام رکھ لو، لیکن میری کنیت نہ رکھو، میں ابو القاسم ہوں۔''

(٤٧٥٥)۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ تَسَمَّى بِاسْمِي فَلَا يَتَكَنَّى بِكُنْيَتِي، وَمَنِ اكْتَنَى بِكُنْيَتِي فَلَا يَتَسَمَّى بِاسْمِي۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میرے نام پر نام رکھا، وہ میری کنیت نہ رکھے اور جو میری کنیت رکھے، وہ میرا نام نہ رکھے۔''

فوائد:...... بہتر یہ ہے کہ سابقہ احادیث کے عام حکم کا لحاظ کر کے ان احادیث کے جواز پر عمل نہ کیا جائے، ممکن ہے کہ پہلے آپ ﷺ نے اس طرح کی اجازت دی ہو، لیکن پھر حدیث نمبر (۴۷۵۱) کے واقعہ کے بعد عموم کے ساتھ ابو القاسم کنیت سے منع کر دیا ہو، حدیث نمبر (۴۷۵۸) سے بھی اس قسم کا اشارہ ملتا ہے، جس میں آپ ﷺ اپنی وفات کے بعد اس کنیت کی اجازت دے رہے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٤٧٥٦)۔ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَثْله۔ (مسند أحمد: ١٤٤٠٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(٤٧٥٧)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: نَظَرَ عُمَرُ إِلٰى أَبِي عَبْدِ الْحَمِيدِ (أَوِ ابْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، شَكَّ أَبُو عَوَانَةَ) وَكَانَ اسْمُهُ مُحَمَّدًا، وَرَجُلٌ يَقُوْلُ لَهُ: يَا مُحَمَّدُ! فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ وَفَعَلَ وَفَعَلَ، قَالَ: وَجَعَلَ يَسُبُّهُ، قَالَ: فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عِنْدَ ذٰلِكَ: يَا ابْنَ زَيْدٍ ادْنُ مِنِّي، قَالَ: أَلَا أَرٰى مُحَمَّدًا،

عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبد الحمید یا ابن عبد الحمید کی طرف دیکھا، اس کا نام محمد تھا، ایک آدمی اس کو گالی دے رہا تھا اور یوں کہہ رہا تھا: او محمد! اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ یوں کرے اور اس طرح کرے اور اس طرح کرے، امیر المؤمنین نے اس وقت کہا: اے ابن زید! ذرا میرے قریب ہو جاؤ، کیا میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری وجہ سے محمد ﷺ کو برا بھلا کہا جا رہا ہے، نہیں، اللہ کی قسم ہے جب

(٤٧٥٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه أبوداود: ٤٩٦٦، والترمذي: ٢٨٤٢ (انظر: ١٤٣٥٧)

(٤٧٥٧) تخريج: رجاله ثقات، لكنه منقطع، فان عبد الرحمن بن ابى ليلى لم يثبت انه لقى عمر بن الخطاب، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ٥٤٤ (انظر: ١٧٨٩٦)

يُسَبُّ بِكَ، لا وَاللّٰهِ لا تُدْعٰى مُحَمَّدًا مَا دُمْتُ حَيًّا، فَسَمَّاهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى بَنِيْ طَلْحَةَ لِيُغَيِّرَ أَهْلُهُمْ أَسْمَاءَ هُمْ وَ هُمْ يَوْمَئِذٍ سَبْعَةٌ وَ سَيِّدُهُمْ وَ أَكْبَرُهُمْ مُحَمَّدٌ، قَالَ: فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! فَوَاللّٰهِ إِنْ سَمَّانِي مُحَمَّدًا يَعْنِيْ إِلا مُحَمَّدٌ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ: قُوْمُوْا لا سَبِيْلَ لِيْ إِلٰى شَيْءٍ سَمَّاهُ مُحَمَّدٌ ﷺ۔ (مسند أحمد: ١٨٠٥٦)

تک تم زندہ رہو گے، تم کو محمد نہیں کہا جائے گا، پھر انھوں نے ان کا نام عبد الرحمٰن رکھا، پھر امیر المؤمنین نے بنو طلحہ کی طرف پیغام بھیجا کہ ان میں سے جن کے نام محمد ہیں، وہ اس نام کو تبدیل کر دیں، ایسے کل سات افراد تھے، بلکہ اس کے سردار اور بڑے کا نام بھی محمد تھا، ان میں سیدنا محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ میرا نام تبدیل نہ کریں، کیونکہ میرا نام خود محمد ﷺ نے رکھا ہے، یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: چلے جاؤ، جس آدمی کا نام خود محمد ﷺ نے رکھا، اس کے بارے میں مجھے کوئی اختیار نہیں ہے۔

فوائد:...... آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں لوگوں کو اپنا نام رکھنے کی تو اجازت دی تھی، البتہ کنیت کی اجازت نہیں دی تھی، اس کی وجہ نبی کریم ﷺ کا احترام تھا۔

اس وقت عربوں میں عام طور پر کنیت کے ساتھ ہی پکارا اور یاد کیا جاتا تھا، بلکہ کنیتوں کی وجہ سے اصل نام ہی دب جاتے تھے اور صحابۂ کرام کو یہ حکم بھی دیا گیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کو اس طرح نہ بلائیں، جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ ... ''تم اللہ تعالیٰ کے نبی کے بلانے کو ایسا بلاوا نہ کرلو جیسا کہ تمہارا بلانا آپس میں ایک دوسرے کو ہوتا ہے۔'' (سورۂ نور: ٦٣) یعنی جس تم ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو، اس طرح کو رسول اللہ ﷺ کو مت پکارو، مثلا یا محمد نہ کہو، بلکہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ وغیرہ کہو۔

اس طرح آپ ﷺ کا نام مبارک لینے سے منع کر دیا گیا اور ابو القاسم کنیت کو آپ ﷺ کے ساتھ اس لیے خاص کر دیا گیا کہ آپ ﷺ ہی تقسیم والی صفت سے بدرجۂ اتم متصف ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر دوسرے افراد کو بلانے کے لیے بھی ابو القاسم کی کنیت استعمال کی جاتی اور آپ ﷺ یہ الفاظ سن کر اُدھر متوجہ ہوتے اور آگے سے بلانے والا کہتا کہ میں تو فلاں آدمی کو بلا رہا ہوں تو اس سے آپ ﷺ کے احترام و اکرام کے تقاضے متأثر ہو سکتے تھے، جیسا کہ حدیث نمبر (٤٧٥١) کا واقعہ ہے، سو یہ سلسلہ ہی ختم کر دیا گیا۔

آپ ﷺ کے بعد یہ کنیت رکھی جا سکتی ہے، جیسا کہ اگلے باب کی حدیث سے معلوم ہو گا۔

اَلتَّرْخِيصُ فِيْ ذٰلِكَ
اس معاملے میں رخصت کا بیان

(٤٧٥٨)۔ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ وُلِدَ لِي بَعْدَكَ وَلَدٌ أُسَمِّيهِ بِاسْمِكَ، وَأُكَنِّيهِ بِكُنْيَتِكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) فَكَانَتْ رُخْصَةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ۔ (مسند أحمد: ٧٣٠)

ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے مروی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ کے بعد میرا بیٹا ہو تو میں اس کا نام بھی آپ والا رکھوں اور کنیت بھی آپ والی رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ٹھیک ہے۔'' راوی کہتا ہے: یہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو رخصت تھی۔

فوائد: ...... اس رخصت کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص کرنا، یہ راوی کا ذاتی فہم ہے، آپ ﷺ سے کیے گئے سوال اور آپ ﷺ کے جواب کا تقاضا یہ نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی دنیائے فانی سے رحلت فرما جانے کے بعد ابو القاسم کی کنیت رکھی جا سکتی ہے، بلکہ اس کنیت کے ساتھ آپ ﷺ کا نام بھی رکھا جا سکتا ہے۔

(٤٧٥٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَحَلَّ اسْمِي وَحَرَّمَ كُنْيَتِيْ، أَوْ مَا حَرَّمَ كُنْيَتِيْ وَأَحَلَّ اسْمِيْ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٥٥٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے میرے نام کو حلال اور کنیت کو حرام قرار دیا ہے، یا میری کنیت کو حرام اور نام کو حلال قرار دیا ہے۔''

مَنْ سَمَّاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ وَغَيَّرَ أَسْمَاءَ هُمْ لِمَصْلِحَةٍ
وہ افراد جن کے نام نبی کریم ﷺ نے رکھے اور وہ افراد کہ آپ ﷺ نے کسی مصلحت کی وجہ سے جن کے نام تبدیل کیے

(٤٧٦٠)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَرُوْنِي ابْنِيْ، مَا سَمَّيْتُمُوْهُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: حَرْبًا، قَالَ: ((بَلْ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب حسن پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''میرا بیٹا مجھے دکھاؤ، تم لوگوں نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟'' میں نے کہا: حرب، آپ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ

(٤٧٥٨) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ٤٩٦٧، والترمذي: ٢٨٤٣ (انظر: ٧٣٠)

(٤٧٥٩) تخريج: حديث منكر، أخرجه أبوداود: ٤٩٦٨ (انظر: ٢٥٠٤٠)

(٤٧٦٠) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البزار: ٧٤٢، وابن حبان: ٦٩٥٨ (انظر: ٧٦٩)

هُوَ حَسَنٌ۔)) فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَرُوْنِي اِبْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: حَرْبًا، قَالَ: ((بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ۔)) فَلَمَّا وُلِدَ الثَّالِثُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَرُوْنِي اِبْنِي مَا سَمَّيْتُمُوْهُ؟)) قُلْتُ: حَرْبًا۔ قَالَ: ((بَلْ هُوَ مُحَسِّنٌ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((سَمَّيْتُهُمْ بِأَسْمَاءِ وَلَدِ هَارُوْنَ شَبَّرُ، وَ شَبِيْرُ، وَ مُشَبِّرٌ۔)) (مسند أحمد: ٧٦٩)

اس کا نام تو حسن ہے۔'' پھر جب حسین پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''میرا بیٹا مجھے دکھاؤ، تم لوگوں نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟'' میں نے کہا: حرب، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ اس کا نام حسین ہے۔'' جب تیسرا بچہ پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''میرا بیٹا مجھے دکھاؤ، تم لوگوں نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟'' میں نے کہا: حرب، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ یہ محسن ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ان بچوں کے نام ہارون علیہ السلام کے بچوں کے ناموں پر رکھے ہیں، ان کے نام یہ تھے: شَبَّر، شَبِیْر اور مُشَبِّر۔''

(٤٧٦١)۔ عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كَانَ اسْمُ أَبِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَزِيْزًا، فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَالرَّحْمٰنِ۔ (مسند أحمد: ١٧٧٤٨)

خیثمہ بن عبد الرحمن اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: دورِ جاہلیت میں میرے باپ کا نام عزیز تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبد الرحمن رکھا تھا۔

فوائد:...... مسند بزار کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: عَزِيْزٌ، قَالَ: ((اَللّٰهُ الْعَزِيْزُ۔)) ...... ''تیرا نام کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: عزیز، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزیز ہے۔''
عزیز، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی میں سے ہے، اس نام کے مختلف معانی ہیں، بعض معانی یہ ہیں: غالب و طاقتور جو کسی سے مغلوب نہ ہو، غلبے والا۔ ان ہی معانی کو سامنے رکھ کر آپ ﷺ نے اس صحابی کا نام تبدیل کر دیا۔

(٤٧٦٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ اسْمُ جُوَيْرِيَةَ بَرَّةَ فَكَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَرِهَ ذٰلِكَ، فَسَمَّاهَا جُوَيْرِيَةَ، كَرَاهَةَ أَنْ يُقَالَ: خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ۔ الحديث۔ (مسند أحمد: ٢٣٣٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برّۃ تھا، گویا نبی کریم ﷺ نے اس نام کو ناپسند کیا، اس لیے آپ ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھا، کیونکہ آپ ﷺ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کہا جائے کہ آپ ﷺ برّہ کے پاس سے نکلے ہیں، ......۔ الحدیث

(٤٧٦١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ٨/ ٦٦٣ (انظر: ١٧٦٠٤)
(٤٧٦٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٤٠ (انظر: ٢٣٣٤)

فوائد:...... حدیث نمبر (۴۷۶۴) دیکھیں۔

(٤٧٦٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ، قَالَ: ((أَنْتِ جَمِيْلَةُ۔)) (مسند أحمد: ٤٦٨٢)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصیہ کا تبدیل کرتے ہوئے فرمایا: ''تو جمیلہ ہے۔''

فوائد:...... ''عَاص'' اور ''عَاصِيَة'' کا لفظی معنی نافرمان ہے، عرب تکبر اور بڑے پن کے اظہار کے لیے اس قسم کے اسماء کا انتخاب کرتے تھے۔

(٤٧٦٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ اسْمُ زَيْنَبَ بَرَّةَ، فَسَمَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ۔ (مسند أحمد: ٩٥٥٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ زینب کا نام برّہ تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھا۔

فوائد:...... ''بَرَّة'' کا معنی نیکی یا نیک وصالح ہے۔ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے اس نام سے نہی کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ((لَا تُزَكُّوا اَنْفُسَكُم وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ۔)) ......''اپنے نفسوں کے پاک ہونے کا اظہار مت کرو، اللہ بہتر جانتا ہے کہ تم میں نیکی والا کون ہے۔''

(٤٧٦٥)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ، قَالَ: سَمِعَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: يَا حَرَامُ، فَقَالَ: ((يَا حَلَالُ۔)) (مسند أحمد: ١٥٩٥٩)

جہینہ قبیلے کا ایک بندہ بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو یوں آواز دیتے ہوئے سنا: اے حرام!، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے حلال۔''

(٤٧٦٦)۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَزْدِيِّ، قَالَ: جَاءَ (عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قُرْطٍ) الْأَزْدِيُّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: شَيْطَانُ بْنُ قُرْطٍ۔ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قُرْطٍ۔)) (مسند أحمد: ١٩٢٨٦)

سیدنا مسلم بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ قرط ازدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تیرا نام کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: شیطان بن قرط، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو عبداللہ بن قرط ہے۔''

(٤٧٦٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٣٩ (انظر: ٤٦٨٢)

(٤٧٦٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٤١ (انظر: ٩٥٦٠)

(٤٧٦٥) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو اسحاق السبيعي لم يثبت سماعه من الرجل من جهينة، أخرجه الحاكم: ٢/ ١٠٨، وابن ابى شيبة: ١٢/ ٥٠٣ (انظر: ١٥٨٦٥)

(٤٧٦٦) تخريج: اسناده حسن (انظر: ١٩٠٧٦)

(٤٧٦٧)۔ عَنْ لَيْلَى امْرَأَةِ بَشِيْرِ ابْنِ الْخَصَاصِيَّةِ، عَنْ بَشِيْرٍ قَالَ وَكَانَ قَدْ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اسْمُهُ زَحْمٌ، فَسَمَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ بَشِيْرًا۔ (مسند أحمد: ٢٢٣٠٢)

سیدنا بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ لیلی رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سے بیان کرتی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، جبکہ ان کا اصل نام زحم تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام بشیر رکھا۔

فوائد:...... "زَحْم" کا معنی ازدحام اور بھیڑ لگائے ہوئے لوگ ہے، جبکہ بشیر کا معنی خوشخبری سنانے والے کے ہیں۔

(٤٧٦٨)۔ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِجَدِّهِ۔ جَدِّ سَعِيْدٍ۔: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: حَزْنٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ۔)) فَقَالَ: لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيْهِ أَبِيْ۔ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: فَمَا زَالَتْ فِيْنَا حُزُوْنَةٌ بَعْدُ۔ (مسند أحمد: ٢٤٠٧٣)

ابن مسیب اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے دادے سے فرمایا: ''تیرا نام کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: حزن، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تو سہل ہے۔'' اس نے کہا: لیکن میرے باپ نے میرا جو نام رکھا ہے، میں اس کو تبدیل نہیں کروں گا، ابن مسیب نے کہا: پس ہمیشہ ہمارے خاندان میں سختی اور اکھڑ مزاجی رہی۔

فوائد:......"حَزْن" کا معنی سخت اور اکھڑ مزاج کا ہے اور جبکہ "سَهْل" کا معنی نرم اور آسان ہے۔

(٤٧٦٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ اسْمِيْ (عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ)، فَسَمَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ)۔ (مسند أحمد: ٢٤١٩٠)

سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہے: جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میرا نام عبد اللہ بن سلام نہیں تھا، پس آپ ﷺ نے میرا نام عبد اللہ بن سلام رکھا۔

فوائد:...... طبرانی کی ایک روایت میں ہے: سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: جاہلیت میں میرا نام غیلان تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا نام عبد اللہ رکھا۔

(٤٧٦٧) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه البخاري في "الادب المفرد": ٨٣٠، والطبراني: ٢٤/ ٥٣٢ (انظر: ٢١٩٥٦)

(٤٧٦٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٩٠ (انظر: ٢٣٦٧٣).

(٤٧٦٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابن اخي عبد الله بن سلام، أخرجه ابن ماجه: ٣٧٣٤، والترمذي: ٣٢٥٦، ٣٨٠٣ (انظر: ٢٣٧٨٢)

(٤٧٧٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يَقُولُ لِرَجُلٍ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: شِهَابٌ، فَقَالَ: ((أَنْتَ هِشَامٌ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٩٦٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سنا کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو کہا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا نام شہاب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہشام ہے۔''

فوائد:...... شہاب کے معنی آگ کے شعلہ کے ہیں اور آگ کے ذریعے عذاب دیا جاتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس نام کو ناپسند کیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ إِلَى الاسْمِ الْحَسَنِ۔)) ...... رسول اللہ ﷺ قبیح نام کو اچھے نام میں تبدیل کر دیتے تھے۔ (ترمذی: ٢/ ١٣٧، صحیحہ: ٢٠٧)

امام طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس اسم کا معنی قبیح اور گالی ہو یا جو نام تزکیہ پر دلالت کرتا ہو، ایسا نام رکھنا ناجائز ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اسماء، شخصیتوں کے اعلام ہوتے ہیں، ان میں صفت کی حقیقت مراد نہیں لی جاتی۔ لیکن کراہت کی وجہ یہ ہے کہ ایسا نام سننے والا اس کو مسمّی کی صفت سمجھے گا، اسی لیے آپ ﷺ اس قسم کے نام کو تبدیل کر کے ایسا اسم تجویز کرتے کہ اس کے ساتھ آدمی کو پکارا جاتا، تو وہ صدق اور سچائی پر دلالت کرتا۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: درج بالا وجوہات کے پیش نظر ''عزّ الدین''، ''محیی الدین'' اور ''ناصر الدین'' جیسے نام رکھنا جائز نہیں ہیں، عصر حاضر میں کچھ ایسے ناموں کا رواج پڑ چکا ہے کہ ان کے معنوں میں بہت قباحت پائی جاتی، ایسے اسماء کو پہلی فرصت میں تبدیل کر دینا چاہیے، مثلا: ''وِصال، سِہام، نہاد، غادہ، فتنہ، ......'' وغیرہ وغیرہ۔ (صحیحہ: ۲۱۶)

ان الفاظ کے معانی یہ ہیں:

وصال: کسی کے ساتھ تعلق رکھنا (جائز ہو یا ناجائز)

سہام: جوئے کے تیر، قسمتیں، تقدیریں، حصے

نہاد: ابھرے ہوئے پستانوں والی عورت

غادہ: نرم و نازک لڑکی

فتنہ:

فتنہ اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی مصلحت کے پیش نظر سابق نام کو تبدیل کرنا چاہیے اور حسین ناموں کا انتخاب کرنا چاہیے۔

(٤٧٧٠) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٧٦، والبخارى فى "الادب المفرد": ٨٢٥، والطبرانى فى "الاوسط": ٢٤٠٨ (انظر: ٢٤٤٦٥)

اَللَّقَبُ وَ مَنْ کَنَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ

لقب اوران افراد کا بیان جن کی نبی کریم ﷺ نے کنیتیں رکھیں

تنبیہ: کسی انسان کو پکارنے کے تین طریقے ہیں: نام، کنیت اور لقب۔ کنیت کا آغاز ''ابو'' یا ''ام'' کے الفاظ کے ساتھ ہوتا ہے، لقب وہ ہوتا ہے جس میں مدح یا مذمت کا معنی پایا جائے اور اس معنی کو محسوس بھی کیا جائے اور نام وہ ہے جو کنیت ہو نہ لقب۔

(٤٧٧١)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَيْنَا (وَفِي رِوَايَةٍ يُخَالِطُنَا)، وَكَانَ لِي أَخٌ صَغِيرٌ (وَفِي لَفْظٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُضَاحِكُهُ) وَكَانَ لَهُ نُغَيْرٌ يَلْعَبُ بِهِ، فَمَاتَ نُغَرُهُ الَّذِي كَانَ يَلْعَبُ بِهِ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، فَرَآهُ حَزِينًا فَقَالَ: ((مَا شَأْنُ أَبِي عُمَيْرٍ حَزِينًا؟)) فَقَالُوْا: مَاتَ نُغَرُهُ الَّذِي كَانَ يَلْعَبُ بِهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟ أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟۔)) (مسند أحمد: ١٤١١٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے تھے، میرا ایک چھوٹا بھائی تھا، آپ ﷺ اس کے ساتھ ہنستے تھے، اس کا ایک منا سا چڑیا کا بچہ تھا، وہ اس کے ساتھ کھیلتا تھا، ایک دن اس کا وہ بچہ مر گیا، جس کے ساتھ وہ کھیلتا تھا، تو آپ ﷺ ایک دن تشریف لائے اور میرے بھائی کو غمزدہ دیکھ کر فرمایا: ''ابو عمیر کو کیا ہوا، غمزدہ نظر آ رہا ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ اس کا وہ چڑیا کا بچہ مر گیا ہے، جس کے ساتھ یہ کھیلتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو عمیر! چڑیا کے منے سے بچے نے کیا کیا؟ اے ابو عمیر! چڑیا کے منے سے بچے نے کیا کیا؟''

فوائد:...... آپ ﷺ نے بچے کو کنیت کے ساتھ پکارا، نیز آپ ﷺ بچے کا دل بہلانے کے لیے ''نُغَر'' کو ''نُغَیر'' کہہ رہے ہیں، یہ حسن اخلاق کا خوبصورت انداز ہے۔

(٤٧٧٢)۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَ عَلِيٌّ رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الْعُشَيْرَةِ، قَالَ: فَاضْطَجَعْنَا فِي صَوْرٍ مِنَ النَّخْلِ فِي دَقْعَاءَ مِنَ التُّرَابِ، فَنِمْنَا، فَوَاللّٰهِ مَا أَهَبَّنَا إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَرِّكُنَا بِرِجْلِهِ وَ قَدْ تَتَرَّبْنَا مِنْ تِلْكَ الدَّقْعَاءِ، فَيَوْمَئِذٍ قَالَ

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوۂ ذات العشیرہ میں ایک دوسرے کے رفیق تھے، پس ہم چند کھجور کے درختوں کے سائے میں مٹی پر لیٹے اور سو گئے، اللہ کی قسم! ہمیں نہیں جگایا، مگر رسول اللہ ﷺ نے، آپ ﷺ نے اپنے ٹانگ سے ہمیں حرکت دی، جبکہ ہم مٹی میں لت پت ہو چکے تھے، اس دن رسول اللہ ﷺ نے

(٤٧٧١) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٦٤، ٥٧٣٥، ومسلم: ٤٠٠٣ (انظر: ١٤٠٧١)

(٤٧٧٢) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الحاكم: ٣/ ١٤٠ (انظر: ١٨٣٢١)

رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((یَا أَبَا تُرَابٍ۔)) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابوتراب! (مٹی والے)۔''
(مسند أحمد: ۱۸۵۱۱)

فوائد:...... صحیحین کی حدیث میں ابوتراب کی کنیت کا واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے:
سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جَاءَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ بَیْتَ فَاطِمَۃَ فَلَمْ یَجِدْ عَلِیًّا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ: ((أَیْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟)) قَالَتْ: کَانَ بَیْنِی وَبَیْنَہُ شَیْءٌ فَغَاضَبَنِی فَخَرَجَ فَلَمْ یَقِلْ عِنْدِی، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: ((انْظُرْ أَیْنَ ھُوَ۔)) فَجَاءَ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ! ھُوَ فِی الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُہُ عَنْ شِقِّہِ وَأَصَابَہُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَمْسَحُہُ عَنْہُ وَیَقُولُ: ((قُمْ أَبَا تُرَابٍ! قُمْ أَبَا تُرَابٍ!)) ......رسول اللہ ﷺ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں موجود نہ پایا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''فاطمہ! تمہارا چچا زاد کہاں ہے؟'' انھوں نے کہا: جی میرے اور ان کے درمیان کچھ گڑ بڑ ہوگئی، سو وہ مجھ سے ناراض ہو کر چلے گئے اور میرے ہاں قیلولہ نہیں کیا، آپ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''دیکھو، وہ کہاں ہیں۔'' اس نے آکر بتلایا کہ وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں، رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ وہاں لیٹے ہوئے تھے، ان کے ایک پہلو سے چادر گری ہوئی تھی اور ان کو مٹی لگی ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ ان سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے: ''ابوتراب اٹھو، ابوتراب اٹھو۔'' (صحیح بخاری: ۴۴۲، صحیح مسلم: ۶۲۲۶)

ذہن نشین رہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ ﷺ کے غزوۂ بدر سے لوٹنے کے بعد ہوئی تھی اور یہ غزوہ، غزوۂ عشیرہ کے بعد پیش آیا تھا، ہم جس حدیث کی شرح لکھ رہے ہیں، اس میں غزوہ عشیرہ کا ذکر ہے۔

دو واقعات میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ایک بار آپ ﷺ نے غزوہ عشیرہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس کنیت کے ساتھ آواز دی اور دوسری بار ان کی شادی کرنے کے بعد، جب ان کی سیدہ سے ناراضگی ہوگئی تھی۔

(۴۷۷۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: کَنَّانِي رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَأَنَا غُلَامٌ بِبَقْلَۃٍ کُنْتُ أَجْتَنِیْھَا۔ (مسند أحمد: ۱۲۶۶۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی سبزی کے نام کے ساتھ میری کنیت رکھی، جس کو میں چنا کرتا تھا، جبکہ میں ابھی تک ایک لڑکا تھا۔

فوائد:...... اس سبزی کا نام حمزہ تھا، اس کو فارسی میں ''ترہ تیزک'' کہتے ہیں، کنیت ابوحمزہ رکھی گئی۔

(۴۷۷۴)۔ عَنْ حَمْزَۃَ بْنِ (صُھَیْبٍ): أَنَّ صُھَیْبًا کَانَ یُکَنَّی أَبَا یَحْیٰی وَیَقُوْلُ: إِنَّہُ مِنَ

حمزہ بن صہیب سے مروی ہے کہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے ابو یحیی کنیت رکھی ہوئی تھی اور وہ کہتے تھے کہ وہ عربوں میں سے ہیں

(۴۷۷۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف جابر الجعفی، أخرجہ الترمذی: ۳۸۳۰ (انظر: ۱۲۶۳۷)
(۴۷۷۴) تخریج: اسنادہ ضعیف، أخرجہ مختصرا بقصۃ التکنی ابن ماجہ: ۳۷۳۸ (انظر: ۲۳۹۲۶)

الْـعَـرَبِ وَ يُـطْـعِـمُ الطَّعَامَ الْكَثِيْرَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا صُهَيْبُ! مَا لَكَ تُكَنَّى أَبَا يَحْيٰى، وَ لَيْسَ لَكَ وَلَدٌ، وَ تَقُوْلُ: إِنَّكَ مِنَ الْعَرَبِ، وَ تُـطْعِمُ الطَّعَامَ الْكَثِيْرَ، وَ ذٰلِكَ سَرَفٌ فِي الْـمَـالِ فَـقَـالَ صُهَيْبٌ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَنَّانِيْ أَبَا يَحْيٰى۔ (مسند أحمد: ٢٤٤٢٢)

اور وہ بڑی مقدار میں کھانا کھلاتے ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے صہیب! تجھے کیا ہو گیا ہے، تو نے ابو یحیی کنیت رکھی ہوئی ہے، جبکہ تیری اولاد نہیں ہے اور تو کہتا ہے کہ تو عربوں میں سے ہے اور تو بڑی مقدار میں کھانا کھلاتا ہے، یہ تو مال میں اسراف ہے؟ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا: بیشک رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت رکھی تھی۔

فوائد:...... مفصل حدیث مناقبِ صحابہ میں آئے گی۔

(٤٧٧٥)۔ عَـنْ هِشَـامٍ، عَـنْ أَبِيْـهِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّ نِسَائِكَ لَهَـا كُنْيَةٌ غَيْرِيْ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِكْتَنِـيْ أَنْتِ أُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ (وَفِيْ لَـفْـظٍ، قَـالَ: فَتَـكَنَّي بِابْنِكِ عَبْدِ اللّٰهِ)۔)) فَـكَـانَ يُـقَالُ لَهَا أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ حَتّٰى مَاتَتْ، وَلَمْ تَلِدْ قَطُّ۔ (مسند أحمد: ٢٥٦٩٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے علاوہ آپ کی تمام بیویوں کی کنیتیں ہیں، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم ام عبد اللہ کی کنیت رکھ لو، ایک روایت میں ہے: تم اپنے بیٹے عبد اللہ کے نام پر کنیت رکھ لو۔'' پس سیدہ کو وفات تک ام عبد اللہ کہا جاتا رہا، جبکہ ان کی اولاد نہیں ہوئی تھی۔

(٤٧٧٦)۔ عَـنْ أَبِـيْ جَبِيْرَةَ ابْنِ الضَّحَّاكِ الأَنْصَارِيْ، عَنْ عُمُوْمَةٍ لَهُ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَيْـسَ أَحَدٌ مِنَّا إِلَّا لَهُ لَقَبٌ أَوْ لَقَبَانِ، قَالَ: فَـكَـانَ إِذَا دَعَـا رَجُلًا بِلَقَبِهِ قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ هٰذَا يَكْرَهُ هٰذَا، قَالَ: فَنَزَلَتْ ﴿وَلَا تَنَـابَـزُوا بِـالأَلْـقَابِ﴾ [الحجرات: ١١] (مسند أحمد: ٢٣٦١٥)

ابو جبیرہ بن ضحاک انصاری اپنے چچوں سے بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہم میں سے ہر ایک کے ایک دو دو لقب تھے، پس جب آپ ﷺ کسی آدمی کو اس کے لقب کے ساتھ پکارتے تو ہم کہتے: اے اللہ کے رسول! وہ آدمی اس لقب کو ناپسند کرتا ہے، پھر اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ ......''اور کسی کو برے لقب نہ دو'' (سورۂ حجرات:١١)

فوائد:...... استہزا اور تحقیر کے لیے لوگوں کے ایسے نام رکھ لینا جو انہیں ناپسند ہوں یا اچھے بھلے ناموں کو بگاڑ کر بولنا، یہ برے القاب کی صورتیں ہیں، اس آیت میں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے، ادنی واعلی کی تمیز کیے بغیر وقار اور عزت واحترام ہر آدمی کا حق ہے اور وہ اس کو ملنا چاہیے، اگرچہ اشراف طبقے کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

(٤٧٧٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه أبوداود: ٤٩٧٠ (انظر: ٢٥١٨١)

(٤٧٧٦) اسناده صحيح ان شاء الله، أخرجه أبوداود: ٤٩٦٢، والترمذي: ٣٢٦٨ (انظر: ٢٣٢٢٧)

اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا، کسی کی اولاد ہو یا نہ ہو، کوئی مرد ہو یا عورت، ہر ایک کے لیے کنیت مشروع ہے، صاحبِ اولاد کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اپنے بیٹے یا بیٹی کے نام پر کنیت رکھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بکر نامی بیٹا نہیں تھا، اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حفص تھی، جبکہ ان کا حفص نامی بیٹا نہیں تھا۔

کنیت کسی وصف اور کیفیت کی بنا پر بھی رکھی جا سکتی ہے، جیسے آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو تراب رکھی۔

مَا يَحْرُمُ مِنَ الْأَسْمَاءِ وَ مَا يُكْرَهُ مِنْهَا

حرام اور مکروہ نام

(٤٧٧٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ تَسَمَّى بِمَلِكِ الأَمْلاكِ۔)) قَالَ أَبِي: سَأَلْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ عَنْ أَخْنَعِ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: أَوْضَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (مسند أحمد: ٧٣٢٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے برا نام، جس پر روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں شرمندگی ہوگی، یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو "مَلِكُ الْاَمْلَاكِ" (بادشاہوں کا بادشاہ) کہلوائے۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کو عجز و انکساری بہت پسند اور فخر و غرور اور تکبر سخت ناپسند ہے، بادشاہوں کا بادشاہ کہلانے میں عاجزی کے بجائے تکبر کا اظہار ہے۔ علاوہ ازیں یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اس سے دوسروں کو متصف کرنا کسی لحاظ سے مستحسن نہیں ہے۔ امام مبارکپوریؒ نے کہا: امام حمیدی نے "اَخْنَعُ" کا معنی ''سب سے زیادہ ذلیل'' کیا ہے اور امام سفیان نے "مَلِكُ الْاَمْلَاكِ" کا معنی ''شاہانِ شاہ'' بیان کر کے یہ تنبیہ کی ہے کہ حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ نہیں کہ صرف لفظ "مَلِكُ الْاَمْلَاكِ" منع ہے، بلکہ جو لفظ ایسے معنوں پر مشتمل ہوگا، وہ کسی بھی زبان کا ہو، اس حدیث کی روشنی میں اس کا استعمال مخلوق کے لیے منع ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخت وعید ہونے کی وجہ سے "مَلِكُ الْاَمْلَاكِ" نام رکھنا حرام ہے اور اس لفظ پر قیاس کرتے ہوئے "خَالِقُ الْخَلْق"، "اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْن"، "سُلْطَانُ السَّلَاطِيْن" اور "اَمِيْرُ الْاُمَرَاءِ" نام رکھنا بھی ممنوع ہے، بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو اسما، اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، اس حدیث پر قیاس کرتے ہوئے مخلوق کو ان کے ساتھ موسوم نہیں کیا جا سکتا، جیسے رحمن، قُدُّوس، جَبَّار۔ (تحفة الاحوذی)

یہ نام کیوں ممنوع ہے، اس کی وجہ اگلی حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

(٤٧٧٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٤٧٧٧) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٢٠٦، ومسلم: ٢١٤٣، وأبو داود: ٤٩٦١ (انظر: ٧٣٢٩)

(٤٧٧٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٤٣ (انظر: ٨١٧٦)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ أَخْبَثُهُ وَ أَغْيَظُهُ عَلَيْهِ رَجُلٌ كَانَ يُسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ، لَا مَلِكَ إِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٨١٦١)

فرمایا: ''قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے مبغوض ترین اور خبیث ترین شخص وہ ہوگا، جو اپنے آپ کو ''مَلِكُ الْأَمْلَاك'' کہلواتا ہے، حالانکہ کوئی بادشاہ نہیں ہے، ماسوائے اللہ تعالیٰ کے۔''

(٤٧٧٩)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ زَجَرْتُ أَنْ يُسَمّٰى بَرَكَةُ وَ يَسَارٌ وَ نَافِعٌ۔)) قَالَ جَابِرٌ: لَا أَدْرِيْ ذَكَرَ رَافِعًا أَمْ لَا؟ إِنَّهُ يُقَالُ لَهُ: هَاهُنَا بَرَكَةُ، فَيُقَالُ: لَا، وَ يُقَالُ: هَاهُنَا يَسَارٌ، فَيُقَالُ: لَا، قَالَ: فَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَزْجُرْ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَرَادَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يَزْجُرَ عَنْهُ ثُمَّ تَرَكَهُ۔ (مسند أحمد: ١٤٦٦١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں ان شاء اللہ زندہ رہا تو ان ناموں سے منع کر دوں گا، برکت، یسار اور نافع۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس چیز کا مجھے علم نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے رافع نام کا ذکر کیا تھا یا نہیں، ان ناموں سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب پوچھا جاتا ہے کہ برکت ہے تو جواب دیا جاتا ہے کہ نہیں، اسی طرح جب پوچھا جاتا ہے کہ یسار ہے تو جواب دیا جاتا ہے کہ نہیں، لیکن آپ ﷺ ان ناموں سے منع کیے بغیر فوت ہو گئے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منع کرنے کا ارادہ کیا، لیکن بعد میں اس ارادے کو ترک کر دیا۔

فوائد:...... پھر آپ ﷺ نے ان ناموں سے واقعی منع کر دیا تھا، جیسا کہ اگلی حدیث سے پتہ چل رہا ہے۔

(٤٧٨٠)۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ الْفَزَارِيِّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَرْبَعٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ وَلَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِيحًا وَلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ: أَثَمَّ هُوَ، أَوْ أَثَمَّ

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چار کلمات اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، تو جس کلمے سے مرضی شروع کر دے، اس سے کوئی نقص نہیں ہوگا، تو اپنے بچے کا نام افلح، نجیح، یسار اور رباح نہ رکھ، کیونکہ جب تو پوچھے گا کہ فلاں ہے، فلاں یہاں ہے تو اس کے موجود نہ ہونے کی صورت میں لوگ کہیں گے: نہیں۔'' سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ چار کلمات ہی ہیں، اس سے زیادہ مجھ سے بیان نہ کرنا۔

(٤٧٧٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٣٨ (انظر: ١٤٦٠٦)

(٤٧٨٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٣٧ (انظر: ٢٠٢٤٤)

فُلانٌ، قَالُوْا: لا۔)) إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ لا تَزِيْدُنَّ عَلَيَّ۔ (مسند أحمد: ٢٠٥٠٧)

(٤٧٨١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُسَمِّيَ رَقِيْقَكَ أَرْبَعَةَ أَسْمَاءٍ، أَفْلَحَ، وَيَسَارًا، وَنَافِعًا، وَرَبَاحًا۔ (مسند أحمد: ٢٠٤٠٠)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ تو اپنے بچے کا نام ان چار ناموں میں سے رکھے، افلح، یسار، نافع اور رباح۔

فوائد:...... ان ناموں کے معانی یہ ہیں: رباح: نفع۔ افلح: فلاح پانے والا۔ یسار: خوشحالی۔ نجیح: کامیاب ہونے والا۔

امام مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: لوگ نیک فال لینے کے لیے یہ نام رکھتے تھے، کیونکہ ان اسماء کے الفاظ اور معانی دونوں میں حسن اور برکت پائی جاتی ہے۔ لیکن انہی ناموں کی وجہ سے وہ بدفالی کا شکار ہو جاتے تھے۔ وہ اس طرح کہ جب پوچھا جاتا ہے کہ آیا یہاں (گھر میں) یسار یا نجیح ہے؟ (جن کے معانی بالترتیب خوشحالی اور کامیاب ہونے والے کے ہیں)۔ جب جواباً ''نہیں'' کہا جاتا تو لوگ اس سے بدفالی مراد لیتے تھے اور خوشحالی سے ناامید ہو جاتے تھے (کہ اس گھر میں خوشحالی اور کامیاب ہونے والا کوئی نہیں ہے) لوگوں کو اس سوئے ظن اور ناامیدی سے بچانے کے لیے آپ ﷺ نے سرے سے ایسے نام رکھنے سے ہی منع کر دیا۔ (تحفۃ الاحوذی)

ناموں کے بارے میں درج ذیل موقوف روایت پر غور کریں، پہلے اس روایت میں استعمال ہونے والے ناموں کے لفظی معانی پیش کیے جاتے ہیں: جَمْرَة: انگارہ۔ شِهَاب: شعلہ۔ اَلْحُرَقَة: جلتی ہوئی آگ، آگ کی لپٹ، جلن۔ حَرَّةُ النَّار: آگ کی کالے پتھروں والی زمین جو جلی ہوئی دکھائی دے۔، ذَاتُ لَظًى: شعلے والی، جہنم کا ایک نام بھی لظی ہے۔

یحیٰی بن سعید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ لِرَجُلٍ: مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ: جَمْرَةُ، فَقَالَ: اِبْنُ مَنْ؟ فَقَالَ: ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ: مِمَّنْ؟ قَالَ: مِنَ الْحُرَقَةِ، قَالَ: أَيْنَ مَسْكَنُكَ؟ قَالَ: بِحَرَّةِ النَّارِ، قَالَ: بِأَيِّهَا؟ قَالَ بِذَاتِ لَظًى، قَالَ عُمَرُ: أَدْرِكْ أَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوا۔ قَالَ: فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ . سیدنا عمر نے ایک آدمی سے کہا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: جمرہ، آپ نے کہا: تو کس کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا: شہاب کا، آپ نے کہا: تو کس قبیلے سے ہے؟ اس نے کہا: حُرَقَة سے، آپ نے کہا: تیرا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا: حَرَّةُ النَّار میں، آپ نے کہا: کون سا؟ اس نے کہا: لظی والا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو اپنے اہل کے پاس پہنچ، وہ جل چکے ہیں۔ راوی کہتے ہیں: ایسے ہی ہوا، جیسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ (مؤطا امام مالک: ۱۵۴۱)

(٤٧٨١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول.

كِتَابُ الْجِهَادِ

جہاد کے مسائل

الجهاد :لغوی معنیٰ: یہ "جہد" سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے ''محنت ومشقت''

اصطلاحی تعریف:...... دین کے لیے کی جانے والی جانی، مالی، قولی، فکری، فعلی اور تحریری، غرضیکہ تمام مساعی جہاد میں شامل ہیں، تاہم اصطلاحاً وعرفاً نفس امارہ کا مقابلہ ''مجاہدہ'' اور دشمن اور فسادیوں کے ساتھ مسلح آویزش کو''جہاد'' کہتے ہیں۔ اس باب میں یہی آخری معنی جہاد مراد ہے۔

دین اسلام کی حفاظت وحمایت اور اللہ کے کلمے کی سر بلندی کیلیے باغیوں، سرکشوں، ملحدوں اور بے دین لوگوں سے لڑنے میں پوری جدو جہد کرنا جہاد فی سبیل اللہ کہلاتا ہے، یہ انتہائی با کمال اور باعظمت عمل ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان کو جلا بخشتا ہے، اس کے بغیر ایمان و اسلام ادھورا ہے۔ اگر زندگی میں جہاد کرنے کا موقع مل جائے تو اسے اپنی سعادت اور خوش قسمتی سمجھا جائے وگرنہ کم ازکم جہاد فی سبیل اللہ کی پختہ نیت رکھنا اور اس کے لیے اسباب کا اہتمام کر کے رکھنا ضروری ہے، موقع میسر آنے پر قطعاً گریز نہ کیا جائے، اسلامی زندگی اسی جذبۂ قربانی سے وابستہ ہے۔ درج ذیل احادیث مبارکہ کے متون سے جہاد کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جہاد اسلام کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے، مگر یہ دیگر ارکانِ اسلام سے بعض شرائط میں مختلف ہے، ارکانِ خمسہ (توحید ورسالت کی گواہی، نماز، زکوۃ، روزہ اور حج) فرض عین ہیں، جبکہ جہاد عام حالات میں فرض کفایہ ہوتا ہے اور بعض حالات میں فرض عین، جہاد ضرورت کے مطابق ہے، ضرورت نہ پڑے تو جہاد بھی نہیں ہوگا، جبکہ دیگر عبادات ضرورت پر موقوف نہیں ہیں، ارکان خمسہ انفرادی عبادات ہیں، جبکہ جہاد حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔

بعض علاقوں اور افراد کے لحاظ سے جہاد وقتی طور پر موقوف ہو تو ممکن ہے ورنہ جہاد قیامت تک جاری رہے گے، اگر کوئی حکومت یہ فرض سرانجام نہ دے تو انفرادی لحاظ سے یہ کام سرانجام دیا جائے گا۔ ابوبصیر والا واقعہ اس کی واضح دلیل ہے۔ (عبداللہ رفیق)

مکی زندگی میں چونکہ مسلمان کمزور بھی تھے اور تعداد میں بھی بہت تھوڑے تھے، لہٰذا جہاد نہیں ہوا، مدینہ منورہ میں بھی جب ضرورت پڑی جہاد کیا گیا، جیسے جنگ بدر، احد اور خندق کے واقعات ہیں، یا جب کفار کی شر انگیزی حد سے بڑھ گئی اور اسلامی مملکت کے لیے ناقابل برداشت بن گئی، بلکہ اسلامی مملکت کے لیے خطرہ بن گئی تو حملہ کیا گیا، جیسا خیبر اور فتح مکہ کے واقعات ہیں، البتہ اگر کفار امن سے رہیں، مسلمانوں پر جنگ مسلط نہ کریں اور نہ ان کی مملکت کے خلاف تباہ کن سازشیں کریں تو ان سے لڑائی نہیں لڑی جائے گی بلکہ ان سے معاہدہ کر کے صلح رکھی جائے گی، جیسے یہودیوں کے ساتھ میثاقِ مدینہ اور قریش کے ساتھ صلح حدیبیہ ہوئی، جہاد کے لیے ہر شخص کا نکلنا ضروری نہیں، بلکہ امیر جن لوگوں کی ضرورت سمجھے، ان پر جانا فرض ہو گا، تاہم امیر حسب ضرورت و حالات سب لوگوں کو نکلنے کا لازمی حکم دے سکتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں غزوۂ تبوک کے موقع پر ہوا۔

یہ سمجھنا کہ جہاد سے مراد ہر وقت شمشیر بکف رہنا اور بلا وجہ مار دھاڑ کرتے رہنا اور نہ امن سے رہنا اور نہ رہنے دینا ہے، جہاد کے معنی میں تحریف ہے، رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے خلاف ہے اور قرآن مجید سے غلط استدلال ہے۔

ہم آنے والے فضائلِ جہاد پر مشتمل عام فہم احادیثِ مبارکہ کی تفصیل بیان نہیں کریں گے، مشکل بات کا مفہوم بیان کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالی۔

کفار کا مزاج یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو امن سے نہیں رہنے دیتے اور اس کو پھلتا پھولتا اور پھیلتا ہوا دیکھنا گوارا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (البقرة: ١٢٠) ''یہودی اور عیسائی آپ سے ہرگز راضی نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ تو ان کے دین کی پیروی کر لے۔'' جب کفار کا مزاج یہ ہے تو مسلمان کا مزاج اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے والا ہونا چاہیے، جس کا لازمی نتیجہ جہاد کا کسی نہ کسی شکل میں تسلسل ہے۔

(عبد اللہ رفیق)

فَضْلُ الْجِهَادِ وَالرِّبَاطِ وَالْمُجَاهِدِيْنَ
جہاد، رباط اور مجاہدین کی فضیلت
فَضْلُ الْجِهَادِ وَالتَّرْغِيْبِ فِيْهِ
جہاد کی فضیلت اور اس کی ترغیب

(٤٧٨٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الإِيْمَانُ بِاللّٰهِ۔)) قَالَ: ثُمَّ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان۔'' اس

(٤٧٨٢) تخريج: أخرجه ابخاري: ٢٦، ١٥١٩، ومسلم: ٨٣ (انظر: ٧٦٤١)

(٤٧٨٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥١٨، ومسلم: ٨٤ (انظر: ٢١٣٣١)

مَاذَا؟ قَالَ: ((اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)) قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔)) (مسند أحمد: ٧٦٢٩)

نے کہا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔'' اس نے کہا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر حج مبرور ہے۔''

(٤٧٨٣)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ تَعَالٰى، وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهِ۔)) (مسند أحمد: ٢١٦٥٧)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔''

(٤٧٨٤)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوَدِدْتُ أَنْ أُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلَ، ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلَ، ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلَ، وَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ، مَا تَخَلَّفْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ تَخْرُجُ أَوْ تَغْزُو فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلَهُمْ، وَلَا يَجِدُوْنَ سَعَةً فَيَتَّبِعُوْنِيْ، وَلَا تَطِيْبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوْا بَعْدِيْ، أَوْ يَقْعُدُوْا بَعْدِيْ۔)) (مسند أحمد: ١٠٥٣٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں جہاد کروں پس شہید کیا جاؤں، پھر مجھے زندہ کیا جائے اور پھر شہید کر دیا جائے، پھر زندہ کیا جائے اور پھر شہید کر دیا جائے، پھر زندہ کیا جائے اور پھر شہید کر دیا جائے، اور اگر میں مؤمنوں پر گراں نہ سمجھتا تو میں کسی ایسے لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے، لیکن میرے پاس اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ان کو سواریاں دوں اور ان کے پاس بھی اتنی وسعت نہیں کہ وہ خود تیاری کر کے میرے ساتھ چلیں اور مجھ سے پیچھے رہ جانا بھی ان کے نفسوں کو گوارا نہیں ہے۔''

فوائد:...... یہ صرف خواہش ہے، مقصد شہادت کی فضیلت بیان کرنا ہے، ورنہ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے، کبھی کوئی شہید زندہ نہیں ہوا، شہدائے احد نے اللہ تعالیٰ سے زندگی کی درخواست کی تھی مگر منظور نہیں ہوئی، جیسا کہ صحیح مسلم (۱۸۸۷) میں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کا میدانِ جنگ میں جانا ضروری نہیں ہے، بلکہ حالات، وسائل اور ضرورت کا لحاظ رکھا جائے۔

(٤٧٨٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول!

(٤٧٨٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٢٢٦، ومسلم: ١٨٧٦ (انظر: ١٠٥٢٣)
(٤٧٨٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٨٥ (انظر: ٨٥٤٠)

عَلِّمْنِي عَمَلاً يَعْدِلُ الْجِهَادَ، قَالَ: ((لا أَجِدُهُ۔)) قَالَ: ((هَلْ تَسْتَطِيْعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدًا فَتَقُوْمَ لا تَفْتُرُ، وَتَصُوْمَ لا تُفْطِرُ؟)) قَالَ: لا أَسْتَطِيْعُ۔ قَالَ: قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ يَسْتَنُّ فِي طِوَلِهِ فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٍ۔ (مسند أحمد: ٨٥٢١)

مجھے ایسا عمل بتلائیں جو جہاد کے برابر ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایسا عمل نہیں پاتا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ جب مجاہد نکل جائے تو تو مسجد میں داخل ہو جائے اور لگاتار قیام کرتا رہے اور سست نہ پڑے اور لگاتار روزے رکھتا رہے اور کوئی روزہ ترک نہ کرے؟'' اس نے کہا: اتنی طاقت تو مجھے نہیں ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب مجاہد کا گھوڑا اپنے رسی کے احاطے کے اندر اندر چلتا ہے تو اس کے لیے اس کے چلنے کی بھی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(٤٧٨٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنَا بِعَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لا تُطِيْقُوْنَهُ۔)) مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلاثًا، قَالَ: قَالُوْا: أَخْبِرْنَا فَلَعَلَّنَا نُطِيْقُهُ؟ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللّٰهِ، لا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ وَلا صَلاةٍ، حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ إِلٰى أَهْلِهِ۔)) (مسند أحمد: ٩٤٧٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ایسے عمل کے بارے میں بتلا دیں جو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔'' دو یا تین بار ایسے ہی فرمایا، لوگوں نے کہا: آپ بتلا تو دیں، شاید ہم میں اس کی طاقت ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجاہد کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو لگاتار روزہ رکھنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ مسلسل قیام کرنے والا ہو، نہ وہ روزے سے اکتاتا ہو اور نہ نماز سے، یہاں تک کہ مجاہد اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ آئے۔''

فوائد: ...... ''مسلسل'' یعنی مجاہد جب سے جہاد کو نکلا، اس وقت سے اس کی واپسی تک کوئی شخص لگاتار روزے اور نماز کی حالت میں رہے، ایک لمحہ بھی سستی نہ کرے، ظاہر ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے، گویا جہاد کے برابر کوئی اور عمل نہیں ہے۔

(٤٧٨٧)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَهْبَانِيَّةٌ وَ رَهْبَانِيَّةُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کی رہبانیت ہے اور اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔''

(٤٧٨٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٨٧، ومسلم: ١٨٧٨ (انظر: ٩٤٨١)

(٤٧٨٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زيد العمى، وقد اعِلّ بالارسال، أخرجه ابن ابى شيبة: ٥/ ٢٩٥ (انظر: ١٣٨٠٧)

عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ١٣٨٤٤)

فوائد:...... رہبانیت: دنیا اور علائق دنیا سے منقطع ہو کر کسی جنگل، صحراء میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مگن ہو جانا۔ نصرانیوں نے یہ رسم نکالی تھی، جسے اسلام نے غلط قرار دیا۔

اسلام دنیا اور آخرت، نہ صرف دونوں کا خیال رکھتا ہے، بلکہ دونوں کے لیے قوانین بنا کر رہنمائی کرتا ہے۔

(٤٧٨٨)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَوْ رَوْحَةٌ، خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَ غَرَبَتْ)) (مسند أحمد: ٢٣٩٨٤)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں صبح یا شام کے وقت ایک دفعہ چلنا ان چیزوں سے بہتر ہے، جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔''

فوائد:...... لغت کے لحاظ سے تو سبیل اللہ کا اطلاق ہر نیکی کے کام پر ہونا چاہیے، مگر شرعی اصطلاح لغت سے زیادہ معتبر ہے اور قرآن و حدیث میں فی سبیل اللہ کا لفظ بالعموم جہاد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(٤٧٨٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((غَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا۔)) (مسند أحمد: ١٠٨٩٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں صبح یا شام کے وقت ایک دفعہ چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔''

فوائد:...... جہاد میں جانے کا ثواب باقی رہنے والا ہے اور دنیا کی ہر چیز فانی ہے، لہٰذا فانی اور باقی کا کیا مقابلہ؟

(٤٧٩٠)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ، وَ أُهْرِيْقَ دَمُهُ۔)) (مسند أحمد: ١٤٢٥٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں اور خود اس کا خون بہا دیا جائے۔''

(٤٧٩١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ۔)) (مسند أحمد: ٦٦٢٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد سے واپسی بھی جہاد کی طرح ہی ہے۔''

(٤٧٨٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٨٣ (انظر: ٢٣٥٨٦)
(٤٧٨٩) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٧٩٣، ومسلم: ١٨٨٢ (انظر: ١٠٨٨٣)
(٤٧٩٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٥٦ (انظر: ١٤٢١٠)
(٤٧٩١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبو داود: ٢٤٨٧ (انظر: ٦٦٢٥)

(٤٧٩٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ مُكَاتَبًا لَهَا دَخَلَ عَلَيْهَا بِبَقِيَّةِ مُكَاتَبَتِهِ، فَقَالَتْ لَهُ: أَنْتَ غَيْرُ دَاخِلٍ عَلَيَّ غَيْرَ مَرَّتِكَ هٰذِهِ، فَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا خَالَطَ قَلْبَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ رَهَجٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ)) (مسند أحمد: ٢٥٠٥٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کا مکاتَب اپنی مکاتبت کا بقیہ حصہ لے کر ان کے پاس آیا، انھوں نے کہا: اب کے بعد تو نے مجھ پر داخل نہیں ہونا، تو جہاد فی سبیل اللہ کو لازم پکڑ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس مسلمان کے دل کے ساتھ اللہ کے راستے کا غبار ملے گا، اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام قرار دے گا۔''

وُجُوْبِ الْجِهَادِ وَالْحَثُّ عَلَيْهِ

جہاد کا واجب ہونا اور اس کی رغبت دلانا

(٤٧٩٣)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوا: لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّي بِهَا دِمَاءَ هُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُسَيْطِرٍ﴾ [الغاشية: ٢١، ٢٢] (مسند أحمد: ١٤٢٥٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں، یہاں تک کہ وہ لا اِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ کہہ دیں، پس جب وہ یہ کلمہ کہہ دیں گے تو اپنے خونوں اور مالوں کو مجھ سے بچا لیں گے، مگر ان کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیتیں پڑھیں: ﴿فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُسَيْطِرٍ﴾...... ''پس تو نصیحت کر، تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔ تو ہرگز ان پر کوئی مسلط کیا ہوا نہیں ہے۔''

(٤٧٩٤)۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((جَاهِدُوْا الْمُشْرِكِيْنَ بِأَمْوَالِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ وَ أَلْسِنَتِكُمْ)) (مسند أحمد: ١٢٢٧١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں کے ساتھ مشرکوں سے جہاد کرو۔''

(٤٧٩٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٤٧٩٢) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٤٩١٩ (انظر: ٢٤٥٤٨)

(٤٧٩٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١ (انظر: ١٤٢٠٩)

(٤٧٩٤) اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه أبوداود: ٢٥٠٤، والنسائي: ٦/ ٧ (انظر: ١٢٢٤٦)

(٤٧٩٥) تخريج: أخرجه ... ٢٨٢٥، ... (انظر: ٣٣٣٥)١٦٨٨

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا۔)) (مسند أحمد: ٣٣٣٥)

نے فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے، البتہ جہاد اور نیت ہے اور جب تم سے نکلنے کا مطالبہ کیا جائے تو تم نکل پڑو۔''

فوائد:...... فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم ختم ہو گیا، کیونکہ مکہ مکرمہ خود دار الاسلام بن گیا، البتہ کسی بھی دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کا حکم باقی ہے۔

(٤٧٩٦)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْجِهَادُ عَمُوْدُ الإِسْلامِ وَذُرْوَةُ سَنَامِهِ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٣٩٧)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد اسلام کا ستون اور اس کے کوہان کی چوٹی ہے۔''

فوائد:...... یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح ہے: ((الصَّلاةُ عُمُوْدُ الاِسْلَامِ، وَالْجِهَادُ ذِرْوَةُ سَنَامِهِ۔)) ...... ''نماز اسلام کا ستون ہے اور جہاد اس کے کوہان کی چوٹی ہے۔''

(٤٧٩٧)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ: الرَّجُلُ يَحْمِلُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ أَهُوَ مِمَّنْ أَلْقَى بِيَدِهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ؟ قَالَ: لا، لأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ رَسُوْلَهُ ﷺ فَقَالَ: ﴿فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ﴾ (النساء: ٨٤) إِنَّمَا ذَاكَ فِي النَّفَقَةِ۔ (مسند أحمد: ١٨٦٦٩)

ابو اسحاق کہتے ہیں: میں نے سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے کہا: ایک آدمی مشرکوں پر ٹوٹ پڑتا ہے، کیا یہ وہ آدمی ہے جو اپنے ہاتھ کو ہلاکت کی طرف ڈالتا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا اور فرمایا: ''آپ اللہ کے راستے میں جہاد کریں، آپ کو مکلف نہیں ٹھہرایا جائے گا، مگر اپنے نفس کا۔'' یہ تو مال خرچ کرنے کے بارے میں ہے۔

فوائد:...... اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے مراد جہاد میں اور دوسرے امورِ خیر میں خرچ نہ کرنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ أَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ ...... ''اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔'' (سورۂ: ١٩٥)

(٤٧٩٨)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مِرْدَاسٍ، قَالَ:

عمرو بن مرداس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں شام میں آیا

(٤٧٩٦) تخريج: اسناده ضعيف بهذه السياقة، عطية بن قيس لم يسمع من معاذ، وابو بكر بن عبد الله ضعيف، وقد اخطا في متنه وصوابه "الصلاة عمود الاسلام، والجهاد ذروة سنامه۔"، أخرجه البزار: ٢٦٥١ (انظر: ٢٢٠٤٧)

(٤٧٩٧) سبب نزول الآية صحيح من حديث حذيفة، أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٧٥ (انظر: ١٨٤٧٧)

(٤٧٩٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عمرو بن مرداس، وأبي الورد بن ثمامة، أخرجه (انظر:)

أَتَيْتُ الشَّامَ أَتَيْةً فَإِذَا رَجُلٌ غَلِيظُ الشَّفَتَيْنِ (أَوْ قَالَ: ضَخْمُ الشَّفَتَيْنِ وَالْأَنْفِ) إِذَا بَيْنَ يَدَيْهِ سِلَاحٌ فَسَأَلُوْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! خُذُوا مِنْ هٰذَا السِّلَاحِ وَاسْتَصْلِحُوْهُ، وَ جَاهِدُوْا بِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: بِلَالٌ۔ (مسند أحمد: ٢٤٣٩٩)

اور وہاں موٹے ہونٹوں اور موٹی ناک والا آدمی دیکھا، اس کے سامنے اسلحہ پڑا ہوا تھا، پس انھوں نے اس سے سوال کیا اور وہ یہ کہہ رہا تھا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! یہ اسلحہ لے لو اور اس کو درست کرو اور اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔'' میں نے کہا: یہ آدمی کون ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔

(٤٧٩٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا نَخْرُجُ نُجَاهِدُ مَعَكُمْ؟ قَالَ: ((لَا، جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ، هُوَ لَكُنَّ جِهَادٌ)) (مسند أحمد: ٢٤٩٢٦)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے نہ نکلیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تمہارا جہاد حج مبرور ہے، یہی تمہارا جہاد ہے۔''

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((نَعَمْ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيْهِ، اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ۔)) ......''جی ہاں، ان پر جہاد ہے، لیکن اس میں کوئی قتال نہیں ہے اور وہ ہے حج اور عمرہ۔'' (سنن ابن ماجہ: ٢٩٠١)

ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ جہاد کی طرح حج وعمرہ کے سفر میں مشقت، محنت، تھکاوٹ، اپنے ساتھ زادِ راہ اٹھانے اور اپنے علاقے اور رشتہ داروں سے جدا ہونے جیسے امور پائے جاتے ہیں، فرق یہ ہے کہ اس میں لڑائی نہیں ہوتی۔

خواتین، جہاد بالسیف کے حکم سے مستثنی ہیں، اتفاقاً اور ضرورت کے پیش نظر کسی مسلم خاتون کا کسی کافر کو قتل کر دینا اور بات ہے، البتہ بعض خواتین اپنے خاوندوں کے ساتھ اور مجاہدین کی خدمت کے لیے ساتھ جا سکتی ہیں، دیکھیں حدیث نمبر ۴۹۵۹، ۴۹۶۰

(٤٨٠٠)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَإِنَّهُ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يُذْهِبُ اللّٰهُ بِهِ الْهَمَّ وَالْغَمَّ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٠٩٦)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جہاد فی سبیل اللہ کا اہتمام کرو، کیونکہ یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے رنج اور غم ختم کر دیتا ہے۔''

(٤٧٩٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه بنحوه البخاري: ١٥٢٠، ٢٧٨٤ (انظر: ٢٤٤٢٢)

(٤٨٠٠) حسن، أخرجه الحاكم: ٢/ ٧٤، وعبد الرزاق: ٩٢٧٨، والطبراني في "الاوسط": ٨٣٣٠ (انظر: ٢٢٧١٩)

فَضْلُ الرِّبَاطِ وَالْحَرْسِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں رباط اور پہرے کی فضیلت کا بیان

تنبیہ: سرحدوں پر تیار بیٹھنے اور پہرا دینے کو رباط کہتے ہیں۔

(٤٨٠١)۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَالَ (عُثْمَانُ) بْنُ عَفَّانَ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلٰى مِنْبَرِهِ: إِنِّيْ مُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا كَانَ يَمْنَعُنِيْ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ إِلَّا الضَّنُّ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((حَرَسُ لَيْلَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ لَيْلَةٍ يُقَامُ لَيْلُهَا، وَيُصَامُ نَهَارُهَا۔)) (مسند أحمد: ٤٣٣)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ انھوں نے کہا: میں تم کو ایک حدیث بیان کرنے والا ہوں، میں نے خود وہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، پہلے مجھے وہ حدیث بیان کرنے سے روکنے والی چیز تم پر بخل تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک رات کا پہرہ ہزار راتوں کے قیام اور ان کے دنوں کے روزوں سے افضل ہے۔''

فوائد:...... اس بڑے اجر پر تعجب نہیں ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے، اس کے خزانے لا متناہی ہیں اور وہ قدر دان بھی ہے، شب قدر کے قیام پر بھی تو ہزار مہینوں سے زیادہ اجر ملتا ہے۔

(٤٨٠٢)۔ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ مَوْلٰى (عُثْمَانَ)، أَنَّ (عُثْمَانَ) قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ هَجِّرُوْا فَإِنِّيْ مُهَجِّرٌ فَهَجَّرَ النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّيْ مُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيْثٍ مَا تَكَلَّمْتُ بِهِ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ رِبَاطَ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ مِمَّا سِوَاهُ، فَلْيُرَابِطِ امْرُؤٌ حَيْثُ شَاءَ، هَلْ بَلَّغْتُكُمْ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔)) (مسند أحمد: ٤٧٧)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: لوگو! جلدی آ جاؤ، میں بھی جلدی کرنے والا ہوں، پس لوگ پہلے وقت میں جمع ہو گئے، پھر انھوں نے کہا: اے لوگو! میں تم کو ایک ایسی حدیث بیان کرنے والا ہوں کہ جب سے میں نے وہ رسول اللہ ﷺ سے سنی، اس وقت سے آج تک میں نے اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کے لیے پہرہ دینا ایک ہزار دنوں کی عبادت سے بہتر ہے، پس آدمی جہاں چاہے، یہ پہرہ دے، کیا میں نے تم کو یہ پیغام پہنچا دیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! گواہ ہو جاؤ۔''

(٤٨٠١) تخريج: حسن، أخرجه ابن ماجه: ٢٧٦٦ (انظر: ٤٣٣)

(٤٨٠٢) تخريج: حديث حسن، أخرجه الترمذي: ١٦٦٧، والنسائي: ٦/ ٣٩ (انظر: ٤٧٧)

(٤٨٠٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رِبَاطُ يَوْمٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَ قِيَامِهِ)) (مسند أحمد: ٦٦٥٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دن کے لیے پہرہ دینا ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے۔''

(٤٨٠٤)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي زَكَرِيَّا الْخُزَاعِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ الْخَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ وَ هُوَ يُحَدِّثُ شُرَحْبِيْلَ بْنَ السِّمْطِ، وَهُوَ مُرَابِطٌ عَلَى السَّاحِلِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ رَابَطَ يَوْمًا أَوْ لَيْلَةً، كَانَ لَهُ كَصِيَامِ شَهْرٍ لِلْقَاعِدِ، وَ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَجْرَى اللّٰهُ لَهُ أَجْرَهُ، وَ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ أَجْرَ صَلَاتِهِ وَ صِيَامِهِ وَ نَفَقَتِهِ، وَ وُقِيَ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ، وَ أَمِنَ مِنَ الْفَزَعِ الأَكْبَرِ۔)) (مسند أحمد: ٢٤١٢٨)

سیدنا سلیمان خیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے سیدنا شرحبیل بن سمط رضی اللہ عنہ کو بیان کیا، جبکہ وہ ساحل کی سرحدی چوکی پر مقیم تھے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایک دن یا ایک رات کے لیے سرحد پر قیام کیا، اس کے لیے پیچھے بیٹھنے والے کے ایک ماہ کے روزوں کے برابر اجر ہوگا اور جو اسی رباط کے دوران فوت ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے عمل کا اجر جاری کر دے گا، یعنی اس کی نماز، روزے اور مال خرچ کرنے کا اجر، اس کو قبر کے فتنے سے بچایا جائے گا اور وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔''

فوائد:...... بڑی گھبراہٹ سے مراد صورِ اسرافیل اور قیامِ قیامت ہے، دیکھیں حدیث نمبر ۴۸۸۴۔

(٤٨٠٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ سَلْمَانَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَصِيَامِ شَهْرٍ وَ قِيَامِهِ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: صَائِمًا لَا يُفْطِرُ، وَقَائِمًا لَا يَفْتُرُ)، إِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ أَجْرُ الْمُرَابِطِ حَتّٰى يُبْعَثَ، وَ يُؤْمَنَ الْفَتَّانَ۔)) (مسند أحمد: ٢٤١٢٩، ٢٤١٣٦)

(دوسری سند) سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں سرحد پر ایک دن اور رات کا پہرہ دینا ایک ماہ کے روزوں اور قیام کی طرح ہے، ایک روایت میں یہ زیادہ الفاظ ہیں: اس روزے دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا اور اس قیام کرنے والے کی طرح ہے، جو سست نہیں پڑتا، اور وہ اسی حالت میں فوت ہو جاتا ہے تو دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے تک اس کا اجر اس پر جاری کر دیا جائے گا اور وہ قبر کے فتنے سے امن میں رہے گا۔''

(٤٨٠٦)۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٤٨٠٣) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٦٦٥٣)

(٤٨٠٤) حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ١٦٦٥، وأخرجه بنحوه مسلم: ١٩١٣ (انظر: ٢٣٧٢٧)

(٤٨٠٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول.

(٤٨٠٦) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٢٣٩٥٠)

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ عَلٰى مَرْتَبَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَرَاتِبِ بُعِثَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ حَيْوَةُ: يَقُوْلُ: رِبَاطٌ، أَوْ حَجٌّ، أَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ٢٤٤٤٩)

نے فرمایا: ''جوان مراتب میں سے کسی مرتبہ پر فوت ہو گیا تو وہ قیامت کے روز اسی پر اٹھایا جائے گا۔'' حیوہ راوی نے کہا: مرتبے سے آپ کی مراد سرحدی چوکی پر قیام اور حج وغیرہ تھا۔

(٤٨٠٧)۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ۔ تَرْفَعُ الْحَدِيْثَ۔ قَالَتْ: ((مَنْ رَابَطَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ سَوَاحِلِ الْمُسْلِمِيْنَ، ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَجْزَأَتْ عَنْهُ رِبَاطَ سَنَةٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٥٨٠)

سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کے کسی سرحدی علاقوں میں سے کسی علاقے پر تین دن کا پہرہ دیا تو یہ اس کو ایک سال کے رباط سے کفایت کرے گا۔''

(٤٨٠٨)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا وُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، وَ أُومِنَ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَغُدِيَ عَلَيْهِ وَ رِيحَ بِرِزْقِهِ مِنَ الْجَنَّةِ، وَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْمُرَابِطِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند أحمد: ٩٢٣٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو رباط کی حالت میں فوت ہو گیا، اس کو قبر کے فتنے سے بچا لیا جائے گا، بڑی گھبراہٹ سے امن دے دیا جائے گا، جنت سے صبح و شام اس کو رزق دیا جائے گا اور اس کے لیے قیامت کے دن تک رباط والے آدمی کا اجر لکھ دیا جائے گا۔''

(٤٨٠٩)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ حَرَسَ مِنْ وَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى مُتَطَوِّعًا لَا يَأْخُذُهُ سُلْطَانٌ، لَمْ يَرَ النَّارَ بِعَيْنَيْهِ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿وَ إِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مريم: ٧١])) (مسند أحمد: ١٥٦٩٧)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں مسلمانوں کی حفاظت کرنے کے لیے پہرہ دیا اور اس کا یہ عمل نفلی طور پر ہو، نہ کہ سلطان کی طرف سے مجبوری کی بنا پر تو وہ اپنے آنکھوں سے آگ کو نہیں دیکھ سکے گا، ما سوائے قسم کو پورا کرنے کے لیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور نہیں ہے تم میں سے کوئی بھی، مگر اس آگ میں وارد ہونے والا ہے۔''

(٤٨٠٧) تخريج: اسناده ضعيف، اسماعيل بن عياش مخلّط فى روايته عن غير اهل بلده، وهذه منها، واسحاق بن عبد الله مجهول الحال، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٤/ ٦٤٨ (انظر: ٢٧٠٤٠)

(٤٨٠٨) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه ابن ماجه: ٢٧٦٧ (انظر: ٩٢٤٤)

(٤٨٠٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زبان بن فائد، وسهل بن معاذ فى رواية زبان عنه، أخرجه ابويعلى: ١٤٩٠، والطبرانى فى "الكبير": ٢٠/ ٤٠٣ (انظر: ١٥٦١٢)

فوائد: ...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ إِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا﴾ ...... ''تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے، یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی، فیصلہ شدہ امر ہے۔'' (مریم: ۷۱)

اس کی تفسیر صحیح احادیث میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ یہ جہنم کے اوپر ایک پل بنایا جائے گا، جس میں سے ہر مومن اور کافر کو گزرنا ہوگا، بعض مومن جلد یا بہ دیر گزر جائیں گے، بعض جہنم میں گر جائیں گے، پھر ان کو شفاعت کے ذریعے یا جرم کی سزا بھگتنے کے بعد نکال لیا جائے گا اور کافر اور مشرک اس پل سے نہیں گزر پائیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں گر جائیں گے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں اسی گزرنے کا ذکر ہے۔

(٤٨١٠)۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِيْ مَاتَ مُرَابِطًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ يَنْمُوْا عَمَلُهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيَأْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٤٥٠)

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر میت کے عمل کو ختم کر دیا جاتا ہے، ماسوائے اس آدمی کے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں رباط کی حالت میں مرتا ہے، اس کا عمل تو قیامت کے دن تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنے سے مامون رہتا ہے۔''

(٤٨١١)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ١٧٤٩٢)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

(٤٨١٢)۔ عَنْ أَبِيْ رَيْحَانَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ فَأَتَيْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلٰى شَرَفٍ فَبِتْنَا عَلَيْهِ فَأَصَابَنَا بَرْدٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى رَأَيْتُ مَنْ يَحْفِرُ فِي الْأَرْضِ حُفْرَةً يَدْخُلُ فِيْهَا يُلْقِيْ عَلَيْهِ الْحَجَفَةَ، ـ يَعْنِي التُّرْسَ۔ فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ النَّاسِ، نَادٰى: ((مَنْ يَحْرُسُنَا فِيْ هٰذِهِ

سیدنا ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے، ہم ایک رات ایک ٹیلے پر آئے اور وہاں رات گزاری، لیکن وہاں اتنی سخت سردی تھی کہ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا وہ زمین میں گڑھا کھودتے اور اس میں داخل ہو کر اوپر ڈھال ڈال دیتے، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ صورتحال دیکھی تو آپ ﷺ نے آواز دی: ''اس رات کو ہمارا پہرہ کون دے گا، ان کے عوض میں اس کے

(٤٨١٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ٢٥٠٠ (انظر: ٢٣٩٥١)

(٤٨١١) صحيح لغيره، أخرجه الدارمي: ٢٤٢٥، والطبراني في "الكبير": ١٧/ ٨٤٨ (انظر: ١٧٣٥٩)

(٤٨١٢) تخريج: مرفوعه حسن لغيره، أخرجه ابن ابي شيبة: ٥/ ٣٥٠، والطبراني في "الاوسط": ٨٧٣٦، والحاكم: ٢/ ٦٣، وأخرجه النسائي: ٦/ ١٥ مختصرا (انظر: ١٧٢١٣)

اللَّيْلَةِ وَ أَدْعُوْ لَهُ بِدُعَاءٍ يَكُوْنُ فِيهِ فَضْلا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأنْصَارِ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰه! فَقَالَ: ((أُدْنُهْ۔)) فَدَنَا، فَقَالَ: ((مَنْ أَنْتَ؟)) فَتَسَمّٰى لَهُ الأنْصَارِيُّ، فَفَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالدُّعَاءِ فَأَكْثَرَ مِنْهُ۔ قَالَ أَبُو رَيْحَانَةَ: فَلَمَّا سَمِعْتُ مَا دَعَا بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَنَا رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ: ((أُدْنُهْ۔)) فَدَنَوْتُ، فَقَالَ: ((مَنْ أَنْتَ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: أَنَا أَبُوْ رَيْحَانَةَ، فَدَعَا بِدُعَاءٍ هُوَ دُوْنَ مَا دَعَا لِلأنْصَارِيِّ ثُمَّ قَالَ: ((حُرِّمَتِ النَّارُ عَلٰى عَيْنٍ دَمَعَتْ، أَوْ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَ حُرِّمَتِ النَّارُ عَلٰى عَيْنٍ سَهِرَتْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)) ((وَقَالَ)): حُرِّمَتِ النَّارُ عَلٰى عَيْنٍ أُخْرٰى ثَالِثَةٍ لَمْ يَسْمَعْهَا مُحَمَّدُ بْنُ سُمَيْرٍ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰه: قَالَ أَبِيْ: وَ قَالَ غَيْرُهُ يَعْنِي غَيْرَ زَيْدٍ: أَبُوْ عَلِيِّ نِ الْجَنْبِيُّ۔ (مسند أحمد: ١٧٣٤٥)

لیے ایسی دعائیں کروں گا کہ ان میں فضیلت ہوگی؟'' ایک انصاری نے کہا: جی میں پہرہ دوں گا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ذرا قریب ہو جا۔'' پس وہ قریب ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کون ہے؟'' انصاری نے اپنا نام بتایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے دعائیں کرنا شروع کیں اور بہت زیادہ کیں، جب میں ابو ریحانہ نے آپ ﷺ کی وہ دعائیں سنیں تو میں نے کہا: میں پہرہ دینے کے لیے دوسرا آدمی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا قریب ہو جا۔'' پس میں قریب ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کون ہے؟'' میں نے کہا: میں ابو ریحانہ ہوں، آپ ﷺ مجھے بھی دعائیں تو دیں مگر وہ انصاری والی دعاؤں سے کم تھیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس آنکھ پر آگ کو حرام قرار دیا گیا ہے، جو اللہ کے ڈر کی وجہ سے روتی ہے اور اس آنکھ پر بھی آگ حرام ہے، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاگتی ہے۔'' راوی کہتا ہے: ایک اور آنکھ پر بھی آگ حرام تھی، لیکن محمد بن سمیر نے وہ حصہ نہیں سنا۔

فوائد:...... صرف لڑنا ہی جہاد نہیں ہے، بلکہ لڑائی کی تربیت حاصل کرنا، لڑائی کی تیاری کرنا اور دشمن سے مقابلے کے لیے تیار رہنا بھی جہاد ہے، فوج سرحدوں پر بیٹھی رہے اور اس کے ڈر سے دشمن دبکا رہے، یہ بھی جہاد ہے، اس پر بھی اجر عظیم حاصل ہوگا، لڑائی تو آخری چارۂ کار ہے، جو بامر مجبوری اختیار کیا جائے گا۔

فَضْلُ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی فضیلت

(٤٨١٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ، وَهُمْ جُلُوْسٌ فَقَالَ: ((أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلَةً؟))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے، جبکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو بتاؤں کہ مرتبہ کے

(٤٨١٣) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه الترمذی: ١٦٥٢، والنسائی: ٥/ ٨٣ (انظر: ٢١١٦)

فَقَالُوا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَمُوتَ أَوْ يُقْتَلَ أَفَأُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَلِيهِ؟)) قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِمْرُؤٌ مُعْتَزِلٌ فِي شِعْبٍ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْتَزِلُ شُرُورَ النَّاسِ، أَفَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً؟)) قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَلَّذِي يُسْأَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِي بِهِ۔)) (مسند أحمد: ٢١١٦)

اعتبار سے سب سے بہترین آدمی کون ہے؟'' انھوں نے کہا: جی بالکل، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے، یہاں تک کہ وہ فوت جاتا ہے یا اس کو قتل کر دیا جاتا ہے، اچھا کیا میں تم کو اس شخص کے بارے میں بتلاؤں، جس کا مرتبہ اس کے بعد ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ ہو کر نماز قائم کرتا ہو اور زکاۃ ادا کرتا ہو اور لوگوں کے شرور سے دور ہو گیا ہو، اب کیا میں تم کو بتاؤں کہ بدترین مرتبہ کس کا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا جاتا ہے، لیکن وہ پھر بھی نہیں دیتا۔''

فوائد:...... گھاٹی میں الگ تھلگ رہنا، عام حالات میں گوشہ نشینی اور مسلم معاشرے سے علیحدگی جائز نہیں، نماز باجماعت اور جمعہ فرض ہیں، بیماروں کی بیمار پرسی اور ضعیفوں کی مدد کرنا بھی مسلمانوں کے حقوق میں سے ہیں، یہ سب کچھ معاشرے کے اندر رہ کر ہی ممکن ہے، اکیلا شخص ان سب فرائض اور حقوق کا تارک ہوگا، وہ افضل کیسے ہو سکتا ہے؟ البتہ جب معاشرے میں رہ کر دین کے ضائع ہونے کا قوی امکان اور خطرہ موجود ہو تو گوشہ نشینی بہتر ہے، مگر موہوم خطرات کے پیش نظر جائز نہیں۔ دیکھیں کہ صحابۂ کرام نے انتہائی تکالیف برداشت کر کے بھی معاشرے کو نہیں چھوڑا بلکہ اصلاح کی کوشش کرتے رہے، نیز تبلیغ بھی تو ایک فریضہ ہے اور یہ معاشرے میں رہ کر ہی ممکن ہے۔

(٤٨١٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ خَطَبَ النَّاسَ بِتَبُوكَ: ((مَا فِي النَّاسِ مِثْلُ رَجُلٍ آخِذٍ بِرَأْسِ فَرَسِهِ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَيَجْتَنِبُ شُرُورَ النَّاسِ وَمِثْلُ آخَرَ بَادٍ فِي نِعْمَةٍ يَقْرِي ضَيْفَهُ وَيُعْطِي حَقَّهُ۔)) (مسند أحمد: ١٩٨٧)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس دن تبوک میں لوگوں سے خطاب کیا تھا، اس میں یہ بھی فرمایا تھا: ''لوگوں میں اس آدمی کی مثل کوئی نہیں ہے، جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑ کر اور لوگوں کے ترور سے اجتناب کر کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو، اور وہ آدمی بھی بے مثال ہے، جو دیہات میں نعمتوں میں رہ رہا ہو، مہمان کی ضیافت کرتا ہو اور اپنا حق ادا کرتا ہو۔''

(٤٨١٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني: ١٢٩٢٤ (انظر: ١٩٨٧)

فوائد: ...... جہاد بے مثال عبادت ہے، یہ ایک بھٹی ہے، جس سے ایمان وایقان میں نکھار پیدا ہوتا ہے، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جہاد کرنے کی صلاحیت پیدا کر کے رکھے۔

(٤٨١٥)۔ مَالِكُ بْنُ يَخَامِرَ: أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ حَدَّثَهُ وَقَالَ: رَوْحٌ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، (وَقَالَ رَوْحٌ: قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ) مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْقَتْلَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ فَلَهُ أَجْرُ الشُّهَدَاءِ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِ مَا كَانَتْ، (وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: كَأَغَزِّ، وَرَوْحٌ كَأَغْزَرِ، وَحَجَّاجٌ: كَأَعَزِّ) مَا كَانَتْ لَوْنُهَا كَالزَّعْفَرَانِ، وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ، وَمَنْ جُرِحَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَعَلَيْهِ طَابَعُ الشُّهَدَاءِ۔))(وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: كَأَغْزَرِ، وَرَوْحٌ: كَأَغَزِّ، وَحَجَّاجٌ: كَأَغَزِّ) (مسند أحمد: ٢٢٤٦٧)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اونٹنی کے فَوَاق کے برابر جہاد کیا، اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی، (فَوَاق سے مراد اتنا وقت ہے، جس میں اونٹنی اپنا دودھ دوہنے والے کے لیے اتار دیتی ہے) اور جس نے سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کا سوال کیا اور پھر وہ طبعی موت مرا یا شہید ہوا، بہرحال اس کو شہید کا ہی اجر ملے گا، جس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخم لگا یا کسی اور مصیبت میں مبتلا ہوا تو وہ زخم قیامت والے اس طرح ہوگا کہ اس سے زیادہ خون بہنے والا ہوگا، اس کا رنگ زعفران کی طرح ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری کی طرح ہوگی اور جس کو اللہ کی راہ میں زخم لگے گا، اس پر شہداء کی مہر ہوگی۔'' اَغْزَر اور اَغَرّ کا ایک ہی معنی ہے، صرف راویوں کا اختلاف ہے۔

فوائد: اونٹنی کا فَوَاق: یہ لفظ وقت کی ایک مقدار بیان کرتا ہے، اس کے یہ معانی ہیں: (۱) دو دفعہ دوہنے کے درمیان کا وقت، (۲) دوہنے والے کے تھن کو دو دفعہ پکڑنے کے درمیان کا وقت، (۳) جو ترجمہ میں بیان کیا گیا۔

(٤٨١٦)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَجِبَ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رَجُلَيْنِ، رَجُلٍ ثَارَ عَنْ وِطَائِهِ وَلِحَافِهِ مِنْ بَيْنِ أَهْلِهِ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا ربّ کو دو آدمیوں پر تعجب ہوتا ہے، ایک وہ آدمی جو اپنے بچھونے، لحاف، بیوی اور قبیلے کے درمیان سے

(٤٨١٥) اسناده صحيح، أخرجه الترمذي: ١٦٥٤، ١٦٥٧، وابن ماجه: ٢٧٩٢ (انظر: ٢٢١١٦)

(٤٨١٦) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابويعلى: ٥٢٧٢، وابن حبان: ٢٥٥٧، وأخرجه بذكر رجل غزا: ٢٥٣٦ (انظر: ٣٩٤٩)

وَحَيِّهِ إِلٰى صَلَاتِهِ، فَيَقُولُ رَبُّنَا: يَا مَلَائِكَتِي انْظُرُوْا إِلٰى عَبْدِي ثَارَ مِنْ فِرَاشِهِ وَوِطَائِهِ وَمِنْ بَيْنِ حَيِّهِ وَأَهْلِهِ إِلٰى صَلَاتِهِ، رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِي، وَرَجُلٍ غَزَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَانْهَزَمُوْا فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْفِرَارِ، وَمَا لَهُ فِي الرُّجُوعِ، فَرَجَعَ حَتّٰى أُهَرِيقَ دَمُهُ، رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِي، فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ: انْظُرُوْا إِلٰى عَبْدِي، رَجَعَ رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَرَهْبَةً مِمَّا عِنْدِي، حَتّٰى أُهَرِيقَ دَمُهُ.)) (مسند أحمد: ٣٩٤٩)

اٹھ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے: اے فرشتو! میرے اس بندے کی طرف دیکھو، وہ نماز کے لیے اپنے بستر، بچھونے، قبیلے اور بیوی کے پاس سے کھڑا ہو گیا ہے، اس چیز کی رغبت کے لیے جو میرے پاس ہے اور اس چیز سے ڈرتے ہوئے جو میرے پاس ہے اور دوسرا وہ آدمی کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا، ہوا یوں کہ اس کا لشکر شکست کھا گیا، لیکن جب اسے یہ معلوم ہوا کہ بھاگ جانے میں کتنا گناہ ہے اور دشمن کی طرف لوٹ جانے میں کتنا ثواب ہے تو وہ دشمن کی طرف پلٹ پڑا، یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا، اس کا یہ اقدام اس چیز کی رغبت کے لیے تھے، جو میرے پاس ہے اور اس چیز سے بچنے کے لیے تھا، جو میرے پاس ہے، پس اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے: میرے بندے کی طرف دیکھو، وہ میری انعامات کی رغبت کی بنا پر اور میرے عذاب سے ڈرتے ہوئے لوٹ آیا، یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔''

فوائد:...... تعجب کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، جیسے اس کے شایانِ شان ہے۔

(٤٨١٧)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، كَمَثَلِ الصَّائِمِ نَهَارَهُ وَالْقَائِمِ لَيْلَهُ حَتّٰى يَرْجِعَ مَتٰى يَرْجِعُ)) (مسند أحمد: ١٨٥٩١)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے، یہاں تک کہ مجاہد لوٹ آئے، وہ جب بھی لوٹے۔''

(٤٨١٨)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ: قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَلَغَ فَأَصَابَ أَوْ

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تیر پھینکا اور وہ پہنچ گیا، وہ اپنے نشانے پر لگا یا نہ لگا، تو وہ اس شخص کی مانند ہو گا، جس نے اسماعیل علیہ السلام کی

(٤٨١٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ١٦٤٥، وعبد الرزاق: ٩٥٣٧ (انظر: ١٨٤٠١)
(٤٨١٨) تخريج: حديث صحيح دون قوله "من ولد اسماعيل" وهذا اسناد منقطع، سُلَيم بن عامر الخبائري لم يُدرك عمرو بن عبسة، أخرجه أبوداود: ٣٩٦٦، والنسائي: ٦/ ٢٦، وابن ماجه: ٢٨١٢ (انظر: ١٧٠٢٠)

أَخْطَأَ، كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۱٤٥)

اولاد میں سے ایک گردن آزاد کی ہو۔''

(٤٨١٩)۔ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ قَالَ: قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ: يَا كَعْبُ بْنَ مُرَّةَ! حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاحْذَرْ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((ارْمُوا أَهْلَ صُنْعٍ، مَنْ بَلَغَ الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهِ دَرَجَةً۔)) قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي النَّحَّامِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الدَّرَجَةُ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّهَا لَيْسَتْ بِعَتَبَةِ أُمِّكَ وَلٰكِنَّهَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۲۳۰)

سیدنا شرحبیل بن سمط رضی اللہ عنہ نے سیدنا کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے کعب بن مرہ! ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرو، لیکن احتیاط کرنا، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''ہنر مندو! تیر پھینکو، جس کا تیر دشمن تک پہنچ گیا، اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ بلند کر دے گا۔'' سیدنا عبد الرحمن بن ابی نحام رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! درجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ درجہ تیری اماں جان کی دہلیز نہیں ہے، بلکہ دو درجوں کے درمیان سو برسوں کی مسافت جتنا فاصلہ ہے۔''

فوائد:...... اگرچہ کسی کے منہ پر اس کی ماں کا ذکر کرنا عرفِ عام میں معیوب سمجھا جاتا ہے، مگر شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے، خصوصاً جب کہ متعلقہ شخص اسے محسوس نہ کرے۔
دراصل رسول اللہ ﷺ کا تعلق اپنے صحابہ سے بہت گہرا تھا، لہٰذا آپ ﷺ کی مقدس زبان پر ایسا ذکر ان کے لیے خوش طبعی کا موجب تھا، ہر آدمی اپنی حیثیت کے مطابق کلام کرتا ہے، سب پر ایک حکم لاگو نہیں کیا جا سکتا۔

(٤٨٢٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَحْكِي عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي خَرَجَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِي ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي، ضَمِنْتُ لَهُ أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا أَصَابَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَإِنْ قَبَضْتُهُ أَنْ أَغْفِرَ لَهُ وَأَرْحَمَهُ وَأُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔)) (مسند أحمد: ٥٩٧٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ربّ سے بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''میرا جو بندہ میری رضامندی کی تلاش میں میرے راستے میں جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہے تو میں ضمانت دیتا ہوں کہ اگر میں نے اس کو لوٹایا تو اجر اور غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا اور اگر اس کی روح قبض کر لی تو اس کو بخش دوں گا، اس پر رحم کروں گا اور اس کو جنت میں داخل کر دوں گا۔''

(٤٨١٩) حسن لغيره، أخرجه النسائی: ٦/ ٢٧، وأخرجه أبوداود: ٣٩٦٧ ولم يسق لفظه (انظر: ١٨٠٦٣)
(٤٨٢٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائی: ٦/ ١٨ (انظر: ٥٩٧٧)

(٤٨٢١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُمَا حَرَامٌ عَلَى النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٠١٠)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو گئے، وہ آگ پر حرام ہو جائیں گے۔''

فوائد:...... یہ بڑا اشرف تھا جو خیر القرون کی مقدس ہستیوں کو مل چکا، ان کے پاس اس مبارک عمل کی مقدار بھی بہت زیادہ تھی اور معیار بھی بہت اعلی تھا، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی پر خلوص موقع عطا فرمائے۔ آمین۔

(٤٨٢٢)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فُوَاقَ نَاقَةٍ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهِ النَّارَ۔)) (مسند أحمد: ١٩٦٧٤)

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس اونٹنی کے فواق کی مقدار کے برابر اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اللہ تعالیٰ آگ کو اس کے چہرے کے لیے حرام کر دے گا۔''

فوائد:...... حدیث نمبر (۴۸۱۵) میں ''فُوَاق'' کا معنی واضح کیا گیا ہے۔

(٤٨٢٣)۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ، أَوْ مَوْضِعُ قَدِّهِ يَعْنِي سَوْطَهُ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَوِ اطَّلَعَتْ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَى الْأَرْضِ لَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا، وَلَطَابَ مَا بَيْنَهُمَا وَلَنَصِيفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔)) (مسند أحمد: ١٢٤٦٣)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح کے وقت یا شام کے وقت ایک دفعہ چلنا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے، کسی کی کمان یا کوڑے کی مقدار کے برابر کی جنت میں جگہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہے، اگر اہل جنت کی بیویوں میں سے ایک بیوی زمین کی طرف جھانکے تو زمین وآسمان کے درمیان کے خلا کو خوشبو سے بھر دے گی اور اس میں موجود سب چیزوں کو طیّب بنا دے گی، جنتی خاتون کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔''

فوائد:...... سبحان اللہ! اللہ پاک ہمیں توفیق دے کہ ہم ایسے نعمت کدے کے لیے اسباب پیدا کر سکیں۔

(٤٨٢٤)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ١٥٦٤٥)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(٤٨٢١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابويعلى: ٢٠٧٥ (انظر: ١٤٩٤٧)

(٤٨٢٢) تخريج: حديث قوى لغيره (انظر: ١٩٤٤٤)

(٤٨٢٣) تخريج: أخرجه مطولا ومختصرا البخارى: ٢٧٩٢، ٢٧٩٦، ٦٥٦٨ (انظر: ١٢٤٣٦)

(٤٨٢٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٩٤، ومسلم: ١٨٨١ (انظر: ١٥٥٦٠)

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ کے متن کے الفاظ یہ ہیں:

((لَغَدْوَةٌ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیهَا وَلَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیهَا۔)) ...... ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح کے وقت یا شام کے وقت ایک دفعہ چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، کسی کے کوڑے کی مقدار کے برابر کی جنت میں جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔''

(٤٨٢٥)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ مَرَّ بِشِعْبٍ فِیهِ عَیْنٌ عَذْبَةٌ قَالَ: فَأَعْجَبَتْهُ یَعْنِی طِیبَ الشِّعْبِ، فَقَالَ: لَوْ أَقَمْتُ هَاهُنَا وَخَلَوْتُ ثُمَّ قَالَ: لَا، حَتّٰی أَسْأَلَ النَّبِیَّ ﷺ، فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((مَقَامُ أَحَدِكُمْ یَعْنِی فِی سَبِیلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَحَدِكُمْ فِی أَهْلِهِ سِتِّینَ سَنَةً، أَمَا تُحِبُّونَ أَنْ یَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَتَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، جَاهِدُوْا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ، مَنْ قَاتَلَ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔)) (مسند أحمد: ٩٧٦١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحابِ رسول میں سے ایک آدمی ایک گھاٹی، جس میں میٹھے پانی کا چشمہ تھا، کے پاس سے گزرا، اس کی خوشبو اسے بڑی اچھی لگی۔ وہ (دل میں) کہنے لگا: اگر میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اسی گھاٹی میں فروکش ہو جاؤں تو ...... لیکن میں پہلے رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کروں گا۔ جب اس نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ایسے نہیں کرنا، کیونکہ) اللہ کے راستے میں تمھارا ٹھہرنا اپنے اہل میں ساٹھ سالوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں بخش دیں اور تمھیں جنت میں داخل کر دیں! اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جس نے اللہ کے راستے میں اونٹنی کے دو بار دوہنے کی درمیانی مدت کے برابر جہاد کیا تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔''

فوائد:...... حقیقت یہ ہے کہ یہ دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں ہے، یہ تو آخرت کی کامیابی کا ایک ذریعہ ہے، دیکھو صحابۂ کرام کے پاکیزہ گروہ کو، انھوں نے فقر و فاقہ کو ترجیح دی، اپنوں پرائیوں کا غضب مول لیا، لیکن اپنی مختصر زندگی میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سچی وفا کی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بہشتوں کے وارث بن گئے۔

قارئین کرام! چھوڑ دو آرام پرستی کو، ترک کر دو جسم و جان کے عارضی تقاضوں کو اور اسلامی نظام الاوقات کے مطابق زندگی بسر کرو، دنیا میں بھی سکون پاؤ گے اور آخرت میں بھی ربّ تعالیٰ کو اپنا بنا لو گے۔

(٤٨٢٦)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا یَلِجُ النَّارَ أَحَدٌ بَكٰی مِنْ خَشْیَةِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ایسا آدمی آگ میں داخل نہیں ہو گا، جو اللہ تعالیٰ

(٤٨٢٥) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الترمذی: ١٦٥٠ (انظر: ٩٧٦٢)

(٤٨٢٦) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الترمذی: ١٦٣٣، ٢٣١١ (انظر: ١٠٥٦٠)

اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْخِرَيْ امْرِءٍ أَبَدًا۔)) وَقَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِيء: ((فِي مَنْخِرَيْ مُسْلِمٍ أَبَدًا۔)) (مسند أحمد: ١٠٥٦٧)

کی خشیت کی وجہ سے رو پڑا، یہاں تک کہ دودھ تھن میں واپس آ جائے، کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں ایک آدمی کے دو نتھنوں میں جمع نہیں ہو سکے گا۔'' ابوعبد الرحمن راوی نے کہا: ''مسلمان کے دو نتھنوں میں۔''

فوائد:...... دودھ کا تھن میں واپس آنا ممکن نہیں ہے، عقلاً بھی اور عادتاً بھی، مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے والے کا جہنم میں جانا ناممکن ہے، اسی طرح خلوص کے ساتھ جہاد کرنے والا بھی ہرگز جہنم میں نہیں جا سکتا۔

(٤٨٢٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَجْتَمِعُ فِي النَّارِ مَنْ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ بَعْدَهُ۔)) (مسند أحمد: ٧٥٦٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے کافر کو قتل کیا اور پھر راہِ صواب پر چلتا رہا، وہ آگ میں نہیں جائے گا۔''

(٤٨٢٨)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَجْتَمِعُ الْكَافِرُ وَقَاتِلُهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِي النَّارِ أَبَدًا)) (مسند أحمد: ٨٨٠٢)

(دوسری سند) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کافر اور اس کا مسلمان قاتل جہنم میں کبھی بھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔''

فوائد:...... قاتل سے مراد مجاہد ہے۔

(٤٨٢٩)۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ رَثُّ الْهَيْئَةِ فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسٰى! آنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَرَجَعَ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ، ثُمَّ

ابو بکر بن عبد اللہ کہتے ہیں: میں نے دشمنوں کی موجودگی میں اپنے باپ کو یوں کہتے ہوئے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جنت کے دروازے تلواروں کے سائیوں تلے ہیں۔'' پراگندہ حالت والا ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے ابو موسیٰ! کیا تم نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ نے سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، پس وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹا اور کہا: میں تم لوگوں کو سلام کہتا ہوں، پھر اس نے اپنی تلوار کا میان توڑ کر پھینک دیا اور اپنی

(٤٨٢٧) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائى: ٦/ ١٢ (انظر: ٧٥٧٥)
(٤٨٢٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول
(٤٨٢٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٠٢ (انظر: ١٩٥٣٨)

كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَأَلْقَاهُ ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ فَضَرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ۔ (مسند أحمد: ١٩٧٦٧)

تلوار لے کر چل پڑا اور اس کے ذریعے دشمنوں کو مارنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ خود شہید ہو گیا۔''

فوائد:...... اَللّٰهُ اَکْبَرُ، رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ پر کیسا ایمان تھا کہ جان کی بھی پروا نہیں کی۔

(٤٨٣٠)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ فِي جَوْفِ رَجُلٍ غُبَارًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانَ جَهَنَّمَ، وَمَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ سَائِرَ جَسَدِهِ عَلَى النَّارِ، وَمَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّارَ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ لِلرَّاكِبِ لْمُسْتَعْجِلِ، وَمَنْ جُرِحَ جِرَاحَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَتَمَ لَهُ بِخَاتَمِ الشُّهَدَاءِ، لَهُ نُورٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْنُهَا مِثْلُ لَوْنِ الزَّعْفَرَانِ وَرِيحُهَا مِثْلُ رِيحِ الْمِسْكِ، يَعْرِفُهُ بِهَا الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ، يَقُولُونَ فُلَانٌ عَلَيْهِ طَابَعُ الشُّهَدَاءِ، وَمَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) (مسند أحمد: ٢٨٠٥٢)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے پیٹ میں راہِ خدا کا غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں کرے گا، جس کے پاؤں اللہ کے راستے میں خاک آلود ہو گئے، اللہ تعالیٰ اس کے باقی جسم پر بھی آگ کو حرام کر دے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کو ایک ہزار سال کی مسافت آگ سے دور کر دے گا، جبکہ اس عرصے میں مسافت طے کرنے والا جلدی چلنے والا سوار ہو، جس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخم لگا، اس پر شہداء کی مہر لگا دی جائے گی، وہ زخم اس کے لیے قیامت کے دن نور ہو گا، اس کا رنگ زعفران کی طرح کا اور خوشبو کستوری کی طرح کی ہو گی، اگلے پچھلے اس کو پہچان لیں گے، لوگ کہیں گے: فلاں آدمی پر شہداء کی مہر ہے اور جس نے اللہ کے راستے میں اونٹنی کے دو بار دوہنے کی درمیانی مدت کے برابر جہاد کیا تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔''

(٤٨٣١)۔ عَنْ أَبِي الْمُصَبِّحِ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَهُمْ قَالَ: بَيْنَا نَسِيرُ فِي دَرْبِ قَلَمْيَةَ إِذْ نَادَى الْأَمِيرُ مَالِكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَثْعَمِيُّ رَجُلٌ يَقُودُ فَرَسَهُ فِي عِرَاضِ الْجَبَلِ يَا أَبَا عَبْدِاللّٰهِ! أَلَا تَرْكَبُ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ

ابو مصبح اوزاعی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ملکِ روم کے قلمیہ علاقے میں داخل ہونے والے کھلے راستے پر چل رہے تھے کہ مالک بن عبد اللہ خثعمی، جو کہ امیر تھے، نے ایک آدمی کو آواز دی، وہ پہاڑ کے دامن میں چل رہا تھا، اس امیر نے کہا: اے ابو عبداللہ! کیا تو سوار نہیں ہوتا؟ کیونکہ میں نے رسول

(٤٨٣٠) تخريج: حديث صحيح بشواهده دون قوله: "الف سنة للراكب المستعجل ......" وقوله: "يعرفه بها الاولون والآخرون يقولون: فلان عليه طابع الشهداء" وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، خالد بن دريك لم يدرك ابا الدرداء، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٥٥٢٩ (انظر: ٢٧٥٠٣)

(٤٨٣١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ٦٦١ (انظر: ٢١٩٦٢)

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُمَا حَرَامٌ عَلَى النَّارِ)) (مسند أحمد: ٢٢٣٠٨)

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جس آدمی کے دو پاؤں اللہ کے راستے میں دن کے کچھ وقت میں خاک آلود ہو گئے، اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دے گا۔''

(٤٨٣٢)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَثْعَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) (مسند أحمد: ٢٢٣٠٩)

سیدنا مالک بن عبد اللہ خثعمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کے دو پاؤں اللہ کے راستے میں خاک آلود ہو گئے، اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دے گا۔''

(٤٨٣٣)۔ حَدَّثَنَا سَهْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ أَصْحَابَهُ بِالْغَزْوِ، وَأَنَّ رَجُلًا تَخَلَّفَ وَقَالَ لِأَهْلِهِ: أَتَخَلَّفُ حَتّٰى أُصَلِّيَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ، ثُمَّ أُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَأُوَدِّعَهُ فَيَدْعُوَ لِي بِدَعْوَةٍ تَكُونُ شَافِعَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ أَقْبَلَ الرَّجُلُ مُسَلِّمًا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَدْرِي بِكَمْ سَبَقَكَ أَصْحَابُكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، سَبَقُونِي بِغَدْوَتِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ سَبَقُوكَ بِأَبْعَدِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقَيْنِ وَالْمَغْرِبَيْنِ فِي الْفَضِيلَةِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٧٠٧)

سہل اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو ایک غزوے کا حکم دیا، ان میں سے ایک آدمی پیچھے رہ گیا اور اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: میرا پیچھے رہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ ظہر ادا کر لوں، پھر آپ ﷺ کو سلام کہہ کر الوداع کر دوں گا اور آپ ﷺ میرے حق میں ایسی دعا کر دیں گے، جو قیامت کے دن میرے لیے باعثِ سفارش ہو گی، پس جب رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی اور وہ آدمی سلام کہتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تو جانتا ہو کہ وہ لوگ تجھ سے کتنی سبقت لے جا چکے ہیں۔'' اس نے کہا: جی ہاں، وہ صبح کے وقت نکلے ہیں (اور میں اب ظہر کے بعد نکل جاؤں گا)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ فضیلت و عظمت میں تجھ سے اتنی سبقت لے جا چکے ہیں، جو دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کی مسافت سے بھی زیادہ ہے۔''

فوائد:...... عام طور پر اطاعتِ رسول کی اہمیت بیان کرنے کے لیے یہ حدیث بیان کی جاتی ہے، لیکن یہ

(٤٨٣٢) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢١٩٦٣)

(٤٨٣٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زبان بن فائد، وسهل بن معاذ فى رواية زبان عنه، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٠/ ٤٢٣ (انظر: ١٥٦٢٢)

ضعیف ہے۔

(٤٨٣٤)۔ عَنْ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْهُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! انْطَلَقَ زَوْجِي غَازِيًا وَكُنْتُ أَقْتَدِي بِصَلَاتِهِ إِذَا صَلَّى وَبِفِعْلِهِ كُلِّهِ فَأَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُبْلِغُنِي عَمَلَهُ حَتّٰى يَرْجِعَ، فَقَالَ لَهَا: ((أَتَسْتَطِيعِينَ أَنْ تَقُومِي وَلَا تَقْعُدِي، وَتَصُومِي وَلَا تُفْطِرِي، وَتَذْكُرِي اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَلَا تَفْتُرِي حَتّٰى يَرْجِعَ؟)) قَالَتْ: مَا أُطِيقُ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ طُوِّقْتِيهِ مَا بَلَغْتِ الْعُشْرَ مِنْ عَمَلِهِ حَتّٰى يَرْجِعَ۔)) (مسند أحمد: ١٥٧١٨)

سہل اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے خاوند جہاد کے لیے روانہ ہو گئے ہیں، جبکہ میں ان کی نماز کی اقتدا کرتے ہوئے نماز پڑھتی تھی اور وہ جو نیک عمل کرتے تھے، میں بھی اس کو سرانجام دیتی تھی، اب آپ مجھے ایسا عمل بتائیں، جو مجھے ان کے عمل کے درجے تک پہنچا دے، یہاں تک کہ وہ لوٹ آئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو یہ طاقت رکھتی ہے کہ قیام کرتی رہے اور وقفہ نہ کرے، روزے رکھتی رہے اور افطار نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی رہے اور اس میں سستی کا مظاہرہ نہ کرے، یہاں تک کہ تیرا خاوند لوٹ آئے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو اس عمل کی طاقت نہیں رکھتی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تجھے اس کی طاقت ہوتی بھی تو تب بھی تو اپنے خاوند کے عمل کے دسویں حصے تک بھی نہ پہنچ پاتی، یہاں تک وہ لوٹ آئے۔''

فوائد:...... میاں بیوی کے اندر یہ جذبہ ہونا چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کی اچھی خوبیوں کو اپنائیں۔

(٤٨٣٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِي سَرِيَّةٍ فَوَافَقَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: فَقَدَّمَ أَصْحَابَهُ، وَقَالَ: أَتَخَلَّفُ فَأُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ، قَالَ: فَلَمَّا رَآهُ ﷺ قَالَ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَغْدُوَ مَعَ أَصْحَابِكَ؟))

سیدنا عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر میں بھیجا، یہ جمعہ کا دن تھا، انھوں نے اپنے ساتھیوں کو بھیج دیا اور اپنے بارے میں کہا: میں پیچھے رہ جاتا ہوں، تاکہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کر لوں، پھر ان کو جا ملوں گا، جب آپ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: ''کس چیز نے تجھے صبح کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل

(٤٨٣٤) تخريج: حسن؛ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٤٤١ (انظر: ١٥٦٣٣)

(٤٨٣٥) تخريج: اسناده ضعيف، فيه عنعنة الحجاج بن ارطاة، والحكم بن عتيبة لم يسمع من مقسم، أخرجه الترمذي: ٥٢٧ (انظر: ١٩٦٦)

قَالَ: فَقَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ أَلْحَقَهُمْ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ مَا أَدْرَكْتَ غَدْوَتَهُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٩٦٦)

جانے سے روک لیا؟'' انھوں نے کہا: جی میرا ارادہ یہ تھا کہ آپ کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کر کے ان کو جا ملوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''زمین میں جو کچھ ہے، اگر تو وہ سارا کچھ خرچ کر دے تو ان کے صبح کو روانہ ہو جانے والے اجر کو نہیں پا سکتا۔''

(٤٨٣٦)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ: أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ نُفَيْلٍ أَخْبَرَهُمْ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي سَئِمْتُ الْخَيْلَ وَأَلْقَيْتُ السِّلَاحَ وَوَضَعَتِ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا، قُلْتُ: لَا قِتَالَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ، لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى النَّاسِ، يَرْفَعُ اللّٰهُ قُلُوبَ أَقْوَامٍ فَيُقَاتِلُونَهُمْ، وَيَرْزُقُهُمُ اللّٰهُ مِنْهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، أَلَا إِنَّ عُقْرَ دَارِ الْمُؤْمِنِينَ الشَّامُ، وَالْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٠٩٠)

سیدنا سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا: میں گھوڑے سے اکتا گیا ہوں، اسلحہ پھینک دیا ہے اور جنگ نے اپنے بوجھ رکھ دیئے ہیں اور جہاد ختم ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تو قتال شروع ہوا ہے، میری امت کا ایک گروہ لوگوں پر غالب رہے گا، اللہ تعالیٰ لوگوں کے دل ٹیڑھے کرتا رہے گا، پس یہ ان سے جہاد کرتے رہیں گے، اس طرح اللہ تعالیٰ اُن سے اِن کو رزق دیتا رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائے گا اور وہ گروہ اسی حالت میں ہو گا، خبردار! ایمان والوں کا اصل مرکز شام ہو گا اور قیامت کے دن تک گھوڑے کی پیشانی میں خیر رکھ دی گئی ہے۔''

فوائد:...... اگرچہ نبی کریم ﷺ کا زمانہ سب سے زیادہ خیر و برکت والا تھا، لیکن آپ ﷺ نے جس جہاد کی بنیاد رکھی اس کی فتوحات اور فوائد کی بڑی مثالیں آپ ﷺ کے بعد پیش آئیں۔ ''اصل مرکز شام'' دیگر روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قربِ قیامت شام کا علاقہ مومنین کے لیے فتح کا مقام ہو گا، ایک حدیث درج ذیل ہے، اس حدیث میں گویا اشارہ ہے کہ اہل اسلام کے لیے فتنوں کے دور میں شام امن اور سلامتی کی جگہ ہو گی۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ أَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ إِبْرَاهِيْمَ، وَيَبْقٰى فِي الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ أَرْضُوْهُمْ، تَقْذَرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ، وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ.)) ...... ''ہجرت کے بعد ہجرت ہوتی رہے گی، زمین کے باسیوں میں سب سے بہتر لوگ وہ ہوں گے، جو ابراہیم علیہ السلام کے دارِ ہجرت (شام) کو اختیار کیے ہوں گے اور (قربِ قیامت کے وقت) برے لوگ ہی رہ جائیں گے۔ ان کی زمینیں انہیں نکال باہر پھینکیں گی، اللہ عزوجل بھی انہیں برا جانے گا اور آگ ان لوگوں کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی۔'' (ابو داود: ٢٤٨٢)

(٤٨٣٦) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه النسائي: ٦/ ٢١٤ (انظر: ١٦٩٦٥)

فَضْلُ الْمُجَاهِدِيْنَ فِي الْبَحْرِ

بحری جہاد کرنے والوں کی فضیلت

(٤٨٣٧)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُمِّ حَرَامٍ أَنَّهَا قَالَتْ: بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِلًا بِي بَيْتِي إِذِ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي أَنْتَ مَا يُضْحِكُكَ؟ فَقَالَ: ((عُرِضَ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ ظَهْرَ هٰذَا الْبَحْرِ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ۔)) فَقُلْتُ: اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ۔)) ثُمَّ نَامَ أَيْضًا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي مَا يُضْحِكُكَ؟ قَالَ: ((عُرِضَ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ هٰذَا الْبَحْرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ۔)) فَقُلْتُ: اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ۔)) فَغَزَتْ مَعَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَكَانَ زَوْجَهَا فَوَقَصَتْهَا بَغْلَةٌ لَهَا شَهْبَاءُ فَوَقَعَتْ فَمَاتَتْ۔ (مسند أحمد: ٢٧٥٧٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں قیلولہ کر رہے تھے، جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے، میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ اس سمندر پر سوار ہو رہے ہیں، وہ بادشاہوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔'' میں نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں سے بنا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو اس کو ان میں سے بنا دے۔'' آپ ﷺ پھر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے، میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیے گئے، وہ اس سمندر پر سوار ہو رہے ہیں اور ایسے لگ رہا ہے کہ وہ تختوں پر بیٹھے ہوئے بادشاہ ہیں۔'' میں نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے بھی ان میں سے بنا دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اوّلین لوگوں میں سے ہو۔'' پھر سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سیدنا عبادہ بن صامت کے ساتھ اس غزوے کے لیے نکلیں، سیاہی ملی ہوئی سفید رنگ کی خچر نے ان کو اس طرح گرایا کہ ان کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گئیں۔

(٤٨٣٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: اِتَّكَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنت ملحان کے پاس ٹیک لگائی، پھر آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے سر مبارک اٹھایا، سیدہ بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے

(٤٨٣٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٩٩، ٢٨٠٠، ومسلم: ١٩١٢ (انظر: ٢٧٠٣٢)

(٤٨٣٨) تخريج: انظر الحديث السابق

ابْـنَةِ مِـلْحَانَ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَضَحِكَ، فَقَالَتْ: مِمَّ ضَحِكْتَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((مِـنْ أُنَـاسٍ مِـنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ هٰذَا الْبَحْرَ الْأَخْـضَرَ غُزَاةً فِـي سَبِيـلِ الـلّٰهِ، مَثَلُهُمْ كَـمَثَلِ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ۔)) قَالَتْ: أُدْعُ الـلّٰـهَ يَـا رَسُـولَ الـلّٰهِ! أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَـقَـالَ: ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ۔)) فَنَكَحَتْ عُبَـادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: فَرَكِبَتْ فِي الْبَحْرِ مَـعَ ابْـنِهَا قَرَظَةَ حَتّٰى إِذَا هِيَ قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَابَّةً لَهَا بِالسَّاحِلِ، فَوَقَصَتْ بِهَا فَسَقَطَتْ فَمَاتَتْ۔ (مسند أحمد: ١٣٨٢٦)

کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: ''میری امت کے کچھ لوگ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اس سبز سمندر پر سوار ہو رہے ہیں، ان کی مثال تختوں پر بیٹھے ہوئے بادشاہوں کی سی ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے بھی ان میں سے بنا دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو اس کو ان میں سے بنا دے۔'' پھر اس خاتون نے سیدہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی اور اپنے بیٹے قرظہ کے ساتھ سمندری سفر شروع کیا، واپسی پر جب وہ ساحل کے پاس اپنی ایک سواری پر سوار ہوئی تو اس نے اس کو یوں گرایا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی، سو وہ گری اور فوت ہو گئی۔

(٤٨٣٩)۔ عَـنْ عَـطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ امْرَأَةً حَـدَّثَـتْـهُ قَـالَـتْ: نَـامَ رَسُولُ اللّٰـهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْـقَـظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: تَضْحَكُ مِـنِّـي يَـا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا وَلٰكِنْ مِنْ قَـوْمٍ مِـنْ أُمَّتِي يَخْرُجُونَ غُزَاةً فِي الْبَحْرِ، مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ۔)) قَالَتْ: ثُـمَّ نَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ أَيْضًا يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: تَـضْـحَكُ يَـا رَسُـولَ اللّٰهِ مِنِّي؟ قَالَ: ((لَا وَلٰكِنْ مِنْ قَوْمٍ مِنْ أُمَّتِي يَخْرُجُونَ غُزَاةً فِي الْبَحْرِ، فَيَرْجِعُونَ قَلِيلَةً غَنَائِمُهُمْ، مَغْفُورًا لَهُمْ۔)) قَالَتْ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَـدَعَـا لَهَـا، قَالَ: فَأَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ قَـالَ: فَـرَأَيْتُهَـا فِـي غَزَاةٍ غَزَاهَا الْمُنْذِرُ بْنُ الـزُّبَيْرِ إِلٰى أَرْضِ الرُّوْمِ، هِيَ مَعَنَا فَمَاتَتْ

عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ ایک خاتون نے اس کو بیان کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ سو گئے، پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھ پر ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ میری مسکراہٹ کی وجہ یہ ہے کہ میری امت میں سے ایک قوم بحری جہاد کر رہی ہے، اس کی مثال تختوں پر بیٹھے بادشاہوں کی سی ہے۔'' اس نے کہا: آپ ﷺ پھر سو گئے اور پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میری وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ میری امت کی ایک قوم جہاد کرنے کے لیے سمندری سفر پر روانہ ہو رہی ہے، پھر جب وہ لوٹے گی تو اس کی غنیمت تو تھوڑی ہو گی، لیکن اس کو بخشا جا چکا ہو گا۔'' میں نے کہا: تو پھر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں سے بنا دے، پس آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی، راوی کہتے ہیں: عطاء بن یسار نے

(٤٨٣٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه أبو داود: ٢٤٩٢ (انظر: ٢٧٤٥٤)

بِأَرْضِ الرُّومِ۔ (مسند أحمد: ۲۸۰۰۱)

مجھے بتلایا کہ اس نے اس خاتون کو اس غزوے میں دیکھا، سیدنا منذر بن زبیر نے روم کی سرزمین کی طرف یہ غزوہ کیا تھا، یہ خاتون ہمارے ساتھ تھی اور وہ روم کے علاقے میں فوت ہوگئی تھی۔

فوائد:…… پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا شام کے ساحل پر فوت ہوئی تھیں اور ان کو وہیں دفن کر دیا گیا تھا اور یہ خاتون روم کی سرزمین میں فوت ہوئی، اس سے معلوم ہوا کہ یہ مختلف قصے ہیں، سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کا قصہ اور ہے اور ان کی بہن سیدہ ام عبداللہ کا اور، ممکن ہے کہ ایک کو قبرص کے ساحل میں دفن کیا گیا ہو اور دوسری کو حمص کے ساحل میں۔ واللہ اعلم۔

بحری جنگ سب سے پہلے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی، امیرِ لشکر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے، اس مہم کا ذکر نبی کریم ﷺ کے پہلے خواب میں ہے، دوسرا بحری بیڑہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں روانہ ہوا، امیرِ لشکر ان کا بیٹا یزید تھا، اس لشکر میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لے گئے تھے تاکہ آپ ﷺ کی پیشین گوئی اور نویدِ مغفرت کا مصداق بن سکیں، اس لشکر کا تذکرہ آپ ﷺ کے دوسرے خواب میں ہے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بحری جہاد کا سلسلہ جاری رہا۔

ان بحری حملوں کا پس منظر کچھ یوں ہے

مسلمانوں کے شام اور مصر پر قبضے اور مغرب کی طرف پورے ساحل افریقہ پر ان کی فتوحات کا دائرہ پھیلنے کے بعد پورا بحیرۂ روم اب ان کی نگاہوں کے سامنے تھا، بحیرۂ روم کے پانیوں پر پہلے رومیوں کی کلی اجارہ داری تھی، مگر اب مسلمان بھی اس میں شریک اور غالب تھے، اس بنا پر رومی عیسائی شام اور مصر کو مسلمانوں سے واپس لینے میں ناکام رہے تھے۔

شروع میں مسلمانوں کی جنگی حکمت عملی اس امر پر مرکوز تھی کہ بحیرۂ روم کے ساحل کا دفاع کیا جائے اور وہاں قلعے قائم کیے جائیں، جہاں مجاہدین تعینات رہیں، چنانچہ اس مقصد کے لیے انطاکیہ، عرقہ، طرابلس، جُبَیل، بیروت، صیدا، صور، عکا، تِنّیس، دمیاط، بُرلّس، رشید اور اسکندریہ کے قلعے مضبوط بنائے گئے، اب مسلمانوں نے بحیرۂ روم کے طویل ساحل کے دفاع کے لیے بحری بیڑا تیار کرنے کا تہیہ کیا، اس کے بعد انھوں نے رومیوں پر جتنے حملے کیے اور ان کے خلاف جو بھی جنگیں لڑیں، ان میں بحری بیڑا استعمال کیا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جہاز رانی کے لیے اہل یمن کی خدمات حاصل کیں، بحری جہازوں کی تیاری کا ایک کارخانہ اسکندریہ میں اور دوسرا عکا میں قائم کیا گیا۔

پھر ۳۴ھ میں ساحل لیکیا کے پاس ''ذات الصواری'' نامی بحری جنگ ہوئی، مسلمان (۲۰۰) بحری جہازوں میں سوار تھے، جبکہ رومی جہازوں کی تعداد (۵۰۰ تا ۷۰۰) تھی، مسلمانوں نے اپنے جہازوں کو ایک دوسرے سے ملا کر اس طرح جنگ لڑی کہ دشمن کے جہاز کوئی معرکہ نہ مار سکے، یہ بحری لڑائی مسلمانوں کی پہلی فتح تھی۔

(٤٨٤٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِ بَعْضِ نِسَائِهِ، إِذْ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ فَضَحِكَ فِي مَنَامِهِ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ، قَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِ: لَقَدْ ضَحِكْتَ فِي مَنَامِكَ فَمَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ: ((أَعْجَبُ مِنْ نَاسٍ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ هٰذَا الْبَحْرَ هَوْلَ الْعَدُوِّ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔)) فَذَكَرَ لَهُمْ خَيْرًا كَثِيرًا۔ (مسند أحمد: ٢٧٢٢)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنی کسی بیوی کے گھر موجود تھے، اچانک آپ ﷺ نے سر رکھا اور سو گئے اور نیند میں مسکرائے، جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو اس ام المؤمنین نے کہا: آپ اپنی نیند میں مسکرائے ہیں، کس چیز نے آپ کو ہنسایا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنی امت کے ان لوگوں پر تعجب ہو رہا ہے، جو دشمن کو دہشت زدہ کرنے کے لیے اس سمندر کا سفر کریں گے، وہ راہِ خدا میں جہاد کر رہے ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کے حق میں بڑی بھلائی کا ذکر کیا۔

فوائد:...... قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) پر حملہ بھی بحری جہاد سے متعلقہ ہے، اس لیے ہم اس سے متعلقہ حدیثِ مبارکہ بیان کر کے اس کی وضاحت کر دیتے ہیں:

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ عمیر بن اسود عنسی نے ان کو بیان کیا کہ وہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ اس وقت سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا سمیت حمص کے ساحل میں فروکش تھے۔ عمیر کہتے ہیں: ہمیں سیدہ ام حرام نے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا۔)) قَالَتْ: أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَا فِيْهِمْ؟ قَالَ: ((اَنْتِ فِيْهِمْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ۔)) فَقُلْتُ: اَنَا فِيْهِمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا۔))...... ''سمندری جہاد کرنے والا میری امت کا پہلا لشکر (اپنے حق میں جنت کو) واجب کر لے گا۔'' سیدہ ام حرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا میں بھی ان لوگوں میں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان میں ہوگی۔'' پھر فرمایا: ''قیصر کے شہر والوں سے جہاد کرنے والا میری امت کا پہلا لشکر بخشا ہوا ہوگا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا میں ان میں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' (صحیح بخاری: ۲۷۰۷، صحیحہ: ۲۶۸)

حافظ ابن حجر نے کہا کہ مہلب کہتے ہیں کہ اس حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان ہے، جنھوں نے سب سے پہلے بحری جہاد کیا، نیز اس میں ان کے بیٹے یزید کی بھی منقبت ہے جس نے ۵۲ھ میں قیصر کے شہر پر سب سے پہلے چڑھائی کی، پھر ابن تین نے ان کا تعاقب کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے: حدیث کے عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی چیز کو خارج کرنے کے لیے خاص دلیل ضروری ہو، کیونکہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کے الفاظ ''پہلا لشکر بخشا ہوا ہوگا'' کا تعلق اس شخص سے ہے، جس کی بخشش ممکن ہوگی، مثال کے طور پر اگر کوئی آدمی اس لشکر میں

(٤٨٤٠) اسناده ضعيف، محمد بن ثابت العبدي ليس بالقوي عندهم، أخرجه ابويعلى: ٢٤٦١ (انظر: ٢٧٢٢)

شرکت کرنے کے بعد مرتد ہو جاتا ہے تو وہ بالاتفاق اس حدیث کے اس عموم میں داخل نہیں ہو گا۔ پس معلوم ہوا کہ اس حدیث میں بخشش کی بشارت اسے سنائی جا رہی ہے، جس میں مغفرت کی شرط پائی جاتی ہو۔

لیکن ابن تین کا یہ کہنا کہ ممکن ہے کہ یزید لشکر میں موجود ہی نہ ہو، یہ قول مردود ہے، کیونکہ وہ بالاتفاق لشکر کا امیر تھا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ابن تین کی مراد یہ ہو کہ اس نے شرکت تو کی تھی، لیکن عملاً لڑا نہیں تھا۔

اس لشکر میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے اور اسی غزوے میں فوت ہو گئے تھے، انھوں نے وصیت کی تھی کہ ان کو قسطنطنیہ کے دروازے کے پاس دفن کیا جائے اور ان کی قبر کے آثار ختم کر دیے جائیں۔ پھر وہ فوت ہو گئے اور ان کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ (فتح الباری: ۶/ ۱۲۷)

امام ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر، علامہ قسطلانی اور حافظ ابن کثیر رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے ائمہ اسلاف نے یزید بن معاویہ کو ہی اس پہلے لشکر کا سالار قرار دیا، جس نے تاریخ اسلامی میں سب سے پہلے شہر قیصر (قسطنطنیہ) پر حملہ کیا تھا۔

لیکن ہم نے عصر حاضر کے ایک ڈاکٹر کا چھبیس صفحات پر مشتمل ایک مضمون پڑھا، جس میں کوشش یہ کی گئی کہ یزید بن معاویہ کو تین بڑے جرائم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بخشش سے دور کر دینا چاہیے۔ ہم اس موقع پر یزید کی شخصیت کے اچھا یا برا ہونے کو موضوع بحث نہیں بنانا چاہتے۔ سوال یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کسی لشکر کے مغفور ہونے کی پیشین گوئی کر دیں تو کیا اس لشکر میں شامل ہونے والوں کا معصوم اور پاکباز ہونا ضروری ہے، تاکہ وہ مغفرتِ الٰہی کے حقدار ٹھہر سکیں، کیا اس لشکر میں شرکت کرنے والے کسی گنہگار شخص کو آپ ﷺ کی عام منادی اور خوشخبری سے مستثنیٰ کر دیا جائے گا؟ یہ فیصلہ کون کرے گا کہ ایسے لشکر میں شرکت کرنے والے فلاں فلاں شخص کی بخشش ہو جائے گی، لیکن فلاں فلاں محروم رہے گا؟ ہم بات کو ایک اور مثال سے واضح کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرنے کے بعد ''اشھد ان لا الہ اللہ......'' والی دعا پڑھتا ہے، اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ غور فرمائیں اگر کوئی گنہگار شخص وضو کرنے کے بعد یہی دعا پڑھے تو کیا اسے یہ کہا جائے گا کہ تو اپنے گناہوں کی وجہ سے اس خوشخبری کا مصداق نہیں بن سکتا؟

دوسری قانونی بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو یہ نقطہ سمجھنا چاہیے تھا کہ فعل پر حکم لگانا اور بات ہے اور فاعل پر حکم لگانا اور بات ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہ کہنا تو ضروری ہے قیصر کے شہر پر چڑھائی کرنے والا پہلا لشکر مغفور ہے۔ لیکن اس سے یہ مفہوم کشید کرنا کسی طرح درست نہیں ہو گا کہ جو جو فرد اس میں شریک ہوا، اس کی تمام خطائیں معاف ہو چکی ہیں اور وہ جنت کا حتمی وارث بن چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مطلق طور پر پورے لشکر کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے گا اور ہر شخص کے بارے میں حتمی فیصلے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے گا، کیونکہ نیت کا حال اور عمل کی قبولیت کو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات جانتی ہے، جیسے یہ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرنے کے بعد ''اشھد ان لا الہ اللہ......'' والی دعا پڑھتا ہے، اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ لیکن جو آدمی یہ

عمل کرتا ہے، اس کو مخاطب کر کے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ تیرے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل چکے ہیں اور تو نے مرنے کے بعد جنت میں داخل ہو جانا ہے، بلکہ اس کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے گا۔

ان گزارشات کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حرمت کے قائل نہیں ہیں یا ہم اہل بیت کے حقوق کے بارے میں محتاط نہیں ہیں یا ہم یزید کے دور کی تمام کاروائیوں کو درست سمجھتے ہیں۔

قسطنطنیہ کی فتح نویں سن ہجری میں ہوئی، سلطان محمد ثانی کی وفات کے بعد حکومت کی باگ ڈور اس کے تیئیس سالہ بیٹے محمد ثانی کے ہاتھ آئی، یہ پہلا عثمانی سلطان تھا، جس نے فتح قسطنطنیہ کا عزم کیا اور اس کو فتح کیا۔ یہ ۸۵۷ ہجری کا واقعہ ہے۔

إِخْلَاصُ النِّيَّةِ فِي الْجِهَادِ وَمَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْأُجْرَةِ عَلَيْهِ

جہاد میں نیت کو خالص کرنا اور اس میں اجرت لینے کا بیان

(٤٨٤١)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَتِيكٍ، أَحَدِ بَنِي سَلِمَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَتِيكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) ثُمَّ قَالَ: بِأَصَابِعِهِ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثِ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ وَالْإِبْهَامِ فَجَمَعَهُنَّ وَقَالَ: وَأَيْنَ الْمُجَاهِدُونَ؟ ((فَخَرَّ عَنْ دَابَّتِهِ فَمَاتَ، فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، أَوْ لَدَغَتْهُ دَابَّةٌ فَمَاتَ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، أَوْ مَاتَ حَتْفَ أَنْفِهِ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) وَاللّٰهِ! إِنَّهَا لَكَلِمَةٌ مَا سَمِعْتُهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ قَبْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((فَمَاتَ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، وَمَنْ مَاتَ قَعْصًا فَقَدِ اسْتَوْجَبَ الْمَآبَ)) (مسند أحمد: ١٦٥٢٧)

سیدنا عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے گھر سے راہِ خدا میں جہاد کرنے کے لیے نکلا'' پھر آپ ﷺ نے اپنی تین انگلیوں یعنی درمیانی انگلی، شہادت والی انگلی اور انگوٹھے سے (اس کی جان، اسلحہ اور گھوڑے کی طرف) اشارہ کیا، اس آدمی نے کہا: اور مجاہدین کہاں ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن وہ آدمی اپنی سواری سے گرا اور فوت ہو گیا، اللہ تعالیٰ پر اس کا اجر ثابت ہو گیا، یا کسی جانور نے اس ڈس لیا، پھر بھی اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ثابت ہو گیا، یا وہ طبعی موت فوت ہو گیا، پھر بھی اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر واقع ہو گیا۔'' راوی کہتا ہے: اللہ کی قسم! یہ ایسا کلمہ ہے، جو آپ ﷺ سے پہلے میں نے کسی عرب سے نہیں سنا، ''اور جو مجاہد کسی ضرب کی وجہ سے فوت ہو گیا، اس نے اپنے لیے اچھی پناہ گاہ (یعنی جنت) واجب کر لی۔''

(٤٨٤١) اسناده ضعيف، محمد بن اسحاق مدلس وقد عنعن، ومحمد بن عبد الله لم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، أخرجه ابن ابی شيبة: ٥/ ٢٩٣، والطبراني في "الكبير": ١٧٧٨ (انظر: ١٦٤١٤)

(٤٨٤٢)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْغَزْوُ غَزْوَانِ، فَأَمَّا مَنْ ابْتَغٰى وَجْهَ اللّٰهِ وَأَطَاعَ الْإِمَامَ، وَأَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ وَيَاسَرَ الشَّرِيْكَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ، فَإِنَّ نَوْمَهُ وَنُبْهَهُ أَجْرٌ كُلُّهُ، وَأَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَمْ يَرْجِعْ بِالْكَفَافِ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٣٩٢)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد کی دو قسمیں ہیں، (۱) جو آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کرتا ہے، امیر کی اطاعت کرتا ہے، عمدہ مال خرچ کرتا ہے، اپنے ساتھی پر آسانی کرتا ہے اور فساد سے گریز کرتا ہے، ایسے آدمی کا سونا اور جاگنا، غرضیکہ ہر چیز باعثِ اجر ہے۔ (۲) جس نے فخر اور ریاکاری کرتے ہوئے جہاد کیا، امیر کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد برپا کیا، وہ تو برابر سرابر بھی نہیں لوٹے گا۔''

فوائد:...... آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے اس سفر میں جتنی برائیاں کی ہیں، وہ اس کے اس سفر کی نیکیوں سے زائد ہیں۔

جو آدمی صرف غنیمت کی نیت سے جہاد کرتا ہے، اس کو اس کی نیت ہی ملتی ہے، اگرچہ اس کو ملنے والا مال بھی بہت معمولی ہو۔

(٤٨٤٣)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ غَزَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَهُوَ لَا يَنْوِيْ فِيْ غَزَاتِهِ إِلَّا عِقَالًا فَلَهُ مَا نَوٰى)) (مسند أحمد: ٢٣٠٦٨)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے راہِ خدا میں جہاد کیا، جبکہ اس کی نیت صرف ایک رسی کا حصول تھا تو اس کو وہی کچھ ملے گا، جو اس نے نیت کی ہوگی۔''

فوائد:...... ''عِقَال'' اس رسی کو کہتے ہیں، جس کے ذریعے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے۔
ظاہر ہے کہ یہ رسی کسی کا مقصود نہیں ہوتی، لیکن درحقیقت دنیوی مال و منال، خواہ وہ کس قدر پرکشش معلوم ہو، اس رسی کی طرح بے حیثیت ہے اور فنا ہو جانے والا ہے۔ دنیوی مال کی حقارت ظاہر کرنے کے لیے اسے رسی سے تعبیر فرمایا۔

(٤٨٤٤)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُقَاتِلُ شُجَاعَةً،

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی بہادری کا اظہار کرنے کے لیے، ایک حمیت کی خاطر

(٤٨٤٢) تخريج: اسناده ضعيف، بقية بن الوليد ليس بالقوى، وهو مدلس تدليس التسوية، أخرجه أبو داود: ٢٥١٥، والنسائى: ٦/ ٤٩ (انظر: ٢٢٠٤٢)

(٤٨٤٣) تخريج: حسن لغيره، أخرجه النسائى: ٦/ ٢٤ (انظر: ٢٢٦٩٢)

(٤٨٤٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٧٤٥٨، ومسلم: ١٩٠٤ (انظر: ١٩٥٤٣)

وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَيُقَاتِلُ رِيَاءً، فَأَيُّ ذٰلِكَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ١٩٧٧٢)

اور ایک ریا کاری کرنے کے لیے قتال کرتا ہے، ان میں راہِ خدا میں کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس مقصد کے لیے قتال کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو جائے، وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہوگا۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کے کلمے سے مراد اس کا پیغام اور دین ہے، اگرچہ ہر نیک عمل میں اخلاص نیت کی حیثیت کلیدی ہے، لیکن یہ حدیث مبارکہ مجاہد کے قصد کی سمت کا تعین کرنے کے لیے کافی ہے۔

(٤٨٤٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضَ الدُّنْيَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا أَجْرَ لَهُ۔)) فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ وَقَالُوا لِلرَّجُلِ: عُدْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَعَلَّهُ لَمْ يَفْهَمْ، فَعَادَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ الرَّجُلُ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضَ الدُّنْيَا؟، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا أَجْرَ لَهُ۔)) ثُمَّ عَادَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا أَجْرَ لَهُ)) (مسند أحمد: ٧٨٨٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ کرتا ہے، لیکن وہ بیچ میں دنیا کا ساز و سامان بھی حاصل کرنا چاہتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔'' جب لوگوں پر یہ بات گراں گزری تو انھوں نے اس آدمی سے کہا: تو رسول اللہ ﷺ سے دوبارہ سوال کر، شاید آپ ﷺ تیرا سمجھ نہیں پائے، اس نے دوبارہ سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں کہہ رہا ہوں کہ ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ کرتا ہے، لیکن وہ دنیوی ساز و سامان بھی تلاش کرنا چاہتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔'' اس آدمی تیسری بار سوال دوہرا دیا، لیکن آپ ﷺ نے وہی جواب دیتے ہوئے فرمایا: ''(میں کہہ تو رہا ہوں کہ) اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔''

فوائد:...... سب سے مشکل عمل اخلاص اور جہتِ نیت کو درست رکھنا ہے، بالخصوص دورِ حاضر میں، کیونکہ اس دور میں جلد بازی، ظاہر پرستی، خوشامد، طلبِ دنیا اور حرص جیسی قبیح خصلتیں پائی جاتی ہیں اور یہ ساری چیزیں اخلاص کے منافی ہیں۔

(٤٨٤٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو جماعت راہِ خدا میں قتال کرتی ہے

(٤٨٤٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه أبوداود: ٢٥١٦ (انظر: ٧٩٠٠)

(٤٨٤٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٠٦ (انظر: ٦٥٧٧)

يَقُولُ: ((مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُصِيبُونَ غَنِيمَةً إِلَّا تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ أَجْرِهِمْ مِنَ الْآخِرَةِ، وَيَبْقَى لَهُمُ الثُّلُثُ، فَإِنْ لَمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً تَمَّ لَهُمْ أَجْرُهُمْ۔)) (مسند أحمد: ٦٥٧٧)

اور مالِ غنیمت بھی حاصل کر لیتی ہے تو وہ آخرت میں ملنے والے اجر کا دو تہائی وصول کر لینے میں جلدی کر لیتی ہے، ایک تہائی اجر باقی رہ جاتا ہے اور اگر وہ مالِ غنیمت حاصل نہ کر سکیں تو ان کے لیے آخرت کا اجر پورا ہو جاتا ہے۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ غنیمت حاصل کرنے والا کم اجر کا مستحق ہے، خواہ اس کی نیت غنیمت کی نہ ہو، پورا اجر اسی کو ملے گا جسے کچھ بھی دنیوی مفاد حاصل نہ ہوا ہو، البتہ جو شخص صرف غنیمت کے لیے جہاد کرے گا، وہ ثواب سے محروم رہے گا، غنیمت ملے یا نہ ملے، بلکہ عذاب کا مستحق ہوگا۔

(٤٨٤٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ يَعْنِي لِرَجُلٍ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ: ((هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ۔)) فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ، قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا، فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ الَّذِي قُلْتَ لَهُ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِلَى النَّارِ۔)) فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ، فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذٰلِكَ، إِذْ قِيلَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلٰكِنْ بِهِ جِرَاحٌ شَدِيدٌ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: ((اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُولُهُ۔)) ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ: ((أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)) (مسند أحمد: ٨٠٧٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے، آپ ﷺ نے اسلام کا دعوی کرنے والے ایک شخص کے بارے میں فرمایا: ''یہ جہنمی ہے۔'' جب ہم نے لڑنا شروع کیا، تو اس شخص نے بڑی سخت لڑائی لڑی اور وہ زخمی بھی ہو گیا، کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جس شخص کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے، اس نے تو آج بڑی سخت لڑائی لڑی ہے اور اب تو وہ وفات پا چکا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آگ کی طرف گیا ہے۔'' قریب تھا کہ اس فرمان کی وجہ سے بعض لوگ شک و شبہ میں پڑ جائیں، بہر حال لوگ اسی حالت میں تھے کہ کسی نے کہا: وہ آدمی ابھی تک مرا نہیں ہے، البتہ بڑا سخت زخمی ہو چکا ہے، جب رات ہوئی تو وہ شخص زخم پر صبر نہ کر سکا اور اس نے خودکشی کر لی، جب رسول اللہ ﷺ کو اس کے بارے میں بتلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَللّٰہُ أَکْبَر، میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انھوں نے لوگوں میں یہ اعلان کیا کہ ''بیشک صورتحال یہ ہے کہ صرف مسلمان

(٤٨٤٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٦٢، ومسلم: ١١١ (انظر: ٨٠٩٠)

جان جنت میں داخل ہوگی، اور اللہ تعالیٰ فاجر آدمی کے ذریعے بھی اس دین کی تائید کر دیتا ہے۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ اپنے صدق کے ظاہر ہو جانے اور لوگوں کے شک وشبہ کے دور ہو جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی اور اپنی رسالت کے حق میں گواہی دی۔

بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فاسق اور کافر آدمی کے ذریعے اپنے دین کو تقویت دے دیتا ہے، اس کی ایک مثال اس حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

(٤٨٤٨)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَأَبْلٰى بَلَاءً حَسَنًا، فَعَجِبَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ بَلَائِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ۔)) قُلْنَا: فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَلَمَّا اشْتَدَّتْ بِهِ الْجِرَاحُ، وَضَعَ ذُبَابَ سَيْفِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ اتَّكَأَ عَلَيْهِ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيلَ لَهُ: الرَّجُلُ الَّذِي قُلْتَ لَهُ مَا قُلْتَ قَدْ رَأَيْتُهُ يَتَضَرَّبُ وَالسَّيْفُ بَيْنَ أَضْعَافِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَبْدُوَ لِلنَّاسِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّهُ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ: ((وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ۔))

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: کسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک آدمی تھا، اس نے جنگ میں پوری بہادری کا مظاہرہ کیا اور مسلمانوں کو اس کی اس بہادری پر بڑا تعجب ہوا، لیکن آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''خبردار! بیشک وہ آگ والوں میں سے ہے۔'' ہم نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ راہِ خدا میں ہے، بہرحال اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، وہ آدمی نکلا، جب اس کے زخموں میں زیادہ تکلیف ہوئی تو اس نے اپنا سینہ تلوار کی دھار پر رکھا اور پھر اس کو اوپر سے دبایا، ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: جس آدمی کے بارے میں آپ نے اس طرح فرمایا تھا، میں نے اس کو دیکھا کہ وہ حرکت کر رہا تھا اور تلوار اس کی ہڈیوں میں پیوست تھی، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ایک آدمی اہل جنت والے عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ لوگوں کو ایسے معلوم ہوتا ہے، (کہ وہ جنتی ہے) جبکہ وہ جہنمی لوگوں میں سے ہوتا ہے، اسی طرح ایک آدمی لوگوں کی نظروں کے مطابق جہنمیوں کے عمل کر رہا ہوتا ہے، جبکہ وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے، دراصل اعمال کا دارومدار خاتموں پر ہے۔''

(٤٨٤٨) (مسند أحمد: ٢٣٢٠١)، تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٩٨، ٤٢٠٢، ٤٢٠٧، ومسلم: ١١٢ (انظر: ٢٢٨١٣)

فوائد:...... ہر وقت اللہ تعالیٰ سے خیر کا سوال کرنا چاہیے، یہ اس آدمی کی مثال ہے، جو نبی کریم ﷺ کی طرف سے لڑ رہا تھا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش اور حسن انجام کا سوال کرتے ہیں، بیشک وہ معاف کرنے والا اور بہت مہربان ہے۔

(٤٨٤٩)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْعَثُنِي فِي سَرَايَا، فَبَعَثَنِي ذَاتَ يَوْمٍ فِي سَرِيَّةٍ، وَكَانَ رَجُلٌ يَرْكَبُ ثَقَلِي، فَقُلْتُ لَهُ: ارْحَلْ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ بَعَثَنِي فِي سَرِيَّةٍ، فَقَالَ: مَا أَنَا بِخَارِجٍ مَعَكَ، قُلْتُ: وَلِمَ؟ قَالَ: حَتَّى تَجْعَلَ لِي ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ، قُلْتُ: الْآنَ حَيْثُ وَدَّعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا أَنَا بِرَاجِعٍ إِلَيْهِ ارْحَلْ وَلَكَ ثَلَاثَةُ دَنَانِيرَ، فَلَمَّا رَجَعْتُ مِنْ غَزَاتِي ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَيْسَ لَهُ مِنْ غَزَاتِهِ هٰذِهِ وَمِنْ دُنْيَاهُ وَمِنْ آخِرَتِهِ إِلَّا ثَلَاثَةُ الدَّنَانِيرِ۔)) (مسند أحمد: ١٨١٢١)

سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ مجھے مختلف سریوں میں بھیجتے رہتے تھے، ایک دن آپ ﷺ نے مجھے ایک سریہ میں بھیجا، ایک آدمی میرا سامان مرتّب کرنے اور اس کو اونٹ پر لادنے میں میری مدد کر رہا تھا، میں نے اس سے کہا: تو بھی میرے ساتھ چل، بیشک نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک سریہ میں بھیجا ہے، اس نے کہا: میں تو تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا، میں نے کہا: وہ کیوں؟ اس نے کہا: یہاں تک کہ تو میرے لیے تین دیناروں کا تعین نہیں کر دے گا، میں نے کہا: میں نے ابھی رسول اللہ ﷺ کو الوداع کہا تھا، اب میں آپ ﷺ کی طرف تو نہیں لوٹ سکتا، بہرحال تو ہمارے ساتھ چل اور تجھے تین دینار مل جائیں گے، پس جب میں اپنے غزوے سے واپس لوٹا تو میں نے یہ بات نبی کریم ﷺ کو بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے اس غزوے میں سے اور اس کی دنیا و آخرت میں سے نہیں ہے، مگر یہی تین دینار۔''

(٤٨٥٠)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّهَا سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الْأَمْصَارُ، وَسَيَضْرِبُونَ عَلَيْكُمْ بُعُوثًا، يُنْكِرُ الرَّجُلُ مِنْكُمُ الْبَعْثَ، فَيَتَخَلَّصُ مِنْ قَوْمِهِ، وَيَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى الْقَبَائِلِ، يَقُولُ: مَنْ أَكْفِيهِ بَعْثَ كَذَا وَكَذَا،

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شہروں کو تم پر فتح کیا جائے گا، پھر (جہاد کے لیے امراء کو) کئی لشکر بھیجنے کی ضرورت پڑے گی، لیکن ایک آدمی اس لشکر میں جانے سے انکار کر دے گا، پھر وہ اپنے قوم سے نکل کر اپنے نفس کو دوسرے قبیلوں پر پیش کرے گا اور کہے گا: میں فلاں فلاں لشکر کے لیے کس کو کفایت کروں، خبردار! یہ شخص اپنے

(٤٨٤٩) تخريج: حديث حسن، أخرجه أبوداود: ٢٥٢٧ (انظر: ١٧٩٥٧)

(٤٨٥٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن اخي ابي ايوب، أخرجه أبوداود: ٢٥٢٥ (انظر: ٢٣٥٠٠)

أَلا وَذٰلِكَ الْأَجِيرُ إِلٰى آخِرِ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ۔)) (مسند أحمد:٢٣٨٩٦)

خون کا آخری قطرہ بہنے تک مزدور ہی رہے گا۔''

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ جب اسلام ہر طرف پھیلے گا اور خلیفہ کو مختلف جہات کی طرف لشکر بھیجنے کی ضرورت پڑے گی تو یہ آدمی نکلنے پر راضی نہیں ہوگا اور حیلے بہانے کر کے اپنی قوم سے نکل کر مختلف قبائل پر اپنے آپ کو پیش کرے گا، تاکہ وہ اس کو مناسب اجرت دیں، ایسے آدمی کا قتال دنیا کی خاطر ہوگا، نہ کہ سربلندیٔ دین کے لیے، ایسے آدمی کی حیثیت دنیوی مزدور کی ہے، نہ کہ غازی یا شہید کی۔

(٤٨٥١)۔ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَكَانَ أَحَدُنَا يَأْخُذُ النَّاقَةَ عَلَى النِّصْفِ مِمَّا يُغْنَمُ حَتّٰى إِنَّ لِأَحَدِنَا الْقَدَحَ وَلِلْآخَرِ النَّصْلَ وَالرِّيْشَ۔ (مسند أحمد:١٧١١٩)

سیدنا رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ کیا، وہ کہتے ہیں: ایسے ہوتا تھا کہ ہم میں سے ایک آدمی ملنے والی غنیمت کے نصف پر اونٹنی لے لیتا تھا اور اس میں سے کسی کو تیر کی لکڑی ملتی، کسی کو پھلکا ملتا اور کسی کو پر۔

(٤٨٥٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلْغَازِيْ أَجْرُهُ وَلِلْجَاعِلِ أَجْرُهُ وَأَجْرُ الْغَازِيْ۔)) (مسند أحمد: ٦٦٢٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد کرنے والے کے لیے اس کا اجر ہے اور اس کو تیار کرنے والے کو اپنا اجر بھی ملے گا اور غازی کا اجر بھی ملے گا۔''

فوائد:...... مجاہد کو تیار کرنے والے کو دو اجر ملتے ہیں، تیار کرنے کا اجر اور جہاد کا سبب بننے کی وجہ سے مجاہد کا اجر۔ لیکن عملی طور پر جہاد کرنے والے کا اجر بے مثال ہے۔

فَضْلُ إِعَانَةِ الْمُجَاهِدِ وَتَجْهِيْزِهِ وَخَلْفِهِ فِيْ أَهْلِهِ وَالنَّفَقَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

مجاہد کی اعانت، اس کو تیار کرنے، اس کے اہل وعیال کا جانشیں بننے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کی فضیلت

(٤٨٥٣)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ نِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غازی کو تیار کیا یا اس کے اہل میں اس کا

(٤٨٥١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال شيبان بن امية، وقد اختلف فيه على عياش بن عباس القتباني، أخرجه النسائي: ٨/ ١٣٥ (انظر: ١٦٩٩٤)

(٤٨٥٢) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ٢٥٢٦ (انظر: ٦٦٢٤)

(٤٨٥٣) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ٨٠٧، ١٦٣٠ النسائي: ٣٣٣١، وابن ماجه: ٢٧٥٩ (انظر: ١٧٠٣٣)

أَوْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يُنْقَصُ مِنْ أَجْرِ الْغَازِي شَيْءٌ۔)) (مسند أحمد: ١٧١٥٨)

جانشیں بنا، اس کو غازی کے اجر جتنا ثواب ملے گا، جبکہ غازی کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔''

فوائد:...... ہر آدمی جنگ کے لیے جا سکتا ہے نہ اس کی ضرورت ہے، لہٰذا جو لوگ باقی بچ جائیں وہ مجاہدین کا تیاری کا سامان تیار کریں اور ان کے اہل و عیال کے لیے ضروریات مہیا کریں، اس طرح سب لوگ جہاد میں شریک ہو جائیں گے۔

(٤٨٥٤)۔ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ خَالِدِ نِ الْجُهَنِيُّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا۔)) (مسند أحمد: ٢٢٠٢٣)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غازی کو تیار کیا، اس نے جہاد کیا اور جو مجاہد کے اہل میں خیر و بھلائی کے ساتھ اس کا جانشیں بنا، اس نے بھی یقیناً جہاد کیا۔''

(٤٨٥٥)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا أَوْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَإِنَّهُ مَعَنَا۔)) (مسند أحمد: ٢٢٣٨٨)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجاہد کو تیار کیا، یا اس کے اہل کا خیر و بھلائی کے ساتھ جانشیں بنا، پس بیشک وہ ہمارے ساتھ ہے۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ مجاہدین کے اہل و عیال کے حقوق اور ضروریات پوری کرنا بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

(٤٨٥٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُنْفِقُ مِنْ كُلِّ مَالٍ لَهُ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا اسْتَقْبَلَتْهُ حَجَبَةُ الْجَنَّةِ، كُلُّهُمْ يَدْعُوهُ إِلَى مَا عِنْدَهُ)) قُلْتُ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: ((إِنْ كَانَتْ رِحَالًا فَرَحْلَانِ، وَإِنْ كَانَتْ إِبِلًا فَبَعِيرَيْنِ، وَإِنْ كَانَتْ بَقَرًا فَبَقَرَتَيْنِ)) (مسند أحمد: ٢١٧٤٢)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے ہر مال میں سے ایک ایک جوڑا خرچ کیا، جنت کے دربان اس کا استقبال کریں گے اور ان میں سے ہر ایک اس کو اپنے پاس والی چیز کی طرف بلائے گا۔'' میں نے کہا: (یہ جوڑا جوڑا) کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ سواریاں ہیں تو دو سواریاں، اگر وہ اونٹ ہیں تو دو اونٹ اور اگر وہ گائیں ہیں تو دو گائیں۔''

(٤٨٥٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٨٤٣، ومسلم: ١٨٩٥ (انظر: ٢١٦٨١)

(٤٨٥٥) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٠/ ٣٥٧ (انظر: ٢٢٠٣٨)

(٤٨٥٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائى: ٤/ ٢٤ (٢١٤١٣)

(٤٨٥٧)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَظَلَّ رَأْسَ غَازٍ أَظَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ جَهَّزَ غَازِيًا حَتّٰى يَسْتَقِلَّ بِجَهَازِهِ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، وَمَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يُذْكَرُ فِيهِ اسْمُ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند أحمد: ١٢٦)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجاہد کے سر پر سایہ کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر سایہ کرے گا، جس نے مجاہد کو تیار کیا، یہاں تک کہ وہ مستقل بالذات اور خودمختار ہو گیا، اس کے لیے اس کے اجر جتنا اجر ہوگا اور جس نے ایسی مسجد بنائی، جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔''

(٤٨٥٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْجِهَادَ وَلَيْسَ لِي مَالٌ أَتَجَهَّزُ بِهِ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ إِلٰى فُلَانِ الْأَنْصَارِيِّ، فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ وَمَرِضَ فَقُلْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ لَكَ: ادْفَعْ إِلَيَّ مَا تَجَهَّزْتَ بِهِ۔)) فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: يَا فُلَانَةُ! ادْفَعِي إِلَيْهِ مَا جَهَّزْتِنِي بِهِ، وَلَا تَحْبِسِي عَنْهُ شَيْئًا، فَإِنَّكِ وَاللّٰهِ إِنْ حَبَسْتِ عَنْهُ شَيْئًا لَا يُبَارِكُ اللّٰهُ لَكِ فِيهِ۔)) قَالَ عَفَّانُ: إِنَّ فَتًى مِنْ أَسْلَمَ۔ (مسند أحمد: ١٣١٩٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نوجوان نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک میں جہاد تو کرنا چاہتا ہوں، لیکن میرے پاس مال نہیں ہے کہ میں تیار کر سکوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم فلاں انصاری کے پاس جاؤ، اس نے جہاد کی تیاری کر رکھی تھی، لیکن وہ بیمار پڑ گیا ہے اور اس سے کہو کہ اللہ کے رسول تم کو سلام کہہ رہے ہیں اور تم سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ جو تم نے تیاری کر رکھی ہے، وہ مجھے دے دو۔'' اس نے جا کر یہی پیغام دیا، اس نے جواباً اپنی بیوی سے کہا: اے فلاں خاتون! تو نے میرے لیے جو کچھ تیاری کی تھی، وہ سارا کچھ اس آدمی کو دے دے، اور کوئی چیز مت روک، اللہ کی قسم! اگر تو نے کوئی چیز روکی تو اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت نہیں ڈالے گا۔ عفان راوی نے کہا: یہ نوجوان بنو اسلم قبیلے سے تھا۔

(٤٨٥٩)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ بَعَثَ إِلٰى بَنِي لِحْيَانَ لِيَخْرُجَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ، ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو لحیان کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ ہر دو آدمیوں میں ایک آدمی نکلے، پھر آپ ﷺ پیچھے رہنے والے آدمیوں سے فرمایا:

(٤٨٥٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٧٣٥ (انظر: ١٢٦)

(٤٨٥٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٩٤ (انظر: ١٣١٦٠)

(٤٨٥٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٩٦ (انظر: ١١١١٠)

((أَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ أَجْرِ الْخَارِجِ.)) (مسند أحمد: ١١١٢٦)

''تم میں جو آدمی نکلنے والے مجاہد کے اہل و مال میں خیر و بھلائی کے ساتھ جانشیں بنے گا، اس کے لیے نکلنے والے کے نصف اجر کے برابر ثواب ہوگا۔''

(٤٨٦٠)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ أَبُوْالْقَاسِمِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ أُحُدٌ عِنْدِيْ ذَهَبًا لَسَرَّنِيْ أَنْ أُنْفِقَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَأَنْ لَا يَأْتِيَ عَلَيْهِ ثَلَاثَةٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِلَّا شَيْءٌ أُرْصِدُهُ فِيْ دَيْنٍ يَكُوْنُ عَلَيَّ.)) (مسند أحمد: ٧٤٧٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو یہ بات مجھے خوش کرے گی کہ میں اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دوں اور اس حال میں مجھ پر تیسرا دن نہ آئے کہ میرے پاس اس میں سے کوئی دینار اور درہم ہو، ماسوائے اس چیز کے، جس کو میں قرضہ کی ادائیگی کے لیے روک لوں۔''

فوائد:...... یہ صرف نبی کریم ﷺ کی خواہش تھی، لیکن عملی طور پر آپ ﷺ کے پاس جتنا مال و دولت آیا، آپ ﷺ نے اس کو بہت جلد تقسیم کر دیا، جہاد کے لیے بھی اور دوسرے مقاصد کے لیے بھی۔

(٤٨٦١)۔ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْأَنْصَارِيِّ ﷺ، أَنَّ رَجُلًا تَصَدَّقَ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْطَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَتَأْتِيَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسَبْعِمِائَةِ نَاقَةٍ مَخْطُوْطَةٍ.)) (مسند أحمد: ٢٢٧١٤)

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے لگام زدہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کی، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''تو قیامت کے روز سات سو لگام زدہ اونٹنیوں کے ساتھ آئے گا۔''

فوائد:...... عام طور پر اونٹنی کو اس وقت لگام ڈالی جاتی ہے، جب وہ قوی ہو جائے اور اس قابل ہو جائے کہ اس پر سامان وغیرہ لادا جا سکے۔

(٤٨٦٢)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ ﷺ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمُنْفِقَ عَلَى الْخَيْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَبَاسِطِ يَدَيْهِ بِالصَّدَقَةِ لَا يَقْبِضُهَا.)) (مسند أحمد: ١٧٧٦٨)

سیدنا ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے راستے میں موجود جماعت پر خرچ کرنے والا ایسے ہے، جیسے اس نے دونوں ہاتھ صدقہ کے ساتھ پھیلا رکھے ہوں اور وہ ان کو بند نہیں کرتا۔''

(٤٨٦٠) تخريج: صحيح، أخرجه بنحوه البخاري: ٢٣٨٩، ٦٤٤٥ (انظر: ٧٤٨٤)

(٤٨٦١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٩٢ (انظر: ٢٢٣٥٧)

(٤٨٦٢) تخريج: اسناده محتمل للتحسين، أخرجه أبو داود: ٤٠٨٩ (انظر: ١٧٦٢٢)

(٤٨٦٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَرَادَ الْغَزْوَ، فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ! إِنَّ مِنْ إِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَلَا عَشِيرَةٌ، فَلْيَضُمَّ أَحَدُكُمْ إِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ أَوْ الثَّلَاثَةَ)) فَمَا لِأَحَدِنَا مِنْ ظَهْرِ جَمَلِهِ إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ أَحَدِهِمْ۔ قَالَ: فَضَمَمْتُ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً إِلَيَّ وَمَا لِيْ إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ أَحَدِهِمْ۔ (مسند أحمد: ١٤٩٢٤)

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوے کا ارادہ کیا اور فرمایا: ''اے مہاجروں اور انصاریوں کی جماعت! بیشک تمہارے بعض بھائی ایسے بھی ہیں، جن کے پاس نہ کوئی مال ہے، نہ ان کا کوئی رشتہ دار ہے، اس لیے ہر آدمی اپنے ساتھ دو یا تین افراد کو ملا لے۔'' پس ہم میں سے ہر آدمی کی ان دو یا تین افراد کی وجہ سے اپنے اونٹ پر سواری کرنے کی باری ہوتی تھی، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بھی اپنے ساتھ دو یا تین افراد ملا لیے اور میری بھی ان کی طرح سواری کرنے کی ایک باری ہوتی تھی۔

فوائد:...... سواریوں کی قلت ہونے کی وجہ سے اونٹ کا مالک بھی دوسرے مجاہدین کی طرح صرف اپنی باری پر سواری کرتا تھا، یہ وہ پاکیزہ نفوس تھے، جو دوسروں کی ضروریات کو اپنی حاجات پر ترجیح دیتے تھے۔

(٤٨٦٤)۔ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَكَانَ أَحَدُنَا يَأْخُذُ النَّاقَةَ عَلَى النِّصْفِ مِمَّا يُغْنَمُ حَتّٰى إِنَّ لِأَحَدِنَا الْقَدَحَ وَلِلْآخَرِ النَّصْلَ وَالرِّيْشَ۔ (مسند أحمد: ١٧١١٩)

سیدنا رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ کیا اور کہا: ہم میں سے ایک آدمی حاصل ہونے والی غنیمت کے نصف پر اونٹنی لیتا تھا، یہاں تک (بسا اوقات ایسے ہوتا کہ) ہم میں سے ایک آدمی کو تیر کی لکڑی ملتی اور دوسرے کو پھلکا اور پر ملتے۔

حُرْمَةِ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ وَوَعِيْدِ مَنْ خَانَ الْمُجَاهِدَ فِيْ أَهْلِهِ

مجاہدوں کی بیویوں کی حرمت اور مجاہد کے اہل کے معاملے میں خیانت کرنے والے کی وعید کا بیان

(٤٨٦٥)۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَضْلُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ فِي الْحُرْمَةِ كَفَضْلِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ قَاعِدٍ يَخْلُفُ مُجَاهِدًا

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پیچھے رہ جانے والوں پر حرمت کے لحاظ سے مجاہدین کی بیویوں کی فضیلت اس طرح ہے، جیسے ان کی ماؤں کی فضیلت ہے، پس جس پیچھے رہ جانے والے شخص نے خیانت کرتے

(٤٨٦٣) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ٢٥٣٤ (انظر: ١٤٨٦٣)

(٤٨٦٤) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال شيبان بن امية، وقد اختلف فيه على عياش بن عباس القتباني، أخرجه النسائي: ٨/ ١٣٥ (انظر: ١٦٩٩٤)

(٤٨٦٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٩٧ (انظر: ٢٣٠٠٤)

فِـي أَهْلِهِ فَيُخَبَّبُ فِي أَهْلِهِ إِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْـقِيَامَةِ، قِيلَ لَهُ: إِنَّ هٰذَا خَانَكَ فِي أَهْلِكَ فَـخُـذْ مِـنْ عَـمَـلِـهِ مَـا شِئْتَ، قَالَ: فَمَا ظَنُّكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٣٩٢)

ہوئے کسی مجاہد کی بیوی کو اس کے حق میں خراب کیا، اس کو قیامت کے دن کھڑا کر دیا جائے گا اور مجاہد سے کہا جائے گا: اس آدمی نے تیری بیوی کے معاملے میں تجھ سے خیانت کی تھی، لہٰذا تو اس کے عمل میں سے جو چاہتا ہے، لے لے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس تمہارا کیا خیال ہے (وہ اس کا کوئی عمل چھوڑے گا، جبکہ وہاں ہر شخص کو نیکی کی اشد ضرورت ہوگی)؟''

فوائد:...... مجاہدین کی بیویوں کی حرمت دوسری مسلم خواتین سے زیادہ ہے، دوسرے لوگوں کو چاہیے کہ وہ ان کی اس حرمت کی حفاظت رکھیں، ان کے بارے میں کوئی غلط نظریہ نہ رکھیں، ان کو غلط نگاہ سے نہ دیکھیں، بلکہ ان کی ضروریات پوری کر کے ان کے ساتھ احسان کریں۔

خیانت کا مفہوم بہت وسیع ہے، ان سے بدسلوکی کرنا یا انھیں دھوکہ دینا یا ان کو ورغلا کر اپنے پیچھے لگا لینا، یہ سب کچھ اس میں داخل ہے۔

وَعِيدُ مَنْ تَرَكَ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ
راہِ خدا میں جہاد کو ترک کر دینے والے کی وعید کا بیان

(٤٨٦٦)۔ عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُـولَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـولُ: ((إِذَا ضَنَّ النَّاسُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ، وَتَبَايَعُوا بِالْعِينَةِ، وَاتَّبَعُوا أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَتَرَكُوا الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَنْـزَلَ الـلّٰهُ بِهِمْ بَلَاءً فَلَمْ يَرْفَعْهُ عَنْهُمْ حَتّٰى يُرَاجِعُوا دِينَهُمْ۔)) (مسند أحمد: ٤٨٢٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگ درہم و دینار کے سلسلے میں بخل کریں گے، بیع عِینہ میں پڑ جائیں گے، گائیوں کی دموں کی پیروی کریں گے اور جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر آزمائش نازل کر دے گا اور اس کو اس وقت تک نہیں ہٹائے گا، جب تک وہ اپنے دین کی طرف نہیں لوٹ آئیں گے۔''

فوائد:...... سنن ابو داود کی سند صحیح ہے، اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا تَبَـايَـعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَـابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتّٰى تَرْجِعُوا إِلَـى دِيـنِـكُمْ۔)) ...... ''جب تم بیع عینہ کرو گے، بیلوں کی دمیں پکڑ لو گے، کھیتی باڑی کو پسند کرو گے اور جہاد کو چھوڑ دو

(٤٨٦٦) تـخـريـج: اسناده ضعيف لانقطاعه، عطاء بن ابی رباح لم يسمع من ابن عمر، أخرجه أبوداود: ٣٤٦٢ (انظر: ٤٨٢٥)

گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اس وقت تک اس کو دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہیں پلٹ آؤ گے۔'' (ابوداود: ٣٤٦٢، صحیحہ: ١١)

بیع عینہ یہ ہے کہ بیچنے والا ایک چیز ادھار پر فروخت کر کے خریدنے والے کے سپرد کر دے، پھر اسی سے وہی چیز کم قیمت نقد پر خرید لے۔ جیسے اویس نے ذیشان کو پانچ سو روپے ادھار کے عوض ایک بیگ فروخت کیا، پھر وہی بیگ اس سے چار سو روپے نقد کے عوض خرید لیا۔ اس بیع کا پس منظر یہ ہے کہ ذیشان کو کچھ رقم کی ضرورت تھی، جو وہ اویس سے براہ راست رقم کے طور پر نہیں لے سکتا تھا اور اویس سود کے بغیر دینے پر راضی نہیں تھا، لیکن وہ براہِ راست سود بھی نہیں لے سکتا تھا، اس لیے اس نے ''بیع عِینہ'' والا باطل حیلہ استعمال کیا اور چار سو کے عوض پانچ سو بٹور لیے۔

امام البانی لکھتے ہیں: ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ذلت کا مسلّط ہونا صرف کھیتی باڑی کی بنا پر نہیں ہے۔ بلکہ دوسری احادیث میں مسلمانوں کو کھیتی باڑی کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور اسے سب سے بہترین ذریعۂ معاش قرار دیا گیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے جو آدمی کھیتی باڑی کا ہی ہو کر رہ جائے اور اس کی وجہ سے دنیا پرست بنتے ہوئے جہاد جیسی عظیم عبادتوں سے غفلت برتنے لگ جائے، تو وہ ذلیل ہو جائے گا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کے قوی ہونے کی وضاحت کی اور (المجموع: ٢٩/ ٣٠) میں کہا: امام احمد اور امام ابوداود نے اس کو سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دو جید سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تنبیہ:...... ایک المانی مستشرق نے اسلام پر طعن کرتے ہوئے شام کے ایک طالب علم سے کہا: اسلام اپنے پیروکاروں کو زمین سے فائدہ حاصل کرنے کے اسباب سے روکتا ہے، اس نے بطورِ حجت یہی حدیث پیش کی اور کہا کہ یہ صحیح بخاری میں ہے۔ لیکن وہ بیچارہ اندھا تھا اور اس معنی ومفہوم کو سمجھ ہی نہ سکا، جس کی وضاحت کرنے کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں درج کیا۔ (صحیحہ: ۱۱)

(٤٨٦٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ، مَاتَ عَلَى شُعْبَةِ نِفَاقٍ۔)) (مسند أحمد: ٨٨٥٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس حال میں مرا کہ نہ اس نے جہاد کیا اور نہ اپنے نفس میں جہاد کرنے کا سوچا تو وہ نفاق کے ایک شعبے پر مرے گا۔''

فوائد:...... اس سے جہاد کی اہمیت واضح ہے، نیز اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو کفر اور کفار کے خلاف دل میں بغض رکھنا اور یہ جذبہ رکھنا چاہیے کہ جب بھی جہاد کا مرحلہ پیش آیا تو میں جان و مال کی قربانی سے گریز نہیں کروں گا۔

(٤٨٦٨)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: سَمِعْتُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٤٨٦٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩١٠ (انظر: ٨٨٦٥)

(٤٨٦٨) تخريج: حسن لغيره، أخرجه أبوداود: ٤٢٩٧ (انظر: ٨٧١٣)

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لِثَوْبَانَ: ((كَيْفَ أَنْتَ يَا ثَوْبَانُ؟ إِذْ تَدَاعَتْ عَلَيْكُمُ الْأُمَمُ كَتَدَاعِيكُمْ عَلَى قَصْعَةِ الطَّعَامِ يُصِيبُونَ مِنْهُ۔)) قَالَ ثَوْبَانُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمِنْ قِلَّةٍ بِنَا؟ قَالَ: ((لَا أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلٰكِنْ يُلْقَى فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهَنُ۔)) قَالُوْا: وَمَا الْوَهَنُ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((حُبُّكُمُ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَتُكُمُ الْقِتَالَ۔)) (مسند أحمد: ٨٦٩٨)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ثوبان! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب دوسری امتیں تم پر یوں ٹوٹ پڑیں گی، جیسے تم کھانے کے پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا ہماری کم تعداد کی وجہ سے ایسے ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تم اس وقت بہت زیادہ ہو گے، لیکن تمہارے دلوں میں ''وَھَن'' ڈال دیا جائے گا۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ''وَھَن'' کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا دنیا سے محبت کرنا اور قتال کو ناپسند کرنا۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی کمزوری کے جو دو اسباب بیان کیے، دورِ حاضر کا مسلم معاشرہ ان ہی دو چیزوں کا اسیر بن کر رہ گیا ہے، دنیا سے اس قدر محبت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض اور واجبات تک کا خیال نہیں رکھا جاتا، رہا مسئلہ قتال کو ناپسند کرنے کا تو گزارش ہے کہ اکثر و بیشتر مسلمانوں کا رویہ یہی بن چکا ہے۔

حُكْمُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنِ الْقِتَالِ لِعُذْرٍ
اس آدمی کا حکم جو کسی عذر کی وجہ سے لڑائی سے پیچھے رہا

(٤٨٦٩)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَدَنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ: ((إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَقَوْمًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ فِيهِ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ؟ قَالَ: ((وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ۔)) (مسند أحمد: ١٢٩٠٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے لوٹے اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مدینہ میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ جب بھی تم چلے اور تم نے جو وادی بھی عبور کی، وہ تمہارے ساتھ تھے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جبکہ وہ مدینہ میں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں وہ مدینہ میں ہیں، دراصل ان کو عذر نے روک رکھا ہے۔''

فوائد:...... بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم معذور ہونے کی وجہ سے جہاد نہ کر سکتے، لیکن ان کی شدید تمنا اور خواہش یہ ہوتی کہ کاش وہ معذور نہ ہوتے تا کہ جہاد میں شرکت کرتے، اس خواہش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جہاد کا ثواب عطا کر دیا۔

(٤٨٦٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٣٨، ٢٨٣٩، ٤٤٢٣ (انظر: ١٢٨٧٤)

أَبْوَابُ فَضْلِ الشَّهَادَةِ وَالشُّهَدَاءِ
شہادت اور شہداء کی فضیلت کے ابواب
فَضْلُ الشَّهَادَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ
اللہ تعالیٰ کی راہ میں ملنے والی شہادت کی فضیلت

(٤٨٧٠)۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ كَيْفَ وَجَدْتَ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ خَيْرَ مَنْزِلٍ، فَيَقُولُ: سَلْ وَتَمَنَّهْ، فَيَقُولُ: مَا أَسْأَلُ وَأَتَمَنّٰى إِلَّا أَنْ تَرُدَّنِي إِلَى الدُّنْيَا فَأُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ۔)) (مسند أحمد: ١٢٣٦٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز اہل جنت میں سے ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا: اے ابن آدم! تو نے اپنی منزل کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! بہترین منزل ہے، اللہ تعالیٰ کہے گا: تو مزید سوال کر اور تمنا کر، وہ کہے گا: میں کون سا سوال کروں اور کون سی تمنا کروں، ہاں تو مجھے دنیا میں لوٹا دے، تاکہ میں تیرے راستے میں دس بار شہید ہو سکوں، وہ یہ بات شہادت کی فضیلت کو دیکھ کر کہے گا۔''

فوائد:...... سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے امورِ اطاعت کی کیا شان ہے، وہ موت جس سے ہر آدمی دور بھاگتا ہے، لیکن شہید اللہ تعالیٰ سے اس کا بار بار سوال کرتا ہے۔

(٤٨٧١)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمِيرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنَ النَّاسِ نَفْسٌ مُسْلِمٍ يَقْبِضُهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تُحِبُّ أَنْ تَعُودَ إِلَيْكُمْ وَأَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا غَيْرُ الشَّهِيدِ۔)) وقَالَ ابْنُ أَبِي عَمِيرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ أُقْتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي الْمَدَرُ وَالْوَبَرُ۔)) (مسند أحمد: ١٨٠٥٤)

سیدنا ابن ابو عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے جو یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو فوت کرے اور پھر وہ تمہاری طرف دوبارہ لوٹے اور اس کو دنیا اور اس کی تمام چیزیں ملیں، ماسوائے شہید کے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید کر دیا جائے تو یہ عمل مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تمام شہر و دیہات مجھے مل جائیں۔''

فوائد:...... سنن نسائی کی روایت میں ''أَهْلُ الْوَبَرِ وَالْمَدَر'' کے الفاظ ہیں، اول الذکر سے مراد بدو اور مؤخر الذکر سے مراد بستیوں اور شہروں والے ہیں، اس سے مراد دنیا اور اس کے خزانے ہیں، یہ سب فانی ہے اور شہادت

(٤٨٧٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائي: ٦/ ٣٦ (انظر: ١٢٣٤٢)

(٤٨٧١) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه النسائي: ٦/ ٣٣(انظر: ١٧٨٩٤)

کا ثواب باقی اور دائم رہے گا۔ فنا اور بقا کا آپس میں کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔

(٤٨٧٢)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهَا، وَأَنَّ لَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ غَيْرُ الشَّهِيدِ، يُحِبُّ أَنْ يُخْرَجَ فَيُقْتَلَ لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ۔)) أَوْ مَعْنَاهُ۔ (مسند أحمد: ١٢٠٢٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جو جنت میں داخل ہو اور پھر وہ یہ پسند کرے کہ وہ وہاں سے نکل آئے اور زمین پر جو کچھ ہے، وہ سب کچھ اس کو مل جائے، ماسوائے شہید کے، وہ شہادت کی کرامت کا اندازہ کر کے یہ پسند کرے گا کہ اس کو جنت سے نکال لیا جائے، تا کہ اس کو دوبارہ شہید کر دیا جائے۔''

(٤٨٧٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((انْتَدَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يَخْرُجُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَإِيمَانًا بِي وَتَصْدِيقًا بِرَسُولِي، فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أَرْجِعَهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كُلِمَ لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ وَرِيحُهُ رِيحُ مِسْكٍ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَبَدًا، وَلٰكِنِّي لَا أَجِدُ سَعَةً فَيَتْبَعُونِي وَلَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ فَيَتَخَلَّفُونَ بَعْدِي، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْزُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلَ ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ ثُمَّ أَغْزُوَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کی ضمانت اٹھائی ہے جو اس کے راستے میں نکلتا ہے اور (اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ) جب یہ آدمی صرف میرے راستے میں جہاد کرنے، مجھ پر ایمان لانے اور میرے رسول کی تصدیق کرنے کی وجہ سے نکلتا ہے تو میں بھی ضمانت دیتا ہوں کہ اسے جنت میں داخل کروں گا یا اس کو اجر یا غنیمت، جو بھی اس نے حاصل کیا، سمیت اس کے گھر لوٹا دوں گا۔ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو زخم بھی اللہ کے راستے میں لگتا ہے تو زخمی جس حالت میں زخمی ہوا تھا، اسی حالت میں روزِ قیامت آئے گا، زخم سے بہنے والے خون کا رنگ تو وہی ہوگا جو خون کا ہوتا ہے، لیکن اس کی خوشبو کستوری کی طرح کی ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر مسلمانوں پر گراں نہ گزرتا تو میں کبھی بھی اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے لشکر سے پیچھے نہ رہتا، لیکن میرے پاس (اسباب کی) وسعت نہیں کہ وہ سب میرے ساتھ آ سکیں اور مجھ سے پیچھے

(٤٨٧٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨١٧، ومسلم: ١٨٧٧ (انظر: ١٢٠٠٣)

(٤٨٧٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٦، ٥٥٣٣، ٢٧٨٧، ٢٧٩٧، ومسلم: ١٨٧٦ (انظر: ٨٩٨٠، ٨٩٨١، ٨٩٨٢، ٨٩٨٣)

فَأُقْتَلَ۔)) (مسند أحمد: ۸۹۶۸)

رہنا وہ پسند نہیں کرتے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! میں تو چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں، پھر (زندہ ہو کر) جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں، پھر (زندہ ہو کر) جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں۔''

(٤٨٧٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَوْمَ أُحُدٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ: ((فِي الْجَنَّةِ۔)) فَأَلْقٰى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِيْ يَدِهِ، فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ (وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو) وَتَخَلّٰى مِنْ طَعَامِ الدُّنْيَا۔ (مسند أحمد: ١٤٣٦٥)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے احد والے دن رسول اللہ ﷺ سے کہا: اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں۔'' پس اس نے اپنے ہاتھ میں موجود کھجوریں ڈال دیں اور قتال کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اور دنیا کے کھانے سے الگ ہو گیا۔''

فوائد:...... یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی کریم ﷺ کے فرمودات پر یقین تھا، اس یقین کی وجہ سے ان کے لیے موت کو قبول کرنا بہت آسان تھا۔

فَضْلُ الشُّهَدَاءِ
شہداء کی فضیلت

(٤٨٧٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلشُّهَدَاءُ عَلٰى بَارِقِ نَهْرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ فِيْ قُبَّةٍ خَضْرَاءَ، يَخْرُجُ عَلَيْهِمْ رِزْقُهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ بُكْرَةً وَعَشِيًّا۔)) (مسند أحمد: ٢٣٩٠)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہداء جنت کے دروازے پر سبز قبے میں نہر کی ایک طرف ہوتے ہیں، صبح و شام ان کا رزق جنت سے آتا ہے۔''

فوائد:...... اس نعمت کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا اکرام ہے۔

(٤٨٧٦)۔ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ يَعْنِيْ ((أَنَّ

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شہداء کی روحیں سبز پرندوں میں جنت کے

(٤٨٧٤) تخريج: أخرجه البخاری: ٤٠٤٦، ومسلم: ١٨٩٩ (انظر: ١٤٣١٤)

(٤٨٧٥) اسناده حسن، أخرجه ابن حبان: ٤٦٥٨، وابن ابی شيبة: ٥/ ٢٩٠، والحاكم: ٢/ ٧٤ (انظر: ٢٣٩٠)

(٤٨٧٦) تخريج: حديث صحيح دون لفظ "الشهداء" والصحيح "ان نسمة المؤمن"، أخرجه الترمذی: ١٦٤١ (انظر: ٢٧١٦٠)

أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِيْ طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ)) وَقُرِيءَ عَلٰى سُفْيَانَ: نَسَمَةٌ تَعْلُقُ فِيْ ثَمَرَةٍ أَوْ شَجَرِ الْجَنَّةِ۔ (مسند أحمد: ۲۷۷۰۸)

پھلوں یا درختوں سے لٹکتی ہیں۔''

(٤٨٧٧)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ الْهِنْدِ، فَإِنْ اسْتُشْهِدْتُ كُنْتُ مِنْ خَيْرِ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ رَجَعْتُ فَأَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ۔ (مسند أحمد: ۷۱۲۸)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے غزوۂ ہند کا وعدہ کیا، اگر میں اس میں شہید ہو گیا تو میں بہترین شہید ہوں گا اور اگر میں اس سے واپس آ گیا تو ابو ہریرہ (آگ سے) آزاد ہو کر واپس آئے گا۔

فوائد:...... غزوۂ ہند کے بارے میں درج ذیل حدیث صحیح ہے، جو مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ''وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ الْهِنْدِ'' کا شاہد بن سکتی ہے۔

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِيْ أَحْرَزَهُمُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُوْ الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) ......''اللہ تعالیٰ نے میری کی دو جماعتوں کو آگ سے بچا لیا ہے، ایک جماعت جو ہند سے جہاد کرے گی اور ایک جماعت جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہو گی۔'' (سنن نسائی: ٦/ ٤٢، مسند احمد: ٥/ ٢٧٨، حدیث: ٢٢٣٩٦)

عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر لڑنے والی جماعت تو ایک ہی ہو گی، مگر ہندوستان پر حملہ کرنے والی جماعتیں بہت سی ہیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۴۴ ہجری میں مسلمانوں نے ہندوستان پر حملہ کیا، بعد میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں محمد بن قاسم کا حملہ تو مشہور ہے، چوتھی صدی ہجری میں محمود غزنوی نے زبردست حملے کیے، سومنات کا مندر اور بڑے بت کا واقعہ زبان زد عام ہے، جس کی بنا پر محمود غزنوی کو بجا طور پر بت شکن کا لقب و خطاب دیا گیا۔

اس کے بعد بھی جس نے ہندوستان سے جہاد کیا یا کرے گا وہ بھی اس حدیث کا مصداق بنے گا۔ ان شاء اللہ (عبداللہ رفیق)

(٤٨٧٨)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا يَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مَسَّ الْقَرْصَةِ۔)) (مسند أحمد: ۷۹٤۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید قتل کی ضرب سے کوئی تکلیف نہیں پاتا، مگر اتنی جتنی تم میں سے کوئی چٹکی یا ڈنک کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔''

(٤٨٧٧) اسناده ضعيف، جبر بن عبيدة لم يعرف من ذا، أخرجه النسائى: ٦/ ٤٢ (انظر: ٧١٢٨)

(٤٨٧٨) اسناده قوى، أخرجه النسائى: ٦/ ٣٦، والترمذى: ١٦٦٨، وابن ماجه: ٢٨٠٢ (انظر: ٧٩٥٣)

فوائد:...... شہادت کی خوشی اور جذبۂ ایمان کی شدت قتل کی تکلیف کا احساس ختم کر دیتی ہے۔

(٤٨٧٩)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، ثُمَّ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا إِذَا طُعِنَتْ تَنْفَجِرُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ۔)) قَالَ أَبِي: يَعْنِي الْعَرْفَ الرِّيحَ۔ (مسند أحمد: ٨١٩٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر زخم جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں مسلمان کو لگتا ہے، یہ قیامت کے دن اسی ہیئت پر ہوگا، جب وہ زخم لگا گیا لیکن اس سے خون بہہ رہا ہوگا کہ اس کا رنگ تو خون والا ہوگا، لیکن خوشبو کستوری کی ہوگی۔''

فوائد:...... زخموں کا اس طرح تازہ ہونا اور خون بہانا، یہ دراصل شہید کی فضیلت ہوگی اور شہادت کی دلیل بھی ہوگی۔

(٤٨٨٠)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَضْحَكُ اللّٰهُ لِرَجُلَيْنِ، يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔)) قَالُوْا كَيْفَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَقْتُلُ هٰذَا فَيَلِجُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى الْآخَرِ فَيَهْدِيهِ إِلَى الْإِسْلَامِ، ثُمَّ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُسْتَشْهَدُ۔)) (مسند أحمد: ٨٢٠٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کی طرف ہنستے ہیں، حالانکہ ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے، لیکن وہ دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ دوسرے یعنی قاتل پر رجوع کرتا ہے اور اس کو اسلام کی طرف ہدایت دے دیتا ہے، پھر وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے۔''

(٤٨٨١)۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَشْرَفْنَا عَلٰى حَرَّةِ وَاقِمٍ قَالَ: فَدَنَوْنَا مِنْهَا فَإِذَا قُبُورٌ بِمَحْنِيَّةٍ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قُبُورُ إِخْوَانِنَا هٰذِهِ، قَالَ: ((قُبُورُ أَصْحَابِنَا۔)) ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا جِئْنَا قُبُورَ الشُّهَدَاءِ، قَالَ:

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ (مدینہ کے) واقم ٹیلے کے پاس موجود حرہ ہمیں نظر آنے لگا، جب ہم اس کے قریب پہنچے تو نظر آیا کہ وہاں وادی کے پست مقام پر چند قبریں تھیں، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہمارے ساتھیوں کی

(٤٨٧٩) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٣٧، ومسلم: ١٨٧٦ (انظر: ٨٢٠٥)

(٤٨٨٠) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٨٢٦، ومسلم: ١٨٩٠ (انظر: ٨٢٢٤)

(٤٨٨١) تخريج: اسناده حسن، أخرجه أبوداود: ٢٠٤٣ (انظر: [illegible])

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذِهِ قُبُورُ إِخْوَانِنَا۔)) (مسند أحمد: ١٣٨٧)

قبریں ہیں۔'' پھر ہم آگے بڑھے، یہاں تک کہ شہداء کی قبروں کے پاس پہنچ گئے، وہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔''

فوائد:...... آپ ﷺ نے مجاہدین کی فضیلت و کرامت کو ثابت کرنے کے لیے ان کو اخوت کے ساتھ خاص کیا۔

(٤٨٨٢)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْأَنْصَارِ مُقَنَّعٌ فِي الْحَدِيدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أُسْلِمُ أَوْ أُقَاتِلُ، قَالَ: ((لَا بَلْ أَسْلِمْ، ثُمَّ قَاتِلْ۔)) فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا۔)) (مسند أحمد: ١٨٧٩٣)

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، وہ لوہے کے ہتھیاروں سے لدا ہوا تھا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اسلام قبول کروں یا قتال کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تو پہلے اسلام قبول کر اور پھر قتال کر۔'' پس وہ مسلمان ہو گیا اور پھر لڑا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص نے عمل تو تھوڑا کیا ہے، لیکن اس کو بہت زیادہ اجر دیا گیا ہے۔''

فوائد:...... اسلام کی چند گھڑیاں یا اس سے بھی کم زندگی پائی ہے، لیکن ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت کو اپنا مقدر بنا لیا، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

(٤٨٨٣)۔ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الشُّهَدَاءِ أَفْضَلُ قَالَ: ((اَلَّذِينَ إِنْ يُلْقَوْا فِي الصَّفِّ يَلْفِتُونَ وُجُوهَهُمْ حَتّٰى يُقْتَلُوا أُولٰئِكَ يَنْطَلِقُونَ فِي الْغُرَفِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ وَيَضْحَكُ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ وَإِذَا ضَحِكَ رَبُّكَ إِلٰى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا فَلَا حِسَابَ عَلَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٨٤٣)

سیدنا نُعیم بن ہمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا کہ کون سے شہداء زیادہ فضیلت والے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ ہیں کہ جب صف میں دشمن سے ان کا مقابلہ ہوتا ہے تو وہ اپنے چہروں کو اُن ہی کی طرف متوجہ کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ شہید ہو جاتے ہیں، یہ وہ لوگ جو جنت کے بلند بالا خانوں میں چلتے ہیں اور ان کا ربّ ان کی طرف ہنستا ہے، اور جب تیرا ربّ دنیا میں ہی کسی کی طرف ہنس پڑتا ہے تو اس پر کوئی حساب نہیں ہوتا۔''

فوائد:...... ہنسنا اللہ تعالیٰ کی بلا ریب صفت ہے، وہ ہنستا ہے، جیسے اس کی شان کے لائق ہے، ہمیں نہ کیفیت کا علم ہے اور نہ کیفیت کو معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کا مسئلہ ہماری عقل

(٤٨٨٢) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٨٠٨، ومسلم: ١٩٠٠ (انظر: ١٨٥٩٢)

(٤٨٨٣) حديث قوی، أخرجه أبو يعلی [illegible] (انظر: ٢٢٤٧٦)

سے ماوراء ہے۔

جب وہ انسان ہنس پڑے جس سے کوئی غرض ہو تو اس کی ہنسی سے یہی استدلال کیا جاتا ہے کہ اب آسانی سے کام ہو جائے گا، یہ انسان کی کیفیت ہے اور جب کسی بندے کی طرف رب کبریاء مسکرا پڑے گا تو وہ اس کو اپنے حق میں کیا سمجھے گا؟

(٤٨٨٤)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ الْكِنْدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ الْحَكَمُ: سِتَّ خِصَالٍ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ وَيَرٰى۔)) قَالَ الْحَكَمُ: ((وَيُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الْإِيمَانِ، وَيُزَوَّجَ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَيُجَارَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيَأْمَنَ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ۔)) قَالَ الْحَكَمُ: ((يَوْمَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَيُوضَعَ عَلٰى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ، الْيَاقُوتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَيُزَوَّجَ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَيُشَفَّعَ فِي سَبْعِينَ إِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٣١٤)

سیدنا مقدام بن معدی کرب کندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے لیے چھ خصلتیں ہیں: اس کو خون گرتے ہی اس کو بخش دیا جاتا ہے، اسی وقت وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے، اس کو ایمان کی پوشاک پہنا دی جاتے ہے، آہو چشم حور سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے، اس کو عذابِ قبر سے پناہ دے دی جاتی ہے، وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہتا ہے، اس کے سر پر وقار کا ایسا تاج رکھا جاتا ہے کہ اس کا ایک موتی دنیا و ما فیہا سے بہتر ہوتا ہے، بہتر آہو چشم حوروں سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے اور اس کے ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

فوائد:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ۔﴾...... ''وہ بڑی گھبراہٹ ان (نیکی والوں) کو غمگین نہیں کر سکے گی اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے کہ یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم وعدہ دیئے جاتے رہے۔'' (سورۂ انبیاء: ۱۰۳)

بڑی گھبراہٹ سے مراد صورِ اسرافیل اور قیامِ قیامت ہے۔

(٤٨٨٥)۔ عَنْ قَيْسٍ الْجُذَامِيِّ رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يُعْطٰى

سیدنا قیس جذامی رضی اللہ عنہ، یہ ایسے آدمی تھے جن کو صحبت کا شرف حاصل تھا، سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شہید کو

(٤٨٨٤) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه الترمذى:١٦٦٣، وابن ماجه: ٢٧٩٩ (انظر: ١٧١٨٢)

(٤٨٨٥) حديث حسن، أخرجه البيهقى فى "الشعب": ٤٢٥٢، وفى "اثبات عذاب القبر": ١٤٦ (انظر: ١٧٧٨٣)

الشَّهِيدُ سِتَّ خِصَالٍ، عِنْدَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ يُكَفَّرُ عَنْهُ كُلُّ خَطِيئَةٍ، وَيُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَيُؤْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيُحَلَّى حُلَّةَ الْإِيمَانِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٩٣٦)

چھ خصلتیں عطا کی جاتی ہیں: اس کے خون کے پہلے قطرے میں ہی اس کا ہر قسم کا گناہ معاف کر دیا جاتا ہے، اس کو اس کا جنت میں سے ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے، انتہائی سفید سیاہ رنگ والی سوتی آنکھوں والی عورتوں سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے، اس کو بڑی گھبراہٹ سے اور عذابِ قبر سے امن میں رکھا جاتا ہے اور اس کو ایمان کی پوشاک پہنا دی جاتی ہے۔''

(٤٨٨٦)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ وَلَهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى خَيْرٌ، تُحِبُّ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْكُمْ إِلَّا الْمَقْتُولُ، (وَقَالَ رَوْحٌ إِلَّا الْقَتِيلُ) فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرٰى۔)) (مسند أحمد: ٢٣٠٨٦)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین پر کوئی ایسا نفس نہیں ہے، جو وفات پائے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں خیر ہو اور وہ پھر بھی دنیا کی طرف لوٹنے کو پسند کرے، ماسوائے شہید فی سبیل اللہ کے، پس بیشک وہ یہ پسند کرتا ہے کہ وہ واپس لوٹے اور اس کو دوبارہ شہید کر دیا جائے۔''

فوائد:...... یہ صرف شہید کا اعزاز ہے کہ وہ اپنے انجام کو مزید بہتر بنانے کے لیے دوبارہ شہید ہونے کو ترجیح دے گا۔

(٤٨٨٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: ذُكِرَ الشَّهِيدُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((لَا تَجِفُّ الْأَرْضُ مِنْ دَمِ الشَّهِيدِ حَتّٰى يَبْتَدِرَهُ زَوْجَتَاهُ كَأَنَّهُمَا ظِئْرَانِ أَظَلَّتَا أَوْ أَضَلَّتَا فَصِيلَيْهِمَا بِبَرَاحٍ مِنَ الْأَرْضِ بِيَدِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا حُلَّةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔)) (مسند أحمد: ٧٩٤٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس شہید کا ذکر کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابھی تک زمین شہید کے خون سے خشک نہیں ہو پاتی کہ اس کی دو بیویاں اس کی طرف لپکتے ہوئے آتی ہیں، گویا کہ وہ دو دایاں ہیں، جو بے آب و گیاہ زمین میں اپنے بچے پر سایہ کر رہی ہوں یا غائب ہونے والے بچے کو پا لینے پر اس پر سایہ کر رہی ہوں، ان میں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک پوشاک ہوتی ہے، اس کی قیمت دنیا و مافیہا سے زیادہ ہوتی ہے۔''

(٤٨٨٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٦/ ٣٥ (انظر: ٢٢٧١٠)

(٤٨٨٧) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة هلال بن ابي زينب، وضعفِ شيخه شهر بن حوشب، أخرجه ابن ماجه: ٢٧٩٨ (انظر: ٧٩٥٥)

مَنِ اسْتُشْهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

ایسے شخص کا بیان، جو اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے اور اس پر قرضہ بھی ہو

(٤٨٨٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَذَكَرَ الْإِيمَانَ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ عِنْدَ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَنَا صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: فَكَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ: فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْلَ كَمَا قَالَ، قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: فَكَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ: فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْلَ أَيْضًا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام سَارَّنِي بِذٰلِكَ۔)) (مسند أحمد: ٨٠٦١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، لوگوں سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے افضل عمل قرار دیا، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو جاؤں، جبکہ میری کیفیت یہ ہو کہ میں صبر کرنے والا ہوں، ثواب کی نیت سے آیا ہوا ہوں اور آگے بڑھ رہا ہوں، نہ کہ پیٹھ پھیرنے والا، تو کیا اللہ تعالیٰ اس عمل کو میرے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کہا تم نے، ذرا بات کو لوٹانا؟'' اس نے اپنی بات دوبارہ ذکر کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' لیکن پھر آپ ﷺ نے کہا: ''تم نے کیا کہا؟'' اس نے سہ بارہ اپنا بیان ذکر کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں کہہ رہا ہوں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو جاؤں، جبکہ میری کیفیت یہ ہو کہ میں صبر کرنے والا ہوں، ثواب کی نیت سے آیا ہوا ہوں اور آگے بڑھ رہا ہوں، نہ کہ پیٹھ پھیرنے والا، تو کیا اللہ تعالیٰ اس عمل کو میرے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، ماسوائے قرض کے، جبریل علیہ السلام نے ابھی مجھ سے یہ سرگوشی کی ہے۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ سب سے بڑی نیکی ''شہادت'' بھی حقوق العباد کی معافی کا ذریعہ نہیں بن سکتی، تو دوسری نیکیاں کیونکر حقوق العباد کو ختم کر سکتی ہیں؟ الا یہ کہ حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد نیکیاں بچ جائیں۔

(٤٨٨٨) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه النسائي: ٦/ ٣٣(انظر: ٨٠٧٥)

(٤٨٨٩)۔ عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُحَدِّثُ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ كَفَّرَ اللّٰهُ بِهِ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ كَفَّرَ اللّٰهُ بِهِ خَطَايَاكَ إِلَّا الدَّيْنَ، كَذٰلِكَ قَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٠٠٢)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ نے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو جاؤں، جبکہ میری کیفیت یہ ہو کہ میں صبر کرنے والا ہوں، ثواب کی نیت سے آیا ہوا ہوں اور آگے بڑھ رہا ہوں، نہ کہ پیٹھ پھیرنے والا، تو کیا اللہ تعالیٰ اس عمل کو میرے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اس حال میں شہید ہو جائے کہ تو صبر کرنے والا ہو، ثواب کی نیت سے آیا ہو اور آگے بڑھنے والا ہو، نہ کہ پیٹھ پھیرنے والا تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو تیرے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا، ماسوائے قرض کے، جبریل علیہ السلام نے اسی طرح مجھے اطلاع دی ہے۔''

(٤٨٩٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَفِيْهِ: فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ: ((إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ عَلَيْكَ دَيْنٌ لَيْسَ لَهُ عِنْدَكَ وَفَاءٌ۔)) (مسند أحمد: ١٤٨٥٦)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر سابقہ حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی، البتہ اس میں ہے: جب وہ آدمی جا رہا تھا، تو آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا: ''ماسوائے اس چیز کے کہ تجھ پر کوئی قرض ہو، جبکہ تیرے پاس اس کی ادائیگی کے لیے کوئی مال نہ ہو۔''

(٤٨٩١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ۔)) (مسند أحمد: ٧٠٥١)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرض کے علاوہ شہید کا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے۔''

فوائد:...... قرض کا تعلق حقوق العباد سے ہے، سو اس کی معافی کا انحصار متعلقہ بندے سے ہے، ان احادیث سے حقوق العباد کی اہمیت کا اندازہ ہو جانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کی گئی بڑی سے بڑی نیکی سے بھی یہ حقوق معاف نہیں ہوں گے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(٤٨٨٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٨٥ (انظر: ٢٢٦٢٦)
(٤٨٩٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ١٨٥٧ (انظر: ١٤٧٩٦)
(٤٨٩١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٨٦ (انظر: ٧٠٥١)

((مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ مِنْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَّا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ۔ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ۔))

''جس آدمی پر بھی دوسرے مسلمان بھائی کا، اس کی عزت و آبرو سے متعلق یا کسی اور چیز سے متعلق کوئی حق ہو (یعنی اس کی بے عزتی کر کے یا کوئی اور زیادتی کر کے ظلم کیا ہو) تو اس کو چاہیے کہ آج ہی دنیا میں اس کا ازالہ کر کے اس حق سے عہدہ برآ ہو جائے، قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے جس میں ازالے کے لیے کسی کے پاس دینار و درہم نہیں ہوں گے اور وہاں ازالے کی صورت یہ ہوگی کہ اگر اس (ظالم) کے پاس اعمالِ صالحہ ہوں گے تو وہ اس کے ظلم کے بہ قدر لے لیے جائیں گے اور (مظلومین میں تقسیم کر دیے جائیں گے) اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی، تو اس کے ساتھی (صاحبِ حق) سے برائیاں لے کر اس ظالم پر لاد دی جائیں گی۔'' (صحیح بخاری: ۲۲۶۹)

أَنْوَاعُ الشُّهَدَاءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدَرَجَاتِهِمْ بِاعْتِبَارِ نِيَّاتِهِمْ

اللہ کے راستہ کے شہداء کی اقسام اور ان کی نیتوں کے اعتبار سے ان کے درجات کا بیان

(٤٨٩٢)۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْقَتْلُ ثَلَاثَةٌ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ قَاتَلَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى يُقْتَلَ، فَذٰلِكَ الشَّهِيدُ الْمُفْتَخِرُ فِي خَيْمَةِ اللّٰهِ تَحْتَ عَرْشِهِ، لَا يَفْضُلُهُ النَّبِيُّونَ إِلَّا بِدَرَجَةِ النُّبُوَّةِ، وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ قَرَفَ عَلٰى نَفْسِهِ مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا، جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى يُقْتَلَ، مُحِيَتْ ذُنُوبُهُ وَخَطَايَاهُ، إِنَّ السَّيْفَ مَحَّاءُ الْخَطَايَا، وَأُدْخِلَ مِنْ أَيِّ

سیدنا عتبہ بن عبد سُلَمی رضی اللہ عنہ، جو کہ صحابۂ رسول میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قتل کی تین اقسام ہیں: (۱) وہ مؤمن آدمی جو اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتا ہے، جب دشمن سے اس کی ٹکر ہوتی ہے تو وہ اس سے لڑائی کرتا ہے، یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے، یہ وہ شہید ہے، جو اللہ کے عرش کے نیچے خیمۃ اللہ میں فخر کرنے والا ہوگا، انبیاء صرف نبوت کے درجے کی وجہ سے ایسے شہید سے فضیلت رکھتے ہوں گے، (۲) وہ مؤمن آدمی، جس نے اپنی جان پر گناہ کیے ہوتے ہیں اور وہ اپنے مال وجان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے، جب وہ دشمنوں سے ملتا ہے تو ان سے قتال کرتا ہے، یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے، ایسے شہید کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، بیشک تلوار

(٤٨٩٢) تخريج: اسناده ضعيف، ابو المثنى المحمصي مجهول الحال، أخرجه الدارمي: ٢٤١١، والطبراني في "الكبير": ١٧/ ٣١٠ (انظر: ١٧٦٥٧)

أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ ، فَإِنَّ لَهَا ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ ، وَلِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ، وَبَعْضُهَا أَفْضَلُ مِنْ بَعْضٍ ، وَرَجُلٌ مُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتّٰى يُقْتَلَ ، فَإِنَّ ذٰلِكَ فِي النَّارِ السَّيْفُ لَا يَمْحُو النِّفَاقَ۔)) (مسند أحمد: ١٧٨٠٧)

گناہوں کو مٹا دینے والی ہے، ایسا شہید جنت کے جس دروازے سے چاہے گا، داخل ہو جائے گا، جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن میں سے بعض دروزے بعض سے افضل ہیں اور جہنم کے سات دروازے ہیں، اور (۳) وہ منافق آدمی جو اپنے جان و مال سے قتال کرتا ہے، جب دشمن سے اس کی ٹکر ہوتی ہے تو وہ راہِ خدا میں لڑتا ہے، یہاں تک کہ قتل کر دیا جاتا ہے، یہ شخص جہنم میں ہوگا، کیونکہ تلوار نفاق جیسے گناہ کو نہیں مٹا سکتی۔''

فوائد:...... بہرحال ہر عمل کرنے والوں کے درجات مختلف ہوں گے، مثال کے طور پر نمازی لوگ، وہ نماز تو ایک طرح کی ہی ادا کرتے ہوں گے، لیکن ان کے درجات مختلف ہوں گے، کیونکہ مقدار کے بعد معیار کو بھی پرکھا جاتا ہے، جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے۔

(٤٨٩٣)۔ عَنْ أَبِي يَزِيدَ الْخَوْلَانِيِّ ، أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الشُّهَدَاءُ ثَلَاثَةٌ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْإِيمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ ، فَذٰلِكَ الَّذِي يَرْفَعُ إِلَيْهِ النَّاسُ أَعْنَاقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) وَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ حَتّٰى وَقَعَتْ قَلَنْسُوَتُهُ أَوْ قَلَنْسُوَةُ عُمَرَ ، ((وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْإِيمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَكَأَنَّمَا يُضْرَبُ جِلْدُهُ بِشَوْكِ الطَّلْحِ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ هُوَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ ، وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْإِيمَانِ خَلَطَ عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّالِثَةِ۔)) (مسند أحمد: ١٤٦)

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہداء تین قسم کے ہوتے ہیں: (۱) وہ مؤمن آدمی جو عمدہ ایمان والا ہوتا ہے، جب دشمن سے اس کا مقابلہ ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتے ہوئے لڑتا ہے، یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے، یہ وہ شہید ہے کہ قیامت کے دن لوگ جس کی طرف اپنی گردنیں اٹھائیں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اوپر کو بلند کیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی یا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گر گئی، (۲) وہ مؤمن آدمی، جس کا ایمان عمدہ ہوتا ہے، لیکن جب وہ دشمن سے مقابلے میں آتا ہے تو اس پر ایسا خوف طاری ہوتا ہے کہ گویا کیکر کے درخت کا کانٹا اس کی جلد میں چبھو دیا گیا ہے، پھر اچانک ایک اجنبی تیر اس کو لگتا ہے اور وہ شہید ہو جاتا ہے، ایسا شخص دوسرے درجے میں ہوگا، اور (۳) وہ مؤمن آدمی، جس کا ایمان تو عمدہ ہوتا ہے، لیکن اس نے نیک اور برے، دونوں قسم کے اعمال کیے ہوتے ہیں، جب اس کا

(٤٨٩٣) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابي يزيد الخولاني ۔ أخرجه الترمذي: ١٦٤٤ (انظر: ١٤٦)

دشمن سے مقابلہ ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتے ہوئے لڑتا ہے، یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے، یہ شہید تیسرے درجہ میں ہوگا۔''

(٤٨٩٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلشُّهَدَاءُ أَرْبَعَةٌ، (فَذَكَرَ الثَّلَاثَةَ الْمُتَقَدِّمَةَ ثُمَّ قَالَ) رَجُلٌ مُؤْمِنٌ أَسْرَفَ عَلٰى نَفْسِهِ إِسْرَافًا كَثِيرًا، لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ، فَذَاكَ فِي الدَّرَجَةِ الرَّابِعَةِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٠)

(دوسری سند) اس کے الفاظ یہ ہیں: ''شہدا چار قسم کے ہوتے ہیں ...... پھر سابق حدیث میں مذکورہ تین اقسام ذکر کیں اور پھر فرمایا: ...... (۴) وہ مؤمن آدمی جس نے گناہوں کے سلسلے میں اپنے آپ پر بہت زیادتی کی ہوتی ہے، جب وہ دشمن سے ملتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتے ہوئے لڑتا ہے، یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے، یہ چوتھے درجے کا شہید ہے۔''

(٤٨٩٥)۔ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ أَخْبَرَهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ، حَدَّثَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ الشُّهَدَاءُ فَقَالَ: ((اِنَّ أَكْثَرَ شُهَدَاءِ أُمَّتِي أَصْحَابُ الْفُرُشِ، وَرُبَّ قَتِيْلٍ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ، اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِنِيَّتِهِ۔)) (مسند أحمد: ٣٧٧٢)

ابو محمد، جو سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اس کو بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شہداء کا ذکر کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے اکثر شہداء بستروں والے ہوں گے اور دو صفوں کے درمیان قتل ہونے والے کئی افراد ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کی نیتوں کو بہتر جاننے والا ہے۔''

فوائد:...... بستروں والے شہداء سے مراد وہ لوگ ہیں، جو محرمات و مکروہات سے گریز کر کے اور واجبات و مستحبات ادا کر کے جہاد النفس کرتے ہیں اور شیطان کو اپنے قریب نہیں پھٹکنے دیتے۔ بہرحال قتال اور جہاد بالسیف کی اپنی فضیلت ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کا مقصد اس کے راستے میں جہاد کرنا ہے، کیونکہ نیت مخفی چیز ہے، لوگ ظاہر کو دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دل کو بھی دیکھتا ہے، فضیلت اسی کو حاصل ہوگی جو خالصتاً لوجہ اللہ جہاد کو جائے گا۔ اگر کوئی اور آلائش داخل ہوگئی تو جہاد بجائے جنت کے جہنم کا ذریعہ بن جائے گا۔

(٤٨٩٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٤٨٩٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، ابو محمد، ذكره البخاري في "الكنى" ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا، وذكره ابن حبان في "الثقات" (انظر: ٣٧٧٢)

(٤٨٩٦)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: إِيَّاكُمْ أَنْ تَقُوْلُوْا مَاتَ فُلَانٌ شَهِيْدٌ أَوْ قُتِلَ فُلَانٌ شَهِيْدٌ، فَإِنَّ الرَّجُلَ يُقَاتِلُ لِيَغْنَمَ، وَيُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَيُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ، فَإِنْ كُنْتُمْ شَاهِدِينَ لَا مَحَالَةَ، فَاشْهَدُوا لِلرَّهْطِ الَّذِينَ بَعَثَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَقُتِلُوْا، فَقَالُوْا: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ نَبِيَّنَا ﷺ عَنَّا أَنَّا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا۔ (مسند أحمد: ٣٩٥٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اس طرح کہنے سے بچا کرو کہ فلاں کی وفات شہادت ہے، یا فلاں شہید ہو گیا ہے، کیونکہ کوئی آدمی غنیمت کی خاطر لڑتا ہے، کوئی شہرت کی وجہ سے جنگ کرتا ہے اور کوئی اس لیے قتال کرتا ہے کہ اس کے مرتبے کا پتہ چل جائے، اگر تم نے لامحالہ طور پر گواہی دینی ہی ہے تو ان لوگوں کے لیے شہادت کی گواہی دو کہ رسول اللہ ﷺ نے جن کو ایک سریّہ میں بھیجا تھا اور ان کو قتل کر دیا گیا تھا، انھوں نے قتل ہونے سے پہلے کہا تھا: ''اے اللہ! ہمارے نبی کو ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم تجھ کو مل چکے ہیں اور ہم تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔''

فوائد:...... ''اے اللہ! ہمارے نبی کو ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم تجھ کو مل چکے ہیں اور ہم تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔''
اس حدیث کا یہ حصہ شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔
یہ قراء صحابہ کی ایک جماعت تھی، جن کو سریۂ بئر معونہ میں قتل کر دیا گیا تھا، ان کی تفصیل آگے آئے گی۔

(٤٨٩٧)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ: تَقُوْلُوْنَ لِمَنْ قُتِلَ فِي مَغَازِيكُمْ، قُتِلَ فُلَانٌ شَهِيدًا، مَاتَ فُلَانٌ شَهِيدًا، وَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَوْقَرَ عَجُزَ دَابَّتِهِ أَوْ دَفَّ رَاحِلَتِهِ ذَهَبًا وَفِضَّةً يَبْتَغِي التِّجَارَةَ، فَلَا تَقُولُوا ذَاكُمْ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا كَمَا قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند أحمد: ٣٤٠)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: جو آدمی تمہاری ان جنگوں میں مارا جاتا ہے تو تم اس کے بارے میں کہتے ہو کہ فلاں شہید ہو گیا ہے، جبکہ ممکن ہے کہ اس نے تجارت کی خاطر اپنے چوپائے کی کمر پر یا سواری کے پہلوؤں پر سونا اور چاندی لاد رکھا ہو، لہٰذا کسی کے بارے میں یہ شہادت والی بات نہ کیا کرو، ہاں وہ بات کر سکتے ہو، جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کی ہے کہ ''جو آدمی اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا، وہ جنت میں جائے گا۔''

فوائد:...... اصل بات یہ ہے کہ ظن غالب کی روشنی میں ہر عبادت گزار کو خاص قسم کے لقب سے نوازا جاتا ہے،

(٤٨٩٦) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو عبيدة لم يسمع من ابيه عبد الله بن مسعود، أخرجه ابويعلى: ٥٣٧٦، والطبراني في "الكبير": ٩٠٢٥ (انظر: ٣٩٥٢)
(٤٨٩٧) اسناده قوي، أخرجه أبوداود: ٢١٠٦، والنسائي: ٦/ ١١٧، والترمذي: ١١١٤ (انظر: ٣٤٠)

مثلا نماز پڑھنے والے کو نمازی کہہ کر اس کو اچھے لفظوں میں یاد کرنا، حالانکہ اس چیز کا تو اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ اس کی نماز قبول ہوئی ہے یا نہیں اور اس کی نماز اس کے لیے باعثِ رحمت ثابت ہوئی ہے یا باعثِ عذاب، یہی معاملہ روزے، حج، زکوۃ، جہاد، بلکہ ہر نیکی کی یہی صورت حال ہے۔ اگر ہم کسی کو حاجی یا شہید کہتے ہیں تو ہم دراصل اپنے حسن ظن یا ظن غالب کی روشنی میں کہہ رہے ہوتے ہیں، حتمی فیصلہ تو اللہ تعالیٰ ہی کرے گا۔

جَامِعُ الشُّهَدَاءِ وَأَنْوَاعِهِمْ غَيْرِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

شہداء کا جامع تذکرہ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے علاوہ شہداء کی اقسام کا بیان

تنبیہ: اس باب کی احادیث میں حکمی شہداء کا ذکر ہے، یعنی وہ افراد جو بظاہر تو طبعی موت ہی مر رہے ہوتے ہیں، لیکن ان کی تکلیف اتنی سخت ہوتی ہیں اور موت اتنی اچانک آ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دیتا ہے اور ان کو شہیدوں والا رتبہ اور اجر عطا کر دیتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا ان مخصوص بندوں پر احسان ہے، ان حکمی شہداء کے احکام عام میت کے ہوتے ہیں، یعنی ان کو غسل دے کر کفن پہنایا جائے گا اور ان کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی، حقیقی شہید وہ ہے جو جہاد کرتا ہوا مارا جائے۔

(٤٨٩٨)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔)) (مسند أحمد: ١٦٥٢)

سیدنا سعید بن زید ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے مال کے تحفظ میں مارا گیا، وہ شہید ہے، جو آدمی اپنے اہل و عیال کا تحفظ کرتا ہوا قتل ہو گیا، وہ شہید ہے، جو آدمی اپنے دین کو بچاتے ہوئے مارا گیا، وہ شہید ہے اور جو آدمی اپنے خون کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو گیا، وہ بھی شہید ہے۔''

(٤٨٩٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أُرِيْدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقُتِلَ دُوْنَهُ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔)) (مسند أحمد: ٦٨١٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا مال بغیر حق کے لے لینے کا ارادہ کر لیا اور وہ اس کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو گیا تو وہ شہید ہو گا۔''

فوائد:...... مقصد یہ ہے کہ جو آدمی ظلماً مارا جائے، خواہ وہ اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے یا مال کی حفاظت کرتے ہوئے یا عزت کی حفاظت کرتے ہوئے یا اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے یا دین کی حفاظت کرتے ہوئے، وہ شہید ہے، یعنی اس کی مغفرت ہو جائے گی، وہ جنتی ہو گا۔ اس کا ایمان دار ہونا، بہر صورت شرط ہے۔

(٤٨٩٨) اسناده قوي، أخرجه أبوداود: ٤٧٧٢، والنسائي: ٧/ ١١٦، وابن ماجه: ٢٥٨٠ (انظر: ١٦٥٢)

(٤٨٩٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ، والنسائي: ، والترمذي: (انظر: ٦٨١٦)

(٤٩٠٠)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ﷛، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نِعْمَ الْمِيتَةُ أَنْ يَمُوْتَ الرَّجُلُ دُوْنَ حَقِّهِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٩٨)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھی موت یہ ہے کہ آدمی اپنے حق کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے۔''

فوائد:...... جو آدمی ان چیزوں کے دفاع میں قتل ہو جائے، وہ بھی شہید ہے، لیکن یہ لوگ آخرت کے حکم کے مطابق شہید ہوتے ہیں، یعنی ان کو شہداء والا اجر و ثواب دیا جائے گا، دنیا میں ان پر شہید کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ مثلا اسے عام میت کی طرح غسل دیا جائے گا اور اس کا جنازہ پڑھایا جائے گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہوئے، مگر ان کو غسل دیا گیا تھا اور ان کا جنازہ بھی پڑھا گیا تھا، سیدنا علی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کا معاملہ بھی یہی ہے۔

(٤٩٠١)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهِ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ أَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ أَرْضًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يُقَالُ لَهَا: الْوَهْطُ، فَأَمَرَ مَوَالِيَهُ فَلَبِسُوا آلَتَهُمْ، وَأَرَادُوا الْقِتَالَ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: مَاذَا؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُظْلَمُ بِمَظْلَمَةٍ فَيُقَاتِلَ فَيُقْتَلَ إِلَّا قُتِلَ شَهِيدًا۔)) (مسند أحمد: ٦٩١٣)

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے، انھوں نے بنو مخزوم کے ایک آدمی سے سنا، وہ اپنے چچا سے بیان کرتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی وہط نامی زمین لینا چاہی، لیکن انھوں نے اپنے غلاموں کو حکم دیا، پس انھوں نے اپنے آلات اٹھا لیے اور لڑنے کے لیے تیار ہو گئے، میں ان کے پاس گیا اور کہا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس مسلمان پر ظلم کیا جاتا ہے اور وہ آگے سے قتال کرتا ہے اور مارا جاتا ہے، تو وہ شہید ہوگا۔''

فوائد:...... وہط کا لغوی معنی پست زمین ہے، یہ طائف میں سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی زمین تھی اور پست ہونے کی وجہ سے اس کا نام ہی وہط پڑ گیا تھا۔

(٤٩٠٢)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيِّ، أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: حَمَمَةُ، كَانَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، خَرَجَ إِلَى أَصْبَهَانَ غَازِيًا فِي خِلَافَةِ عُمَرَ ﷛،

حمید بن عبد الرحمن حمیری کہتے ہیں کہ حممہ نامی ایک آدمی جہاد کرنے کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اصفہان کی طرف نکلا، یہ آدمی اصحاب رسول میں سے تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! بیشک حممہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ تیری ملاقات

(٤٩٠٠) اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو بكر بن حفص لم يسمع من جده الاعلى سعد (انظر: ١٥٩٨)

(٤٩٠١) اسناده ضعيف لابهام الرجل من نبى مخزوم وعمه، أخرجه االطيالسى: ٢٢٩٤ (انظر: ٦٩١٣)

(٤٩٠٢) اسناده صحيح، أخرجه أبوداود الطيالسى: ٥٠٥، والطبرانى فى "الكبير": ٣٦١٠ (انظر: ١٩٦٥٩)

فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنَّ حَمَمَةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ يُحِبُّ لِقَاءَكَ، فَإِنْ كَانَ حَمَمَةُ صَادِقًا فَاعْزِمْ لَهُ صِدْقَهُ، وَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَاعْزِمْ عَلَيْهِ وَإِنْ كَرِهَ، اللّٰهُمَّ لَا تَرُدَّ حَمَمَةَ مِنْ سَفَرِهِ هٰذَا، قَالَ: فَأَخَذَهُ الْمَوْتُ، وَقَالَ عَفَّانُ مَرَّةً: الْبَطْنُ، فَمَاتَ بِأَصْبَهَانَ، قَالَ: فَقَامَ أَبُو مُوسٰى فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّا وَاللّٰهِ مَا سَمِعْنَا فِيمَا سَمِعْنَا مِنْ نَبِيِّكُمْ ﷺ وَمَا بَلَغَ عِلْمَنَا إِلَّا أَنَّ حَمَمَةَ شَهِيدٌ۔ (مسند أحمد: ١٩٨٩٣)

کو پسند کرتا ہے، اگر حممہ سچا ہے تو تو اس کے سچ کو پورا کر دے اور اس کو شہید کر دے اور اگر یہ جھوٹا ہے تو پھر بھی تو اس کو شہید کر دے، اگر چہ یہ ناپسند کرتا ہو، اے اللہ! حممہ کو اس سفر سے واپس نہ لوٹانا۔ ایسے ہی ہوا اور وہ پیٹ کی بیماری کی وجہ سے اصبہان کے علاقے میں فوت ہو گیا۔ سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے لوگو! جو کچھ ہم نے تمہارے نبی سے سنا اور جتنا ہم نے علم حاصل کیا، اس کا یہ تقاضا یہ ہے کہ حممہ شہید ہے۔

فوائد:...... سیدنا حممہ رضی اللہ عنہ پیٹ کی بیماری کی وجہ سے فوت ہوئے اور اس مرض سے وفات پانے والا حکماً شہید ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (۴۹۱۴) میں آ رہا ہے اور دوسری وجہ یہ بھی کہ یہ جہادی سفر میں تھے۔

(٤٩٠٣)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ صَالِحٌ، فَأُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ، فَلَمَّا رَجَعْنَا تَلَقَّانَا خَالِدُ بْنُ عُرْفُطَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ وَكِلَاهُمَا قَدْ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، فَقَالَا: سَبَقْتُمُونَا بِهٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ، فَذَكَرُوا أَنَّهُ كَانَ بِهِ بَطْنٌ، وَأَنَّهُمْ خَشُوا عَلَيْهِ الْحَرَّ، قَالَ: فَنَظَرَ أَحَدُهُمَا إِلٰى صَاحِبِهِ، فَقَالَ: أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ لَمْ يُعَذَّبْ فِي قَبْرِهِ۔)) (مسند أحمد: ١٨٥٠٢)

ابو اسحق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک نیک سیرت آدمی فوت ہو گیا، جب اس کا جنازہ نکالا گیا تو ہمیں سیدنا خالد بن عرفطہ اور سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہما ملے، یہ دونوں صحابی تھے، انھوں نے کہا: تم اس نیک آدمی سلسلے کے میں ہم سے سبقت لے گئے ہو، لوگوں نے کہا: اس کو پیٹ کی بیماری تھی اور ہمیں گرمی کی وجہ سے ڈر تھا، یہ سن کر ان دو میں سے ہر ایک نے دوسرے کو دیکھا اور کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ ''جو آدمی پیٹ کی وجہ سے فوت ہو گا، اس کو قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔'' (مسند احمد کی ایک روایت کے مطابق دوسرے صحابی نے جواب دیا: جی کیوں نہیں۔)

(٤٩٠٤)۔ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ، بِمَا مَاتَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ؟

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ابن ابی عمرہ کیسے فوت ہوا

(٤٩٠٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ١٠٦٤ (انظر: ١٨٣١٢)
(٤٩٠٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٣٠، ومسلم: ١٩١٦ (انظر: ١٢٥١٩)

فَقَالُوْا: بِالطَّاعُوْنِ، فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔)) (مسند أحمد: ١٢٥٤٧)

ہے، انھوں نے کہا: طاعون کے سبب سے، پھر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاعون ہر مسلمان کی شہادت ہے۔''

فوائد:...... طاعون کیا ہے؟ اگلی حدیث کی شرح ملاحظہ ہو۔

(٤٩٠٥)۔ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَخْتَصِمُ الشُّهَدَاءُ، وَالْمُتَوَفَّوْنَ عَلٰى فُرُشِهِمْ إِلٰى رَبِّنَا عَزَّ وَجَلَّ فِي الَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنَ الطَّاعُونِ، فَيَقُولُ: الشُّهَدَاءُ إِخْوَانُنَا قُتِلُوا كَمَا قُتِلْنَا، وَيَقُولُ الْمُتَوَفَّوْنَ عَلٰى فُرُشِهِمْ: إِخْوَانُنَا مَاتُوا عَلٰى فُرُشِهِمْ كَمَا مِتْنَا عَلٰى فُرُشِنَا، فَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوْا إِلٰى جِرَاحِهِمْ، فَإِنْ أَشْبَهَتْ جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُولِينَ فَإِنَّهُمْ مِنْهُمْ وَمَعَهُمْ، فَإِذَا جِرَاحُهُمْ قَدْ أَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٧٢٩١)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہداء اور بستروں پر طبعی موت فوت ہونے والے اللہ تعالیٰ کے پاس ان لوگوں کے بارے میں جھگڑیں گے، جو طاعون کی وجہ سے فوت ہو جاتے ہیں، شہداء کہیں گے: یہ ہمارے بھائی ہیں اور ہماری طرح شہید ہوئے ہیں، بستروں پر فوت ہونے والے کہیں گے: یہ ہمارے بھائی ہے اور بستروں پر ایسی ہی طبعی موت فوت ہوئے ہیں، جیسے ہم مرے ہیں، اللہ تعالیٰ فیصلہ کرتے ہوئے کہے گا: تم لوگ ان کے زخموں کو دیکھ لو، اگر ان کے زخم شہداء کے زخموں کے مشابہ ہوئے تو یہ ان ہی میں سے اور ان کے ساتھ ہوں گے، پس ان کے زخم شہدا کے زخموں کے مشابہ ہوں گے۔''

فوائد:...... اس جھگڑے کی بنیاد حسد وغیرہ نہیں، بلکہ شہداء چاہیں گے کہ طاعون سے فوت ہونے والوں کا درجہ اونچا کیا جائے، وہ ہمارے ساتھ رہیں، اور بستروں پر فوت ہونے والے چاہیں گے کہ اگر انہیں شہداء کا مرتبہ مل رہا ہے تو ہمیں بھی ملنا چاہیے کیونکہ موت کے لحاظ سے ہم ایک جیسے ہیں، گویا یہ رشک ہے اور رشک جائز ہے۔
طاعون ایک پھوڑا ہوتا ہے، جب وہ پھٹ جاتا ہے تو مریض مر جاتا ہے اور اس پھوڑے کی ظاہری صورت زخم جیسی ہوتی ہے، لہٰذا اسے زخم کہا گیا اور شہداء بھی زخم کی وجہ سے فوت ہوتے ہیں، اس لیے طاعون والوں کو بھی شہید کہا گیا۔

(٤٩٠٦)۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِنِ السُّلَمِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ١٧٨٠١)

سیدنا عتبہ بن عبد سُلَمی رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(٤٩٠٧)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٤٩٠٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه النسائي: ٦/ ٣٧ (انظر: ١٧١٥٩)

(٤٩٠٦) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ٥٦٢ (انظر: ١٧٦٥١)

(٤٩٠٧) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٧/ ٨٨١ (انظر: ١٧٤٣٤)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْمَيِّتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيْدٌ۔)) (مسند أحمد: ١٧٥٧٠)

نے فرمایا: ''اندرونی پھوڑے (کینسر و سرطان وغیرہ) سے مرجانے والا شہید ہے۔''

(٤٩٠٨)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيِّ، قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ أَبِي عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ الشُّهَدَاءُ، فَذَكَرُوْا الْمَبْطُونَ وَالْمَطْعُونَ وَالنُّفَسَاءَ، فَغَضِبَ أَبُو عِنَبَةَ وَقَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُ نَبِيِّنَا عَنْ نَبِيِّنَا ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ شُهَدَاءَ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أُمَنَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ فِي خَلْقِهِ قُتِلُوْا أَوْ مَاتُوا۔)) (مسند أحمد: ١٧٩٣٩)

محمد بن زیاد الہانی کہتے ہیں: سیدنا ابو عنبہ خولانی رضی اللہ عنہ کے پاس شہداء کا تذکرہ کیا گیا، لوگوں نے پیٹ اور طاعون کی بیماری سے مرنے والوں اور نفاس میں فوت ہونے والی خواتین کا ذکر کیا، سیدنا ابو عنبہ رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور انھوں نے کہا: ہمارے نبی کے اصحاب نے ہمارے نبی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''زمین میں اللہ تعالیٰ کے شہداء وہ ہیں، جو اس کی زمین میں اس کی مخلوق میں سے امانت والے ہیں، ان کو قتل کیا جائے یا وہ طبعی موت فوت ہوں۔''

(٤٩٠٩)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَرِيْضٌ، فِي نَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَعُودُونِي، فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَا الشَّهِيدُ؟)) فَسَكَتُوْا، فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَا الشَّهِيدُ؟)) فَسَكَتُوْا، قَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَا الشَّهِيدُ؟)) فَقُلْتُ: لِامْرَأَتِي أَسْنِدِينِي فَأَسْنَدَتْنِي، فَقُلْتُ: مَنْ أَسْلَمَ ثُمَّ هَاجَرَ ثُمَّ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ، الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهَادَةٌ، وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ، وَالْغَرَقُ شَهَادَةٌ، وَالنُّفَسَاءُ شَهَادَةٌ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٠٧٨)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں بیمار تھا اور رسول اللہ ﷺ کچھ انصاری لوگوں سمیت میری عیادت کے لیے میرے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگ جانتے ہو کہ شہید کون ہوتا ہے؟'' وہ جواباً خاموش رہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں علم ہے کہ شہید کون ہوتا ہے؟'' وہ اس بار بھی خاموش رہے، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''میں کہہ رہا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ شہید کون ہوتا ہے؟'' میں نے اپنی بیوی سے کہا: مجھے سہارا دے، پس اس نے مجھے سہارا دیا، پھر میں نے کہا: جی جو شخص اسلام لایا، پھر اس نے ہجرت کی اور پھر وہ اللہ کی راہ میں قتل ہو گیا، وہ شہید ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو میری امت کے شہداء کی تعداد کم ہو گی، بلکہ اللہ کی راہ میں قتل بھی شہادت ہے، پیٹ کی بیماری کی وجہ سے موت بھی شہادت ہے، ڈوبنا بھی شہادت ہے اور نفاس میں فوت ہو جانا بھی شہادت ہے۔''

(٤٩٠٨) تخريج: اسناده حسن (انظر: ١٧٧٨٦)

(٤٩٠٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ٢٦٩٣، ٢٧١٠ (انظر: ٢٢٧٠٢)

(٤٩١٠)۔ عَنْ رَاشِدِ بْنِ حُبَيْشٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ يَعُودُهُ فِي مَرَضِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَعْلَمُونَ مَنِ الشَّهِيدُ مِنْ أُمَّتِي؟)) فَأَرَمَّ الْقَوْمُ، فَقَالَ عُبَادَةُ: سَانِدُونِي فَأَسْنَدُوهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الصَّابِرُ الْمُحْتَسِبُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ، الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ شَهَادَةٌ، وَالطَّاعُونُ شَهَادَةٌ، وَالْغَرَقُ شَهَادَةٌ، وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ، وَالنُّفَسَاءُ يَجُرُّهَا وَلَدُهَا بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ۔)) قَالَ: وَزَادَ فِيهَا أَبُو الْعَوَّامِ: سَادِنُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَالْحَرْقُ وَالسَّيْلُ۔ (مسند أحمد: ١٦٠٩٤)

سیدنا راشد بن حبیش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ، سیدنا عبادہ بن صامت کی تیمار داری کرنے کے لیے ان کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میری امت کے شہید کون ہیں؟“ لوگ خاموش رہے، البتہ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے سہارا دو، پس لوگوں نے ان کو سہارا دیا، پھر انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو ثواب کی نیت سے صبر کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تو میری امت کے شہداء کم ہوں گے، سنو، اللہ کی راہ میں قتل بھی شہادت ہے، طاعون بھی شہادت ہے، ڈوبنا بھی شہادت ہے، پیٹ کی بیماری بھی شہادت ہے، اور نفاس والی خواتین کی صورتحال تو یہ ہوگی کہ ان کا بچہ اپنے ناف کے اس حصے کے ذریعے ان کو جنت کی طرف کھینچ کر لے جائے گا، جو ولادت کے وقت کاٹا جاتا ہے۔“ ابوعوام کی روایت میں ان افراد کی زیادتی ہے: ”بیت المقدس کا خادم شہید ہے، آگ میں جل جانا شہادت ہے اور سیلاب میں مرجانا بھی شہادت ہے۔“

(٤٩١١)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ، قَالَ: فَمَا تَحَوَّزَ لَهُ عَنْ فِرَاشِهِ، فَقَالَ: ((أَتَدْرُونَ مَنْ شُهَدَاءُ أُمَّتِي؟)) قَالُوْا: قَتْلُ الْمُسْلِمِ شَهَادَةٌ، قَالَ: ((إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ، قَتْلُ الْمُسْلِمِ شَهَادَةٌ، وَالطَّاعُونُ شَهَادَةٌ، وَالْمَرْأَةُ يَقْتُلُهَا وَلَدُهَا جَمْعَاءَ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٠٦٠)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ، سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کرنے کیلئے تشریف لائے، وہ (شدتِ مرض کی وجہ سے آپ ﷺ کی خاطر) اپنے بستر سے ہٹ نہ سکے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے شہداء کون کون ہیں؟“ لوگوں نے کہا: مسلمان کا قتل ہو جانا ہی شہادت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تو میری امت کے شہداء کم ہوں گے، سنو، مسلمان کا قتل بھی شہادت ہے، طاعون بھی شہادت ہے اور وہ حاملہ خاتون بھی شہید ہے، جو اپنے پیٹ والے بچے کی وجہ سے فوت ہو جاتی ہے۔“

(٤٩١٠) تخريج: حديث صحيح لغيره (انظر: ١٥٩٩٨)

(٤٩١١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطيالسي: ٢٤١٤، والدارمي: ٢٤١٤ (انظر: ٢٢٦٨٤)

(٤٩١٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا تَعُدُّونَ الشَّهِيدَ؟)) قَالُوْا: الَّذِي يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتّٰى يُقْتَلَ، قَالَ: ((إِنَّ الشَّهِيدَ فِي أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ، الْقَتِيلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ، وَالطَّعِينُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ، وَالْغَرِيقُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ، وَالْخَارُّ عَنْ دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ، وَالْمَجْنُوبُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ۔)) قَالَ مُحَمَّدٌ: الْمَجْنُوبُ صَاحِبُ الْجَنْبِ، زاد في رواية: وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ وَالنُّفَسَاءُ شَهَادَةٌ۔ (مسند أحمد: ٩٦٩٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ کس کو شہید شمار کرتے ہو؟'' لوگوں نے کہا: جو اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہوئے قتل ہو جائے، وہ شہید ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو میری امت کے شہداء کم ہوں گے، اللہ کی راہ میں قتل ہونے والا بھی شہید ہے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں طاعون کی وجہ سے مرنے والا بھی شہید ہے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں غرق ہونے والا بھی شہید ہے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے جانور سے گر کر وفات پانے والا بھی شہید ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں نمونیا کی بیماری سے فوت ہو جانے والا بھی شہید ہے۔'' محمد راوی نے کہا: ''مَجْنُوب'' سے مراد ''صَاحِبُ الْجَنْب'' ہے، ایک روایت میں ان الفاظ کی بھی زیادتی ہے: ''پیٹ کی بیماری بھی شہادت ہے اور نفاس میں فوت ہونے والی خواتین بھی شہید ہیں۔''

فوائد:...... اس حدیث میں فی سبیل اللہ سے مراد جہاد نہیں ہے، بلکہ اس میں تو حکمی شہداء کا ذکر کیا گیا ہے، لہٰذا سبیل اللہ کو عام سمجھا جائے، یعنی وہ مسلمان ہو، کیونکہ ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کے راستے کا راہی ہے، البتہ حقیقی شہید وہی ہے، جو جہاد کرتا ہوا مارا جائے۔

یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن اس معنی میں سنن نسائی (۳۱۶۵) کی ایک روایت صحیح ہے، اس کا متن یہ ہے: ((خَمْسٌ مَنْ قُبِضَ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ فَهُوَ شَهِيدٌ الْمَقْتُولُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ وَالْغَرِقُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ وَالْمَبْطُونُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ وَالْمَطْعُونُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ وَالنُّفَسَاءُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ۔)) ...... ''پانچ حالتیں ایسی ہیں کہ جو شخص بھی ان میں فوت ہو وہ شہید ہوگا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جائے، وہ شہید ہے، جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں غرق ہو، وہ شہید ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں پیٹ کی تکلیف سے مر جائے، وہ شہید ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں طاعون سے مر جائے، وہ شہید ہے، اور جو عورت اللہ تعالیٰ کے راستے میں زچگی سے مر جائے وہ شہید ہے۔'' اس حدیث کے راوی سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(٤٩١٢) تخريج: اسناده ضعيف، ابو مالك بن ثعلبة في عداد المجهولين، ومحمد بن اسحاق مدلس وقد عنعن، أخرجه ابن ابي شيبة: ٥/ ٣٣٢ (انظر: ٩٦٩٥)

(٤٩١٣)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ، وَالْغَرَقُ شَهَادَةٌ، وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ، وَالنُّفَسَاءُ شَهَادَةٌ)) (مسند أحمد: ١٥٣٨١)

سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاعون شہادت ہے، ڈوبنا شہادت ہے، پیٹ کی بیماری شہادت ہے اور نفاس والی خواتین شہید ہیں۔''

(٤٩١٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ، الْمَطْعُونُ، وَالْمَبْطُونُ، وَالْغَرِقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٨٢٨٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہداء پانچ قسم کے ہوتے ہیں: طاعون کی بیماری والا، پیٹ کی بیماری والا، ڈوبنے والا، دیوار کے نیچے آ کر فوت ہو جانے والا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہونے والا۔''

(٤٩١٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ ثَابِتٍ لَمَّا مَاتَ قَالَتِ ابْنَتُهُ: وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا، أَمَا إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ قَضَيْتَ جِهَازَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلٰى قَدْرِ نِيَّتِهِ، وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ؟)) قَالُوْا: قَتْلٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرْقِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدَةٌ۔)) (مسند أحمد: ٢٤١٥٤)

جابر بن عتیک سے مروی ہے کہ جب سیدنا عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے تو ان کی ایک بیٹی نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو یہ امید کرتی تھی کہ آپ شہید ہوں گے، بہرحال آپ نے اپنی تیاری تو کر رکھی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے ان کی نیت کے مطابق اجر تو ثابت کر دیا ہے، اور تم یہ بتاؤ کہ تم لوگ کس چیز کو شہادت شمار کرتے ہو؟'' لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں قتل کے علاوہ بھی شہادت کی سات قسمیں ہیں: طاعون کی بیماری میں فوت ہونے والا شہید ہے، ڈوبنے والا شہید ہے، اندرونی پھوڑے (کینسر وسرطان وغیرہ کی) وجہ سے وفات پانے والا شہید ہے، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے، جل کر فوت ہونے والا شہید ہے، گرنے والی دیوار کے نیچے آ کر فوت ہو جانے والا شہید ہے اور حمل کی وجہ سے فوت ہو جانے والی خاتون شہید ہے۔''

(٤٩١٣) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه النسائي: ٤/ ٩٩ (انظر: ١٥٣٠٧)

(٤٩١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٣، ٧٢٠، ٢٨٢٩، ومسلم: ١٩١٤ (انظر: ٨٣٠٥)

(٤٩١٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٣١١١، والنسائي: ٤/ ١٣ (انظر: ٢٣٧٥٣)

فوائد:...... اس حدیث میں مختلف حکمی شہداء کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے ان پر خاص رحمت کرتے ہوئے ان کو شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا ہے، اس مرتبے کی دو وجوہات ہیں، سخت تکلیف ہونا اور اکثر صورتوں میں اچانک موت میں مبتلا ہو جانا۔

بَابٌ فِيْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَاتَ شَهِيْدًا

اس بات کا بیان کہ نبی کریم ﷺ نے شہید کی وفات پائی

(٤٩١٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: لَأَنْ أَحْلِفَ تِسْعًا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قُتِلَ قَتْلًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ وَاحِدَةً أَنَّهُ لَمْ يُقْتَلْ، وَذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ جَعَلَهُ نَبِيًّا وَاتَّخَذَهُ شَهِيدًا، قَالَ الْأَعْمَشُ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الْيَهُودَ سَمُّوهُ وَأَبَا بَكْرٍ۔ (مسند أحمد: ٤١٣٩)

سیدنا عبد اللہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اگر میں نو بار قسم اٹھا کر کہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو شہید کیا گیا ہے تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک قسم اٹھا کر کہوں کہ آپ ﷺ کو شہید نہیں کیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی بنایا اور بطورِ شہید کے لیا، اعمش راوی کہتے ہیں: جب میں نے یہ بات ابراہیم کو بتلائی تو انھوں نے کہا: ان لوگوں کا یہی خیال تھا کہ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابو بکر ؓ کو زہر دیا تھا۔

(٤٩١٧)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّ أُمَّ مُبَشِّرٍ ؓ، وَكَانَتْ قَدْ صَلَّتْ اِلَى الْقِبْلَتَيْنِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، فَقَالَتْ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا تَتَّهِمُ بِنَفْسِكَ؟ فَإِنِّي لَا أَتَّهِمُ ابْنِي إِلَّا الطَّعَامَ الَّذِي أَكَلَ مَعَكَ بِخَيْبَرَ، وَكَانَ ابْنُهَا مَاتَ قَبْلَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: ((وَاَنَا لَا اَتَّهِمُ غَيْرَهُ، هٰذَا اَوَانُ قَطْعِ اَبْهَرِيْ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٤٣٠)

سیدہ ام مبشر ؓ، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی، سے مروی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی مرض الموت کے دوران آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کس چیز کو اپنی بیماری کا سبب قرار دیتے ہیں، میرا خیال تو یہی ہے کہ اس کی وجہ وہ کھانا ہے جو میرے بیٹے نے بھی آپ کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا، ان کا بیٹا رسول اللہ ﷺ سے پہلے وفات پا چکا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی اس کے علاوہ کسی اور چیز کو سبب نہیں سمجھتا، اب تو دل سے نکلنے والی رگ کے کٹ جانے کا وقت آ چکا ہے۔''

فوائد:...... سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

(٤٩١٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ٤١٣٩)

(٤٩١٧) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه أبوداود: ٤٥١٤ (انظر: ٢٣٩٣٣)

شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ، ...... ثُمَّ قَالَ ﷺ لَهُمْ: ((هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ. ((هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا۔)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَمَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذٰلِكَ؟)) قَالُوا: أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيحُ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ تَضُرَّكَ ...... جب خیبر فتح ہوا تو ایک بکری رسول اللہ ﷺ کو بطورِ ہدیہ پیش کی گئی، اس میں زہر تھا، .... پھر آپ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا: ''میں تم سے ایک چیز کے بارے میں سوال کرنے لگا ہوں، کیا تم سچ بتاؤ گے؟'' انھوں نے کہا: جی بالکل، اے ابو القاسم! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟'' انھوں نے کہا: ہاں، ملایا ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے پر آمادہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوئے تو آپ سے ہماری جان چھوٹ جائے اور (آپ وفات پا جائیں گے) اور اگر آپ نبی ہوئے، تو اس سے آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔(صحیح بخاری: ٣١٦٩، ٤٢٤٩، ٥٧٧٧، واللفظ لاحمد)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذٰلِكَ لِسُمِّ۔)) ......رسول اللہ ﷺ مرض الموت کے دوران کہتے تھے: ''اے عائشہ! میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف محسوس کرتا رہا، جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ میں جس میں اس زہر کی وجہ سے دل سے نکلنے والی رگ کے کٹ جانے کو محسوس کر رہا ہوں۔'' (صحیح بخاری: معلقا قبل ٤٠٧٦، لکن له شواهد)

اگر پچھلے باب کی ابتدائی تین چار احادیث اور ان کی شرح کو مدنظر رکھا جائے تو آپ ﷺ کی زہر کی وجہ سے ہونے والی وفات بھی حکمی شہادت ہوگی، صحیح بخاری کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کو شہید قرار دیا، جبکہ یہ دونوں ہستیاں میدانِ جنگ میں تو شہید نہیں ہوئیں، بلکہ ان کو ظلماً قتل کیا گیا، یہی معاملہ نبیٔ رحمت ﷺ کا بنتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مَنْ أَرَادَ الْجِهَادَ وَلَهُ أَبَوَانِ

اس آدمی کا بیان جو جہاد کا ارادہ کرے اور اس کے والدین زندہ ہوں

(٤٩١٨)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: هَاجَرَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَجَرْتَ الشِّرْكَ وَلٰكِنَّهُ الْجِهَادُ، هَلْ بِالْيَمَنِ أَبَوَاكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَذِنَا لَكَ؟))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو نے شرک کو چھوڑ دیا ہے، لیکن اب جہاد باقی ہے، اچھا یہ بتا کہ کیا تیرے والدین یمن میں زندہ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا انھوں نے تجھے

(٤٩١٨) تخريج: صحيح، قاله الالبانی، أخرجه أبوداود: ٢٥٣٠ (انظر: ١١٧٢١)

قَالَ: لَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ارْجِعْ إِلَى أَبَوَيْكَ فَاسْتَأْذِنْهُمَا فَإِنْ فَعَلَا وَإِلَّا فَبَرَّهُمَا۔)) (مسند أحمد: ١١٧٤٤)

اجازت دی ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تو اپنے والدین کی طرف لوٹ جا اور ان سے اجازت طلب کر، اگر انھوں نے اجازت دے دی تو ٹھیک، وگرنہ ان ہی کے ساتھ نیکی کرتے رہنا۔''

(٤٩١٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ هٰذَا الشِّعْبِ، فَسَلَّمَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَ: ((هَلْ مِنْ أَبَوَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ؟)) قَالَ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كِلَاهُمَا، قَالَ: ((فَارْجِعْ ابْرَرْ أَبَوَيْكَ۔)) (وَفِي لَفْظٍ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ) قَالَ: فَوَلّٰى رَاجِعًا مِنْ حَيْثُ جَاءَ۔ (مسند أحمد: ٦٥٢٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس درخت کے نیچے دیکھا، اس گھاٹی میں سے ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا، اس نے آپ ﷺ کو سلام دیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کے ساتھ جہاد کا ارادہ کیا ہے، میں اس عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور آخرت کے گھر کو تلاش کرنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! دونوں زندہ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تو لوٹ جا اور ان کے ساتھ نیکی کر۔'' ایک روایت میں ہے: ''ان میں جہاد کر۔'' پس وہ جہاں سے آیا تھا، اسی جہت کی طرف لوٹ گیا۔

فوائد:...... ''والدین میں جہاد کر'': اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: (۱) ان کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اور ان کی خواہشات کو اپنی تمناؤں پر ترجیح دینے کے لیے اپنے نفس سے یا شیطان سے جہاد کر۔
(۲) ان کی خدمت کرنے میں کوشش کر، اس معنی کے مطابق جہاد کا اطلاق مشاکلۃً کیا گیا۔

(٤٩٢٠)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ، جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَدْتُ الْغَزْوَ وَجِئْتُكَ أَسْتَشِيرُكَ، فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((الْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا۔)) ثُمَّ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ فِي مَقَاعِدَ شَتّٰى كَمِثْلِ هٰذَا

سیدنا معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اور آپ ﷺ کے ساتھ مشورہ کرنے کے لیے آیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیری ماں موجود ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی خدمت میں لگ جا، پس بیشک اس کے پاؤں کے پاس جنت

(٤٩١٩) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٠٠٤، ٥٩٧٢، ومسلم: ٢٥٤٩ (انظر: ٦٥٢٥)
(٤٩٢٠) تخریج: اسناده حسن، أخرجه النسائی: ٦/ ١١، وابن ماجه: ٢٧٨١ (انظر: ١٥٥٣٨)

الْقَوْلِ۔ (مسند أحمد: ١٥٦٢٣)

ہے۔'' پھر اس نے مختلف مجلسوں میں دوسری بار اور پھر تیسری بار یہی بات دوہرائی۔

فوائد:...... ''جنت ماں کے پاؤں تلے ہے'' یہ ایک محاورہ ہے، مقصود یہ ہے کہ اس کی خدمت کرنے سے تجھے جنت ملے گی، پھر اس کی خدمت تیرا فرض بھی ہے، جہاد سے بھی جنت ہی حاصل ہو گی، مگر وہ تجھ پر فرض نہیں، لہٰذا اپنا فرض ادا کر کے جنت حاصل کر۔ مسلمان کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حصول ہونا چاہیے، شرعی احکام کے مطابق وہ جہاد میں ملے یا اس سے آسان عمل میں۔

جہاد فرض عین نہیں، فرض کفایہ ہے، لہٰذا اگر کسی شخص کا گھر رہنا ضروری ہو، مثلا والدین کی خدمت یا کسی مریض کی نگہداشت وغیرہ کے لیے تو وہ جہاد کو نہ جائے اور گھر رہ کر والدین اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرے، اس کے لیے یہی جہاد ہے، ہاں جس شخص پر جہاد فرض عین ہو جائے، مثلا: سرکاری فوجی یا جب امیر سب کو نکلنے کا حکم دے تو پھر اسے بھی جانا پڑے گا۔

یہاں یہ بات سمجھنا بھی ضروری ہے کہ والدین کی خدمت جیسی مجبوری کو جہاد سے پیچھے رہنے کا محض بہانہ نہ بنایا جا رہا ہو، بلکہ دل میں رغبت موجود ہو اور جب موقع ملے تو پیچھے نہ رہا جائے۔

(٤٩٢١)۔ حَدَّثَنَا خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُرِيدُ غَزْوًا أَنَا وَرَجُلٌ مِنْ قَوْمِي وَلَمْ نُسْلِمْ، فَقُلْنَا: إِنَّا نَسْتَحْيِي أَنْ يَشْهَدَ قَوْمُنَا مَشْهَدًا لَا نَشْهَدُهُ مَعَهُمْ، قَالَ: ((أَوَ أَسْلَمْتُمَا؟)) قُلْنَا: لَا، قَالَ: ((فَإِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِالْمُشْرِكِينَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ۔)) قَالَ: فَأَسْلَمْنَا وَشَهِدْنَا مَعَهُ، فَقَتَلْتُ رَجُلًا، وَضَرَبَنِي ضَرْبَةً، وَتَزَوَّجْتُ بِابْنَتِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَكَانَتْ تَقُولُ: لَا عَدِمْتَ رَجُلًا وَشَّحَكَ هٰذَا الْوِشَاحَ،

سیدنا خبیب بن یساف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور میری قوم کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، جبکہ آپ ﷺ ایک غزوے کے لیے جانا چاہ رہے تھے، ابھی تک ہم مسلمان نہیں ہوئے تھے، پس ہم نے کہا: بیشک ہم اس چیز سے شرم محسوس کرتے ہیں کہ ہماری قوم ایک لڑائی میں شریک ہو اور ہم ان کے ساتھ شامل نہ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم مسلمان ہو گئے ہو؟'' انھوں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ہم مشرکوں کی مخالفت میں مشرکوں سے مدد طلب نہیں کرتے۔'' یہ ارشاد سن کر ہم مسلمان ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ اس غزوے میں حاضر ہوئے، میں نے ایک آدمی کو قتل کیا اور اس نے بھی مجھے ایک ضرب

(٤٩٢١) تخريج: اسناده ضعيف دون قوله: "فلا نستعين بالمشركين على المشركين۔" فهو صحيح لغيره، عبد الرحمن بن خبيب فى عداد المجهولين، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٢/ ٣٩٤، والطبرانى فى "الكبير": ٤١٩٦، والحاكم: ٢/ ١٢١ (انظر: ١٥٧٦٣)

فَأَقُولُ: لَا عَدِمْتِ رَجُلًا عَجَّلَ أَبَاكِ النَّارَ۔ (مسند أحمد: ١٥٨٥٥)

لگائی تھی، پھر میں نے اس کی بیٹی سے شادی کر لی تھی، وہ کہا کرتی تھی: تو اس آدمی کو گم نہ پائے، جس نے تجھے کندھے اور پہلو کے درمیان ضرب لگائی تھی، اور میں اس کو کہتا تھا: تو اس آدمی کو گم نہ پائے، جس نے تیری باپ کو جلدی جلدی آگ میں بھیج دیا۔

فوائد:...... یہ غزوۂ بدر کا واقعہ تھا، سیدنا خبیب اور ان کا ساتھی اوس قبیلے تھے، جبکہ اوس قبیلہ کی پوری جماعت مسلمان ہو کر آپ ﷺ کے ساتھ شریکِ جہاد تھی، اس لیے انھوں نے اپنی قوم ساتھ مل کر لڑنا چاہا، جبکہ یہ ابھی تک کافر تھے، لیکن آپ ﷺ نے ان کو اسلام کے بغیر قبول نہ کیا، پس وہ مسلمان ہو گئے۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے جس کافر کو مارا تھا، وہ امیہ بن خلف تھا۔

(٤٩٢٢)۔ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى بَدْرٍ، فَتَبِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَلَحِقَهُ عِنْدَ الْجَمْرَةِ، فَقَالَ: إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَتْبَعَكَ وَأُصِيبَ مَعَكَ، قَالَ: ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولِهِ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((ارْجِعْ فَلَنْ نَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ۔)) قَالَ: ثُمَّ لَحِقَهُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ، فَفَرِحَ بِذَاكَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ لَهُ قُوَّةٌ وَجَلَدٌ، فَقَالَ: جِئْتُ لِأَتْبَعَكَ وَأُصِيبَ مَعَكَ، قَالَ: ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((ارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ۔)) قَالَ: ثُمَّ لَحِقَهُ حِينَ ظَهَرَ عَلَى الْبَيْدَاءِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، قَالَ: ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَخَرَجَ بِهِ۔ (مسند أحمد: ٢٥٦٧٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف نکلے، ایک مشرک آدمی بھی آپ ﷺ کے پیچھے چلا اور جمرہ کے پاس آپ ﷺ کو پا لیا اور اس نے کہا: میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ مل کر لڑوں اور مالِ غنیمت حاصل کروں، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تو لوٹ جا، پس بیشک ہم کسی مشرک مدد طلب نہیں کرتے۔'' لیکن پھر وہ درخت کے پاس آپ ﷺ کو جا ملا، صحابۂ کرام کو اس سے بڑی خوشی ہوئی، کیونکہ یہ بڑا مضبوط اور سخت آدمی تھا، اس نے کہا: میں آپ ﷺ کے ساتھ مل کر لڑنے اور مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر لوٹ جا، پس بیشک میں ہرگز مشرک سے مدد طلب نہیں کرتا۔'' پھر جب آپ ﷺ بیداء مقام پر چڑھے تو وہی آدمی پھر آپ ﷺ کو آ ملا اور وہی بات کہی، لیکن آپ ﷺ نے

(٤٩٢٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨١٧ (انظر: ٢٥١٥٨)

فرمایا: ''کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟''
اس نے کہا: جی ہاں، پس اس بار آپ ﷺ اس کو لے کر
آگے بڑھے۔

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو جہاد میں مشرکوں سے مدد حاصل نہیں کرنی چاہیے۔
لیکن دوسرے بعض مواقع پر آپ ﷺ نے مشرکین کی مدد قبول کی، مثال کے طور پر: بنوخزاعہ حالتِ شرک میں قریش کے خلاف فتح مکہ کے سال نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے تھے۔ (صحیح بخاری: ۴۲۸۰) حنین کے دن آپ ﷺ نے صفوان بن امیہ سے مدد لی۔ جہاد کے علاوہ بھی مشرکوں سے مدد لینے کے واقعات موجود ہیں، مثلا: ابو طالب وفات تک نبی کریم ﷺ کی مدد کرتا رہا، شعبِ ابی طالب میں محصور ہونے کے بعد بنو ہاشم اور بنومطلب نے آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور آپ ﷺ نے انکار نہیں کیا، طائف سے واپسی پر آپ ﷺ نے مطعم بن عدی مشرک سے مدد طلب کی اور آپ ﷺ نے ہجرت کے وقت راستہ بتانے کے لیے ایک مشرک کو اجرت پر رکھا۔
ان دو صورتوں میں جمع وتطبیق کی دو صورتیں ممکن ہیں:
(۱) اگر مشرک پر اعتماد ہو تو اس سے مدد لی جا سکتی ہے، وگرنہ نہیں، کیونکہ جو مشرک اعتماد والا نہ ہو، وہ کسی وقت بڑے نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔
(۲) اگر ضرورت سخت ہو تو کافر اور مشرک سے بھی مدد لی جا سکتی ہے، اگر ضرورت نہ ہو تو انکار کر دینا چاہیے۔

(٤٩٢٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَسْتَضِيئُوْا بِنَارِ الْمُشْرِكِينَ، وَلَا تَنْقُشُوا خَوَاتِيمَكُمْ عَرَبِيًّا۔)) (مسند أحمد: ١١٩٧٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرکوں کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرو اور اپنی انگوٹھیوں پر عربی نقش نہ بنواؤ۔''

فوائد:...... مشرکوں کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرنی چاہیے تاکہ مسلمانوں پر ان کا کوئی احسان نہ ہو سکے، جبکہ مسلمان شرف وعزت والے ہیں۔
آپ ﷺ ''عربی'' سے اپنی ذات مراد لے رہے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ عربی نبی تھے۔
عربی نقش سے مراد ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ ہیں، یہ آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نقش تھا، یہ آپ ﷺ کی علامت تھی، آپ ﷺ اس کے ذریعے خطوط پر مہر لگاتے تھے، کسی اور کو یہ نقش بنوانے کی اجازت نہیں تھی۔

(٤٩٢٤)۔ عَنْ ذِي مِخْمَرٍ رَجُلٍ مِنْ

صحابیٔ رسول سیدنا ذی مخمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

(٤٩٢٣) اسناده ضعيف لجهالة الازهر بن راشد البصري، أخرجه النسائي: ٨/ ١٧٦ (انظر: ١١٩٥٤)
(٤٩٢٤) حديث صحيح، أخرجه أبو داود: ٢٧٦٧، ٤٢٩٢، وابن ماجه: ٤٠٨٩ (انظر: ١٦٨٢٥)

أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَيُصَالِحُكُمُ الرُّومُ صُلْحًا آمِنًا، ثُمَّ تَغْزُونَ وَهُمْ عَدُوًّا، فَتُنْصَرُونَ وَتَسْلَمُونَ وَتَغْنَمُونَ.)) الحديث (مسند أحمد: ١٦٩٥٠)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم عنقریب رومیوں سے امن والی صلح کرو گے، پھر تم اور وہ مل کر ایک دشمن سے لڑو گے، اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تم سالم رہو گے اور مالِ غنیمت بھی حاصل کرو گے۔''

فوائد:...... یہ روایت مختصر ہے، مکمل حدیث یوں ہیں:

ایک صحابی رسول سیدنا ذی مخمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((سَيُصَالِحُكُمُ الرُّومُ صُلْحًا آمِنًا ثُمَّ تَغْزُوْنَ وَهُمْ عَدُوًّا فَتُنْصَرُوْنَ وَتَسْلَمُوْنَ وَتَغْنَمُوْنَ ثُمَّ تَنْصَرِفُوْنَ حَتّٰى تَنْزِلُوْا بِمَرْجٍ ذِي تُلُوْلٍ، فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنَ النَّصْرَانِيَةِ صَلِيْبًا فَيَقُوْلُ: غَلَبَ الصَّلِيْبُ، فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَيَقُوْمُ إِلَيْهِ فَيَدُقُّهُ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّوْمُ وَيَجْمَعُوْنَ لِلْمَلْحَمَةِ.)) ...... ''قریب ہے کہ اہل روم تم سے امن والی صلح کر لیں گے، پھر تم اور وہ مل کر ایک مشترکہ دشمن سے لڑائی کرو گے، تمہاری مدد کی جائے گی، پس تم سالم رہو گے اور مالِ غنیمت حاصل کرو گے، لیکن جب تم ٹیلوں والے مقام ''مرج'' میں قیام کرو گے تو اس وقت ایک عیسائی آدمی صلیب کو بلند کر کے کہے گا کہ صلیب غالب آ گئی ہے۔ یہ سن کر ایک مسلمان غیرت کرے گا اور اٹھ کر اس صلیب کو توڑ ڈالے گا، اس موقع پر رومی تمہارے ساتھ بدعہدی کریں گے اور وہ گھمسان کی جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔'' دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۹۳۶، ۱۲۹۳۷)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مُشَاوَرَةِ الْإِمَامِ رُؤُسَاءَ الْجَيْشِ وَنُصْحِهِ لَهُمْ وَرِفْقِهِ بِهِمْ وَأَخْذِهِمْ بِمَا عَلَيْهِمْ

اس چیز کا بیان کہ امام لشکر کے سپہ سالاروں سے مشورہ کرے، ان کی خیر خواہی کرے، ان کے ساتھ نرمی برتے اور ان سے ان کی ذمہ داریاں نبھانے کا عہد لے

(٤٩٢٥)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا سَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى بَدْرٍ، خَرَجَ فَاسْتَشَارَ النَّاسَ، فَأَشَارَ عَلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه، ثُمَّ اسْتَشَارَهُمْ، فَأَشَارَ عَلَيْهِ عُمَرُ رضي الله عنه فَسَكَتَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: إِنَّمَا يُرِيدُكُمْ، فَقَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ، لَا

سیدنا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر کی طرف جانے لگے تو باہر تشریف لائے اور لوگوں سے مشورہ کیا، پہلے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا، آپ ﷺ نے پھر مشورہ کیا، اس بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا، لیکن آپ ﷺ خاموش رہے، پھر ایک انصاری آدمی بولا اور اس نے کہا: انصاریو! آپ ﷺ تم سے جواب چاہتے ہیں، پس انھوں

(٤٩٢٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٧٩، ٢٨٧٤ (انظر: ١٢٠٢٢)

نَكُونُ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام: ﴿اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ﴾ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَوْ ضَرَبْتَ أَكْبَادَ الْإِبِلِ حَتّٰى تَبْلُغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَكُنَّا مَعَكَ. (مسند أحمد: ١٢٠٤٥)

نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم ہے! ہم آپ کو وہ بات نہیں کہیں گے، جو بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ ''تو جا اور تیرا ربّ جائے اور تم دونوں جا کر لڑو، بیشک ہم تو یہیں بیٹھنے والے ہیں۔'' اور لیکن ہم، اللہ کی قسم! اگر آپ اونٹوں کی سواری کرتے کرتے برک الغماد تک پہنچ جائیں تو ہم آپ کے ساتھ ہی رہیں گے۔

فوائد:...... ''برک الغماد'' ایک مقام کا نام ہے، ایک قول کے مطابق یہ مکہ مکرمہ سے آگے پانچ دنوں کی مسافت پر ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ مقام مدینہ منورہ سے تقریباً پندرہ دنوں کی مسافت پر پڑتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ہجر کے آخری دور علاقے یا حبشہ میں ایک شہر کا نام ہے۔

نہ صرف یہ کہ نبی کریم ﷺ سے غلط فیصلے کا امکان نہیں تھا، بلکہ آپ ﷺ کی رہنمائی وحی کی ذریعے کی جاتی تھی، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کرتے تھے، اس سے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہوتی، معاملات کے مختلف گوشے واضح ہو جاتے اور سب سے اہم نقطہ یہ تھا کہ بعد والے حکمرانوں اور مسئولوں کو مشورہ کرنے کا سبق دیا جا رہا تھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ ...... ''اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں۔'' (آل عمران: ۱۵۹)

اس آیت سے مشورہ کی اہمیت، افادیت اور اس کی ضرورت و مشروعیت ثابت ہوتی ہے، حکمرانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ علماء سے ایسے معاملات میں مشورہ کریں، جن کا انہیں علم نہیں ہے، یا ان کے بارے میں انہیں اشکال ہے۔ فوج کے سربراہوں سے فوجی معاملات میں، سربرآوردہ لوگوں سے عوام کے مصالح کے بارے میں اور ماتحت حکام و والیان سے ان کے علاقوں کی ضروریات و ترجیحات کے سلسلے میں مشورے کریں۔ ابن عطیہ کہتے ہیں: ایسے حکمران کو معزول کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے جو اہل علم اور اہل دین سے مشورہ نہیں کرتا۔

مزید ارشاد ہوا: ﴿وَ أَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ ''اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔'' (شوریٰ: ۳۸)

یعنی اہل ایمان ہر اہم کام باہمی مشاورت سے کرتے ہیں، اپنی ہی رائے کو حرفِ آخر نہیں سمجھتے۔

(٤٩٢٦)۔ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: مَرِضَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ مَرَضًا ثَقُلَ فِيهِ، فَأَتَاهُ ابْنُ زِيَادٍ يَعُودُهُ، فَقَالَ: إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ

امام حسن بصری کہتے ہیں: سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے اور وہ بیماری ان پر کافی گراں گزری، ان کی عیادت کرنے کے لیے ابن زیاد ان کے پاس آیا، انھوں نے کہا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث بیان کرتا ہوں،

(٤٩٢٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٧١٥٠، ٧١٥١، ومسلم: ١٤٢، ٢٢٧، ٢٢٩ (انظر: ٢٠٣١٤)

اسْتُرْعِی رَعِیَّةً، فَلَمْ یَحُطْهُمْ بِنَصِیحَةٍ، لَمْ یَجِدْ رِیحَ الْجَنَّةِ، وَرِیحُهَا یُوجَدُ مِنْ مَسِیرَةِ مِائَةِ عَامٍ۔)) قَالَ ابْنُ زِیَادٍ: أَلَا کُنْتَ حَدَّثْتَنِی بِهٰذَا قَبْلَ الْآنَ، قَالَ: وَالْآنَ لَوْلَا الَّذِی أَنْتَ عَلَیْهِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ۔ وَفِی لَفْظٍ: ((لَا یَسْتَرْعِی اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی عَبْدًا رَعِیَّةً فَیَمُوتُ یَوْمَ یَمُوتُ وَهُوَ لَهَا غَاشٌّ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ۔)) وَفِی لَفْظٍ مِنْ رِوَایَةِ أَبِی الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِیهِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَیُّمَا رَاعٍ اسْتُرْعِیَ رَعِیَّةً فَغَشَّهَا فَهُوَ فِی النَّارِ۔))وَفِی لَفْظٍ: عَنِ ابْنَةِ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ أَبِیهَا مَعْقِلٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: ((لَیْسَ مِنْ وَالِی أُمَّةٍ قَلَّتْ أَوْ کَثُرَتْ لَا یَعْدِلُ فِیهَا إِلَّا کَبَّهُ عَلٰی وَجْهِهِ فِی النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۰۵۵، ۲۰۰۵٦، ۲۰۵۸۱)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو عوام الناس کی دیکھ بھال کا ذمہ دار بنایا گیا، لیکن اس نے ان کی خیرخواہی نہ کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا، جبکہ جنت کی خوشبو سو سال کی مسافت پر پائی جاتی ہے۔'' ابن زیاد نے کہا: تم نے یہ حدیث مجھے اس وقت سے پہلے بیان کیوں نہیں کی تھی؟ انھوں نے کہا: اور ابھی بھی اگر وہ کچھ نہ ہوتا، جس پر تو اترا ہوا ہے تو میں تجھے بیان نہ کرتا۔ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس کو عوام الناس کی دیکھ بھال کا ذمہ دار بناتا ہے، لیکن وہ اپنی موت والے دن اس حال میں مرتا ہے کہ وہ ان سے دھوکہ کرنے والا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رعایا کی دیکھ بھال جس نگہبان کے سپرد کی گئی، لیکن اس نے ان سے دھوکہ کیا تو وہ آگ میں ہوگا۔'' ایک روایت میں ہے: سیدنا معقل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امت تھوڑی ہو یا زیادہ، جو اس کا والی بنے گا اور پھر اس میں انصاف نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو چہرے کے بل جہنم میں گرائے گا۔''

فوائد:...... ''اور ابھی بھی اگر وہ کچھ نہ ہوتا، جس پر تو اترا ہوا ہے'' سے مراد ابن زیاد کا لوگوں پر ظلم کرنا، ناحق قتل کرنا اور سیدنا معقل رضی اللہ عنہ کو وفات کا قریب ہونا ہے۔ دھوکے سے مراد یہ ہے کہ رعایا کی خیرخواہی نہ کی جائے اور ان کو ان امور کی طرف متوجہ نہ کیا جائے، جن میں ان کی دنیوی اور اخروی خیر و بھلائی ہو۔

(٤٩٢٧)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ الْجُهَنِیِّ، عَنْ أَبِیهِ قَالَ: نَزَلْنَا عَلٰی حِصْنِ سِنَانٍ بِأَرْضِ الرُّومِ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، فَضَیَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ، وَقَطَعُوا الطَّرِیقَ، فَقَالَ مُعَاذٌ: أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ

سیدنا معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم عبد اللہ بن عبد الملک کے ساتھ روم کی سرزمین میں سِنان کے قلعہ کے پاس اترے، لوگوں نے پڑاؤ کے مقامات کو تنگ کر دیا اور راستہ منقطع ہو گیا، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فلاں فلاں غزوہ کیا، ایک دفعہ لوگوں نے

(٤٩٢٧) تخریج: اسناده حسن، أخرجه أبوداود: ۲٦۲۹، ۲٦۳۰(انظر: ۱۵٦٤۸)

اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةً كَذَا وَكَذَا، فَضَيَّقَ النَّاسُ الطَّرِيقَ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ مُنَادِيًا، فَنَادٰى مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا أَوْ قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَهُ۔ (مسند أحمد: ١٥٧٣٣)

راستے کو تنگ کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف منادی بھیجا، اس نے یہ اعلان کیا کہ جس آدمی نے منزل کو تنگ کیا یا راستے کو منقطع کیا، اس کا کوئی جہاد نہیں ہوگا۔

فوائد:...... مسلمانوں کے لشکر کا چلنا اور کسی مقام پر پڑاؤ ڈالنا مرتّب نظام کے تحت ہونا چاہیے۔
اس حدیث سے معلوم ہوا ہو کہ اس انداز میں پڑاؤ ڈالا جائے کہ راستوں سے گزرنے والوں کو بھی تکلیف نہ ہو اور ہمسفر ساتھی بھی متاثر نہ ہوں، حج وعمرہ اور دوسری کانفرنسوں اور ہجوم کے مواقع پر ایسی احادیث مبارکہ کا پاس ولحاظ کرنا بہت ضروری ہے۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ لوگ ان شرعی قوانین کی پاسداری نہیں کرتے۔ شادی بیاہ یا فوتگی یا کسی کانفرنس کے موقع پر ٹینٹ لگا کر شاہراہوں کو بند کر دینا انتہائی بداخلاقی کا مظاہرہ ہے، اسلام قطعی طور پر ان اذیتوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔

بَابُ لُزُوْمِ طَاعَةِ الْجَيْشِ لِأَمِيْرِهِمْ مَا لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِمَعْصِيَةٍ وَكَرَاهَةِ تَفَرُّقِهِمْ عِنْدَ النُّزُوْلِ

اس امر کا بیان کہ لشکر والوں پر ان کے امیر کی اطاعت فرض ہے، جب تک وہ ان کو نافرمانی کا حکم نہ دے اور پڑاؤ ڈالتے وقت بکھر جانے کی کراہت کا بیان

(٤٩٢٨)۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْقِتَالِ، فَرُمِيَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ بِسَهْمٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوْجَبَ هٰذَا۔)) وَقَالُوْا حِيْنَ أَمَرَهُمْ بِالْقِتَالِ: إِذَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ: ﴿اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُوْنَ﴾ وَلٰكِنْ اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا مَعَكُمَا مِنَ الْمُقَاتِلِيْنَ۔ (مسند أحمد: ١٧٧٩١)

سیدنا عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قتال کا حکم دیا، آپ ﷺ کے ایک صحابی کو تیر لگا اور آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''اس نے جنت کو واجب کر لیا ہے۔'' پھر جب آپ ﷺ نے ان کو قتال کا حکم دیا تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر تو ہم وہ بات نہیں کریں گے، جو بنو اسرائیل نے کی تھی، انھوں نے کہا تھا: ''اے موسی! تو جا اور تیرا ربّ جائے، تم دونوں جا کر لڑو، بیشک ہم تو یہیں بیٹھنے والے ہیں۔'' اے اللہ کے رسول! آپ اور آپ کا ربّ چلے، بیشک ہم وہ جنگجو ہیں، جو آپ کے ساتھ چلیں گے۔

(٤٩٢٩)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَسِيْرٍ

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک سفر کے دوران فرمایا: ''بیشک آج ہم

(٤٩٢٨) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٧/ ٣٠٦ (انظر: ١٧٦٤١)
(٤٩٢٩) تخريج: اسناده ضعيف، ومتنه منكر، راشد بن داود، قال البخاري: فيه نظر، وقال الدارقطني: ضعيف لايعتبر به، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٤٣٦ (انظر: ٢٢٣٦٤)

لَهُ: ((إِنَّا مُدْلِجُونَ فَلَا يُدْلِجَنَّ مُصْعِبٌ وَلَا مُضْعِفٌ۔)) فَأَدْلَجَ رَجُلٌ عَلٰى نَاقَةٍ لَهُ صَعْبَةٍ، فَسَقَطَ فَانْدَقَّتْ فَخِذُهُ فَمَاتَ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمَرَ مُنَادِيًا يُنَادِي فِي النَّاسِ: ((إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ لِعَاصٍ، إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ لِعَاصٍ۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مسند أحمد: ٢٢٧٢٢)

ساری رات سفر کرنے والے ہیں، لہٰذا کوئی سرکش اور کمزور اونٹ والا آدمی رات کا یہ سفر نہ چلے۔'' لیکن ایک آدمی اپنے سرکش اونٹ پر اس سفر میں چل دیا، لیکن وہ گر پڑا اور اس کی ران ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے پہلے تو اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم دیا، لیکن پھر ایک مُنادِی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کرے: ''بیشک جنت نافرمان کے لیے حلال نہیں ہے، بیشک جنت نافرمان کے لیے حلال نہیں ہے۔'' یہ بات تین بار ارشاد فرمائی۔

(٤٩٣٠)۔ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْزِلًا فَعَسْكَرَ تَفَرَّقُوا عَنْهُ فِي الشِّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ فَقَامَ فِيهِمْ فَقَالَ: ((إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي الشِّعَابِ إِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ۔)) قَالَ: فَكَانُوا بَعْدَ ذٰلِكَ إِذَا نَزَلُوا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ حَتّٰى إِنَّكَ لَتَقُولُ لَوْ بَسَطْتُ عَلَيْهِمْ كِسَاءً لَعَمَّهُمْ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ١٧٨٨٨)

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے اور رات انتہائی تاریک ہو جاتی تو صحابۂ کرام گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے، آپ ﷺ نے اُن میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''ان گھاٹیوں میں تم لوگوں کا اس طرح بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔'' اس فرمان کے بعد جب صحابہ کسی مقام پر اترتے تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ یوں مل جاتے کہ تو کہہ سکتا ہے کہ اگر میں ان پر ایک چادر ڈالوں، تو وہ ان کو سما لے گی۔

(٤٩٣١)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجُوا، قَالَ: وَجَدَ عَلَيْهِمْ فِي شَيْءٍ، فَقَالَ: قَالَ لَهُمْ: أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُطِيعُونِي؟ قَالَ: قَالُوا: بَلٰى، قَالَ: فَقَالَ: اجْمَعُوا حَطَبًا ثُمَّ دَعَا بِنَارٍ فَأَضْرَمَهَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ: عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَتَدْخُلُنَّهَا، قَالَ: فَهَمَّ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک لشکر روانہ کیا اور ایک انصاری آدمی کو ان کا امیر بنایا، جب وہ لشکر روانہ ہو گیا تو کسی وجہ سے ان کا امیر ان سے ناراض ہو گیا، پس اس نے ان سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے تم کو یہ حکم دیا تھا کہ تم نے میری اطاعت کرنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی بالکل، اس نے کہا: تو پھر لکڑیاں جمع کرو، پھر اس نے آگ منگوا کر ان کو جلایا اور ان سے کہا: میں تم سے پر زور کہتا ہوں کہ تم ضرور ضرور اس آگ میں داخل ہو جاؤ، لوگوں نے تو اس میں

(٤٩٣٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبو داود: ٢٦٢٨ (انظر: ١٧٧٣٦)

(٤٩٣١) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٤٠، ٧١٤٥، ومسلم: ١٨٤٠ (انظر: ٦٢٢)

الْقَوْمُ أَنْ يَدْخُلُوهَا، قَالَ: فَقَالَ لَهُمْ شَابٌّ مِنْهُمْ: إِنَّمَا فَرَرْتُمْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ النَّارِ، فَلَا تَعْجَلُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا النَّبِيَّ ﷺ، فَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوهَا فَادْخُلُوا، قَالَ: فَرَجَعُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ لَهُمْ: ((لَوْ دَخَلْتُمُوهَا مَا خَرَجْتُمْ مِنْهَا أَبَدًا، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ.)) وَفِي لَفْظٍ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلَّذِيْنَ اَرَادُوْا اَنْ يَدْخُلُوْهَا: ((لَوْ دَخَلْتُمُوْهَا لَمْ تَزَالُوْا فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.)) وَقَالَ لِلْآخَرِيْنَ قَوْلًا حَسَنًا، وَقَالَ: ((لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ.)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ.)) (مسند أحمد: ٦٢٢)

گھس جانے کا ارادہ کر لیا، لیکن ان میں سے ایک نوجوان نے کہا: (ذرا ہوش تو کرو) تم لوگ آگ سے بچنے کے لیے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، پس اس معاملے میں جلدی نہ کرو، یہاں تک کہ تم رسول اللہ ﷺ کو مل لو (اور اس بارے میں پوچھ لو)، اگر رسول اللہ ﷺ نے تم کو اس آگ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو داخل ہو جانا، پس جب وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹے اور آپ ﷺ کو واقعہ کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم لوگ اس میں داخل ہو جاتے تو پھر کبھی بھی اس سے نہ نکل سکتے، صرف اور صرف امیر کی اطاعت تو نیکی والے امور میں ہے۔'' ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے اس آگ میں گھس جانے کا ارادہ کرنے والوں سے فرمایا: ''اگر تم اس میں داخل ہو جاتے تو پھر روزِ قیامت تک اسی میں رہتے۔'' پھر آپ ﷺ نے دوسرے لوگوں کے حق میں اچھی بات کی اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں ہے، اطاعت تو صرف نیک امور میں ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ کی معصیت میں کسی بشر کی کوئی اطاعت نہیں ہے۔''

(٤٩٣٢)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلْقَمَةَ بْنَ مُجَزِّزٍ عَلٰى بَعْثٍ أَنَا فِيهِمْ حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلٰى رَأْسِ غَزَاتِنَا، أَوْ كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، أَذِنَ لِطَائِفَةٍ مِنَ الْجَيْشِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسٍ السَّهْمِيَّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ، وَكَانَتْ فِيهِ دُعَابَةٌ يَعْنِي مِزَاحًا، وَكُنْتُ مِمَّنْ رَجَعَ مَعَهُ، فَنَزَلْنَا

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا علقمہ بن مجزز ؓ کو ایک جہادی لشکر کا امیر بنا کر روانہ کیا، میں بھی اس لشکر میں تھا، جب ہم اپنے غزوے کے مقام تک پہنچ گئے، یا راستے میں تھے، اس امیر نے ایک گروہ کو علیحدہ کیا اور سیدنا عبد اللہ بن حذافہ سہمی ؓ کو ان کا امیر بنایا، یہ بدری صحابی تھے اور ان کے مزاج میں مذاق کا عنصر پایا جاتا تھا، جو لوگ ان کے ساتھ لوٹے تھے، میں بھی ان میں تھا، جب ہم نے راستے میں پڑاؤ ڈالا اور لوگوں نے کھانا بنانے کے لیے یا

(٤٩٣٢) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ٢٨٦٣ (انظر: ١١٦٣٩)

بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، قَالَ: وَأَوْقَدَ الْقَوْمُ نَارًا لِيَصْنَعُوا عَلَيْهَا صَنِيعًا لَهُمْ أَوْ يَصْطَلُونَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُمْ: أَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمُ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: فَمَا أَنَا بِآمِرِكُمْ بِشَيْءٍ إِنْ صَنَعْتُمُوهُ؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: أَعْزِمُ عَلَيْكُمْ بِحَقِّي وَطَاعَتِي لَمَا تَوَاثَبْتُمْ فِي هٰذِهِ النَّارِ، فَقَامَ نَاسٌ فَتَحَجَّزُوْا حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُمْ وَاثِبُونَ، قَالَ: احْبِسُوا أَنْفُسَكُمْ، فَإِنَّمَا كُنْتُ أَضْحَكُ مَعَكُمْ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ أَنْ قَدِمُوا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَمَرَكُمْ مِنْهُمْ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا تُطِيعُوهُ۔)) (مسند أحمد: ١١٦٦٢)

آگ سے حرارت حاصل کرنے کے لیے آگ جلائی تو سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم لوگوں پر فرض نہیں ہے کہ تم میری بات سنو اور اطاعت کرو؟ انھوں نے کہا: جی بالکل، اس نے کہا: تو پھر میں تم اپنے اوراپنی اطاعت کے حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود پڑو، لوگ کھڑے ہو گئے اور انھوں نے اپنی کمر پر کپڑا باندھا، جب اس امیر نے دیکھا کہ یہ تو واقعی آگ میں کودنے لگے ہیں تو اس نے کہا: رک جاؤ، میں تمہارے ساتھ مذاق کر رہا تھا، جب ان لوگوں نے واپس آ کر نبی کریم ﷺ کو یہ ماجرا سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان امراء میں سے جو آدمی تم کو نافرمانی کا حکم دے، تو اس کی اطاعت نہ کیا کرو۔''

(٤٩٣٣)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ رَهْطِهِ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً، فَسَلَّحْتُ رَجُلًا سَيْفًا، قَالَ: فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا لَامَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((أَعَجَزْتُمْ إِذْ بَعَثْتُ رَجُلًا فَلَمْ يَمْضِ لِأَمْرِي أَنْ تَجْعَلُوا مَكَانَهُ مَنْ يَمْضِي لِأَمْرِي۔)) (مسند أحمد: ١٧١٣٢)

بشر بن عاصم لیثی کہتے ہیں: سیدنا عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ، جو کہ میں بشر کی قوم میں سے تھے، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا، میں نے ایک آدمی کو تلوار دی، جب وہ لوٹا تو اس نے کہا: اس بار رسول اللہ ﷺ نے جو ملامت کی ہے، میں نے پہلے اس کی مثال نہیں دیکھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں ایک آدمی کو بھیجتا ہوں اور وہ میرے حکم کو نافذ نہیں کرتا تو کیا تم اس چیز سے عاجز آ گئے کہ اس کی جگہ ایسے آدمی کا تقرر کر دو، جو میرا حکم نافذ کرے۔''

فوائد:...... اس باب سے متعلقہ آیات واحادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک شریعت کی نافرمانی نہ ہوتی ہو، اس وقت تک امیر کی اطاعت کرنا فرض ہے، اسلامی تعلیمات کی رو سے عام مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خلیفہ پر اس کی غلطی کو واضح کرے، خلفائے راشدین کے سنہری دور کی مثالیں موجود ہیں، ہاں اگر حکمران ظالم ہو اور غلطی کی نشاندہی پر بڑی سزا دے سکتا ہو تو مصلحت سے کام لینا چاہیے۔

(٤٩٣٣) تخریج: حسن، قاله الالبانی۔ أخرجه أبوداود: ٢٦٢٧ (انظر: ١٧٠٠٧)

بَابُ الدَّعْوَةِ لِلْإِسْلَامِ قَبْلَ الْقِتَالِ وَوَصِيَّةِ الْإِمَامِ لِأَمِيرِ الْجَيْشِ

قتال سے پہلے اسلام کی دعوت دینے اور امام کا لشکر کے امیر کو وصیت کرنے کا بیان

(٤٩٣٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا قَاتَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَوْمًا حَتّٰى يَدْعُوْهُمْ۔ (مسند أحمد: ٢٠٥٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جب کسی قوم سے لڑائی کی، پہلے ان کو اسلام کی دعوت دی۔

(٤٩٣٥)۔ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔)) قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟)) فَقَالَ: هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ: فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ، فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُونُوا مِثْلَنَا، فَقَالَ: ((انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيهِ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن فرمایا: ''کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا، وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' لوگوں نے وہ رات اس حال میں گزاری کہ وہ غور وفکر کرتے رہے کہ کس شخص کو یہ جھنڈا دیا جائے گا، جب صبح ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ہر ایک کو جھنڈا ملنے کی امید تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی بن ابی طالب کہاں ہے؟'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کی آنکھ خراب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی طرف پیغام بھیج کر ان کا بلاؤ۔'' پس ان کو لایا گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا اور ان کے لیے دعا کی، وہ یوں شفایاب ہوئے کہ گویا ان کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی، آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا کر دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان سے قتال کرتا رہوں گا، یہاں تک کہ وہ ہماری طرح ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلامتی کے ساتھ چل، یہاں تک کہ ان کے صحن میں جا اتر اور ان کو اسلام کی دعوت دے اور ان کو بتلا کہ اللہ تعالیٰ کا کون سا

(٤٩٣٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبراني: ١١٢٧١، وابن ابی شيبة: ١٢/ ٣٦٥، وابويعلى: ٢٤٩٤ (انظر: ٢٠٥٣)

(٤٩٣٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٠٩، ٤٢١٠، ومسلم: ٢٤٠٦ (انظر: ٢٢٨٢١)

لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ))(مسند أحمد: ٢٣٢٠٩) حق ان پر واجب ہے، اللہ کی قسم ہے! اگر اللہ تعالیٰ نے تیری وجہ سے کسی ایک بندے کو بھی ہدایت دے دی تو وہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہوگا۔''

فوائد:...... اس میں نبی کریم ﷺ کے معجزہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قتال سے پہلے دعوتِ اسلام پیش کرنی چاہیے، لیکن درج ذیل روایات اس سے مختلف نظر آتی ہیں:

(۱) إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَغَارَ عَلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّونَ۔ ...... بیشک نبی کریم ﷺ نے بنو مصطلق پر حملہ کیا، جبکہ وہ غافل تھے۔ (دیکھیں: حدیث نمبر ۴۹۳۹)

(۲) ابن عون کہتے ہیں: میں نے تحریر کے ذریعے امام نافع رحمہ اللہ سے دعوتِ اسلام سے پہلے قتال کے بارے میں پوچھا، انھوں نے تحریراً یہ جواب دیا: إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ قَدْ أَغَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّونَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقٰى عَلَى الْمَاءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبٰى سَبْيَهُمْ وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ قَالَ يَحْيٰى أَحْسِبُهُ قَالَ جُوَيْرِيَةَ۔ ...... ابتدائے اسلام میں قتال سے پہلے دعوت دینے کا حکم تھا، (بعد میں تو) رسول اللہ ﷺ نے خود بنو مصطلق پر شب خون مارا، جبکہ وہ غافل تھے اور ان کے چوپائیوں کو گھاٹ پر پانی پلایا جا رہا تھا، پس آپ ﷺ نے جنگجوؤں کو قتل کیا اور ان کی اولاد کو قیدی کر لیا، اسی دن آپ ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا حاصل کی تھی۔ (صحيح مسلم: ٣٢٦٠)

جمہور اہل علم کی رائے تو یہ ہے کہ اگر کفار کو پہلے دعوت نہ پہنچی ہو تو انہیں دعوت دینا واجب ہے، بصورتِ دیگر مستحب۔

لیکن یہ رائے بھی قابل توجہ ہے کہ بالترتیب دعوتِ اسلام، جزیہ اور لڑائی کا حکم باقی ہے، لیکن اگر کسی مقام پر کوئی عذر ہو تو بغیر دعوت کے حملہ کیا جا سکتا ہے، مثال کے طور پر دشمنوں کی تعداد زیادہ ہو، یا ان کے پاس اسبابِ جنگ زیادہ ہوں، یا وہ مضبوط قلعوں میں مورچہ زن ہوں، یا وہ زیادہ شرّ والے ہوں، جبکہ ان کے مقابلے میں لشکرِ اسلام کی تعداد اور وسائل کم ہوں اور دعوت دینے سے ان کے مزید سنبھل جانے کا خطرہ بھی ہو تو دعوتِ اسلام پیش کیے بغیر ان کی غفلت سے فائدہ اٹھایا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٤٩٣٦)۔ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ أَمِيرًا عَلٰى سَرِيَّةٍ أَوْ جَيْشٍ أَوْصَاهُ فِي خَاصَّةِ نَفْسِهِ

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو چھوٹے یا بڑے لشکر کا امیر بنا کر بھیجتے تو خاص طور پر اس کو اللہ سے ڈرتے اور اس کے ساتھ

(٤٩٣٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٣١ (انظر: ٢٣٠٣٠)

بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا، وَقَالَ: ((اغْزُوا بِسْمِ اللّٰهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ، فَإِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إِلَى إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خِلَالٍ، فَأَيَّتُهُنَّ مَا أَجَابُوكَ إِلَيْهَا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ، وَأَعْلِمْهُمْ إِنْ هُمْ فَعَلُوا ذٰلِكَ أَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ، وَأَنَّ عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، فَإِنْ أَبَوْا وَاخْتَارُوْا دَارَهُمْ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ، يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْفَيْءِ وَالْغَنِيمَةِ نَصِيبٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَادْعُهُمْ إِلَى إِعْطَاءِ الْجِزْيَةِ، فَإِنْ أَجَابُوا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، فَإِنْ أَبَوْا فَاسْتَعِنِ اللّٰهَ ثُمَّ قَاتِلْهُمْ)) وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ: ((وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ، فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّكَ، فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهِ، وَلٰكِنْ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَبِيكَ وَذِمَمَ أَصْحَابِكَ، فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوْا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ آبَائِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ، وَإِنْ حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ،

والے مسلمانوں کو خیر و بھلائی کی نصیحت کرتے اور فرماتے: ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کی راہ میں جہاد کر، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے قتال کر، جب تو اپنے مشرک دشمنوں کے سامنے آئے تو ان کو تین خصلتوں میں سے ایک کی طرف دعوت دے، وہ ان میں سے جس چیز کا مثبت جواب دیں، تو ان سے وہ قبول کر لے اور ان پر حملہ کرنے سے رک جا، سب سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دے، اگر وہ قبول کر لیں تو تو ان سے اس چیز کو قبول کر لے، پھر ان کو دعوت دے کہ وہ اپنے گھروں سے مہاجروں کے گھروں کی طرف ہجرت کریں اور ان کو یہ بتلا کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کو وہ حقوق ملیں گے، جو مہاجرین کو ملے ہوئے ہیں اور ان پر وہ ذمہ داریاں عائد ہوں گی، جو مہاجرین پر ہیں، اگر وہ اس طرح ہجرت کرنے سے انکار کر دیں تو تو ان کو بتلا دے کہ ان کا حکم بدو مسلمانوں کا ہوگا، ان پر اللہ تعالیٰ کا وہی حکم چلے گا، جو اس قسم کے مسلمانوں پر چلتا ہے، ان کے لیے مالِ فے اور مالِ غنیمت میں سے کوئی حصہ نہیں ہوگا، الا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کریں، اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو ان کو جزیہ دینے کی دعوت دے، اگر وہ مان جائیں تو تو ان سے یہ جزیہ قبول کر لے اور ان سے رک جا اور اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کر دیں تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر اور ان سے قتال شروع کر دے۔'' دوسری سند: اسی قسم کا متن مروی ہے، البتہ اس میں ہے: ''اور جب تو اہل قلعہ کا محاصرہ کر لے اور وہ تجھ سے یہ چاہیں کہ تو ان کو اللہ کا ذمہ اور اپنے نبی کا ذمہ دے، تو تو نے ایسے نہیں کرنا، ان کو اللہ اور اس کے نبی کا ذمہ نہیں دینا، ہاں ان کو اپنا، اپنے باپ کا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ دے سکتے ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر تم نے اپنے اور اپنے آباء کے

فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ، فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيهِمْ أَمْ لَا۔)) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا أَوْنَحْوُهُ۔ (مسند أحمد: ٢٣٤١٨)

ذموں کو توڑ دیا تو یہ فعل اس سے ہلکا ہوگا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ توڑ دو، اسی طرح اگر تو اہل قلعہ کا محاصرہ کرلے اور وہ یہ ارادہ کریں کہ تو ان کو اللہ کے حکم پر اتارے تو تو نے ان کو اللہ کے حکم پر نہیں اتارنا، بلکہ اپنے حکم پر اتارنا ہے، کیونکہ تو نہیں جانتا کہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو پالے گا یا نہیں۔''

فوائد:...... ''اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ نہ دیا جائے، بلکہ امیر اپنا یا اپنے ساتھیوں کا ذمہ دے۔'' ذمہ سے مراد مصالحت کا عقد ہے، یہ عقد اللہ اور اس کے رسول کی طرف منسوب کیا جائے یا امیر لشکر کی طرف، ہر صورت میں اس کو توڑنا حرام ہے، لیکن اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ توڑنا زیادہ سنگین جرم ہے۔

جہاد کے آداب پر غور کریں، اگر کفار امن سے رہیں، مسلمانوں پر جنگ مسلط نہ کریں اور نہ ان کی مملکت کے خلاف تباکن سازشیں کریں تو ان سے لڑائی نہیں لڑی جائے گی بلکہ ان سے معاہدہ کر کے صلح رکھی جائے گی، جیسے یہودیوں کے ساتھ میثاقِ مدینہ اور قریش کے ساتھ صلح حدیبیہ ہوئی، اگر لڑائی لڑنی پڑ جائے تو پہلے اسلام کی دعوت پیش کی جائے گی، وگرنہ جزیہ کی سہولت دی جائے گی، اگر کفار یہ شرط بھی قبول نہ کریں تو تب ان سے لڑائی لڑی جائے گی۔

(٤٩٣٧)۔ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ: حَاصَرَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَصْرًا مِنْ قُصُورِ فَارِسَ، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! أَلَا تَنْهَدُ إِلَيْهِمْ؟ قَالَ: لَا، حَتّٰى أَدْعُوَهُمْ كَمَا كَانَ يَدْعُوهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَأَتَاهُمْ فَكَلَّمَهُمْ، قَالَ: أَنَا رَجُلٌ فَارِسِيٌّ، وَأَنَا مِنْكُمْ وَالْعَرَبُ يُطِيعُونِي، فَاخْتَارُوا إِحْدٰى ثَلَاثٍ، إِمَّا أَنْ تُسْلِمُوا، وَإِمَّا أَنْ تُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَأَنْتُمْ صَاغِرُونَ غَيْرُ مَحْمُودِينَ، وَإِمَّا أَنْ نُنَابِذَكُمْ فَنُقَاتِلَكُمْ، قَالُوا لَا نُسْلِمُ، وَلَا نُعْطِي الْجِزْيَةَ، وَلٰكِنَّا نُنَابِذُكُمْ، فَرَجَعَ سَلْمَانُ إِلٰى أَصْحَابِهِ،

ابو بختری کہتے ہیں: سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فارس کے محلات میں ایک محل کا محاصرہ کرلیا، ان کے ساتھیوں نے ان سے کہا: اے ابو عبداللہ! کیا تو ان کی طرف کھڑا ہو کر (ان پر حملہ نہیں) کرتا؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، یہاں تک کہ میں ان کو دعوت دے لوں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ دعوت دیتے تھے، پس وہ ان کے پاس آئے اور ان سے یوں بات کی: میں فارسی آدمی ہوں، میں تم میں سے ہی ہوں، یہ عرب میری اطاعت کرنے والے ہیں، تین امور میں سے ایک کو پسند کرلو، یا اسلام قبول کرلو، یا اپنے ہاتھ سے جزیہ دو، اس حال میں کہ تم ذلیل ہوگے اور تمہیں سراہا نہیں جائے گا، یا پھر ہم تم سے اعلانِ جنگ کر کے قتال شروع کرتے ہیں، انھوں نے کہا: نہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں اور نہ جزیہ دیتے ہیں، بلکہ ہم تم سے

(٤٩٣٧) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه بين ابى البخترى وبين سلمان، وعطاء بن السائب كان قد اختلط ,أخرجه الترمذي: ١٥٤٨ (انظر: ٢٣٧٣٩)

قَالُوْا: أَلَا تَنْهَدُ إِلَيْهِمْ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَدَعَاهُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمْ يَقْبَلُوْا فَقَاتَلَهُمْ فَفَتَحَهَا۔ (مسند أحمد: ٢٤١٤٠)

اعلانِ جنگ کرتے ہیں، سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آئے، انھوں نے کہا: کیا اب آپ ان کی طرف کھڑے نہیں ہوتے؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، پس انھوں نے ان کو تین دن دعوت دی، لیکن انھوں نے قبول نہ کی، پھر انھوں نے ان سے لڑائی شروع کر دی اور اس محل کو فتح کر لیا۔

(٤٩٣٨)۔ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، أَنَّ سَلْمَانَ حَاصَرَ قَصْرًا مِنْ قُصُورِ فَارِسَ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: دَعُونِي حَتَّى أَفْعَلَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي امْرُؤٌ مِنْكُمْ، وَإِنَّ اللّٰهَ رَزَقَنِي الْإِسْلَامَ، وَقَدْ تَرَوْنَ طَاعَةَ الْعَرَبِ، فَإِنْ أَنْتُمْ أَسْلَمْتُمْ وَهَاجَرْتُمْ إِلَيْنَا، فَأَنْتُمْ بِمَنْزِلَتِنَا، يَجْرِي عَلَيْكُمْ مَا يَجْرِي عَلَيْنَا، وَإِنْ أَنْتُمْ أَسْلَمْتُمْ وَأَقَمْتُمْ فِي دِيَارِكُمْ، فَأَنْتُمْ بِمَنْزِلَةِ الْأَعْرَابِ، يَجْرِي لَكُمْ مَا يَجْرِي لَهُمْ، وَيَجْرِي عَلَيْكُمْ مَا يَجْرِي عَلَيْهِمْ، فَإِنْ أَبَيْتُمْ وَأَقْرَرْتُمْ بِالْجِزْيَةِ، فَلَكُمْ مَا لِأَهْلِ الْجِزْيَةِ، وَعَلَيْكُمْ مَا عَلَى أَهْلِ الْجِزْيَةِ، عَرَضَ عَلَيْهِمْ ذٰلِكَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: انْهَدُوا إِلَيْهِمْ فَفَتَحَهَا۔ (مسند أحمد: ٢٤١٣٥)

ابو بختری کہتے ہیں: سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے فارس کے محلّات میں سے ایک محل کا محاصرہ کر لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: مجھے چھوڑ دو، تاکہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کیا تھا، وہ کچھ میں کر لوں، پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا: میں تم میں سے ایک آدمی ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام عطا کیا ہے اور تم دیکھ رہے ہو کہ عرب لوگ میری اطاعت میں ہیں، اب اگر تم بھی اسلام قبول کر لو اور ہماری طرف ہجرت کرو تو تم ہمارے قائم مقام ہو گے اور ہمارے والے حقوق اور احکام تم کو مل جائیں گے، اور اگر تم اسلام قبول کر لو، لیکن اپنے علاقے میں ہی ٹھہرے رہو تو تم بدوؤں کے قائمقام ہو گے اور تم کو بدوؤں والے حقوق ملیں گے اور تم پر ذمہ داریاں عائد ہوں گی، جو بدوؤں پر عائد ہوتی ہیں، اور اگر تم اسلام کا انکار کر دو اور جزیہ کا اقرار کر لو تو تم کو وہ حقوق ملیں گے، جو اہل جزیہ کو ملتے ہیں اور تم پر وہ ذمہ داریاں عائد ہوں گی، جو اہل جزیہ پر عائد ہوتی ہیں، انھوں یہ باتیں تین دن ان پر پیش کیں، چونکہ وہ نہ مانے، اس لیے انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اب کھڑے ہو جاؤ اور ان پر حملہ کر دو، پس انھوں نے اس کو فتح کر لیا۔

فوائد:...... ''ہماری طرف ہجرت کرو تو تم ہمارے قائم مقام ہو گے'' اس سے مراد مال اور مال غنیمت جیسے حقوق ہیں۔

(٤٩٣٨) تخریج: انظر الحدیث السابقۃ

(٤٩٣٩)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ أَسْأَلُهُ مَا أَقْعَدَ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ الْغَزْوِ أَوْ عَنِ الْقَوْمِ، إِذَا غَزَوْا بِمَا يَدْعُونَ الْعَدُوَّ قَبْلَ أَنْ يُقَاتِلُوهُمْ، وَهَلْ يَحْمِلُ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ فِي الْكَتِيبَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ إِمَامِهِ؟، فَكَتَبَ إِلَيَّ، إِنَّ ابْنَ عُمَرَ قَدْ كَانَ يَغْزُو وَلَدُهُ وَيَحْمِلُ عَلَى الظَّهْرِ، وَكَانَ يَقُولُ: إِنَّ أَفْضَلَ الْعَمَلِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالَى، وَمَا أَقْعَدَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ الْغَزْوِ إِلَّا وَصَايَا لِعُمَرَ، وَصِبْيَانٌ صِغَارٌ، وَضَيْعَةٌ كَثِيرَةٌ، وَقَدْ أَغَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّونَ يَسْقُونَ عَلَى نَعَمِهِمْ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَسَبَى سَبَايَاهُمْ، وَأَصَابَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، قَالَ: فَحَدَّثَنِي بِهٰذَا الْحَدِيثِ ابْنُ عُمَرَ، وَكَانَ فِي ذٰلِكَ الْجَيْشِ، وَإِنَّمَا كَانُوا يُدْعَوْنَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ، وَأَمَّا الرَّجُلُ فَلَا يَحْمِلُ عَلَى الْكَتِيبَةِ إِلَّا بِإِذْنِ إِمَامِهِ۔ (مسند أحمد: ٤٨٧٣)

ابن عون کہتے ہیں: میں نے امام نافع سے بذریعہ کتابت یہ سوالات کیے کہ کس چیز نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو غزوے سے یا جہاد کرنے والے لوگوں سے پیچھے بٹھا دیا ہے، دشمنوں کے ساتھ لڑنے سے پہلے سب سے پہلے ان کو کس چیز کی دعوت دی جائے گی اور کیا آدمی امام کی اجازت کے بغیر کسی لشکر پر حمل کر سکتا ہے؟ انھوں نے تحریری جواب دیتے ہوئے لکھا: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹا جہاد کر رہا ہے اور وہ سواریاں دے رہے ہیں، نیز وہ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد سب سے افضل عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے، لیکن سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو غزوے سے پیچھے کر دینے والی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وصیتیں، چھوٹے بچے اور مالِ کثیر ہے، رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق پر شب خون مارا تھا، جبکہ وہ غافل تھے اور اونٹوں کو پانی پلا رہے تھے، پس آپ ﷺ نے ان کے جنگ جوؤں کو قتل کر دیا اور ان کے باقی افراد کو قیدی بنا لیا، اسی جنگ میں آپ ﷺ نے سیدہ جویریہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا کو بطورِ قیدی حاصل کیا تھا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے اور وہ اس لشکر میں بھی موجود تھے، کافروں کو سب سے پہلے اسلام کی دعوت دی جائے گی اور آدمی کو امام کی اجازت کے بغیر لشکر پر حملہ نہیں کرنا چاہیے۔

فوائد:...... ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو غزوے سے پیچھے کر دینے والی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وصیتیں......'' اس کو اس معنی پر محمول کریں کہ جب تک جہاد کا تعین نہیں ہوگا، وگرنہ یہ نہیں ہو سکتا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جہاد کو ترک کر دیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کی نصیحت کریں۔

بَابُ جَوَازِ الْخِدَاعِ فِي الْحَرْبِ بِالتَّوْرِيَةِ وَالْكِتْمَانِ وَإِرْسَالِ الْجَوَاسِيسِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

لڑائی میں دھوکہ دینے، توریہ کرنے، بات کو چھپانے اور جاسوسوں کو بھیجنے کے جواز کا بیان

(٤٩٤٠)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے

(٤٩٣٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٤١، ومسلم: ١٧٣٠ (انظر: ٤٨٧٣)

(٤٩٤٠) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابويعلى: ٤٩٤، وابن ابي شيبة: ١٢/ ٥٢٩ (انظر: ٦٩٦)

عَزَّوَجَلَّ سَمَّى الْحَرْبَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ خُدْعَةً، قَالَ رَحْمَوَيْهِ فِي حَدِيثِهِ: عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ۔ (مسند أحمد: ٦٩٦)

اپنے نبی کی زبان پر لڑائی کا نام دھوکہ رکھا ہے۔

فوائد:...... لڑائی کو اس اعتبار سے دھوکہ قرار دیا گیا ہے کہ اظہار کسی اور چیز کا کیا جاتا ہے، جبکہ مخفی بات اور ہوتی ہے۔ لیکن جس دھوکے سے عہد و امان توڑا جا رہا ہو، وہ ناجائز ہوگا۔

(٤٩٤١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَمَّى الْحَرْبَ خُدْعَةً۔ (مسند أحمد: ٨٠٩٧)

سیدنا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لڑائی کو دھوکے کا نام دیا ہے۔

(٤٩٤٢)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْحَرْبُ خُدْعَةٌ)) (مسند أحمد: ١٣٣٧٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لڑائی دھوکہ ہے۔''

(٤٩٤٣)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْحَرْبُ خُدْعَةٌ (مسند أحمد: ١٤٢٢٦)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لڑائی دھوکہ ہے۔''

(٤٩٤٤)۔ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَلَّمَا يُرِيدُ غَزْوَةً يَغْزُوهَا إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَ غَزْوَةُ تَبُوكَ، فَغَزَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ، اسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا، وَاسْتَقْبَلَ غَزْوَ عَدُوٍّ كَثِيرٍ، فَجَلَا لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ، لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ عَدُوِّهِمْ، أَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ۔ (مسند أحمد: ١٥٨٨٢)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب بھی غزوے کا ارادہ کرتے تو توریہ کرتے ہوئے کسی اور چیز کا اظہار کرتے، یہاں تک کہ غزوۂ تبوک کا موقع آ گیا، آپ ﷺ نے شدید گرمی میں یہ جنگ لڑی تھی، دور کا سفر کرنا تھا، ہلاکت گاہوں سے گزرنا تھا اور دشمنوں کی کثیر تعداد سے مقابلہ کرنا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے مسلمانوں پر ان کا معاملہ واضح کر دیا، تاکہ دشمن کے مطابق تیاری کر لیں، آپ ﷺ نے جس طرف جانا تھا، اس کی واضح طور پر خبر دے دی۔

فوائد:...... توریہ: ارادہ کی ہوئی چیز کا اس طرح اظہار کرنا کہ حقیقت مخفی رہے۔

آپ ﷺ کا عام معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ غزوات میں توریہ کرتے تھے، لیکن غزوۂ تبوک کے موقع پر

(٤٩٤١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٢٩، ومسلم: ١٧٤٠ (انظر: ٨١١٢)

(٤٩٤٢) صحيح لغيره، أخرجه ابوعوانة: ٤/ ٨١، والبخاري في "التاريخ الكبير": ٦/ ٢١٥ (انظر: ١٣٣٤٢)

(٤٩٤٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٣٠، ومسلم: ١٧٣٩ (انظر: ١٤١٧٧)

(٤٩٤٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٨٨٩، ٤٦٧٦، ٤٦٧٧، ٦٦٩٠، ومسلم: ٢٧٦٩ (انظر: ١٥٧٨٩)

آپ ﷺ نے واضح طور پر اعلان کیا تا کہ لوگ سفر کی صعوبتوں کا اندازہ کر کے مکمل تیاری کر لیں۔

(٤٩٤٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اشْتَدَّ الْأَمْرُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ بَنِي قُرَيْظَةَ، فَانْطَلَقَ الزُّبَيْرُ فَجَاءَ بِخَبَرِهِمْ، ثُمَّ اشْتَدَّ الْأَمْرُ أَيْضًا فَذَكَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ الزُّبَيْرَ حَوَارِيَّ۔)) (مسند أحمد: ١٤٤٢٨)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب غزوۂ خندق کے موقع پر معاملے میں شدت آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے، جو ہمیں بنوقریظہ کے حالات سے مطلع کرے؟'' سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ چلے اور ان کے حالات سے آگاہ کیا، پھر جب معاملے میں مزید سختی پیدا ہوئی تو آپ ﷺ نے تین بار یہی بات ارشاد فرمائی، (آگے سے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے ہی جواب دیا)، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔''

فوائد:...... حواری سے مراد سنگین حالات میں منتخب اور خاص معاون و مددگار ہے، اس میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے، کافروں کی جاسوسی کرنا درست ہے۔

(٤٩٤٦)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بُسَيْسَةَ عَيْنًا يَنْظُرُ مَا فَعَلَتْ عِيرُ أَبِي سُفْيَانَ، فَجَاءَ وَمَا فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: لَا أَدْرِي مَا اسْتَثْنَى بَعْضَ نِسَائِهِ، فَحَدَّثَهُ الْحَدِيثَ، قَالَ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَكَلَّمَ فَقَالَ: ((إِنَّ لَنَا طَلِبَةً فَمَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا فَلْيَرْكَبْ مَعَنَا۔)) فَجَعَلَ رِجَالٌ يَسْتَأْذِنُونَهُ فِي ظَهْرٍ لَهُمْ فِي عُلُوِّ الْمَدِينَةِ، قَالَ: ((لَا، إِلَّا مَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا۔)) فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتّٰى سَبَقُوا الْمُشْرِكِينَ إِلَى بَدْرٍ۔ (مسند أحمد: ١٢٤٢٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بُسیسہ کو بطورِ جاسوس بھیجا، تا کہ وہ دیکھیں کہ ابو سفیان کے قافلے کا کیا بنا ہے، پس جب وہ لوٹے تو گھر میں میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں تھا، ثابت راوی کہتے ہیں: مجھے اس چیز کا علم نہ ہو سکا کہ راوی نے آپ ﷺ کی بعض بیویوں کا استثنا کیا تھا یا نہیں، بہرحال سیدنا بُسیسہ نے حالات سے آگاہ کیا، آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''ہم نے کوئی چیز تلاش کرنی ہے، جس کے پاس سواری موجود ہے، وہ ہمارے ساتھ چلے۔'' بعض لوگوں نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ ان کی سواریاں مدینہ منورہ کے بالائی حصے میں ہے (جبکہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ جانا چاہتے ہیں، لہٰذا ان کا انتظار کیا جائے)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، صرف

(٤٩٤٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٤٧، ٢٩٩٧، ومسلم: ٢٤١٥ (انظر: ١٤٣٧٥)

(٤٩٤٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٠١ (انظر: ١٢٣٩٨)

وہی آ جائیں، جن کے پاس سواریاں موجود ہیں۔'' پس آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ چل پڑے اور مشرکوں سے پہلے بدر میں پہنچ گئے۔

فوائد:...... یہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس قافلے پر حملے کا پروگرام بنایا اور مسلمان اس نیت سے مدینہ سے چل پڑے، ابوسفیان کو بھی اس امر کی اطلاع ہوگئی، چنانچہ انھوں نے ایک تو اپنا راستہ تبدیل کر لیا اور دوسرے، مکہ اطلاع بھجوا دی، جس کی بنا پر ابوجہل ایک لشکر لے کر اپنے قافلے کی حفاظت کے لیے بدر کی جانب چل پڑا، پھر فریقین میں بدر کی لڑائی ہوئی۔

آپ ﷺ نے وجہ بیان کرتے وقت توریہ کیا اور اپنی جہت کو واضح طور پر بیان نہیں کیا۔

بَابُ تَرْتِيبِ السَّرَايَا وَالْجُيُوْشِ وَاتِّخَاذِ الرَّايَاتِ وَأَلْوَانِهَا

سرایا اور جیوش کو ترتیب دینے اور جھنڈوں اور ان کے رنگوں کا اہتمام کرنے کا بیان

(٤٩٤٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ، وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُ مِائَةٍ، وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ، وَلَا يُغْلَبُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٦٨٢)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین ساتھی چار ہیں، بہترین سریہ چار سو افراد کا ہے، بہترین لشکر چار ہزار کا ہے اور بارہ ہزار افراد کا لشکر محض تعداد کی قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوگا۔''

فوائد:...... اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ ساتھیوں، چھوٹے اور بڑے لشکروں کی کم از کم اتنی تعداد ہونی چاہیے، اگر زیادہ ہو جائے تو اور بہتر ہوگا۔

اگر دو مسافر ہوں اور ایک کوئی چیز لینے کے لیے چلا جائے تو اسے اکیلا جانا پڑے گا اور پیچھے ٹھہرنے والے کو اکیلا ٹھہرنا پڑے گا، اگر تین ہوں اور ان میں سے ایک کسی ضرورت کے لیے جائے تو اسے اکیلا جانا پڑے گا اور دو جانے کی صورت میں پیچھے رہنے والا اکیلا رہ جائے گا، اگر چار ہوں گے تو خلوت والی وحشت ختم ہو جائے گی، یعنی ضرورت کی صورت میں دو چلے جائیں اور دو پیچھے باقی رہ جائیں گے، اس لیے چار ساتھیوں کی تعداد بہترین ہے۔

سریّہ وہ ہوتا ہے جو کہیں حملہ کرنے کے لیے بڑے لشکر سے جدا ہو جاتا ہے اور اپنا مقصود پورا کر کے واپس آ جاتا ہے، ایسے افراد کی بہترین اور کم از کم تعداد چار سو ہونی چاہیے۔

بارہ ہزار مجاہدوں پر مشتمل لشکر تھوڑی تعداد کی وجہ سے مغلوب نہیں ہو سکتا، اگر اسے شکست ہوگئی تو وہ کسی دوسرے امر کی وجہ سے ہوگی، مثلاً زیادہ تعداد پر ناز کرنا، جیسا کہ غزوۂ حنین کے موقع پر ہوا۔ لشکرِ اسلام کی تعداد تقریباً بارہ ہزار تھی،

(٤٩٤٧) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه أبوداود: ٢٦١١، والترمذی: ١٥٥٥ (انظر: ٢٦٨٢)

لیکن جب انھیں اپنی کثرت پر تعجب ہوا اور وہ کہنے لگے کہ آج وہ قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوں گے، تو نتیجہ یہ نکلا کہ وہ پہلے حملے میں مغلوب ہو گئے، بعد میں غالب آ گئے۔

فاروقی عہد خلافت میں واقعہ نہاوند میں فاروقی لشکر کے پندرہ ہزار مجاہدوں نے ڈیڑھ لاکھ ایرانی مجوسیوں کے جم غفیر کو شکست دی تھی۔

دشمن سے جنگ کرتے وقت رسول اللہ ﷺ لشکروں کو ترتیب دیتے، جیسا کہ آپ ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر تیراندازوں کو پہاڑی پر مقرر فرمایا اور انہیں یہ تاکید کی کہ وہ کسی صورت میں اپنی جگہ نہ چھوڑیں۔

(٤٩٤٨)۔ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَسَّانَ الْبَكْرِيِّ، قَالَ: قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَبِلَالٌ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيْهِ مُتَقَلِّدٌ السَّيْفَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَإِذَا رَايَاتٌ سُودٌ، وَسَأَلْتُ مَا هٰذِهِ الرَّايَاتُ؟ فَقَالُوْا: عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ قَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ۔ (مسند أحمد: ١٦٠٤٨)

سیدنا حارث بن حسان بکری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم مدینہ منورہ آئے اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تلوار لے کر آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہیں اور کئی کالے جھنڈے نظر آ رہے ہیں، میں نے پوچھا: یہ جھنڈے کیسے ہیں؟ انھوں نے کہا: سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ غزوے سے واپس آئے ہیں۔

(٤٩٤٩)۔ وَعَنْهُ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى: فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ غَاصٌّ بِالنَّاسِ، وَإِذَا رَايَةٌ سَوْدَاءُ تَخْفِقُ، فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ الْيَوْمَ؟ قَالُوْا: هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيدُ أَنْ يَبْعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَجْهًا۔ (مسند أحمد: ١٦٠٥٠)

(دوسری روایت) سیدنا حارث رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مسجد میں داخل ہوا، وہ لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اور ایک کالے رنگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا، میں نے کہا: آج لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جہاد کے لیے کسی طرف بھیجنا چاہتے ہیں۔

(٤٩٥٠)۔ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، مَوْلٰى مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: بَعَثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ إِلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَسْأَلُهُ عَنْ رَايَةِ

یونس بن عبید کہتے ہیں: محمد بن قاسم نے مجھے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، تاکہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کے بارے میں سوال کر سکوں کہ وہ کیسا تھا، انھوں

(٤٩٤٨) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، عاصم بن ابى النجود لم يدرك الحارث بن حسان، أخرجه الترمذى: ٣٢٧٣، وابن ماجه: ٢٨١٦ (انظر: ١٥٩٥٢)

(٤٩٤٩) تخريج: اسناده حسن (انظر: ١٥٩٥٤)

(٤٩٥٠) تخريج: حديث حسن لغيره، أخرجه أبو داود: ٤٤٥٧، والنسائى: ٦/ ١٠٩ (انظر: ١٨٦٢٧)

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا كَانَتْ؟ قَالَ: كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِنْ نَمِرَةٍ۔ (مسند أحمد: ۱۸۸۳۰) نے کہا: وہ مربع شکل کا اور کالے رنگ کا دھاری دار تھا۔

فوائد:...... جھنڈے کے بارے میں مزید روایات:

سیدنا عبدللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَتْ رَايَةُ النَّبِيِّ ﷺ سَوْدَاءَ وَلِوَاءُهُ أَبْيَضُ، رسول اللہ ﷺ کا بڑا جھنڈا کالا تھا اور آپ ﷺ کا چھوٹا جھنڈا سفید تھا۔ (ترمذی: ۱۶۸۱، ابن ماجہ: ۲۸۱۸)

ایک فرق کا اندازہ تو ترجمہ سے ہو رہا ہے، دوسرا فرق یہ بیان کیا گیا ہے کہ "رأیة" صاحبِ حرب کے پاس ہوتا ہے، وہ اس جھنڈے پر لڑائی کرتا ہے اور جنگجو اس کی طرف مائل ہوتے ہیں، جبکہ "لِـواء" امیر اور اس کی متحد جماعت کی علامت ہوتا ہے اور اس کو اس کے ساتھ ساتھ رکھا جاتا ہے اور تیسرا فرق یہ کہ "لِواء" کو نیزے پر باندھ کر اس کے ساتھ لپیٹ دیا جاتا ہے، جبکہ "رایة" کو نیزے کے ساتھ باندھ کر کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہ ہوا کی وجہ سے ہلتا رہتا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاءُهُ أَبْيَضُ۔...... بیشک رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کا جھنڈا سفید تھا۔ (ابوداود: ۲۵۹۲، ابن ماجہ: ۲۸۱۷، نسائی: ۲۷۶۶)

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَصَبْتُ عَمِّي وَمَعَهُ رَايَةٌ فَقُلْتُ أَيْنَ تُرِيدُ فَقَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةَ أَبِيهِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ۔ ...... میں اپنے چچا (سیدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ) کو ملا، جبکہ ان کے پاس ایک جھنڈا تھا اور پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک ایسے آدمی کی طرف بھیجا ہے، جس نے اپنے باپ کی بیوی (یعنی اپنی سوتیلی ماں) سے نکاح کر لیا اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی گردن اتار دوں اور اس کا مال چھین لوں۔ (ابوداود: ۴۴۵۷، ترمذی: ۱۳۶۲، نسائی: ۳۳۳۲) یہ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا تھا، جو کہ علامت تھا کہ انھیں واقعتا رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَتْ رَايَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَوْدَاءَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضَ مَكْتُوْبٌ عَلَيْهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔......رسول اللہ ﷺ کا بڑا جھنڈا کالا تھا اور چھوٹا جھنڈا سفید تھا اور اس پر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔ (معجم اوسط للطبرانی: ۲۱۹، لیکن یہ حدیث ضعیف ہے) لہٰذا جھنڈے پر کچھ لکھا نہیں ہونا چاہیے، خاص طور پر احترام والا لفظ لکھا ہوا نہ ہو، کیونکہ عام طور پر جھنڈوں کو رکھتے وقت ان کے احترام کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا جاتا ہے۔

بَابُ تَشْيِيعِ الْغَازِي وَاسْتِقْبَالِهِ وَوَصِيَّةِ الْإِمَامِ لَهُ

مجاہد کو الوداع کہنے، اس کا استقبال کرنے اور امام کا اس کو وصیت کرنے کا بیان

(٤٩٥١)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر

(٤٩٥١) تخريج: اسناده ضعيف، أخرجه ابن ماجه: ٢٨٢٤ (انظر: ١٥٦٤٣)

عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَأَنْ أُشَيِّعَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَأَكْتَفَهُ عَلٰى رَاحِلَةٍ غَدْوَةً أَوْ رَوْحَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔)) (مسند أحمد: ١٥٧٢٨)

میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑنے والے کو الوداع کہوں اور اس کی ضروریات پوری کرنے میں اس کی مدد کروں، اس کی روانگی کے وقت یا اس کی واپس کے وقت تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند ہوگا۔''

(٤٩٥٢)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ؓ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ الصِّبْيَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوِدَاعِ، نَتَلَقَّى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: أَذْكُرُ مَقْدَمَ النَّبِيِّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ تَبُوْكَ۔ (مسند أحمد: ١٥٨١٢)

سیدنا سائب بن یزید ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع کی طرف نکلا، ہم دراصل رسول اللہ ﷺ کو ملنے کے لیے گئے تھے، جبکہ آپ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس آرہے تھے۔ سفیان راوی نے ایک بار کہا: مجھے نبی کریم ﷺ کا آنا یاد ہے، جب آپ ﷺ تبوک سے واپس لوٹے تھے۔

(٤٩٥٣)۔ قَالَ صَفْوَانُ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ، قَالَ: ((سِيرُوا بِاسْمِ اللّٰهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، تُقَاتِلُونَ أَعْدَاءَ اللّٰهِ، لَا تَغُلُّوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيدًا، وَلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ يَمْسَحُ عَلٰى خُفَّيْهِ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ عَلٰى طُهُورٍ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ۔)) (مسند أحمد: ١٨٢٦٦)

سیدنا صفوان ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریّہ میں بھیجا اور فرمایا: ''اللہ کے نام کے ساتھ اس کی راہ میں چلو، اللہ کے دشمنوں سے لڑا، نہ خیانت کرو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو، مسافر تین دنوں تک اپنے موزوں پر مسح کرسکتا ہے، جبکہ اس نے وضو کی حالت میں موزے پہنے ہوں اور مقیم ایک دن رات تک ان پر مسح کرسکتا ہے۔

(٤٩٥٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَشٰى مَعَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، ثُمَّ وَجَّهَهُمْ، وَقَالَ: ((انْطَلِقُوا عَلٰى اسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ أَعِنْهُمْ)) يَعْنِي النَّفَرَ الَّذِينَ وَجَّهَهُمْ إِلٰى كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ۔ (مسند أحمد: ٢٣٩١)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقیع الغرقد تک ان کے ساتھ چلے، پھر ان کو الوداع کہا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نام پر چلو، اے اللہ! ان لوگوں کی مدد فرما۔'' آپ ﷺ کی مراد وہ لوگ تھے، جن کو آپ ﷺ نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

(٤٩٥٢) تخريج: أخرجه البخاری: ٣٠٨٣، ٤٤٢٦، ٤٤٢٧ (انظر: ١٥٧٢١)

(٤٩٥٣) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٢٨٥٧ (انظر: ١٨٠٩٤)

(٤٩٥٤) اسناده حسن، أخرجه الطبراني: ١١٥٥٤، والبزار: ١٨٠١، والحاكم: ٢/ ٩٨ (انظر: ٢٣٩١)

(٤٩٥٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ جُيُوشَهُ، قَالَ: ((اخْرُجُوا بِسْمِ اللّٰهِ، تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ، لَا تَغْدِرُوْا، وَلَا تَغُلُّوا، وَلَا تُمَثِّلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ وَلَا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٢٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے لشکروں کو روانہ کرتے تو فرماتے: ''اللہ کے نام کے ساتھ نکلو، اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے اللہ کی راہ میں لڑو، نہ دھوکہ کرو، نہ خیانت کرو، نہ مثلہ کرو اور نہ بچوں اور گرجا گھروں والوں کو قتل کرو۔''

(٤٩٥٦)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ)) (مسند أحمد: ٨٥٥٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی لڑے تو وہ چہرے پر مارنے سے اجتناب کرے۔''

(٤٩٥٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُوْلًا۔ (مسند أحمد: ١٤٢٥٠)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ تلوار کو میان سے نکال کر پکڑا جائے (تاکہ کسی کو لگ نہ جائے)۔''

(٤٩٥٨)۔ عَنْ حَشْرَجَ بْنِ زِيَادٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ أَبِيهِ، أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزَاةِ خَيْبَرَ، وَأَنَا سَادِسَةُ سِتِّ نِسْوَةٍ، فَبَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ مَعَهُ نِسَاءً، فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا (وَفِي لَفْظٍ: فَدَعَانَا قَالَتْ: فَرَاَيْنَا فِي وَجْهِهِ الْغَضَبَ) فَقَالَ: ((مَا أَخْرَجَكُنَّ وَبِأَمْرِ مَنْ خَرَجْتُنَّ؟)) فَقُلْنَا: خَرَجْنَا نُنَاوِلُ السِّهَامَ، وَنَسْقِي النَّاسَ السَّوِيقَ، وَمَعَنَا مَا نُدَاوِي بِهِ الْجَرْحٰى، وَنَغْزِلُ الشَّعْرَ، وَنُعِينُ بِهِ فِي

حشرج بن زیاد اشجعی اپنے دادی جان سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں: میں غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلی، جبکہ میں چھ خواتین میں سے چھٹی تھی، رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ آپ ﷺ کے ساتھ عورتیں بھی جا رہی ہیں تو آپ ﷺ نے ہمیں بلایا، ہمیں محسوس ہوا کہ آپ ﷺ کے چہرے پر غضب کے آثار ہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے تم کو نکالا ہے اور کس کے حکم سے تم نکلی ہو؟'' ہم نے کہا: جی ہم خود نکلی ہیں، تاکہ مجاہدوں کو تیر پکڑا سکیں، لوگوں کو ستو پلا سکیں، ہم میں بعض خواتین زخمیوں کا علاج بھی کر سکتی ہیں اور بالوں کو بٹ کر اللہ کی راہ میں مدد کریں گی، آپ ﷺ نے

(٤٩٥٥) حسن لغيره، أخرجه البزار: ١٦٧٧، والطبراني: ١١٥٦٢، والبيهقي: ٩/ ٩٠ (انظر: ٢٧٢٨)
(٤٩٥٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦١٢ (انظر: ٨٥٧٣)
(٤٩٥٧) اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٢٥٨٨، والترمذي: ٢١٦٣ (انظر: ١٤٠٠١)
(٤٩٥٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حشرج بن زياد، أخرجه أبوداود: ٢٧٢٩ (انظر: ٢٢٣٣٢)

سَبِيلِ اللّٰهِ، قَالَ: قُمْنَ فَانْصَرِفْنَ، فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ، أَخْرَجَ لَنَا سِهَامًا كَسِهَامِ الرَّجُلِ (وَفِي لَفْظٍ: كَسِهَامِ الرِّجَالِ) قُلْتُ: يَا جَدَّةُ! مَا أَخْرَجَ لَكُنَّ قَالَتْ: تَمْرًا۔ (مسند أحمد: ۲۲٦۸۸)

فرمایا: ''اٹھو اور پیچھے ہٹ جاؤ۔'' جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر خیبر کو فتح کیا تو آپ ﷺ نے ہمیں بھی مردوں کی طرح کا حصہ دیا، میں حشرج نے کہا: اے دادی جان! تمہیں حصے میں کیا دیا تھا؟ انھوں نے کہا: کھجور۔

(٤٩٥٩)۔ عَنْ رُبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ، وَنَرُدُّ الْجَرْحٰى وَالْقَتْلٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ۔ (مسند أحمد: ۲۷۵۵۷)

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتی تھیں، جس میں ہم لوگوں کو پانی پلاتیں، ان کی خدمت کرتیں اور زخمی لوگوں اور شہداء کو مدینہ منورہ میں منتقل کرتی تھیں۔

(٤٩٦٠)۔ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، أُدَاوِي الْمَرْضٰى، وَأَقُوْمُ عَلٰى جِرَاحَاتِهِمْ، فَأَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ، أَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ۔ (مسند أحمد: ۲۷۸٤۳)

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک ہوئی، میں مریضوں کا دوا دارو کرتی، زخمیوں کی دیکھ بھال کرتی، مجاہدین کی رہائش گاہوں میں پیچھے رہتی اور ان کے لیے کھانا تیار کرتی۔

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((نَعَمْ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيْهِ، اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ۔)) ......''جی ہاں، ان پر جہاد ہے، لیکن اس میں کوئی قتال نہیں ہے اور وہ ہے حج اور عمرہ۔'' (سنن ابن ماجہ: ۲۹۰۱)
خواتین، جہاد بالسیف کے حکم سے مستثنی ہیں، اتفاقاً اور ضرورت کے پیش نظر کسی مسلم خاتون کا کسی کافر کو قتل کر دینا اور بات ہے، البتہ بعض خواتین اپنے خاوندوں کے ساتھ اور مجاہدین کی خدمت کے لیے ساتھ جا سکتی ہیں، جیسا کہ اوپر والی دو احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے۔

(٤٩٦١)۔ عَنْ أُمَيَّةَ بِنْتِ أَبِي الصَّلْتِ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، وَقَدْ سَمَّاهَا لِي،

بنو غفار کی ایک خاتون (سیدہ ام زیاد اشجعی) سے مروی ہے، وہ کہتی ہے: میں بنو غفار کی چند خواتین سمیت رسول اللہ ﷺ

(٤٩٥٩) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۸۳، ۵٦۷۹ (انظر: ۲۷۰۱۷)
(٤٩٦٠) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۸۱۲ (انظر: ۲۷۳۰۰)
(٤٩٦١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة امية بنت ابي الصلت، أخرجه ابوداود: ۳۱۳ (انظر: ۲۷۱۳٦)

قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي نِسْوَةٍ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، فَقُلْنَا لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ مَعَكَ إِلَى وَجْهِكَ هٰذَا، وَهُوَ يَسِيرُ إِلَى خَيْبَرَ، فَنُدَاوِيَ الْجَرْحَى، وَنُعِينَ الْمُسْلِمِينَ بِمَا اسْتَطَعْنَا، فَقَالَ: عَلَى بَرَكَةِ اللّٰهِ، قَالَتْ: فَخَرَجْنَا مَعَهُ، وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةً، فَأَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى حَقِيبَةِ رَحْلِهِ، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ، لَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الصُّبْحِ فَأَنَاخَ وَنَزَلْتُ عَنْ حَقِيبَةِ رَحْلِهِ، وَإِذَا بِهَا دَمٌ مِنِّي، فَكَانَتْ أَوَّلَ حَيْضَةٍ حِضْتُهَا، قَالَتْ: فَتَقَبَّضْتُ إِلَى النَّاقَةِ وَاسْتَحْيَيْتُ، فَلَمَّا رَأٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا بِي وَرَأَى الدَّمَ، قَالَ: ((مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَأَصْلِحِي مِنْ نَفْسِكِ، وَخُذِي إِنَاءً مِنْ مَاءٍ فَاطْرَحِي فِيهِ مِلْحًا، ثُمَّ اغْسِلِي مَا أَصَابَ الْحَقِيبَةَ مِنَ الدَّمِ، ثُمَّ عُودِي لِمَرْكَبِكِ۔)) قَالَتْ: فَلَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ، رَضَخَ لَنَا مِنَ الْفَيْءِ، وَأَخَذَ هٰذِهِ الْقِلَادَةَ الَّتِي تَرَيْنَ فِي عُنُقِي، فَأَعْطَانِيهَا وَجَعَلَهَا بِيَدِهِ فِي عُنُقِي، فَوَاللّٰهِ، لَا تُفَارِقُنِي أَبَدًا، قَالَ: وَكَانَتْ فِي عُنُقِهَا حَتّٰى مَاتَتْ، ثُمَّ أَوْصَتْ أَنْ تُدْفَنَ مَعَهَا، فَكَانَتْ لَا تَطْهُرُ مِنْ حَيْضَةٍ إِلَّا جَعَلَتْ فِي طَهُورِهَا مِلْحًا، وَأَوْصَتْ أَنْ يُجْعَلَ فِي غُسْلِهَا حِينَ

کے پاس آئی اور ہم نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم بھی آپ کے ساتھ اس طرف نکلنا چاہتی ہیں، اس وقت آپ ﷺ خیبر کی طرف جا رہے تھے، ہم زخمیوں کا علاج کریں گی اور حسبِ استطاعت مسلمانوں کی مدد کریں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی برکت پر نکلو۔'' پس ہم آپ ﷺ کے ساتھ نکل پڑیں، میں نو عمر لڑکی تھی، آپ ﷺ نے اپنی سواری پر پالان کے پچھلے حصے میں بٹھا لیا، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت اترے، اونٹ کو بٹھایا اور میں بھی پالان کے پچھلے حصے سے اتر آئی، اچانک دیکھا کہ اس میں تو مجھ سے بہنے والا خون تھا، یہ میرا پہلا حیض تھا، میں گھبرا کر اونٹنی کی طرف کودی اور شرما گئی، جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے ساتھ لگے ہوئے خون کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہو گیا، شاید تجھے ماہواری آ گئی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اپنے آپ کو سنوار لے اور ایک برتن میں پانی لے، اس میں نمک ڈال اور پالان کو جو خون لگا ہے، اس کو دھو دے، پھر اپنی سواری پر بیٹھ جا۔'' جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تو آپ ﷺ نے ہمیں بھی مالِ فے میں تھوڑی مقدار والے عطیے دیئے، یہ جو ہار میری گردن میں نظر آ رہا ہے، آپ ﷺ نے یہ ہار پکڑا اور مجھے دے دیا، بلکہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے میری گردن میں ڈالا، اللہ کی قسم! اب یہ ہار مجھ سے کبھی بھی جدا نہیں ہو گا۔ راوی کہتے ہیں: پھر ان کی موت تک یہ ہار ان کی گردن میں رہا، بلکہ انھوں نے وصیت کی تھی کہ اس ہار کو ان کے ساتھ دفن کیا جائے، نیز اس خاتون کو بعد میں جب بھی حیض آتا تھا تو اس سے پاکیزگی حاصل کرتے وقت وہ پانی میں نمک ڈالتی تھیں اور انھوں نے یہ وصیت بھی کی تھی کہ ان کے

مَاتَتْ۔ (مسند أحمد: ٢٧٦٧٧)

غسل کے پانی میں بھی نمک ڈالا جائے۔

(٤٩٦٢)۔ عَنْ حُمَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الطُّفَاوَةِ طَرِيقُهُ عَلَيْنَا، فَأَتَى عَلَى الْحَيِّ فَحَدَّثَهُمْ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي عِيرٍ لَنَا فَبِعْنَا بِيَاعَتَنَا، ثُمَّ قُلْتُ: لَأَنْطَلِقَنَّ إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ فَلَآتِيَنَّ مَنْ بَعْدِي بِخَبَرِهِ، قَالَ: فَانْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يُرِينِي بَيْتًا، قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ فِيهِ، فَخَرَجَتْ فِي سَرِيَّةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَتَرَكَتْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ عَنْزًا لَهَا وَصِيصِيَتَهَا كَانَتْ تَنْسِجُ بِهَا، قَالَ: فَفَقَدَتْ عَنْزًا مِنْ غَنَمِهَا وَصِيصِيَتَهَا، فَقَالَتْ: يَا رَبِّ إِنَّكَ قَدْ ضَمِنْتَ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِكَ أَنْ تَحْفَظَ عَلَيْهِ، وَإِنِّي قَدْ فَقَدْتُ عَنْزًا مِنْ غَنَمِي وَصِيصِيَتِي، وَإِنِّي أَنْشُدُكَ عَنْزِي وَصِيصِيَتِي، قَالَ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ شِدَّةَ مُنَاشَدَتِهَا لِرَبِّهَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَأَصْبَحَتْ عَنْزُهَا وَمِثْلُهَا وَصِيصِيَتُهَا وَمِثْلُهَا۔)) وَهَاتِيكَ فَأْتِهَا فَاسْأَلْهَا إِنْ شِئْتَ، قَالَ: قُلْتُ: بَلْ أُصَدِّقُكَ۔ (مسند أحمد: ٢٠٩٤٠)

حُمید بن ہلال سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: طفاوہ قبیلے کے ایک آدمی کا راستہ ہمارے پاس سے گزرتا تھا، وہ ایک قبیلے کے پاس آیا اور ان کو یہ واقعہ بیان کیا: میں اپنے قافلے میں مدینہ منورہ گیا، وہاں اپنا سامان فروخت کیا، پھر میں نے کہا: میں ضرور ضرور اس آدمی (محمد رسول اللہ ﷺ) کے پاس جاؤں گا اور اپنے پیچھے والوں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کروں گا، جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھے ایک گھر دکھایا اور فرمایا: ''بیشک ایک خاتون اس گھر میں رہتی تھی، وہ مسلمانوں کے ایک سریّہ میں چلی گئی اور گھر میں بارہ بکریاں اور کاتنے کا ایک تکلا چھوڑ کر گئی، وہ اس تکلے سے بننے کا کام کرتی تھی، جب وہ واپس آئی تو اس نے ایک بکری اور اس تکلے کو گم پایا، پھر اس نے کہا: اے میرے ربّ! جو آدمی تیرے راستے میں جاتا ہے، اس کی چیزوں کی حفاظت کی ضمانت تو خود لیتا ہے، اب میرے ایک بکری اور تکلا گم ہے، میں تجھے وہی وعدہ یاد کروا کر کہتی ہوں کہ میری بکری اور میرا تکلا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے مطالبے اور اپیل کی شدت کا ذکر کیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ہوا یوں کہ اس کی بکری اور اس کی مثل ایک اور بکری اور اس کا تکلا اور اس کی مثل ایک اور تکلا اس کے پاس پہنچا دیئے گئے۔ اور تو خود اس کے پاس جا اور اگر چاہتا ہے تو اس سے پوچھ لے۔'' میں نے کہا: جی میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔

فوائد:...... اس باب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ مجاہد کو الوداع کرنے کے لیے اس کے ساتھ چلنا، واپسی پر آگے جا کر ان کا استقبال کرنا اور لشکروں کو روانہ کرتے وقت امام اور حکمران کا جہاد سے متعلق ان کو پند ونصائح کرنا

(٤٩٦٢) تخريج: رجاله الى حميد بن هلال ثقات رجال الصحيح، وليس في النص ما يصرح بسماع حميد من الرجل الطفاوي (انظر: ٢٠٦٦٤)

مسنون اعمال ہیں۔

بَابُ اَوْقَاتِ الَّتِيْ يَسْتَحِبُّ فِيْهَا الْخُرُوْجُ اِلَى الْغَزْوِ وَالنُّهُوْضِ اِلَى الْقِتَالِ وَتَرْتِيْبِ الصُّفُوْفِ وَشِعَارِ الْمُسْلِمِيْنَ

مخصوص اوقات میں غزوہ کے لیے روانہ ہونے کے مستحب ہونے، دشمن سے لڑائی شروع کرنے، صفوں کو ترتیب دینے اور مسلمانوں کے شعار کا بیان

(٤٩٦٣)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: لَقَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اِلَّا يَوْمَ الْخَمِيْسِ۔ (مسند أحمد: ١٥٨٧٣)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تو جمعرات کے علاوہ کسی اور دن کم ہی نکلتے تھے۔

(٤٩٦٤)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ۔ (مسند أحمد: ١٥٨٧١)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کے موقع پر جمعرات کے دن نکلے تھے۔

فوائد:...... حسب امکان اس سنت پر عمل کرنا چاہیے، اگر کوئی مانع ہو تو کسی دوسرے دن میں بھی سفر کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ہفتہ کے روز سفر شروع کیا تھا۔

(٤٩٦٥)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا)) (مسند أحمد: ١٣٢٠)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کے دن کے شروع والے اوقات میں برکت فرما۔''

فوائد:...... دن کے شروع میں کیے گئے کام میں برکت ہوتی ہے، جہاں یہ مستعدی کا وقت ہوتا ہے، وہاں دن کا سب سے لمبا پیریڈ بھی یہی ہوتا ہے، غور کریں کہ آج کل عام لوگ گیارہ بارہ بجے اپنے کاروبار وغیرہ کا آغاز کرتے ہیں، نو دس بجے تو عام لوگوں کا معمول ہے، جبکہ سردیوں کے موسم میں نماز فجر سے دس بجے تک پانچ گھنٹے گزر چکے ہوتے ہیں اور موسم گرما میں تو دس بجے تک سات آٹھ گھنٹے گزر چکے ہوتے ہیں، اتنا لمبا پیریڈ دن کے کسی اور حصے میں ہاتھ نہیں آتا، جبکہ ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی دعا کی برکت بھی پڑ رہی ہوتی ہے۔

جو آدمی اس روٹین کے مطابق کام کرے گا، اس کے شب و روز شریعت کے قالب میں ڈھل جائیں گے، وہ غروبِ آفتاب تک اپنے بیوی بچوں میں پہنچ جائے گا اور نمازِ عشاء کے بعد فوراً سونے کی کوشش کرے گا۔ اس طرح اولاد کی

(٤٩٦٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٩٤٩ (انظر: ١٥٧٨١)

(٤٩٦٤) تخريج: انظر الحديث السابق

(٤٩٦٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البزار: ٦٩٦، وابويعلي: ٤٢٥ (انظر: ١٣٢٠)

تربیت، نمازوں کی ترتیب اور سونے جاگنے کے معاملات، سب میں خیر آ جائے گی۔ اس کے برعکس جو لوگ دن کو دیر سے کام کاج شروع کرتے ہیں، یہ رات کو دیر تک جاگتے رہتے ہیں، جب کہ عشاء کے بعد آپ ﷺ نے گپ شپ کو مکروہ قرار دیا ہے، پھر نماز فجر سے غافل ہو جاتے ہیں اور کئی نحوستوں کا مصداق بن جاتے ہیں۔

(٤٩٦٦)۔ عَنْ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهِمْ)) قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً بَعَثَهَا أَوَّلَ النَّهَارِ، وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا، وَكَانَ لَا يَبْعَثُ غِلْمَانَهُ إِلَّا مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، فَكَثُرَ مَالُهُ حَتّٰى كَانَ لَا يَدْرِي أَيْنَ يَضَعُ مَالَهُ۔ (مسند أحمد: ١٥٥١٧)

سیدنا صخر غامدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کے دن کے شروع والے اوقات میں برکت فرما۔'' جب آپ ﷺ کوئی سریہ بھیجتے تو اس کو دن کے شروع والے حصے میں بھیجتے۔ سیدنا صخر رضی اللہ عنہ خود تاجر آدمی تھے، وہ اپنے لڑکوں کو صرف دن کے شروع میں بھیجا کرتے تھے، پس ان کا مال اتنا زیادہ ہو گیا تھا کہ وہ یہ نہ جان سکتے کہ اپنا مال کہاں رکھیں۔

(٤٩٦٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ اَنْ يَنْهَضَ اِلٰى عَدُوِّهِ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ۔ (مسند أحمد: ١٩٣٥٤)

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ زوالِ آفتاب کے وقت دشمن سے لڑائی کا آغاز کرنے کو پسند کرتے تھے۔

(٤٩٦٨)۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ عُمَرَ اسْتَعْمَلَ النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ يَعْنِي النُّعْمَانَ: وَلٰكِنِّي شَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰى تَزُولَ الشَّمْسُ، وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ، وَيَنْزِلَ النَّصْرُ۔ (مسند أحمد: ٢٤١٤٥)

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو عامل بنایا، ...... پھر باقی حدیث ذکر کی......، سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا: لیکن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا، اگر آپ ﷺ دن کے شروع میں قتال نہ کرتے تو پھر لڑائی کو مؤخر کر دیتے، یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا، ہوائیں چل پڑتیں اور تائید و نصرت کا نزول شروع ہو جاتا۔

(٤٩٦٦) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه أبوداود: ٢٦٠٦، والترمذي: ١٢١٢، وابن ماجه: ٢٢٣٦ (انظر: ١٥٤٣٨)

(٤٩٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨١٨، ٢٨٣٣، ٢٩٦٥، ومسلم: ١٧٤٢ (انظر: ١٩١٤١)

(٤٩٦٨) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ٢٦٥٥، والترمذي: ١٦١٣، وأخرجه بنحوه البخاري: ٣١٥٩، ٣١٦٠ (انظر: ٢٣٧٤٤)

فوائد:...... یہ بڑا ہی مستعدی کا وقت ہوتا ہے، مجاہد ہی یہ کیفیت بیان کر سکتا ہے، لیکن اس وقت کا انتخاب بھی تب ہی کیا جائے گا، جب لشکرِ اسلام کے امیر کی مرضی ممکن ہو گی اور کوئی مانع بھی نہ ہو، وگرنہ جب دشمن جنگ چھیڑیں گے یا کسی دوسرے وقت میں لڑنے کی بڑی مصلحت نظر آ رہی ہو گی، تو اسی وقت ان سے لڑا جائے گا، آپ ﷺ نے بنو مصطلق پر رات کو حملہ کیا تھا۔

(٤٩٦٩)۔ عَنْ اَبِی اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ ؓ قَالَ: صَفَفْنَا یَوْمَ بَدْرٍ، فَبَدَرَتْ مِنَّا بَادِرَةٌ اَمَامَ الصَّفِّ، فَنَظَرَ اِلَیْهِمُ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَعِی مَعِی۔)) (مسند أحمد: ٢٣٩٦٥)

سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے بدر والے دن صفیں بنائیں، کچھ لوگ صف سے آگے بڑھ گئے، نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھا اور فرمایا: ''میرے ساتھ رہو، میرے ساتھ رہو (یعنی آگے نہ بڑھو)۔''

فوائد:...... لشکر کی ہر قسم کی ترتیب میں امام اور امیر کی پیروی کرنی چاہیے۔

(٤٩٧٠)۔ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ الْمُغِیرَةِ، عَنْ جَدِّ أَبِیهِ الْمُخَارِقِ، قَالَ: لَقِیتُ عَمَّارًا یَوْمَ الْجَمَلِ، وَهُوَ یَبُولُ فِی قَرْنٍ، فَقُلْتُ: أُقَاتِلُ مَعَكَ فَأَكُونُ مَعَكَ، قَالَ: قَاتِلْ تَحْتَ رَایَةِ قَوْمِكَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَسْتَحِبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ یُقَاتِلَ تَحْتَ رَایَةِ قَوْمِهِ۔ (مسند أحمد: ١٨٥٠٦)

عقبہ بن مغیرہ اپنے باپ کے دادا مخارق سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں جنگِ جمل والے دن سیدنا عمار ؓ کو ملا، جبکہ وہ سینگ میں پیشاب کر رہے تھے، میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ مل کر لڑنا چاہتا ہوں، تاکہ تمہارے ساتھ رہوں، لیکن انھوں نے کہا: تو اپنی قوم کے جھنڈے کے نیچے رہ کر لڑائی کر، کیونکہ رسول اللہ ﷺ یہ پسند کرتے تھے کہ آدمی اپنی قوم کے جھنڈے کے نیچے رہ کر قتال کرے۔

فوائد:...... اس طرح کرنے سے مجاہد دلیری سے لڑتا ہے۔

(٤٩٧١)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ الْعَدُوَّ غَدًا وَاِنَّ شِعَارَكُمْ ﴿حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ﴾۔)) (مسند أحمد: ١٨٧٤٨)

سیدنا براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''بیشک تم کل دشمنوں سے ملنے والے ہو، تمہارا شعار یہ ہوگا: ﴿حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ﴾۔''

فوائد:...... شعار وہ علامت ہے، جس کے ذریعے شبہ پڑ جانے کی صورت میں مجاہد دورانِ جنگ اپنے لشکر کے

(٤٩٦٩) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الطبرانی: ٤٠٥٦ (انظر: ٢٣٥٦٩)

(٤٩٧٠) تخریج: اسناده ضعیف لاضطرابه، أخرجه ابویعلی: ١٦٤١، والبزار: ١٤٢٩ (انظر: ١٨٣١٦)

(٤٩٧١) تخریج: اسناده ضعیف بهذه السیاقة لضعف اجلح، أخرجه النسائی فی "الکبری": ١٠٤٥٢، وابن ابی شیبة: ١٢/ ٥٠٤، والحاکم: ٢/ ١٠٧ (انظر: ١٨٥٤٩)

افراد کو پہچان سکتا ہے۔

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَا أُرَاهُمُ اللَّيْلَةَ إِلَّا سَيُبَيِّتُونَكُمْ فَإِنْ فَعَلُوا فَشِعَارُكُمْ حم لَا يُنْصَرُونَ)) ''میرا خیال تو یہی ہے کہ وہ لوگ رات کو تم پر حملہ کر دیں گے، اگر ایسے ہوا تو تمہارا شعار یہ ہوگا: حم لَا يُنْصَرُونَ۔'' (ابوداود: ۲۵۹۷، ترمذی: ۱۶۸۲، واللفظ لاحمد، قال الالبانی: صحیح)

(۴۹۷۲)۔ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ شِعَارُنَا لَيْلَةَ بَيَّتْنَا فِي هَوَازِنَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَأَمَّرَهُ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، أَمِتْ أَمِتْ، وَقَتَلْتُ بِيَدَيَّ لَيْلَتَئِذٍ سَبْعَةَ أَهْلَ أَبْيَاتٍ۔ (مسند أحمد: ۱۶۶۱۲)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے جس رات کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوازن پر حملہ کیا تھا، اس دن ہمارا شعار ''أَمِتْ أَمِتْ'' (تو مار دے،، تو مار دے) تھا، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا تھا اور میں نے اس دن اپنے ہاتھوں سے سات افراد کو قتل کیا تھا۔

فوائد:...... ''أَمِتْ أَمِتْ'' کے الفاظ شعار ہیں، اگر ان کا مخاطب اللہ تعالیٰ ہو تو یہ دشمنوں کے حق میں بد دعا بھی ہوں گے اور اگر ان کا مخاطب مجاہد ہو تو ان سے لڑنے کی مزید رغبت پیدا ہو گی۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْخُيَلَاءِ فِي الْحَرْبِ وَالنَّهْيِ عَنْ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ وَالْاِغْتِرَارِ بِكَثْرَةِ الْجُنْدِ

جنگ میں فخر کرنے کے مستحب ہونے اور دشمنوں سے مقابلہ کرنے کی تمنا کرنے اور لشکر کی اکثریت سے دھوکہ کھانے کی ممانعت کا بیان

(۴۹۷۳)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ ابْنَ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ، وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ، وَمِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ، وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ، فَالْغَيْرَةُ الَّتِي يُحِبُّ اللّٰهُ الْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ، وَالْغَيْرَةُ الَّتِي يُبْغِضُ اللّٰهُ الْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ، وَالْخُيَلَاءُ الَّتِي يُحِبُّ اللّٰهُ اخْتِيَالُ

سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ غیرت کی بعض صورتوں کو پسند کرتا ہے اور بعض کو ناپسند، اسی طرح وہ فخر کی بعض قسموں کو پسند کرتا ہے اور بعض کو ناپسند، وہ جس غیرت کو پسند کرتا ہے، اس کا تعلق تہمت سے ہے اور جس غیرت کو ناپسند کرتا ہے، اس میں کوئی تہمت اور گمان نہیں ہوتا، اسی طرح اللہ تعالیٰ جس فخر کو پسند کرتا ہے، وہ ہے بندے کا قتال کے وقت اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے نفس کے ساتھ فخر کرنا اور صدقہ کے ساتھ فخر کرنا اور وہ جس فخر کو ناپسند

(۴۹۷۲) اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه أبوداود: ۲۵۹۶، ۲۶۳۸، وابن ماجه: ۲۸٤۰ (انظر:)

(۴۹۷۳) تخريج: حسن لغيره، أخرجه أبوداود: ۲۶۵۹، والنسائي: ٥/ ۷۸ (انظر: ۲۳۷٥۰)

الْعَبْدِ بِنَفْسِهِ لِلّٰهِ عِنْدَ الْقِتَالِ، وَاخْتِيَالُهُ بِالصَّدَقَةِ، وَالْخُيَلَاءُ الَّتِي يُبْغِضُ اللّٰهُ الْخُيَلَاءُ فِي الْفَخْرِ وَالْكِبْرِ)) أَوْ كَالَّذِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ۲٤۱٥۱)

کرتا ہے، اس کا تعلق تکبر سے ہوتا ہے۔‘‘

فوائد:...... ’’وہ جس غیرت کو پسند کرتا ہے، اس کا تعلق تہمت سے ہے‘‘ مثال کے طور پر جب آدمی اپنے محرم رشتہ داروں میں کوئی حرام فعل دیکھتا ہے تو اس پر اس کو غیرت آتی ہے اور وہ اس کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے، اسی طرح بدنام لوگوں سے میل جول رکھنا، مے خانوں اور جوا خانوں میں بیٹھنا، غیر محرم عورتوں کے ساتھ تنہائی اور خلوت اختیار کرنا۔

’’جس غیرت کو ناپسند کرتا ہے، اس میں کوئی تہمت اور گمان نہیں ہوتا‘‘ مثلا: اگر کسی کی ماں یا بہن وغیرہ کو طلاق ہو جائے اور پھر جب خاوند رجوع کرنا چاہے یا عدت گزر جانے کے بعد نیا نکاح کرنا چاہے تو آدمی بیچ میں آڑے آ جائے کہ اگر صلح کرنی تھی تو پھر طلاق کیوں دی تھی، اسی طرح کسی کی کوئی زیادتی سامنے رکھ کر احسانات کا سلسلہ بند کر دینا۔

قتال کے وقت فخر کرنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی قوت و نشاط کا اظہار کرتے ہوئے میدانِ جنگ میں داخل ہو، اس کے بولنے اور چلنے کا ایسا فاخرانہ انداز ہو کہ یوں لگے کہ اس کو دشمن کی کوئی پروا نہیں ہے، اس طرح سے دشمن مرعوب ہو جاتا ہے، یہ فخر دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہے، تاکہ اس کے دشمن پر خوف طاری ہو جائے۔ فخریہ اشعار پڑھنا بھی اسی میں داخل ہے

صدقے کے وقت فخر یہ ہے کہ خوب دل کھول کر صدقہ کیا جائے، بلکہ صدقے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھے اور لینے والے کو احساس کمتری میں مبتلا نہ ہونے دے، لیکن ریاکاری سے بچنا ضروری ہے، وگرنہ عمل وبال جان بن جائے گا۔

تکبر والا فخر یہ ہے کہ آدمی اپنے حسب و نسب، مال و دولت کی فراوانی، جاہ و حشمت اور شان و شوکت کو سامنے رکھ کر تکبر میں مبتلا ہو جائے، یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

(٤٩٧٤)۔ قَيْسُ بْنُ بِشْرٍ التَّغْلِبِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ جَلِيسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا، قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ، إِنَّمَا هُوَ فِي صَلَاةٍ فَإِذَا فَرَغَ فَإِنَّمَا يُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ

قیس بن بشر تغلبی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے باپ نے مجھے بتایا، جبکہ وہ سیدنا ابو درداء کے ہم نشیں تھے، انھوں نے کہا: دمشق میں ایک صحابی تھا، اس کو ابن حنظلیہ کہا جاتا تھا، یہ خلوت پسند آدمی تھا اور لوگوں کے ساتھ بہت کم بیٹھتا تھا، بس ہر وقت نماز میں لگا رہتا، جب اس سے فارغ ہوتا تو تسبیح و تکبیر شروع کر دیتا، یہاں تک کہ اپنے گھر والوں کے پاس آ جاتا،

(٤٩٧٤) تخريج: اسناده محتمل للتحسين. أخرجه أبو داود: ٤٠٨٩ (انظر: ١٧٦٢٢)

حَتّٰی یَأْتِیَ أَهْلَهُ، فَمَرَّ بِنَا یَوْمًا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِی الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ کَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِیَّةً فَقَدِمَتْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَجَلَسَ فِی الْمَجْلِسِ الَّذِی فِیهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلٰی جَنْبِهِ: لَوْ رَأَیْتَنَا حِینَ الْتَقَیْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوَّ، فَحَمَلَ فُلَانٌ فَطَعَنَ فَقَالَ: خُذْهَا وَأَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِیُّ، کَیْفَ تَرٰی فِی قَوْلِهِ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ أَبْطَلَ أَجْرَهُ، فَسَمِعَ ذٰلِكَ آخَرُ، فَقَالَ: مَا أَرٰی بِذٰلِكَ بَأْسًا، فَتَنَازَعَا حَتّٰی سَمِعَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا بَأْسَ أَنْ یُحْمَدَ وَیُؤْجَرَ۔)) قَالَ: فَرَأَیْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذٰلِكَ، وَجَعَلَ یَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَیْهِ وَیَقُولُ: أَنْتَ سَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَیَقُولُ: نَعَمْ، فَمَا زَالَ یُعِیدُ عَلَیْهِ حَتّٰی إِنِّی لَأَقُولُ لَیَبْرُکَنَّ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ۔ (مسند أحمد: ۱۷۷۶۷)

ایک دن وہ ہمارے پاس سے گزرا، جبکہ ہم سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ ایک ایسی بات بتائیں، جو ہمیں فائدہ دے اور تجھے نقصان نہ دے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا، پس جب میں پہنچا تو اس سریہ میں سے ایک آدمی بھی پہنچ گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھ گیا اور اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا: اس کے بارے میں تیرا خیال ہے کہ ہماری دشمن سے ٹکر ہو جاتی ہے، فلاں مسلمان آدمی حملہ کرتا ہے اور نیزہ مارتے ہوئے کہتا ہے: یہ لے نا اور میں غفاری جوان ہوں، اس کی اس بات کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا: میرا خیال تو یہی ہے کہ اس نے اپنے اجر کو ضائع کر دیا ہے، لیکن جب تیسرے آدمی نے بات سنی تو اس نے کہا: ایسا کہنے میں تو کوئی حرج نہیں ہے، ان کا تو اس میں جھگڑا ہونے لگا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات سن لی اور فرمایا: ''بڑا تعجب ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ آدمی کی تعریف بھی کی جائے اور اس کو اجر بھی دیا جائے۔'' میں نے دیکھا کہ سیدنا ابو درداء کو اس بات سے خوشی ہوئی اور وہ اس آدمی کی طرف سر اٹھا کر دیکھنے لگے اور پوچھا: کیا تو نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پھر وہ اس بات کو دوہراتے رہے، یہاں تک کہ انھوں نے اس بات کو اتنی بار دوہرایا کہ میں نے کہا: وہ ضرور ضرور اس کے گھٹنوں پر ٹیک لگا دیں گے۔

فوائد:...... سوال یہ تھا کہ مارنے والے کا ان الفاظ ''یہ لے نا اور میں غفاری جوان ہوں'' سے مقصود یہ ہو کہ لوگ اس کی تعریف کریں، نبی کریم ﷺ کے جواب سے معلوم ہوا کہ جہاد میں ایسے امور کی گنجائش ہے، تاکہ مجاہدین بہادری کا مظاہرہ کر سکیں، جیسا کہ فخر کی بعض صورتوں کو جہاد میں جائز قرار دیا گیا۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ ... اور اس کے قریب ... ہو گئے کہ یوں لگ رہا تھا

کہ وہ اس کے گھٹنوں پر ٹیک لگا دیں گے۔

(٤٩٧٥)۔ عَنْ أَبِي حَيَّانَ، قَالَ: سَمِعْتُ شَيْخًا بِالْمَدِينَةِ يُحَدِّثُ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى كَتَبَ إِلَى عُبَيْدِ اللّٰهِ إِذْ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَ الْحَرُورِيَّةَ، فَقُلْتُ لِكَاتِبِهِ وَكَانَ لِي صَدِيقًا: انْسَخْهُ لِي، فَفَعَلَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَسَلُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوْا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ۔)) قَالَ: فَيَنْظُرُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ نَهَدَ إِلَى عَدُوِّهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔)) (مسند أحمد: ١٩٣٢٤)

ابو حیان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے مدینہ منورہ میں ایک بزرگ سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ کی طرف ایک خط لکھا، یہ اس وقت کی بات ہے، جب اس نے حروریہ یعنی خوارج سے لڑنا چاہا تھا، اس کا کاتب میرا دوست تھا، میں نے اس سے کہا: تو اس کو میرے لیے بھی حرف بہ حرف لکھ، اس نے ایسے ہی کیا، بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دشمنوں سے لڑنے کی تمنا نہ کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو، ہاں جب ان سے ٹکر ہو جائے تو پھر صبر کیا کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔'' آپ ﷺ انتظار کرتے، یہاں تک کہ جب سورج ڈھل جاتا تو دشمن کی طرف کھڑے ہوتے اور یہ دعا کرتے: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔ (اے اللہ! اے کتاب کو نازل کرنے والے! بادلوں کو چلانے والے! لشکروں کو شکست دینے والے! تو ان کو شکست دے اور ان پر ہماری مدد فرما۔)''

(٤٩٧٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُ فَاصْبِرُوا)) وفي لفظ: ((فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ مَا يَكُوْنُ فِيْ ذٰلِكَ۔)) (مسند أحمد: ١٠٧٨٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دشمنوں سے ملنے کی تمنا نہ کیا کرو، لیکن جب ان سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کیا کرو۔'' ایک روایت میں ہے: ''کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اس لڑائی میں کیا ہوگا (اس لیے تمنا نہ کیا کرو)۔''

فوائد:...... یقیناً جہاد باعثِ اجر وثواب ہے، لیکن مشکل اور آزمائش والا عمل ہے، لشکرِ اسلام کو فتح بھی ہو سکتی ہے اور شکست بھی، پھر شکست کی کئی صورتیں ہیں، اس لیے دشمن سے لڑنے کی تمنا نہیں ہونی چاہیے، ہاں جب جنگ چھڑ جائے تو پھر ہر قسم کے خطرے کو بالائے طاق رکھ کر میدان میں اترا جائے۔

(٤٩٧٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨١٨، ٢٨٣٣، ٢٩٦٥، ٣٠٢٤، ومسلم: ١٧٤٢ (انظر: ١٩١١٤)

(٤٩٧٦) تخريج: أخرجه البخاري معلقا: ٣٠٢٦، ومسلم: ١٧٤١ (انظر: ١٠٧٧٤)

(٤٩٧٧)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى هَمَسَ شَيْئًا لَا أَفْهَمُهُ وَلَا يُخْبِرُنَا بِهِ، قَالَ: ((أَفَطِنْتُمْ لِي۔)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((إِنِّي ذَكَرْتُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، أُعْطِيَ جُنُودًا مِنْ قَوْمِهِ، فَقَالَ: مَنْ يُكَافِءُ هٰؤُلَاءِ؟ أَوْ مَنْ يَقُومُ لِهٰؤُلَاءِ؟ أَوْ غَيْرَهَا مِنَ الْكَلَامِ، فَأُوحِيَ إِلَيْهِ أَنِ اخْتَرْ لِقَوْمِكَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ، إِمَّا أَنْ نُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ أَوِ الْجُوعَ أَوِ الْمَوْتَ، فَاسْتَشَارَ قَوْمَهُ فِي ذٰلِكَ، فَقَالُوا: أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَكُلُّ ذٰلِكَ إِلَيْكَ خِرْ لَنَا، فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَكَانُوا إِذَا فَزِعُوا فَزِعُوا إِلَى الصَّلَاةِ، فَصَلّٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: أَيْ رَبِّ! أَمَّا عَدُوٌّ مِنْ غَيْرِهِمْ فَلَا، أَوِ الْجُوعُ فَلَا، وَلٰكِنِ الْمَوْتُ، فَسُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتُ، فَمَاتَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا، فَهَمْسِي الَّذِي تَرَوْنَ أَنِّي أَقُولُ: اللّٰهُمَّ بِكَ أُقَاتِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔)) (مسند أحمد: ١٩١٤٥)

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو چپکے چپکے کچھ کلمات کہتے، نہ میں سمجھ سکا اور نہ آپ ﷺ نے ہمیں بتایا۔ (ایک دن) آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم سمجھ گئے ہو کہ میں کچھ کلمات کہتا ہوں؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایک ایسے نبی کی یاد آئی جسے اپنی قوم میں سے کئی لشکر دیے گئے، اس نے اپنی امت پر اتراتے ہوئے کہا: کون ہے جو ان کے ہم پلہ ہوگا؟ یا کون ہے جو ان کا مقابلہ کر سکے گا؟ یا اس قسم کی بات کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لیے اِن تین امور میں سے ایک کو اختیار کر: ہم تیری امت پر ان کا دشمن مسلط کر دیں یا بھوک یا موت۔ اس نے اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ انھوں نے کہا: تو اللہ کا نبی ہے، معاملہ تیرے سپرد ہے، تو خود اختیار کر لے۔ اس نے نماز شروع کر دی، جب وہ گھبرا جاتے تو نماز کا سہارا لیتے تھے، اس نے نماز پڑھی جتنی کہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھی، پھر کہا: اے میرے ربّ: ان پر ان کے دشمن کو بھی مسلط نہیں کرنا اور بھوک کو بھی، چلو موت ہی سہی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مسلط کر دی، ایک دن میں ان میں سے ستر ہزار افراد مر گئے۔ یہ تھا میرا گنگنانا، جیسا کہ تم دیکھ رہے تھے، میں نے کہا: اَللّٰهُمَّ بِكَ أُقَاتِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ (اے اللہ! میں تو تیری توفیق سے حائل ہوتا ہوں، تیری توفیق سے حملہ کرتا ہوں اور تیری توفیق سے لڑتا ہوں۔)''

فوائد:...... انسان کبھی بھی اپنی اعلی سے اعلی صلاحیتوں کو اپنے کمال کی طرف منسوب نہیں کر سکتا ہے، قارون ایک باغی اور نافرمان انسان تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے بے حد وحساب مال و دولت عطا کیا تھا، جب اس نے یہ دعوی کیا کہ ﴿إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِي﴾ کہ جو کچھ میرے پاس ہے یہ میری اپنی فہم و بصیرت اور علم و عقل کا نتیجہ ہے، تو

(٤٩٧٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٠/ ٣١٩، والبزار: ٢٠٨٩، والنسائى فى "الكبرى": ١٠٤٥٠ (انظر: ١٨٩٣٧)

اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ دعویٰ اتنا ناگوار گزرا کہ اس نے اس کو اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسا دیا۔ لہٰذا اگر کسی خاندان یا کسی فرد کو اس کی تعلیمی صلاحیتوں یا سماجی لیاقتوں وغیرہ کے ذریعے عزت ملی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے اور اس کے سامنے عام انسان کی بہ نسبت زیادہ عاجزی وانکساری کا اظہار کرے۔

ہمارے ہاں عام لوگ اپنی برادری و ذات، حسب ونسب، مال و دولت اور جاہ وحشمت کی بنا پر اپنے آپ کو اعلی و برتر سمجھ کر دوسروں کو کم تر سمجھنے لگتے ہیں، یہ ان لوگوں کی کم ظرفی اور بے عقلی ہے۔

جب انبیائے کرام کسی چیز سے خوف محسوس کرتے تو نماز کی طرف پناہ لیتے، ہماری شریعت میں اسی اصول پر عمل کیا جا رہا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو، بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (بقرہ: ۱۵۳)

بَابُ الْكَفِّ وَقْتَ الْإِغَارَةِ عَمَّنْ عِنْدَهُ شِعَارُ الْإِسْلَامِ

جس کے ہاں اسلام کی علامت موجود ہو، اس پر شب خون مارنے کے وقت رک جانے کا بیان

(٤٩٧٨)۔ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُغِيرُ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، فَيَسْتَمِعُ فَإِذَا سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلَّا أَغَارَ، قَالَ: فَتَسَمَّعَ ذَاتَ يَوْمٍ، قَالَ: فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ: ((عَلَى الْفِطْرَةِ۔)) فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَالَ: ((خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ١٢٣٧٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ طلوع فجر کے بعد شب خون مارتے تھے، آپ ﷺ کان لگاتے، اگر اذان کی آواز آ جاتی تو رک جاتے، وگرنہ حملہ کر دیتے، ایک دن آپ ﷺ نے کان لگائے ہوئے تھے، جب آپ ﷺ نے مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''فطرت پر ہیں۔'' پھر جب اس نے کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو آگ سے نکل گیا ہے۔''

فوائد: ...... اذان، امن وسلامتی اور دینِ اسلام کی علامت ہے، اس کی وجہ سے جان و مال کو تحفظ ملتا ہے، جب کسی علاقے یا فرد کے بارے میں سمجھ نہ آ رہی ہو کہ تو اذان جیسی علامتوں کا انتظار کیا جائے۔

(٤٩٧٩)۔ عَنْ عِصَامٍ الْمُزَنِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا بَعَثَ السَّرِيَّةَ يَقُولُ: ((إِذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا أَوْ

سیدنا عصام مزنی رضی اللہ عنہ، جو کہ اصحاب رسول میں سے تھے، سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی سریّہ روانہ کرتے تو فرماتے: ''جب تم مسجد دیکھ لو یا اذان سن لو تو کسی کو قتل نہ کرنا۔''

(٤٩٧٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٨٢ (انظر: ١٢٣٥١)

(٤٩٧٩) تخريج: اسناده ضعيف، لجهالة ابن عصام المزني، أخرجه ابوداود: ٢٦٣٥، والترمذي: ١٥٤٩ (انظر: ١٥٧١٤)

سَمِعْتُمْ مُنَادِيًا فَلَا تَقْتُلُوا أَحَدًا.)) قَالَ ابْنُ عِصَامٍ عَنْ أَبِيهِ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ. (مسند أحمد: ١٥٨٠٥)

ابن عصام راوی کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا عصام رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریہ میں بھیجا۔

فوائد:...... بہر حال مسجد اور مؤذن اسلام کی بہت بڑی علامتیں ہیں۔

بَابُ الْكَفِّ عَنِ الْمُحَارِبِ إِذَا عَرَفَ بِالْإِسْلَامِ وَوَعِيدِ قَاتِلِهِ وَعُذْرِ مَنْ أَخْطَأَ فِي قَتْلِهِ لِعَدَمِ فَهْمِ كَلَامِهِ

اسلام کی معرفت ہو جانے کے بعد لڑائی کرنے والے سے رک جانے، اس کو قتل کر دینے کی وعید اور اس کا کلام نہ سمجھنے کی وجہ سے غلطی سے اس کو قتل کر دینے والے کے عذر کا بیان

(٤٩٨٠)۔ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنَ الْحَيِّ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ عُبَيْسًا أَوِ ابْنَ عُبَيْسٍ فِي أُنَاسٍ مِنْ بَنِي جُشَمٍ أَتَوْهُ، فَقَالَ لَهُ أَحَدُهُمْ: أَلَا تُقَاتِلُ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ، قَالَ: لَعَلِّي قَدْ قَاتَلْتُ حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ، قَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ وَلَا أُرَاهُ يَنْفَعُكُمْ فَأَنْصِتُوا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اغْزُوا بَنِي فُلَانٍ مَعَ فُلَانٍ.)) قَالَ: فَصُفَّتِ الرِّجَالُ وَكَانَتِ النِّسَاءُ مِنْ وَرَاءِ الرِّجَالِ، ثُمَّ لَمَّا رَجَعُوا قَالَ رَجُلٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِي غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ، قَالَ: هَلْ أَحْدَثْتَ؟ قَالَ: لَمَّا هُزِمَ الْقَوْمُ وَجَدْتُ رَجُلًا بَيْنَ الْقَوْمِ وَالنِّسَاءِ فَقَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ أَوْ قَالَ أَسْلَمْتُ فَقَتَلْتُهُ، قَالَ: تَعَوُّذًا بِذٰلِكَ حِينَ غَشِيَهُ الرُّمْحُ، قَالَ: ((هَلْ شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ تَنْظُرُ إِلَيْهِ.)) فَقَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! مَا

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عُبیس یا ابن عُبیس سمیت بنو جشم قبیلے کے کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور ان میں ایک آدمی نے ان سے کہا: کیا تم فتنہ دب جانے تک لڑائی نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا: شاید میں اس مقصد کے لیے قتال کر چکا ہوں کہ فتنہ نہ رہے، کیا میں تمہیں وہ بات بیان نہ کر دوں، جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہو؟ اور میرا خیال ہے کہ شاید وہ تم کو نفع نہ دے، بہر حال خاموش ہو جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنو فلاں! تم بنو فلاں سے قتال کرو۔'' پس یہ فرمانا ہی تھا کہ مردوں کی صفیں بنا دی گئیں اور ان کے پیچھے ان کی خواتین بھی تھیں، پھر جب وہ لوگ لوٹے تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ میرے لیے بخشش طلب کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو بھی بخش دے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو نے کوئی نیا کام کر دیا ہے؟'' اس نے کہا: جی جب دشمن قوم کو شکست ہو رہی تھی تو میں نے مردوں اور عورتوں کے درمیان ایک آدمی پایا، اس نے کہا: میں مسلمان ہوں، یا میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، لیکن میں نے اس کو قتل کر دیا، دراصل جب اس نے نیزوں کی بوچھاڑ دیکھی تو ان سے بچنے کے لیے یہ بات

(٤٩٨٠) تخريج: حسن بالشواهد، قاله الالبانى، أخرجه ابن ماجه: ٣٩٣٠ (انظر: ١٩٩٣٧)

فَعَلْتُ فَلَمْ يَسْتَغْفِرْ لَهُ أَوْ كَمَا قَالَ، وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اغْزُوا بَنِي فُلَانٍ مَعَ فُلَانٍ۔)) فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْ لُحْمَتِي مَعَهُمْ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اسْتَغْفِرْ اللّٰهَ لِي غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ، قَالَ: ((وَهَلْ أَحْدَثْتَ؟)) قَالَ: لَمَّا هُزِمَ الْقَوْمُ أَدْرَكْتُ رَجُلَيْنِ بَيْنَ الْقَوْمِ وَالنِّسَاءِ فَقَالَا: إِنَّا مُسْلِمَانِ أَوْ قَالَا: أَسْلَمْنَا فَقَتَلْتُهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَمَّا أُقَاتِلُ النَّاسَ إِلَّا عَلَى الْإِسْلَامِ وَاللّٰهِ لَا أَسْتَغْفِرُ لَكَ۔)) أَوْ كَمَا قَالَ، فَمَاتَ بَعْدُ فَدَفَنَتْهُ عَشِيرَتُهُ فَأَصْبَحَ قَدْ نَبَذَتْهُ الْأَرْضُ، ثُمَّ دَفَنُوهُ وَحَرَسُوهُ ثَانِيَةً فَنَبَذَتْهُ الْأَرْضُ، ثُمَّ قَالُوا: لَعَلَّ أَحَدًا جَاءَ وَأَنْتُمْ نِيَامٌ فَأَخْرَجَهُ، فَدَفَنُوهُ ثَالِثَةً ثُمَّ حَرَسُوهُ فَنَبَذَتْهُ الْأَرْضُ ثَالِثَةً، فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ أَلْقَوْهُ أَوْ كَمَا قَالَ۔ (مسند أحمد: ٢٠١٧٩)

کہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے اس کا دل چاک کر کے اس کو دیکھا تھا؟'' اس نے کہا: جی نہیں، اللہ کی قسم! ایسے تو میں نے نہیں کیا، پھر آپ ﷺ نے اس آدمی کے لیے استغفار نہیں کیا۔ ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنوفلاں! تم لوگ بنوفلاں سے جہاد کرو۔'' میرے رشتہ داروں میں سے ایک آدمی بھی ان کے ساتھ چل پڑا، لیکن جب وہ نبی کریم ﷺ کی طرف لوٹا تو اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو بخشے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو نے کوئی نیا کام کر دیا ہے؟'' اس نے کہا: جب دشمنوں کو شکست ہوگئی تو میں نے مردوں اور عورتوں کے درمیان دو آدمیوں کو پایا، انھوں نے یہ تو کہا کہ وہ مسلمان ہیں یا انھوں نے اسلام قبول کر لیا، لیکن میں نے ان کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے لوگوں سے اسلام پر ہی جہاد کرنا ہے، اللہ کی قسم! میں تیرے لیے بخشش طلب نہیں کروں گا۔'' بعد میں یہ آدمی فوت ہوگیا اور اس کے رشتہ داروں نے اس کو دفن کیا، لیکن جب صبح ہوئی تو صورتحال یہ تھی کہ زمین نے اس کو باہر پھینک دیا تھا، انھوں نے پھر اس کو دفن کیا اور باقاعدہ اس کا پہرہ دیا، لیکن زمین نے اس کو باہر پھینک دیا، انھوں نے پہرہ داروں سے کہا: شاید کسی آدمی نے آکر اس کو نکال دیا ہو، جبکہ تم سو رہے ہو، پس انھوں نے تیسری بار اس کو دفن کیا اور پہرہ بھی دیا، لیکن زمین نے اس بار بھی اس کو باہر پھینک دیا، جب انھوں نے یہ صورتحال دیکھی تو اس کو ایسے ہی باہر ڈال دیا۔

فوائد:...... زمین بڑے بڑے مجرموں کو قبول کر لیتی ہے، اس حدیث میں ایک خاص جرم کی طرف اشارہ کر کے ہمیں چوکنا کیا گیا ہے۔

(٤٩٨١)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: جَمَعَ بَيْنِي وَبَيْنَ بِشْرِ بْنِ عَاصِمٍ رَجُلٌ فَحَدَّثَنِي عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ سَرِيَّةً لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَشُوا أَهْلَ مَاءٍ صُبْحًا، فَبَرَزَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ، فَحَمَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ فَقَتَلَهُ، فَلَمَّا قَدِمُوا أَخْبَرُوا النَّبِيَّ ﷺ بِذٰلِكَ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيبًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ الْمُسْلِمِ؟ يَقْتُلُ الرَّجُلَ وَهُوَ يَقُولُ إِنِّي مُسْلِمٌ۔)) فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّمَا قَالَهَا مُتَعَوِّذًا، فَصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَجْهَهُ وَمَدَّ يَدَهُ الْيُمْنَى (وَفِي لَفْظٍ: فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَعْرِفُ الْمَسَائَةَ فِي وَجْهِهِ) فَقَالَ: ((أَبَى اللّٰهُ عَلَيَّ مَنْ قَتَلَ مُسْلِمًا۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مسند أحمد: ١٧١٣٤)

حمید بن ہلال سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے مجھے اور بشر بن عاصم کو جمع کر کے سیدنا عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ بات بیان کی: رسول للہ ﷺ کے ایک سریہ کے لوگ صبح کے وقت پانی والوں کے پاس پہنچے، جب ان میں سے ایک آدمی باہر آیا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس پر حملہ کر دیا، اس نے آگے سے کہا کہ وہ مسلمان ہے، لیکن اس نے اس کو قتل کر دیا، جب یہ لوگ واپس آئے اور رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''أَمَّا بَعْدُ، اس مسلمان کا کیا حال ہوگا، جو ایسے آدمی کو قتل کر دیتا ہے، جو یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہے۔'' اس آدمی نے کہا: جی اس نے یہ بات بچاؤ کی خاطر کہی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اپنا چہرہ پھیر لیا اور اپنا دایاں ہاتھ لمبا کیا، ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ اس پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تو برائی کو اس کے چہرے میں پہچان لیتا ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی مسلمان کو قتل کر دیا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انکار کر دیا ہے۔'' آپ ﷺ نے یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا۔

(٤٩٨٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلٰى بَنِي أَحْسِبُهُ قَالَ: جَذِيمَةَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا: أَسْلَمْنَا، فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: صَبَأْنَا صَبَأْنَا، وَجَعَلَ خَالِدٌ بِهِمْ أَسْرًا وَقَتْلًا، قَالَ: وَدَفَعَ إِلٰى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو جذیمہ کی طرف روانہ کیا، انھوں نے اس قبیلے کو اسلام کی دعوت دی، وہ آگے سے اچھے انداز میں یہ نہ کہہ سکے کہ ''ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔'' بلکہ انھوں نے ''أَسْلَمْنَا'' کے بجائے اس طرح کہنا شروع کر دیا: ''صَبَأْنَا صَبَأْنَا''۔ اُدھر سے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو قید کرنا اور قتل کرنا

(٤٩٨١) اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٧/ ٩٨١، والحاكم: ١/ ١٩ (انظر: ١٧٠٠٩)
(٤٩٨٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٣٩، ٧١٨٩ (انظر: ٦٣٨٢)

أَسِيرًا حَتّٰى إِذَا أَصْبَحَ يَوْمًا أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ، لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي، وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ، قَالَ: فَقَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ صَنِيعَ خَالِدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَفَعَ يَدَيْهِ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ)) مَرَّتَيْنِ۔ (مسند أحمد:)

شروع کر دیا اور ہم میں سے ہر آدمی کو ایک ایک قیدی دیا، حتیٰ کہ جب ایک صبح ہوئی تو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ہر آدمی اپنے قیدی کو خود قتل کر دے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! نہ میں اپنے قیدی کو قتل کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی آدمی اپنے قیدی کو قتل کرے گا، پھر جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی کاروائی بتائی تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور فرمایا: ''اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا، میں اس سے تیری طرف بری ہوتا ہے (یعنی میرا اس کاروائی سے کوئی تعلق نہیں ہے)۔'' آپ ﷺ نے یہ جملہ دو بار ارشاد فرمایا۔

فوائد:...... مشرک، مسلمانوں کی مذمت کرتے ہوئے اور عار دلانے کے لیے انکو صابی کہتے ہیں، جس کے معانی دین سے نکلنے کے ہیں، یہ نام رکھنے کی وجہ یہ تھی مسلمان اپنے آباء واجداد کے دین سے نکل گئے تھے، جب یہ لوگ "أَسْلَمْنَا" کے الفاظ نہ کہہ سکتے تو انھوں نے "صَبَأْنَا" کے الفاظ کہنا شروع کر دئے، ان کا ظن غالب یہ تھا کہ وہ اس کلمے ذریعے قتل سے بچ جائیں گے۔ اُدھر جب سیدنا خالد بن ولید نے اندازہ لگایا کہ اسلام میں داخل ہوتے وقت تو یہ کلمہ نہیں کہلایا جاتا، بلکہ یہ تو مذمت والا کلمہ ہے، پس انھوں نے ان کو قتل کرنا شروع کر دیا، آپ ﷺ نے خالد بن ولید کے اس کیے کو برا جانا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر آپ ﷺ کے انکار کا سبب یہ تھا کہ انھوں نے تحقیق کیوں نہیں کی۔

(٤٩٨٣)۔ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مُعَيْزٍ السَّعْدِيِّ، قَالَ: خَرَجْتُ أَسْقِي فَرَسًا لِي فِي السَّحَرِ، فَمَرَرْتُ بِمَسْجِدِ بَنِي حَنِيفَةَ، وَهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مُسَيْلِمَةَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَأَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُهُ، فَبَعَثَ الشُّرْطَةَ فَجَاءُوا بِهِمْ فَاسْتَتَابَهُمْ فَتَابُوا فَخَلّٰى سَبِيلَهُمْ، وَضَرَبَ عُنُقَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ النَّوَّاحَةِ، فَقَالُوا: آخَذْتَ قَوْمًا فِي أَمْرٍ

ابن معیز سعدی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سحری کی وقت اپنے گھوڑے کو پانی پلانے کے لیے نکلا، جب میں بنوحنیفہ مسجد کے پاس سے گزرا تو ان کو یہ کہتے ہوئے سنا: بیشک مسیلمہ اللہ کا رسول ہے، میں سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی، انھوں نے لشکر کو بھیجا، وہ ان کو پکڑ کر لے آئے، انھوں نے ان سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا اور انھوں نے توبہ کر لی اور انھوں نے ان کو آزاد کر دیا، لیکن عبد اللہ بن نواحہ کا سر قلم کر دیا، انھوں نے کہا: یہ کیا ہوا کہ تم نے ایک قوم کو ایک جرم

(٤٩٨٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الدارمي: ٢/ ٢٣٥ (انظر: ٣٨٣٧)

وَاحِدٍ، فَقَتَلْتَ بَعْضَهُمْ وَتَرَكْتَ بَعْضَهُمْ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَدِمَ عَلَيْهِ هٰذَا وَابْنُ أُثَالِ بْنِ حَجَرٍ، فَقَالَ: ((أَتَشْهَدَانِ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ۔)) فَقَالَا: نَشْهَدُ أَنَّ مُسَيْلِمَةَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ لَوْ كُنْتُ قَاتِلًا وَفْدًا لَقَتَلْتُكُمَا۔)) قَالَ: فَلِذٰلِكَ قَتَلْتُهُ۔ (مسند أحمد: ۳۸۳۷)

میں پکڑا، پھر کسی کو قتل کر دیا اور کسی کو چھوڑ دیا، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا، یہ آدمی اور ابن اثال بن حجر ،آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان سے کہا: ''کیا تم دونوں یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' انھوں نے کہا: ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ بیشک مسیلمہ اللہ کا رسول ہے، نبی کریم ﷺ نے یہ سن کرفرمایا: ''میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہوں، اگر میں نے کسی وفد کو قتل کرنا ہوتا تو تم دونوں کو قتل کر دیتا۔'' انھوں نے کہا: اسی وجہ سے تو میں نے اس کو قتل کیا ہے۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی مجلس میں یہ بہت بڑی جرأت ہے، اگلی حدیث میں قتل نہ کرنے کی وجہ بیان کی گئی ہے۔

(۴۹۸۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَيْثُ قُتِلَ ابْنُ النَّوَّاحَةِ: إِنَّ هٰذَا وَابْنَ أُثَالٍ كَانَا أَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ رَسُولَيْنِ لِمُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ، فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَشْهَدَانِ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ۔)) قَالَا: نَشْهَدُ أَنَّ مُسَيْلِمَةَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((لَوْ كُنْتُ قَاتِلًا رَسُولًا لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا۔)) قَالَ: فَجَرَتْ سُنَّةً أَنْ لَا يُقْتَلَ الرَّسُولُ، فَأَمَّا ابْنُ أُثَالٍ فَكَفَانَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، وَأَمَّا هٰذَا فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ فِيهِ حَتّٰى أَمْكَنَ اللّٰهُ مِنْهُ الْآنَ۔ (مسند أحمد: ۳۷۰۸)

(دوسری سند) جب ابن نواحہ کو قتل کیا گیا تو سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ اور ابن اثال دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، یہ دونوں مسیلمہ کذاب کے قاصد تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' انھوں نے کہا: ہم تو یہ شہادت دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نے کسی قاصد کو قتل کرنا ہوتا تو میں تم دونوں کی گردنیں قلم کر دیتا۔'' پس آپ ﷺ کے اس فرمان سے یہ طریقہ نافذ ہو گیا کہ قاصد کو قتل نہیں کیا جائے گا، رہا مسئلہ ابن اثال کا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے کفایت کیا ہے اور یہ آدمی، یہ اسی نظریے میں لگا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اب مجھے قدرت دی (اور میں نے اس کو قتل کر دیا)۔

(۴۹۸۵)۔ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ:

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ

(۴۹۸۴) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۴۹۸۵) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ۲۷۶۲(انظر: ۳٦۴۲)

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لِابْنِ النَّوَّاحَةِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَوْلَا أَنَّكَ رَسُولٌ لَقَتَلْتُكَ۔)) فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَسْتَ بِرَسُولٍ يَا خَرَشَةُ قُمْ فَاضْرِبْ عُنُقَهُ۔ قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ فَضَرَبَ عُنُقَهُ۔ (مسند أحمد: ٣٦٤٢)

نے ابن نواحہ سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔'' آج تو قاصد نہیں ہے، خرشہ! اٹھو اور اس کا سر قلم کر دو۔ پس وہ اٹھے اور اس کو قتل کر دیا۔

فوائد:...... ابوداود میں اس حدیث کا متن یوں ہے: حارثہ بن مضرب نے کہا: میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: میری کسی عربی سے کوئی عداوت نہیں ہے، لیکن میں بنوحنیفہ مسجد کے پاس سے گزرا ہوں، وہ لوگ مسیلمہ کذاب پر ایمان لا رہے تھے، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا، پس ان کو لایا گیا، انھوں نے ابن نواحہ کے علاوہ سب سے توبہ کروائی اور اس کے بارے میں فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تیرے بارے میں فرمایا تھا: ''اگر تو قاصد نہ ہوتو میں تجھے قتل کروا دیتا۔'' لیکن آج تو قاصد نہیں ہے، پھر قرظہ بن کعب کو حکم دیا، پس اس نے اس کو بازار میں قتل کر دیا اور کہا: جو ابن نواحہ کو مقتول دیکھنا چاہے تو وہ یہ بازار میں قتل کی حالت میں پڑا ہوا ہے۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو قاصد ہونے کی وجہ سے قتل نہیں کیا تھا، اب جب کہ وہ قاصد نہیں تھا، اس لیے انھوں نے آپ ﷺ کی تمنا پوری کر دی اور دوسرے مرتدین کی طرح اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا۔

(٤٩٨٦)۔ عن نُعَيْمِ بْنِ مَسْعُودٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ قَرَأَ كِتَابَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ، قَالَ لِلرَّسُولَيْنِ: ((فَمَا تَقُولَانِ أَنْتُمَا؟۔)) قَالَا: نَقُولُ كَمَا قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا۔)) (مسند أحمد: ١٦٠٨٥)

سیدنا نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کذاب کا خط پڑھا تو اس کے دو قاصدوں سے فرمایا: ''تم خود کیا کہتے ہو؟'' انھوں نے کہا: ہم وہی کہتے ہیں، جو مسیلمہ کہتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر قاصدوں کو قتل نہ کیا جاتا ہوتا، تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔''

(٤٩٨٧)۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ صَحِبَ قَوْمًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَوَجَدَ مِنْهُمْ غَفْلَةً،

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مشرکوں کی ایک قوم کے ساتھی بنے، لیکن جب انھوں نے ان کو غافل پایا تو ان

(٤٩٨٦) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه أبو داود: ٢٧٦١ (انظر: ١٥٩٨٩)
(٤٩٨٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٨٧٣٣، والطبراني في "الكبير": ٢٠/ ١٠٧٦ (انظر: ١٨١٥٣)

فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ، فَجَاءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَبَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقْبَلَهَا۔ (مسند أحمد: ١٨٣٣٤)

سب کو قتل کر دیا اور ان کا مال لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے، لیکن آپ ﷺ نے وہ مال قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

فوائد:...... مشرکوں کو قتل کرنے کی جتنی صورتیں ہیں، یہ صورت ان میں سے نہیں ہے، بلکہ اس صورت میں امانت اور عہد کی پاسداری کا تقاضا یہ تھا کہ ان کو قتل نہ کیا جائے، کیونکہ انھوں نے مغیرہ پر اعتماد واعتبار کیا ہوا تھا۔

بَابُ جَوَازِ تَبْيِيتِ الْكُفَّارِ وَإِنْ أَدّٰى إِلٰى قَتْلِ ذَرَارِيِّهِمْ تَبْعًا

کافروں پر اچانک حملہ کرنے کا بیان، اگرچہ اس میں ان کے بچے قتل ہو جائیں

(٤٩٨٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الدَّارُ مِنْ دُورِ الْمُشْرِكِينَ نُصَبِّحُهَا لِلْغَارَةِ، فَنُصِيبُ الْوِلْدَانَ تَحْتَ بُطُونِ الْخَيْلِ، وَلَا نَشْعُرُ، فَقَالَ: ((إِنَّهُمْ مِنْهُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٦٨٠٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مشرکوں کی بستی ہو اور ہم اس پر صبح کے وقت اچانک حملہ کر دیں اور ان کے بچے گھوڑوں کے نیچے آ کر مارے جائیں، جبکہ ہمیں سمجھ ہی نہ آئے تو (ان بچوں کا قتل کیسا ہو گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ان کے بچے بھی ان ہی میں سے ہیں۔''

فوائد:...... ایسی صورت میں بچوں کو قتل کیا جا سکتا ہے، اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ قصداً مشرکوں کے بچوں کو قتل کرنا جائز ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اگر مشرکوں تک پہنچتے پہنچتے بیچ میں بچے روند دیئے جائیں، یا شب خون کی صورت میں ان کا پتہ نہ چلے اور وہ بیچ میں قتل ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہو گی۔

(٤٩٨٩)۔ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيَّتْنَا هَوَازِنَ مَعَ أَبِي بَكْرِ نِالصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ وَكَانَ أَمَّرَهُ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ۔ (مسند أحمد: ١٦٦١١)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ہوازن پر رات کو حملہ کیا تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کو ہمارا امیر بنایا تھا۔

(٤٩٩٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قِيلَ لَهُ: لَوْ أَنَّ خَيْلًا أَغَارَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصَابَتْ مِنْ أَبْنَاءِ الْمُشْرِكِينَ؟ قَالَ: ((هُمْ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اگر مسلمانوں کا کوئی لشکر رات کو حملہ کر دے اور بیچ میں مشرکوں کے بچے بھی رگڑے جائیں تو؟ آپ ﷺ نے

(٤٩٨٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١٨٢٥، ٢٥٦٣، ومسلم: ١١٩٣ (انظر: ١٦٦٨٦)
(٤٩٨٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٥٥ (انظر: ١٦٤٩٧)
(٤٩٩٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٤٥ (انظر: ١٦٤٢٦)

مِنْ آبَائِهِمْ۔)) (مسند أحمد: ١٦٥٣٨)

فرمایا: ''وہ بچے اپنے آباء میں سے ہی ہیں۔''

(٤٩٩١)۔ عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ اَبِی صُفْرَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَا اَرَاهُمُ اللَّيْلَةَ اِلَّا سَيُبَيِّتُونَكُمْ، فَاِنْ فَعَلُوْا فَشِعَارُكُمْ حم لَا يُنْصَرُوْنَ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٥٩١)

مہلب بن ابوصفرہ، ایک صحابیٔ رسول (سیدنا براء بن عازب) رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرا خیال یہی ہے کہ وہ لوگ (یعنی ابوسفیان اور اس کی قوم) رات کو تم پر حملہ کر دیں گے، اگر ایسے ہوا تو تمہارا شعار یہ ہوگا: ﴿حم لَا يُنْصَرُوْنَ﴾۔''

(٤٩٩٢)۔ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رضی اللہ عنہ، سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ عَنْ اَهْلِ الدَّارِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُبَيَّتُوْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ، فَقَالَ: ((هُمْ مِنْهُمْ۔)) ثُمَّ يَقُوْلُ الزُّهْرِیُّ: ثُمَّ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ بَعْدُ۔ (مسند أحمد: ١٦٧٩٠)

سیدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکوں کے ان گھروں کے بارے میں سوال کیا گیا، جن پر رات کو حملہ کیا جاتا ہے اور اس طرح ان کی عورتیں اور بچے بھی قتل کر دیئے جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بھی ان میں سے ہی ہیں۔'' امام زہری کہتے ہیں: لیکن اس کے بعد آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا تھا۔

فوائد:...... اگلے باب میں ان افراد کا ذکر ہے، جن کو قتل کرنا منع ہے، اِس باب کی احادیث کا تعلق ضرورت سے ہے، یعنی جب مشرکین تک پہنچنا ان کے بچوں کو قتل یا روندے بغیر ممکن نہ ہو، یا وہ جنگ میں رکاوٹ بن رہے ہوں تو پھر بچوں کی کوئی پروا نہیں کی جائے گی۔

بَابُ الْكَفِّ عَنْ قَصْدِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَالرُّهْبَانِ وَالشَّيْخِ الْفَانِي بِالْقَتْلِ
عورتوں، بچوں، پادریوں اور انتہائی بوڑھے لوگوں کو بالارادہ قتل کرنے سے روکنے کا بیان

(٤٩٩٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى فِی بَعْضِ مَغَازِيهِ امْرَاَةً مَقْتُوْلَةً فَنَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ۔ (مسند أحمد: ٥٤٥٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض غزووں میں ایک عورت کو قتل شدہ پایا اور پھر عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا۔

(٤٩٩٤)۔ عَنْ رَبَاحِ بْنِ الرَّبِيعِ أَخِي حَنْظَلَةَ

سیدنا رباح بن ربیع رضی اللہ عنہ، جو کہ حنظلہ کاتب کے بھائی تھے، سے

(٤٩٩١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٢٥٩٧، والترمذي: ١٦٨٢ (انظر: ٢٣٢٠٤)

(٤٩٩٢) تخريج: أخرجه البخاري: ١٨٢٥، ٢٥٦٣، ومسلم: ١١٩٣ (انظر: ١٦٦٧٠)

(٤٩٩٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠١٥، ومسلم: ١٧٤٤ (انظر: ٥٤٥٨)

(٤٩٩٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه أبوداود: ٢٦٦٩، وابن ماجه: ٢٨٤٢ (انظر: ١٥٩٩٢)

الْكَاتِبِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا، وَعَلَى مُقَدِّمَتِهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَمَرَّ رَبَاحٌ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مَقْتُولَةٍ مِمَّا أَصَابَتِ الْمُقَدِّمَةُ، فَوَقَفُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهَا، وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْ خَلْقِهَا حَتّٰى لَحِقَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ، فَانْفَرَجُوا عَنْهَا، فَوَقَفَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((مَا كَانَتْ هٰذِهِ لِتُقَاتِلَ، فَقَالَ لِأَحَدِهِمْ: ((الْحَقْ خَالِدًا فَقُلْ لَهُ لَا تَقْتُلُونَ ذُرِّيَّةً وَلَا عَسِيفًا۔)) (مسند أحمد: ١٦٠٨٨)

مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں نکلے، لشکر کے مقدمہ پر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مامور تھے، جب رباح اور دوسرے صحابہ ایک مقتول عورت کے پاس سے گزرے، جس کو مقدمہ نے قتل کیا تھا، تو وہ کھڑے ہو گئے، اس کو دیکھنے لگ گئے اور اس کی جسامت پر تعجب کرنے لگے، یہاں تک رسول اللہ ﷺ ان کو آ ملے، آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار تھے، آپ ﷺ بھی اس عورت کے پاس ٹھہر گئے اور فرمایا: ''یہ تو قتال کرنے والی نہیں تھی۔'' پھر آپ ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا: ''خالد کو ملو اور اس کو کہو کہ عورت اور بچے اور مزدور کو قتل مت کرو۔''

فوائد:...... مزدور سے مراد وہ شخص ہے جو چوپائیوں کی حفاظت کے لیے یا اس قسم کے مقصد کے لیے رکھا جائے، اس سے مراد وہ شخص نہیں ہے، جو مزدوری پر لڑنے کے لیے آیا ہو۔

(٤٩٩٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا اَخَذَ اِمْرَاَةً فَنَازَعَتْهُ قَائِمَ سَيْفِهِ فَقَتَلَهَا، فَمَرَّ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَأُخْبِرَ بِاَمْرِهَا فَنَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ۔ (مسند أحمد: ٢٣١٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت کو بطورِ قیدی لیا، جب اس خاتون نے اس مرد سے اس کی تلوار کا دستہ پکڑ کر تلوار کھینچنا چاہا تو اس نے اس کو قتل کر دیا، جب نبی کریم ﷺ اس کے پاس سے گزرے اور آپ کو بتلایا گیا تو آپ ﷺ نے عورتوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا۔

(٤٩٩٦)۔ عَنْ اَيُّوبَ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنَّا يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَرِيَّةً كُنْتُ فِيهَا، فَنَهَانَا اَنْ نَقْتُلَ الْعُسَفَاءَ وَالْوُصَفَاءَ۔ (مسند أحمد: ١٥٤٩٨)

ایوب راوی کہتے ہیں: میں نے اپنے قبیلے کے آدمی سے سنا، وہ اپنے باپ سے بیان کر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا، وہ بھی اس میں تھا، پس آپ ﷺ نے ہمیں مزدوروں، غلاموں اور لونڈیوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا۔

(٤٩٩٧)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ قَالَ:

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں

(٤٩٩٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه بنحوه ابن ابی شيبة: ١٤/ ٤٧٠ (انظر: ٢٣١٦)
(٤٩٩٦) تخريج: صحيح، أخرجه عبد الرزاق: ٩٣٧٩ (انظر: ١٥٤٢٠)
(٤٩٩٧) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين لكن سماع الحسن من الاسود لا يثبت عند بعضهم، أخرجه النسائی فی "الكبرى": ٨٦١٦، والدارمی: ٢/ ٢٢٣ (انظر: ١٥٥٨٩)

أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَغَزَوْتُ مَعَهُ، فَأَصَبْتُ ظَهْرًا، فَقَتَلَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى قَتَلُوا الْوِلْدَانَ، وَقَالَ مَرَّةً: الذُّرِّيَّةَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ جَاوَزَهُمُ الْقَتْلُ الْيَوْمَ، حَتّٰى قَتَلُوا الذُّرِّيَّةَ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا هُمْ أَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ؟ فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ خِيَارَكُمْ أَبْنَاءُ الْمُشْرِكِينَ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا لَا تَقْتُلُوا ذُرِّيَّةً أَلَا لَا تَقْتُلُوا ذُرِّيَّةً۔)) قَالَ: ((كُلُّ نَسَمَةٍ تُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ حَتّٰى يُعْرِبَ عَنْهَا لِسَانُهَا فَأَبَوَاهَا يُهَوِّدَانِهَا وَيُنَصِّرَانِهَا۔)) (مسند أحمد: ١٥٦٧٤)

رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا، مجھے ایک سواری بھی مل گئی، اس دن لوگوں نے قتل کا ایسا سلسلہ قائم کیا کہ بچوں اور عورتوں کو بھی قتل کر دیا، جب رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، آج قتل تجاوز کر گیا ہے، یہاں تک کہ انھوں نے عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کر دیا ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو مشرکوں کی اولاد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! تم میں سے پسندیدہ افراد بھی مشرکوں کی ہی اولاد ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! تم بچوں اور عورتوں کو قتل مت کرو، خبردار! تم بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرو۔'' پھر فرمایا: ''ہر جان فطرت پر پیدا ہوتی ہے، یہاں تک کہ اس کی اپنی زبان وضاحت کرنے لگ جائے اور اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی بنا دیں۔''

فوائد:...... ''تم میں سے پسندیدہ افراد بھی مشرکوں کی ہی اولاد ہیں۔'' آپ ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ جلیل القدر صحابۂ کرام بھی تو مشرکوں کی اولاد ہیں، دراصل آپ ﷺ اس آدمی کے فہم کا ردّ کر رہے ہیں۔

(٤٩٩٨)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَقَاتَلُوا الْمُشْرِكِينَ، فَأَفْضٰى بِهِمُ الْقَتْلُ إِلَى الذُّرِّيَّةِ، فَلَمَّا جَاءُوا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى قَتْلِ الذُّرِّيَّةِ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا كَانُوا أَوْلَادَ الْمُشْرِكِينَ؟ قَالَ: ((أَوَهَلْ خِيَارُكُمْ إِلَّا أَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ نَسَمَةٍ تُولَدُ إِلَّا عَلَى الْفِطْرَةِ حَتّٰى يُعْرِبَ عَنْهَا لِسَانُهَا))

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین والے دن ایک سریّہ بھیجا، اس نے مشرکوں سے قتال کیا اور اس میں قتل کا سلسلہ بچوں اور عورتوں تک جا پہنچا، جب وہ واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم کو بچے اور عورتیں قتل کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو مشرکوں کی اولاد ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پسندیدہ افراد بھی تو مشرکوں کی ہی اولاد ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! ہر جان فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتی ہے، یہاں تک کہ اس

(٤٩٩٨) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين لكن سماع الحسن من الاسود لا يثبت عند بعضهم، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٨٦١٦، والحاكم: ٢/ ١٢٣ (انظر: ١٥٥٨٨)

(مسند أحمد: ۱۵۶۷۳)

کی زبان اس کی طرف سے وضاحت کر دے۔''

(۴۹۹۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ جُيُوشَهُ، قَالَ: ((اخْرُجُوا بِسْمِ اللّٰهِ، تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ، لَا تَغْدِرُوْا، وَلَا تَغُلُّوْا، وَلَا تُمَثِّلُوْا، وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ، وَلَا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ)) (مسند أحمد: ۲۷۲۸)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے لشکروں کو روانہ کرتے تو فرماتے: ''اللہ کے نام کے ساتھ نکلو، اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے ساتھ کفر کرنے والوں سے قتال کرو، نہ دھوکہ کرو، نہ خیانت کرو، نہ مثلہ کرو، نہ بچوں کو قتل کرو اور نہ گرجا گھر والوں کو۔''

(۵۰۰۰)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْتُلُوا شُيُوخَ الْمُشْرِكِينَ، وَاسْتَحْيُوا شَرْخَهُمْ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: سَأَلْتُ أَبِي عَنْ تَفْسِيرِ هٰذَا الْحَدِيثِ: اقْتُلُوا شُيُوخَ الْمُشْرِكِينَ، قَالَ: يَقُولُ الشَّيْخُ: لَا يَكَادُ أَنْ يُسْلِمَ وَالشَّابُّ أَيْ يُسْلِمُ كَأَنَّهُ أَقْرَبُ إِلَى الْإِسْلَامِ مِنَ الشَّيْخِ، قَالَ: الشَّرْخُ الشَّبَابُ۔ (مسند أحمد: ۲۰۴۰۷)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم مشرکوں کے بہادری اور جنگ والے قوی افراد کو قتل کرو اور نابالغ بچوں کو چھوڑ دو۔'' عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ امام احمد رحمہ اللہ سے اس کی حدیث ''اُقْتُلُوا شُیُوخَ الْمُشْرِكِینَ'' کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: ''شیخ'' کا مسئلہ یہ ہے کہ قریب نہیں ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جائے، جبکہ لڑکا، شیخ کی بہ نسبت اسلام قبول کرنے کے قریب ہوتا ہے۔ ''اَلشَّرْخ'' سے مراد لڑکے ہیں۔

فوائد:...... اس حدیث میں شُیُوْخ سے مراد وہ لوگ ہیں، جن کی عمر چالیس برس ہو چکی ہو، یعنی مضبوط جنگجو مرد، ان سے مراد وہ عمر رسیدہ بوڑھے نہیں ہیں، جن میں قوت اور رائے کی صلاحت ختم ہو جاتی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُثْلَةِ وَالتَّحْرِيقِ وَقَطْعِ الشَّجَرِ وَهَدْمِ الْعُمرَانِ إِلَّا لِحَاجَةٍ وَمَصْلَحَةٍ

مثلہ، جلانے، درخت کاٹنے اور عمارتیں گرانے سے ممانعت کا بیان، الا یہ کہ کوئی ضرورت اور مصلحت ہو

(۵۰۰۱)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چھوٹے بچے، یا بوڑھے آدمی

(۴۹۹۹) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البزار: ۱٦٧٧، والطبراني: ۱۱٥٦۲، والبيهقي: ۹/ ۹۰، وابويعلى: ۲٦٥۰ (انظر: ۲۷۲۸)

(۵۰۰۰) تخريج: اسناده ضعيف، أخرجه ابوداود: ۲٦٧۰، والترمذي: ۱٥٨۳ (انظر: ۲۰۱٤٥)

(۵۰۰۱) اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيء الحفظ، وشيخه لم يسمه، فهو مجهول (انظر: ۲۲۳٦٨)

((مَنْ قَتَلَ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اَوْ اَحْرَقَ نَخْلًا اَوْ قَطَعَ شَجَرَةً مُثْمِرَةً اَوْ ذَبَحَ شَاةً لِإِهَابِهَا لَمْ يَرْجِعْ كَفَافًا)) (مسند أحمد: ٢٢٧٢٦)

کو قتل کیا، یا کھجوروں کے درخت جلائے، یا پھل دار درخت کاٹے اور چمڑے کی خاطر بکری کو ذبح کر دیا تو وہ اس جہاد سے برابر سرابر بھی نہیں لوٹے گا۔''

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ ضرورت و مصلحت کے پیش نظر درختوں اور دیگر سامان کو جلا کر دشمن کے علاقے میں تخریب کاری کی جا سکتی ہے۔

(٥٠٠٢)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيْبًا اِلَّا اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ وَنَهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ، قَالَ: قَالَ: ((اَلَا وَاِنَّ الْمُثْلَةَ اَنْ يَنْذُرَ الرَّجُلُ اَنْ يَخْرِمَ اَنْفَهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٠١٨١)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب بھی ہمیں خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تو ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیتے اور مثلہ سے منع کرتے اور فرماتے: ''خبردار! یہ بھی مثلہ ہے کہ آدمی یہ نذر مانے کہ وہ اپنی ناک میں سوراخ کرے گا یا اس کو پھاڑے گا۔''

(٥٠٠٣)۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُثْلَةِ۔ (مسند أحمد: ١٨٣٣٣)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مثلہ سے منع فرمایا ہے۔

(٥٠٠٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَحَرَّقَ۔ (مسند أحمد: ٥٥٢٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے کھجوروں کے درخت کاٹے بھی تھے اور جلائے بھی تھے۔

(٥٠٠٥)۔ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ وَجَّهَهُ وِجْهَةً فَقُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ، فَسَاَلَهُ اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ مَا الَّذِيْ عَهِدَ اِلَيْكَ؟ قَالَ: عَهِدَ اِلَيَّ اَنْ اُغِيْرَ عَلٰى اُبْنٰى صَبَاحًا ثُمَّ اُحَرِّقَ۔ (مسند أحمد: ٢٢١٦٧)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو ایک طرف بھیجا تھا، لیکن پھر آپ ﷺ وفات پا گئے تھے، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا: رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کون سی نصیحت کی تھی؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ میں اُبْنٰی بستی پر صبح کے وقت حملہ کروں اور پھر جلا دوں۔

(٥٠٠٢) تخريج: صحيح دون قوله: "الا ان من المثلة ......" وهذا اسناد ضعيف، أخرجه الطيالسي: ٨٣٦، والبزار: ٣٥٦٦، والطبراني: ١٨/ ٣٤٥ (انظر: ١٩٩٣٩)

(٥٠٠٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢/ ٨٩٤ (انظر: ١٨١٥٢)

(٥٠٠٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٢١، ومسلم: ١٧٤٦ (انظر: ٥٥٢٠)

(٥٠٠٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود ٢٦١٦، وابن ماجه ٢٨٤٣ (انظر: ٢١٨٢٤)

(٥٠٠٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا: أَبْنٰى، فَقَالَ: ((ائْتِهَا صَبَاحًا ثُمَّ حَرِّقْ۔)) (مسند أحمد: ٢٢١٢٨)

(دوسری سند) سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اُبْنٰی نامی ایک گاؤں کی طرف بھیجا تھا اور فرمایا تھا: ''تم صبح کے وقت وہاں جانا اور اس کو جلا دینا۔''

(٥٠٠٧)۔ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ۔)) وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمّٰى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَّةَ، فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِي سَبْعِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، قَالَ: فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ، وَبَعَثَ جَرِيرٌ بَشِيرًا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَتَيْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا، كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ، فَبَرَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ۔ (مسند أحمد: ١٩٤٠٢)

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تم مجھے ذوخلصہ سے راحت نہیں پہنچاتے؟'' یہ خثعم قبیلے کا ایک گھر تھا، اس کو کعبۂ یمانیہ کہا جاتا تھا، میں احمس قبیلے کے ایک سو ستر گھوڑ سوار لے کر اس کی طرف گیا، وہ وہاں گئے اور آگ لگا کر اس کو جلا دیا، پھر سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ایک خوشخبری دینے والا بھیجا اور اس نے آ کر کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں اس گھر کو خارشی اونٹ کی طرح چھوڑ کر آپ کو خوشخبری دینے کے لیے آیا ہوں، پس رسول اللہ ﷺ نے احمس قبیلے کے گھوڑ سواروں اور پیادہ لوگوں کے لیے پانچ بار برکت کی دعا کی۔

فوائد:...... ذوخلصہ گھر کے اندر ایک بت بھی تھا، اس کا نام خلصہ تھا۔
خارشی اونٹ سے مراد اس گھر کا جل کر سیاہ ہونا اور پھر اس کی زینت اور رونق کا ختم ہو جانا ہے، جیسے خارشی اونٹ گندھک وغیرہ ملنے سے بدنما نظر آتا ہے۔

(٥٠٠٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْثٍ، فَقَالَ: ((إِنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ، فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ: ((إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوْا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا اور فرمایا: ''اگر تم قریش کے فلاں فلاں دو آدمیوں کو پا لو تو ان کو آگ کے ساتھ جلا دینا۔'' پھر جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم کو فلاں فلاں آدمیوں کو آگ کے ساتھ جلا

(٥٠٠٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول
(٥٠٠٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٢٣، ٤٣٥٥، ومسلم: ٢٤٧٦ (انظر: ١٩١٨٨)
(٥٠٠٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠١٦ (انظر: ٨٤٦١)

فُلانًا وَفُلانًا بِالنَّارِ، وَإِنَّ النَّارَ لا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا)) (مسند أحمد: ٨٤٤٢)

دینے کا حکم دیا تھا، جبکہ آگ کے ساتھ عذاب دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے،اس لیے اگر تم ان کو پالوتو ان کو قتل کر دینا۔''

فوائد:...... یہ دو آدمی ہبار بن اسود اور نافع بن عبدقیس تھے،اول الذکر فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گیا اور آخر الذکر کا کوئی اتہ پتہ نہیں ہے۔

آپ ﷺ کا اپنی رائے کو تبدیل کرنا،ممکن ہے کہ آپ ﷺ کے اجتہاد کی بنا پر ہو یا نئی وحی کی روشنی میں۔

(٥٠٠٩)۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ، صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَهُ وَرَهْطًا مَعَهُ إِلَى رَجُلٍ مِنْ عُذْرَةَ، فَقَالَ: ((إِنْ قَدَرْتُمْ عَلَى فُلَانٍ فَأَحْرِقُوهُ بِالنَّارِ۔)) فَانْطَلَقُوا حَتّٰى إِذَا تَوَارَوْا مِنْهُ، نَادَاهُمْ أَوْ أَرْسَلَ فِي أَثَرِهِمْ فَرَدُّوهُمْ ثُمَّ قَالَ: ((إِنْ أَنْتُمْ قَدَرْتُمْ عَلَيْهِ فَاقْتُلُوهُ، وَلَا تُحْرِقُوهُ بِالنَّارِ، فَإِنَّمَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ رَبُّ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ١٦١٣١)

صحابیٔ رسول سیدنا حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک لشکر سمیت عذرہ قبیلے کے ایک آدمی کی طرف بھیجا اور فرمایا: ''اگر تم نے فلاں پر غلبہ پا لیا تو اس کو آگ کے ساتھ جلا دینا۔'' پس وہ چل پڑے اور جب آپ ﷺ سے اوجھل ہونے لگے تو آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور کسی آدمی کو بھیج کر ان کو واپس بلا لیا اور پھر فرمایا: ''اگر تم نے اس آدمی پر غلبہ پا لیا تو اس کو قتل کرنا، آگ کے ساتھ جلانا نہیں ہے، کیونکہ آگ کا ربّ ہی ہے، جو آگ کے ذریعے عذاب دے سکتا ہے۔''

بَابُ تَحْرِيمِ الْفِرَارِ مِنَ الزَّحْفِ اِلَّا الْمُتَحَيِّزَ اِلٰى فِئَةٍ وَاِنْ بَعُدَتْ

لڑائی کے وقت بھاگ جانے کی حرمت کا بیان، الا یہ کہ آدمی نے اپنی جماعت کو ملنا ہو، اگرچہ وہ جماعت دور ہو

(٥٠١٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَأَدّٰى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبًا بِهَا نَفْسُهُ مُحْتَسِبًا، وَسَمِعَ وَأَطَاعَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَخَمْسٌ لَيْسَ لَهُنَّ كَفَّارَةٌ، الشِّرْكُ بِاللّٰهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملا کہ اس نے اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ہو، دل کی خوشی کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے زکوۃ ادا کی ہو اور امام کی بات سنی، اور اس کی اطاعت کی ہو تو اس کے لیے جنت ہوگی، یا وہ جنت میں

(٥٠٠٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه أبوداود: ٢٦٧٣ (انظر: ١٦٠٣٥)

(٥٠١٠) تخريج: اسناده ضعيف، المتوكل او ابو المتوكل مختلف فى اسمه، وهو مجهول، أخرجه البيهقى فى "الشعب": ٤٩٢٨ (انظر: ٨٧٣٧)

عَزَّوَجَلَّ، وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ، أَوْ بَهْتُ مُؤْمِنٍ، أَوِ الْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ، أَوْ يَمِينٌ صَابِرَةٌ، يَقْتَطِعُ بِهَا مَالًا بِغَيْرِ حَقٍّ۔)) (مسند أحمد: ۸۷۲۲)

داخل ہو جائے گا۔ پانچ گناہ ہیں، ان کا کوئی کفارہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق جان کو قتل کرنا، مؤمن پر تہمت لگانا، لڑائی والے دن بھاگ جانا اور جھوٹی قسم، جس کے ذریعے وہ ناحق مال حاصل کرتا ہے۔‘‘

فوائد:...... جمہور سلف صالحین کے مسلک کے مطابق زندگی میں توبہ اور ندامت کی وجہ سے ہر قسم کا گناہ معاف ہو جاتا، البتہ حقوق العباد کے سلسلے میں متعلقہ آدمی کو اس کا حق ادا کرنا یا معاف کر والینا ضروری ہے، اور موت کے بعد شرک کے علاوہ ہر گناہ قابل معافی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جرم کی نوعیت کے مطابق عارضی طور پر کسی قسم کا عذاب دیا جائے، مثلا قبر میں عذاب، میدانِ حشر میں عذاب، جہنم میں عذاب۔

(۵۰۱۱)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو رُهْمٍ السَّمَعِيُّ: أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَاءَ يَعْبُدُ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَصُومُ رَمَضَانَ، وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ، فَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ۔)) وَسَأَلُوهُ مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الْمُسْلِمَةِ، وَفِرَارٌ يَوْمَ الزَّحْفِ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۸۹۸)

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو آدمی اس حال میں آیا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو، نماز قائم کی ہو، زکوۃ ادا کی ہو، رمضان کے روزے رکھے ہوں اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا ہو تو اس کے لیے جنت ہوگی۔‘‘ جب لوگوں نے آپ ﷺ سے کبائر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، مسلمان نفس کو قتل کرنا اور لڑائی والے دن بھاگ جانا۔‘‘

(۵۰۱۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنْتُ فِي سَرِيَّةٍ مِنْ سَرَايَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً، وَكُنْتُ فِيمَنْ حَاصَ، فَقُلْنَا: كَيْفَ نَصْنَعُ وَقَدْ فَرَرْنَا مِنَ الزَّحْفِ وَبُؤْنَا بِالْغَضَبِ، ثُمَّ قُلْنَا: لَوْ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ فَبِتْنَا ثُمَّ قُلْنَا: لَوْ عَرَضْنَا أَنْفُسَنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے سرایا میں سے ایک سریّہ کی بات ہے، میں خود بھی اس میں تھا، لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا اور میں بھی فرار اختیار کرنے والوں میں سے تھا، پھر ہم نے کہا: اب ہم کیا کریں، ہم تو لڑائی سے بھاگے ہیں اور غضبِ الٰہی کے ساتھ لوٹے ہیں، پھر ہم نے کہا: اب ہم مدینہ میں داخل ہو جائیں اور اندر جا کر رات گزاریں، لیکن پھر ہمارے ذہن میں

(۵۰۱۱) تخریج: حدیث حسن بمجموع طرقه، أخرجه النسائی: ۷/ ۸۸ (انظر: ۲۳۵۰۲)

(۵۰۱۲) تخریج: إسناده ضعيف لضعف يزيد بن ابی زياد، أخرجه الترمذی: ۱۷۱٦ (انظر: ۵۳۸٤)

تَوْبَةٌ وَإِلَّا ذَهَبْنَا، فَأَتَيْنَاهُ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَخَرَجَ فَقَالَ: ((مَنِ الْقَوْمُ؟)) قَالَ: فَقُلْنَا نَحْنُ الْفَرَّارُونَ، قَالَ: ((لَا بَلْ أَنْتُمُ الْعَكَّارُونَ، أَنَا فِئَتُكُمْ، وَأَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِينَ۔)) قَالَ: فَأَتَيْنَاهُ حَتّٰى قَبَّلْنَا يَدَهُ۔ (مسند أحمد: ٥٣٨٤)

یہ بات آئی کہ ہم اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کرتے ہیں، اگر توبہ کا حق ہوا تو ٹھیک، وگرنہ ہم چلے جائیں گے، پس ہم نمازِ فجر سے پہلے آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو پوچھا: ''کون لوگ ہیں؟'' ہم نے کہا: جی ہم ہیں، لڑائی سے بھاگ کر آ جانے والے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں نہیں، بلکہ تم تو قتال کی طرف پلٹ جانے والے ہو اور میں تمہارا مددگار ہوں اور میں تمام مسلمانوں کی پناہ گاہ اور ان کا مددگار ہوں۔'' پس ہم آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بوسہ لیا۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ بھاگنے والے مجاہدین کو تسلی دلا رہے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ۔ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۔﴾...... ''اے ایمان والو! جب تم کافروں سے روبرو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پیٹھ مت پھیرو اور جو شخص اس وقت پیٹھ پھیرے گا، مگر جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے، باقی اور جو ایسا کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آ جائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا، وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔'' (سورۂ انفال: ۱۵، ۱۶)

لڑائی کے پینترہ بدلنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک جانب سے دوسری جانب کو پھرنا، دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے مثلاً تنگ جگہ سے کشادہ جگہ کی طرف پھر جانا، نیچے سے اوپر، کھلی جگہ سے پوشیدہ کی طرف وغیرہ۔

اپنی جماعت کی طرف پناہ لینا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کی پناہ اور حفاظت میں چلے جانا اور پھر ان کے ساتھ مل کر لڑنا۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْإِقَامَةِ بِمَوْضِعِ النَّصْرِ ثَلَاثًا
فتح والے مقام میں تین دن ٹھہرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۵۰۱۳)۔ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَاتَلَ قَوْمًا فَهَزَمَهُمْ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثًا، وَفِي لَفْظٍ: لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی قوم سے لڑتے اور ان کو شکست دے دیتے تو وہاں کھلے میدان میں تین دن قیام کرتے۔ ایک روایت میں ہے: جب رسول

(۵۰۱۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۷۵ (انظر: ۱۶۳۵۶)

مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ اَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثًا۔ (مسند أحمد: ١٦٤٦٩)

اللہ ﷺ اہل بدر سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے کھلے میدان میں تین دن قیام کیا۔

(٥٠١٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا غَلَبَ قَوْمًا اَحَبَّ اَنْ يُقِيْمَ بِعَرْصَتِهِمْ ثَلَاثًا، وَفِيْ لَفْظٍ: ثَلَاثَ لِيَالٍ۔ (مسند أحمد: ١٦٤٦٨)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر غالب آ جاتے تو پسند کرتے کہ ان کے کھلے میدان میں تین دن تک قیام کریں۔

فوائد:...... ''عَرْصَة'' اس کھلی جگہ کو کہتے ہیں، جہاں کوئی عمارت وغیرہ نہ ہو۔

ایسے مقام پر تین دن ٹھہرنے کی حکمت یہ ہے کہ غلبے کا اظہار ہو جائے، اس علاقے سے متعلقہ احکام نافذ کر دیے جائیں، دشمن کے حوصلے پست ہو جائیں اور مغلوب قوم کو یہ موقع مل جائے کہ وہ فاتحین کو قریب سے دیکھ سکیں۔

قِسْمُ الْغَنَائِمِ وَالْفَيْءِ

مال غنیمت اور مال فے کی تقسیم کا بیان

مال غنیمت: اس سے مراد وہ مال ہے، جو دشمنوں سے سختی اور غلبے کے ذریعے چھینا گیا ہو۔

مال فے: اس سے مراد وہ مال ہے، جو بغیر لڑائی کے صلح کے ذریعے حاصل ہو، یا جزیہ خراج کی صورت میں حاصل ہو۔

بَابُ حَلِّ الْغَنِيْمَةِ مِنْ خُصُوْصِيَاتِهِ ﷺ وَاُمَّتِهِ وَذِكْرِ اَحْكَامٍ تَتَعَلَّقُ بِالْغَنِيْمَةِ قَبْلَ قِسْمَتِهَا

اس امر کا بیان کہ غنیمت کا حلال ہونا نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کے خصائص میں سے ہے اور تقسیم سے قبل غنیمت سے متعلقہ احکام کا ذکر

(٥٠١٥)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ مِنْ قَبْلِيْ)) (مسند أحمد: ١٤٣١٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں، جبکہ یہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھیں۔''

فوائد:...... مالِ غنیمت کا حلال ہونا نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے، آپ ﷺ سے پہلے کسی امت کے لیے یہ مال حلال نہیں تھا، جبکہ اس کا حلال نہ ہونا بڑی آزمائش تھی۔

(٥٠١٦)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِقَوْمٍ سُوْدِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے کالے سروں والی قوم یعنی بنو آدم کے لیے

(٥٠١٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٠١٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٥، ٤٣٨، ٣١٢٢، ومسلم: ٥٢١ (انظر: ١٤٢٦٤)

(٥٠١٦) تخريج: إسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الترمذي: ٣٠٨٥ (انظر: ٧٤٣٣)

الرُّءُ وْسِ قَبْلَكُمْ، كَانَتْ تَنْزِلُ النَّارُ مِنَ السَّمَاءِ فَتَأْكُلُهَا۔)) كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أَسْرَعَ النَّاسُ فِي الْغَنَائِمِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ، فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا﴾ [الانفال: ٦٨، ٦٩] (مسند أحمد: ٧٤٢٧)

غنیمتیں حلال نہیں تھیں، بلکہ ان کے ہاں یوں ہوتا تھا کہ آگ آسمان سے نازل ہوتی تھی اور غنائم کو کھا جاتی تھی۔'' جب بدر والے دن لوگوں نے غنیمتیں حاصل کرنے میں جلدی کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی: ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ، فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا﴾ ''اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس بارے میں تمھیں کوئی بڑی سزا ہوتی، پس جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے، خوب کھاؤ۔'' (سورۂ انفال: ٦٨، ٦٩)

(٥٠١٧)۔ عَنْ أَبِي لَبِيدٍ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ كَابُلَ فَأَصَابَ النَّاسُ غَنِيْمَةً، فَانْتَهَبُوهَا فَأَمَرَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ مُنَادِيًا يُنَادِي إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا۔)) فَرُدُّوا هٰذِهِ الْغَنِيْمَةَ فَرَدُّوهَا فَقَسَمَهَا بِالسَّوِيَّةِ۔ (مسند أحمد: ٢٠٩٠٧)

ابو لبید کہتے ہیں: ہم نے سیدنا عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کابل میں جہاد کیا، جب لوگوں نے غنیمت حاصل کی تو انھوں نے تقسیم سے پہلے اس کو لوٹنا شروع کر دیا، سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ایک مُنادِی کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے لوٹ مار کی، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' لہٰذا یہ غنیمتیں واپس کر دو، پس انھوں نے واپس کر دیں، پھر انھوں نے برابری کے ساتھ ان میں تقسیم کر دیں۔

(٥٠١٨)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَخْبَرَ مُعَاوِيَةَ حِينَ سَأَلَهُ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عِقَالًا قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اتْرُكْهُ حَتّٰى يُقْسَمَ۔)) وَقَالَ عَتَّابٌ: ((حَتّٰى نَقْسِمَ ثُمَّ إِنْ شِئْتَ أَعْطَيْنَاكَ عِقَالًا، وَإِنْ شِئْتَ أَعْطَيْنَاكَ مِرَارًا۔)) (مسند أحمد: ٢٣١١٩)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا، جس نے تقسیم غنائم سے پہلے نبی کریم ﷺ سے معمولی سی چیز کا سوال کیا تھا، اور آپ ﷺ نے اسے یہ جواب دیا تھا: ''اس کو چھوڑ دے، یہاں تک کہ ان کو تقسیم کر دیا جائے۔'' عتاب راوی کے یہ الفاظ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو رکھ دے، یہاں تک کہ ہم خود تقسیم کریں گے، پھر اگر تو نے چاہا

(٥٠١٧) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه أبوداود: ٢٧٠٣ (انظر: ٢٠٦٣١)

(٥٠١٨) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوى عن عبادة (انظر: ٢٢٧٣٩)

تو تجھے اونٹ کا گھٹنا باندھنے والی رسی دے دیں گے اور اگر تو نے چاہا تو ہم تجھے رسی دے دیں گے۔''

(۵۰۱۹)۔ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ قَرْيَةً مِنْ قُرَى الْمَغْرِبِ، يُقَالُ لَهَا: جَرَبَّةُ، فَقَامَ فِينَا خَطِيبًا فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي لَا أَقُولُ فِيكُمْ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: قَامَ فِينَا يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَقَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْقِيَ مَائَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ، يَعْنِي إِتْيَانَ الْحُبَالَى مِنَ السَّبَايَا، وَأَنْ يُصِيبَ امْرَأَةً ثَيِّبًا مِنَ السَّبْيِ حَتّٰى يَسْتَبْرِئَهَا، يَعْنِي إِذَا اشْتَرَاهَا، وَأَنْ يَبِيعَ مَغْنَمًا حَتّٰى يُقْسَمَ، وَأَنْ يَرْكَبَ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتّٰى إِذَا أَعْجَفَهَا، رَدَّهَا فِيهِ وَأَنْ يَلْبَسَ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتّٰى إِذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۱۲۲)

حنش صنعانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ مغرب کی جَرَبّہ نامی بستی والوں سے جنگ کی، وہ خطاب کرنے کے لیے ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا: اے لوگو! میں تم سے وہی بات کروں گا، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، آپ ﷺ حنین والے دن ہمارے اندر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے بندے کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنا پانی دوسرے کی کھیتی کو پلائے، یعنی استعمال شدہ لونڈی خریدنے کی صورت میں استبرائے رحم سے پہلے اس سے جماع کرے، تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت بیچ دے، مسلمانوں کے مال غنیمت سے کوئی سواری لے کر اس پر سواری کرے اور اُس کو لاغر کر کے اسے مال غنیمت میں چھوڑ دے اور مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں سے کپڑا لے کر پہن لے اور پھر اس کو بوسیدہ کر کے مال غنیمت میں رکھ دے۔'' دوسرے کی کھتی کو پانی پلانے کی ممانعت سے آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ استبرائے رحم سے پہلے حاملہ قیدی خواتین سے خاص تعلق قائم نہ کیا جائے۔

فوائد:...... ''حلال نہیں ہے کہ آدمی اپنا پانی دوسرے کی کھیتی کو پلائے'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب آدمی حاملہ لونڈی خریدی، یا کوئی قیدی حاملہ خاتون اس کی ملکیت میں آجائے تو وضع حمل تک اس سے بالاتفاق جماع حرام ہوگا۔

عقال: خاص رسی کو کہتے ہیں اور ''مراد'' عام رسی ہے۔

(۵۰۲۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْغَنَائِمِ حَتّٰى تُقْسَمَ، وَعَنْ بَيْعِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ نے تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت کو فروخت کرنے سے، آفت سے محفوظ ہونے

(۵۰۱۹) تخريج: صحيح بشواهده، أخرجه ابوداود: ۲۱۵۹ (انظر: ۱٦۹۹۷)
(۵۰۲۰) تخريج: حديث حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ۳۳٦۹(انظر: ۹۰۱۷)

الثَّمَرَةِ حَتّٰى تُحْرَزَ مِنْ كُلِّ عَامٍ، وَاَنْ يُصَلِّى الرَّجُلُ حَتّٰى يَحْتَزِمَ۔ (مسند أحمد: ٩٠٠٥)

سے پہلے پھلوں کو فروخت کرنے سے اور پیٹی کسنے سے پہلے آدمی کو نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

فوائد:...... اس وقت لوگ کھلے گریبان والی قمیصیں پہنتے تھے، جبکہ اکثر و بیشتر افراد نے شلواریں بھی نہیں پہنی ہوتی تھیں، اس سے بے پردگی ہونے کا خطرہ ہوتا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے پیٹی کسنے کا حکم دیا تا کہ گریبان سے شرم گاہ پر نظر نہ پڑے۔

(٥٠٢١)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِى لَيْلٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَتْحَ خَيْبَرَ، فَلَمَّا انْهَزَمُوْا وَقَعْنَا فِيْ رِحَالِهِمْ، فَاَخَذَ النَّاسُ مَا وَجَدُوْا مِنْ خُرْثِيٍّ فَلَمْ يَكُنْ اَسْرَعَ مِنْ اَنْ فَارَتِ الْقُدُوْرُ، قَالَ: فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْقِدْرِ فَاُكْفِئَتْ وَقَسَمَ بَيْنَنَا فَجَعَلَ لِكُلِّ عَشْرَةٍ شَاةً۔ (مسند أحمد: ١٩٢٦٨)

سیدنا ابولیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں خیبر کی فتح کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا، جب وہ یہودی شکست کھا گئے تو ہم ان کے گھروں میں گھس گئے اور گھروں سے ساز و سامان حاصل کرنے لگے، بہت جلدی ہنڈیاں ابلنے لگیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہنڈیوں کے متعلق حکم دیا تو ہنڈیاں انڈیل دی گئیں، پھر آپ ﷺ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا اور ہر دس آدمیوں کو ایک بکری عطا کی۔

(٥٠٢٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: كُنَّا مُحَاصِرِينَ قَصْرَ خَيْبَرَ، فَأَلْقَى إِلَيْنَا رَجُلٌ جِرَابًا فِيهِ شَحْمٌ، فَذَهَبْتُ آخُذُهُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَحْيَيْتُ۔ (مسند أحمد: ٢٠٨٢٩)

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے خیبر کے محل کا محاصرہ کیا ہوا تھا، ایک آدمی نے چربی کا مشکیزہ ہماری طرف پھینکا، میں اس کو لینے کے لیے گیا، لیکن نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر شرما گیا۔

(٥٠٢٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: دُلِّيَ جِرَابٌ مِنْ شَحْمٍ يَوْمَ خَيْبَرَ، قَالَ: فَالْتَزَمْتُهُ قُلْتُ: لَا أُعْطِي اَحَدًا مِنْهُ شَيْئًا، قَالَ: فَالْتَفَتُّ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ۔ قَالَ بَهْزٌ: اِلَيَّ۔ (مسند أحمد: ١٦٩١٤)

(دوسری سند) خیبر والے دن چربی کا ایک مشکیزہ لٹکایا گیا، میں اس کو چمٹ گیا اور کہا: میں کسی کو اس میں سے کچھ بھی نہیں دوں گا، پھر جب میں رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔

فوائد:...... ابوداود کی روایت میں ہے، آپ ﷺ نے اس آدمی کو اجازت دیتے ہوئے فرمایا: ((هُوَ لَكَ۔))...... ''یہ تیرے لیے ہے۔'' اس باب سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کے لیے مالِ غنیمت اور مالِ فے حلال کیا گیا ہے اور تقسیم سے پہلے یہ مال لینا جائز نہیں ہے، الا یہ کہ امام کسی مخصوص چیز کی اجازت دے دے۔

(٥٠٢١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الدارمى: ٢٤٧٠، والحاكم: ٢/ ١٣٤ (انظر: ١٩٠٥٨)
(٥٠٢٢) تخريج: أخرجه البخارى: ٣١٥٣، ٤٢١٤، ٥٥٠٨، ومسلم: ١٧٧٢ (انظر: ٢٠٥٥٥)
(٥٠٢٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

بَابُ سَبَبِ نُزُوْلِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاِنْفَالِ ﴾

اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاِنْفَالِ﴾ کی شانِ نزول

وَتَقْسِيمِ الْغَنِيمَةِ عَلَى السَّوَاءِ بَيْنَ كُلِّ عَامِلٍ عَمِلَ فِي الْمَوْقِعَةِ قَدْرَ جُهْدِهِ

جس جس عامل نے میدان جنگ میں اپنی طاقت کے بقدر کام کیا، ان میں برابری کے ساتھ مالِ غنیمت تقسیم کرنے کا بیان

(٥٠٢٤)۔ عَنْ اَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ عَنْ الْأَنْفَالِ فَقَالَ: فِينَا مَعْشَرَ أَصْحَابِ بَدْرٍ نَزَلَتْ حِينَ اخْتَلَفْنَا فِي النَّفْلِ، وَسَاءَتْ فِيهِ أَخْلَاقُنَا، فَانْتَزَعَهُ اللّٰهُ مِنْ أَيْدِينَا، وَجَعَلَهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَسَمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، عَنْ بَوَاءٍ، يَقُولُ: عَلَى السَّوَاءِ۔ (مسند أحمد: ٢٣١٣٣)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبادہ بن صامت سے انفال والی آیت کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: ہم بدر والوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، جب ہم نے مالِ غنیمت میں اختلاف کیا اور اس بارے میں ہم سے بداخلاقی ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے یہ چیز چھین لی اور رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دی، پھر آپ ﷺ نے وہ مال مسلمانوں کے درمیان برابر برابر تقسیم کر دیا۔

فوائد:...... اختلاف کی تفصیل اگلی روایت میں موجود ہے۔

(٥٠٢٥)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَشَهِدْتُ مَعَهُ بَدْرًا، فَالْتَقَى النَّاسُ، فَهَزَمَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْعَدُوَّ، فَانْطَلَقَتْ طَائِفَةٌ فِي آثَارِهِمْ يَهْزِمُونَ وَيَقْتُلُونَ، فَأَكَبَّتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَسْكَرِ يَحْوُونَهُ وَيَجْمَعُونَهُ، وَأَحْدَقَتْ طَائِفَةٌ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصِيبُ الْعَدُوُّ مِنْهُ غِرَّةً حَتّٰى إِذَا كَانَ اللَّيْلُ وَفَاءَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، قَالَ الَّذِينَ جَمَعُوا الْغَنَائِمَ: نَحْنُ حَوَيْنَاهَا وَجَمَعْنَاهَا فَلَيْسَ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے، میں غزوۂ بدر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا، جب لوگوں کا مقابلہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی، لشکرِ اسلام کا ایک حصہ دشمنوں کو شکست دیتے ہوئے اور ان کو قتل کرتے ہوئے ان کا پیچھا کرنے لگ گے اور ایک حصہ مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑا اور اس کو جمع کرنے لگا اور ایک حصے نے رسول اللہ ﷺ کو گھیرے میں لے لیا، تاکہ دشمن غفلت سے فائدہ اٹھا کر آپ ﷺ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے، یہاں تک کہ رات ہو گئی اور سارے لوگ لوٹ آئے، غنیمتیں جمع کرنے والوں نے کہا: ہم نے یہ مال جمع کیا ہے،

(٥٠٢٤) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٢٧٥٣)

(٥٠٢٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذي: ١٥٦١، وابن ماجه: ٢٨٥٢ (انظر: ٢٢٧٦٢)

لِأَحَدٍ فِيهَا نَصِيبٌ، وَقَالَ الَّذِينَ خَرَجُوا فِي طَلَبِ الْعَدُوِّ: لَسْتُمْ بِأَحَقَّ بِهَا مِنَّا نَحْنُ نَفَيْنَا عَنْهَا الْعَدُوَّ وَهَزَمْنَاهُمْ، وَقَالَ الَّذِينَ أَحْدَقُوا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: لَسْتُمْ بِأَحَقَّ بِهَا مِنَّا نَحْنُ أَحْدَقْنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَخِفْنَا أَنْ يُصِيبَ الْعَدُوُّ مِنْهُ غِرَّةً وَاشْتَغَلْنَا بِهِ، فَنَزَلَتْ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ، قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى فَوَاقٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَغَارَ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ نَفَلَ الرُّبُعَ، وَإِذَا أَقْبَلَ رَاجِعًا وَكُلَّ النَّاسِ نَفَلَ الثُّلُثَ، وَكَانَ يَكْرَهُ الْأَنْفَالَ، وَيَقُولُ: ((لِيَرُدَّ قَوِيُّ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى ضَعِيفِهِمْ.)) (مسند أحمد: ٢٣١٤٢)

کسی اور کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے، دشمن کا پیچھا کرنے والے گروہ نے کہا: تم لوگ ہم سے زیادہ اس مال کے مستحق نہیں ہو، ہم نے اس مال سے دشمن کو ہٹایا اور اس کو شکست دی، اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنے والوں نے کہا: تم لوگ ہم سے زیادہ اس مال کا حق نہیں رکھتے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کو گھیرا دیا اور ہم ڈر گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن غفلت سے فائدہ اٹھا کر آپ ﷺ کو نقصان پہنچا دے اور اس طرح ہم اُدھر مصروف رہے، پس اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ، قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ ......''وہ تجھ سے غنیمتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دے غنیمتیں اللہ اور رسول کے لیے ہیں، سو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست کرو۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کے فَوَاق کی مقدار کے برابر وقت میں اس مال کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ دشمن کی سرزمین میں حملہ کرتے تھے تو ایک چوتھائی حصہ زائد دیتے تھے اور اگر واپسی پر ایسا ہوتا ہے تو مجاہدین کی تھکاوٹ کی وجہ سے ایک تہائی حصہ زائد دیتے تھے، ویسے آپ ﷺ اس چیز کو ناپسند کرتے تھے کہ لوگ زائد حصے کی حرص رکھیں، اس لیے آپ ﷺ فرماتے تھے: ''قوی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کمزوروں کو زائد حصوں میں شریک کریں۔''

فوائد:...... اونٹنی کا فَوَاق: یہ لفظ وقت کی ایک مقدار بیان کرتا ہے، اس کے یہ معانی ہیں: (۱) دو دفعہ دوہنے کے درمیان کا وقت، (۲) دوہنے والے کے تھن کو دو دفعہ پکڑنے کے درمیان کا وقت، (۳) اتنا وقت جس میں اونٹنی اپنا دودھ دوھنے والے کے لیے دودھ اتار دیتی ہے۔

حدیث کے آخر میں ایک چوتھائی اور ایک تہائی کا مطلب یہ ہے کہ جب لشکرِ اسلام اپنی جہت کی طرف جا رہا ہوتا اور بیچ میں سے ایک سریہ کو الگ کر کے گرد و نواح کے کسی علاقے کی طرف بھیج دیا جاتا تو وہ جو مالِ غنیمت لے کر آتے،

اس کا چوتھا حصہ ان کو زائد دیا جاتا، باقی تین حصے تمام مجاہدین میں برابر تقسیم کر دیئے جاتے، سب سے پہلے آپ ﷺ کا خُمس نکالا جاتا ہے، اگر جہاد سے واپسی پر یہی صورت حال پیش آتی تو ایک تہائی حصہ زائد دیا جاتا۔

حدیثِ مبارکہ کے آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ مجاہدین کو زائد حصے کی حرص نہیں ہونی چاہیے اور اس معاملے میں ان کو ایثار کی راہ اختیار کرنی چاہیے تاکہ کمزور جنگجوؤں کو بھی قوی مجاہدین کی طرح حصہ مل سکے۔ نیز اس حدیث کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ مجاہدین کو ان کے زائد جہاد اور محنت کی وجہ سے زائد حصے تو دیتے تھے، لیکن آپ ﷺ کی تمنا یہ تھی کہ وہ لشکرِ اسلام کے تمام افراد کو ترجیح دیتے ہوئے وصول نہ کریں، تاکہ سب کو برابر حصہ مل سکے۔

(٥٠٢٦)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلرَّجُلُ يَكُوْنُ حَامِيَةَ الْقَوْمِ يَكُوْنُ سَهْمُهُ وَسَهْمُ غَيْرِهِ سَوَاءً؟ قَالَ: ((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ ابْنَ أُمِّ سَعْدٍ، وَهَلْ تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٤٩٣)

سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو آدمی بوقت شکست لوگوں کی حفاظت کا کام سرانجام دیتا ہے، کیا اس کا اور دوسرے مجاہدین کا حصہ برابر برابر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''او سعد کی ماں کے بیٹے! تیری ماں تجھے گم پائے، صرف تمہارے کمزوروں کی وجہ سے تم کو رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔''

(٥٠٢٧)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((ابْغُوْنِيْ ضُعَفَائَكُمْ، فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٠٧٤)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے اپنے کمزوروں کو تلاش کر کے لاؤ۔'' کیونکہ تم لوگوں کو صرف اپنے ضعیفوں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ ان ضعفاء کو رزق دینا چاہتا ہے اور ان کا بھلا کرنا چاہتا ہے، مگر چونکہ وہ تمہارے محتاج ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ انھیں رزق پہنچانے کے لیے تمہیں بھی رزق دے دیتا ہے اور ان کے بھلے کے لیے تمہاری مدد بھی کرتا ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کمزوروں کی وجہ سے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے، یہ تائید و نصرت صالحین کی ذات کی وجہ سے نہیں، بلکہ ان کی دعا اور اخلاص کی وجہ سے ہوتی ہے، جیسا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہونے لگا کہ وہ اپنے سے کم مال والے صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيْفِهَا: بِدَعْوَتِهِمْ وَ صَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ۔)) ......''اللہ تعالیٰ اس امت کے کمزور لوگوں کی دعاؤں، نمازوں اور اخلاص کی وجہ سے اس امت کی مدد کرتا ہے۔(سنن نسائی: ٢/ ٦٥، الفوائد لتمام: ق ١٠٥/ ٢، الحلیة لأبی نعیم: ٥/ ٢٦)

(٥٠٢٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه النسائي: ٦/ ٤٥ (انظر: ١٤٩٣)

(٥٠٢٧) اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ٢٥٩٤، والترمذي: ١٧٠٢، والنسائي: ٦/ ٤٥ (انظر: ٢١٧٣١)

اس روایت کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے، بلکہ مطلوبہ تفسیر کے علاوہ یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے، اور اسی طرح اس کو امام احمد (۱/۱۶۳) نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیحہ: ۷۷۹) اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ضعیف لوگوں کی عبادات و دعیہ میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں لذت محسوس ہوتی ہے، کیونکہ ان کے دل دنیا کی محبت ور چاہت سے خالی ہوتے ہیں، ان کا صرف ایک مقصد ہوتا ہے کہ ان کی دعائیں قبول اور ان کے اعمال پاک ہو جائیں۔ امیر اور غریب اور قوی اور ضعیف میں بیان کیا گیا مذکورہ بالا فرق امیر اور قوی لوگوں کے لیے قابل تسلیم نہیں ہے، کیونکہ وہ ان تجربات سے نہیں گزرے اور ان کو سرے سے یہ احساس نہ ہو سکا کہ ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا تعلق ہوتا ہے۔

بَابُ فَرْضِ خُمُسِ الْغَنِيْمَةِ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَ مَا جَاءَ فِيْ تَقْسِيْمِهِ

غنیمت کے خُمس کا اللہ اور اس کے رسول کے لیے فرض ہونے اور اس کی تقسیم کا بیان

تنبیہ: خُمُس سے مراد کل مال غنیمت کا پانچواں حصہ ہے، عام طور پر اس حصے کو ''خُمُس'' کہا جاتا ہے اور ''خُمُس'' کا معنی پانچواں حصہ ہے، اس باب کے آخر میں اس حصے کے مصارف بیان کیے گئے ہیں۔

(۵۰۲۸)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِی كَرِبَ الْكِنْدِيِّ، أَنَّهُ جَلَسَ مَعَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَالْحَارِثِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْكِنْدِيِّ، فَتَذَاكَرُوْا حَدِيثَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لِعُبَادَةَ: يَا عُبَادَةُ! كَلِمَاتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا فِي شَأْنِ الْأَخْمَاسِ، فَقَالَ عُبَادَةُ: قَالَ إِسْحَاقُ فِي حَدِيثِهِ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فِي غَزْوِهِمْ إِلَى بَعِيرٍ مِنَ الْمُقَسَّمِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَنَاوَلَ وَبَرَةً بَيْنَ أُنْمُلَتَيْهِ، فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ مِنْ غَنَائِمِكُمْ، وَإِنَّهُ لَيْسَ لِي فِيهَا إِلَّا نَصِيبِي مَعَكُمْ إِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ، فَأَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ، وَأَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَأَصْغَرَ)) الحديث۔ (مسند أحمد: ۲۳۱۵۷)

سیدنا مقدام بن معدی کرب کندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سیدنا عبادہ بن صامت، سیدنا ابو درداء اور سیدنا حارث بن معاویہ کندی رضی اللہ عنہم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کا ذکر کیا، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عبادہ: فلاں فلاں غزوے میں خمس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی باتیں، سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بیشک رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوے کے دوران ہمیں نماز پڑھائی، جبکہ آپ ﷺ کے سامنے اس مالِ غنیمت کا ایک اونٹ تھا، جس کو ابھی تک تقسیم نہیں کیا گیا تھا، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے، اپنے دو پوروں میں اونٹ کے بال پکڑے اور فرمایا: ''یہ بال بھی تمہاری غنیموں میں سے ہیں اور اس مال میں تمہارے ساتھ میرا حصہ نہیں ہے، مگر خمس، اور وہ خمس بھی تم پر لوٹا دیا جائے گا، لہٰذا دھاگہ اور سوئی اور ان سے چھوٹی بڑی چیزیں، سب کچھ ادا کر دو۔''

(۵۰۲۸) تخریج: حديث حسن (انظر: ۲۲۷۷۶)

فوائد:...... ''وہ خمس بھی تم پر لوٹا دیا جائے گا۔'' کیونکہ یہ خمس دراصل بیت المال میں جمع ہو جاتا ہے اور وہاں سے یہ مال مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتا ہے۔

(۵۰۲۹)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: رَاَیْتُ الْمَغَانِمَ تُجْزَءُ خَمْسَةَ اَجْزَاءٍ ثُمَّ يُسْهَمُ عَلَيْهَا، فَمَا كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ لَهُ يَتَخَيَّرُ۔ (مسند أحمد: ۵۳۹۷)

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ غنیموں کے پانچ حصے بنائے جاتے تھے، پھر ان کے حصے بنائے جاتے تھے، جو حصہ رسول اللہ ﷺ کا ہوتا تھا، اس کے لیے آپ ﷺ خود منتخب کرتے تھے، (یعنی جس کو چاہتے دیتے اور جس کو چاہتے نہ دیتے)۔

(۵۰۳۰)۔ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ بِالْخُمُسِ؟ قَالَ: كَانَ يَحْمِلُ الرَّجُلَ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ الرَّجُلَ ثُمَّ الرَّجُلَ۔ (مسند أحمد: ۱۴۹۹۴)

ابو زبیر سے مروی ہے کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ خمس کا کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: اس میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک آدمی کو سواری دیتے، پھر ایک آدمی کو دیتے اور پھر ایک آدمی کو دیتے۔

(۵۰۳۱)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ؓ قَالَ: لَمَّا قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمَ الْقُرْبٰى مِنْ خَيْبَرَ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، جِئْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو هَاشِمٍ لَا يُنْكَرُ فَضْلُهُمْ لِمَكَانِكَ الَّذِي وَصَفَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ مِنْهُمْ، أَرَأَيْتَ إِخْوَانَنَا مِنْ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَعْطَيْتَهُمْ وَتَرَكْتَنَا، وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ، قَالَ: ((إِنَّهُمْ لَمْ يُفَارِقُونِي فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، وَإِنَّمَا هُمْ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ

سیدنا جبیر بن مطعم ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کیا تو میں (جبیر) اور سیدنا عثمان بن عفان ؓ آپ ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بنو ہاشم ہیں، ان کی فضیلت کا انکار نہیں کیا جا سکتا، آپ ﷺ کے اس مقام کی وجہ سے، جو ان سے اللہ تعالیٰ نے بیان کیا، لیکن آپ غور کریں کہ یہ جو ہمارے بھائی بنو مطلب ہیں، آپ نے ان کو دے دیا اور ہمیں چھوڑ دیا، جبکہ ہم اور بنو مطلب آپ سے ایک مقام پر ہیں، (یعنی آپ سے ہمارا اور ان کا رشتہ داری کا درجہ ایک ہے)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ نہ مجھ سے جاہلیت میں جدا ہوئے ہیں اور نہ اسلام میں، بس بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک

(۵۰۲۹) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، أخرجه ابوداود: ۲۹۹۲، ۲۹۹۳ (انظر: ۵۳۹۷)

(۵۰۳۰) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ابى شيبة: ۱۲/ ۴۳۵ (انظر: ۱۴۹۳۲)

(۵۰۳۱) تخريج: أخرجه البخارى: ۳۱۴۰، ۳۵۰۲ (انظر: ۱۶۷۴۱)

وَاحِدٌ۔)) قَالَ ثُمَّ شَبَّکَ بَیْنَ أَصَابِعِہِ۔ (مسند أحمد: ١٦٨٦٢)

ہی چیز ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں میں تشبیک ڈالی۔

(٥٠٣٢)۔ (وَعَنْہُ مِنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ یُکَلِّمَانِ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ فِیمَا قَسَمَ مِنْ خُمُسِ حُنَیْنٍ بَیْنَ بَنِی ہَاشِمٍ وَبَنِی الْمُطَّلِبِ، فَقَالَا: یَا رَسُولَ اللّٰہِ! قَسَمْتَ لِإِخْوَانِنَا بَنِی الْمُطَّلِبِ وَبَنِی عَبْدِ مَنَافٍ، وَلَمْ تُعْطِنَا شَیْئًا، وَقَرَابَتُنَا مِثْلُ قَرَابَتِہِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِنَّمَا أَرٰی ہَاشِمًا وَالْمُطَّلِبَ شَیْئًا وَاحِدًا۔)) قَالَ جُبَیْرٌ: وَلَمْ یَقْسِمْ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لِبَنِی عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِی نَوْفَلٍ مِنْ ذٰلِکَ الْخُمُسِ کَمَا قَسَمَ لِبَنِی ہَاشِمٍ وَبَنِی الْمُطَّلِبِ۔ (مسند أحمد: ١٦٩٠٤)

(دوسری سند) سیدنا جبیر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے کے لیے آئے، اس بات کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے غزوۂ حنین کا خمس بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کیا تھا، پس انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے بھائیوں بنو مطلب اور بنو عبد مناف میں مال تقسیم کیا ہے، لیکن ہمیں کچھ نہیں دیا، جبکہ آپ سے ہماری اور ان کی رشتہ داری ایک جیسی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو ہاشم اور مطلب کو ایک چیز خیال کرتا ہوں۔'' سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو اس خمس میں سے کچھ نہیں دیا تھا، آپ ﷺ نے یہ مال بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کیا تھا۔

فوائد:...... سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ بنو نوفل سے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بنو عبد شمس سے تھے، جبکہ عبد شمس، نوفل، ہاشم اور مطلب سب بنو عبد مناف ہونے کی وجہ سے برابر تھے، آپ ﷺ خود تو بنو ہاشم سے تھے، لیکن بنو مطلب کی جو رشتہ داری آپ ﷺ سے تھی، وہی قرابت بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو حاصل تھی، پھر آپ ﷺ نے بنو عباس کو اس وجہ سے فضیلت و برتری دی اور ان کو اور بنو ہاشم کو ایک چیز قرار دیا کہ بنو عباس نے بنو ہاشم کی تائید و نصرت کی ہے، دورِ جاہلیت میں بھی اور اس کے بعد بھی، جبکہ بنو عبد شمس اور بنو نوفل، بنو ہاشم سے الگ رہے ہیں، بلکہ ان سے لڑائیاں بھی لڑی ہیں۔

(٥٠٣٣)۔ (وَعَنْہُ أَیْضًا): أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ لَمْ یَقْسِمْ لِعَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِی نَوْفَلٍ مِنَ الْخُمُسِ شَیْئًا، کَمَا کَانَ یَقْسِمُ لِبَنِی ہَاشِمٍ وَبَنِی الْمُطَّلِبِ، وَأَنَّ أَبَا بَکْرٍ

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو خمس میں سے کچھ نہیں دیا اور یہ مال بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کیا، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کی تقسیم کی طرح خمس کو تقسیم کیا کرتے تھے، البتہ وہ

(٥٠٣٢) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(٥٠٣٣) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجہ البخاری: ٤٢٢٩، وأبوداود: ٢٩٧٩ (انظر: ١٦٧٦٨)

كَانَ يَقْسِمُ الْخُمُسَ نَحْوَ قَسْمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطِي قُرْبٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيهِمْ، وَكَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يُعْطِيهِمْ وَعُثْمَانُ مِنْ بَعْدِهِ مِنْهُ۔ (مسند أحمد: ١٦٨٩٠)

آپ ﷺ کے قرابتداروں کو اس طرح نہیں دیتے تھے، جیسے آپ ﷺ دیتے تھے (یعنی آپ ﷺ برابر برابر تقسیم کر دیتے تھے، لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ حاجت کے مطابق کسی کو کم دیتے تھے اور کسی کو زیادہ)، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس مال کا بعض حصہ ان کو دیتے تھے۔

(٥٠٣٤)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يَقُولُ: اجْتَمَعْتُ أَنَا وَفَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا وَالْعَبَّاسُ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَبِرَ سِنِّي وَرَقَّ عَظْمِي وَكَثُرَتْ مُؤْنَتِي، فَإِنْ رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْ تَأْمُرَ لِي بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِنْ طَعَامٍ فَافْعَلْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَفْعَلُ۔)) فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَأْمُرَ لِي كَمَا أَمَرْتَ لِعَمِّكَ فَافْعَلْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَفْعَلُ ذٰلِكَ۔)) ثُمَّ قَالَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كُنْتَ أَعْطَيْتَنِي أَرْضًا كَانَتْ مَعِيشَتِي مِنْهَا ثُمَّ قَبَضْتَهَا، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَرُدَّهَا عَلَيَّ فَافْعَلْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَفْعَلُ)) قَالَ: فَقُلْتُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُوَلِّيَنِي هٰذَا الْحَقَّ الَّذِي جَعَلَهُ اللّٰهُ لَنَا فِي كِتَابِهِ مِنْ هٰذَا الْخُمُسِ، فَأَقْسِمُهُ فِي حَيَاتِكَ كَيْ لَا

عبد الرحمٰن بن ابو لیلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے کہا: میں، سیدہ فاطمہ، سیدنا عباس اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئے، سیدنا عباس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری عمر بڑی ہوگئی ہے، میری ہڈیاں کمزور پڑ گئی ہیں، جبکہ مجھ پر کلفت اور بوجھ زیادہ ہے، اس لیے اگر آپ میرے لیے اتنے اتنے وسق اناج کا حکم دینا مناسب سمجھتے ہیں تو دے دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم ایسے ہی کریں گے۔'' پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! جیسے آپ نے اپنے چچا جان کے لیے حکم دیا ہے، اسی طرح اگر میرے لیے مناسب سمجھتے ہیں تو حکم دے دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم ایسا بھی کر دیں گے۔'' پھر سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے ایک زمین دی تھی، میری معیشت کا انحصار اسی پر تھا، لیکن پھر آپ نے مجھ سے لے لی ہے، اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو وہ زمین مجھے واپس کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہم کریں گے۔'' پھر میں (علی) نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اس حق کا والی بنا دیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خمس کی صورت میں ہمیں عطا کیا ہے، میں ہی آپ

(٥٠٣٤) اسناده ضعيف، الحسين بن ميمون الخندفي الكوفي ليس بمعروف قلّ من روى عنه، وقال ابوزرعة: شيخ، وقال ابو حاتم: ليس بقوي في الحديث، يكتب حديثه، أخرجه ابوداود: ٢٩٨٣، ٢٩٨٤ (انظر: ٦٤٦)

يُنَازِعَنِيهِ أَحَدٌ بَعْدَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَفْعَلُ ذَاكَ۔)) فَوَلَّانِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَسَمْتُهُ فِي حَيَاتِهِ، ثُمَّ وَلَّانِيهِ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقَسَمْتُهُ فِي حَيَاتِهِ، ثُمَّ وَلَّانِيهِ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَقَسَمْتُ فِي حَيَاتِهِ، حَتّٰى كَانَتْ آخِرُ سَنَةٍ مِنْ سِنِي عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَإِنَّهُ أَتَاهُ مَالٌ كَثِيرٌ۔ (مسند أحمد: ٦٤٦)

کی زندگی میں اس کی تقسیم کروں، تا کہ کوئی شخص آپ کے بعد یہ حق ہم سے چھین نہ سکے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم ایسے ہی کریں گے۔'' پس رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کا ذمہ دار بنا دیا اور میں آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اس کو تقسیم کرتا رہا، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ حق میرے ہی سپرد کیے رکھا اور میں ان کی خلافت میں اس کو تقسیم کرتا رہا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی مجھے اس کا والی بنایا اور میں ان کی خلافت میں تقسیم کرتا رہا، یہاں تک کہ ان کے دورِ خلافت کا آخری سال شروع ہو گیا، اس وقت ان کے پاس بہت زیادہ مال آیا تھا۔

(٥٠٣٥)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ، أَنَّ نَجْدَةَ الْحَرُورِيَّ حِينَ خَرَجَ مِنْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ تَرَاهُ، قَالَ: هُوَ لَنَا لِقُرْبٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَسَمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَهُمْ، وَقَدْ كَانَ عُمَرُ عَرَضَ عَلَيْنَا مِنْهُ شَيْئًا، رَأَيْنَاهُ دُونَ حَقِّنَا فَرَدَدْنَاهُ عَلَيْهِ وَأَبَيْنَا أَنْ نَقْبَلَهُ، وَكَانَ الَّذِي عَرَضَ عَلَيْهِمْ أَنْ يُعِينَ نَاكِحَهُمْ، وَأَنْ يَقْضِيَ عَنْ غَارِمِهِمْ، وَأَنْ يُعْطِيَ فَقِيرَهُمْ، وَأَبَى أَنْ يَزِيدَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ٢٩٤١)

یزید بن ہرمز سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب نجدہ حروری نے سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی امارت سے خروج کیا تو اس نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے قرابتداروں کے حصے کے بارے میں سوال کیا کہ ان کے علم کے مطابق وہ کس کو دیا جائے گا، انھوں نے کہا: وہ ہمارے لیے ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس حصے کو ہم لوگوں میں تقسیم کیا تھا، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس مال میں کچھ حصہ ہمیں دیا اور ہم نے اس کو اپنے حق سے کم خیال کیا تو ہم نے ان کو واپس کر دیا اور قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو حصہ ان پر پیش کیا تھا، اس کی تفصیل یہ تھی کہ وہ نکاح کرنے والے کا تعاون کریں گے، ان کے قرض داروں کا قرضہ ادا کریں گے اور ان کے فقیر لوگوں کو دیں گے، انھوں نے اس سے زیادہ دینے سے انکار کر دیا۔

فوائد:...... اس حدیث کے شروع والے حصے کی وضاحت یہ ہے: خوارج کی ایک جماعت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حامی بن کر ان کا دفاع کرتی رہی، جب ان کی خلافت مضبوط ہوئی تو اس وجہ سے انھوں نے اپنے آپ کو ملامت کیا کہ ان کو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی رائے کا علم نہیں تھا، جب انھوں نے ان

(٥٠٣٥) تخریج: أخرجه مسلم: ١٨١٢ (انظر: ٢٩٤١)

سے اس بارے میں سوال کیا تو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جوابا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بڑی تعریف کی، یہ بات ان کو بری لگی اور وہ ان سے جدا ہو گئے اور عراق اور خراسان کے علاقوں میں نکل گئے اور وہاں اپنے فاسد مذاہب کی تبلیغ شروع کر دی۔ (ملخص از البدایۃ والنھایۃ)

''حروری'' یہ ''حروراء'' بستی کی طرف نسبت ہے، یہاں خارجیوں کا اولین اجتماع ہوا تھا، اس نسبت سے ہر خارجی کو حروری کہا جاتا ہے، چاہے وہ حروراء بستی سے تعلق نہ بھی رکھتا ہو۔

اس باب میں ''خُمُس'' کا ذکر ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ (سورۂ انفال: ٤١)

''تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو، اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالی، اس کے رسول، قرابتداروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی مرضی کے مطابق خُمس تقسیم کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی تقسیم کے بارے میں اختلاف واقع ہوا ہے

''قرابت داروں'' سے مراد کون لوگ ہیں؟ مشہور بات تو یہ ہے کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے دار مراد ہیں، جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، امام شافعی اور دیگر اکثر اہل علم کے نزدیک قرابت داروں سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ حاکم وقت کے رشتہ دار مراد ہیں، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دور میں حاکم بھی تھے، اس لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ مَصرَف تھے، یہ نہیں کہ اب بھی آل رسول خمس کا مصرف ہیں، یہی قول معقول ہے، مگر کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ آلِ رسول کے لیے زکوۃ حرام ہے، خواہ وہ غریب ہی ہوں، اس لیے زکاۃ کے عوض ان کا حصہ خمس میں رکھ دیا گیا، لیکن اس صورت میں آل رسول کے وہ افراد خمس کے مستحق ہوں گے، جو زکوۃ کے مستحق نظر آتے ہیں، نہ کہ عام اہل بیت، معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہی موقف تھا، جیسا کہ مندرجہ بالا روایت کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے اور یہی بات درست معلوم ہوتی ہے۔

ممکن ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس حصے کو دوسرے مصارف میں خرچ کرنے کو جائز سمجھا ہو اور اس چیز کا بھی امکان ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتدار محتاج نہیں رہے تو انھوں نے مصلحت کا خیال رکھتے ہوئے تقسیم میں کچھ تبدیلی کر دی، جبکہ صحابۂ کرام کی یہ رائے بھی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص حصے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں کے حصے کو جہاد کے لیے گھوڑے اور دوسرا جنگی ساز و سامان خریدنے میں خرچ کیا جائے۔

امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ خمس کی تقسیم کا معاملہ کلی طور پر حاکم کی رائے پر موقوف ہے، جیسے وہ مناسب سمجھے ویسے ہی اس کا استعمال کرے۔ مذکورہ بالا آیت میں جن مصارف کا ذکر کیا گیا ہے، وہ بحیثیت تغلیب وتنبیہ ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اہل بیت کا خیال تھا کہ ان کا بیت المال میں خصوصی حق ہے، بعض کے نزدیک پورا خمس اور بعض کے نزدیک خمس کا خمس، جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کیا خیال تھا کہ اہل بیت میں سے فقیر اور حاجت مند لوگ زکاۃ کی بجائے بیت المال سے ضرورت کے مطابق مال لے سکتے ہیں، اہل بیت کا کوئی مستقل حصہ مقرر نہیں ہے، البتہ حاکم عام شہریوں کی طرح اہل بیت کو بھی عطیات دے سکتا ہے، بلکہ ان کو زیادہ بھی دے سکتا ہے، کیونکہ ان کی شان بلند ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صدقة النبی ﷺ والی زمین عارضی طور پر سیدنا عباس اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی زیر نگرانی دے دی تھی کہ وہ اس کی آمدن سے اپنی اور دیگر اہل بیت کی ضروریات پوری کریں، باقی آمدن بیت المال کی ہوگی اور زمین بھی حکومت ہی کی رہے گی۔

اس باب کا خلاصہ یہ ہوا کہ امام مالک کا قول راجح ہے، البتہ محتاج اہل بیت کو اس حق میں برتری حاصل ہونی چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّفِيِّ الَّذِيْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

اس منتخب حصے کا بیان، جو رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا

(٥٠٣٦)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، قَالَ: كُنَّا بِهٰذَا الْمِرْبَدِ بِالْبَصْرَةِ، قَالَ: فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ مَعَهُ قِطْعَةُ أَدِيمٍ أَوْ قِطْعَةُ جِرَابٍ، فَقَالَ: هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ لِي النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ أَبُو الْعَلَاءِ: فَأَخَذْتُهُ فَقَرَأْتُهُ عَلَى الْقَوْمِ فَإِذَا فِيهِ ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِبَنِي زُهَيْرِ بْنِ أُقَيْشٍ، إِنَّكُمْ إِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ، وَأَدَّيْتُمُ الزَّكَاةَ، وَأَعْطَيْتُمْ مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ، وَسَهْمَ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّفِيَّ، فَأَنْتُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَأَمَانِ رَسُولِهِ۔)) قَالَ: قُلْنَا: مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((صَوْمُ شَهْرِ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يُذْهِبْنَ وَحَرَ الصَّدْرِ)) (مسند أحمد: ٢٣٤٦٦)

یزید بن عبد اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم بصرہ کے اس باڑے میں تھے، ایک بدّو آیا، اس کے پاس چمڑے یا مشکیزے کا ایک ٹکڑا تھا، اس نے کہا: یہ خط ہے، یہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے لکھا تھا، ابو العلاء کہتے ہیں: میں نے وہ خط پکڑا اور لوگوں کو پڑھ کر سنایا، اس کی عبارت یہ تھی: ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنو زہیر بن اقیش کو لکھا گیا ہے، اگر تم لوگ نماز ادا کرتے رہے، زکوۃ دیتے رہے، غنیمتوں میں سے خمس، اپنے نبی کا حصہ اور منتخب حصہ دیتے رہے تو تم اللہ کی امان اور اس کے رسول کی امان کے ساتھ باامن رہو گے۔“ پھر ہم نے اس سے کہا: تو نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا، اس نے کہا: میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”صبر والے مہینے کے روزے اور ہر ماہ میں سے تین روزے سینے کے کینے کو ختم کر دیتے ہیں۔“

(٥٠٣٦) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٢٣٠٧٧)

فوائد:...... ''اَلصَّفِیُّ'' (منتخب حصہ): وہ خصوصی حصہ جو امام و رئیس مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اپنی ذات کے لیے چن لیتا ہے، مثلاً: لونڈی، غلام، اونٹ اور گھوڑا وغیرہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: كَانَتْ صَفِيَّةُ مِنَ الصفى۔ ......سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منتخب حصے میں سے تھیں۔ (أبوداود: ۲۹۹۴)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے غنیمت میں سے کوئی چیز اپنے لیے خاص کر لینا درست تھا۔ کیا آج بھی امام کو یہ حق حاصل ہے؟ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ یہ ہر حکمران کا حق ہے۔

بَابُ تَقْسِيمِ اَرْبَعَةِ اَخْمَاسِ الْغَنِيْمَةِ وَمَا يُعْطَى الْفَارِسَ وَالرَّجِلَ، وَمَنْ يُرْضَخُ لَهُ مِنهَا كَالْمَرْأَةِ وَالْمَمْلُوْكِ

غنیمت کے پانچ حصوں میں چار حصوں کی تقسیم، گھوڑ سوار اور پیادہ کا حق اور خاتون اور غلام وغیرہ کو معمولی مقدار میں عطیہ دینا

(۵۰۳۷)۔ عَنْ اَبِي عَمْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ أَرْبَعَةُ نَفَرٍ، وَمَعَنَا فَرَسٌ، فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ مِنَّا سَهْمًا، وَأَعْطَى الْفَرَسَ سَهْمَيْنِ۔ (مسند أحمد: ۱۷۳۷۱)

سیدنا عمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم چار افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، ہمارے ساتھ ایک گھوڑا بھی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں سے ہر آدمی کو ایک حصہ اور گھوڑے کے دو حصے دیئے۔

(۵۰۳۸)۔ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَعْطَى الزُّبَيْرَ سَهْمًا وَاُمَّهُ سَهْمًا وَفَرَسَهُ سَهْمَيْنِ۔ (مسند أحمد: ۱٤۲٥)

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود زبیر کو ایک حصہ، اس کی ماں کو ایک حصہ اور اس کے گھوڑے کے دو حصے دیئے۔

(۵۰۳۹)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَعَلَ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّجُلِ سَهْمًا، وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: أَسْهَمَ لِلرَّجُلِ، وَلِفَرَسِهِ ثَلَاثَةَ أَسْهُمٍ، سَهْمًا لَهُ، وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهِ۔ (مسند أحمد: ٤٤٤٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر والے دن گھوڑے کے لیے دو حصے اور پیادہ کے لیے ایک حصہ رکھا۔ ابو معاویہ راوی کے الفاظ یہ ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی اور اس کے گھوڑے کے لیے کل تین حصے رکھے، ایک آدمی کا اور دو اس کے گھوڑے کے۔

(۵۰۳۷) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه أبوداود: ۲۷۳٤ (انظر: ۱۷۲۳۹)

(۵۰۳۸) تخریج: صحیح، أخرجه النسائی: ٦/ ۲۲۸ (انظر: ۱٤۲۰)

(۵۰۳۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۸٦۳، ٤۲۲۸، ومسلم: ۱۷٦۲ (انظر: ٤٤٤۸)

فوائد:...... حافظ ابن حجر نے کہا: نبی کریم ﷺ نے گھوڑ سوار کو اس کے خاص حصے کے علاوہ گھوڑے کی وجہ سے دو مزید حصے دیئے۔ ان دوحصوں کی وجہ یہ ہے کہ گھوڑے کا خرچ زیادہ ہے اور گھوڑ سوار پیدل سے کئی گنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔

(۵۰۴۰)۔ عَنْ مَجْمَعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ ؓ قَالَ: فَقُسِمَتْ خَيْبَرُ عَلَى أَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ لَمْ يُدْخِلْ مَعَهُمْ فِيهَا أَحَدًا إِلَّا مَنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا، وَكَانَ الْجَيْشُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ، فِيهِمْ ثَلَاثُ مِائَةِ فَارِسٍ، فَأَعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ، وَأَعْطَى الرَّاجِلَ سَهْمًا۔ (مسند أحمد: ۱۵۵۴۹)

سیدنا مجمع بن جاریہ انصاری ؓ سے مروی ہے کہ خیبر کو اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا گیا، آپ ﷺ نے ان کے ساتھ کسی اور کو شامل نہیں کیا، بس صرف وہی جو حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس کے اٹھارہ حصے بنائے، لشکر کی تعداد پندرہ سو(۱۵۰۰) تھی، ان میں تین سو گھوڑ سوار تھے، آپ ﷺ نے گھوڑ سوار کو دو حصے دیئے اور پیادہ کو ایک۔

(۵۰۴۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِي الْمَرْأَةَ وَالْمَمْلُوكَ مِنَ الْغَنَائِمِ مَا يُصِيبُ الْجَيْشَ، وَفِي رِوَايَةٍ: دُونَ مَا يُصِيبُ الْجَيْشَ۔ (مسند أحمد: ۲۹۲۹)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مالِ غنیمت میں سے عورت اور غلام کو اتنا حصہ دیتے تھے، جتنا لشکر والے افراد کو ملتا تھا، لیکن ایک روایت میں ہے: لشکر والے افراد سے کم حصہ عورت اور غلام کو دیا جاتا تھا۔

(۵۰۴۲)۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ ؓ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةٍ، قَالَ: وَفِينَا مَمْلُوكِينَ فَلَا يُقْسَمَ لَهُمْ۔ (مسند أحمد: ۲۴۴۶۱)

سیدنا فضالہ بن عبید ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں تھے، ہم میں غلام بھی تھے، مالِ غنیمت میں سے ان کو کچھ نہیں دیا گیا۔

فوائد:...... صحیح بات یہ ہے کہ غلاموں کا مالِ غنیمت میں معین حصہ نہیں ہے، امیرِ لشکر اپنے اجتہاد کی روشنی میں ان کی حوصلہ افزائی کرے گا۔

(۵۰۴۰) تخريج: اسناده ضعيف، يعقوب بن مجمع بن جارية، وان كان حسن الحديث، انفرد به، وقد خولف فيه، أخرجه ابوداود: ۲۷۳۶، ۳۰۱۵ (انظر: ۱۵۴۷۰)

(۵۰۴۱) تخريج: حديث حسن (انظر: ۲۹۲۹)

(۵۰۴۲) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ۲۳۹۶۱)

(٥٠٤٣)۔ وَعَنْ اِمْرَأَةٍ مِنْ بَنِیْ غِفَارٍ قَالَتْ: لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَیْبَرَ رَضَخَ لَنَا مِنَ الْفَیْءِ، اَلْحَدِیْثَ۔ (مسند أحمد: ٢٧٦٧٧)

بنوغفار کی ایک خاتون سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو ہمیں بھی مالِ غنیمت میں سے تھوڑی مقدار میں عطیے دیئے۔

(٥٠٤٤)۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَقَدْ کَتَبَ اِلَیْهِ نَجْدَةُ الْحَرُوْرِیُّ یَسْأَلُهُ عَنْ خَمْسِ خِصَالٍ مِنْهَا: هَلْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَغْزُو بِالنِّسَاءِ مَعَهُ؟ فَکَتَبَ اِلَیْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ کَانَ یَغْزُو بِالنِّسَاءِ مَعَهُ، فَیُدَاوِیْنَ الْمَرْضٰی وَلَمْ یَکُنْ یَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ، وَلٰکِنَّهُ کَانَ یُحْذِیهِنَّ مِنَ الْغَنِیمَةِ۔ (مسند أحمد: ٢٨١١)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، جبکہ نجدہ حروری نے ان کی طرف خط لکھا اور پانچ امور کے بارے میں پوچھا، ایک سوال یہ تھا: کیا عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتی تھیں؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا: بیشک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عورتیں جہاد میں جاتی تھیں اور مریضوں کا دوا دارو کرتی تھیں اور آپ ﷺ ان کے لیے دوسرے مجاہدین کی طرح حصہ مقرر نہیں کرتے تھے، البتہ مالِ غنیمت میں سے تھوڑا بہت بطورِ عطیہ دے دیتے تھے۔

فوائد:...... جو خواتین، مجاہدین کی خدمت کے لیے لشکرِ اسلام میں شرکت کرتی ہیں، مجاہد کی طرح ان کا حصہ معین نہیں ہے، امیر لشکر اپنی مرضی سے ان کو عطیہ دے سکتا ہے۔

(٥٠٤٥)۔ عَنْ عُمَیْرٍ مَوْلٰی آبِی اللَّحْمِ قَالَ: شَهِدْتُ خَیْبَرَ مَعَ سَادَتِیْ فَکَلَّمُوْا فِیَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَمَرَنِیْ فَقَلَّدْتُ سَیْفًا فَاِذَا اَنَا اَجُرُّهُ، فَاُخْبِرَ اَنِّیْ مَمْلُوْكٌ فَاَمَرَ لِیْ بِشَیْءٍ مِنْ خُرْثِیِّ الْمَتَاعِ۔ (مسند أحمد: ٢٢٢٨٦)

مولائے آبی اللحم سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے آقاؤں کے ساتھ غزوۂ خیبر میں حاضر ہوا، جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے میرے بارے میں بات کی تو آپ ﷺ نے میرے بارے میں حکم دے دیا، میں نے اپنے ساتھ اس طرح تلوار لٹکائی کہ وہ گھسٹ رہی تھی، جب آپ ﷺ کو بتلایا گیا کہ میں غلام ہوں تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مالِ غنیمت میں سے تھوڑی سی مقدار میں گھریلو ساز و سامان مجھے دے دیا جائے۔

فوائد:...... مالِ غنیمت کا خُمس تو امام لے لے گا، باقی چار حصے مجاہدین میں اس طرح تقسیم کیے جائیں گے کہ

(٥٠٤٣) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة امیة بنت ابی الصلت ، ثم انه قد اختلف فیه علی سلیمان ، أخرجه ابوداود: ٣١٣ (انظر: ٢٧١٣٦)

(٥٠٤٤) تخریج: أخرجه مسلم: ١٨١٢ (انظر: ٢٨١١)

(٥٠٤٥) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم ، أخرجه أبوداود: ٢٧٣٠ ، والترمذی: ١٥٥٧ ، وابن ماجه: ٢٨٥٥ (انظر: ٢١٩٤٠)

گھوڑ سوار مجاہد کو کل تین حصے دیئے جائیں گے اور پیدل کو ایک حصہ، یعنی گھوڑے کی وجہ سے دو حصے زیادہ دیئے جائیں گے، لیکن ان حصوں کی تقسیم سے پہلے شرکت کرنے والے غلاموں اور خواتین کو بطورِ عطیہ و حوصلہ افزائی مالِ غنیمت کی کچھ مقدار دی جائے گی۔

خُمس کی طرح مالِ غنیمت میں سے درج ذیل باب میں بیان شدہ چیز کو بھی خاص کیا جائے گا۔

بَابُ اِنَّ السَّلْبَ لِلْقَاتِلِ وَاَنَّهُ غَيْرُ مَخْمُوْسٍ

اس چیز کا بیان کہ سلب قاتل کا ہوگا اور اس میں سے خُمس نہیں لیا جائے گا

(٥٠٤٦)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ مُسْلِمٌ وَمُشْرِكٌ، وَإِذَا رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُرِيدُ أَنْ يُعِينَ صَاحِبَهُ الْمُشْرِكَ عَلَى الْمُسْلِمِ، فَأَتَيْتُهُ فَضَرَبْتُ يَدَهُ فَقَطَعْتُهَا وَاعْتَنَقَنِي بِيَدِهِ الْأُخْرٰى، فَوَاللّٰهِ! مَا أَرْسَلَنِي حَتّٰى وَجَدْتُ رِيحَ الْمَوْتِ، فَلَوْلَا أَنَّ الدَّمَ نَزَفَهُ لَقَتَلَنِي فَسَقَطَ فَضَرَبْتُهُ فَقَتَلْتُهُ وَأَجْهَضَنِي عَنْهُ الْقِتَالُ، وَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، فَسَلَبَهُ فَلَمَّا فَرَغْنَا وَوَضَعَتِ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَسَلَبُهُ لَهُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ قَتَلْتُ قَتِيلًا وَأُسْلِبَ فَأَجْهَضَنِي عَنْهُ الْقِتَالُ، فَلَا أَدْرِي مَنِ اسْتَلَبَهُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَا سَلَبْتُهُ فَأَرْضِهِ عَنِّي مِنْ سَلَبِهِ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: تَعْمِدُ إِلٰى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللّٰهِ، يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، تُقَاسِمُهُ سَلَبَهُ ارْدُدْ عَلَيْهِ سَلَبَ قَتِيلِهِ، قَالَ رَسُولُ

سیدنا ابو قتادہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا، ان میں سے ایک مسلمان تھا اور دوسرا کافر، ایک مشرک آدمی چاہتا تھا کہ وہ مسلمان کے خلاف اپنے مشرک ساتھی کی مدد کرے، لیکن اُدھر سے میں آیا اور اس کے ہاتھ پر ضرب لگا کر اس کو کاٹ دیا، اس نے دوسرے ہاتھ سے مجھے اس طرح پکڑا جیسے معانقہ کرتے ہیں، پس اللہ کی قسم! اس نے مجھے اس وقت تک نہ چھوڑا، یہاں تک کہ میں نے اس سے موت کی بو محسوس کر لی، اگر اس کا خون نہ بہتا تو وہ مجھے قتل کر دیتا، پھر وہ گر پڑا اور میں نے اس کو ضرب لگائی اور قتل کر دیا، پھر میں قتال کی مصروفیت کی وجہ سے اس کا سلب نہ لے سکا، اور اس کے پاس سے اہل مکہ کا ایک آدمی گزرا اور اس نے اس کا سلب لے لیا، پس جب ہم فارغ ہوئے اور لڑائی ختم ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی شخص کو قتل کیا، اس کا سلب اس کے لیے ہوگا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک شخص کو قتل کیا ہے، لیکن پھر لڑائی میں مصروف ہوگیا، اب میں نہیں جانتا کہ کس نے اس کا سلب لے لیا ہے، اہل مکہ کا ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ سچ کہہ رہا ہے، میں نے اس کا سلب لے لیا ہے، تو آپ اس کو میری طرف سے راضی کر دیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ

(٥٠٤٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٠٠، ٣١٤٢، ، ومسلم: ١٧٥١ (انظر: ٢٢٦٠٧)

اللّٰهِ ﷺ: ((صَدَقَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ سَلَبَ قَتِيلِهِ)) قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: فَأَخَذْتُهُ مِنْهُ فَبِعْتُهُ فَاشْتَرَيْتُ بِثَمَنِهِ مَخْرَفًا بِالْمَدِينَةِ، وَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ اعْتَقَدْتُهُ۔ (مسند أحمد: ٢٢٩٨١)

نے کہا: تو اللہ تعالیٰ کے شیروں میں سے ایک شیر کی طرف قصد کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتا ہے اور پھر تو اس کا سلب تقسیم کرتا ہے، تو اس کے مقتول کا سلب اس پر لوٹا دے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر سچ کہہ رہے ہیں، تو اس کے مقتول کا سلب اس پر لوٹا دے۔'' سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس سے وہ سامان لیا اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے مدینہ منورہ میں ایک باغ خریدا، یہ پہلا مال تھا، جس کا میں مالک بنا تھا۔

(٥٠٤٧)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ: ((مَنْ تَفَرَّدَ بِدَمِ رَجُلٍ فَقَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ۔)) قَالَ: فَجَاءَ أَبُو طَلْحَةَ بِسَلَبِ أَحَدٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا۔ (مسند أحمد: ١٣٠٧٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر فرمایا: ''جو آدمی کسی کو قتل کرنے میں اکیلا ہو تو اسی کے لیے اس کا سلب ہوگا۔'' سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اکیس افراد کا سلب لے کر آئے۔

(٥٠٤٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ حُنَيْنٍ: ((مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهُ سَلَبُهُ۔)) قَالَ: فَقَتَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ عِشْرِيْنَ۔ (مسند أحمد: ١٢١٥٥)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر فرمایا: ''جس نے کسی کافر کو قتل کیا، اسی کے لیے اس کا سلب ہو گا۔'' سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیس کافر قتل کیے تھے۔

(٥٠٤٩)۔ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: غَزَوْنَا غَزْوَةً إِلٰى طَرَفِ الشَّامِ، فَأُمِّرَ عَلَيْنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: فَانْضَمَّ إِلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَمْدَادِ حِمْيَرَ، فَأَوٰى إِلٰى رَحْلِنَا، لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ إِلَّا سَيْفٌ،

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے شام کی طرف ایک غزوہ کیا، (یہ ۸ھ میں لڑا جانے والا غزوۂ موتہ تھا)، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے، حمیر قبیلے کے اعوان و انصار میں سے ایک آدمی بھی ہمارے ساتھ مل گیا، وہ ہماری رہائش گاہ میں آ گیا اور اس کے پاس صرف ایک تلوار تھی، اس کے علاوہ کوئی اور اسلحہ نہیں تھا، ایک

(٥٠٤٧) تخريج: أخرجه مطولا مسلم: ١٨٠٩ (انظر: ١٣٠٤١)
(٥٠٤٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول
(٥٠٤٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه مختصرا مسلم: ١٧٥٣ (انظر: ٢٣٩٨٧)

لَيْسَ مَعَهُ سِلَاحٌ غَيْرُهُ، فَنَحَرَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ جَزُورًا، فَلَمْ يَزَلْ يَحْتَلْ حَتَّى أَخَذَ مِنْ جِلْدِهِ كَهَيْئَةِ الْمِجَنِّ حَتَّى بَسَطَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ وَقَدَ عَلَيْهِ حَتَّى جَفَّ، فَجَعَلَ لَهُ مُمْسِكًا كَهَيْئَةِ التُّرْسِ، فَقُضِيَ أَنْ لَقِينَا عَدُوَّنَا فِيهِمْ أَخْلَاطٌ مِنَ الرُّومِ وَالْعَرَبِ مِنْ قُضَاعَةَ فَقَاتَلُونَا قِتَالًا شَدِيدًا، وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنَ الرُّومِ عَلَى فَرَسٍ لَهُ أَشْقَرَ وَسَرْجٍ مُذَهَّبٍ وَمِنْطَقَةٍ مُلَطَّخَةٍ ذَهَبًا وَسَيْفٌ مِثْلُ ذٰلِكَ، فَجَعَلَ يَحْمِلُ عَلَى الْقَوْمِ، وَيُغْرِي بِهِمْ، فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ الْمَدَدِيُّ يَحْتَالُ لِذٰلِكَ الرُّومِيِّ حَتَّى مَرَّ بِهِ فَاسْتَقْفَاهُ فَضَرَبَ عُرْقُوبَ فَرَسِهِ بِالسَّيْفِ فَوَقَعَ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ ضَرْبًا بِالسَّيْفِ حَتَّى قَتَلَهُ، فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ الْفَتْحَ أَقْبَلَ يَسْأَلُ لِلسَّلَبِ، وَقَدْ شَهِدَ لَهُ النَّاسُ بِأَنَّهُ قَاتِلُهُ، فَأَعْطَاهُ خَالِدٌ بَعْضَ سَلَبِهِ وَأَمْسَكَ سَائِرَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى رَحْلِ عَوْفٍ ذَكَرَهُ، فَقَالَ لَهُ عَوْفٌ: ارْجِعْ إِلَيْهِ فَلْيُعْطِكَ مَا بَقِيَ، فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَأَبَى عَلَيْهِ، فَمَشٰى عَوْفٌ حَتّٰى أَتٰى خَالِدًا، فَقَالَ: أَمَا تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِالسَّلَبِ لِلْقَاتِلِ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْفَعَ إِلَيْهِ سَلَبَ قَتِيلِهِ؟ قَالَ خَالِدٌ: اسْتَكْثَرْتُهُ لَهُ، قَالَ عَوْفٌ: لَئِنْ رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَأَذْكُرَنَّ ذٰلِكَ لَهُ، فَلَمَّا قَدِمَ

مسلمان نے اونٹ نحر کیے، وہ آدمی حیلے بہانے کرتا رہا، یہاں تک کہ اس نے ان اونٹوں کے چمڑے سے ڈھال کی طرح کی ایک چیز بنائی، پھر اس کو زمین پر بچھایا اور اس پر آگ جلائی، یہاں تک کہ وہ خشک ہوگئی، پھر اس نے ڈھال کی طرح کا اس کو دستہ لگا دیا، پھر اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق ہمارا دشمنوں سے مقابلہ شروع ہوگیا، ہمارا دشمن رومیوں اور عرب کے بنو قضاعہ قبیلے کے افراد پر مشتمل تھا، انھوں نے ہم سے بڑی سخت لڑائی لڑی، رومیوں میں ایک جنگجو ایسا تھا کہ وہ سرخ رنگ کے گھوڑے پر سنہری زین رکھ کر اس پر سوار تھا، اس گھوڑے کا تنگ بھی سونے سے لت پت تھا اور اس کی تلوار بھی ایسے ہی سنہری تھی، اس نے مسلمانوں پر حملہ کرنا اور لڑائی کی آگ بھڑکانا شروع کی، حمیر قبیلے کا یہ آدمی اس رومی کے لیے حیلے بہانے کرنے لگا، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو یہ اس کے پیچھے چل پڑا، یہاں تک کہ اس کے گھوڑے کی پچھلی ٹانگ کا گھٹنا کاٹ دیا، پس وہ گھوڑا گر پڑا اور وہ شخص اس رومی پر تلوار کے ساتھ چڑھ دوڑا اور اس کو قتل کر دیا، جب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا کر دی تو وہ شخص سلب کا سوال کرنے لگا، جبکہ لوگ اس کے حق میں یہ گواہی دے رہے تھے کہ واقعی اس نے اس کو قتل کیا ہے، لیکن سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو کچھ سامان دے دیا اور باقی روک لیا، پھر جب وہ سیدنا عوف رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ کی طرف لوٹا اور ان کو یہ بات بتلائی تو انھوں نے کہا: تو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹا جا، ان کو چاہیے کہ باقی حصہ بھی تجھے دے دیں، پس وہ لوٹ کر تو گیا، لیکن انھوں نے اس کو باقی حصہ دینے سے انکار کر دیا، پس سیدنا عوف رضی اللہ عنہ خود چل کر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ سلب کا فیصلہ قاتل کے حق میں کیا ہے؟

الْمَدِينَةَ بَعَثَهُ عَوْفٌ فَاسْتَعْدَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَعَا خَالِدًا وَعَوْفٌ قَاعِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَمْنَعُكَ يَا خَالِدُ أَنْ تَدْفَعَ إِلَى هٰذَا سَلَبَ قَتِيلِهِ؟)) قَالَ: اسْتَكْثَرْتُهُ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((ادْفَعْهُ إِلَيْهِ.)) قَالَ: فَمَرَّ بِعَوْفٍ فَجَرَّ عَوْفٌ بِرِدَائِهِ، فَقَالَ: أَنْجَزْتُ لَكَ مَا ذَكَرْتُ لَكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتُغْضِبَ فَقَالَ: ((لَا تُعْطِهِ يَا خَالِدُ! هَلْ أَنْتُمْ تَارِكِي أُمَرَائِي، إِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُهُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتُرْعِيَ إِبِلًا أَوْ غَنَمًا، فَرَعَاهَا ثُمَّ تَخَيَّرَ سَقْيَهَا، فَأَوْرَدَهَا حَوْضًا، فَشَرَعَتْ فِيهِ فَشَرِبَتْ صَفْوَةَ الْمَاءِ، وَتَرَكَتْ كَدَرَهُ، فَصَفْوُهُ لَكُمْ وَكَدَرُهُ عَلَيْهِمْ.)) (مسند أحمد: ٢٤٤٨٧)

انھوں نے کہا: جی، کیوں نہیں، مجھے پتہ ہے، انھوں نے کہا: تو پھر تجھے اس کو اس کے مقتول کا سلب دینے سے کون سی چیز مانع ہے؟ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: دراصل میں نے اس حصے کو بہت زیادہ سمجھا ہے (اور سارے کا سارا اس کو نہیں دیا)، سیدنا عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دیکھا تو میں آپ ﷺ کو ضرور ضرور بتلاؤں گا، پھر جب وہ مدینہ منورہ پہنچے تو سیدنا عوف رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو بھیجا اور اس نے جا کر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی اور آپ ﷺ سے مدد طلب کی، نبی کریم ﷺ نے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کو بلایا، جبکہ سیدنا عوف رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''خالد! کس چیز نے تجھے اس شخص کو اس کا سلب دینے سے روکا؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس سلب کو زیادہ سمجھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کو دے دے۔'' جب سیدنا خالد رضی اللہ عنہ، سیدنا عوف رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو انھوں نے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی چادر گھسیٹی اور کہا: میں نے جو بات تم کو کہی تھی، اب میں نے اس کو تیرے لیے پورا کر دیا ہے، جب رسول اللہ ﷺ نے (سیدنا عوف رضی اللہ عنہ) کا یہ طعن سنا تو آپ ﷺ کو غصے آ گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''خالد! تو اس کو نہ دے، کیا تم میرے امراء کو میرے لیے چھوڑنے والے ہو، میری اور میرے امراء کی مثال اس شخص کی سی ہے، جس کو اونٹ یا بکریاں چرانے کا کہا گیا، پس اس نے ان کو چرایا، پھر اس نے ان کو پانی پلانے کا وقت مقرر کیا اور ان کو حوض پر لے آیا، پس انھوں نے پانی پینا شروع کیا اور سارا صاف پانی پی گئے اور گدلا پانی رہ گیا، (ایسے سمجھو کہ) میرے امراء کا صاف پن تمہارے لیے ہے اور گدلا پن ان پر ہے۔''

فوائد:...... یہ غزوۂ موتہ کا واقعہ ہے، جو ۸ھ میں ہوا تھا۔

(٥٠٥٠)۔ حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَوَازِنَ وَغَطَفَانَ، فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ، فَانْتَزَعَ شَيْئًا مِنْ حَقَبِ الْبَعِيرِ، فَقَيَّدَ بِهِ الْبَعِيرَ، ثُمَّ جَاءَ يَمْشِي حَتّٰى قَعَدَ مَعَنَا يَتَغَدّٰى، قَالَ: فَنَظَرَ فِي الْقَوْمِ فَإِذَا ظَهْرُهُمْ فِيهِ قِلَّةٌ وَأَكْثَرُهُمْ مُشَاةٌ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَى الْقَوْمِ خَرَجَ يَعْدُو، قَالَ: فَأَتٰى بَعِيرَهُ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، قَالَ: فَخَرَجَ يَرْكُضُهُ وَهُوَ طَلِيعَةٌ لِلْكُفَّارِ، فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ مِنَّا مِنْ أَسْلَمَ عَلٰى نَاقَةٍ لَهُ وَرْقَاءَ، قَالَ إِيَاسٌ: قَالَ أَبِي: فَاتَّبَعْتُهُ أَعْدُو عَلٰى رِجْلَيَّ، قَالَ: وَرَأْسُ النَّاقَةِ عِنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ، قَالَ: وَلَحِقْتُهُ فَكُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ النَّاقَةِ، وَتَقَدَّمْتُ حَتّٰى كُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ، ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتّٰى أَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِخْ! فَلَمَّا وَضَعَ الْجَمَلُ رُكْبَتَهُ إِلَى الْأَرْضِ اخْتَرَطْتُ سَيْفِي فَضَرَبْتُ رَأْسَهُ فَنَدَرَ ثُمَّ جِئْتُ بِرَاحِلَتِهِ أَقُودُهَا، فَاسْتَقْبَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ النَّاسِ، قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ هٰذَا الرَّجُلَ؟)) قَالُوا ابْنُ الْأَكْوَعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَهُ سَلَبُهُ أَجْمَعُ۔)) (مسند أحمد: ١٦٦٥١)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ نے ہوازن اور غطفان کے ساتھ جہاد کیا، ہم ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی سرخ اونٹ پر آیا اور اونٹ کے تنگ میں سے کوئی چیز نکالی اور اس کے ساتھ اپنے اونٹ کو باندھا، پھر آیا اور ہمارے ساتھ دوپہر کا کھانا کھانے لگا، اس نے ہمارے لوگوں کا جائزہ لیا اور دیکھا کہ ہمارے سوار تھوڑے ہیں اور زیادہ تر لوگ پیدل ہیں، یہ جائزہ لے کر وہ دوڑتا ہوا نکلا، اپنے اونٹ کے پاس گیا اور اس پر بیٹھ کر اس کو دوڑانے لگا، یہ دراصل کافروں کا جاسوس تھا، بنو اسلم قبیلے کا ایک آدمی اپنی سیاہی نما اونٹنی پر سوار ہوا اور اس کا پیچھا کیا، سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنی ٹانگوں پر دوڑا، اس آدمی کی اونٹنی کا سر جاسوس کے اونٹ کے پچھلی ٹانگ تک پہنچ چکا تھے، پیچھے سے میں بھی ملا جا رہا تھا اور اس کی اونٹنی کی پچھلی ٹانگ کے برابر تک پہنچ چکا تھا، میں میں اور آگے بڑھا اور جاسوس کے اونٹ کے پچھلے حصے کے برابر ہو گیا، پھر میں اور آگے بڑھا اور اونٹ کی لگام پکڑ لی اور اس کو بیٹھنے کی آواز دی، جب اونٹ نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا تو میں نے اپنی تلوار سونتی اور اس کے سر پر ماری اور وہ گر پڑا، پھر میں اونٹنی لے کر واپس آ گیا، آگے سے کچھ لوگوں سمیت رسول اللہ ﷺ آ رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کس نے اس آدمی کو قتل کیا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ابن اکوع نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا سارا سلب اس کے لیے ہے۔“

فوائد:...... ”اِخ“ اونٹ کو بٹھانے کی آواز ہے، جیسے ہمارے ہاں ”ہُش ہُش“ کہتے ہیں۔

(٥٠٥٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه مسلم: ١٧٥٤ (انظر: ١٦٥٣٦)

(٥٠٥١)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَقَامَ الْبَيِّنَةَ عَلٰى قَتِيلٍ فَلَهُ سَلَبُهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٨٨٥)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے مقتول پر دلیل قائم کر دی تو اس کا سلب اس کے لیے ہوگا۔''

(٥٠٥٢)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ قَتَلَ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ، فَنَفَّلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَلَبَهُ وَدِرْعَهُ، فَبَاعَهُ بِخَمْسِ أَوَاقٍ۔ (مسند أحمد: ٢٢٩٨٨)

سیدنا ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک کافر کو قتل کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کافر کا سلب اور زرہ ان کو دی، پھر انھوں نے وہ زرہ پانچ اوقیوں کے عوض فروخت کی تھی۔

(٥٠٥٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى اَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ قَتَلَهُ فَقَالَ: ((دَعُوْهُ وَسَلَبَهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٦٢٠)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ اپنے مقتول کے پاس موجود تھے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اور اس کے سلب کو چھوڑ دو۔''

(٥٠٥٤)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رضی اللہ عنہما: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُخَمِّسِ السَّلَبَ۔ (مسند أحمد: ٢٤٤٨٨)

سیدنا عوف بن مالک اشجعی اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلب میں سے خمس وصول نہیں کیا۔

فوائد:...... اس باب میں سلب کا بیان ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ مقتول کافر سے چھینا ہوا مال قاتل مسلمان کا حق ہوگا اور اس حق میں سے خُمس بھی نہیں لیا جائے گا، لیکن ایسی صورت میں مجاہد سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے گا کہ واقعی اس نے قتل کیا ہے۔

بَابُ جَوَازِ تَنْفِيلِ بَعْضِ الْجَيْشِ لِبَأْسِهِ أَوْ تَحَمُّلِهِ مَكْرُوْهًا دُوْنَهُمْ

لشکر کے بعض افراد کو اس بنا پر زائد حصہ دینے کا بیان کہ انھوں نے لڑائی لڑی یا مشکلات کو برداشت کیا

(٥٠٥٥)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ وَذَكَرَ قِصَّةَ اِغَارَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْفَزَارِيِّ عَلٰى سَرْحِ

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، پھر انھوں نے عبدالرحمن فزاری کے رسول اللہ ﷺ کے مویشیوں پر ڈاکہ

(٥٠٥١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٠٠، ٣١٤٢، ٤٣٢١، ومسلم: ١٧٥١ (انظر: ٢٢٥١٨)

(٥٠٥٢) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢٢٦١٤)

(٥٠٥٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابويعلى: ٢٦٨٢، والطبراني: ١٢٠٥٨ (انظر: ٢٦٢٠)

(٥٠٥٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه أبوداود: ٢٧٢١ (انظر: ٢٣٩٨٨)

(٥٠٥٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٠٧ (انظر: ١٦٥٣٩)

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتِنْقَاذِهِ مِنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحْنَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ أَبُوْ قَتَادَةَ وَخَيْرُ رِجَالَتِنَا سَلَمَةُ۔)) فَأَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمَ الرَّاجِلِ وَالْفَارِسِ جَمِيْعًا۔ (مسند أحمد: ١٦٦٥٤)

مارنے اور ان کے بچانے کا واقعہ ذکر کیا، سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج ابو قتادہ بہترین گھوڑ سوار اور سلمہ بہترین پیادہ ثابت ہوئے۔'' پس آپ ﷺ نے مجھے پیادہ اور گھوڑ سوار دونوں کا حصہ دیا۔

فوائد:...... سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ پیدل تھے، جبکہ آپ ﷺ نے ان کو پیادہ اور گھوڑ سوار دونوں کا حصہ دیا، یہ ان کی زیادہ مشقت بہادری کا مظاہرہ کرنے کی وجہ سے دیا۔

(٥٠٥٦)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ شَفَانِي اللّٰهُ مِنْ الْمُشْرِكِينَ، فَهَبْ لِي هٰذَا السَّيْفَ، قَالَ: ((إِنَّ هٰذَا السَّيْفَ لَيْسَ لَكَ وَلَا لِي ضَعْهُ۔)) قَالَ: فَوَضَعْتُهُ ثُمَّ رَجَعْتُ، قُلْتُ: عَسٰى أَنْ يُعْطٰى هٰذَا السَّيْفَ الْيَوْمَ مَنْ لَمْ يُبْلِ بَلَائِي، قَالَ: إِذَا رَجُلٌ يَدْعُونِي مِنْ وَرَائِي، قَالَ: قُلْتُ: قَدْ أُنْزِلَ فِيَّ شَيْءٌ، قَالَ: ((كُنْتَ سَأَلْتَنِي السَّيْفَ وَلَيْسَ هُوَ لِي وَإِنَّهُ قَدْ وُهِبَ لِي فَهُوَ لَكَ۔)) قَالَ: وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ﴾ (مسند أحمد: ١٥٣٨)

سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ رسول! تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکوں سے شفا دے دی ہے، پس آپ یہ تلوار مجھے ہبہ کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تلوار میری ہے نہ تیری، سو اس کو یہیں رکھ دے۔'' پس میں نے اس کو رکھ دیا، پھر واپس لوٹ گیا اور میں نے کہا: ممکن ہے کہ یہ تلوار ایسے بندے کو دے دی جائے، جو میری طرح کی بہادری کا مظاہرہ نہ کر سکے، اتنے میں ایک آدمی نے میرے پیچھے سے مجھے بلایا، میں نے کہا: لگتا ہے کہ میرے بارے میں کوئی خاص حکم اترا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے مجھ سے اس تلوار کا سوال کیا تھا، جبکہ یہ میری نہیں تھی، اب یہ مجھے ہبہ کر دی گئی ہے، لہٰذا اب یہ تیری ہے۔'' پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''لوگ آپ سے انفال کے بارے میں سوال کرتے ہیں، پس کہہ دیجئے کہ انفال، اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔''

فوائد:...... حکمران کو یہ حق حاصل ہے کہ بعض مجاہدین کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے ان کو دوسرے مجاہدین سے زائد حصہ دے دے۔

(٥٠٥٦) تخریج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٧٤٠، والترمذي: ٣٠٧٩ (انظر: ١٥٣٨)

بَابُ تَنْفِيلِ سَرِيَّةِ الْجَيْشِ عَلَيْهِ وَاشْتِرَاكِهِمَا فِي الْغَنِيمَةِ

لشکر کے سریہ کو زائد حصہ دینے اور پھر ان دونوں کو غنیمت میں شریک کرنے کا بیان

(۵۰۵۷)۔ عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَفَّلَ الرُّبُعَ بَعْدَ الْخُمُسِ فِي بَدْأَتِهِ، وَنَفَّلَ الثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ فِي رَجْعَتِهِ۔ (مسند أحمد: ۱۷۶۰٤)

سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (غزوے کے سفر کی) ابتداء میں خمس نکالنے کے بعد ایک چوتھائی حصہ اور واپسی پر خمس نکالنے کے بعد ایک تہائی حصہ زائد دیا۔

(۵۰۵۸)۔ عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ، قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَفَّلَ الرُّبُعَ فِي الْبَدْأَةِ وَالثُّلُثَ فِي الرَّجْعَةِ، قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: لَيْسَ فِي الشَّامِ رَجُلٌ أَصَحُّ حَدِيثًا مِنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَعْنِي التَّنُوخِيَّ۔ (مسند أحمد: ۱۷۶۰۸)

سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں خود رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ ﷺ نے شروع میں ایک چوتھائی اور واپسی پر ایک تہائی حصہ زائد دیا۔ ابوعبدالرحمن نے کہا: میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے شام میں کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو سعید بن عبد العزیز تنوخی سے زیادہ صحیح احادیث والا ہو۔

(۵۰۵۹)۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ صَامِتٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفَّلَ فِي الْبَدَاةِ الرُّبُعَ وَفِي الرَّجْعَةِ الثُّلُثَ۔ (مسند أحمد: ۲۳۱۰۵)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابتدا میں ایک چوتھائی حصہ اور واپسی پر ایک تہائی حصہ زائد دیا۔

فوائد:...... ان احادیث میں مالِ غنیمت کی تقسیم کی ایک اور استثنائی صورت بیان کی گئی ہے، جب لشکرِ اسلام اپنی جہت کی طرف جا رہا ہوتا اور بیچ میں سے ایک سریّہ کو الگ کر کے گرد ونواح کے کسی علاقے کی طرف بھیج دیا جاتا تو وہ جو مالِ غنیمت لے کر آتے، اس کا چوتھا حصہ ان کو زائد دیا جاتا، باقی تین حصے تمام مجاہدین میں برابر تقسیم کر دیئے جاتے، اگر جہاد سے واپسی پر یہی صورت حال پیش آتی تو ایک تہائی حصہ زائد دیا جاتا، لیکن اس تیسرے یا چوتھے حصے سے پہلے خمس نکالا جائے گا ہے۔

(۵۰۶۰)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَغَارَ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ نَفَّلَ

سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دشمن کی زمین میں حملے کے لیے جا رہے ہوتے تھے تو ایک

(۵۰۵۷) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۲۷٤۹ (انظر: ۱۷٤٦۵)

(۵۰۵۸) تخریج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ۲۸۵۳ (انظر: ۱۷٤٦۹)

(۵۰۵۹) تخریج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذی: ۱۵٦۱، وابن ماجه: ۲۸۵۲ (انظر: ۲۲۷۲٦)

(۵۰٦۰) تخریج: حسن لغيره (انظر: [illegible])

الرُّبُعَ، وَإِذَا أَقْبَلَ رَاجِعًا وَكَلَّ النَّاسُ نَفَلَ الثُّلُثَ، وَكَانَ يَكْرَهُ الْأَنْفَالَ، وَيَقُولُ: ((لِيَرُدَّ قَوِيُّ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى ضَعِيفِهِمْ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۱٤۲)

چوتھائی حصہ زائد دیتے اور جب لوٹ رہے ہوتے تھے، اور لوگ تھکے ہوئے ہوتے تو ایک تہائی حصہ زائد دیتے، دراصل آپ ﷺ زائد حصوں کو ناپسند کرتے اور فرماتے: ''چاہیے کہ قوی مؤمن، کمزوروں پر لوٹا دے۔''

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ مجاہدین کو زائد حصے کی حرص نہیں ہونی چاہیے اور اس معاملے میں ان کو ایثار کی راہ اختیار کرنی چاہیے تا کہ کمزور جنگجوؤں کو بھی قوی مجاہدین کی طرح حصہ مل سکے۔ نیز اس حدیث کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ مجاہدین کو ان کے زائد جہاد اور محنت کی وجہ سے زائد حصے تو دیتے تھے، لیکن آپ ﷺ کی تمنا یہ تھی کہ وہ لشکرِ اسلام کے تمام افراد کو ترجیح دیتے ہوئے وصول نہ کریں، تا کہ سب کو برابر حصہ مل سکے۔

اس حدیث میں جہاد میں جاتے ہوئے اور واپسی پر زائد عطیہ دینے میں فرق کی وجہ کی طرف اشارہ ہے۔ وہ یہ کہ جاتے ہوئے مجاہدین تازہ دم ہیں تو اضافی معرکہ میں شریک ہونا آسان ہے، اس لیے ان کو زائد عطیہ ایک چوتھائی حصہ دیا جاتا اور واپسی پر فوج تھکی ہوئی ہوتی ہے اور گھر جلدی پلٹنے کا شوق بھی، اس لیے اضافی معرکہ میں شامل ہونا مشکل ہے تو ان کے لیے نفل عطیہ ایک تہائی خاص کیا گیا۔ (عبداللہ رفیق)

(۵۰٦۱)۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَنَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَرِيَّةٍ بَلَغَتْ سُهْمَانُنَا اِثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا، وَنَفَّلَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعِيرًا بَعِيْرًا۔ (مسند أحمد: ۵۱۸۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا، ہمارے حصوں میں بارہ بارہ اونٹ آئے اور آپ ﷺ نے ایک ایک اونٹ ہمیں زائد بھی دیا۔

(۵۰٦۲)۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يَنْفُلُ فِيْ مَغَازِيْهِ۔ (مسند أحمد: ۱۹۸۳۰)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے غزووں میں زائد حصہ دیا کرتے تھے۔

بَابُ مَصْرَفِ الْفَيْءِ
مالِ فے کے مصرف کا بیان

مالِ فئے: لڑائی کے بغیر حاصل ہونے والا مال، مالِ فئے کہلاتا ہے، مثلا: صلح کے نتیجے میں یا کسی معاہدے کے نتیجے میں یا دشمنوں کی کوئی چیز ویسے مسلمانوں کے قابو میں آ جائے۔ مالِ فئی مکمل طور پر بیت المال کا حق ہے، اس میں کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا، اس کی تقسیم امام کی مرضی پر منحصر ہے، وہ جیسے مناسب سمجھے، اس کو تقسیم کر دے۔

(۵۰٦۱) تخریج: أخرجه البخاری: ٤۳۳۸، ومسلم: ۱۷٤۹ (انظر: ۵۱۸۰)
(۵۰٦۲) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الطبرانی فی "الاوسط": ۵۳۷۹ (انظر: ۱۹٦۰۱)

(٥٠٦٣)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَاءَ فَيْءٌ قَسَمَهُ مِنْ يَوْمِهِ، فَأَعْطَى الْآهِلَ حَظَّيْنِ، وَأَعْطَى الْعَزَبَ حَظًّا وَاحِدًا، فَدُعِينَا وَكُنْتُ أُدْعَى قَبْلَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، فَدُعِيتُ فَأَعْطَانِي حَظَّيْنِ، وَكَانَ لِي أَهْلٌ، ثُمَّ دَعَا بِعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَأُعْطِيَ حَظًّا وَاحِدًا، فَبَقِيَتْ قِطْعَةُ سِلْسِلَةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْفَعُهَا بِطَرَفِ عَصَاهُ ثُمَّ رَفَعَهَا وَهُوَ يَقُولُ: ((كَيْفَ أَنْتُمْ يَوْمَ يَكْثُرُ لَكُمْ مِنْ هٰذَا۔)) (مسند أحمد: ٢٤٤٨٦)

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس مالِ فئے آتا تھا تو آپ ﷺ اس کو اسی دن اس طرح تقسیم کر دیا کرتے تھے کہ شادی شدہ کو دو حصے اور کنوارے کو ایک حصہ دیتے تھے، پس ایک دن ہمیں بلایا گیا اور مجھے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے پہلے بلایا جاتا تھا، پس مجھے بلایا گیا اور آپ ﷺ نے مجھے دو حصے دیئے، کیونکہ میں اہل و عیال والا تھا، پھر آپ ﷺ نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو ایک حصہ دیا، سونے کی چین کا ایک ٹکرا بچ گیا تھا، آپ ﷺ اس کو اپنی لاٹھی کے سرے سے اٹھاتے، لیکن وہ گر جاتا، پھر آپ ﷺ نے اس کو اٹھایا، جبکہ اس وقت آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے: ''اس وقت تمہارا کیا بنے گا، جس دن تمہارے لیے یہ سونا بہت زیادہ ہو جائے گا۔''

فوائد:...... آخری جملے سے آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ لوگوں کو دنیا کے فتنے سے اور اس کی زینت سے دھوکہ کھانے سے ڈرایا جائے۔

(٥٠٦٤)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ ﷺ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خَالِصَةً، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَةٍ، (وَفِي لَفْظٍ: قُوتَ سَنَةٍ) وَمَا بَقِيَ جَعَلَهُ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند أحمد: ١٧١)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنونضیر کے مال وہ تھے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بطورِ مالِ فے دیئے تھے، مسلمانوں نے اس مال کو حاصل کرنے کے لیے گھوڑوں اور سواریوں کو نہیں دوڑایا تھا، پس یہ مال خالص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا (اور اپنی مرضی کے مطابق اس میں تصرف کر سکتے تھے)، پس آپ ﷺ اپنے اہل وعیال کے لیے ایک سال کا دانہ پانی رکھ لیتے اور اس سے جو بچ جاتا، اس کو اللہ کی راہ میں تیاری کرتے ہوئے گھوڑوں اور اسلحہ پر خرچ کر دیتے۔

فوائد:...... آپ ﷺ اپنی ذات، اپنے رشتہ داروں اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے جیسے مناسب

(٥٠٦٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه أبو داود: ٢٩٥٣ (انظر: ٢٣٩٨٦)
(٥٠٦٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٩٠٤، ٤٨٨٥، ومسلم: ١٧٥٧ (انظر: ١٧١)

سمجھتے، مالِ فے میں تصرف کرتے تھے، اس مال کی تقسیم آپ ﷺ کی مرضی پر موقوف تھی، اس میں کسی کا کوئی مخصوص حق نہیں ہوتا۔

(٥٠٦٥)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَحْلِفُ عَلَى أَيْمَانٍ ثَلَاثٍ يَقُولُ: وَاللّٰهِ! مَا أَحَدٌ أَحَقَّ بِهٰذَا الْمَالِ مِنْ أَحَدٍ، وَمَا أَنَا بِأَحَقَّ بِهِ مِنْ أَحَدٍ، وَاللّٰهِ مَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَحَدٌ إِلَّا وَلَهُ فِي هَذَا الْمَالِ نَصِيبٌ إِلَّا عَبْدًا مَمْلُوكًا، وَلٰكِنَّا عَلَى مَنَازِلِنَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَقَسْمِنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَالرَّجُلُ وَبَلَاؤُهُ فِي الْإِسْلَامِ، وَالرَّجُلُ وَقَدَمُهُ فِي الْإِسْلَامِ، وَالرَّجُلُ وَغَنَاؤُهُ فِي الْإِسْلَامِ، وَالرَّجُلُ وَحَاجَتُهُ، وَوَاللّٰهِ! لَئِنْ بَقِيتُ لَهُمْ لَيَأْتِيَنَّ الرَّاعِيَ بِجَبَلِ صَنْعَاءَ حَظُّهُ مِنْ هٰذَا الْمَالِ، وَهُوَ يَرْعٰى مَكَانَهُ۔ (مسند أحمد: ٢٩٢)

مالک بن اوس بن حدثان سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تین امور پر قسمیں اٹھاتے اور کہتے تھے: اللہ کی قسم! کوئی ایک کسی دوسرے سے اس مالِ فے کا زیادہ مستحق نہیں ہے اور میں بھی کسی سے زیادہ اس کا حق نہیں رکھتا، اللہ کی قسم ہے، ہر مسلمان کا اس مال میں حصہ ہے، ما سوائے غلام کے، ہاں کتاب اللہ کی تفصیل اور رسول اللہ ﷺ کی تقسیم کے مطابق ہمارے مرتبے مختلف ہے، مثلا: ایک آدمی اور اس کا اسلام میں آزمایا جانا ہے، ایک آدمی اور اس کا اسلام کی طرف سبقت کرنا ہے، ایک آدمی اور اس کا غنی ہونا ہے اور ایک آدمی اور اس کی حاجتمندی ہے، اللہ کی قسم ہے، اگر میں زندہ رہا تو صنعاء کے پہاڑ میں بکریاں چرانے والے تک اس کا حصہ پہنچ جائے گا، جبکہ وہ اسی جگہ پر بکریاں چرا رہا ہوگا۔

فوائد:...... ''آدمی اور اس کا اسلام میں آزمایا جانا......'' اس سے مراد یہ ہے کہ صحابۂ کرام کو ان کی نیکیوں اور ان کی اسلام میں سبقت یا قدامت کو دیکھ کر ان کو مالِ فئے میں سے حصہ دیا جائے گا۔ آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ حقدار کو اس کا حق پہنچے گا، اگرچہ وہ یمن میں صنعاء کے پہاڑ میں بکریاں چرا رہا ہو۔

(٥٠٦٦)۔ عَنْ نَاشِرَةَ بْنِ سُمَيٍّ الْيَزَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ فِي يَوْمِ الْجَابِيَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَنِي خَازِنًا لِهٰذَا الْمَالِ وَقَاسِمَهُ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: بَلِ اللّٰهُ يَقْسِمُهُ وَأَنَا

ناشرہ بن سمی یزنی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ والے دن لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مال کا خازن اور اس کو تقسیم کرنے والا بنایا ہے، بلکہ یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ ہی تقسیم کرنے والا ہے اور میں اب نبی کریم ﷺ کی آل سے اور

(٥٠٦٥) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن اسحاق مدلس، وقد عنعن، ومحمد بن ميسر الصاغاني ضعيف، لكنه تُوبع، أخرجه أبوداود: ٢٩٥٠ (انظر: ٢٩٢)

(٥٠٦٦) تخريج: هذا الاثر، رجاله ثقات (انظر: ١٥٩٠٥)

بَـادِءٌ بِأَهْلِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ أَشْرَفِهِمْ فَفَرَضَ لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ عَشْرَةَ آلَافٍ إِلَّا جُوَيْرِيَةَ وَصَفِيَّةَ ومَيْمُونَةَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَعْدِلُ بَيْنَنَا، فَعَدَلَ بَيْنَهُنَّ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: إِنِّي بَادِءٌ بِأَصْحَابِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، فَإِنَّا أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا ظُلْمًا وَعُدْوَانًا، ثُمَّ أَشْرَفِهِمْ فَفَرَضَ لِأَصْحَابِ بَدْرٍ مِنْهُمْ خَمْسَةَ آلَافٍ، وَلِمَنْ كَانَ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْبَعَةَ آلَافٍ، وَلِمَنْ شَهِدَ أُحُدًا ثَلَاثَةَ آلَافٍ، قَالَ: وَمَنْ أَسْرَعَ فِي الْهِجْرَةِ أَسْرَعَ بِهِ الْعَطَاءُ، وَمَنْ أَبْطَأَ فِي الْهِجْرَةِ أَبْطَأَ بِهِ الْعَطَاءُ، فَلَا يَلُومَنَّ رَجُلٌ إِلَّا مُنَاخَ رَاحِلَتِهِ۔ (مسند أحمد: ١٦٠٠٠)

پھر ان کے بعد شرف والے لوگوں سے شروع کرنے والا ہوں، پھر انھوں نے امہات المؤمنین کو دس ہزار درہم دیئے، ماسوائے سیدہ جویریہ، سیدہ صفیہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہن کے، لیکن جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو ہمارے مابین برابری کرتے تھے تو انھوں نے ان کو برابر برابر مال دے دیا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے بعد میں اپنے پہلے پہل ہجرت کرنے والے صحابہ سے شروع کرتا ہوں، کیونکہ ظلم و زیادتی سے ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا تھا، پھر ان کے بعد زیادہ شرف والے صحابہ کو مدنظر رکھا اور بدر والے مہاجرین کے پانچ پانچ ہزار اور انصار کے لیے چار چار ہزار درہم مقرر کیے، اور احد میں شریک ہونے والوں کو تین تین ہزار درہم دیے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے ہجرت میں جلدی کی، اس کے عطیہ میں جلدی کی جائے گی اور جس نے ہجرت میں تاخیر کی، اس کے عطیہ میں بھی تاخیر ہوگی، پس کوئی آدمی ملامت نہ کرے، مگر اپنی اونٹنی کی بیٹھنے والی جگہ پر، (یعنی اگر کسی آدمی کو تاخیر سے ہجرت کرنے کی بنا پر تھوڑا حصہ مل رہا ہے تو وہ اپنے پیچھے رہ جانے کی مذمت کرے)۔

فوائد:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام میں ملنے والی سبقت، عظمت اور منزلت کے مطابق ان میں یہ مال تقسیم کرتے تھے۔

(٥٠٦٧)۔ عَنْ جَابِرِ بن عبد الله يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا۔)) قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اتنا اتنا اور دوں گا۔" جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بحرین کا مال آیا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس آدمی کا رسول اللہ ﷺ پر قرض ہو یا آپ ﷺ نے کسی سے وعدہ کیا ہو تو وہ میرے پاس آ جائے، پس میں ان کے پاس آیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ

(٥٠٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٩٨، ٣١٣٧، ومسلم: ٢٣١٤ (انظر: ١٤٣٠١)

فَلْيَأْتِنِي، قَالَ: فَجِئْتُ، قَالَ: فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا۔)) قَالَ: فَخُذْ، قَالَ: فَأَخَذْتُ، قَالَ بَعْضُ مَنْ سَمِعَهُ: فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ فَأَخَذْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَلَمْ يُعْطِنِي، فَقُلْتُ: إِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي، وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي، قَالَ: أَقُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّي وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ، مَا سَأَلْتَنِي مَرَّةً إِلَّا وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ أُعْطِيَكَ۔ (مسند أحمد: ١٤٣٥٢)

نے مجھے فرمایا تھا کہ ''اگر بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اتنا اتنا دوں گا۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو لے لے، پس میں نے لے لیا اور اس حصے کو پانچ سو درہم پایا، پھر جب میں ان کے پاس آیا تو انھوں نے مجھے کچھ نہ دیا، پھر آیا تو کچھ نہ دیا، پھر جب تیسری بار آیا اور انھوں نے کچھ نہ دیا تو میں نے کہا: آپ یا تو مجھے دیں یا پھر بخل کرتے ہوئے مجھے منع کر دیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تو کہتا ہے کہ میں بخل کرتا ہوں، بھلا بخل سے بڑی بیماری کون سی ہو سکتی ہے، جب بھی تو نے مجھ سے سوال کیا تو میں نے تجھے دینے کا ارادہ کیا تھا، (لیکن دوسرے لوگوں کو زیادہ ضرورت مند پا کران کو دے دیا۔)

فوائد:...... بعد میں جب بھی بحرین سے مال آتا تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ پہنچ جاتے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے وعدہ بھی کر رکھا ہوتا تھا، لیکن سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کسی اور کو زیادہ محتاج سمجھ کر اس کو دے دیتے تھے، جبکہ حکمران کو اس مال کی تقسیم میں ردو بدل کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

(٥٠٦٨)۔ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِظَبْيَةٍ فِيهَا خَرَزٌ، فَقَسَمَ لِلْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ أَبِي يَقْسِمُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ، قَالَ أَبِي: قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: فَقَسَمَ بَيْنَ الْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ سَوَاءً۔ (مسند أحمد: ٢٥٧٧٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چھوٹا سا مشکیزہ لایا گیا، اس میں موتی تھے، آپ ﷺ نے اس کو آزاد خاتون اور لونڈی میں تقسیم کیا، سیدہ کہتی ہیں: میرے باپ بھی آزاد اور غلام کے لیے تقسیم کرتے تھے۔ یزید بن ہارون راوی کے الفاظ یہ ہیں: آزاد خاتون اور لونڈی کے درمیان برابر برابر تقسیم کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ
تالیفِ قلبی کے لیے دینے کا بیان

(٥٠٦٩)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہوازن کے مال اپنے رسول کو بطورِ فئی دیئے اور آپ ﷺ

(٥٠٦٨) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ٢٩٥٢ (انظر: ٢٥٢٦١)

(٥٠٦٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٤٧، ٥٨٦٠، ومسلم: ١٠٥٩ (انظر: ١٢٦٩٦)

يَوْمَ حُنَيْنٍ حِينَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ أَمْوَالَ هَوَازِنَ، وَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ كُلَّ رَجُلٍ، فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ، قَالَ أَنَسٌ: فَحُدِّثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ، فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، وَلَمْ يَدْعُ أَحَدًا غَيْرَهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَ هُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟)) فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: أَمَّا ذَوُو رَأْيِنَا فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا، وَأَمَّا نَاسٌ حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا كَذَا وَكَذَا لِلَّذِي قَالُوا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأُعْطِي رِجَالًا حُدَثَاءَ عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ، (أَوْ قَالَ: أَسْتَأْلِفُهُمْ) أَفَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ إِلَى رِحَالِكُمْ؟ فَوَاللّٰهِ! لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ۔)) قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ رَضِينَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ بَعْدِي أَثَرَةً شَدِيدَةً، فَاصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، فَإِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ۔)) قَالَ أَنَسٌ: فَلَمْ نَصْبِرْ۔ (مسند أحمد: ١٢٧٢٦)

نے اس مال کو قریشیوں میں تقسیم کرتے ہوئے ایک ایک آدمی کو سوسو اونٹ دیئے تو بعض انصاریوں نے کہا: اللہ اپنے رسول کو معاف کرے، آپ ﷺ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں، جبکہ ہماری تلواریں ان کے خون سے ٹپک رہی ہیں، جب رسول اللہ ﷺ کو ان کی بات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے انصاریوں کو بلا بھیجا اور ان کو چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا، انصاریوں کے علاوہ کسی کو نہیں بلایا تھا، جب وہ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تمہاری طرف سے مجھے کچھ باتیں موصول ہو رہی ہے، کیا مسئلہ ہے؟'' انھوں نے کہا: ہمارے سمجھ دار لوگوں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے، البتہ کم سن لوگوں نے اس قسم کی باتیں کی ہیں، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں ایسے افراد کو یہ مال دے رہا ہوں، جنھوں نے ابھی ابھی کفر کو چھوڑا ہے، میں ان کی تالیفِ قلبی کر رہا ہوں، بھلا تم لوگ کیا اس شرف پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم رسول اللہ کو لے کر اپنے گھروں کو لوٹو، اللہ کی قسم! تم جو چیز لے کر لوٹ رہے ہو، یہ اس چیز سے بہتر ہے، جو وہ لوگ لے کر جا رہے ہیں۔'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! ہم راضی ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم میرے بعد ترجیح نفس اور خود غرضی پاؤ گے، پس صبر کرنا، یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول کو جا ملو، پس بیشک میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: لیکن ہم نے صبر نہیں کیا۔

(٥٠٧٠)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ، أَنَّ

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو

(٥٠٧٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٩٢٣، ٣١٤٥، ٧٥٣٥ (انظر: ٢٠٦٧٢)

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَتَاهُ شَيْءٌ فَأَعْطَاهُ نَاسًا وَتَرَكَ نَاسًا، وَقَالَ جَرِيرٌ: أَعْطَى رِجَالًا وَتَرَكَ رِجَالًا، قَالَ: فَبَلَغَهُ عَنِ الَّذِينَ تَرَكَ أَنَّهُمْ عَتِبُوا وَقَالُوا، قَالَ: فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي أُعْطِي نَاسًا وَأَدَعُ نَاسًا، وَأُعْطِي رِجَالًا وَأَدَعُ رِجَالًا، (قَالَ عَفَّانُ: قَالَ: ذِي وَذِي) وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي، أُعْطِي أُنَاسًا لِمَا فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ، وَأَكِلُ قَوْمًا إِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ، مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ.)) قَالَ: وَكُنْتُ جَالِسًا تِلْقَاءَ وَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حُمْرَ النَّعَمِ.
(مسند أحمد: ٢٠٩٤٨)

کچھ مال وصول ہوا، آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہ دیا، جن لوگوں کو نہیں دیا گیا تھا، ان کی طرف سے آپ ﷺ کو یہ خبر ملی کہ انھوں نے طعن کیا ہے، پس آپ ﷺ منبر پر چڑھے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: ''بیشک میں کچھ لوگوں کو دیتا ہوں اور بعض کو نہیں دیتا، میں کچھ مردوں کو عطا کرتا ہوں اور بعض کو چھوڑ دیتا ہوں، لیکن میں جن لوگوں کو چھوڑ دیتا ہوں، وہ مجھے ان سے زیادہ محبوب ہیں، جن کو میں دیتا ہوں، میں ان لوگوں کو عطا کرتا ہوں، جن کے دلوں میں جزع وفزع اور بے صبری و بے قراری ہے اور بعض لوگوں کو اس غِنا اور خیر کے سپرد کر دیتا ہوں، جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رکھی ہے اور عمرو بن تغلب بھی ان میں سے ہے۔'' سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ رسول اللہ ﷺ کی اس بات کے عوض مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔

فوائد:...... اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کے مصارف میں ایک مصرف ﴿وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾ کا ذکر کیا ہے، جو تین قسم کے لوگوں کو شامل ہے: (۱) وہ کافر جو اسلام کی طرف میلان رکھتے ہوں اور یہ امید کی جاتی ہو کہ مالی امداد کی وجہ سے وہ مشرف باسلام ہو جائیں گے۔ (۲) وہ نومسلم افراد، جن کی امداد کر کے ان کو اسلام پر ڈٹ جانے کی ترغیب دینا مقصود ہو۔ (۳) وہ غیر مسلم افراد، جن کے بارے میں یہ امید ہو کہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے سے روکیں گے، نیز وہ کمزور مسلمانوں کی کسی نہ کسی انداز میں حفاظت کریں گے۔ خلیفۂ وقت اسی غرض و غایت کو سامنے رکھ کر مال غنیمت کی تقسیم بھی کر سکتا ہے، اس حدیث میں اسی چیز کو بیان کیا جا رہا ہے کہ نومسلموں کی زیادہ سے زیادہ دلجوئی کی جائے تا کہ وہ اسی احسان کے عوض ایمان وایقان پر ڈٹ جائیں اور اسلام کے سچے محافظ بن جائیں۔

نبی کریم ﷺ کے پاس جو مال بھی آتا وہ آپ ﷺ تقسیم فرما دیتے، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تقسیم میں آپ ﷺ کے سامنے مختلف پہلو ہوتے تھے، کبھی ضرورت و حاجت کا لحاظ کر کے حاجتمندوں اور مستحق لوگوں کو دے دیتے اور بسا اوقات تالیف قلبی کو مدنظر رکھ کر مخصوص لوگوں میں بانٹ دیتے تھے اور ایسی صورت میں آپ ﷺ صرف ان لوگوں کو دیتے جن کے بارے میں آپ ﷺ کو اندیشہ ہوتا کہ اگر انہیں نظر انداز کیا گیا تو وہ بے صبری اور ضعف کا مظاہرہ

کریں گے اور ممکن ہے کہ وہ اسلام سے ہی منہ پھیر جائیں اور یوں قابل اعتماد اور دلوں کی تونگری سے بہرہ ور قسم کے لوگ عمداً محروم کر دیے جاتے۔ گویا بیت المال سے تقسیم کرنے میں حاکم مجاز کو صوابدیدی اختیارات حاصل ہیں بشرطیکہ حاکم تقوی وطہارت اور امانت و دیانت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنے والا ہو، اندھے کی طرح اپنوں میں ہی ریوڑیاں تقسیم کرنے والا نہ ہو۔

بَابُ مَا يُهْدٰى لِلْاَمِيْرِ وَالْعَامِلِ اَوْ يُؤْخَذُ مِنْ مُبَاحَاتِ دَارِ الْحَرْبِ

امیر اور عامل کے تحائف

(۵۰۷۱)۔ عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((هَدَايَا الْعُمَّالِ غُلُوْلٌ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۹۹۹)

سیدنا حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عاملین کا ہدیہ لینا خیانت ہے۔

فوائد:...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، لیکن درج ذیل دو احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا مفہوم درست ہے:

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ۔)) ...... ''ہم نے جس کو کوئی ڈیوٹی سپرد کی اور اس کو اس کی تنخواہ بھی دی، تو اس تنخواہ کے بعد وہ جو کچھ لے گا، وہ خیانت ہوگی۔'' (ابوداود: ۲۹۴۳)

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اِسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأُتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِي، قَالَ: ((فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ أَوْ بَيْتِ أُمِّهِ فَيَنْظُرَ يُهْدٰى لَهُ أَمْ لَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ بِيَدِهِ حَتّٰى رَأَيْنَا عُفْرَةَ إِبْطَيْهِ، اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ۔)) ثَلَاثًا۔ ...... نبی کریم ﷺ نے ازد قبیلے کے ابن اُتبیہ نامی آدمی کو زکوۃ کا عامل بنایا، جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا: یہ تمہارے لیے ہے اور یہ مجھے تحفہ دیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اپنے باپ یا ماں کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہا، پھر وہ دیکھتا کہ پھر اسے تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے: جو آدمی اس مال میں سے جو کچھ لے گا، وہ اس کو روز قیامت اپنی گردن پر اٹھا کر لائے گا، اگر وہ اونٹ ہوا تو وہ بلبلا رہا ہوگا، اگر وہ گائے ہوئی تو وہ ڈکار رہی ہوگی، اگر وہ بکری ہوئی تو وہ ممیا رہی ہوگی، پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا۔'' تین بار ارشاد فرمایا۔ (صحیح بخاری: ۲۴۰۷، صحیح مسلم: ۳۴۱۳)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عظیم فقاہت کی روشنی میں اس حدیث پر یہ باب ثبت کیا ہے: بَابُ مَنْ لَمْ يَقْبَلْ

(۵۰۷۱) اسناده ضعيف، اسماعيل بن عياش صدوق في روايته عن اهل بلده، مخلّط في غيرهم، وشيخه هنا يحيى بن سعيد الانصاري حجازي، أخرجه ابوعوانة: ۷۰۷۳، والبيهقي: ۱۰/ ۱۳۸ (انظر: ۲۳۶۰۱)

الْهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَتْ الْهَدِيَّةُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَدِيَّةً وَالْيَوْمَ رِشْوَةٌ۔ (اس شخص کا بیان جو کسی سبب کی بنا پر تحفہ قبول نہیں کرتا، اور عمر بن عبدالعزیز نے کہا: ہدیہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو ہدیہ ہی تھا، لیکن آج رشوت بن چکا ہے)

حافظ ابن حجر نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ابن لتبیہ کے ہدیہ قبول کرنے کو اس لیے معیوب قرار دیا، کیونکہ وہ عامل تھا اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''وہ اپنی ماں کے گھر......'' اس سے معلوم ہوا کہ اگر اس حالت میں اس کو تحفہ دیا جاتا ہے تو وہ مکروہ نہیں ہوگا، کیونکہ اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی، ابن بطال نے کہا: عاملوں کے ہدیے بیت المال میں جمع کروا دیے جائیں گے اور وہ مالک نہیں بنیں گے، الا یہ کہ امام ان کے لیے طلب کرے۔ (فتح الباری: ۵/۲۲۰)

عامل، قاضی اور دوسرے عہدیداروں کے لیے ہدایا وتحائف کو مکروہ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تحفہ دینے والوں کے اس سلوک سے متأثر ہو کر ان کے حق میں رعایت کر سکتے ہیں اور طبعی طور پر یہ لحاظ کرنا بہت ممکن ہے، اس لیے اس سے مختلف شکوک وشبہات جنم لیں گے، سو شریعت نے یہ دروازہ ہی بند کر دیا ہے۔

(۵۰۷۲)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ، قَالَ: أَصَبْتُ جَرَّةً حَمْرَاءَ، فِيهَا دَنَانِيرُ، فِي إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ، فِي أَرْضِ الرُّومِ، قَالَ: وَعَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ يُقَالُ لَهُ: مَعْنُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: فَأَتَيْتُ بِهَا يَقْسِمُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، فَأَعْطَانِي مِثْلَ مَا أَعْطَى رَجُلًا مِنْهُمْ، ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَرَأَيْتُهُ يَفْعَلُهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا نَفْلَ إِلَّا بَعْدَ الْخُمُسِ)) إِذًا لَأَعْطَيْتُكَ۔ قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ فَعَرَضَ عَلَيَّ مِنْ نَصِيبِهِ، فَأَبَيْتُ عَلَيْهِ، قُلْتُ: مَا أَنَا بِأَحَقَّ بِهِ مِنْكَ۔ (مسند أحمد: ۱۵۹۵۶)

ابو جویریہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے روم کی سرزمین میں سرخ رنگ کا ایک گھڑا ملا، اس میں دینار تھے، یہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بات ہے، بنو سلیم قبیلے کا معن بن یزید نامی ایک صحابی ہمارا امیر تھا، میں وہ گھڑا لے کر ان کے پاس لے کر آیا، تاکہ وہ اس کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیں، پھر انھوں نے مجھے اتنا مال دیا، جتنا کہ دوسرے افراد کو دے رہے تھے اور کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات نہ سنی ہوتی اور آپ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے ہی دے دیتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''زائد حصہ نہیں ہوتا، مگر خمس کے بعد۔'' پھر انھوں نے مجھ پر میرا حصہ پیش کیا، لیکن میں نے انکار کر دیا اور کہا: میں تیری بہ نسبت اس کا زیادہ حقدار نہیں ہوں۔

(۵۰۷۲) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه أبوداود: ۲۷۵۴ (انظر: ۱۵۸۶۲)

بَابُ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ وَالتَّشْدِيدِ فِيهِ وَتَحْرِيقِ رَحْلِ الْغَالِّ وَمَا جَاءَ فِي النُّهْبٰى

خیانت کے حرام ہونے اور اس میں سختی کا بیان، نیز خائن کا سامانِ سفر جلانے اور لوٹ مار کا بیان

(۵۰۷۳)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ، فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا يَتَّبِعْنِي رَجُلٌ قَدْ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا، وَلَمْ يَبْنِ وَلَا أَحَدٌ قَدْ بَنٰى بُنْيَانًا، وَلَمَّا يَرْفَعْ سُقُفَهَا، وَلَا أَحَدٌ قَدِ اشْتَرٰى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ أَوْلَادَهَا، فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ حِينَ صَلَاةِ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: أَنْتِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ، اللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيَّ شَيْئًا، فَحُبِسَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعُوْا مَا غَنِمُوْا، فَأَقْبَلَتِ النَّارُ لِتَأْكُلَهُ فَأَبَتْ أَنْ تَطْعَمَ، فَقَالَ: فِيكُمْ غُلُولٌ، فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ، فَبَايَعُوْهُ فَلَصِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: فِيكُمُ الْغُلُولُ، فَلْتُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ، فَبَايَعَتْهُ قَبِيلَتُهُ، قَالَ: فَلَصِقَ بِيَدِ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: فِيكُمُ الْغُلُولُ، أَنْتُمْ غَلَلْتُمْ، فَأَخْرَجُوْا لَهُ مِثْلَ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَوَضَعُوْهُ فِي الْمَالِ وَهُوَ بِالصَّعِيدِ، فَأَقْبَلَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهُ، فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا، ذٰلِكَ لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ رَأٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا۔ (مسند

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء میں سے ایک نبی نے جہاد کیا اور اس نے اپنی قوم سے کہا: وہ آدمی میرے ساتھ نہ آئے، جو کسی عورت کی شرمگاہ کا مالک بنا ہوا اور خلوت اختیار کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، جبکہ اس نے ابھی تک خلوت اختیار نہ کی ہو، ایسا آدمی بھی میرے ساتھ نہ آئے، جس نے کوئی عمارت تعمیر کی ہو، لیکن ابھی تک چھت ڈالنا باقی ہو اور ایسا شخص بھی نہ آئے جس نے بکریاں یا گابھن جانور خریدے ہوں اور وہ ان کے بچے جنم دینے کا انتظار کر رہا ہو، پس وہ نبی جہاد کے لیے چلا اور ایک بستی کے قریب پہنچ گیا، یہ نمازِ عصر کا وقت تھا یا اس کے قریب کا، پس اس نے سورج سے کہا: تو بھی اللہ کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی اسی کے حکم کا پابند ہوں، اے اللہ! اس سورج کو کچھ دیر کے لیے روک لے، پس اس کو اس کے لیے روک دیا گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو فتح عطا کی اور انھوں نے مالِ غنیمت جمع کیا، اس کو کھانے کے لیے آگ تو آئی، لیکن اس نے اس کو کھانے سے انکار کر دیا، یہ منظر دیکھ کر اس نبی نے کہا: تم لوگوں میں خیانت ہے، سو ہر قبیلے میں سے ایک ایک آدمی میری بیعت کرے، پس انھوں نے بیعت کی اور ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ چمٹ گیا، اس نبی نے کہا: تم لوگوں میں خیانت ہے، لہٰذا تمہارا پورا قبیلہ میری بیعت کرے، پس سارے قبیلے نے بیعت کی اور دو تین آدمیوں کے ہاتھ چمٹ گئے، اس نے کہا: تم افراد میں خیانت ہے، تم نے خیانت کی ہے، پس انھوں نے سونا نکالا، جو گائے کے سر کی مانند تھا اور اس کو مال میں رکھ دیا، جو کہ سطح

(۵۰۷۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۲۴، ۵۱۵۷، ومسلم: ۱۷۴۷ (انظر: ۸۲۳۸)

أحمد: (۸۲۲۱)

زمین پر پڑا تھا، پھر آگ آئی اور اس کو کھا گئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ غنیمتیں ہم سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھیں، بس اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھ کر ان کو ہمارے لیے حلال قرار دیا۔“

فوائد:...... خیانت کی قباحت و شناعت واضح ہو رہی ہے، مزید قیمتی معلومات درج ذیل ہیں:

یہ نبی حضرت یوشع بن نون عَلَیْہِ السَّلَام تھے، غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی اور اس کے لشکر کی خاطر سورج کو روک دیا، حتیٰ کہ انہوں نے جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا کی، یہ نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے معجزہ کی ایک شکل تھی۔

نبی کریم ﷺ سے قبل کسی امت کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا، یہ امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے غنیمت کا مال حلال کر دیا۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”بُـضْعَ اِمْرَأَةٍ“: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: اس لفظ کا اطلاق شرمگاہ، شادی اور جماع پر ہوتا ہے، اس حدیث میں یہ تینوں معانی مراد لینا مناسب ہے، اور اس کا اطلاق مہر اور طلاق پر بھی ہوتا ہے۔

”ولما یبنِ بھا“: یعنی ابھی وہ خاوند اس پر داخل نہیں ہوا، اس ترکیب میں ”لمّا“ لانے سے معلوم ہو رہا ہے کہ اسے ایسا ہونے کی توقع ہے۔

”خلِفات“: یہ ”خلِفة“ کی جمع ہے، اس کے معانی حاملہ اونٹنی کے ہیں۔ اونٹنی کے علاوہ دوسروں جانوروں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔

اس حدیث کی شرح:......

۱۔ مہلب نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کے فتنے کی وجہ سے انسان کا نفس بے صبری و بے قراری کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس میں دنیا میں طویل عمر پانے کی حرص پیدا ہو جاتی ہے، کیونکہ جس آدمی نے کسی عورت سے نکاح کر لیا ہو، لیکن ابھی رخصتی یا جماع وغیرہ نہ ہوا ہو اور اسے سفرِ جہاد میں نکلنا پڑ جائے، تو اس کے دل میں یہی خیال رہے گا کہ اسے جلدی واپس چلے جانا چاہیے، اس طرح سے شیطان اس کے دل کو یوں مشغول کر دے گا، کہ وہ اپنے سفر کے مقصد سے غافل ہو جائے گا۔

۲۔ ابن منیر نے کہا: عام لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ادائیگیٔ حج کو شادی پر مقدم کرتے ہیں، ان کا خیال یہ ہے کہ حج سے پاکدامنی کا حصول ہوتا ہے، اس حدیث سے ایسے لوگوں کا ردّ ہوتا ہے، بہتر یہ ہے کہ شادی کو حج پر ترجیح دی جائے، کیونکہ اسی میں پاکدامنی ہے، جیسا کہ اس حدیث میں اس چیز کو جہاد پر ترجیح دی گئی۔

میں (البانی) کہتا ہوں کہ اس موضوع پر درج ذیل دو احادیث مروی ہے:

(أ) ((اَلْحَجُّ قَبْلَ التَّزْوِيْجِ۔)) ......''حج، شادی سے پہلے ہے۔''

اس کی سند میں دو راوی غیاث بن ابراہیم اور میسرہ بن عبد ربہ کذاب ہیں۔

(ب) ((مَنْ تَزَوَّجَ قَبْلَ اَنْ يَحُجَّ ، فَقَدْ بَدَأَ بِالْمَعْصِيَةِ۔)) ......''جس نے حج سے پہلے شادی کی، اس نے معصیت سے ابتدا کی۔''

اس کی سند میں محمد بن ایوب ''يَرْوِي الْمَوْضُوْعَاتِ''، اس کا باپ ''لَيْسَ بِشَيْءٍ'' اور احمد بن جمہور ''مُتَّهَمٌ بِالْوَضْعِ'' ہے۔

مزید تفصیل (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: ۲۲۱، ۲۲۲) میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (صحیحہ: ۲۰۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت پر احسان کرتے ہوئے مال غنیمت بھی حلال کر دیا اور ساری زمین کو جائے نماز قرار دیا اور مجبوری کے وقت ہر حالت میں نماز پڑھنے کی گنجائش دی، مثلا پیدل چلتے ہوئے یا سوار ہو کر۔

(٥٠٧٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ ثُمَّ قَالَ: ((لَا أُلْفِيَنَّ يَجِيءُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ يَجِيءُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ يَجِيءُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر کھڑے ہوئے اور خیانت کا ذکر اور اس کے معاملے کو بڑا اور سنگین کر کے پیش کیا اور پھر فرمایا: ''میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں ہرگز نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر بلبلاتا ہوا اونٹ ہو اور وہ یہ کہہ رہا ہو: اے اللہ کے رسول! میری مدد کرو، میں جواباً کہہ دوں گا کہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں نے تجھے پیغام پہنچا دیا تھا، میں تم میں سے کسی کو اس حال میں ہرگز نہ پاؤں کہ وہ روزِ قیامت اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر ممیاتی ہوئی بکری ہو اور وہ کہہ رہا ہو: اے اللہ کے رسول! میری مدد کرو، میں کہوں گا: میں تیرے لیے کوئی اختیار نہیں رکھتا، میں نے تجھے پیغام پہنچا دیا تھا، میں تم میں سے کسی کو اس حال میں ہرگز نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر گھوڑا ہو، جو ہنہنا رہا ہو اور وہ آدمی کہہ رہا ہو: اے اللہ کے رسول! میری مدد کرو، میں تو کہہ دوں گا کہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں نے تو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا

(٥٠٧٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٧٣، ومسلم: ١٨٣١ (انظر: ٩٥٠٣)

أُلْفِيَنَّ يَجِيءُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أُلْفِيَنَّ، يَجِيءُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ۔)) (مسند أحمد: ٩٤٩٩)

تھا، میں تم میں کسی کو قیامت کے دن ہرگز اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر چیختی ہوئی کوئی جان ہو اور وہ کہہ رہا ہو: اے اللہ کے رسول! میری مدد کر دو، میں کہہ دوں گا کہ میں تیرے حق میں کسی اختیار کا مالک نہیں ہوں، میں نے پیغام پہنچا دیا تھا، میں روزِ قیامت کسی کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اس دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر کپڑوں کے ٹکڑے ہوں، جو ہل رہے ہوں اور وہ کہہ رہا ہو: اے اللہ کے رسول! میری مدد کر دو، میں کہہ دوں گا کہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں نے تجھے پیغام پہنچا دیا تھا اور میں کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ روزِ قیامت اس حال میں آئے کہ اس کے کندھے پر سونا اور چاندی ہو اور وہ کہہ رہا ہو: اے اللہ کے رسول! میری مدد تو کر دو، میں کہوں گا: میں تیری لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں نے تجھے متنبہ کر دیا تھا۔''

(٥٠٧٥)۔ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ، أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: فُلَانٌ شَهِيدٌ، فُلَانٌ شَهِيدٌ حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ۔)) قَالَ: فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ۔ (مسند أحمد: ٢٠٣)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب خیبر کا دن تھا اور صحابۂ کرام کا ایک گروہ آیا اور اس نے کہا: فلاں شہید ہے، فلاں شہید ہے، اسی اثناء میں وہ ایک اور مقتول کے پاس سے گزرے اور اس کے بارے میں بھی یہی کہا کہ وہ شہید ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، میں نے اس کو اس دھاری دار چادر یا چوغے کی وجہ سے آگ میں دیکھا، جو اس نے خیانت کی تھی۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن خطاب! جاؤ اور لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے۔'' پس میں وہاں سے نکل پڑا اور یہ اعلان کیا کہ خبردار! جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے۔

(٥٠٧٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١١٤، انظر: ٢٠٣

(٥٠٧٦)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ مَسْلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فِي أَرْضِ الرُّومِ، فَوُجِدَ فِي مَتَاعِ رَجُلٍ غُلُولٌ، فَسَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ وَجَدْتُمْ فِي مَتَاعِهِ غُلُولًا فَأَحْرِقُوهُ۔)) قَالَ: وَأَحْسَبُهُ قَالَ: وَاضْرِبُوهُ، قَالَ: فَأَخْرَجَ مَتَاعَهُ فِي السُّوقِ، قَالَ: فَوَجَدَ فِيهِ مُصْحَفًا، فَسَأَلَ سَالِمًا فَقَالَ: بِعْهُ وَتَصَدَّقْ بِثَمَنِهِ۔ (مسند أحمد: ١٤٤)

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ روم کے علاقے میں مسلمہ بن عبدالملک کے ساتھ تھے، ایک آدمی کے سامان میں خیانت والا مال بھی پایا گیا، مسلمہ نے اس کے بارے میں سالم بن عبداللہ سے سوال کیا، انھوں نے کہا: مجھے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم جس کے سامان میں خیانت والا مال پاؤ، اس کے سامان کو جلا دو۔“ راوی کہتا ہے: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس کی پٹائی بھی کرو، پس جب انھوں نے اس کا سامان بازار میں نکالا، لیکن جب دیکھا کہ اس میں ایک مصحف بھی ہے تو انھوں نے پھر سالم سے سوال کیا، جس کے جواب میں انھوں نے کہا کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت صدقہ کر دو۔

(٥٠٧٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَكَانَ عَلٰى رَحْلٍ، وَقَالَ مَرَّةً: عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: كِرْكِرَةُ فَمَاتَ، فَقَالَ: هُوَ فِي النَّارِ، فَنَظَرُوا فَإِذَا عَلَيْهِ عَبَاءَةٌ، قَدْ غَلَّهَا وَقَالَ مَرَّةً: أَوْ كِسَاءٌ قَدْ غَلَّهُ۔ (مسند أحمد: ٦٤٩٣)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کرکرہ نامی ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے سامانِ سفر یا آپ ﷺ کے اہل وعیال اور ساز وسامان پر مقرر تھا، جب وہ فوت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ”وہ آگ میں ہے۔“ جب صحابہ نے اس کا جائزہ لیا تو اس پر ایسا چوغہ پایا، جو اس نے خیانت کیا تھا۔ ایک روایت میں چادر کے الفاظ ہیں۔

(٥٠٧٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اسْتُشْهِدَ مَوْلَاكَ فُلَانٌ، قَالَ: ((كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُ عَلَيْهِ عَبَاءَةً غَلَّهَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا۔)) (مسند أحمد: ١٢٥٥٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا فلاں غلام شہید ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہرگز نہیں، میں نے اس پر ایک چوغہ دیکھا، جس کی اس نے فلاں دن خیانت کی تھی۔“

(٥٠٧٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب

(٥٠٧٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف صالح بن محمد بن زائدة، أخرجه ابوداود: ٢٧١٣، والترمذي: ١٤٦١ (انظر: ١٤٤)

(٥٠٧٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٧٤ (انظر: ٦٤٩٣)

(٥٠٧٨) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/ ٤٩٢ (انظر: ١٢٥٢٨)

(٥٠٧٩) تخريج: اسناده حسن، أخرجه أبوداود: ٢٧١٢ (انظر: ٦٩٩٦)

الْعَاصِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْسِمَ غَنِيمَةً ، أَمَرَ بِلَالًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَنَادٰى ثَلَاثًا ، فَأَتٰى رَجُلٌ بِزِمَامٍ مِنْ شَعَرٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ أَنْ قَسَمَ الْغَنِيمَةَ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذِهِ مِنْ غَنِيمَةٍ كُنْتُ أَصَبْتُهَا ، قَالَ: ((أَمَا سَمِعْتَ بِلَالًا يُنَادِي ثَلَاثًا؟۔)) قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: ((فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ؟)) فَاعْتَلَّ لَهُ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَنْ أَقْبَلَهُ حَتّٰى تَكُونَ أَنْتَ الَّذِي تُوَافِينِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند أحمد: ٦٩٩٦)

رسول اللہ ﷺ مالِ غنیمت تقسیم کرنے کا ارادہ کرتے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے، پس وہ تین بار اعلان کرتے (کہ جس آدمی کے پاس مالِ غنیمت میں سے کوئی چیز ہے تو وہ پیش کر دے)۔ جب آپ ﷺ مالِ غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو پھر ایک آدمی وہ ڈوری لے کر آیا جو ناک کے سوراخ میں سے نکال کر باگ سے باندھی جاتی ہے اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بھی مالِ غنیمت میں سے ہے، میں نے لے لی تھی، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو نے سنا نہیں کہ اس کے بارے میں بلال نے تین بار اعلان کیا؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر کس چیز نے تجھ کو روک دیا کہ تو اس کو لے کر آئے؟'' اس نے عذر تو پیش کیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب میں ہرگز اس کو قبول نہیں کروں گا اور تو خود اس کو قیامت کے دن پورا پورا ادا کرے گا۔''

فوائد:...... جب اس آدمی نے اعلان کے باوجود مالِ غنیمت کی ڈوری پیش نہیں کی اور آپ ﷺ کی اطاعت کرنے میں جلدی نہیں کی تو بعد میں آپ ﷺ نے اس کا عذر قبول نہیں کیا اور اس کو وعید بھی سنا دی۔

(٥٠٨٠)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ ، يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ تُوُفِّيَ بِخَيْبَرَ ، وَأَنَّهُ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ)) قَالَ: فَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُ الْقَوْمِ لِذٰلِكَ ، فَلَمَّا رَأَى الَّذِي بِهِمْ ، قَالَ: ((إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔)) فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا فِيهِ خَرَزًا مِنْ خَرَزِ الْيَهُودِ ، مَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ۔ (مسند أحمد: ١٧١٥٦)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان آدمی خیبر کے دن فوت ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم خود اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ ادا کر لو۔'' یہ بات سن کر لوگوں کے چہرے فق ہو گئے، جب آپ ﷺ نے ان کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا: ''تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے۔'' پس جب ہم نے اس کے سامان کو کھولا تو یہودیوں کے موتیوں میں سے کچھ موتی اس کے پاس پائے، وہ دو درہم کی قیمت کے تھے۔

(٥٠٨٠) تخريج: اسناده محتمل للتحسين ، أخرجه أبو داود: ٢٧١٠ ، والنسائي: ٤/ ٦٤ ، وابن ماجه: ٢٨٤٨ (انظر: ١٧٠٣١)

(٥٠٨١)۔ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ الْوَبَرَةَ مِنْ قُصَّةٍ مِنْ فَيْءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقُولُ: ((مَا لِي مِنْ هٰذَا إِلَّا مِثْلَ مَا لِأَحَدِكُمْ إِلَّا الْخُمُسَ، وَهُوَ مَرْدُودٌ فِيكُمْ، فَأَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ فَمَا فَوْقَهُمَا، وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُولَ، فَإِنَّهُ عَارٌ وَشَنَارٌ عَلٰى صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٢٨٥)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مالِ فئے کے بالوں کے ایک گچھے میں سے ایک بال پکڑا اور فرمایا: ''اس مالِ غنیمت میں سے میرا بھی وہی حصہ ہے، جو تم میں سے کسی ایک کا ہے، ماسوائے خُمس کے اور وہ بھی تم پر لوٹا دیا جائے گا، لہٰذا دھاگہ اور سوئی اور ان سے چھوٹی بڑی چیزیں سب کچھ ادا کر دو، اور خیانت سے بچو، کیونکہ خیانت قیامت کے دن خائن کے لیے عار و شنار اور عیب و رسوائی کا باعث ہو گی۔''

(٥٠٨٢)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَغُلُّوْا فَإِنَّ الْغُلُوْلَ نَارٌ وَعَارٌ عَلٰى أَصْحَابِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَجَاهِدُوْا النَّاسَ فِي اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ، وَلَا تُبَالُوا فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَأَقِيمُوا حُدُودَ اللّٰهِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ عَظِيمٌ، يُنَجِّي اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِهِ مِنَ الْهَمِّ وَالْغَمِّ۔)) (مسند أحمد: ٢٣١٥٧)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیانت نہ کرو، کیونکہ خیانت خائن کے لیے دنیا و آخرت میں آگ اور عار کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے قریب و بعید سے جہاد کرو، اللہ تعالیٰ کے لیے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرو، حضر و سفر میں اللہ کی حدود کو نافذ کرو اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو، بیشک جنت کے دروازوں میں سے بڑا دروازہ جہاد ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے غم و حزن سے نجات دیتا ہے۔''

(٥٠٨٣)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِيَّاكُمْ وَالْخَيْلَ الْمُنَفِّلَةَ فَإِنَّهَا اِنْ تَلْقَ تَفِرَّ، وَاِنْ تَغْنَمْ تَغْلُلْ)) (مسند أحمد: ٨٦٦١) ٨٦٦١

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان گھوڑوں سے بچو، جو اپنے مالکوں کے لیے غنیمت کا سبب بنتے ہیں، کیونکہ ایسی صورت میں اگر تیرا مقابلہ ہو گا تو تو بھاگ جائے گا اور اگر تو غنیمت حاصل کرے گا تو خیانت

(٥٠٨١) حديث حسن لغيره، أخرجه البزار: ١٧٣٤، والطبراني في "الكبير": ١٨/ ٦٤٩ (انظر: ١٧١٥٤)
(٥٠٨٢) تخريج: حديث حسن (انظر: ٢٢٧٧٦)
(٥٠٨٣) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيى الحفظ، وأبوه لهيعة بن عقبة مستور، أخرجه موقوفا ابن ماجه: ٢٨٢٩ (انظر:)

کرے گا۔''

فوائد:...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ، جن کا لڑائی لڑنے کا مقصد غنیمت اور مال وغیرہ کا حصول ہوتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ احادیث کو غور سے پڑھا اور تین چیزوں پر غور کیا جائے:

(۱) تنخواہ دار آدمی کو کس کام کے عوض تنخواہ ملتی ہے۔

(۲) ڈیوٹی سنبھالتے وقت اس سے کون کون سی شرطیں طے کی گئی تھیں۔

(۳) اگر اس کی ڈیوٹی کا تعلق عوام الناس کے امور سے ہے تو کیا وہ ان سے تو کچھ وصول نہیں کرتا۔

قارئین کرام! درج ذیل حدیث اور اقتباسات پر غور کریں اور فیصلہ کریں کہ ہمارا معاشرہ کہاں کھڑا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ۔)) ......''جس نے تیرے پاس امانت رکھی، اُس کو اس کی امانت ادا کر دے اور تو اس سے خیانت نہ کر، جو تیرے ساتھ خیانت کرے۔'' (ابوداود: ۲/ ۱۰۸، ترمذی: ۱/ ۲۳۸، صحیحہ: ۴۲۳)

شریعت تمام کی تمام امانت ہے، کسی حکم کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ہے اور کسی کا بندوں کے حقوق سے۔

شریعتِ اسلامیہ میں امانت کی ادائیگی پر بہت زور دیا گیا ہے اور اس کی ادائیگی نہ کرنے والے کو منافق کہا گیا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امانت مسلمان کا مستقل وصف ہونا چاہیے، نہ کسی کی امانت کے بدلے میں اس صفت کو اپنایا جائے اور نہ کسی کی خیانت کے عوض اس کو ترک کیا جائے۔ اس معاملے میں اپنے پرائے، امین و خائن اور مسلم و کافر کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا، بلکہ ہر ایک کی امانت ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ ہمارے ہاں انتقام لینے کی فضا عام ہے، مثلا اگر وقت کی حکومت اپنے حقوق ادا نہ کر رہی ہو تو عوام اس کی املاک کو نقصان پہنچانا شروع کر دیتے ہیں، مثلا بجلی اور گیس چوری کرنا، حکومت کی ملکیت کا کسی قسم کا مال چوری کرنا، ٹرین کے ذریعے سفر کرنے پر کرایہ نہ دینا، دفاتر، سکولز، کالجز اور مختلف حکومتی اداروں میں اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کرنا، سرکاری زمینوں پر ناجائز قبضہ کرنا۔ شریعت میں یہ تمام صورتیں گناہوں کی بدترین قسمیں ہیں۔ یہی معاملہ کسی انسان کی خیانت کے مقابلے میں اس سے خیانت کرنے کا ہے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ شریعت میں نیکی اور گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور نافرمانی سے ہے، کسی کی دوستی اور دشمنی سے نہیں۔ درج ذیل حدیث پر غور فرمائیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ اَنْ يَحْلُبَهَا، اِنْ شَاءَ اَمْسَكَهَا، وَاِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ۔)) (بخاری: ۲۱۵۱، مسلم: ۱۵۲۴) ......''اونٹنیوں اور بکریوں (کو فروخت کرتے وقت) ان کا دودھ مت روکو، اگر کوئی آدمی ایسا جانور خرید لیتا ہے تو اسے دودھ دوہنے کے بعد دو اختیار ہیں، اگر وہ چاہے تو اسے اپنے پاس رکھ

لے اور چاہے تو واپس کر دے، لیکن اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی واپس کرے۔‘‘

مسلم کی روایت میں ہے: ((فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.)) ......’’اسے (واپس کرنے کا) تین دنوں تک اختیار ہے۔‘‘

دیکھیں کہ جانور بیچنے والے نے دھوکہ کیا اور دو تین دن جانور کو چارہ ڈالتا رہا، لیکن اس کا دودھ نہیں دوہا۔ جب خریدنے والے نے دودھ دوہ کر استعمال کر لیا اور ایک دو دنوں تک اس پر حقیقتِ حال واضح ہوگئی تو شریعت نے اسے سودا واپس کرنے کا تین دن تک اختیار دیا ہے اور ساتھ یہ حکم بھی دیا ہے کہ اگر وہ جانور واپس کرتا ہے تو کھجوروں کا ایک صاع بھی ساتھ واپس کرے، تاکہ بیچنے والا جو چارہ ڈالتا رہا، لیکن دودھ نہیں دوہا، اس کا عوض ہو جائے۔

سبحان اللہ! جانور کا دودھ روکنے والے نے ظلم کیا اور دھوکہ کیا، لیکن شریعت نے یہ بھی پسند نہیں کیا کہ اس کے دھوکے کے عوض اس کو نقصان پہنچایا جائے یا اس کے ساتھ زیادتی کی جائے، بلکہ یہ حکم صادر فرمایا کہ اس کے دھوکے کو اس پر چھوڑ دیا جائے اور اس کے چارے یا محنت کے عوض اس کو کھجوروں کا ایک صاع دے دیا جائے۔

خیانت کرنا منافقانہ روش ہے، ان احادیث سے اس کا انجام بد واضح ہوتا ہے۔ آج کل سرکاری و غیر سرکاری ملازمین اس معاملے میں انتہائی غیر محتاط نظر آتے ہیں، وہ حکومتی املاک کو ذاتی جائداد سمجھ کر ان کو ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

جس سرکاری و غیر سرکاری ملازم کو اس کی خاص ڈیوٹی اور ذمہ داری کی وجہ سے تنخواہ دی جاتی ہو، جب تک وہ اس ذمہ داری کو مکمل طور پر ادا نہیں کرے گا، خائن قرار پائے گا۔ مثلا امتحانات کے نگرانوں کا بچوں کی صحیح نگرانی نہ کرنا، بلکہ پرچہ حل کروانے میں ان کی معاونت کرنا، استاد کا اپنے اسباق پڑھانے میں سستی کرنا، دفتری ملازموں کا دفتری کاموں میں غفلت برتنا، سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹر حضرات کا اپنی ذمہ داری ادا نہ کرنا، پرائیویٹ سکولوں کا بچوں کی تعلیم و تربیت پر توجہ نہ دینا۔ وغیرہ وغیرہ۔

آج کل حکومتی عہدیدار بالعموم اور سیاسی لیڈر بالخصوص قومی خزانوں کو لوٹنا اپنا ذاتی حق سمجھتے ہیں اور وہ سرے سے حلت و حرمت میں تمیز کرنے سے قاصر ہیں، زکوۃ کمیٹیوں کی رقم حقداروں میں نہیں، بلکہ قرابتداروں یا یاروں میں بانٹی جاتی ہیں اور عوام الناس کی اکثریت کو جہاں اور جس انداز میں موقع ملتا ہے، وہ شکار ضائع نہیں جانے دیتے، وہ سرکاری اداروں کا مال چوری کرنے کی صورت میں ہو یا سرکاری جگہ پر قبضہ جمانے کی صورت میں۔ یہ سب خیانتیں ہیں۔ جن کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

(٥٠٨٤)۔ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ قَالَ: أَسَرَنِيْ

سماک بن حرب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بنولیث کے ایک آدمی نے مجھے بیان کرتے ہوئے کہا: صحابۂ کرام کے گھوڑ

(٥٠٨٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣٩٣٨ (انظر: ٢٣١١٦)

فَارِسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَكُنْتُ مَعَهُمْ فَاَصَابُوْا غَنَمًا، فَانْتَهَبُوْهَا فَطَبَخُوْهَا، قَالَ: فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ النُّهْبٰى اَوِ النُّهْبَةَ لَا تَصْلُحُ فَاَكْفِئُوْا الْقُدُوْرَ.)) (مسند أحمد: ٢٣٥٠٤)

سواروں نے مجھے قید کر لیا، میں ان کے ساتھ تھا، انھوں نے بکریاں دیکھ کر لوٹ مار کی اور ان کو پکانا شروع کر دیا، لیکن (جب رسول اللہ ﷺ پہنچے تو) آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوٹ مار درست نہیں ہے، لہٰذا ہنڈیوں کو انڈیل دو۔''

فوائد:...... یہ بکریاں مجاہدین کا حق تھیں، لیکن لوٹ مار کی صورت میں تقسیم حق کے مطابق نہیں ہوتی، طاقت و قوت کے مطابق ہوتی ہے، جو جتنا قوی ہوگا، وہ اس قدر زیادہ لوٹ مار کرے گا، اس طرح بعض کے حصوں میں کمی آ جائے گی اور بعض کے حصوں میں زیادتی، جبکہ شرکت کرنے والے مجاہدین کے حصے مقرر ہیں کہ سوار کو اتنا ملے گا اور پیادہ کو اتنا، سو آپ ﷺ نے ہنڈیوں کو انڈیلنے کا حکم دے دیا۔

اَبْوَابُ الْمَنِّ وَالْفِدَاءِ فِيْ حَقِّ الْاُسْرٰى وَاَحْكَامٍ تَتَعَلَّقُ بِهِمْ

قیدیوں کے حق میں احسان کرنے، ان سے فدیہ لینے اور ان سے متعلقہ دوسرے احکام کے ابواب

بَابٌ فِي الْمَنِّ عَلٰى وُفُوْدِ هَوَازِنَ بِاَسْرَاهُمْ

ہوازن کے وفود پر ان کے قیدیوں کے معاملے میں احسان کرنے کا باب

(٥٠٨٥)۔ عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: وَزَعَمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ، فَسَأَلُوْا أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَعِي مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ، وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ.)) وَكَانَ أَنْظَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ

عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ مروان اور سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بیان کیا کہ جب ہوازن کا وفد مطیع ہوکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ ان کے مال اور قیدی ان کو لوٹا دیں، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میرے ساتھ جو لوگ ہیں، تم ان کو دیکھ رہے ہو، (یہ غنیمت ان کا حق ہے)، اور میرے نزدیک سب سے پسندیدہ بات سچی ہے، لہٰذا تم دو چیزوں میں ایک کو پسند کر لو اور وہ اس طرح کہ قیدی لے لو یا مال، میں نے تمہاری وجہ سے ہی تقسیم کرنے میں تاخیر کی۔'' رسول اللہ ﷺ نے طائف سے لوٹنے کے بعد پندرہ سولہ دنوں تک ان کا انتظار کیا تھا، جب ان کے لیے واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ

(٥٠٨٥) تخريج: أخرجه بتمامه ومختصرا البخاري: ٢٣٠٧، ٢٣٠٨، ٢٥٣٩، ٢٥٤٠، ٢٥٨٣، ٢٦٠٨، ٣١٣١، ٤٣١٩ (انظر: ١٨٩١٤)

اللّٰهِ ﷺ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوْا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمُسْلِمِينَ، فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُوْا تَائِبِينَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلٰى حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ۔)) فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذٰلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ۔)) فَجَمَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا، هٰذَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ۔ (مسند أحمد: ١٩١٢١(٢٩١٢١)

نے ان کو ایک چیز ہی دینی ہے تو انھوں نے کہا: جی ہم اپنے قیدیوں کو ترجیح دے گے، رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، جو اس کے شایانِ شان تھی اور پھر فرمایا: "أَمَّا بَعْدُ! یہ تمہارے بھائی نادم ہو کر تمہارے پاس آئے ہیں اور میں نے مناسب سمجھا کہ ان کے قیدی ان کو واپس کر دیئے جائیں، جو آدمی اپنی خوشی سے ایسا کرنا چاہتا ہے، وہ میرے فیصلے کو قبول کر لے اور جو آدمی اپنا حصہ لینا چاہے تو ہم اس کے عوض اس کو اس مال میں سے دے دیں گے، جو اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہم کو عطا کرے گا، ایسا شخص بھی اپنے فیصلے کا اظہار کر دے۔" لوگوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خاطر اسی فیصلے کو خوشی سے قبول کیا ہے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: "ہمیں علم نہیں ہو رہا ہے کہ تم میں کون اجازت دے رہا ہے اور کون نہیں دے رہا، لہٰذا تم لوٹ جاؤ اور تمہارے سردار تمہاری رضامندی کے بارے میں ہمیں بتائیں۔" پس انھوں نے لوگوں کو جمع کیا، ہر ایک قبیلے سے اس کے سردار نے بات کی اور پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ نے کو بتلایا کہ لوگ واقعی اپنی خوشی سے آپ کے فیصلے کو قبول کر رہے ہیں اور اجازت دے رہے ہیں، یہ وہ بات ہے، جو ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں مجھے معلوم ہوئی ہے۔

فوائد:...... ہوازن کا وفد، یہ وہی لوگ تھے، جو غزوۂ حنین میں مسلمانوں کے ساتھ لڑے تھے۔

(٥٠٨٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَعْطٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَارِيَةً مِنْ سَبْيِ هَوَازِنَ، فَوَهَبَهَا لِي فَبَعَثْتُ بِهَا إِلٰى أَخْوَالِي مِنْ بَنِي جُمَحٍ لِيُصْلِحُوا لِي مِنْهَا حَتّٰى أَطُوفَ بِالْبَيْتِ،

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک لونڈی دی اور انھوں نے وہ مجھے عطا کر دی، میں نے اس کو بنو جمح والے اپنے ماموؤں کی طرف بھیجا، تاکہ وہ اس کو تیار کریں اور میں اِدھر طواف کرلوں، پھر میں ان کے پاس چلا جاؤں گا،

(٥٠٨٦) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ٥٣٧٤)

ثُمَّ آتِيَهُمْ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُصِيبَهَا إِذَا رَجَعْتُ إِلَيْهَا قَالَ: فَخَرَجْتُ مِنَ الْمَسْجِدِ حِينَ فَرَغْتُ فَإِذَا النَّاسُ يَشْتَدُّونَ، فَقُلْتُ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوْا رَدَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا، قَالَ: قُلْتُ: تِلْكَ صَاحِبَتُكُمْ فِي بَنِي جُمَحٍ فَاذْهَبُوا فَخُذُوهَا فَذَهَبُوا فَأَخَذُوهَا۔ (مسند أحمد: ٥٣٧٤)

جبکہ میں لوٹ کر اس سے جماع کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، لیکن جب میں فارغ ہو کر مسجد سے نکلا اور ہوازن کے لوگوں کو دوڑتے ہوئے دیکھا تو میں نے کہا: تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے بیٹے اور عورتیں ہمیں واپس کر دیئے ہیں، میں نے کہا: تو پھر تمہاری ایک خاتون بنو جمح قبیلے میں ہے، جاؤ اور اس کو بھی لے لو، پس وہ گئے اور اس خاتون کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔

بَابُ فِي أَسْرِ الْعَبَّاسِ رضی اللہ عنہ وَفِدْيَتِهِ وَفِيهِ مُعْجِزَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی قید اور فدیے اور اس معاملے میں نبی کریم ﷺ کے ایک معجزے کا بیان

(٥٠٨٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الَّذِي أَسَرَ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَبُو الْيَسَرِ بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو أَحَدُ بَنِي سَلِمَةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ أَسَرْتَهُ يَا أَبَا الْيَسَرِ؟)) قَالَ: لَقَدْ أَعَانَنِي عَلَيْهِ رَجُلٌ مَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ وَلَا قَبْلُ هَيْئَتُهُ كَذَا هَيْئَتُهُ كَذَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ أَعَانَكَ عَلَيْهِ مَلَكٌ كَرِيمٌ۔)) وَقَالَ لِلْعَبَّاسِ: ((يَا عَبَّاسُ! افْدِ نَفْسَكَ وَابْنَ أَخِيكَ عَقِيلَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ وَحَلِيفَكَ عُتْبَةَ بْنَ جَحْدَمٍ أَحَدُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ فِهْرٍ۔)) قَالَ: فَأَبَى، وَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ مُسْلِمًا قَبْلَ ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا اسْتَكْرَهُونِي، قَالَ: ((اللّٰهُ أَعْلَمُ بِشَأْنِكَ إِنْ يَكُ مَا تَدَّعِي حَقًّا فَاللّٰهُ يَجْزِيكَ بِذٰلِكَ، وَأَمَّا ظَاهِرُ أَمْرِكَ فَقَدْ كَانَ عَلَيْنَا فَافْدِ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو قید کرنے والے بنو سلمہ کے آدمی سیدنا ابو یسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے ابو الیسر! تم نے ان کو کیسے قید کر لیا؟'' انھوں نے کہا: ایک ایسے آدمی نے میری مدد کی تھی، کہ میں نے نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد اُس جیسا آدمی دیکھا، ایسے ایسے اس کی ہیئت تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عزت والے فرشتے نے تیری مدد کی تھی۔'' پھر آپ ﷺ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے عباس! اب اپنا، اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب کا، نوفل بن حارث کا، اور بنو حارث والے اپنے حلیف عتبہ بن جحدم کا فدیہ دو۔'' لیکن انھوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا: میں تو اس سے پہلے مسلمان ہو چکا تھا، ان لوگوں نے مجھے مجبور کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہی تمہارے معاملے کو بہتر جانتا ہے، جو کچھ تم کہہ رہے ہو، اگر یہ بات سچی ہوئی تو اللہ تعالیٰ تم کو اس کا بدلہ دے دے گا، رہا مسئلہ ظاہری معاملے کا تو وہ تو یہی لگ رہا ہے کہ تم

(٥٠٨٨) تخریج: حسن (انظر: ٣٣١٠)

نَفْسَكَ۔)) وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَخَذَ مِنْهُ عِشْرِينَ أُوقِيَّةَ ذَهَبٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! احْسُبْهَا لِي مِنْ فِدَايَ، قَالَ: ((لَا ذَاكَ شَيْءٌ أَعْطَانَاهُ اللّٰهُ مِنْكَ۔)) قَالَ: فَإِنَّهُ لَيْسَ لِي مَالٌ، قَالَ: ((فَأَيْنَ الْمَالُ الَّذِي وَضَعْتَهُ بِمَكَّةَ حَيْثُ خَرَجْتَ عِنْدَ أُمِّ الْفَضْلِ وَلَيْسَ مَعَكُمَا أَحَدٌ غَيْرُكُمَا، فَقُلْتَ: إِنْ أُصِبْتُ فِي سَفَرِي هٰذَا فَلِلْفَضْلِ كَذَا وَلِقُثَمَ كَذَا وَلِعَبْدِ اللّٰهِ كَذَا۔)) قَالَ: فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عَلِمَ بِهٰذَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ غَيْرِي وَغَيْرُهَا وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ۔ (مسند أحمد: ۳۳۱۰)

ہمارے خلاف تھے لہٰذا اپنے نفس کا فدیہ ادا کرو۔'' اُدھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے بیس اوقیہ کے وزن کے برابر سونا لیا تھا، اس لیے انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس سونے کا میرے فدیے میں شمار کر لو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، ایسے نہیں ہوگا، کیونکہ وہ تو ایسی چیز ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری طرف سے دلائی ہے۔'' انھوں نے کہا: تو پھر میرے پاس مال نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مال کہاں ہے، جو تم نے مکہ سے نکلتے وقت مکہ میں ام فضل کے پاس رکھا اور اس وقت صرف تم دو تھے، کوئی اور آدمی تمہارے ساتھ نہیں تھا، تم نے ام فضل سے کہا تھا: اگر اس سفر میں مجھے موت آ گئی تو اتنا فضل کے لیے ہے، اتنا قثم کے لیے ہے اور اتنا عبد اللہ کے لیے ہے؟'' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میرے اور ام فضل کے علاوہ کسی آدمی کو اس چیز کا علم نہیں تھا اور بیشک میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

فوائد:...... سیدنا عباس رضی اللہ عنہ قوی اور پر رعب شخصیت تھے، جبکہ سیدنا ابوالیسر رضی اللہ عنہ کمزور اور چھوٹے جسم والے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے سوال کیا تھا کہ انھوں نے ان کو کیسے قید کر لیا۔

یہ بیس دینار مالِ غنیمت کے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مال ہمیں تمہاری طرف سے دلایا ہے۔ بذریعہ وحی آپ ﷺ کو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی وصیت کا علم ہو گیا تھا۔

(۵۰۸۸)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ أَوْ غَيْرِهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِالْعَبَّاسِ قَدْ أَسَرَهُ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَيْسَ هٰذَا أَسَرَنِي، أَسَرَنِي رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنْزَعُ مِنْ هَيْئَتِهِ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلرَّجُلِ: ((لَقَدْ آزَرَكَ اللّٰهُ بِمَلَكٍ

سیدنا براء رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی سے مروی ہے کہ ایک انصاری آدمی، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے، اسی آدمی نے ان کو قید کیا تھا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی نے مجھے قید نہیں کیا، بلکہ ایک اور آدمی تھا، وہ سر کے اگلے حصے سے گنجا تھا اور اس کی ہیئت ایسے ایسے تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ایک معزز فرشتے کے ساتھ تیری مدد

(۵۰۸۸) اسناده ضعيف، تفرد به ابو احمد الزبيري عن سفيان وهو كثير الخطأ عنه (انظر: ۱۸۴۹۹)

كَرِيمٍ۔))(مسند أحمد: ١٨٦٩٣)

کی ہے۔‘‘

فوائد:...... یہ انصاری آدمی سیدنا ابوالیسر رضی اللہ عنہ تھے، جن کا ذکر پچھلی حدیث میں گزرا ہے۔

بَابُ فِيمَنِ افْتَدٰى اَبَاهُ بِأَرْبَعَةِ آلافِ دِرْهَمٍ

اس آدمی کا بیان جس نے اپنے باپ کے فدیے میں چار ہزار درہم دیئے

(٥٠٨٩)۔ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: كُنْتُ غُلَامًا لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَدْ دَخَلَنَا، فَأَسْلَمْتُ وَأَسْلَمَتْ أُمُّ الْفَضْلِ، وَكَانَ الْعَبَّاسُ قَدْ أَسْلَمَ وَلٰكِنَّهُ كَانَ يَهَابُ قَوْمَهُ، وَكَانَ يَكْتُمُ إِسْلَامَهُ، وَكَانَ أَبُو لَهَبٍ عَدُوُّ اللّٰهِ، قَدْ تَخَلَّفَ عَنْ بَدْرٍ، وَبَعَثَ مَكَانَهُ الْعَاصَ بْنَ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، وَكَذٰلِكَ كَانُوْا صَنَعُوا لَمْ يَتَخَلَّفْ رَجُلٌ إِلَّا بَعَثَ مَكَانَهُ رَجُلًا، فَلَمَّا جَاءَ نَا الْخَبَرُ، كَبَتَهُ اللّٰهُ وَأَخْزَاهُ وَوَجَدْنَا أَنْفُسَنَا قُوَّةً، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَمِنْ هٰذَا الْمَوْضُوعِ فِي كِتَابِ يَعْقُوبَ مُرْسَلٌ لَيْسَ فِيهِ إِسْنَادٌ، وَقَالَ فِيهِ: أَخُو بَنِي سَالِمِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: وَكَانَ فِي الْأُسَارٰى أَبُو وَدَاعَةَ بْنُ صُبَيْرَةَ السَّهْمِيُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لَهُ بِمَكَّةَ ابْنًا كَيِّسًا تَاجِرًا ذَا مَالٍ لَكَأَنَّكُمْ بِهِ قَدْ جَاءَ نِي فِي فِدَاءِ أَبِيهِ۔)) وَقَدْ قَالَتْ قُرَيْشٌ: لَا تَعْجَلُوْا بِفِدَاءِ أُسَارَاكُمْ لَا يَتَأَرَّبُ عَلَيْكُمْ مُحَمَّدٌ وَأَصْحَابُهُ، فَقَالَ

عکرمہ سے مروی ہے کہ مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، اسلام ہمارے اندر داخل ہو چکا تھا، میں بھی مسلمان ہو گیا تھا، سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا بھی مسلمان ہو گئی تھیں اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی مشرف باسلام ہو چکے تھے، البتہ وہ اپنی قوم سے ڈرتے تھے، اس لیے وہ اپنے اسلام کو چھپاتے تھے، اللہ کا دشمن ابو لہب غزوۂ بدر سے پیچھے رہ گیا تھا اور اس نے اپنی جگہ پر عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیجا تھا، انھوں نے ایسے ہی کیا تھا کہ جو آدمی خود حاضر نہ ہو سکا، اس نے اپنی جگہ پر ایک جنگجو دیا، جب ہمارے پاس خیر والی بات پہنچی (کہ بدر کی لڑائی میں آپ ﷺ نے فتح حاصل کی ہے) اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو ذلیل اور رسوا کیا تو ہم نے اپنے اندر محسوس کیا کہ ہم قوی ہو گئے ہیں ......، پھر انھوں نے پوری حدیث ذکر کی......، اسی موضوع کی کچھ باتیں یعقوب کی کتاب میں ہیں، لیکن وہ مرسل ہیں اور ان کی کوئی سند نہیں ہے، بہرحال بنو سالم کے بھائی نے کہا: قیدیوں میں ابو وداعہ بن صبیرہ سہمی بھی تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ’’اس کا مکہ میں ایک عقل مند تاجر بیٹا ہے، وہ بڑا مال دار ہے، لگتا ہے کہ وہ اپنے باپ کا فدیہ لے کر میرے پاس آئے گا۔‘‘ جبکہ اُدھر قریشیوں نے کہا: اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کرنے میں جلدی نہ کرو، تا کہ

(٥٠٨٩) تخريج: اسناده ضعيف، حسين بن عبد الله متروك، ثم هو منقطع، فان عكرمة لم يدرك ابا رافع، أخرجه الحاكم: ٣/ ٣٢٣، والبزار: ٣٨٦٦(انظر: ٢٣٨٦٤)

الْمُطَّلِبُ بْنُ أَبِي وَدَاعَةَ: صَدَقْتُمْ فَافْعَلُوْا وَانْسَلَّ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ وَأَخَذَ أَبَاهُ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ، فَانْطَلَقَ بِهِ وَقَدِمَ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصِ بْنِ الْأَخْيَفِ فِي فِدَاءِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، وَكَانَ الَّذِي أَسَرَهُ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ أَخُو بَنِي مَالِكِ بْنِ عَوْفٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٣٦٥)

محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی تم سے فدیہ لینے میں زیادتی نہ کریں، اسی تاجر مطلب بن ابو وداعہ نے کہا: تم لوگ سچ کہہ رہے ہو، اسی طرح کرو، لیکن وہ خود چپکے سے رات کو نکل پڑا اور مدینہ منورہ پہنچ گیا اور چار ہزار درہم کا فدیہ دے کر اپنے باپ کو رہا کرا لیا، پھر وہ اس کو لے کر چلا گیا اور مکرز بن حفص، سہیل بن عمرو کا فدیہ لے کر پہنچ گیا، بنو مالک بن عوف کے ایک بھائی مالک بن دخشن نے اس کو قید کیا تھا۔

بَابُ قِصَّةِ رِعْيَةَ السُّحَيْمِيِّ وَاَسْرِ وَلَدِهِ وَاَخْذِ مَالِهِ وَالْمَنِّ عَلَيْهِ بَعْدَ اِسْلَامِهِ بِرَدِّ وَلَدِهِ اِلَيْهِ

سیدنا رعیہ سحیمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ، اس کی اولاد کا قیدی ہو جانا، اس کے مال کا چھن جانا اور اس کے قبولیتِ اسلام کے بعد اس کا بیٹا اس کو واپس کر کے اس پہ احسان کرنا

(٥٠٩٠)۔ عَنْ رِعْيَةَ السُّحَيْمِيِّ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي أَدِيمٍ أَحْمَرَ، فَأَخَذَ كِتَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَقَعَ بِهِ دَلْوَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً، فَلَمْ يَدَعُوْا لَهُ رَائِحَةً وَلَا سَارِحَةً وَلَا أَهْلًا وَلَا مَالًا إِلَّا أَخَذُوهُ، وَانْفَلَتَ عُرْيَانًا عَلَى فَرَسٍ لَهُ لَيْسَ عَلَيْهِ قِشْرَةٌ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى ابْنَتِهِ وَهِيَ مُتَزَوِّجَةٌ فِي بَنِي هِلَالٍ، وَقَدْ أَسْلَمَتْ وَأَسْلَمَ أَهْلُهَا، وَكَانَ مَجْلِسُ الْقَوْمِ بِفِنَاءِ بَيْتِهَا، فَدَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهَا مِنْ وَرَاءِ الْبَيْتِ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَتْهُ أَلْقَتْ عَلَيْهِ ثَوْبًا، قَالَتْ: مَا لَكَ؟ قَالَ: كُلُّ الشَّرِّ نَزَلَ بِأَبِيكِ مَا تُرِكَ لَهُ رَائِحَةٌ وَلَا سَارِحَةٌ وَلَا أَهْلٌ وَلَا

رعیہ سحیمی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سرخ چمڑے کے ٹکڑے پر میری طرف خط لکھا، میں نے وہ خط لیا اور اس کے ساتھ اپنے ڈول کو مرمت کر لیا، اُدھر رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا، اس لشکر نے نہ میرے اونٹ چھوڑے، نہ مویشی، نہ اہل اور نہ مال، بلکہ سب کچھ لے لیا، میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ننگی حالت میں بھاگ گیا، مجھ پر کوئی کپڑا نہیں تھا، یہاں تک کہ میں اپنی بیٹی کے پاس پہنچ گیا، بنو ہلال میں اس کی شادی ہوئی ہوئی تھی، وہ اور اس کے گھر والے مسلمان ہو چکے تھے اور لوگ اسی کے گھر کے صحن میں مجلس لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، پس میں گھوما اور گھر کے پیچھے سے اپنی بیٹی پر داخل ہوا، جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھ پر کپڑے ڈالے اور کہا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا: ہر قسم کا شرّ تیرے باپ پر ٹوٹ پڑا ہے، نہ اونٹ بچے ہیں، نہ مویشی، نہ

(٥٠٩٠) تخريج: رجاله ثقات، رجال الشيخين، لكنه منقطع، لم يصرح الشعبي بالسماع من رعية، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٤٣٥، وابن ابي شيبة: ١٤/ ٣٤٤ (انظر: ٢٢٤٦٦)

مَـــالٌ إِلَّا وَقَـدْ أُخِـذَ، قَـــالَتْ: دُعِيتَ إِلَى الْـإِسْلَامِ، قَـالَ: أَيْـنَ بَـعْـلُكِ؟ قَالَتْ: فِي الْـإِبِلِ، قَالَ: فَأَتَاهُ، فَقَالَ: مَا لَكَ؟ قَالَ: كُلُّ الشَّـرِّ قَـدْ نَـزَلَ بِـهِ مَا تُرِكَتْ لَهُ رَائِحَةٌ وَلَا سَـارِحَةٌ وَلَا أَهْـلٌ وَلَا مَـالٌ إِلَّا وَقَدْ أُخِذَ، وَأَنَا أُرِيدُ مُحَمَّدًا أُبَادِرُهُ قَبْلَ أَنْ يُقَسِّمَ أَهْلِي وَمَالِي، قَالَ: فَخُذْ رَاحِلَتِي بِرَحْلِهَا، قَالَ: لَا حَـــاجَةَ لِـي فِيهَـــا، قَـالَ: فَـأَخَذَ قَعُودَ الـرَّاعِي وَزَوَّدَهُ إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ، قَالَ: وَعَلَيْهِ ثَـوْبٌ إِذَا غَـطَّـى بِهِ وَجْهَهُ خَرَجَتْ اسْتُهُ، وَإِذَا غَـطَّـى اسْتَهُ خَرَجَ وَجْهُهُ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يُـعْـرَفَ حَتَّـى انْتَهَى إِلَى الْمَدِينَةِ فَعَقَلَ رَاحِـلَـتَـهُ، ثُـمَّ أَتَـى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَـكَانَ بِـحِذَائِهِ حَيْثُ يُصَلِّي، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ابْسُطْ يَـدَيْكَ فَلْأُبَـايِـعْكَ، فَبَسَطَهَا فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَـضْـرِبَ عَلَيْهَا قَبَضَهَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: فَفَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ ذٰلِكَ ثَلَاثًـا، قَبَضَهَا إِلَيْهِ وَيَفْعَلُهُ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَ: ((مَنْ أَنْـتَ؟)) قَـالَ: رِعْيَةُ السُّـحَيْمِيُّ، قَـالَ: فَتَنَاوَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَضُدَهُ ثُمَّ رَفَعَهُ ثُمَّ قَـالَ: ((يَـا مَـعْشَـرَ الْـمُسْلِمِينَ! هٰذَا رِعْيَةُ السُّحَيْمِيُّ الَّذِي كَتَبْتُ إِلَيْهِ فَأَخَذَ كِتَابِي۔)) فَـرَقَـعَ بِـهِ دَلْوَهُ فَأَخَذَ يَتَضَرَّعُ إِلَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُـولَ الـلّٰـهِ! أَهْـلِـي وَمَالِي، قَالَ: ((أَمَّا مَـالُكَ فَقَدْ قُسِّمَ، وَأَمَّا أَهْلُكَ فَمَنْ قَدَرْتَ

اہل اور نہ مال، بلکہ ہر چیز چھین لی گئی ہے، بیٹی نے کہا: آپ کو اسلام کی دعوت تو نہیں دی گئی؟ میں نے آگے سے کہا: تیرا خاوند کہاں ہے؟ اس نے کہا: اونٹوں میں ہے، پس میں اس کے پاس پہنچا اور اس نے مجھ سے کہا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا: ہر قسم کا شرّ مجھ پر ٹوٹ پڑا ہے، میرے اونٹ، مویشی، اہل اور مال، بس سب کچھ مجھ سے چھین لیا گیا ہے اور میں محمد (ﷺ) کے پاس جلدی جلدی پہنچنا چاہتا ہوں، تاکہ وہ میرے پہنچنے سے پہلے میرے اہل و مال کو تقسیم نہ کر دیں، اس نے کہا: یہ میرے اونٹنی کجاوے سمیت ہے، تم یہ لے لو، میں نے کہا: اس کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے، پھر اس نے چرواہے کا اونٹ لیا اور چمڑے کے چھوٹے مشکیزے میں پانی ڈال کر بطورِ زادِ راہ دیا۔ مجھ پر اتنا کپڑا تھا کہ اگر اس سے سر ڈھانپتا تو سرین ننگے ہو جاتے اور اگر سرین پر پردہ کرتا تو چہرہ ننگا ہو جاتا، جبکہ میں چاہتا یہ تھا کہ کوئی آدمی مجھے پہچان نہ سکے، بہرحال میں مدینہ منورہ پہنچ گیا، سواری کو باندھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کر ٹھہر گیا، آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ ﷺ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہاتھ پھیلائیں، میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے ہاتھ پھیلایا، لیکن جب میں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا چاہا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بند کر لیا، آپ ﷺ نے تین بار ایسے ہی کیا، پھر تیسری بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہے کون؟'' میں نے کہا: جی میں رعیہ سحیمی ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا بازو پکڑا اور اس کو بلند کر کے فرمایا: ''اے مسلمانوں کی جماعت! یہ رعیہ سحیمی ہے، یہ وہی ہے، جس کی طرف میں نے خط لکھا تھا اور اس نے اس خط کے ساتھ اپنا

عَلَيْهِ مِنْهُمْ.)) فَخَرَجَ فَإِذَا ابْنُهُ قَدْ عَرَفَ الرَّاحِلَةَ وَهُوَ قَائِمٌ عِنْدَهَا فَرَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: هٰذَا ابْنِي، فَقَالَ: ((يَا بِلَالُ اخْرُجْ مَعَهُ فَسَلْهُ أَبُوكَ هٰذَا، فَإِنْ قَالَ: نَعَمْ فَادْفَعْهُ إِلَيْهِ.)) فَخَرَجَ بِلَالٌ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَبُوكَ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَرَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا اسْتَعْبَرَ إِلَى صَاحِبِهِ، فَقَالَ: ((ذَاكَ جَفَاءُ الْأَعْرَابِ.)) (مسند أحمد: ٢٢٨٣٣)

ڈول مرمت کیا تھا۔'' پھر منت سماجت کرنے لگا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرا اہل و مال، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا مال تو تقسیم ہو چکا ہے، البتہ اپنے اہل میں سے جو افراد لے سکتا ہے، وہ لے لے۔'' پس میں وہاں سے نکلا اور میرے بیٹے نے میری سواری کو پہچان لیا اور وہ اس کے پاس ہی کھڑا تھا، پس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا اور کہا: یہ میرا بیٹا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال! تم جاؤ اور اس بچے سے پوچھو کہ کیا اس کا باپ یہی ہے، اگر وہ مثبت جواب دے تو اس کو اس کے حوالے کر دینا۔'' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس بچے کی طرف گئے اور اس سے پوچھا: یہ تیرا باپ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس باپ اور بیٹے میں کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے دوسرے کو ملتے وقت آنسو بہائے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بدوؤں کی اکھڑ مزاجی اور سختی ہے۔''

فوائد:...... ''اے مسلمانوں کی جماعت! یہ رعیہ سحیمی ہے، یہ وہی ہے......۔'' اس آدمی نے نبی کریم ﷺ کے خط کے ساتھ جو کاروائی کی تھی، اس وجہ سے آپ ﷺ کو اس پر غصہ تھا، اس لیے آپ ﷺ نے لوگوں کو بتلانا چاہا کہ اس کا انجام یہ ہوا ہے۔

طبعی طور پر جب اس قسم کی جدائی کے بعد باپ بیٹا ملتے ہیں تو وہ بے قابو ہو کر رو پڑتے ہیں، لیکن بدو لوگ طبیعت کی سختی کی وجہ سے اس قسم کی نرمی سے محروم ہوتے ہیں۔

(٥٠٩١)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي عَمْرٍو ن الشَّيْبَانِيِّ بِنَحْوِهِ مُخْتَصِرًا وَفِي آخِرِهِ: قَالَ سُفْيَانُ: يَرَوْنَ أَنَّهُ أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يُغَارَ عَلَيْهِ. (مسند أحمد: ٢٢٨٣٢)

(دوسری سند) اسی طرح کا متن ہے، البتہ مختصر ہے اور اس کے آخر میں ہے: ان کا خیال ہے کہ یہ شخص اپنے اوپر حملہ ہونے سے پہلے مسلمان ہو چکا تھا۔

(٥٠٩١) تخريج: هذا الحديث مختصر مما قبله، رجاله ثقات رجال الشيخين، غير راوى الحديث رعية السحيمى، فانه لا يعرف الا فى هذا الحديث، وابو عمرو الشيبانى من مخضرمى التابعين، فادراكه لرعية محتمل جدا، لكن لم يصرح بسماعه منه (انظر: ٢٢٤٦٥)

بَابُ فِدَاءِ اَبِی الْعَاصِ زَوْجِ زَیْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

سیدہ زینب بنت رسول رضی اللہ عنہا کے خاوند سیدنا ابو العاص کا فدیہ

(٥٠٩٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا بَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِي فِدَاءِ أَسْرَاهُمْ، بَعَثَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بِمَالٍ، وَبَعَثَتْ فِيهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ لِخَدِيجَةَ أَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أَبِي الْعَاصِ حِينَ بَنَى عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيدَةً وَقَالَ: ((إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا، وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا فَافْعَلُوا؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَطْلَقُوهُ وَرَدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا۔ (مسند أحمد: ٢٦٨٩٤)

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے مال وغیرہ بھیجا تو سیدہ زینب بنتِ رسول رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابو العاص بن ربیع کے فدیے میں مال بھیجا اس میں اس کا ایک ہار بھی تھا، یہ ہار دراصل سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا، جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ابو العاص کے ساتھ رخصتی ہوئی تھی تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو دیا تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو آپ ﷺ پر رقت طاری ہو گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو میری بیٹی کے قیدی کو ایسے ہی آزاد کر دو اور اس کا ہار اس کو واپس کر دو۔'' صحابہ کرام نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! پس انھوں نے ابو العاص کو رہا کر دیا اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کا ہار واپس کر دیا۔

فوائد:...... آپ ﷺ کے سب سے بڑے صاحبزادے سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ تھے، ان کے بعد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی تھیں، ان کی شادی ان کے خالہ زاد سیدنا ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی، سیدنا ابو العاص کو وہ ہار تو واپس کر دیا گیا، لیکن اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ سیدہ زینب بنت رسول رضی اللہ عنہا کی راہ چھوڑ دیں، ابو العاص نے ایسے ہی کیا اور مکہ جا کر ان کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ مدینہ ہجرت کر آئیں، بعد میں سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے اور آپ ﷺ نے پہلے نکاح کے ساتھ ہی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان کو لوٹا دیں، پھر ۸ھ میں سیدہ انتقال کر گئیں۔

(٥٠٩٢) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٢٦٩٢ (انظر: ٢٦٣٦٢)

بَابٌ فِيْ فِدَاءِ رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَمَنِ افْتَدٰى بِتَعْلِيْمِ اَوْلَادِ الْاَنْصَارِ الْكِتَابَةَ وَكَرَاهَةِ قَبُوْلِ الْفِدْيَةِ عَلٰى تَسْلِيْمِ جُثَثِ قَتْلَى الْعَدُوِّ

ایک مشرک کے فدیے میں دو مسلمان لینے کا بیان

ان قیدیوں کا بیان جنھوں نے اپنے فدیے میں انصاریوں کے بچوں کو کتابت کی تعلیم دی

مقتول دشمنوں کی لاشیں سپرد کرنے پر فدیہ قبول کرنے کی کراہت کا بیان

(٥٠٩٣)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَدٰى رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ۔ (مسند أحمد: ٢٠١٢٠)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عقیل کے ایک مشرک کے فدیے میں دو مسلمان لیے تھے۔

(٥٠٩٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنَ الْأَسْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِدَاءٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِدَاءَ هُمْ أَنْ يُعَلِّمُوْا أَوْلَادَ الْأَنْصَارِ الْكِتَابَةَ، قَالَ: فَجَاءَ يَوْمًا غُلَامٌ يَبْكِي إِلٰى أَبِيهِ، فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) قَالَ: ضَرَبَنِي مُعَلِّمِي، قَالَ: ((الْخَبِيثُ يَطْلُبُ بِذَحْلِ بَدْرٍ وَاللّٰهِ لَا تَأْتِيهِ أَبَدًا۔)) (مسند أحمد: ٢٢١٦)

سیدنا عبد للہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بدر والے بعض قیدیوں کے پاس اپنے فدیے کے طور پر دینے کی کوئی چیز نہیں تھی، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو ان کا فدیہ قرار دیا کہ وہ انصاری بچوں کو کتابت کی تعلیم دے دیں، ایک دن ان میں سے ایک بچہ روتا ہوا اپنے باپ کے پاس آیا، اس نے پوچھا: ''بیٹا! تجھے کیا ہوا ہے؟'' اس نے کہا: میرے استاد نے مجھے مارا ہے، اس نے کہا: خبیث، یہ بدر کا انتقام لینا چاہتا ہے، اللہ کی قسم! تو نے اس کے پاس کبھی بھی نہیں جانا۔

(٥٠٩٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: قَتَلَ الْمُسْلِمُونَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَعْطَوْا بِجِيفَتِهِ مَالًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ادْفَعُوا إِلَيْهِمْ جِيفَتَهُمْ، فَإِنَّهُ خَبِيثُ الْجِيفَةِ، خَبِيثُ الدِّيَةِ۔)) فَلَمْ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے غزوۂ خندق کے موقع پر ایک مشرک قتل کر دیا، انھوں نے اس کی لاش کے عوض مال دینا چاہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: ''ان کی لاش ان کے سپرد کر دو، یہ لاش بھی خبیث ہے اور اس کا عوض بھی خبیث ہے۔'' پس

(٥٠٩٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الترمذي: ٢٧١٤ (انظر: ١٩٨٧٩)

(٥٠٩٤) تخريج: حسن، أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٢٢ (انظر: ٢٢١٦)

(٥٠٩٥) اسناده ضعيف لضعف نصر بن باب وتدليس الحجاج، أخرجه الترمذي: ١٧١٥ (انظر: ٢٢٣٠)

يَقْبَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا۔ (مسند أحمد: ۲۲۳۰) آپ ﷺ نے اس کے عوض ان سے کچھ وصول نہ کیا۔

فوائد:...... امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے کہا: معلوم ہوا کہ مشرک کی لاش کو بیچنا جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ مردار ہے، جس کا مالک بننا اور اس کا عوض لینا جائز ہی نہیں ہے، شارع علیہ السلام نے مردار اور بتوں کی قیمت کو حرام قرار دیا ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں یہ باب قائم کیا: بَاب طَرْحِ جِيَفِ الْمُشْرِكِينَ فِي الْبِئْرِ وَلَا يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ (مشرکوں کی لاشوں کو کنویں میں پھینکنے اور ان کی قیمت نہ لینے کا بیان) پھر اس باب میں وہ حدیث ذکر کی، جس کے مطابق آپ ﷺ نے ابو جہل اور قریش کے دوسرے سرداروں پر بددعا کی تھی، (یہ دعا قبول ہوئی اور) وہ سردار غزوۂ بدر میں قتل ہو گئے اور ان کو کنویں میں ڈال دیا گیا۔ (تحفۃ الاحوذی: ۵/ ۳۰۷)

(۵۰۹۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُصِيبَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَطَلَبُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُجِنُّوهُ، فَقَالَ: ((لَا وَلَا كَرَامَةَ لَكُمْ۔)) قَالُوْا: فَإِنَّا نَجْعَلُ لَكَ عَلَى ذٰلِكَ جُعْلًا، قَالَ: ((وَذٰلِكَ أَخْبَثُ وَأَخْبَثُ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۱۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ خندق کے موقع پر ایک مشرک قتل ہو گیا، اُن لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے اس آدمی کو دفنانا چاہتے ہیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تمہارے لیے کوئی کرامت اور عزت نہیں ہے۔'' انھوں نے کہا: ہم اس کے عوض آپ کو کچھ دے دیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو بہت خبیث چیز ہوگی، بلکہ سب سے زیادہ خبیث ہوگی۔''

بَابُ فِيْ فِدَاءِ اَسْرٰی بَدْرٍ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ بِسَبَبِهٖ
بدر کے قیدیوں کے فدیے اور اس کی وجہ سے نازل ہونے والے قرآن کا بیان

(۵۰۹۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ، قَالَ: نَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَصْحَابِهِ، وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَنَيِّفٌ، وَنَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَإِذَا هُمْ أَلْفٌ وَزِيَادَةٌ، فَاسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ وَعَلَيْهِ رِدَاؤُهُ وَإِزَارُهُ ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَيْنَ مَا وَعَدْتَنِي، اللّٰهُمَّ أَنْجِزْ مَا وَعَدْتَنِي، اللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بدر کے دن نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کی طرف دیکھا، جبکہ وہ تین سو سے کچھ زائد تھے، پھر آپ ﷺ نے مشرکوں کی طرف دیکھا اور وہ ایک ہزار سے زائد تھے، پھر آپ ﷺ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے، ہاتھوں کو لمبا کیا، جبکہ آپ ﷺ نے ایک چادر اور ایک ازار زیب تن کیا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ''اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا، وہ کہاں ہے، اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا، اس کو پورا کر دے،

(۵۰۹۶) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابن ابی لیلی سیء الحفظ، وانظر الحدیث السابق

(۵۰۹۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۶۳ (انظر: ۲۰۸)

الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَلَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ أَبَدًا.)) قَالَ: فَمَا زَالَ يَسْتَغِيثُ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُوهُ حَتّٰى سَقَطَ رِدَاؤُهُ، فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَرَدَّاهُ، ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ، فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَئِذٍ وَالْتَقَوْا، فَهَزَمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُشْرِكِينَ، فَقُتِلَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا، وَأُسِرَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا، فَاسْتَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ وَعَلِيًّا وَعُمَرَ رضي الله عنهم، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ بَنُو الْعَمِّ وَالْعَشِيرَةُ وَالْإِخْوَانُ، فَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُمُ الْفِدْيَةَ، فَيَكُونُ مَا أَخَذْنَا مِنْهُمْ قُوَّةً لَنَا عَلَى الْكُفَّارِ، وَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَهْدِيَهُمْ، فَيَكُونُونَ لَنَا عَضُدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَرٰى يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَا أَرٰى مَا رَأٰى أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه، وَلٰكِنِّي أَرٰى أَنْ تُمَكِّنَنِي مِنْ فُلَانٍ قَرِيبًا لِعُمَرَ، فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، وَتُمَكِّنَ عَلِيًّا رضي الله عنه مِنْ عَقِيلٍ فَيَضْرِبَ عُنُقَهُ، وَتُمَكِّنَ حَمْزَةَ مِنْ فُلَانٍ أَخِيهِ فَيَضْرِبَ عُنُقَهُ حَتّٰى يَعْلَمَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَيْسَتْ فِي قُلُوبِنَا هَوَادَةٌ لِلْمُشْرِكِينَ

اے اللہ! اگر تو نے اہل اسلام کی اس جماعت کو ختم کر دیا تو زمین میں کبھی بھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔'' آپ ﷺ اپنے ربّ سے مدد طلب کرتے رہے اور دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر گر گئی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انھوں نے آپ ﷺ کی چادر اٹھائی اور اس کو آپ ﷺ پر ڈال کر پیچھے سے آپ ﷺ کو پکڑ لیا اور پھر کہا: اے اللہ کے نبی! آپ نے اپنے ربّ سے جو مطالبہ کر لیا ہے، یہ آپ کو کافی ہے، اس نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے، وہ عنقریب اس کو پورا کر دے گا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمایا: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾...... ''اس وقت و یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا، جو لگا تار چلے آئیں گے۔'' (سورۂ انفال: ۹) پھر جب اس دن دونوں لشکروں کی ٹکر ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو اس طرح شکست دی کہ ان کے ستر افراد مارے گئے اور ستر افراد قید کر لیے گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر، سیدنا علی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہم سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ لوگ ہمارے چچوں کے ہی بیٹے ہیں، اپنے رشتہ دار اور بھائی ہیں، میرا خیال تو یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں، اس مال سے کافروں کے مقابلے میں ہماری قوت میں اضافہ ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بعد میں ہدایت دے دے، اس طرح یہ ہمارا سہارا بن جائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن خطاب! اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' انھوں نے کہا: اللہ کی

هٰـؤُلَاءِ صَـنَـادِيـدُهُمْ وَأَئِمَّتُهُمْ وَقَادَتُهُمْ، فَهَـوِيَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ ﷺ مَـا قَـالَ أَبُو بَكْرٍ ؓ، وَلَـمْ يَهْـوَ مَا قُلْتُ فَأَخَذَ مِنْهُمُ الْـفِـدَاءَ، فَـلَـمَّـا أَنْ كَـانَ مِنَ الْغَدِ قَـالَ عُمَرُ ؓ: غَـدَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا هُوَ قَـاعِدٌ وَأَبُو بَكْرٍ ؓ، وَإِذَا هُـمَا يَبْكِيَان، فَـقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي مَاذَا يُبْكِيكَ أَنْـتَ وَصَاحِبَكَ؟ فَإِنْ وَجَدْتُ بُكَاءً بَكَيْتُ وَإِنْ لَمْ أَجِدْ بُكَاءً تَبَاكَيْتُ لِبُكَائِكُمَا، قَالَ: فَـقَـالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الَّـذِي عَـرَضَ عَـلَيَّ أَصْـحَـابُكَ مِـنَ الْفِدَاءِ، لَقَدْ عُرِضَ عَلَيَّ عَـذَابُكُـمْ أَدْنٰـى مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِشَجَرَةٍ قَـرِيبَةٍ۔)) وَأَنْـزَلَ الـلّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مَا كَانَ لِنَبِـيٍّ أَنْ يَـكُـونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ...... إِلٰـى قَـوْلِـهِ: ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ﴾ مِنَ الْفِدَاءِ ثُـمَّ أُحِـلَّ لَهُمُ الْغَنَائِمُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ مِـنَ الْـعَـامِ الْمُقْبِلِ عُوقِبُوا بِمَا صَنَعُوا يَوْمَ بَـدْرٍ مِـنْ أَخْـذِهِـمُ الْـفِـدَاء، فَقُتِلَ مِنْهُمْ سَبْـعُـونَ، وَفَـرَّ أَصْـحَـابُ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ الـنَّبِيِّ ﷺ، وَكُسِـرَتْ رَبَـاعِيَتُـهُ وَهُشِمَتْ الْبَيْـضَـةُ عَـلٰـى رَأْسِـهِ، وَسَـالَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِـهِ، وَأَنْـزَلَ الـلّٰـهُ تَعَـالٰى: ﴿أَوَلَـمَّـا أَصَـابَـتْـكُـمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا﴾ الْآيَةَ بِأَخْذِكُمُ الْفِدَاءَ۔ (مسند أحمد: ۲۰۸)

قسم! میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق نہیں کرتا، میرا خیال تو یہ ہے کہ فلاں آدمی، جو میرا رشتہ دار ہے، اس کو میرے حوالے کریں، میں اس کی گردن اڑاؤں گا، عقیل کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کریں، وہ اس کو قتل کریں گے، فلاں شخص کو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کریں، وہ اس کی گردن قلم کریں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکوں کے لیے کوئی رحم دلی نہیں ہے، یہ قیدی مشرکوں کے سردار، حکمران اور قائد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند کی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند نہیں کیا، اس لیے آپ ﷺ نے ان سے فدیہ لے لیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب اگلے دن میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا تو آپ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں بیٹھے ہوئے رو رہے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اس چیز کے بارے میں بتائیں جو آپ کو اور آپ کے ساتھی کو رُلا رہی ہے؟ اگر مجھے بھی رونا آ گیا تو میں بھی روؤں گا اور اگر مجھے رونا نہ آیا تو تمہارے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت بنا لوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ساتھیوں نے فدیہ لینے کے بارے میں جو رائے دی تھی، اس کی وجہ سے مجھ پر تمہارا عذاب پیش کیا گیا ہے، جو اس درخت سے قریب ہے۔'' اس سے آپ ﷺ کی مراد قریب والا ایک درخت تھا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ﴿مَـا كَـانَ لِـنَبِـيٍّ .... عَـذَاب'' عَـظِيْـم''﴾ ''نبی کے ہاتھ قیدی نہیں چاہئیں جب تک کہ ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے، تم تو دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ بے حد غالب کمال حکمت والا ہے، اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس بارے میں

تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی۔'' (سورۂ انفال: ۶۷) پھر ان کے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا، جب اگلے سال غزوۂ احد ہوا تو بدر والے دن فدیہ لینے کی سزا دی گئی اور ستر صحابہ شہید ہو گئے، نیز آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ سے بھاگ گئے، آپ ﷺ کا رباعی دانت شہید کر دیا گیا، آپ ﷺ کے سر پر خود کو توڑ دیا گیا اور آپ ﷺ کے چہرے پر خون بہنے لگا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿اَوَلَمَّآ اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃٌ" .... اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"۔﴾ ''(کیا بات ہے کہ جب احد کے دن) تمہیں ایک ایسی تکلیف پہنچی کہ تم اس جیسی دو چند پہنچا چکے، تو یہ کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آگئی؟ آپ کہہ دیجئے کہ یہ خود تمہاری طرف سے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (سورۂ آل عمران: ۱۶۵) یعنی فدیہ لینے کی وجہ سے۔

فوائد:...... غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی تعداد (۳۱۳) اور کافروں کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی، پھر مسلمان نہتے اور بے سرو سامان تھے، جبکہ کافروں کے پاس اسلحہ کی بھی فراوانی تھی، ان حالات میں مسلمانوں کا سہارا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات تھی، جس سے وہ گڑگڑا کر مدد کی فریادیں کر رہے تھے، خود نبی کریم ﷺ الگ ایک خیمے میں نہایت الحاح وزاری سے مصروف دعا تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی اور ایک ہزار فرشتے ایک دوسرے کے پیچھے مسلسل لگا تار مسلمانوں کی مدد کے لیے آ گئے۔ بدر کے قیدیوں کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو مشورہ دیا تھا، وہی اللہ تعالیٰ کو پسند تھا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نرم فیصلہ کرنے کی وجہ سے عتاب نازل ہوا۔

آخری آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر احد کے دن ستر صحابہ شہید ہو گئے تو تم اس سے پہلے بدر والے معرکے میں ستر کافر قتل کر چکے ہو اور ستر قیدی بنا چکے ہے، جبکہ غزوۂ احد کی شکست کی وجہ تم خود ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے تاکیدی حکم کے باوجود تم نے پہاڑی موچہ چھوڑ دیا اور کافروں کو اسی درّے سے دوبارہ حملہ کرنے کا موقع مل گیا۔

(۵۰۹۸)۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ بَدْرٍ: ((مَنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَأْسِرُوْا مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر والے دن فرمایا: ''بنو عبد المطلب کو جس قدر تم قیدی کر سکتے ہو، قیدی کرو (قتل نہ کرو)، کیونکہ وہ مجبور ہو کر

(۵۰۹۸) اسناده صحیح، رجاله رجال الصحیح غیر حارثة بن مضرب وهو ثقة۔ اخرجه البزار: ۷۲۰۔ (انظر: ۶۷۶)

فَإِنَّهُمْ خَرَجُوْا كُرْهًا)) (مسند أحمد: ٦٧٦)

نکلے ہیں۔''

(٥٠٩٩)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُرَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ كَانَ مُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا فَكَلَّمَنِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى أَطْلَقْتُهُمْ۔)) يَعْنِيْ أُسَارٰى بَدْرٍ۔ (مسند أحمد: ١٦٨٥٣)

سیدنا جریر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور (بدر کے) ان بدبودار قیدیوں کے بارے میں مجھ سے بات کرتا تو میں ان کو (بغیر فدیے کے) آزاد کر دیتا۔''

فوائد:...... جب نبی کریم ﷺ طائف سے واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مطعم بن عدی نے آپ ﷺ کو اس طرح پناہ دی تھی کہ اس نے اپنے چار بیٹوں کو حکم دیا، وہ اسلحہ سے لیس ہو کر کعبہ کے کونوں کے پاس کھڑے ہو گئے، یہ منظر دیکھ کر قریشیوں نے کہا: اے مطعم! تو ایسا آدمی ہے کہ تیری پناہ کو نہیں توڑا جا سکتا۔ یہ اس شخص کا آپ ﷺ پر احسان تھا، اس کے بدلے میں آپ ﷺ نے اس کی سفارش قبول کرنے کا ارادہ کیا۔

جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فدیہ لینے کی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کرنے کی رائے دی، رسول اللہ ﷺ نے فدیہ لینے کو ترجیح دی، یہ فدیہ چار ہزار سے تین ہزار اور کم از کم ایک ہزار درہم تک تھا، ان قیدیوں کو جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے، ان کا فدیہ یہ قرار دیا گیا کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو پڑھنا سکھا دیں، بعض قیدیوں پر احسان کیا گیا اور انھیں فدیہ کے بغیر رہا کر دیا گیا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ الْأَسِيْرِ مَا لَمْ يَحْتَلِمْ أَوْ يُنْبِتْ، وَعَنْ قَتْلِ أَسِيْرِ غَيْرِهِ، وَعَنِ التَّفْرِيْقِ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا، وَعَنْ وَطْيءِ الْحُبَالٰى مِنَ الْأُسْرٰى، وَعَنْ قَتْلِ الْأَسِيْرِ صَبْرًا

ان امور سے ممانعت کا بیان: احتلام ہونے یا زیر ناف بالوں کے اگنے سے پہلے قیدی کو قتل کرنا، دوسرے کے قیدی کو قتل کرنا، قیدیوں میں والدہ اور اس کی اولاد میں تفریق ڈالنا، حاملہ قیدی خواتین سے جماع کرنا اور قیدی کو باندھ کر مارنا

(٥١٠٠)۔ عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ ؓ قَالَ: عُرِضْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَكَانَ مَنْ أَنْبَتَ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ خَلّٰى سَبِيْلَهُ،

سیدنا عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں قریظہ والے دن نبی کریم ﷺ پر پیش کیا گیا، جس کے زیر ناف بال اُگ چکے تھے، اس کو قتل کر دیا گیا اور جس کے زیر ناف بال

(٥٠٩٩) اسناده صحيح على شرط الشيخين، اخرجه البخاری: ٣١٣٩۔ ابوداود: ٢٦٨٩۔ (انظر: ١٦٧٣٣)

(٥١٠٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٤٠٤، والنسائی: ٨/ ٩٢، والترمذی: ١٥٨٤، وابن ماجه: ٢٥٤١ (انظر: ١٨٧٧٦)

فَكُنْتُ مِمَّنْ لَمْ يُنْبِتْ فَخَلّٰى سَبِيْلِي۔ (مسند أحمد: ١٨٩٨٣)

نہیں اُگے تھے، آپ ﷺ نے اس کو قتل نہ کیا، میں (عطیہ) ان بچوں میں سے تھا، جن کے بال نہیں اگے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے مجھے قتل سے رہا کر دیا۔

(٥١٠١)۔ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ سَائِبٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ اِبْنَا قُرَيْظَةَ اَنَّهُمْ عُرِضُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ زَمَنَ قُرَيْظَةَ فَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ مُحْتَلِمًا اَوْ نَبَتَتْ عَانَتُهُ قُتِلَ وَمَنْ لَا تُرِكَ۔ (مسند أحمد: ١٩٢١١)

کثیر بن سائب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: قریظہ کے دو بیٹوں نے مجھے بیان کیا کہ ان کو بنوقریظہ کی بدعہدی کے زمانے میں نبی کریم ﷺ پر پیش کیا گیا، پس ان میں سے جو بالغ ہو چکا تھا یا اس کے زیر ناف بال اگ چکے تھے، اس کو قتل کر دیا گیا اور جو ایسے نہیں تھا، اس کو چھوڑ دیا گیا تھا۔

فوائد:...... زیر ناف بالوں کے اُگ آنے کو بلوغت کی علامت سمجھا گیا، اکثر اہل علم کا خیال یہ ہے کہ مشرک لوگوں کے قتل یا جزیہ جیسے مسائل حل کرنے کے لیے زیر ناف بالوں کو بلوغت یا عدم بلوغت کی حد قرار دیا جا سکتا ہے، کیونکہ ان کی بات غیر معتبر ہو گی۔

جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: زیر ناف بال معتبر حد ہیں، ان کو دیکھ کر مسلمانوں پر حدود کا نفاذ کیا جائے گا، اسی قسم کا قول امام مالک سے بھی بیان کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ کی رائے راجح ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ایسی کوئی وضاحت نہیں فرمائی کہ یہ شرط کافروں کے ساتھ خاص ہے۔

قریظہ کے ایک بیٹے کے نام تو عطیہ تھا، جس کا ذکر سابق حدیث میں ہوا ہے، دوسرے کے نام کا علم نہ ہو سکا۔

(٥١٠٢)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَعَاطٰى اَحَدُكُمْ اَسِيْرَ اَخِيْهِ فَيَقْتُلَهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٤٦٤)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنے بھائی کے قیدی کے درپے نہ ہو کہ وہ اس کو قتل کر دے۔''

(٥١٠٣)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، قَالَ: كُنَّا فِي الْبَحْرِ وَعَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

ابو عبد الرحمن حُبُلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم (روم کے علاقوں میں) سمندری جہاد کر رہے تھے، عبد اللہ بن قیس فزاری

(٥١٠١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائى: ٦/ ١٥٥ (انظر: ١٩٠٠٢)

(٥١٠٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف بقية بن الوليد، واسحاق بن ثعلبة، ثم هو منقطع، فمكحول الشامى لم يسمع من سمرة، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٧٠٩٩ (انظر: ٢٠٢٠١)

(٥١٠٣) تخريج: حسن بمجموع طرقه وشواهده، أخرجه الترمذى: ١٤٠٣، ١٤٠٦ (انظر: ٢٣٤٩٩)

قَيْسِ الْفَزَارِيُّ، وَمَعَنَا أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ، فَمَرَّ بِصَاحِبِ الْمَقَاسِمِ، وَقَدْ أَقَامَ السَّبْيَ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَبْكِي، فَقَالَ: مَا شَأْنُ هٰذِهِ؟ قَالُوْا: فَرَّقُوا بَيْنَهَا وَبَيْنَ وَلَدِهَا، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِ وَلَدِهَا حَتّٰى وَضَعَهُ فِي يَدِهَا، فَانْطَلَقَ صَاحِبُ الْمَقَاسِمِ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ، فَأَخْبَرَهُ فَأَرْسَلَ إِلٰى أَبِي أَيُّوبَ، فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا، فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَحِبَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٨٩٠)

ہمارے امیر تھے اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ساتھ تھے، جس آدمی نے مالِ غنیمت تقسیم کرنا تھا، سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے گزرے، اس نے قیدیوں کو کھڑا کیا ہوا تھا اور ان میں ایک خاتون رو رہی تھی، انھوں نے کہا: اس کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ مسلمانوں نے اس کے اور اس کے بچے کے مابین جدائی ڈال دی ہے، پس سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اس کے بچے کا ہاتھ پکڑا اور اس کو اس کی ماں کو پکڑا دیا، یہ دیکھ تقسیم کرنے والا عبد اللہ بن قیس کے پاس گیا اور اس سے شکایت کی، انھوں نے سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا: کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے پر آمادہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس نے والدہ اور اس کے بچے کے مابین تفریق ڈالی، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے اور اس کے محبوبوں کے درمیان تفریق ڈال دے گا۔''

فوائد:...... ایسے لگتا ہے کہ یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رومیوں سے کیا جانا والا ایک غزوہ ہے، جبکہ رومیوں سے کئی لڑائیاں ہوئی تھیں، ایک لڑائی میں سیدنا ابو ایوب انصاری فوت ہو گئے تھے، ان کو قسطنطنیہ میں دفن کیا گیا تھا۔ اب قسطنطنیہ کو استنبول کہتے ہیں، یہ ترکی میں واقع ہے۔

(٥١٠٤)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتٰى بِالسَّبْيِ، فَيُعْطِي أَهْلَ الْبَيْتِ جَمِيعًا كَرَاهِيَةَ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمْ۔ (مسند أحمد: ٣٦٩٠)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی لائے جاتے تھے تو آپ ﷺ (آپس میں قرابت والے) قیدی ایک گھر والوں کو دے دیتے، اس چیز کو ناپسند کرتے ہوئے کہ ان کے درمیان جدائی ہو جائے۔

فوائد:...... سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَبِيعَ غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ فَبِعْتُهُمَا فَفَرَّقْتُ بَيْنَهُمَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَدْرِكْهُمَا فَأَرْجِعْهُمَا وَلَا تَبِعْهُمَا إِلَّا جَمِيْعًا)) رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو غلاموں کو بیچنے کا حکم دیا، وہ دو آپس میں بھائی تھے، میں

(٥١٠٤) تخریج: حسن لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٢٤٨ (انظر: ٣٦٩٠)

نے ان کو بیچ تو دیا، لیکن ان کے درمیان تفریق کر دی اور پھر آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کو پا اور ان کو لوٹا اور ان کو فروخت نہ کر مگر اکٹھا۔'' (مسند احمد: ۱۰۴۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک لونڈی اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈال دی، نبی کریم ﷺ نے انہیں اس سے روک دیا اور بیع کو رد کر دیا۔ (ابوداود: ۲۶۹۶)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لونڈی اور اس کی اولاد کے درمیان اور بہن بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنا درست نہیں ہے، خواہ بیع کے ذریعے ہو یا ہبہ وغیرہ کے ذریعے، باپ کو ماں پر قیاس کیا جائے گا۔

اہل علم کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ چھوٹے بچے اور اس کی ماں میں جدائی ڈالنا درست نہیں ہے۔ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بچہ یا بچی بالغ ہو جائے تو جدائی ڈالنا درست ہے:

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوۂ فزارہ کے لیے نکلے، آپ ﷺ نے ان کو ہمارا امیر بنایا تھا، ہم نے ہر طرف سے دشمنوں پر حملہ کیا، میں نے دشمنوں میں سے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی، اس میں بچے اور عورتیں بھی تھے، میں نے ان پر تیر چلائے اور وہ کھڑے ہو گئے، پھر میں ان کو لے کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، ان میں بنو فزارہ کی ایک خاتون تھی، اس نے خشک چمڑے کا لباس پہنا ہوا تھا، اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی، جو عربوں میں حسین ترین تھی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ مجھے دے دی، جب میں مدینہ منورہ آیا تو رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور فرمایا: ''يَا سَلَمَةُ! هَبْ لِيَ الْمَرْأَةَ۔'' ''اے سلمہ! وہ خاتون مجھے ہبہ کر دو۔'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ مجھے بہت پسند ہے، لیکن ابھی تک میں نے اس کا کپڑا نہیں اٹھایا، آپ ﷺ خاموش ہو گئے، دوسرے دن آپ ﷺ سے میری ملاقات بازار میں ہوئی، آپ ﷺ نے پھر وہی بات ارشاد فرمائی، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا کپڑا تک نہیں اٹھایا اور اب وہ آپ کے لیے ہے، پھر آپ ﷺ نے اس خاتون کو مکہ والوں کی طرف بھیج دیا اور ان کے ہاتھوں میں جو مسلمان قیدی تھے، اس عورت کو ان کے فدیے میں دے دیا۔

(صحیح مسلم: ۱۷۵۵، ابوداود: ۲٦۹۷)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس ماں بیٹی کے درمیان جدائی ڈال دی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو برقرار رکھا، جبکہ یہ بیٹی بالغ تھی۔

امام ابوداود نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا: باب الرخصة فی المدركين يفرق بينهم (بالغ غلاموں میں تفریق ڈال دینے کی رخصت کا بیان)

(۵۱۰۵)۔ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُول | سیدنا رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ حنین والے دن ہمارے درمیان

(۵۱۰۵) تخریج: صحیح بشواهده، أخرجه ابوداود: ۲۱۵۸، ۲۱۵۹ (انظر: ۱٦۹۹۷)

اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ حُنَیْنٍ، فَقَالَ: ((لَا یَحِلُّ لِامْرِءٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ أَنْ یَسْقِیَ مَاءَہُ زَرْعَ غَیْرِہِ، یَعْنِی إِتْیَانَ الْحُبَالٰی مِنَ السَّبَایَا، وَأَنْ یُصِیبَ امْرَأَۃً ثَیِّبًا مِنَ السَّبْیِ حَتّٰی یَسْتَبْرِئَھَا یَعْنِی إِذَا اشْتَرَاھَا، وَأَنْ یَبِیعَ مَغْنَمًا حَتّٰی یُقْسَمَ۔)) الحدیث (مسند أحمد: ۱۷۱۲۲)

کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے آدمی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنا پانی دوسرے کی کھیتی کو پلائے،'' آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ حاملہ قیدی خواتین سے مخصوص تعلق قائم نہ کیا جائے، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی حلال نہیں ہے کہ آدمی خاوند والی قیدی خاتون سے مباشرت کرے، جب تک استبرائے رحم نہ کر لے، یعنی جب وہ ایسی خاتون خریدے تو استبرائے رحم سے پہلے اس سے خاص تعلق قائم نہ کرے، اور یہ بھی حلال نہیں ہے کہ آدمی تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت کو بیچ دے۔''

(۵۱۰۶)۔ عَنْ رُوَیْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: نَھٰی رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ تُوطَأَ الْأَمَۃُ حَتّٰی تَحِیضَ، وَعَنِ الْحُبَالٰی حَتّٰی یَضَعْنَ مَا فِی بُطُونِھِنَّ۔ (مسند أحمد: ۱۷۱۱۸)

سیدنا رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ لونڈی سے اس کا حیض آنے تک اور حاملہ سے اس کا بچہ پیدا ہونے تک مباشرت کی جائے۔

فوائد:...... اگر کسی آدمی کو حاملہ قیدی خاتون یا ایسی عورت مل جاتی ہے، جس سے مباشرت کی جاتی رہی، یا کوئی ایسی خواتین خرید لیتا ہے، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ حاملہ قیدی کا بچہ پیدا ہونے تک انتظار کرے اور غیر حاملہ خاتون کا حیض آنے کا انتظار کرے، تاکہ پتہ چل جائے کہ رحم خالی ہے یا نہیں۔

(۵۱۰۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((لَیْسَ مِنَّا مَنْ وَطِیءَ حُبْلٰی۔)) (مسند أحمد: ۲۳۱۸)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی ہم میں سے نہیں ہے، جو حاملہ لونڈی سے مباشرت کرتا ہے۔''

فوائد:...... اس سے مراد وہ لونڈیاں اور قیدی خواتین ہیں، جو اپنے آقاؤں اور خاوندوں کی وجہ سے حاملہ ہوں، یعنی وہ جس آدمی کے حصے میں آ جائیں یا جو آدمی ان کو خرید لے، وہ وضع حمل تک ان سے جماع نہیں کر سکتا۔

(۵۱۰۸)۔ عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ، أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خیمے

(۵۱۰۶) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، والترمذی: ۱۱۳۱ (انظر: ۱۶۹۹۳)
(۵۱۰۷) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ابی شیبة: ٤/ ۳٦۹، وابویعلی: ۲۵۲۲، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۲۰۹۰ (انظر: ۲۳۱۸)
(۵۱۰۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱٤٤۱ (انظر: ۲۷۵۱۹)

رَأَى امْرَأَةً مُجِحًّا عَلَى بَابِ فُسْطَاطٍ أَوْ طَرَفِ فُسْطَاطٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَلَّ صَاحِبَهَا يُلِمُّ بِهَا۔)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنَةً تَدْخُلُ مَعَهُ فِي قَبْرِهِ، كَيْفَ يُوَرِّثُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ، وَكَيْفَ يَسْتَخْدِمُهَا؟ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٨٠٦٩)

کے دروازے پر یا اس کے ایک کونے میں ایسی خاتون دیکھی، جس کا بچہ جنم دینے کا وقت لگ رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید اس کا مالک اس سے مباشرت کرتا ہو؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا کہ اس شخص پر ایسی لعنت کروں، جو اس کے ساتھ اس کی قبر میں بھی گھس جائے، وہ اس کا کیسے وارث بنے گا، جبکہ وہ اس کیلئے حلال نہیں ہے، وہ اس سے کیسے خدمت لے گا، جبکہ وہ اس کیلئے حلال نہیں ہے۔''

(٥١٠٩)۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ تِعْلَى، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، فَأُتِيَ بِأَرْبَعَةِ أَعْلَاجٍ مِنَ الْعَدُوِّ، فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُتِلُوْا صَبْرًا بِالنَّبْلِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ أَبَا أَيُّوبَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ۔ (مسند أحمد: ٢٣٩٨٨)

عبید بن تعلیٰ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے عبد الرحمن بن خالد بن ولید کی قیادت میں غزوہ کیا، ان کے پاس عجمی لوگوں میں چار کافر لائے گئے اور انھوں نے ان کے بارے میں حکم دیا، پس ان کو باندھ کر تیر کے ساتھ قتل کر دیا گیا، جب یہ بات سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو پتہ چلی تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا تھا کہ آپ باندھ کر قتل کرنے سے منع کر رہے تھے۔

فوائد:...... معلوم ایسے ہوتا ہے کہ روم کے علاقے میں لڑا جانے والا غزوۂ قسطنطنیہ ہے، کیونکہ اس کے امیر عبد الرحمن بن خالد تھے، یہ ۴۴ھ میں پیش آیا تھا۔

بَابُ الْأَسِيرِ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ قَبْلَ الْأَسْرِ وَلَهُ شَاهِدٌ وَفَضْلِ مَنْ يُسْلِمُ مِنَ الْأُسْرٰى

اس قیدی کا بیان جو قید سے پہلے قبولیتِ اسلام کا دعوی کر دے، نیز اسلام قبول کرنے والے قیدی کی فضیلت کا بیان

(٥١١٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ (يَعْنِي وَجِيءَ بِالْأُسَارٰى) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلَا يَنْفَلِتَنَّ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِفِدَاءٍ أَوْ ضَرْبَةِ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب غزوۂ بدر والے دن قیدیوں کو لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے کوئی شخص بھاگنے نہ پائے، مگر فدیہ دے کر، یا گردن اتروا کر۔'' میں (عبد اللہ) نے کہہ دیا: اے اللہ کے رسول! مگر

(٥١٠٩) تخريج: المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، فان فيه على الصواب بين بكير بن عبد الله وبين ابن تِعلى والدَ بكير عبدَ الله بن الاشج وهو مجهول، أخرجه أبوداود: ٢٦٨٧ (انظر: ٢٣٥٩٠)

(٥١١٠) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو عبيدة لم يسمع من ابيه عبد الله بن مسعود، أخرجه الترمذي: ١٧١٤، ٣٠٨٤ (انظر: ٣٦٣٢)

عُنُقِ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِلَّا سُهَيْلُ بْنُ بَيْضَاءَ، فَإِنِّي قَدْ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ الْإِسْلَامَ، قَالَ: فَسَكَتَ، قَالَ: فَمَا رَأَيْتُنِي فِي يَوْمٍ أَخْوَفَ أَنْ تَقَعَ عَلَيَّ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ حَتّٰى قَالَ: ((إِلَّا سُهَيْلُ بْنُ بَيْضَاءَ)) (مسند أحمد: ٣٦٣٢)

سہیل بن بیضا، کیونکہ میں نے اس کو قبولیتِ اسلام کی بات کرتے ہوئے سنا، آپ ﷺ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے، میں نے اس دن اپنے آپ کو دیکھا کہ مجھے اس چیز سے سب سے زیادہ ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ پر آسمان سے پتھر گرنے لگ جائیں، (بس اسی کیفیت میں تھا کہ) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ماسوائے سہیل بن بیضاء کے۔''

فوائد:...... سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ آپ ﷺ نے غصے کی وجہ سے خاموشی اختیار کی ہے، اس لیے وہ خوفزدہ ہو گئے، پھر جب آپ ﷺ نے ان کی رائے سے موافقت کی تو وہ مطمئن ہو گئے۔

(٥١١١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ: ((عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ قَوْمٍ يُقَادُونَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي السَّلَاسِلِ۔)) (مسند أحمد: ٨٠٠٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے ربّ کو ان لوگوں سے تعجب ہوا ہے، جن کو زنجیروں میں جکڑ کر جنت کی طرف لایا جا رہا ہے۔''

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ کچھ لوگوں کو ان کی کفر کی حالت میں قید کیا جائے گا، پھر جب ان کو اسلام کی صحت وحقیقت کا پتہ چلے گا تو وہ بخوشی اسلام قبول کر لیں گے، گویا کہ قید کی مجبوری ان کے اسلام کا سبب بنے گی، لیکن ان کے حق میں اس مجبوری کا انجام جنت کی صورت میں نکلا۔

(٥١١٢)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اسْتَضْحَكَ رَسُولُ اللّٰهِ يَوْمًا فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا يُضْحِكُكَ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ يُسَاقُونَ إِلَى الْجَنَّةِ مُقَرَّنِينَ فِي السَّلَاسِلِ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٥٥٦)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے، کسی نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کس چیز نے آپ کو ہنسا دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ لوگوں کو اس حال میں جنت کی طرف لایا جا رہا ہے کہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔''

(٥١١٣)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْخَنْدَقِ فَأَخَذَ الْكُرْزِينَ فَحَفَرَ بِهِ فَصَادَفَ

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں خندق کھودنے کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ نے کلہاڑا پکڑا اور اس سے کھدائی شروع کی،

(٥١١١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠١٠ (انظر: ٨٠١٣)
(٥١١٢) صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٨٠٨٧، وابوداود في "القدر" (انظر: ٢٢٢٠٣)
(٥١١٣) اسناده ضعيف، الفضيل بن سليمان ليس بالقوى، أخرجه الطبراني: ٥٧٣٣ (انظر: ٢٢٨٦١)

حَجَرًا فَضَحِكَ، قِيلَ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((ضَحِكْتُ مِنْ نَاسٍ يُؤْتَى بِهِمْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فِي النُّكُوْلِ يُسَاقُوْنَ إِلَى الْجَنَّةِ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٢٤٩)

اچانک سامنے پتھر آ گیا، اتنے میں آپ ﷺ ہنس پڑے، کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس چیز نے آپ کو ہنسا دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان لوگوں کی وجہ سے ہنسا ہوں، جن کو بیڑیاں ڈال کر مشرق سے لایا جا رہا ہے اور ان کو جنت کی طرف چلایا جا رہا ہے۔''

فوائد:...... جو قیدی قید کی وجہ سے مشرف باسلام ہو جاتا ہے، اس کے لیے وہ قید اور جنگ کسی نعمتِ عظمی سے کم نہیں ہو گی۔

اس باب میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جو قید سے پہلے قیدی کے اسلام پر دلالت کرے، ہاں اگر کوئی حربی قید سے پہلے خوش دلی سے مسلمان ہو جائے تو وہ آزاد ہو گا اور اس کا تمام مال اس کی ملکیت میں رہے گا، قطع نظر اس سے کہ وہ دار الاسلام میں مسلمان ہوا ہو یا دار الکفر میں۔

بَابُ اَنَّ الْاَسِيْرَ إِذَا اَسْلَمَ لَمْ يَزَلْ مِلْكُ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْهُ وَجَوَازِ اِسْتِرْقَاقِ الْعَرَبِ

مسلمان ہونے والے قیدی کا مسلمانوں کی ملکیت میں ہی رہنے کا اور عربوں کو غلام بنانے کے جواز کا بیان

(٥١١٤)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كَانَتْ ثَقِيفُ حُلَفَاءَ لِبَنِي عُقَيْلٍ، فَأَسَرَتْ ثَقِيفُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَأَسَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ وَأُصِيبَتْ مَعَهُ الْعَضْبَاءُ، فَأَتَى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْوَثَاقِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟۔)) فَقَالَ: بِمَ أَخَذْتَنِي بِمَ أَخَذْتَ سَابِقَةَ الْحَاجِّ؟ إِعْظَامًا لِذٰلِكَ، فَقَالَ: ((أَخَذْتُكَ بِجَرِيرَةِ حُلَفَائِكَ ثَقِيفَ۔)) ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! يَا مُحَمَّدُ!، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بنو ثقیف، بنو عُقیل کے حلیف تھے، بنو ثقیف نے رسول اللہ ﷺ کے دو صحابہ کو قید کر لیا اور آپ ﷺ کے صحابہ نے بنو عقیل کا ایک آدمی گرفتار کر لیا، اس کے ساتھ عَضْبَاء نامی اونٹنی بھی پکڑی گئی، رسول اللہ ﷺ جب اس قیدی کے پاس آئے، جبکہ وہ بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا تو اس نے کہا: اے محمد! اے محمد! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا کیا معاملہ ہے؟'' اس نے کہا: آپ نے مجھے کیوں پکڑا ہے، آپ نے اس اونٹنی کو کیوں پکڑ لیا، جو حاجیوں کے قافلے سے آگے گزر جاتی تھی؟ وہ اس گرفتاری کو بڑا خیال کر رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تجھے تیرے حلیف بنو ثقیف کے جرم میں پکڑا ہے۔'' پھر آپ ﷺ اس سے پھر گئے، لیکن اس نے پھر کہا: اے محمد!

(٥١١٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٤١ (انظر: ١٩٨٩٤)

رَحِيمًا رَفِيقًا، فَأَتَاهُ فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) قَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، قَالَ: ((لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ۔)) ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَنَادَاهُ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَأَتَاهُ، فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) فَقَالَ: إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي وَظَمْآنُ فَاسْقِنِي، قَالَ: ((هٰذِهِ حَاجَتُكَ۔)) قَالَ: فَفُدِيَ بِالرَّجُلَيْنِ۔ (مسند أحمد: ٢٠١٣٦)

اے محمد! چونکہ آپ ﷺ رحم دل اور نرم تھے، اس لیے اس کے پاس آ گئے اور اس سے پوچھا: ''تجھے کیا ہو گیا ہے؟'' اس نے کہا: میں مسلمان ہو گیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو یہ بات اس وقت کرتا، جب تو اپنے معاملے کا مالک اور آزاد تھا تو تو مکمل طور پر کامیاب ہو جاتا۔'' پھر آپ ﷺ چلے گئے، اس نے پھر آواز دی: اے محمد! اے محمد! پس آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ''کیا ہو گیا ہے تجھے؟'' اس نے کہا: جی میں بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلایئے اور میں پیاسا ہوں، مجھے پانی پلایئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیری ضرورت ابھی پوری کر دی جاتی ہے۔'' اس قیدی کے فدیے میں دو آدمی لیے گئے تھے۔

فوائد:...... ''اگر تو یہ بات اس وقت کرتا، جب تو اپنے معاملے کا مالک......'' یعنی اگر وہ قیدی بننے سے پہلے مسلمان ہو جاتا تو اس کو آزاد مسلمان سمجھا جاتا اور وہ کامل فلاح پا جاتا، قیدی ہو جانے کے بعد مسلمان ہونا، ظاہر ہے کہ یہ بھی سعادت ہی ہے، لیکن غلامی برقرار رہے گی۔

(٥١١٥)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: لَمَّا قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَبَايَا بَنِي الْمُصْطَلِقِ، وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ فِي السَّهْمِ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، أَوْ لِابْنِ عَمٍّ لَهُ وَكَاتَبَتْهُ عَلٰى نَفْسِهَا، وَكَانَتْ امْرَأَةً حُلْوَةً مُلَاحَةً لَا يَرَاهَا أَحَدٌ إِلَّا أَخَذَتْ بِنَفْسِهِ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَسْتَعِينُهُ فِي كِتَابَتِهَا، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِي فَكَرِهْتُهَا، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَرٰى مِنْهَا مَا رَأَيْتُ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق کے قیدی تقسیم کیے تو جویریہ بنت حارث، سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئی اور پھر اس نے ان سے مکاتبت بھی کر لی، یہ بڑی ہی خوب رو خاتون تھی، کوئی بھی اسے دیکھتا تو وہ اسے اپنی طرف مائل کر لیتی، پس وہ اپنی مکاتبت میں رسول اللہ ﷺ سے مدد لینے کے لیے آپ ﷺ کے پاس آئی، اللہ کی قسم! جب میں (عائشہ) نے اس کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا تو میں نے اس کے آنے کو ناپسند کیا اور میں جان گئی کہ جو چیز میں دیکھ رہی ہوں، رسول اللہ ﷺ کی نظر بھی اسی چیز پر پڑے گی، پس جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے

(٥١١٥) تخريج: إسناده حسن، أخرجه أبوداود: ٣٩٣١ (انظر: ٢٦٢٦٥)

فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ سَيِّدِ قَوْمِهِ، وَقَدْ أَصَابَنِي مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَمْ يَخْفَ عَلَيْكَ، فَوَقَعْتُ فِي السَّهْمِ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ الشَّمَّاسِ أَوْ لِابْنِ عَمٍّ لَهُ فَكَاتَبْتُهُ عَلَى نَفْسِي، فَجِئْتُكَ أَسْتَعِينُكَ عَلَى كِتَابَتِي، قَالَ: ((فَهَلْ لَكِ فِي خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ؟)) قَالَتْ: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَقْضِي كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ۔)) قَالَتْ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((قَدْ فَعَلْتُ۔)) قَالَتْ: وَخَرَجَ الْخَبَرُ إِلَى النَّاسِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، فَقَالَ النَّاسُ: أَصْهَارُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَرْسَلُوا مَا بِأَيْدِيهِمْ، قَالَتْ: فَلَقَدْ أَعْتَقَ بِتَزْوِيجِهِ إِيَّاهَا مِائَةَ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَمَا أَعْلَمُ امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا۔ (مسند أحمد: ٢٦٨٩٧)

اللہ کے رسول! میں جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار ہوں، میرے باپ اپنی قوم کے سردار ہیں اور میں ایسی آزمائش میں پھنس گئی ہوں کہ اس کا معاملہ آپ پر بھی واضح ہے، میں سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا زاد بھائی حصے میں آئی ہوں اور میں نے ان سے مکاتبت کر لی ہے، اب میں آپ کے پاس آئی ہوں، تاکہ آپ مکاتبت پر میرا تعاون کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں اس سے بہتر چیز کی رغبت ہے؟'' اس نے کہا: جی وہ کیا؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہاری مکاتبت کی قیمت ادا کر کے تم سے شادی کر لیتا ہوں۔'' اس نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق میں نے ایسے ہی کر دیا ہے۔'' اتنے میں لوگوں تک یہ خبر پہنچ گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے، لوگوں نے کہا: بنو مصطلق، رسول اللہ ﷺ کے سسرال بن گئے ہیں، پس اس وجہ سے انھوں نے وہ غلام اور لونڈیاں آزاد کر دیں، جو ان کے ہاتھ میں تھے، سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی اس شادی کی وجہ سے بنو مصطلق کے سو گھرانوں کے افراد کو آزاد کیا گیا، میں ایسی کوئی خاتون نہیں جانتی جو اپنی قوم کے لیے سب سے زیادہ برکت والی ثابت ہوئی ہو، ماسوائے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے۔

فوائد:...... غزوۂ بنی مصطلق کو غزوۂ مریسیع بھی کہتے ہیں، یہ ۵ ھ میں پیش آیا تھا۔
ایک روایت کے مطابق ان سو گھرانوں کے افراد کی تعداد سات سو تھی، بنو مصطلق عرب تھے، جبکہ ان کو قیدی بنایا گیا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ عربوں کو بھی قیدی بنانا درست ہے، دیگر دلائل بھی موجود ہیں، بہر حال عرب اپنی عربیت کی بنا پر قیدی بننے سے مستثنی نہیں ہیں۔
یہ صحابۂ کرام کے دلوں میں گھر کر جانے والی نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کے تقاضے ہیں۔

(٥١١٦)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عمر بن

(٥١١٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان (انظر: ١٢٩)

الْخَطَّابِ ، كَانَ مُسْتَنِدًا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعِنْدَهُ ابْنُ عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ ، فَقَالَ: اعْلَمُوا أَنِّي لَمْ أَقُلْ فِي الْكَلَالَةِ شَيْئًا، وَلَمْ أَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِي أَحَدًا، وَأَنَّهُ مَنْ أَدْرَكَ وَفَاتِي مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ، فَهُوَ حُرٌّ مِنْ مَالِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند أحمد: ١٢٩)

خطاب رضی اللہ عنہ نے (زخمی ہونے کے بعد) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی اور ان کے پاس سیدنا ابن عمر اور سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہما بھی بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سب لوگ جان لو کہ میں نے کلالہ کے بارے میں کوئی رائے نہیں دی، اپنے بعد کسی ایک کو خلیفہ مقرر نہیں کیا اور عرب کے جو قیدی میری ملکیت میں میری وفات پا لیں، وہ اللہ تعالیٰ کے لیے آزاد ہوں گے۔

بَابُ مَا يُفْعَلُ بِالْجَاسُوْسِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا أَوْ حَرْبِيًّا أَوْ ذِمِّيًّا

اس چیز کا بیان کہ جاسوس کے ساتھ کیا کیا جائے، وہ مسلمان ہو یا حربی یا ذمی

(٥١١٧)۔ عَنْ عَلِيِّ ، يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ، فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا۔)) فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ، قَالَتْ: مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ، قُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنَقْلِبَنَّ الثِّيَابَ، قَالَ: فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَخَذْنَا الْكِتَابَ، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَإِذَا فِيهِ: مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلٰى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا حَاطِبُ! مَا هٰذَا؟)) قَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَكَانَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے، سیدنا زبیر اور سیدنا مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور فرمایا: ''تم چلو، یہاں تک کہ روضۂ خاخ تک پہنچ جاؤ، وہاں ایک مسافر خاتون کے پاس ایک خط ہوگا، وہ خط اس سے لے لو۔'' سو ہم چل پڑے، ہمارے گھوڑے دوڑتے گئے، یہاں تک کہ ہم اس روضہ کے پاس پہنچے، وہاں تو واقعی ایک خاتون موجود تھی، ہم نے اس سے کہا: خط نکال دے، اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے، ہم نے کہا: خط نکال دے، وگرنہ ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے، یہ سن کر اس نے اپنے بالوں کی لٹ سے خط نکال دیا، ہم نے وہ لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، اس خط میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: یہ خط حاطب بن ابو بلتعہ کی طرف سے مکہ کے مشرکوں کی طرف ہے، ......۔ وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے بعض امور کی خبر دے رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے حاطب! یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: مجھ پر جلدی نہ کرنا (میں تفصیل بتاتا ہوں)، بات یہ ہے کہ میں معاہدے کی بنا پر قریشیوں سے ملا ہوا تھا اور میں ان

(٥١١٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٠٧، ٤٢٧٤، ٤٨٩٠، ومسلم: ٢٤٩٤ (انظر: ٦٠٠)

مَنْ كَانَ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ أَهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي، وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ۔)) فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٦٠٠)

میں سے نہیں تھا، آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں، ان کی قریشیوں سے رشتہ داریاں ہیں، جن کی وجہ سے وہ مکہ میں ان کے رشتہ داروں کی حفاظت کرتے ہیں، جب میں نے دیکھا کہ قریشیوں سے میرا نسب تو ملتا نہیں ہے، اس لیے میں نے سوچا کہ اگر میں ان پر کوئی ایسا احسان کر دوں کہ جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی بھی حفاظت کریں (اس مقصد کے لیے میں نے یہ کام کیا ہے)، نہ میں نے یہ کاروائی کفر کرتے ہوئے کی، نہ اپنے دین سے مرتد ہوتے ہوئے اور نہ اسلام کے بعد کفر کو پسند کرتے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شان یہ ہے کہ اس آدمی نے تم سے سچ بولا ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: چھوڑیئے مجھے، میں اس منافق کی گردن اتار پھینکوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بدر میں حاضر ہوا تھا، اور تجھے پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف جھانکا اور کہا: آج کے بعد جو چاہو کر گزرو، میں نے تم کو معاف کر دیا ہے۔''

فوائد:...... سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو نبی کریم ﷺ کی تیاری اور آمد کی خبر ارسال کی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان اپنے حکمران کی جاسوس کرے تو اس کی سزا قتل نہیں ہے، ہاں وہ بطورِ سزا تعزیر کا مستحق ہوگا۔

لیکن امام شوکانی نے کہا: قوله ((أنه قد شهد بدرا)) ظاهر هذا أن العلة فى ترك قتله كونه ممن شهد بدرا والا ذلك لكان مستحقا للقتل ففيه متمسك لمن قال أنه يقتل الجاسوس ولو كان من المسلمين۔ ...... آپ ﷺ کا فرمانا کہ ''یہ آدمی بدر میں حاضر ہوا تھا'' اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس صحابی کو قتل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوا تھا، وگرنہ وہ قتل کا مستحق ہوتا، اس میں ان لوگوں کی دلیل ہے، جن کی رائے یہ ہے کہ جاسوس کو قتل کیا جائے گا، اگرچہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ (نیل الاوطار: ۸/۱۱۲)

لیکن ان الفاظ سے واضح طور پر مسلمان جاسوس کا قتل ثابت نہیں ہوتا اور واضح دلیل کے بغیر مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا، جبکہ جن احادیث میں کلمۂ حصر کے ساتھ مرتد، قاتل اور شادی شدہ زانی کے قتل کا ذکر ہے، ان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو قتل کرنے کے لیے واضح ترین دلیل کی ضرورت ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے کے لیے بہت بڑا نقطہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ

نبی کریم ‌ﷺ کی زبانِ اقدس سے جن صحابہ کی پیشگی معافی کا اعلان ہو چکا ہے، ان سے بعد میں ہونے والی خطاؤں کو نظر انداز کر دیا جائے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ اس مغفرت کا اعلان کروا رہا تھا، اس کو پتہ تھا کہ ان نفوسِ قدسیہ میں سے فلاں آدمی سے اس قسم کی غلطی ہو گی۔ دراصل آغوشِ نبوت کی پروردہ ہستیوں کی نیکیوں کو قبول کرنے اور ان کے بشری تقاضوں کو معاف کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ضابطے امتِ مسلمہ کے دوسرے افراد سے مختلف ہیں، ایک مثال درج ذیل ہے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَسُبُّوْا اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِیْ، فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَوْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا، مَا اَدْرَکَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَهُ۔)) …… ''میرے صحابہ میں سے کسی کو برا بھلا مت کہو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو وہ اُن کے خرچ کیے ہوئے ایک مد یا نصف مد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (صحیح بخاری: ۳۶۷۳، صحیح مسلم: ۲۵۴۰)

ایک ''مُدّ'' کا وزن ۵۲۵ گرام ہوتا ہے، نصف مد کا وزن ۲۶۲ گرام ہوا۔ یہ صحابہ کرام ‌رضی اللہ عنہم کی نیکیوں کا معیار ہے کہ احد پہاڑ کے برابر کا سونا ان کی صدقہ کی ہوئی گندم، کھجور اور جو کی اس معمولی مقدار کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

دیکھیں سیدنا حاطب ‌رضی اللہ عنہ، نبی کریم ‌ﷺ کا اتنا بڑا راز فاش کر رہے ہیں اور سیدنا عمر ‌رضی اللہ عنہ نے اس کو بڑی سنجیدگی سے لیتے ہوئے ان کو منافق سمجھ کر واجب القتل سمجھا، لیکن نبی کریم ‌ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ ان کی معافی کا اعلان تو پیشگی ہو چکا ہے۔ سبحان اللہ۔ لہٰذا صحابۂ کرام ‌رضی اللہ عنہم کے بارے میں زبان درازی کی رائے رکھنے والوں کو محتاط رہنا چاہیے اور اپنے نظریوں کی اصلاح کرنی چاہیے۔

(۵۱۱۸)۔ حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْزِلًا فَجَاءَ عَيْنٌ لِلْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَتَصَبَّحُونَ، فَدَعَوْهُ إِلَى طَعَامِهِمْ، فَلَمَّا فَرَغَ الرَّجُلُ رَكِبَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَذَهَبَ مُسْرِعًا لِيُنْذِرَ أَصْحَابَهُ، قَالَ سَلَمَةُ: فَأَدْرَكْتُهُ فَأَنَخْتُ رَاحِلَتَهُ وَضَرَبْتُ عُنُقَهُ، فَغَنَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَلَبَهُ۔ (مسند أحمد: ١٦٦٣٤)

سیدنا سلمہ بن اکوع ‌رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ‌ﷺ نے ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا، اتنے میں مشرکوں کا ایک جاسوس پہنچ گیا، جبکہ آپ ‌ﷺ اور آپ کے صحابہ دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے، صحابۂ کرام نے اس کو کھانے کی طرف بلایا، جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو اپنی سواری پر سوار ہوا اور جلدی سے واپس ہونا شروع کر دیا، دراصل وہ اپنے ساتھیوں کو متنبہ کرنا چاہتا تھا۔ سیدنا سلمہ ‌رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اس کے پیچھے دوڑا اور اس کو پا لیا اور اس کے اونٹ کو بٹھا کر اس کی گردن قلم کر دی، پھر رسول اللہ ‌ﷺ نے اس کا سلب مجھے بطورِ غنیمت دے دیا۔

فوائد: …… یہ غزوۂ ہوازن وغطفان کا واقعہ ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ‌ﷺ نے اس

(۵۱۱۸) تخریج: أخرجه البخاري: ۳۰۵۱، ومسلم: ۱۷۵۴ (انظر: ۱۶۵۱۹)

شخص کے بارے میں حکم دیا: ((أُطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ۔)) ......"اس کو تلاش کر کے قتل کر دو۔"

غیر مسلم جاسوس کو قتل کرنا درست ہے۔

(٥١١٩)۔ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، عَنْ فُرَاتِ بْنِ حَيَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِهِ، وَكَانَ عَيْنًا لِأَبِي سُفْيَانَ وَحَلِيفًا، فَمَرَّ بِحَلْقَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهُ يَزْعُمُ أَنَّهُ مُسْلِمٌ، فَقَالَ: ((إِنَّ مِنْكُمْ رِجَالًا نَكِلُهُمْ إِلَى إِيمَانِهِمْ مِنْهُمْ فُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ۔)) (مسند أحمد: ١٩١٧٣)

سیدنا فرات بن حیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا، وہ ابوسفیان کا جاسوس اور حلیف تھا، بعد میں جب وہ انصاریوں کی ایک مجلس کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا: بیشک میں تو مسلمان ہوں، جب انصار نے رسول اللہ ﷺ کو بتلایا کہ وہ تو کہتا ہے کہ وہ مسلمان ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بیشک تم میں بعض افراد ایسے ہیں کہ ہم ان کو ان کے ایمان کے سپرد کرتے ہیں، ان میں سے ایک فرات بن حیان بھی ہے۔"

فوائد:...... غزوۂ خندق کے موقع پر آپ ﷺ نے سیدنا فرات رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا، پھر یہ مسلمان ہو گئے تھے اور بہترین مسلمان بن گئے تھے، بعد میں انھوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ تمام غزووں میں شرکت کی، جب آپ ﷺ وفات پا گئے تو انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

بَابُ أَنَّ عَبْدَ الْكَافِرِ إِذَا خَرَجَ إِلَيْنَا مُسْلِمًا فَهُوَ حُرٌّ

اس چیز کا بیان کہ جب کافر کا غلام مسلمان ہو کر ہمارے پاس آ جائے تو وہ آزاد ہو گا

(٥١٢٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعْتِقُ مَنْ جَاءَهُ مِنَ الْعَبِيدِ قَبْلَ مَوَالِيهِمْ إِذَا أَسْلَمُوا، وَقَدْ أَعْتَقَ يَوْمَ الطَّائِفِ رَجُلَيْنِ۔ (مسند أحمد: ٢١١١)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو غلام اپنے مالکوں سے پہلے مسلمان ہو کر نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ جاتے تھے، آپ ﷺ ان کو آزاد کر دیتے تھے، آپ ﷺ نے طائف والے دن اس طرح کے دو آدمیوں کو آزاد کیا تھا۔

(٥١٢١) :(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: حَاصَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَهْلَ الطَّائِفِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ عَبْدَانِ فَأَعْتَقَهُمَا، أَحَدُهُمَا أَبُو بَكْرَةَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْتِقُ الْعَبِيدَ إِذَا

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کر لیا، ان کے دو غلام آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا، ان میں سے ایک سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ویسے جب بھی غلام مسلمان ہو کر آپ ﷺ کے پاس آتے

(٥١١٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ٢٦٥٢ (انظر: ١٨٩٦٥)

(٥١٢٠) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٢/ ٥١١، وابويعلى: ٢٥٦٤، والطبرانى: ١٢٠٧٩، والدارمى: ٢٥٠٨ (انظر: ٢١١١)

خَرَجُوا إِلَيْهِ۔ (مسند أحمد: ۲۱۷٦)

تھے تو آپ ﷺ ان کو آزاد کر دیتے تھے۔

(۵۱۲۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ): قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الطَّائِفِ: ((مَنْ خَرَجَ إِلَيْنَا مِنَ الْعَبِيدِ فَهُوَ حُرٌّ۔)) فَخَرَجَ عَبِيدٌ مِنَ الْعَبِيدِ فِيهِمْ أَبُو بَكْرَةَ، فَأَعْتَقَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ۲۲۲۹)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے طائف والے دن فرمایا: ''جو غلام ہمارے پاس آ جائیں گے، وہ آزاد ہوں گے۔'' پھر ابوبکرہ سمیت کچھ غلام آپ ﷺ کے پاس آ گئے، آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا۔

(۵۱۲۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ رَابِعٍ) قَالَ: أَعْتَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الطَّائِفِ مَنْ خَرَجَ إِلَيْهِ مِنْ عَبِيْدِ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (مسند أحمد: ۱۹۵۹)

(چوتھی سند) راوی کہتے ہیں: طائف والے دن مشرکوں کے جو غلام نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے، آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا تھا۔

فوائد:...... دیگر احادیث بھی موجود ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی کافر کا غلام مسلمان ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا، لیکن ذہن نشین رہے کہ اگر مالک اپنے غلام سے پہلے مسلمان ہو جائے اور پھر غلام مسلمان ہو تو غلام کو مالک کی صرف لوٹا دیا جائے گا، کیونکہ مالک نے قبولیت اسلام کے ذریعے اپنا مال محفوظ کر لیا اور اس کا غلام بھی اس کا مالک ہے۔

بَابُ أَنَّ الْحَرْبِيَّ إِذَا أَسْلَمَ قَبْلَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهِ أَحْرَزَ أَمْوَالَهُ وَحُكْمِ الْأَرْضِيْنَ الْمَغْنُوْمَةِ

اس چیز کا بیان کہ اگر حربی قابو میں آنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو اپنے مال کو بچا لے گا، نیز غنیمت والی زمین کا حکم

(۵۱۲٤)۔ عَنْ صَخْرِ بْنِ عَيْلَةَ، أَنَّ قَوْمًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ فَرُّوْا عَنْ أَرْضِهِمْ حِينَ جَاءَ الْإِسْلَامُ، فَأَخَذْتُهَا فَأَسْلَمُوا فَخَاصَمُونِي فِيهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّهَا عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: ((إِذَا أَسْلَمَ الرَّجُلُ فَهُوَ أَحَقُّ بِأَرْضِهِ وَمَالِهِ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۹۸۵)

سیدنا صخر بن عیلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اسلام آیا تو بنو سلیم کے کچھ لوگ اپنی زمین سے بھاگ گئے، میں نے ان کی زمین پر قبضہ کر لیا، جب وہ مسلمان ہو گئے تو وہ یہ جھگڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے، آپ ﷺ نے وہ زمین ان کو لوٹا دی اور فرمایا: ''جب آدمی مسلمان ہو جاتا ہے تو وہی اپنی زمین اور مال کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔''

(۵۱۲۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۵۱۲۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۵۱۲۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۵۱۲٤) اسناده ضعيف، فقد اختلف فيه على ابان بن عبد الله البجلي، أخرجه أبوداود: ۳۰٦۷ (انظر: ۱۸۷۷۸)

(٥١٢٥)۔ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَهُمْ مَا أَسْلَمُوا عَلَيْهِ مِنْ أَرَضِيهِمْ وَرَقِيقِهِمْ وَمَاشِيَتِهِمْ، وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ فِيهِ إِلَّا الصَّدَقَةُ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٤٠٨)

سیدہ بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین، غلام اور مویشی وغیرہ سمیت وہ لوگ جس چیز پر ایمان لائے ہیں، وہ ان ہی کی ہوگی، ان کے ان مالوں میں صرف زکوۃ فرض ہوگی۔''

فوائد:...... یہ احادیث تو ضعیف ہیں، لیکن مسئلہ ایسے ہی ہے کہ اگر جنگی دشمن پکڑے جانے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو وہ اپنا مال بچالے گا، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)). .... ''مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، جب وہ ایسا کریں گے تو اپنے خون اور مال مجھ سے بچالیں گے، مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔'' (صحیح بخاری: ۲۵، صحیح مسلم: ۲۲)

جس مسلمان کا اس باب میں ذکر ہو رہا ہے، یہ عام حدیث اس کو شامل ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ باب قائم کیا: بَابُ إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَلَهُمْ مَالٌ وَأَرْضُونَ فَهِيَ لَهُمْ (اس چیز کا بیان کہ جب لوگ دار الحرب میں مسلمان ہوں گے، جبکہ ان کے مال اور زمینیں ہوں گی تو یہ ان ہی کی رہیں گی) پھر امام صاحب نے اس باب میں جو احادیث (۳۰۵۸، ۳۰۵۹) بیان کیں، وہ اس لائق ہیں کہ ان کو پڑھا جائے اور وجۂ استدلال کو سمجھا جائے۔

(٥١٢٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا قَرْيَةٍ أَتَيْتُمُوهَا فَأَقَمْتُمْ فِيهَا فَسَهْمُكُمْ فِيهَا، وَأَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ خُمُسَهَا لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ)) (مسند أحمد: ٨٢٠٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بستی میں تم آئے اور (اس بستی والوں سے مال پر مصالحت کر کے) وہاں قیام کیا تو تمہارے لیے تمہارا وہی حصہ ہوگا، لیکن جس بستی والوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (اور تم نے ان سے لڑائی کر کے فتح حاصل کر لی تو ان کا مال غنیمت ہوگا اور) اس کا خُمس اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوگا اور باقی سارا تم کو مل جائے گا۔''

فوائد:...... حدیثِ مبارکہ کے پہلے حصے کا مفہوم یہ ہے کہ جتنے مال پر مصالحت ہوگی، وہ تمہارا حق ہوگا اور

(٥١٢٥) تخريج: اسناده ضعيف، فيه ليث بن ابى سليم، وهو ضعيف سيىء الحفظ، أخرجه الطبرانى فى "الاوسط": ٥٠٧٠، والبزار: ٨٧٧، والبيهقى: ٤/ ١٣٢ (انظر: ٢٣٠٢٠)

(٥١٢٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٥٦ (انظر: ٨٢١٦)

دوسرے حصے میں مالِ غنیمت کا ذکر ہے۔

(٥١٢٧)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَئِنْ عِشْتُ إِلَى هٰذَا الْعَامِ الْمُقْبِلِ لَا يُفْتَحُ لِلنَّاسِ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَهُمْ، كَمَا قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ۔ (مسند أحمد: ٢١٣)

اسلم سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو لوگوں کے لیے جو بستی بھی فتح ہوگی، میں اس کو ان کے درمیان تقسیم کر دوں گا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔

(٥١٢٨)۔ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَدْرَكَهُمْ يَذْكُرُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ، وَصَارَتْ خَيْبَرُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمِينَ، ضَعُفُوا عَنْ عَمَلِهَا، فَدَفَعُوهَا إِلَى الْيَهُودِ، يَقُومُونَ عَلَيْهَا وَيُنْفِقُونَ عَلَيْهَا عَلَى أَنَّ لَهُمْ نِصْفَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا، جَمَعَ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ سَهْمٍ، فَجَعَلَ نِصْفَ ذٰلِكَ كُلِّهِ لِلْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ فِي ذٰلِكَ النِّصْفِ سِهَامُ الْمُسْلِمِينَ، وَسَهْمُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَعَهَا، وَجَعَلَ النِّصْفَ الْآخَرَ لِمَنْ يَنْزِلُ بِهِ مِنَ الْوُفُودِ وَالْأُمُورِ وَنَوَائِبِ النَّاسِ۔ (مسند أحمد: ١٦٥٣٠)

بُشیر بن یسار سے مروی ہے کہ انھوں نے اصحابِ رسول میں سے بعض افراد کو اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے پایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا اور خیبر رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ملکیت ہو گیا، جبکہ مسلمان اس سرزمین کا سارا کام کاج کرنے سے عاجز تھے، تو انھوں نے اس کو یہودیوں کے ہی سپرد کر دیا کہ وہی اس کی ذمہ داری ادا کریں گے اور اس پر خرچ کریں گے، اس کے عوض ان کو نصف پیداوار ملے گی، رسول اللہ ﷺ نے اس کو چھتیس حصوں پر تقسیم کیا، ہر حصہ سو حصوں پر مشتمل تھا، خیبر کی زمین سے جو حصہ آپ ﷺ کو ملتا تھا، آپ ﷺ اس کے نصف کو مسلمانوں میں اس طرح تقسیم کر دیتے تھے کہ اس میں مسلمانوں کے حصے بھی ہوتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی، باقی نصف کو آپ ﷺ وفود، امور اور لوگوں کے دوسرے حوادث و مہمات میں خرچ کرتے تھے۔

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ نصف خیبر بزور فتح ہوا اور نصف صلحاً، اس لیے آپ ﷺ نے نصف خیبر کا مال بطورِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا، اس میں آپ ﷺ کا خاص حصہ اور خُمس بھی شامل تھا، اور باقی صلحاً فتح ہونے والے نصف سے حاصل ہونے والے مال کو مسلمانوں کی خاص اور عام مصالح کے لیے وقف کر دیا۔

(٥١٢٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٢٣٥ (انظر: ٢١٣)

(٥١٢٨) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبو داود: ٣٠١٠، ٣٠١١، ٣٠١٢ (انظر: ١٦٤١٧)

(٥١٢٩)۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ وَهْبٍ الْخَوْلَانِيِّ، يَقُولُ: لَمَّا افْتَتَحْنَا مِصْرَ بِغَيْرِ عَهْدٍ، قَامَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ فَقَالَ: يَا عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ! اقْسِمْهَا، فَقَالَ عَمْرٌو: لَا أَقْسِمُهَا، فَقَالَ الزُّبَيْرُ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ: وَاللّٰهِ! لَتَقْسِمَنَّهَا كَمَا قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ، قَالَ عَمْرٌو: وَاللّٰهِ! لَا أَقْسِمُهَا حَتّٰى أَكْتُبَ إِلٰى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَكَتَبَ إِلٰى عُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ: أَنْ أَقِرَّهَا حَتّٰى يَغْزُوَ مِنْهَا حَبَلُ الْحَبَلَةِ۔ (مسند أحمد: ١٤٢٤)

سفیان بن وہب خولانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم بغیر کسی معاہدے کے مصر فتح کر لیا تو سیدنا زبیر بن عوام ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے عمرو بن عاص! اس کو تقسیم کرو، لیکن انھوں نے کہا: میں اس کو تقسیم نہیں کروں گا، سیدنا زبیر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! تم ہر صورت میں اس کو ایسے ہی تقسیم کرو گے، جیسے رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا تھا، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس کو اس وقت تک تقسیم نہیں کروں گا، جب تک اس کی تفصیل لکھ کر امیر المومنین کو نہیں بھیج دوں گا، پھر انھوں سیدنا عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کو خط لکھا اور امیر المومنین نے جوابی تحریر میں یہ حکم دیا: اس کو ایسے برقرار رکھو، یہاں تک کہ حاملہ خواتین کے حمل کے بچے جہاد کریں۔

فوائد: …… سیدنا زبیر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کا خیال تھا کہ یہ مصر بزور فتح ہوا ہے، جبکہ سیدنا عمرو ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کی رائے یہ تھی کہ یہ صلحاً فتح ہوا ہے۔ ابن اثیر نے "النهاية: ١/ ٣٣٤" میں کہا: ''حاملہ خواتین کے حمل کے بچے جہاد کریں'' اس سے مراد یہ ہے کہ وہاں مسلمانوں کی بہت زیادہ اولاد ہوگی۔

مالِ غنیمت اور مالِ فے کی تقسیم کی تفصیل گزر چکی ہے، مفتوحہ زمین کا حکم بھی وہی ہے کہ وہ مجاہدین کا ہی حق ہے، الا یہ کہ امام کسی بڑی مصلحت کی وجہ اس کو تقسیم نہ کرے، اس باب میں مذکورہ احادیث کے علاوہ بھی دلائل موجود ہیں، امام احمد ‌رحمہ ‌اللہ کی رائے یہی ہے کہ حاکم کو اختیار ہے، اگر زمین کی تقسیم میں بہتری سمجھے تو اسے تقسیم کر دے، اگر مسلمانوں کی جماعت کے لیے وقف میں مصلحت سمجھے تو اسے وقف کر دے اور اگر بعض کو چھوڑ کر بعض کو تقسیم کرنا چاہے تو یہ بھی درست ہے، کیونکہ یہ تینوں قسمیں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں:

(۱) آپ ﷺ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کی زمین تقسیم کر دی۔

(۲) مکہ مکرمہ کی زمین تقسیم نہیں کی۔

(۳) اور خیبر کی کچھ زمین تقسیم کر دی اور کچھ تمام مسلمانوں کے لیے وقف کر دی۔

(٥١٢٩) اسناده ضعيف لجهالة الرجل الذي لم يسم، وعبد الله بن المغيرة لم يوثقه غير ابن حبان (انظر: ١٤٢٤)

اَبْوَابُ الْاَمَانِ وَالصُّلْحِ وَالْمُهَادَنَةِ

امان، صلح اور عارضی جنگ بندی کے ابواب

تَحْرِيْمُ الدَّمِ بِالْاَمَانِ وَصِحَّتُهُ مِنَ الْوَاحِدِ ذَكَرًا كَانَ اَمْ اُنْثٰى

امان کی وجہ سے خون کی حرمت کا ثابت ہو جانا اور ایک آدمی کی امان کا معتبر ہونا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت

(۵۱۳۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((مَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ۔)) (مسند أحمد: ۷۹۰۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن فرمایا: ''جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا، وہ امن والا ہو گا اور جو ابو سفیان کے گھر داخل ہو گا، اسے بھی امان حاصل ہو گی۔''

فوائد:...... یہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو عطا کیا گیا شرف تھا۔

(۵۱۳۱)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، وَيَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ، اَلَا لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهِ۔)) (مسند أحمد: ۹۵۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب مومنوں کے خون برابر ہیں، ادنی مؤمن بھی امان دے سکے گا، وہ سب اپنے غیروں پر ایک ہاتھ کی مانند ہیں، خبردار! مومن کو کافر کے بدلے اور ذمی کو اس کے معاہدے کے زمانے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔''

فوائد:...... معاشرے کے افراد اعلی ہوں یا ادنی، سب کے خون کی حیثیت برابر کی ہوگی، جاہلیت کے قوانین کے مطابق کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔ اگر کوئی مؤمن، خواہ وہ عورت یا مرد یا اعلی یا ادنی، کسی کافر کو پناہ دے دے تو سب مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ وہ اس کی پناہ کا احترام کریں۔

(۵۱۳۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۸۰ (انظر: ۷۹۲۲)

(۵۱۳۱) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابوداود: ۲۰۳۵، ۴۵۳۰، والنسائی: ۸/ ۲۴ (انظر: ۹۵۹)

''وہ سب اپنے غیروں پر ایک ہاتھ کی مانند ہیں''یعنی تمام مسلمان کفر کے مقابلے میں ایک جماعت اور ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ موجود دور کی ملکوں اور قوموں کی تقسیم نے اسلام کے اس قانون کو بڑا متاثر کیا ہے، اب مسلمانوں کے دو ملکوں کے تعلقات میں اتنی کشیدگی آ جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف کافروں کی مدد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک مسلم مملکت، مسلمانوں کے ہی دوسرے ملک پر کافروں کے حملے کے لیے راہیں ہموار کر رہی ہوتی ہے، ان ہی مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ نے ایک ہاتھ قرار دیا تھا۔

(٥١٣٢)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((ذِمَّةُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاحِدَةٌ یَسْعٰی بِهَا اَدْنَاهُمْ، فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ، لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَدْلًا وَلَا صَرْفًا)) (مسند أحمد: ٩١٦٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کی امان ایک ہے، ادنی مسلمان بھی وہ امان دے سکتا ہے، جس نے کسی مسلمان کی امان کو توڑ دیا، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی اور اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی فرضی عبادت قبول کرے گا نہ نفلی۔''

(٥١٣٣)۔ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّیْرِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَتَبَ لِبَنِیْ زُهَیْرِ بْنِ اُقَیْشٍ ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِبَنِیْ زُهَیْرِ بْنِ اُقَیْشٍ اَنَّكُمْ اِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ، وَاَدَّیْتُمُ الزَّكَاةَ، وَاَعْطَیْتُمْ مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَسَهْمَ النَّبِیِّ، وَالصَّفِیَّ فَاَنْتُمْ آمِنُوْنَ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاَمَانِ رَسُوْلِهِ)) اَلْحَدِیْثَ۔ (مسند أحمد: ٢١٠٢٠)

سیدنا یزید بن عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنو زہیر بن اُقیش کی طرف یہ پیغام لکھا تھا: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنو زہیر بن اقیش کو لکھا گیا ہے، اگر تم لوگ نماز ادا کرتے رہے، زکوۃ دیتے رہے، غنیمتوں میں سے خمس، اپنے نبی کا حصہ اور منتخب حصہ دیتے رہے تو تم اللہ کی امان اور اس کے رسول کی امان کے ساتھ با امن رہو گے۔''

فوائد:...... ''اَلصَّفِیّ'' (منتخب و چیدہ حصہ): مالِ غنیمت کا وہ حصہ جو آپ ﷺ قبل از تقسیم اپنے لیے مقرر کر لیتے تھے، پچھلے ابواب میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(٥١٣٤)۔ عَنْ أَبِی أُمَامَةَ، قَالَ: أَجَارَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ رَجُلًا، وَعَلٰی

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان آدمی نے کسی شخص کو پناہ دے دی، اس لشکر کے امیر سیدنا ابو عبیدہ بن

(٥١٣٢) تخریج: أخرجه مسلم: ١٥٠٨ (انظر: ٩١٧٣)

(٥١٣٣) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ٢٩٩٩ (انظر: ٢٠٧٤٠)

(٥١٣٤) تخریج: حسن لغیره، أخرجه البزار: ١٧٢٧، وابویعلی: ٨٧٦، ٨٧٧ (انظر: ١٦٩٥)

الْجَيْشِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: لَا نُجِيرُهُ، وَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: نُجِيرُهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يُجِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَحَدُهُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٦٩٥)

جراح رضی اللہ عنہ تھے، سیدنا خالد بن ولید اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم اس کو پناہ نہیں دیں گے، لیکن سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اس کو پناہ دیں گے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''کوئی ایک مسلمان تمام مسلمانوں پر پناہ دے سکتا ہے۔''

(٥١٣٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يُجِيرُ عَلَى أُمَّتِي أَدْنَاهُمْ۔)) (مسند أحمد: ٨٧٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ادنی مسلمان بھی میری امت پر پناہ دے سکتا ہے۔''

(٥١٣٦)۔ عَنْ أَبِي مُرَّةَ، مَوْلَى فَاخِتَةَ أُمِّ هَانِئٍ، عَنْ فَاخِتَةَ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ، أَجَرْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَحْمَائِي، فَأَدْخَلْتُهُمَا بَيْتًا وَأَغْلَقْتُ عَلَيْهِمَا بَابًا، فَجَاءَ ابْنُ أُمِّي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَتَفَلَّتَ عَلَيْهِمَا بِالسَّيْفِ، قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَجِدْهُ، وَوَجَدْتُ فَاطِمَةَ فَكَانَتْ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ زَوْجِهَا، قَالَتْ: فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْغُبَارِ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((يَا أُمَّ هَانِئٍ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ، وَأَمَّنَّا مَنْ أَمَّنْتِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٤٤٥)

سیدہ ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: فتح مکہ والے دن میں نے اپنے دو سسرالی رشتہ داروں کو پناہ دی اور ان کو گھر میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا، میری اپنی ماں کا بیٹا سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر تلوار سونت لی، میں نبی کریم ﷺ کے پاس گئی، لیکن آپ ﷺ مجھے نہ مل سکے، البتہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں، لیکن وہ میرے معاملے میں مجھ پر اپنے خاوند سے بھی زیادہ سختی کرنے والی تھیں، اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، جبکہ آپ ﷺ پر گرد و غبار کا اثر تھا، جب میں نے اپنی بات آپ ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام ہانی! جن کو تو نے پناہ دی، ہم نے بھی ان کو پناہ دی اور جن کو تو نے امن دیا، ہم نے بھی ان کو امن دے دیا۔

فوائد:...... اس باب میں جہاں معاہدے کی پاسداری کو ضروری قرار دیا، وہاں مسلمان کی بحیثیتِ مسلمان عظمت کا اندازہ لگائیں کہ اگر کوئی ادنی مسلمان کسی کافر کو پناہ دے دیتا ہے تو پوری امت پر فرض ہو گا کہ وہ اس امان کا پاس ولحاظ رکھے۔

(٥١٣٥) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ١٥٧٩ (انظر: ٨٧٨٠)

(٥١٣٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٠، ٣٥٧، ٣١٧١، ٦١٥٨، ومسلم: ٣٣٦ (انظر: ٢٦٩٠٦)

بَابُ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَعَدْمِ الْغَدْرِ بِمَنْ عِنْدَهُ اَمَانٌ

معاہدہ پورا کرنے اور امان والے آدمی سے دھوکہ نہ کرنے کا بیان

(٥١٣٧)۔ عن حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: مَا مَنَعَنِي أَنْ أَشْهَدَ بَدْرًا إِلَّا أَنِّي خَرَجْتُ، أَنَا وَأَبِي حُسَيْلٌ فَأَخَذَنَا كُفَّارُ قُرَيْشٍ، فَقَالُوْا: إِنَّكُمْ تُرِيدُونَ مُحَمَّدًا، قُلْنَا: مَا نُرِيدُ إِلَّا الْمَدِينَةَ، فَأَخَذُوا مِنَّا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ لَنَنْصَرِفَنَّ إِلَى الْمَدِينَةِ وَلَا نُقَاتِلُ مَعَهُ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: ((انْصَرِفَا نَفِي بِعَهْدِهِمْ وَنَسْتَعِينُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٧٤٦)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے غزوۂ بدر میں شرکت کرنے سے روکنے والی چیز یہ تھی کہ میں اور میرے باپ سیدنا حُسَیل رضی اللہ عنہ نکلے، لیکن کفار قریش نے ہم کو پکڑ لیا اور انھوں نے کہا: بیشک تم محمد (ﷺ) کے پاس جانا چاہتے ہو، ہم نے کہا: ہم تو صرف مدینہ جا رہے ہیں، پھر انھوں نے ہم سے اللہ تعالیٰ کا عہد اور پکا وعدہ لیا کہ ہم واقعی مدینہ جائیں گے اور آپ ﷺ کے ساتھ مل کر قتال نہیں کریں گے، پس جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ کو واقعہ کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب تم چلے جاؤ، ہم ان سے کیے گئے تمہارے معاہدے کو پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔“

فوائد:...... سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ نے اپنی اور اپنے صحابہ کی ذات کو بدعہدی جیسے مذموم صفت سے دور رکھنے کے لیے ان صحابہ کو وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا، وگرنہ اس صورت اس معاہدے کی پاسداری ضروری نہیں تھی۔

(٥١٣٨)۔ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: كَانَ مُعَاوِيَةُ يَسِيرُ بِأَرْضِ الرُّومِ، وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ أَمَدٌ، فَأَرَادَ أَنْ يَدْنُوَ مِنْهُمْ، فَإِذَا انْقَضَى الْأَمَدُ غَزَاهُمْ، فَإِذَا شَيْخٌ عَلَى دَابَّةٍ يَقُولُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عُقْدَةً وَلَا يَشُدَّهَا حَتّٰى يَنْقَضِيَ أَمَدُهَا أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ۔)) فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ فَرَجَعَ وَإِذَا

سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ روم کی سرزمین میں چل رہے تھے، جبکہ اُن کے اور اِن کے مابین معاہدہ تھا، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ ان کے قریب ہو جائیں، تاکہ جب عہد کی مدت ختم ہو ان پر حملہ کر دیا جائے، لیکن ایک بزرگ، جو کسی چوپائے پر سوار تھا، نے کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، عہد پورا کیجیے، عہد شکنی مت کیجیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کسی آدمی نے کسی قوم سے کوئی عہد کیا ہو تو وہ نہ عہد شکنی کرے اور نہ اس کو مضبوط کرے، یہاں تک کہ مدت ختم ہو جائے یا (ان سے دھوکے کے ڈر کی وجہ سے) انھیں معاہدہ

(٥١٣٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٨٧ (انظر: ٢٣٣٥٤)

(٥١٣٨) تخريج: حديث صحيح بشاهده، أخرجه أبوداود: ٢٧٥٩، والترمذي: ١٥٨٠ (انظر: ١٧٠١٥)

الشَّيْخُ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ۔ (مسند أحمد: ۱۷۱٤٠)

توڑنے کی خبر دے (تاکہ مدمقابل بھی عہد توڑنے میں) اس کے برابر ہو جائے۔'' جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ لوٹ گئے، یہ بزرگ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد:...... مذکورہ حدیث میں عہد و پیمان کی مدت تو پوری ہو چکی تھی، دراصل بات یہ ہے کہ جب رومیوں سے معاہدہ طے ہوا تھا، اس وقت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ملک میں تھے۔ جب اس معاہدے کی مدت ختم ہوگی تو اس وقت بھی ان کو اپنے ملک میں ہی ہونا چاہئے تھا، نہ کہ وہ معاہدے کی مدت میں روم کے قریب پہنچ جائیں اور جونہی مدت ختم ہو تو ان پر چڑھائی کر دی جائے۔ ماحصل یہ ہے کہ جب معاہدے کی مدت ختم ہو تو دونوں فریق اپنے اپنے ممالک میں ہوں، پھر نئی پالیسی پر عمل کیا جائے۔ (ماخوذ از تحفۃ الاحوذی)

(۵۱۳۹)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: بَعَثَتْنِي قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَقَعَ فِي قَلْبِي الْإِسْلَامُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ، قَالَ: ((إِنِّي لَا أَخِيسُ بِالْعَهْدِ، وَلَا أَحْبِسُ الْبُرُدَ، وَارْجِعْ إِلَيْهِمْ، فَإِنْ كَانَ فِي قَلْبِكَ الَّذِي فِيهِ الْآنَ فَارْجِعْ۔)) قَالَ بُكَيْرٌ: وَأَخْبَرَنِي الْحَسَنُ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ كَانَ قِبْطِيًّا۔ (مسند أحمد: ۲٤۳۵۸)

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: قریشیوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا، جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام داخل ہو گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان کی طرف نہیں لوٹوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہ معاہدہ توڑتا ہوں اور نہ قاصدوں کو روکتا ہوں، تو اب ان کی طرف لوٹ جا، اگر تیرے دل میں وہ خیال رہا جو اب ہے تو لوٹ آنا۔'' بکیر راوی کہتے ہیں: حسن نے مجھے بتلایا کہ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ قبطی تھے۔

فوائد:...... اسلام سے متأثر ہو جانے والے قاصدوں کو نہ روکنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ ان کو کفر اور ارتداد کی طرف واپس لوٹا رہے ہیں، بلکہ قاصد کا واپس جانے کے باوجود اسلام پر برقرار رہنا ممکن ہے۔ مسند احمد کی دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ بعد میں واقعی رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آئے تھے اور اسلام قبول کر لیا تھا، اگر ایسے مقام پر مسلمان ہو جانے والے قاصدوں کو روک لیا جائے تو اس سے پیغام رسانی اور قاصدیت کا نظام متاثر ہوگا اور قاصدوں کے بارے میں کسی سے دھوکہ کرنے کا امکان پیدا ہو جائے گا۔

یہ اقوامِ عالَم کو ڈیل کرنے والے اسلام کے قوانین ہیں، اسلام صرف چند عبادات و رسومات کا مجموعہ نہیں ہے، یہ صدیق و فاروق جیسے عظیم المرتبت لوگوں کا مذہب ہے، جو عبادت گزار بھی بہت بڑے تھے، لیکن قیصر و کسریٰ کے جبر و تسلط

(۵۱۳۹) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ۲۷۵۸ (انظر: ۲۳۸۵۷)

(۵۱۳۹) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ۲۷۵۸ (انظر: ۲۳۸۵۷)

کو توڑ کر دنیا میں عدل و انصاف کو عام کر دینے والے حکمران بھی تھے، وہ شریعتِ مطہرہ کی تعلیمات کی پاسداری کرنے والے بھی تھے اور قانون ساز بھی تھے۔

(٥١٤٠)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا قَالَ: ((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ۔)) (مسند أحمد: ١٢٥٩٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جب بھی ہم سے خطاب کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کا کوئی ایمان نہیں، جو امانت پوری نہیں کرتا اور اس آدمی کا کوئی دین نہیں، جس میں معاہدے کی پاسداری نہیں۔''

(٥١٤١)۔ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدَةً بِغَيْرِ حِلِّهَا، حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ اَنْ يَّجِدَ رِيْحَهَا۔)) (مسند أحمد: ٢٠٦٦٨)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بغیر کسی حق کے ذمی کو قتل کر دیا، اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو اس طرح حرام کر دے گا کہ وہ اس کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا۔''

(٥١٤٢)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِيْ خُطْبَتِهِ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ اِلَى الْكَعْبَةِ: ((لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهِ۔)) (مسند أحمد: ٦٦٩٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ایک خطاب میں فرمایا، جبکہ آپ ﷺ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''مسلمان کو کافر کے بدلے اور ذمی کو اس کے عہد میں قتل نہیں کیا جائے گا۔''

فــوائــد:...... ذمی اس شخص کو کہتے ہیں جس سے معاہدہ کر کے اس کے جان و مال، عزت و آبرو اور مذہب کی حفاظت کا ذمہ لیا گیا ہو۔

(٥١٤٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ يَقُوْلُ: ((يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا غَدْرَةَ اَعْظَمُ مِنْ غَدْرَةِ اِمَامِ عَامَّةٍ۔)) (مسند أحمد: ٥٣٧٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس فرمایا تھا: ''روزِ قیامت ہر دھوکہ باز کے لیے جھنڈا گاڑھا جائے گا اور عوام کے حکمران کے دھوکے سے بڑا دھوکہ کوئی نہیں ہے۔''

(٥١٤٠) تخريج: حديث حسن (انظر: ١٢٥٦٧)
(٥١٤١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٢٧٦٠، والنسائي: ٨/ ٢٥ (انظر: ٢٠٣٩٧)
(٥١٤٢) تخريج: صحيح، أخرجه أبوداود: ٤٥٠٦، وابن ماجه: ٢٦٥٩ (انظر: ٦٦٩٠)
(٥١٤٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٧٧، ومسلم: ١٧٣٥ (انظر: ٥٣٧٨)

فوائد:...... غدر اور دھوکہ مطلق طور پر حرام ہے، بالخصوص اس وقت اس کی حرمت بڑھ جاتی ہے، جب حکمران اس جرم میں ملوث ہو جائے، کیونکہ اس کے ضرر سے خلق کثیر متأثر ہو سکتی ہے۔

(٥١٤٤)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوُہٗ۔ (مسند أحمد: ١١٣٧١)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(٥١٤٥)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُعْرَفُ بِهِ)) (مسند أحمد: ١٢٤٧٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ہر دھوکہ باز کے لیے ایک جھنڈا ہوگا، اس کے ذریعے اس کو پہچانا جائے گا۔''

(٥١٤٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ وَیُقَالُ هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ۔)) (مسند أحمد: ٣٩٥٩)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دھوکے باز کا ایک جھنڈا ہوگا اور ساتھ کہا جائے گا کہ یہ فلاں کا دھوکہ ہے۔''

فوائد:...... اس جھنڈے کی کیفیت کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے، بہر حال ہر جھنڈے سے حشر والوں کو یہ علم ہو جائے کہ وہ فلاں قسم کا دھوکے باز ہے۔

بَابُ مُوَادَعَةِ الْمُشْرِکِیْنَ وَمُصَالَحَتِهِمْ بِالْمَالِ وَغَیْرِهٖ
مشرکوں سے عام صلح کرنے یا مال وغیرہ کے عوض صلح کرنے کا بیان

(٥١٤٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَی الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰی خَیْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْیَهُوْدِ مِنْهَا، وَکَانَتِ الْأَرْضُ حِیْنَ ظَهَرَ عَلَیْهَا لِلّٰهِ تَعَالٰی وَلِرَسُوْلِهٖ ﷺ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ، فَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْیَهُوْدِ مِنْهَا، فَسَأَلَتِ الْیَهُوْدُ رَسُوْلَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سرزمین حجاز سے یہود ونصاری کو جلاوطن کیا، اور جب رسول اللہ ﷺ خیبر پر غالب آ گئے تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو وہاں سے نکالنے کا ارادہ کیا تھا، جب آپ ﷺ غالب آ گئے تھے تو وہ زمین اللہ تعالی، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ہو گئی تھی، بہر حال جب آپ ﷺ نے ان کو وہاں سے نکالنے کا ارادہ کیا تو یہودیوں نے آپ ﷺ نے یہ

(٥١٤٤) تخریج: أخرجه مسلم: ١٧٣٨ (انظر: ١١٣٥١)
(٥١٤٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٣١٨٧، ومسلم: ١٧٣٧ (انظر: ١٢٤٤٣)
(٥١٤٦) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه الطیالسی: ٢٥٤، وابوعوانة: ٤/ ٧٣، والبیهقی: ٩/ ١٤٢ (انظر: ٣٩٥٩)
(٥١٤٧) تخریج: أخرجه البخاری: ٢٣٣٨، ٣١٥٢، ومسلم: ١٥٥١ (انظر: ٦٣٦٨)

اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُقِرَّهُمْ بِهَا عَلَى أَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلَى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا۔)) فَقَرُّوا بِهَا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرِيحَاءَ۔ (مسند أحمد: ٦٣٦٨)

مطالبہ کیا کہ آپ ﷺ ان کو یہیں برقرار رکھیں، وہ نصف پھل کے عوض اس علاقے کی کھیتوں کا کام کریں گے، پس رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ہم جب تک چاہیں گے، تم لوگوں کو یہاں برقرار رکھیں گے۔'' پس وہ وہیں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تیماء اور اریحاء کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے یہودیوں سے صلح کرتے ہوئے ان کو خیبر میں رہنے کی اجازت دے دی، شرط یہ تھی کہ وہ ان کھیتوں میں کام کریں گے اور اس کام کے عوض نصف پیداوار ان کو دی جائے گی۔

بَابٌ فِيمَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ مَعَ الْكُفَّارِ وَمُدَّةِ الْمُهَادَنَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

کافروں کے ساتھ جائز شرطوں اور مصالحت کی مدت وغیرہ کا بیان

(٥١٤٨)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ: لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ، كَتَبَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كِتَابًا بَيْنَهُمْ، وَقَالَ: فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، وَلَوْ كُنْتَ رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ نُقَاتِلْكَ، قَالَ: فَقَالَ لِعَلِيٍّ: ((امْحُهُ۔)) قَالَ: فَقَالَ: مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ، فَمَحَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، قَالَ: وَصَالَحَهُمْ عَلَى أَنْ يَدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلَا يَدْخُلُوهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ، فَسَأَلْتُ: مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ؟ قَالَ: الْقِرَابُ بِمَا فِيهِ۔ (مسند أحمد: ١٨٧٦٦)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے اہل حدیبیہ سے مصالحت کی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے معاہدہ تحریر کیا، انھوں نے معاہدے میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ لکھے، لیکن مشرکوں نے کہا: ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ نہ لکھو، اگر آپ ہمارے نزدیک اللہ کے رسول ہوتے تو ہم آپ سے قتال ہی نہ کرتے، آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''یہ الفاظ مٹا دو۔'' انھوں نے کہا: میں ان الفاظ کو نہیں مٹاؤں گا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ کو خود مٹا دیا اور ان مشرکوں سے جن امور پر مصالحت کی تھی، ان میں سے ایک یہ تھا کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ تین دنوں تک مکہ میں رہیں گے اور اپنے ساتھ صرف بند ہتھیار لائیں گے، وہ بھی میان سمیت چمڑے کے تھیلوں میں ہوں گی۔ راوی کہتے ہیں: میں نے پوچھا: جُلُبَّانُ السِّلَاحِ سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: چمڑے کے تھیلے کے اندر جو کچھ ہوتا ہے، اس سمیت اس تھیلے کو کہتے ہیں۔

(٥١٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٩٨، ومسلم: ١٧٨٣ (انظر: ١٨٥٦٧)

(٥١٤٩)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: وَادَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلَاثٍ مَنْ أَتَاهُمْ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ لَنْ يَرُدُّوهُ، وَمَنْ أَتٰى إِلَيْنَا مِنْهُمْ رَدُّوهُ إِلَيْهِمْ، وَعَلٰى أَنْ يَجِيءَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ وَأَصْحَابُهُ، فَيَدْخُلُونَ مَكَّةَ مُعْتَمِرِينَ فَلَا يُقِيمُونَ إِلَّا ثَلَاثًا، وَلَا يُدْخِلُونَ إِلَّا جَلَبَ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهِ۔ (مسند أحمد: ١٨٨٨٧)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ والے دن مشرکوں سے تین امور پر معاہدہ کیا: (۱) نبی کریم کے پاس سے جو آدمی مشرکوں کے پاس آ جائے گا، وہ اس کو ہرگز نہیں لوٹائیں گے، لیکن مشرکوں میں سے جو آدمی اہل مدینہ کے پاس آئے گا، وہ اس کو لوٹا دیں گے، (۲) نبی کریم ﷺ اور صحابہ اگلے سال عمرہ کے لیے آئیں گے اور مکہ میں صرف تین دن تک قیام کریں گے، اور (۳) وہ صرف اس طرح داخل ہوں گے کہ تلوار اور قوس وغیرہ تھیلوں میں ہوں گے۔

(٥١٥٠)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ قُرَيْشًا صَالَحُوا النَّبِيَّ ﷺ، فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((اكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔)) فَقَالَ سُهَيْلٌ: أَمَّا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، فَلَا نَدْرِي مَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ؟ وَلٰكِنِ اكْتُبْ مَا نَعْرِفُ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، فَقَالَ: ((اكْتُبْ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ۔)) قَالَ: لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ لَاتَّبَعْنَاكَ، وَلٰكِنِ اكْتُبِ اسْمَكَ وَاسْمَ أَبِيكَ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اكْتُبْ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ۔)) وَاشْتَرَطُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ مَنْ جَاءَ مِنْكُمْ لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكُمْ، وَمَنْ جَاءَ مِنَّا رَدَدْتُمُوهُ عَلَيْنَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَكْتُبُ هٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِنَّهُ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا إِلَيْهِمْ فَأَبْعَدَهُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قریشیوں نے نبی کریم ﷺ سے مصالحت کی، ان میں سہیل بن عمرو بھی موجود تھا، نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لکھو۔" سہیل نے کہا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، ہم نہیں جانتے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ کیا ہوتی ہے؟ وہ الفاظ لکھو، جو ہم جانتے ہیں، یعنی بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، پھر آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''لکھو محمد رسول اللہ کی جانب سے۔'' لیکن (سہیل نے اس جملے پر بھی اعتراض کرتے ہوئے) کہا: اگر ہم یہ جانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم نے آپ کی پیروی اختیار کر لینی تھی، آپ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لکھو محمد بن عبد اللہ کی طرف سے۔'' قریشیوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ شرط لگائی کہ تم میں سے جو آدمی ہمارے پاس آ جائے، ہم اس کو واپس نہیں لوٹائیں گے، لیکن ہم میں سے جو آدمی تمہارے پاس آئے گا، تم اس کو ہماری

(٥١٤٩) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٨٦٨٣)

(٥١٥٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٨٤ (انظر: ١٣٨٢٧)

اللّٰهُ۔)) (مسند أحمد: ۱۳۸٦۳)

طرف لوٹا دو گے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ یہ شق لکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، بیشک شان یہ ہے کہ ہم میں سے جو آدمی ان کی طرف چلا جائے گا، پس اللہ تعالیٰ اس کو دور کرے۔''

فوائد:...... شاید ہمارا سرسری فہم طبعی طور پر ان شرائط کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہو، لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے یہ ساری شروط اس بنا پر قبول کر لی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مطلع کر دیا تھا کہ ان میں اسلام اور اہل اسلام کے لیے خیر و بھلائی اور منفعت و مصلحت ہے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان شروط کے بارے میں شد و مد کے ساتھ استفسار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

((یَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ یُضَیِّعَنِی أَبَدًا۔))......اے ابن خطاب! بیشک میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ کبھی بھی مجھے ضائع نہیں کرے گا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی سردار طبیعت کی وجہ ابھی تک دل میں محسوس کر رہے تھے اور انھوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر یہی بات کر دی، انھوں نے آپ ﷺ کی موافقت اختیار کرتے ہوئے جواباً کہا: یَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَنْ یُضَیِّعَهُ اللّٰهُ أَبَدًا......اے ابن خطاب! وہ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہرگز آپ ﷺ کو ضائع نہیں کرے گا۔ اتنے میں سورۂ فتح نازل ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو یہ سورت پڑھائی، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ فتح ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' (صحیح بخاری: ۳۱۸۲، صحیح مسلم: ۱۷۸۵، واللفظ لاحمد)

''جی ہاں، بیشک شان یہ ہے کہ ہم میں سے جو آدمی ان کی طرف چلا جائے گا، پس اللہ تعالیٰ اس کو دور کرے۔'' آپ ﷺ نے اس جملے میں ایک شرط کی وجہ بیان کر دی ہے کہ جو آدمی اُن کی طرف چلا جائے گا، اس میں کوئی خیر نہیں ہوگی، صحیح مسلم کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے اس سوال کا یوں جواب دیا:

((إِنَّهُ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا إِلَیْهِمْ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَمَنْ جَاءَ نَا مِنْهُمْ سَیَجْعَلُ اللّٰهُ لَهُ فَرَجًا وَمَخْرَجًا۔))

''جو آدمی ہماری طرف سے ان کی طرف چلا گیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو ہم سے دور کر دیا، لیکن جو آدمی ان میں سے ہماری طرف آیا، قریب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے کشادگی اور راہِ فرار پیدا کر دے۔''

پھر ایسے ہی ہوا کہ آپ ﷺ نے معاہدے کے مطابق جن لوگوں کو واپس کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے وسعت اور راہِ فرار پیدا کی تھی، یہ دراصل آپ ﷺ کے معجزات تھے۔

(۵۱۵۱)۔ عَنْ ذِی مِخْمَرٍ، رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ

ایک صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب رومی لوگ تم سے امن والی صلح کریں گے، پھر

(۵۱۵۱) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ۲۷٦۷، ۴۲۹۲، وابن ماجه: ۴۰۸۹ (انظر: ۲۳۴۷۷)

يَقُولُ: ((سَيُصَالِحُكُمُ الرُّومُ صُلْحًا آمِنًا، ثُمَّ تَغْزُوهُمْ غَزْوًا فَتُنْصَرُونَ وَتَسْلَمُونَ وَتَغْنَمُونَ، ثُمَّ تَنْصَرِفُونَ حَتّٰى تَنْزِلُونَ بِمَرْجٍ ذِي تُلُولٍ، فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنَ النَّصْرَانِيَّةِ صَلِيبًا، فَيَقُولُ: غَلَبَ الصَّلِيبُ، فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَقُومُ إِلَيْهِ فَيَدُقُّهُ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَغْدُرُ الرُّومُ، وَيَجْتَمِعُونَ لِلْمَلْحَمَةِ.)) وَقَالَ رَوْحٌ مَرَّةً: ((وَتَسْلَمُونَ وَتَغْنَمُونَ وَتُقِيمُونَ ثُمَّ تَنْصَرِفُونَ.)) (مسند أحمد: ۲۳۸۷۳)

تم اور وہ مل کر اپنے دشمنوں سے لڑو گے اور تم سلامت رہو گے اور مالِ غنیمت بھی حاصل کرو گے، پھر تم واپس پلٹو گے اور ٹیلوں والی چراگاہ کے پاس پڑاؤ ڈالو گے، وہاں عیسائیوں میں ایک آدمی صلیب کو اٹھا کر کہے گا: صلیب غالب آ گئی ہے، اس سے ایک مسلمان کو غصہ آئے گا اور وہ کھڑا ہو کر صلیب کو توڑ دے گا، اس وقت رومی دھوکہ کریں گے اور بڑی جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔'' روح راوی کے الفاظ یہ ہیں: ''تم سالم رہو گے، مالِ غنیمت حاصل کرو گے، وہاں قیام کرو گے اور پھر وہاں سے واپس پلٹو گے۔''

فوائد:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہیں: ﴿وَإِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾...... ''اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا اور اللہ پر بھروسہ رکھ۔'' (سورۂ انفال: ٦١)

اگر کفار امن سے رہیں، مسلمانوں پر جنگ مسلط نہ کریں اور نہ ان کی مملکت کے خلاف تباکن سازشیں کریں اور حالات بھی جنگ کے بجائے صلح کے متقاضی ہوں تو ان سے لڑائی نہیں لڑی جائے گی بلکہ ان سے معاہدہ کر کے صلح رکھی جائے گی، جیسے یہودیوں کے ساتھ میثاقِ مدینہ اور قریش کے ساتھ صلح حدیبیہ ہوئی۔

صلح کی مدت کے متعلق اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صلح معین مدت کے لیے ہو، غیر معین مدت کے لیے نہ ہو، کیونکہ ہمیشگی کی صلح کا مطلب اللہ تعالیٰ کے فریضۂ قتال کو چھوڑ دینا ہے۔

بَابُ أَخْذِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْكُفَّارِ وَقَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ: ﴿ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ ﴾

کافروں سے جزیہ لینے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ .... حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ ...... ''ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے، جو اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ شے کو حرام نہیں جانتے، نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں، ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے، یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔'' (سورۂ توبہ: ۲۹)

جزیہ: جزیہ ایک متعین رقم ہے جو سالانہ ایسے غیر مسلموں سے لی جاتی ہے جو کسی اسلامی مملکت میں رہائش پذیر ہوں، اس کے بدلے میں ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی مملکت کی ہوتی ہے۔ اس کا پس

منظر یہ ہے کہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دی جائے گی، اگر وہ یہ دعوت قبول نہ کریں تو ان سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ جزیہ دے کر مسلمانوں کی ماتحتی میں رہنا قبول کر لیں، اگر وہ یہ شرط بھی تسلیم نہ کریں تو ان سے جنگ لڑی جائے گی۔

(٥١٥٢)۔ عَنْ بَجَالَةَ التَّمِيْمِيِّ قَالَ: لَمْ يَدْرِ عُمَرُ اَنْ يَأْخُذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ۔ (مسند أحمد: ١٦٨٥)

بجالہ تمیمی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مجوسیوں سے جزیہ لینے کے بارے میں علم نہیں تھا، یہاں تک کہ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

فوائد:...... چونکہ باب میں مذکورہ آیت میں صرف اہل کتاب کا ذکر ہے، اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے مجوسی سے جزیہ نہ لیا، حتی کہ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف نے یہ شہادت دی کہ نبی کریم ﷺ نے واقعی ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

(٥١٥٣)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ؓ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ الْمَجُوْسِيُّ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَأَلْتُهُ، فَأَخْبَرَنِيْ اَنَّ النَّبِيَّ خَيَّرَهُ بَيْنَ الْجِزْيَةِ وَالْقَتْلِ، فَاخْتَارَ الْجِزْيَةَ۔ (مسند أحمد: ١٦٧٢)

سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں؛ جب مجوسی، رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلا تو میں نے اس سے سوال کیا، اس نے مجھے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو جزیہ اور قتل میں اختیار دیا اور اس نے جزیہ قبول کر لیا۔

(٥١٥٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرِضَ أَبُو طَالِبٍ فَأَتَتْهُ قُرَيْشٌ وَأَتَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُهُ، وَعِنْدَ رَأْسِهِ مَقْعَدُ رَجُلٍ، فَقَامَ أَبُو جَهْلٍ فَقَعَدَ فِيهِ، فَقَالُوْا: إِنَّ ابْنَ أَخِيكَ يَقَعُ فِي آلِهَتِنَا، قَالَ: مَا شَأْنُ قَوْمِكَ يَشْكُونَكَ؟، قَالَ: ((يَا عَمِّ أُرِيدُهُمْ عَلٰى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ، تَدِينُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ،

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابو طالب بیمار ہو گیا، قریشی اس کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ بھی تیمار داری کرنے کے لیے تشریف لے آئے، اس کے سر کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کے بقدر جگہ تھی، ابوجہل اٹھ کر وہاں بیٹھ گیا، قریشیوں نے اس سے کہا: تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے، اس نے آپ ﷺ نے کہا: آپ کی قوم، آپ کی شکایت کر رہی ہے، کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے

(٥١٥٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٥٦، ٣١٥٧ (انظر: ١٦٨٥)

(٥١٥٣) تخريج: اسناده ضعيف، سعيد بن عبد العزيز الدمشقي اختلط بأخرة، وسليمان بن موسى الاشدق لم يدرك عبد الرحمن بن عوف (انظر: ١٦٧٢)

(٥١٥٤) اسناده ضعيف، يحيى بن عمارة في عداد المجهولين، أخرجه الترمذي: ٣٢٣٢ (انظر: ٢٠٠٨)

وَتُؤَدِّي الْعَجَمُ إِلَيْهِمُ الْجِزْيَةَ۔)) قَالَ: مَا هِيَ؟ قَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔)) فَقَامُوْا فَقَالُوْا: أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلٰهًا وَاحِدًا، قَالَ: وَنَزَلَ ﴿ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ﴾ فَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ ﴿إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ (مسند أحمد: ۲۰۰۸)

فرمایا: ''اے میرے چچا جان! میں ان سے وہ کلمہ کہلوانے کا ارادہ رکھتا ہوں کہ پورا عرب ان کے سامنے سرنگوں ہو جائے گا اور عجمی لوگ ان کو جزیہ ادا کریں گے۔'' اس نے کہا: وہ کلمہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ''۔ یہ سن کر وہ لوگ یہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے کہ کیا اس نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنا لیا ہے، اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ۔ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّ شِقَاقٍ۔ کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ۔ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآئَ ھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ۔ اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا اِنَّ ھٰذَا لَشَیْئٌ عُجَابٌ﴾ (ص: ۱۔ ۵) ''ص! اس نصیحت والے قرآن کی قسم! بلکہ کفار غرور و مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان سے پہلے بھی بہت سی امتوں کو تباہ کر ڈالا۔ انھوں نے ہر چند چیخ و پکار کی، لیکن وہ وقت چھٹکارے کا نہ تھا، اور کافروں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان ہی میں سے ایک انہیں ڈرانے والا آ گیا اور کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے۔ کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک معبود کر دیا، واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔''

(۵۱۵۵)۔ عَنْ صَالِحٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ، وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ، جو کہ بنو عامر بن لوی کے حلیف تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے، نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف ان سے جزیہ لینے کے لیے بھیجا، رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے مصالحت کی تھی اور سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا تھا، جب سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ

(۵۱۵۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۴۲۵، ومسلم: ۲۹۶۱ (انظر: ۱۷۲۳۴)

اللّٰهِ ﷺ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِهِ، فَوَافَتْ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ رَآهُمْ، فَقَالَ: ((أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ، وَجَاءَ بِشَيْءٍ؟)) قَالُوا أَجَلْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللّٰهِ! مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنِّي أَخْشَى أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ، كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٧٣٦٦)

بحرین کا مال لے کر آئے اور انصار کو ان کی آمد کا پتہ چلا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کی، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر ادا کر لی اور صحابہ کی طرف پھرے تو انصاری لوگ آپ ﷺ کے سامنے آ گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ تم لوگوں نے سن لیا کہ ابوعبیدہ مال لے کر آ گئے ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوش ہو جاؤ اور ایسی چیز کی امید رکھو جو تم کو خوش کرنے والی ہے، اللہ کی قسم ہے، مجھے تمہارے بارے میں فقیری کا ڈر نہیں ہے، بلکہ یہ ڈر ہے کہ دنیا تمہارے لیے فراخ کر دی جائے گی، جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کے لیے کی گئی تھی اور تم اس میں اس طرح رغبت کرو گے، جیسے انھوں نے رغبت کی تھی اور اس طرح یہ دنیا تم کو اس طرح غافل کر دے گی، جیسے اس نے ان کو غافل کر دیا تھا۔''

فوائد:...... اہل بحرین اس وقت مجوسی تھے، اس لیے جیسے اہل کتاب سے جزیہ لیا جائے گا، اسی طرح مجوسیوں سے بھی لیا جائے گا۔

(٥١٥٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَصْلُحُ قِبْلَتَانِ فِي أَرْضٍ، وَلَيْسَ عَلَى مُسْلِمٍ جِزْيَةٌ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٧٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک علاقے میں دو قبلے صحیح نہیں ہیں اور مسلمان پر جزیہ نہیں ہے۔''

فوائد:...... ایک خطۂ زمین میں برابر کی سطح پر دو یا زائد ادیان کا نفاذ نہیں کیا جا سکتا، اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ کافروں کے اندر سکونت اختیار نہ کرے، وگرنہ وہ اپنی ذلت کا سبب بنے گا۔

(٥١٥٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف قابوس، أخرجه أبوداود: ٣٠٣٢، ٣٠٥٣، والترمذي: ٦٣٣، ٦٣٤ (انظر: ٢٥٧٦)

(۵۱۵۷)۔ عَنْ أَبِيْ أُمَيَّةَ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ تَغْلَبَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ عُشُوْرٌ إِنَّمَا الْعُشُوْرُ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى۔)) (مسند أحمد: ۱۵۹۹۲)

بنو تغلب قبیلے کے ایک فرد سیدنا ابو امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں پر ٹیکس نہیں ہے، البتہ یہودیوں اور عیسائیوں پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔''

فوائد:...... ''عُشُوْر'' کی واحد ''عَشْر'' ہے، جس کا معنی دسواں حصہ ہے، اس سے مراد سامان تجارت وغیرہ کا دسواں ہے، ہم نے اس کا مفہومی معنی ٹیکس لکھا ہے، غیر مسلموں سے وہ ٹیکس وصول کیا جا سکتا ہے، جس کا معاہدے میں تعین کیا گیا ہو، وگرنہ نہیں۔

امام نووی نے کہا:...... ٹیکس لینا قبیح ترین اور مہلک گناہ ہے، کیونکہ ٹیکس وصول کنندہ بغیر کسی حق کے لوگوں سے بار بار ٹیکس وصول کرتا رہتا ہے، جبکہ اس پر لوگوں کے مطالبات بڑھتے رہتے ہیں۔ (شرح مسلم نووی)

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی ٹیکس سے متعلقہ ایک حدیث کے بارے میں کہتے ہیں: اس سے مراد وہ آدمی ہے جو بغیر کسی عوض اور حق کے لوگوں سے ٹیکس وصول کرتا ہے۔ (عون المعبود: ۴۴۴۲)

آجکل ٹیکسوں کی وصولی کی بھر مار نے لوگوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے، بالخصوص جو بھاری ٹیکس تاجروں سے وصول کیا جاتا ہے، اس کی وجہ سے اشیاء کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا جاتا ہے، جس کا سارے کا سارے بوجھ عوام پر پڑتا ہے۔ حکومتی عہدیداران کو علم ہونا چاہیے کہ وہ کسی چیز کے عوض عوام سے ٹیکس وصول کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ رقم بیت المال میں جمع کروائی جائے یا حکومت کی تحویل میں دے دی جائے، مثلا روڈ پر چلنے کا ٹیکس۔ ٹیکسوں کی تمام اقسام جو کسی عوض کے بغیر وصول کی جاتی ہیں، ان کی وصولی حرام ہے، مثلا تاجروں اور صنعت کاروں سے ان کی تجارت اور صنعت کی وجہ سے ٹیکس وصول کرنا۔

أَبْوَابُ السَّبْقِ وَالرَّمْيِ

مقابلہ بازی اور تیر اندازی کے ابواب

بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ السَّبْقِ وَآدَابِهِ وَمَا يَجُوْزُ الْمُسَابَقَةُ عَلَيْهِ بِعِوَضٍ

مقابلہ بازی، اس کے آداب اور ان مقابلوں کا بیان جن پر انعام دینا درست ہے

(۵۱۵۸)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا سَبَقَ إِلَّا فِيْ خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ۔)) (مسند أحمد: ۷۴۷۶)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مقابلہ بازی نہیں ہے، مگر اونٹ دوڑ میں یا گھوڑ دوڑ میں۔''

(۵۱۵۷) تخریج: اسناده ضعيف لاضطرابه، أخرجه أبوداود: ۳۰۴۸ (انظر: ۱۵۸۹۷)

(۵۱۵۸) حديث صحيح، أخرجه أبوداود: ۲۵۷۴، وابن ماجه: ۲۸۷۸، والنسائي: ۶/ ۲۲۷ (انظر: ۷۴۸۲)

فوائد:...... سنن کی روایات میں تیر اندازی کا بھی ذکر ہے۔

اس قسم کے مقابلے منعقد کرنے سے جنگی قوت مضبوط ہوگی اور لوگوں میں جہاد کی رغبت پیدا ہوگی، اس لیے ان مقابلوں میں شرکت کرنے سے ثواب حاصل ہوگا، دوسرے کھیلوں میں مقابلے کا کوئی اعلی اور مستقل فائدہ نہیں، لہذا ان میں کوئی ثواب نہیں، البتہ اگر کھیل جائز ہو تو اس میں مقابلہ بھی جائز ہوگا۔ ان تین چیزوں کے علاوہ بھی اگر کوئی اور چیز جہاد کے مقصد کو پورا کرتی ہو تو اس میں بھی مقابلہ کارِ ثواب ہوگا، مثلا جدید اسلحہ، تیراکی اور نیوی، ایئر فورس اور آرمی سے متعلقہ عملی مشقیں۔

(٥١٥٩)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَبَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْخَيْلِ فَأَرْسَلَ مَا ضُمِّرَ مِنْهَا مِنَ الْحَفْيَاءِ أَوْ الْحَيْفَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَأَرْسَلَ مَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنْهَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَكُنْتُ فَارِسًا يَوْمَئِذٍ فَسَبَقْتُ النَّاسَ طَفَّفَ بِيَ الْفَرَسُ مَسْجِدَ بَنِي زُرَيْقٍ۔ (مسند أحمد: ٤٤٨٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑ دوڑی میں مقابلہ کرایا، تضمیر شدہ گھوڑوں کا مقابلہ حفیا سے ثَنِيَّةُ الْوَدَاع تک تھا اور جن گھوڑوں کی تضمیر نہیں کی گئی تھی، ان کا مقابلہ ثَنِيَّةُ الْوَدَاع سے مسجد بنی زریق تک تھا، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس مقابلے میں ایک گھوڑ سوار میں تھا، میں لوگوں سے بازی لے گیا اور میرا گھوڑا مسجد بنی زریق کی دیوار کو بھی پھلانگ گیا۔

فوائد:...... صحیح بخاری کی روایت کے بعد امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: حفیا سے ثَنِيَّةُ الْوَدَاع تک پانچ یا چھ میل کا فاصلہ ہے اور ثَنِيَّةُ الْوَدَاع سے مسجد بنی زریق تک ایک میل کا۔

تضمیر میں گھوڑے کو خوب چارہ کھلایا جاتا ہے، حتی کہ وہ موٹا اور قوی ہو جاتا ہے، پھر اس کا چارہ کم کر کے اتنی مقدار تک لایا جاتا ہے، جو اس کے بدن کی بقا کے لیے ضروری ہو، اس عرصے میں اسے ایک کمرے میں داخل کیا جاتا ہے اور اس پر جھول وغیرہ ڈال دی جاتی ہے، حتی کہ وہ گرم ہو جاتا اور اسے پسینہ آتا ہے، جب اس کا پسینہ خشک ہوتا ہے تو اس کا گوشت کم ہو جاتا ہے اور اس میں دوڑنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور دوڑتے وقت پسینہ آتا ہے نہ سانس چڑھتا ہے اور یہ جنگ میں بہت زیادہ مفید ہوتا ہے۔

(٥١٦٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَبَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الْخَيْلِ وَأَعْطَى السَّابِقَ۔ (مسند أحمد: ٥٦٥٦)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں میں مقابلہ کروایا اور آگے نکل جانے والے کو انعام دیا۔

(٥١٥٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٦٩، ٢٨٧٠، ٧٣٣٦، ومسلم: ١٨٧٠ (انظر: ٤٤٨٧)

(٥١٦٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن عمر العمري (انظر: ٥٦٥٦)

(٥١٦١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَبَّقَ بِالْخَيْلِ وَرَاهَنَ۔ (مسند أحمد: ٥٣٤٨)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے گھڑ دوڑ میں مقابلہ کروایا اور انعام دینے کی شرط لگائی تھی۔

(٥١٦٢)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبَّقَ بَيْنَ الْخَيْلِ وَفَضَّلَ الْقُرَّحَ فِي الْغَايَةِ۔ (مسند أحمد: ٦٤٦٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں میں مقابلہ کروایا اور ان گھوڑوں کو برتری والا قرار دیا، جو اپنی عمر کے پانچویں سال میں داخل ہو چکے تھے۔

(٥١٦٣)۔ عَنْ اَبِي لَبِيْدٍ لِمَازَةَ بْنِ زَبَّارٍ قَالَ: أُرْسِلَتِ الْخَيْلُ زَمَنَ الْحَجَّاجِ، فَقُلْنَا: لَوْ أَتَيْنَا الرِّهَانَ، قَالَ: فَأَتَيْنَاهُ ثُمَّ قُلْنَا: لَوْ أَتَيْنَا إِلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَسَأَلْنَاهُ هَلْ كُنْتُمْ تُرَاهِنُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: فَأَتَيْنَاهُ فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: نَعَمْ، لَقَدْ رَاهَنَ عَلٰى فَرَسٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ: سَبْحَةُ فَسَبَقَ النَّاسَ فَهَشَّ لِذٰلِكَ وَأَعْجَبَهُ۔ (مسند أحمد: ١٢٦٥٠)

ابو لبید لمازہ بن زبار کہتے ہیں: حجاج کے زمانے میں گھوڑوں میں مقابلہ کیا گیا، ہم نے کہا: اگر ہم مقابلے والی جگہ پر پہنچ جائیں تو بہتر ہوگا، جب ہم اس مقام پر پہنچے تو ہم نے سوچا کہ اگر سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جائیں اور یہ سوال کر لیں کہ کیا وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں انعام دینے کی شرط لگاتے تھے، پس ہم ان کے پاس گئے اور ان سے یہ سوال کیا، انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے خود سَبْحَہ نامی گھوڑے پر مقابلہ کیا تھا اور جب میں لوگوں سے سبقت لے گیا تو میں خوش ہوا اور اس چیز نے مجھے تعجب میں ڈالا۔

(٥١٦٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ الْعَضْبَاءَ كَانَتْ لَا تُسْبَقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَهُ فَسَابَقَهَا فَسَبَقَهَا الْأَعْرَابِيُّ، فَكَأَنَّ ذٰلِكَ اشْتَدَّ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنْ هٰذِهِ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ۔)) (مسند أحمد: ١٣٦٩٤)

سیدنا بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کی عضباء اونٹنی سے آگے نہیں نکل سکتا تھا، لیکن ایک دن ایک بدو اپنے اونٹ پر آیا اور وہ آپ ﷺ کی اونٹنی سے آگے گزر گیا، جب یہ چیز صحابۂ کرام پر گراں گزری تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس دنیا کی جس چیز کو بلندی عطا کرتا ہے، پھر اس کی حیثیت کو گراتا بھی ہے۔''

(٥١٦١) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٥٣٤٨)

(٥١٦٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه أبوداود: ٢٥٧٧ (انظر: ٦٤٦٦)

(٥١٦٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٢/ ٥٠٠، والدارقطنى: ٤/ ٣٠١، والبيهقى: ١٠/ ٢١ (انظر: ١٢٦٢٧)

(٥١٦٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٨٧٢، ٦٥٠١ (انظر: ١٣٦٥٩)

فوائد:...... اس میں دنیا سے بے رغبتی اور تواضع اور انکساری کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ اس میں جس چیز کو رفعت ملے گی، ذلت بھی اسی کو مقدر ہو گی۔

(٥١٦٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَهُوَ لَا يَأْمَنُ أَنْ يَسْبِقَ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَمَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ قَدْ أَمِنَ أَنْ يَسْبِقَ فَهُوَ قِمَارٌ۔)) (مسند أحمد: ١٠٥٦٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے مقابلہ کرنے والے دو گھوڑوں کے درمیان گھوڑا داخل کر دیا، جبکہ اس کو بازی لے جانے کا یقین نہ ہو تو ایسے کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جس نے دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑا ڈال دیا، جبکہ اسے آگے نکل جانے کا یقین ہو تو یہ جوا ہو گا۔''

فوائد: درج ذیل امور پر غور کریں: (ا) اگر امیر یا کوئی اور شخص دو شہسواروں میں دوڑ وغیرہ کا مقابلہ کرائے اور جیتنے والے کو انعام دے تو یہ جائز ہے۔ (۲) اگر دو افراد یا فریق آپس میں یہ طے کر کے مقابلہ کریں کہ ہارنے والا جیتنے والے کو اس قدر انعام دے گا تو یہ جوا ہے اور ناجائز ہے۔ (۳) اگر ان دو مقابلہ کرنے والوں میں کوئی تیسرا فریق داخل ہو جائے، جس کے جیتنے یا ہارنے کا کوئی یقین نہ ہو، بلکہ ان کے ہم پلہ ہونے کی بنا پر کوئی بھی نتیجہ نکل سکتا ہو، اور اس کے جیت جانے پر وہ دونوں اس کو انعام دیں اور ہار جانے پر اس پر کچھ بھی لازم نہ آتا ہو تو یہ صورت جائز ہے۔

اگر ان دو مقابلہ کرنے والوں میں کوئی تیسرا فریق داخل ہو جائے جس کے جیتنے کا یقین ہو، گھوڑوں کی ظاہری حالت بتا رہی ہو کہ یہ طاقت ور اور تیز طراز ہے تو اس کو ملنے والا انعام جوا کہلائے گا۔

(٥١٦٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ۔)) (مسند أحمد: ٥٦٥٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہ جلب ہے اور نہ جنب اور اسلام میں شغار نہیں ہے۔''

فوائد:...... نکاح کے ابواب میں شغار کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(٥١٦٧)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٠٩٥)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہ جلب ہے، نہ جنب ہے اور نہ شغار ہے۔''

(٥١٦٥) تخريج: اسناده ضعيف، سفيان بن حسين ضعيف في الزهري، ثقة في غيره، أخرجه ابوداود: ٢٥٧٩، وابن ماجه: ٢٨٧٦ (انظر: ١٠٥٥٧)

(٥١٦٦) حديث صحيح، أخرجه بذكر الشغار فقط البخاري: ٢٩٩٠، ومسلم: ١٨٦٩ (انظر: ٥٦٥٤)

(٥١٦٧) صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ٢٥٨١، والنسائي: ٦/ ١١٢٨، والترمذي: ١١٢٣ (انظر: ١٩٨٥٥)

فوائد:...... جَلَب اور جَنَب دو اصطلاحات ہیں، جو زکاۃ میں بھی استعمال ہوتی ہیں اور گھوڑ دوڑ میں بھی۔
گھوڑ دوڑ میں ان کا مفہوم یہ ہے:
جلب: گھوڑ سوار راستے میں کسی آدمی کو مقرر کرے کہ جب میرا گھوڑا تیرے پاس سے گزرے تو تو اسے ڈرا دینا تاکہ یہ مزید تیز ہو جائے اور دوڑ جیت جائے۔
جنب: گھوڑ سوار اپنے گھوڑے کے ساتھ ایک خالی گھوڑا بھی لے جائے تاکہ دوڑ کے دوران میں اگر ایک گھوڑا ست پڑ جائے تو دوسرے تازہ دم گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑ جیت سکے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسَابَقَةِ عَلَى الْأَقْدَامِ
آدمی کی دوڑ کے مقابلے کا بیان

(٥١٦٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُفُّ عَبْدَ اللّٰهِ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ وَكَثِيرًا مِنْ بَنِي الْعَبَّاسِ، ثُمَّ يَقُولُ: ((مَنْ سَبَقَ إِلَيَّ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا۔)) قَالَ: فَيَسْتَبِقُونَ إِلَيْهِ فَيَقَعُونَ عَلَى ظَهْرِهِ وَصَدْرِهِ فَيُقَبِّلُهُمْ وَيَلْزَمُهُمْ۔ (مسند أحمد: ١٨٣٦)

سیدنا عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا عبد اللہ، سیدنا عبیداللہ اور بنو عباس کے کئی بچوں کو ایک لائن میں کھڑا کرتے اور پھر ان سے فرماتے: ''جو میری طرف سب سے پہلے پہنچے گا، اس کو اتنا اتنا انعام ملے گا۔'' پس وہ آپ ﷺ کی طرف دوڑتے اور پھر آپ ﷺ کی کمر اور سینۂ مبارک پر چڑھ جاتے اور آپ ﷺ ان کا بوسہ لیتے اور ان کو گلے لگا لیتے۔

(٥١٦٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَابَقَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَسَبَقْتُهُ فَلَبِثْنَا حَتّٰى إِذَا رَهِقَنِي اللَّحْمُ سَابَقَنِي فَسَبَقَنِي فَقَالَ: ((هٰذِهِ بِتِيكِ۔))(مسند أحمد: ٢٤٦١٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دوڑ کا مقابلہ کیا، سو میں آپ ﷺ سے آگے نکل گئی، پھر ہم ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ جب مجھ پر گوشت آ گیا تو آپ ﷺ نے پھر مجھ سے مقابلہ کیا اور اس بار آپ ﷺ مجھ سے سبقت لے گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جیت اُس سابق مقابلے کا بدلہ ہے۔''

فوائد:...... یہ ورزش نہیں، بلکہ نبی کریم ﷺ کا اپنے زوجۂ محترمہ کے ساتھ حسن معاشرت کا ایک انداز ہے، اس سے بیوی کے دل میں خاوند کے مقام و مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ خوش بھی ہو جاتی ہے۔

(٥١٦٨) تخريج: اسناده ضعيف، يزيد بن ابى زياد الهاشمى ضعيف، وعبد الله بن الحارث تابعى ولد فى حياة النبى ﷺ وروايته عنه مرسلة (انظر: ١٨٣٦)
(٥١٦٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ماجه: ١٩٧٩ (انظر: ٢٤١١٨)

(٥١٧٠)۔ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ فِي قِصَّةِ رُجُوعِهِمْ مِنْ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَلَمَّا كَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا قَرِيبًا مِنْ ضَحْوَةٍ، وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَا يُسْبَقُ، جَعَلَ يُنَادِي: هَلْ مِنْ مُسَابِقٍ أَلَا رَجُلٌ يُسَابِقُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَأَعَادَ ذٰلِكَ مِرَارًا، وَأَنَا وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُرْدِفِي، قُلْتُ لَهُ: أَمَا تُكْرِمُ كَرِيمًا وَلَا تَهَابُ شَرِيفًا؟ قَالَ: لَا، إِلَّا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي خَلِّنِي فَلَأُسَابِقَ الرَّجُلَ، قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ۔)) قُلْتُ: أَذْهَبُ إِلَيْكَ فَطَفَرَ عَنْ رَاحِلَتِهِ وَثَنَيْتُ رِجْلَيَّ فَطَفَرْتُ عَنِ النَّاقَةِ ثُمَّ إِنِّي رَبَطْتُ عَلَيْهَا شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ يَعْنِي اسْتَبْقَيْتُ نَفْسِي، ثُمَّ إِنِّي عَدَوْتُ حَتّٰى أَلْحَقَهُ فَأَصُكَّ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِيَدَيَّ، قُلْتُ: سَبَقْتُكَ وَاللّٰهِ! أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَ: فَضَحِكَ وَقَالَ: إِنْ أَظُنُّ حَتّٰى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ۔ (مسند أحمد: ١٦٦٥٤)

سیدنا سلمہ بن اکوع ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے، جبکہ وہ غزوۂ ذی قرد سے مدینہ منورہ کی طرف واپسی کا قصہ بیان کر رہے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمارے اور مدینہ کے درمیان نصف النہار کے قریب تک فاصلہ تھا، اس لشکر میں ایک انصاری آدمی تھا، دوڑ میں کوئی اس کا مقابلہ کرنے والا نہیں تھا، وہ اس سفر میں یہ آواز دینے لگ گیا: ہے کوئی مقابلہ کرنے والا، کوئی آدمی ہے جو مدینہ تک دوڑ میں مقابلہ کرے، اس نے کئی بار یہ بات دوہرائی، میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا، یعنی آپ ﷺ نے مجھے اپنا ردیف بنایا ہوا تھا، میں نے اس آدمی سے کہا: کیا تو کسی کریم کی عزت نہیں کرتا، کیا تجھ پر کسی شرف والے کی کوئی ہیبت نہیں؟ اس نے کہا: نہیں، ما سوائے رسول اللہ ﷺ کے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ مجھے جانے دیں، میں اس کا مقابلہ کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہتا ہے تو کر لے۔'' پھر میں نے اس سے کہا: میں آ رہا ہے، اب نیچے اتر اپنی سواری سے، وہ کود کر اپنی سواری سے نیچے آ گیا، میں نے بھی پاؤں موڑا اور اونٹ سے نیچے کود آیا، دوڑ شروع ہو گئی، میں نے ایک دو ٹیلوں تک تو تیز دوڑنے سے گریز کیا، تا کہ سانس کا سلسلہ منقطع نہ ہو جائے، پھر میں تیز دوڑا، یہاں تک اس کو جا ملا اور اس کے کندھوں کے درمیان ہاتھ مارا اور کہا: اللہ کی قسم میں تجھ سے آگے نکل گیا ہوں، وہ جواباً ہنسا اور اس نے کہا: میرا بھی یہی خیال ہے حتیٰ کہ ہم مدینہ آ گئے۔

فوائد:...... امام نووی نے کہا: وفي هذا دليل لجواز المسابقة على الأقدام وهو جائز بلا خلاف إذا تسابقا بلا عوض فإن تسابقا على عوض ففي صحتها خلاف الأصح عند أصحابنا لا تصح۔ ......اس حدیث میں دوڑ کے مقابلے کا جواز ہے اور یہ اس وقت تو بلا اختلاف جائز ہے، جب بغیر کے عوض کے ہو، اگر بیچ میں کوئی عوض رکھا جائے تو اس کی صحت میں اختلاف ہے، ہمارے اصحاب کے نزدیک راجح

(٥١٧٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٠٧ (انظر: ١٦٥٣٩)

یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۱۲/۱۸۳)

بَابُ الرَّمْیِ بِالسِّهَامِ وَفَضْلِهِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ وَاللَّعْبِ بِالْحِرَابِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

تیز اندازی، اس کی فضیلت، اس پر ابھارنے اور لڑائی کے آلات سے کھیلنے وغیرہ کا بیان

(۵۱۷۱)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَوْمٍ مِنْ أَسْلَمَ، وَهُمْ يَتَنَاضَلُونَ فِي السُّوقِ، فَقَالَ: ((ارْمُوا يَا بَنِي إِسْمَاعِيلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوْا، وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلَانٍ۔)) لِأَحَدِ الْفَرِيقَيْنِ فَأَمْسَكُوا أَيْدِيَهُمْ، فَقَالَ: ((ارْمُوا۔)) قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَ بَنِي فُلَانٍ، قَالَ: ((ارْمُوا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ۔)) (مسند أحمد: ۱٦٦٤٣)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو اسلم کے لوگوں کے پاس تشریف لائے، جبکہ وہ بازار میں تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کرو، بیشک تمہارا باپ بھی تیر انداز تھا، کرو تیر اندازی اور میں بنو فلاں کے ساتھ ہوں۔'' جب آپ ﷺ نے ایک فریق کا نام لیا تو وہ رک گئے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''پھینکو تیر (کیوں رک گئے ہو)۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کیسے پھینکیں، جبکہ آپ تو بنو فلاں کے ساتھ ہو گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کرو تیز اندازی، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔''

فوائد:...... حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں، ان کی اولاد عرب تھی۔

(۵۱۷۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِنَفَرٍ يَرْمُوْنَ قَالَ: ((رَمْيًا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا۔)) (مسند أحمد: ٣٤٤٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ تیر اندازی کرنے والے ایک گروہ کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کرو، بیشک تمہارا باپ بھی تیر انداز تھا۔''

(۵۱۷۳)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ أَرْضُوْنَ وَيَكْفِيكُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا يَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهُوَ بِسَهْمِهِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٥٦٩)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب کئی علاقے فتح ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تم سے کفایت کرے گا، لیکن کوئی آدمی اتنا عاجز نہ آ جائے کہ وہ تیر اندازی سے غفلت برتنا شروع کر دے۔''

(٥١٧١) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٨٩٩، ٣٥٠٧ (انظر: ١٦٥٢٨)

(٥١٧٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابن ماجه: ٢٨١٥ (انظر: ٣٤٤٤)

(٥١٧٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩١٨ (انظر: ١٧٤٣٣)

(٥١٧٤)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ۔)) (مسند أحمد: ١٧٥٦٨)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر یہ آیت پڑھی: ''اپنی استطاعت کے مطابق دشمنوں کے لیے اپنی قوت تیار رکھو۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! بیشک قوت تیر اندازی ہے، خبردار! بیشک قوت تیر اندازی ہے، خبردار! بیشک قوت تیر اندازی ہے۔''

فوائد:...... عصر حاضر میں جدید جنگی صلاحیتوں کی مہارت حاصل کرنا، جدید اسلحہ تیار کرنا اور ہر میدان میں لڑنے والی فوجیں تیار کر کے رکھنا اس حدیثِ مبارکہ کا اولین تقاضا ہے۔

(٥١٧٥)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ الثَّلَاثَةَ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالْمُمِدَّ بِهِ، وَالرَّامِيَ بِهِ۔)) وَقَالَ: ((ارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، وَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ يَلْهُو بِهِ الرَّجُلُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمْيَةَ الرَّجُلِ بِقَوْسِهِ، وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَأَتَهُ، فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ، وَمَنْ نَسِيَ الرَّمْيَ بَعْدَمَا عُلِّمَهُ فَقَدْ كَفَرَ الَّذِي عُلِّمَهُ۔)) (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: فَتُوُفِّيَ عُقْبَةُ وَلَهُ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ قَوْسًا مَعَ كُلِّ قَوْسٍ قَرْنٌ وَنَبْلٌ وَ اَوْصٰى بِهِنَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔) (مسند أحمد: ١٧٤٣٣)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین افراد کو جنت میں داخل کرے گا: (۱) اس کو بنانے والا، جو خیر کے ارادے سے اس کو بناتا ہے، (۲) اس کو آگے مجاہد کو پکڑانے والا اور (۳) اس کو پھینکنے والا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیر اندازی بھی کرو اور گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی مشق بھی کرو، لیکن مجھے سواری کی بہ نسبت تیراندازی زیادہ پسند ہے اور جس جس چیز کے ساتھ بندہ کھیلتا ہے، وہ سب باطل اور بے مقصد ہیں، ما سوائے ان امور کے: آدمی کا اپنی کمان سے تیراندازی کرنا، اپنے گھوڑے کی تربیت کرنا اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا، یہ امور حق ہیں اور جس نے تیراندازی کا فن حاصل کرنے کے بعد اس کو بھلا دیا، اس نے اس چیز کا کفر کیا، جس کی اس کو تعلیم دی گئی تھی۔'' ایک روایت میں ہے: جب سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کے پاس چونسٹھ پینسٹھ یا چوہتر پچھتر کمانیں تھیں، ہر کمان کے ساتھ تھیلا اور عربی تیرے تھے، اور انھوں نے ان کے بارے میں وصیت کی تھی کہ یہ اللہ کے راستہ میں وقف ہیں۔

(٥١٧٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩١٨ (انظر: ١٧٤٣٢)

(٥١٧٥) حديث حسن بمجموع طرقه وشواهده، أخرجه أبوداود: ٢٥١٣، والترمذي باثر الحديث: ١٦٣٧، وابن ماجه: ٢٨١٤، والنسائي: ٦/ ٢٨، وأخرج القطعة الاخيرة بنحوه مسلم: ١٩١٩ (انظر: ١٧٣٠٠)

فوائد:...... حدیث میں مذکور اعمال کی اباحت اور فضیلت ثابت ہو رہی ہے، لہٰذا اگر کسی تفریح کا پروگرام ہو تو ان ہی تفریحات میں سے کسی کو ترجیح دی جائے تاکہ جسمانی قوت اور تفریح کے ساتھ ساتھ عند اللہ اجر و ثواب کا بھی مستحق ٹھہرے۔

حدیثِ مبارکہ کے پہلے حصے کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص کا نیکی میں ذرا بھر بھی حصہ ہے، اسے اجر و ثواب ضرور ملے گا، اپنے اپنے حصے کے مطابق، کوئی شخص اجر سے محروم نہیں رہے گا۔

تیر اندازی کا فن ایک نعمت ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عطا کرتا ہے، لیکن جب کوئی آدمی اس نعمت کو حاصل کرنے کے بعد اس کو بھول جاتا ہے تو وہ اتنی بڑی نعمت کی ناشکری اور ناقدری کرتا ہے۔

(٥١٧٦)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كَانَ عُقْبَةُ يَأْتِينِي فَيَقُولُ: اخْرُجْ بِنَا نَرْمِي، فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ تَثَاقَلْتُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةً الْجَنَّةَ۔)) فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيثِ الْمُتَقَدِّمِ وَفِي آخِرِهِ: ((وَمَنْ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الرَّمْيَ فَتَرَكَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَنِعْمَةٌ كَفَرَهَا۔)) (مسند أحمد: ١٧٤٥٤)

سیدنا خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ میرے پاس آتے اور کہتے: باہر آؤ، تیر اندازی کریں، ایک دن میں نے باہر آنے میں تاخیر کی یا سستی کا مظاہرہ کیا، تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین افراد کو جنت میں داخل کرے گا، پھر انھوں نے سابق حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی، البتہ اس کے آخری الفاظ اس طرح ہیں: اور اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو تیر اندازی کی تعلیم دی، لیکن اس نے بے رغبتی کی وجہ سے اس کو ترک کر دیا تو دراصل اس نے ایک نعمت کا کفر کیا۔''

(٥١٧٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِحِرَابِهِمْ، دَخَلَ عُمَرُ فَأَهْوٰى إِلَى الْحَصْبَاءِ يَحْصِبُهُمْ بِهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُمْ يَا عُمَرُ)) (مسند أحمد: ٨٠٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حبشی لوگ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں (مسجد نبوی میں) لڑائی کے آلات کے ساتھ کھیل رہے تھے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ ان کو مارنے کے لیے کنکریاں اٹھانے کے جھکے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! ان کو کھیلنے دو۔''

فوائد:...... حبشی لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے، دراصل یہ محض کوئی کھیل نہیں تھا، بلکہ اس میں دین کی منفعت مضمر تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس حکمت کا علم نہ ہو سکا، اس لیے انھوں نے اُن کو منع کرنا چاہا، لیکن جلد ہی آپ ﷺ نے وضاحت فرما دی۔

(٥١٧٦) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥١٧٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٩٠١، ومسلم: ٨٩٣ (انظر: ٨٠٨٠)

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَاتِ الْخَيْلِ وَفَضْلِ اِقْتِنَائِهَا لِلْجِهَادِ وَمَا يُسْتَحَبُّ وَيُكْرَهُ مِنْهَا وَغَيْرِ ذٰلِكَ

گھوڑوں کی صفات، جہاد کے لیے ان کو پالنے کی فضیلت اور ان کی مستحب اور مکروہ صورتوں کے ابواب

بَابٌ فِيْ مَدْحِ الْخَيْلِ وَفَضْلِ اِقْتِنَائِهَا لِلْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

گھوڑے کی تعریف اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کے لیے ان کو پالنے کی فضیلت کا بیان

(٥١٧٨)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْخَيْلِ، فَقَالَ: ((اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَهِيَ عَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ الَّذِي يَتَّخِذُهَا وَيَحْبِسُهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَمَا غَيَّبَتْ فِي بُطُونِهَا فَهُوَ لَهُ أَجْرٌ، وَإِنْ اسْتَنَّتْ مِنْهُ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَ لَهُ فِي كُلِّ خُطْوَةٍ خَطَاهَا أَجْرٌ، وَلَوْ عَرَضَ لَهُ نَهَرٌ، فَسَقَاهَا مِنْهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ غَيَّبَتْهُ فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ۔)) حَتّٰى ذَكَرَ الْأَجْرَ فِي أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا۔ (مسند أحمد: ٨٩٦٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے گھوڑے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ خیر وابستہ کر دی گئی ہے، گھوڑا کسی کے لیے اجر ہوتا ہے، کسی کے لیے پردہ اور کسی کے لیے گناہ۔ جو گھوڑا باعثِ اجر ہوتا ہے، وہ وہ ہوتا ہے، جس کو آدمی اللہ کی راہ کی خاطر پالتا ہے، ایسا گھوڑا جو کچھ کھاتا ہے، اس میں بھی اس کے مالک کے لیے اجر ہے اور جب وہ ایک دو ٹیلوں تک چلتا ہے تو اس کے ہر ہر قدم کے بدلے مالک کے لیے اجر ہوتا ہے، اگر سامنے نہر آ جائے اور وہ اس سے پانی پی لے تو وہ جو پانی پیتا ہے، اس کے ہر ہر قطرے کے عوض مالک کو ثواب ملتا ہے۔'' یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس کی لید اور پیشاب کے اجر وثواب کا بھی ذکر کیا۔

(٥١٧٩)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا لِمَوْعُوْدِهِ كَانَ شِبَعُهُ وَرِيُّهُ وَبَوْلُهُ وَرَوْثُهُ حَسَنَاتٍ فِيْ مِيْزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند أحمد: ٨٨٥٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اس کی راہ میں ایک گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کا سیر ہونا، سیراب ہونا، پیشاب اور لید، یہ سب چیزیں روزِ قیامت اس کے ترازو میں نیکیاں ہوں گی۔''

فوائد:...... ''وعدے کی تصدیق'' سے مراد یہ ہے کہ بندہ تسلیم کرے کہ اس عمل کا پورا پورا اجر دیا جائے گا اور کوئی کمی

(٥١٧٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٩٨٧ (انظر: ٨٩٧٧)

(٥١٧٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٥٣ (انظر: ٨٨٦٦)

نہیں کی جائے گی۔

(٥١٨٠)۔ عن أَسْمَاء بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ مَعْقُودٌ أَبَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ رَبَطَهَا عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَأَنْفَقَ عَلَيْهَا احْتِسَابًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَإِنَّ شِبْعَهَا وَجُوعَهَا وَرِيَّهَا وَظَمَأَهَا وَأَرْوَاثَهَا وَأَبْوَالَهَا فَلَاحٌ فِي مَوَازِينِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ رَبَطَهَا رِيَاءً وَسُمْعَةً وَفَرَحًا وَمَرَحًا فَإِنَّ شِبْعَهَا وَجُوعَهَا وَرِيَّهَا وَظَمَأَهَا وَأَرْوَاثَهَا وَأَبْوَالَهَا خُسْرَانٌ فِي مَوَازِينِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند أحمد: ٢٨١٢٦)

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ قیامت کے دن تک، یعنی ہمیشہ کے لیے خیر وابستہ کر دی گئی ہے، پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ کے لیے تیاری کرتے ہوئے گھوڑا باندھا اور اسی کے راستے کی خاطر ثواب کی نیت سے اس پر خرچ کیا تو اس گھوڑے کا سیر ہونا، بھوکا ہونا، سیراب ہونا، پیاسا ہونا اور اس کا پیشاب، یہ سب چیزیں قیامت کے دن اس کے ترازوں میں کامیابی کا باعث ہوں گی، لیکن جس نے گھوڑے کو ریاکاری، شہرت اور اتراہٹ کے لیے پالا تو اس کے سیر ہونے، بھوکا رہنے، سیراب ہونا، پیاسا ہونا اور اس کی لید اور پیشاب، یہ سب چیزیں قیامت کے دن اس کے ترازوں میں خسارے کا باعث بنیں گی۔''

(٥١٨١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (مسند أحمد: ٥٢٠٠)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رکھ دی گئی ہے۔''

فوائد:...... پیشانی سے مراد ذات ہے۔

(٥١٨٢)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ١١٣٦٦)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

(٥١٨٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ، وَالنَّيْلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ خیر اور مقصود و مطلوب وابستہ کر دیا گیا ہے اور ان کے مالکان ان پر

(٥١٨٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٢/ ٤٨١ (انظر: ٢٧٥٧٤)
(٥١٨١) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٦٤٤، ومسلم: ١٨٧١ (انظر: ٥٢٠٠)
(٥١٨٢) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ١٦٨٦ (انظر: ١١٣٤٦)
(٥١٨٣) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٨٩٧٧ (انظر: ١٤٧٩١)

وَأَهْلُهَا مُعَانُونَ عَلَيْهَا، فَامْسَحُوا بِنَوَاصِيهَا، وَادْعُوا لَهَا بِالْبَرَكَةِ، وَقَلِّدُوهَا، وَلَا تُقَلِّدُوهَا بِالْأَوْتَارِ)) وَقَالَ عَلِيٌّ: وَلَا تُقَلِّدُوهَا الْأَوْتَارَ۔ (مسند أحمد: ١٤٨٥١)

سوار ہو کر سختیاں جھیلتے ہیں، پس تم لوگ گھوڑوں کی پیشانیوں کو چھوا کرو اور ان کے لیے برکت کی دعا کیا کرو اور ان کو قلادے ڈالو، لیکن وہ تانت کے نہ ہوں۔''

فوائد:...... تانت کے قلادے سے منع کرنے کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) دوڑتے وقت یا چرتے وقت گلے گھونٹنے کی وجہ سے دم نکل سکتا ہے، (۲) گھوڑوں کو نظر بد اور مختلف تکلیفوں سے بچانے کے لیے اس قسم کی تانت ان کی گردنوں میں لٹکائی جاتی تھی اور (۳) یہ تانت سخت اور تیز ہوتی ہے، اس سے گلا کٹنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(٥١٨٤)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْبَرَكَةُ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ۔)) (مسند أحمد: ١٢١٤٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔''

(٥١٨٥)۔ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَفْتِلُ عُرْفَ فَرَسٍ بِأُصْبُعَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِيهَا الْخَيْرُ، الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند أحمد: ١٩٤١٠)

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی انگلیوں کے ساتھ گھوڑے کی گردن کے بال بٹتے اور فرماتے: ''قیامت کے دن تک گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ خیر یعنی اجر اور غنیمت وابستہ کر دی گئی ہے۔''

فوائد:...... اپنے دستِ مبارک سے گھوڑے کے بال بٹنا گھوڑوں سے محبت، پیار اور لگاؤ کی بنا پر تھا۔
''قیامت کے دن تک'' اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا، جہاد میں استعمال ہونے والی ہر چیز کا خاص خیال رکھا جائے، وہ گھوڑے ہوں یا دیگر اسلحہ یا موجودہ دور میں جہاد میں استعمال ہونے والے ہوائی جہاز، گاڑیاں اور میزائل وغیرہ، کیونکہ ہر چیز فارغ پڑے پڑے تو خراب ہو جاتی ہے۔

(٥١٨٦)۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ ﷺ قَالَ: لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْخَيْلِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ غَفْرًا، لَا، بَلِ النِّسَاءُ۔ (مسند أحمد: ٢٠٥٧٨)

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی چیز نہیں ہے، جو رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پسند ہے، گھوڑوں کی بہ نسبت، پھر سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! بخش دے، نہیں، بلکہ آپ کو عورتیں سب سے زیادہ پسند تھیں۔

(٥١٨٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٥١، ومسلم: ١٨٧٤ (انظر: ١٢١٢٥)
(٥١٨٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٧٢ (انظر: ١٩١٩٦)
(٥١٨٦) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٠٣١٢)

فوائد:...... ''اے اللہ! بخش دے'' سے سیدنا معقل رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ ان سے غلطی ہو گئی ہے، آپ ﷺ کو سب سے زیادہ گھوڑے نہیں، بلکہ بیویاں پسند تھیں۔ واقعی نبی کریم ﷺ کو اپنی بیویوں سے محبت تھی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ۔)) ...... ''دنیوی چیزوں میں سے بیویاں اور خوشبو مجھے بہت پسند ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔'' (نسائی: ۳۸۷۸)

دنیوی چیزوں میں سے بیوی سب سے اچھی چیز ہے، جو دین و دنیا دونوں کی تکمیل کا ذریعہ اور انسانی بقا کا سبب ہے، فطری جذبات و میلانات کے اظہار کا انتہائی مناسب محل ہے، پاکدامنی کی خواہش کی تکمیل کا سب سے بہترین ذریعہ ہے، زندگی بھر کا ساتھ ہے، بیوی کے بغیر زندگی اجیرن ہے، لہٰذا دین فطرت پیش کرنے والا نبی رحمت کیوں سب سے بڑھ کر اس سے محبت نہ کرے گا۔

جس میاں بیوی کے درمیان محبت ہوگی، وہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی فوراً تصدیق کرے گا، سلیم الفطرت ورعقل والے لوگ جانتے ہیں کہ گھر کی رونق کا دارو مدار بیوی پر ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اگر گھر کے سربراہ کی بیوی بقیدِ صحت وحیات ہے تو اس گھر سے متعلقہ ہر فرد اور ہر چیز مرتب نظر آئے گی، وگرنہ صفائی اور سہولتوں کے باوجود گھر کی ہمیت کسی ویرانے سے زیادہ نہیں ہوتی۔

نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے دین کا ایک وصف عالمگیریت بھی ہے، اس وصف کا تقاضا یہ ہے کہ اس مذہب کی ہر خوبی کو بیان کر دیا جائے اور یہ اس دین کی خوبی ہے کہ اس نے عورت کو سب سے زیادہ عزت اور اہمیت دی ہے، سو یہ کوئی شرمانے والی بات نہیں ہے۔

کسی گھر میں بسنے والے افراد کی تربیت کا انحصار میاں بیوی کی محبت اور ان کے مابین خوشگوار تعلقات پر ہے۔

بَابٌ فِي الصِّفَاتِ الْمَمْدُوحَةِ وَالْمَذْمُومَةِ مِنْهَا
گھوڑوں کی قابل تعریف اور قابل مذمت صفات کا بیان

(۵۱۸۷)۔ عَنْ عِيسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ يُمْنَ الْخَيْلِ فِيْ شُقْرِهَا)) (مسند أحمد: ٢٤٥٤)

عیسیٰ بن علی اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک گھوڑے کی برکت سرخ گھوڑوں میں ہے۔''

(۵۱۸۸)۔ عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ،

سیدنا ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ، جن کو صحبت کا شرف حاصل تھا، سے

(٥١٨٧) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٢٥٤٥، والترمذي: ١٦٩٥ (انظر: ٢٤٥٤)

(٥١٨٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عقيل بن شبيب، أخرجه ابوداود: ٢٥٤٣، ٢٥٥٣، ٤٩٥٠، والنسائي: ٦/ ٢١٨ (انظر: ١٩٠٣٢)

وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ، وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ، وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةُ، وَارْتَبِطُوا الْخَيْلَ، وَامْسَحُوا بِنَوَاصِيهَا وَأَعْجَازِهَا، أَوْ قَالَ: ((وَأَكْفَالِهَا وَقَلِّدُوهَا وَلَا تُقَلِّدُوهَا الْأَوْتَارَ، وَعَلَيْكُمْ بِكُلِّ كُمَيْتٍ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ، أَوْ أَشْقَرَ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ، أَوْ أَدْهَمَ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ۔)) (مسند أحمد: ١٩٢٤١)

مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیائے کرام کے نام رکھا کرو، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں، سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور قبیح نام حرب اور مرہ ہیں، گھوڑوں کو سرحدی حفاظت کے لیے تیار رکھو، ان کی پیشانی اور سرین کو چھوا کرو اور ان کو قلادے ڈالا کرو، لیکن وہ تانت کے نہ ہوں، گھوڑوں کی ان قسموں کا اہتمام کرو: سیاہی سرخی مائل یعنی قرمزی رنگ کے گھوڑے جن کی پیشانی اور ٹانگوں میں سفیدی ہو، سفید و سرخ گھوڑا جس کی پیشانی اور ٹانگوں میں سفیدی ہو اور وہ سخت سیاہ گھوڑا جس کی پیشانی اور ٹانگوں میں سفیدی ہو۔''

فوائد:...... اس قسم کے گھوڑوں کا بہتر ہونا تجربے کی بنیاد پر تھا نہ کہ وحی سے، کسی اور علاقے اور زمانے میں اس کے خلاف بھی ممکن ہے، ویسے ان رنگوں کے گھوڑے خوبصورت معلوم ہوتے ہیں، ماتھے پر پھول کی طرح کی سفیدی اور چاروں پاؤں گھٹنوں سے نیچے سفید، کیا ہی بھلے لگتے ہیں۔

حدیثِ مبارکہ میں مذکورہ ناموں کے معانی اور وجہ:

عبداللہ: اللہ کا بندہ

عبدالرحمٰن: رحمٰن کا بندہ

ہمام: رنج وغم والا ہونا، ارادے کا پکا، بڑا باہمت، صاحبِ عزم و ہمت، کام کو کرگزرنے والا۔

حارث: کمائی کرنے والا، اچھی طرح معاملہ کرنیوالا، کھیتی کرنے والا، جمع کرنے والا، ٹکڑے ٹکڑے کرنیوالا۔

حرب: لڑائی، جنگ۔

مرہ: کڑوا، تلخ۔

''عبداللہ'' اور ''عبدالرحمٰن'' کا سب سے پسندیدہ نام ہونے کی وجہ واضح ہے۔ رہا مسئلہ ''ہمام'' اور ''حارث'' کا تو ہر آدمی اپنی زندگی کے دوران ان اسماء کے اکثر معانی کا مصداق بنتا رہتا ہے، اس لیے جو آدمی ان ناموں سے موسوم ہو گا، وہ اسم بامسمّی ہوگا۔ ''حرب'' اور ''مرہ'' کے معانی پر غور کیا جائے تو ان میں بدنمائی، خرابی، بگاڑ اور فساد نظر آتا ہے، یعنی کتنی بری بات ہوگی کہ ایک آدمی کے نام کے معانی ہی لڑائی، جنگ، کڑواہٹ اور تلخی کے ہوں، جبکہ نبی کریم ﷺ اچھی فال اور اچھے نام کو پسند کرتے تھے۔

(٥١٨٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَلَا أَدْرِي بِالْكُمَيْتِ بَدَأَ أَوْ بِالْأَدْهَمِ، قَالَ: وَسَأَلُوهُ لِمَ فَضَّلَ الْأَشْقَرَ؟ قَالَ: لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ جَاءَ بِالْفَتْحِ صَاحِبُ الْأَشْقَرِ۔ (مسند أحمد: ١٩٢٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پھر اوپر والی حدیث کے ہم معنی حدیث ذکر کی، محمد راوی کہتے ہیں: مجھے اس چیز کا علم نہ ہو سکا کہ آپ ﷺ نے پہلے سیاہی سرخی مائل گھوڑے کا ذکر کیا یا سیاہ گھوڑے کا۔ جب لوگوں نے اس سے سوال کیا کہ آپ ﷺ نے سفید و سرخ گھوڑے کو کیوں فضیلت دی تو اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا تھا، جو آدمی سب سے پہلے فتح کی خوشخبری لایا تھا، وہ اس قسم کے گھوڑے پر سوار تھا۔

(٥١٩٠)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ الْخَيْلِ الْأَدْهَمُ الْأَقْرَحُ الْأَرْثَمُ، مُحَجَّلُ الثَّلَاثِ، مُطْلَقُ الْيَمِينِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَدْهَمَ فَكُمَيْتٌ عَلٰى هٰذِهِ الشِّيَةِ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٩٢٩)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین گھوڑا وہ ہے، جو سخت سیاہ ہو، اس کی پیشانی پر ہلکی سفیدی اور اوپر والے ہونٹ پر سفیدی ہو اور اس کی تین ٹانگیں سفید ہوں اور دائیں ٹانگ سیاہ ہو، اگر سخت سیاہ گھوڑا نہ ہو، تو سیاہی سرخی مائل گھوڑا ہو جائے، لیکن اس کی باقی صفات یہی ہوں۔''

(٥١٩١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ۔ (مسند أحمد: ٧٤٠٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ شِکال گھوڑے کو ناپسند کرتے تھے۔

فوائد:...... یہ وہ گھوڑا ہوتا ہے جس کی دائیں ٹانگ میں یا دائیں ہاتھ اور بائیں ٹانگ میں سفیدی ہو۔
اس قسم کے گھوڑے کو ناپسند کرنے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں، آپ ﷺ نے اپنے تجربے کے مطابق اس گھوڑے کو عمدہ نہ پایا ہو، یا پھر اس لفظ کے معانی اچھے نہیں ہیں، مثلاً: جانور کے رسی سے ہاتھ پاؤں باندھنا، جانور کے پابند لگانا، بیڑی ڈالنا، اس بیڑی کو بھی کہتے ہیں، جو جانور کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہے۔

(٥١٨٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥١٩٠) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابن ماجه: ٢٧٨٩، والترمذي: ١٦٩٧ (انظر: ٢٢٥٦١)

(٥١٩١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٧٥ (انظر: ٧٤٠٢)

بَابٌ فِيْ اِسْتِحْبَابِ تَكْثِيرِ نَسْلِهَا وَفَضْلِ ذٰلِكَ وَالنَّهْيِ عَنْ اِخْتِصَائِهَا وَكَرَاهَةِ اِنْزَاءِ الْحُمُرِ عَلَيْهَا

گھوڑوں کی نسل کو زیادہ کرنے اور اس کی فضیلت کا اور گھوڑوں کو خصی کرنے کی ممانعت اور گدھوں سے گھوڑیوں کی جفتی کروانے کی کراہت کا بیان

(٥١٩٢)۔ عَنْ أَبِي عَامِرِ الْهَوْزَنِيِّ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ، أَنَّهُ أَتَاهُ فَقَالَ: أَطْرِقْنِي مِنْ فَرَسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَطْرَقَ فَعقَّتْ لَهُ الْفَرَسُ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ سَبْعِينَ فَرَسًا حُمِلَ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) (مسند أحمد: ١٨١٩٥)

ابو عامر ہوزنی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا: مجھے جفتی کے لیے اپنا گھوڑا دو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے جفتی کے لیے کسی کو گھوڑا دیا اور اس کے نتیجے میں گھوڑا پیدا ہوا تو اس کے لیے ایسے ستر گھوڑوں کا ثواب ہو گا، جو اللہ کے راستے میں سواری کے لیے دیئے جائیں۔''

(٥١٩٣)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَغْلٌ أَوْ بَغْلَةٌ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: بَغْلٌ أَوْ بَغْلَةٌ؟ قُلْتُ: وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ هُوَ؟ قَالَ: يُحْمَلُ الْحِمَارُ عَلَى الْفَرَسِ فَيَخْرُجُ بَيْنَهُمَا هٰذَا، قُلْتُ: أَفَلَا نَحْمِلُ فُلَانًا عَلَى فُلَانَةَ؟ قَالَ: ((لَا إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔)) (مسند أحمد: ٧٦٦)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خچر کا نر یا مادہ بطور تحفہ دیا گیا، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ خچر نسل کا نر یا مادہ ہے۔'' میں نے کہا: یہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب گدھے سے گھوڑی کی جفتی کرائی جاتی ہے تو ان سے یہ پیدا ہوتا ہے، میں نے کہا: تو پھر کیا ہم فلاں گدھے سے فلاں گھوڑی کی جفتی نہ کروائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، صرف وہ لوگ ایسا کام کرتے ہیں، جو علم نہیں رکھتے۔''

فوائد:...... یعنی جن کو یہ علم نہیں ہوتا ہے کہ حکمت و دانائی کے مطابق زیادہ بہتر اور زیادہ مناسب چیز کون سی ہے، گھوڑا بہر حال خچر سے اعلی جانور ہے، اس کے ذریعے جہاد کیا جاتا ہے، غنیمتیں حاصل ہوتی ہیں اور یہ حلال جانور ہے، جب ان میں سے کوئی صفت بھی خچر میں نہیں پائی جاتی، نیز اگر خچر پیدا کرنے کی عام اجازت دے دی جائے تو گھوڑوں کی قلت ہو جائے گی۔

(٥١٩٤)۔ عَنْ دَحْيَةَ الْكَلْبِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ:

سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا:

(٥١٩٢) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٨٥٣ (انظر: ١٨٠٣٢)

(٥١٩٣) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ٢٥٦٥، والنسائي: ٦/ ٢٢٤ (انظر: ٧٦٦)

(٥١٩٤) صحيح لغيره، أخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/ ٥٤١، والطبراني في "الاوسط": ٤٩٩٣ (انظر: ١٨٧٩٣)

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! آلا أَحْمِلُ لَكَ حِمَارًا عَلٰى فَرَسٍ فَيُنْتِجَ لَكَ بَغْلًا فَتَرْكَبُهَا؟ قَالَ: ((إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔)) (مسند أحمد: ١٩٠٠٠)

اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے لیے گدھے سے گھوڑی کی جفتی نہ کرواؤں، تاکہ خچر پیدا ہو اور آپ اس پر سواری کریں؟ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ یہ کام کرتے ہیں، جو علم نہیں رکھتے۔''

(٥١٩٥)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُنْزِيَ حِمَارًا عَلٰى فَرَسٍ۔ (مسند أحمد: ٧٣٨)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا ہے کہ ہم گھوڑی کی جفتی گدھے سے کروائیں۔

فوائد:...... گھوڑی اور گدھے کے ملاپ سے خچر پیدا ہوتا ہے، ان احادیث میں اس ملاپ کو ناپسند کیا گیا ہے، حالانکہ قرآن مجید میں گھوڑے اور گدھے کے ساتھ خچر کا ذکر بھی بطورِ احسان کیا گیا ہے، جس سے خچر کے وجود اور اس کے بطور نسل باقی رہنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، اس لیے علماء نے ان احادیث میں ممانعت یا ناپسندیدگی کے حکم کو تنزیہی قرار دیا ہے، یا اسے اس صورت پر محمول قرار دیا جائے گا، جب اس کی وجہ سے گھوڑوں کی نسل اور اس کی افزائش متأثر ہو، کیونکہ گھوڑا خچر سے زیادہ مفید اور ضروری ہے، اس کی نسل میں کمی نہیں آنی چاہیے۔

(٥١٩٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ إِخْصَاءِ الْخَيْلِ وَالْبَهَائِمِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: فِيْهَا نِمَاءُ الْخَلْقِ۔ (مسند أحمد: ٤٧٦٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں اور دوسرے چوپائیوں کو خصی کرنے سے منع فرمایا ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: خصی نہ کرنے سے نسل بڑھتی ہے۔

فوائد:...... اگر جانوروں کو ان کی فطرت پر باقی رکھا جائے اور ان کو خصی نہ کیا جائے تو اس سے ان کی نسل بھی بڑھتی ہے اور جفتی کے لیے دینے کا اجر وثواب بھی ملتا ہے۔

بَابُ فِيْمَا جَاءَ فِيْ إِكْرَامِهَا وَعَلَفِهَا وَتَضْمِيْرِهَا وَكَرَاهَةِ جَزِّ مَا طَالَ مِنْ شَعْرِهَا

گھوڑوں کی عزت کرنے، ان کو چارہ کھلانے اور ان کی تضمیر کا بیان، نیز لمبے ہو جانے والے بالوں کو کاٹنے کی ممانعت

(٥١٩٧)۔ عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ، أَنَّ رَوْحَ بْنَ زِنْبَاعٍ زَارَ تَمِيْمًا

شرحبیل بن مسلم خولانی کہتے ہیں: روح بن زنباع، سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کو ملنے کے لیے آئے اور ان کو اس حال میں پایا کہ

(٥١٩٥) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٧٣٨)

(٥١٩٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن نافع (انظر: ٤٧٦٩)

(٥١٩٧) اسناد حسن، أخرجه الطبراني فى "الكبير": ١٢٥٤، والبيهقى فى "الشعب": ٤٢٧٣ (انظر: ١٦٩٥٥)

الدَّارِیَّ، فَوَجَدَهُ یُنَقِّی شَعِیرًا لِفَرَسِهِ، قَالَ: وَحَوْلَهُ أَهْلُهُ، فَقَالَ لَهُ رَوْحٌ: أَمَا كَانَ فِی هٰؤُلَاءِ مَنْ یَكْفِیكَ، قَالَ تَمِیمٌ: بَلٰی، وَلٰكِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: ((مَا مِنْ امْرِءٍ مُسْلِمٍ یُنَقِّی لِفَرَسِهِ شَعِیرًا ثُمَّ یَعْلِفُهُ عَلَیْهِ إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ حَبَّةٍ حَسَنَةٌ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۰۸۰)

وہ اپنے گھوڑے کے لیے جَو صاف کر رہے تھے اور ان کے بیوی بچے ان کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے، روح نے کہا: کیا ان افراد میں کوئی ایسا بندہ نہیں ہے، جو تمہیں اس کام سے کفایت کرے، سیدنا تمیم رضی اللہ عنہ نے کہا: جی کیوں نہیں، اصل بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس مسلمان آدمی نے اپنے گھوڑے کے لیے جو صاف کر کے اس کو کھلاتا ہے تو اس کے لیے ہر ہر دانے کے بدلے ایک ایک نیکی لکھی جائے گی۔''

(۵۱۹۸)۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ، عَنْ سُهَیْلِ بْنِ الْحَنْظَلِیَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُنْفِقُ عَلَی الْخَیْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَبَاسِطِ یَدَیْهِ بِالصَّدَقَةِ لَا یَقْبِضُهَا۔)) (مسند أحمد: ۱۷۷۶۸)

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ، سیدنا سہیل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ اللہ کی راہ والے گھوڑے پر خرچ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے، جس نے صدقہ کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو پھیلا رکھا ہو اور وہ ان کو بند کرنے والا نہ ہو۔''

(۵۱۹۹)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یُضْمِرُ الْخَیْلَ۔ (مسند أحمد: ۵۵۸۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ گھوڑوں کی تضمیر کیا کرتے تھے۔

فوائد: حدیث نمبر (۵۱۵۹) میں تضمیر کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(۵۲۰۰)۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ جَزِّ اَعْرَافِ الْخَیْلِ وَنَتْفِ اَذْنَابِهَا، وَجَزِّ نَوَاصِیْهَا، وَقَالَ: ((اَمَّا اَذْنَابُهَا فَاِنَّهَا مُذَابُّهَا، وَاَمَّا عِرَافُهَا فَاِنَّهَا اِدْفَائُهَا، وَاَمَّا نَوَاصِیْهَا فَاِنَّ الْخَیْرَ مَعْقُوْدٌ فِیْهَا، (زَادَ فِی رِوَایَةٍ) وَنَوَاصِیْهَا مَعْقُوْدٌ بِهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ

سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کی گردن کے بال، دم کے بال اور پیشانی کے بال کاٹنے سے منع کیا اور فرمایا: ''گھوڑوں کی دُمیں (مکھیوں وغیرہ کو) ہٹاتی ہیں، گردن کے بال ان کو سردی سے بچاتے ہیں اور پیشانیاں، کیا بات ہے ان کی کہ اللہ تعالیٰ نے روزِ قیامت تک خیر کو ان کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔''

(۵۱۹۸) تخریج: اسناده محتمل للتحسین، أخرجه ابوداود: ۴۰۸۹ (انظر: ۱۷۶۲۲)

(۵۱۹۹) تخریج: حدیث صحیح لغیره، أخرجه بنحوه ابوداود: ۲۵۷۶ (انظر: ۵۵۸۸)

(۵۲۰۰) تخریج: اسناده ضعیف لاضطرابه، أخرجه أبوداود: ۲۵۴۲ (انظر: ۱۷۶۴۰)

الْقِيَامَةِ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۷۹۰)

بَابُ قَوْلِهِ ﷺ: اَلْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ

آپ ﷺ کے فرمان ''گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں'' کا بیان

(۵۲۰۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فَفَرَسٌ لِلرَّحْمٰنِ، وَفَرَسٌ لِلْإِنْسَانِ، وَفَرَسٌ لِلشَّيْطَانِ، فَأَمَّا فَرَسُ الرَّحْمٰنِ فَالَّذِي يُرْبَطُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَعَلَفُهُ وَرَوْثُهُ وَبَوْلُهُ وَذَكَرَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، وَأَمَّا فَرَسُ الشَّيْطَانِ فَالَّذِي يُقَامَرُ أَوْ يُرَاهَنُ عَلَيْهِ، وَأَمَّا فَرَسُ الْإِنْسَانِ فَالْفَرَسُ يَرْتَبِطُهَا الْإِنْسَانُ يَلْتَمِسُ بَطْنَهَا فَهِيَ تَسْتُرُ مِنْ فَقْرٍ۔)) (مسند أحمد: ۳۷۵٦)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک گھوڑا رحمٰن کیلئے ہوتا ہے، ایک انسان کیلئے اور ایک شیطان کیلئے ہوتا ہے، رحمٰن والا گھوڑا وہ ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کے راستے کیلئے باندھا جاتا ہے، پس اس کا چارہ بلکہ لید اور پیشاب، آپ ﷺ نے اس کی بہت سی چیزیں ذکر کیں، سب چیزوں میں اجر ہے۔ شیطانی گھوڑا وہ ہے، جس پر جوا کھیلا جاتا ہے اور (جاہلیت کے طریقوں کے مطابق) بازیاں لگائی جاتی ہیں اور انسانی گھوڑا وہ ہے، جس کو انسان اس مقصد کیلئے باندھتا ہے کہ اس کے بچے پیدا ہوں اور حاجت پر پردہ پڑا رہے (یعنی اس کے ذریعے گھر کی ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں)۔''

(۵۲۰۲)۔ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ، فَرَسٌ يَرْبِطُهُ الرَّجُلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَثَمَنُهُ أَجْرٌ، وَرُكُوبُهُ أَجْرٌ، وَعَارِيَتُهُ أَجْرٌ، وَعَلَفُهُ أَجْرٌ، وَفَرَسٌ يُغَالِقُ عَلَيْهِ الرَّجُلُ وَيُرَاهِنُ، فَثَمَنُهُ وِزْرٌ وَعَلَفُهُ وِزْرٌ، وَفَرَسٌ لِلْبِطْنَةِ فَعَسٰى أَنْ يَكُونَ سَدَادًا مِنَ الْفَقْرِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔)) (مسند أحمد: ۲۳٦۱۸)

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ گھوڑا ہے کہ جس کو آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ کے لیے باندھ کر رکھتا ہے، اس کی قیمت بھی اجر ہے، اس کی سواری بھی اجر ہے، اس کا عاریۃً دینا بھی اجر ہے اور اس کا چارہ بھی اجر ہے، دوسرا وہ گھوڑا ہے، جس پر جوا اور (جاہلیت کی) بازیاں لگائی جاتی ہیں، ایسے گھوڑے کی قیمت بھی گناہ ہے اور اس کا چارہ بھی مالک کے لیے بوجھ ہے، تیسرا وہ گھوڑا ہے، جس کو اس لیے پالا جاتا ہے کہ وہ بچے جنم دے گا، ممکن ہے کہ اس قسم کی وجہ سے مالک کی فقیری دور ہو جائے۔''

(۵۲۰۱) تخريج: صحيح، أخرجه البيهقي: ۱۰/ ۲۱ (انظر: ۳۷۵٦)

(۵۲۰۲) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۲۳۲۳۰)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ دُعَاءِ الْخَيْلِ
گھوڑے کی دعا کا بیان

(٥٢٠٣)۔ عَنْ أَبِيْ شَمَاسَةَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ حُدَيْجٍ مَرَّ عَلَى أَبِي ذَرٍّ، وَهُوَ قَائِمٌ عِنْدَ فَرَسٍ لَهُ، فَسَأَلَهُ مَا تُعَالِجُ مِنْ فَرَسِكَ هٰذَا؟ فَقَالَ: إِنِّي أَظُنُّ أَنَّ هٰذَا الْفَرَسَ قَدِ اسْتُجِيبَ لَهُ دَعْوَتُهُ، قَالَ: وَمَا دُعَاءُ الْبَهِيمَةِ مِنَ الْبَهَائِمِ؟ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ فَرَسٍ إِلَّا وَهُوَ يَدْعُو كُلَّ سَحَرٍ فَيَقُولُ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ خَوَّلْتَنِي عَبْدًا مِنْ عِبَادِكَ، وَجَعَلْتَ رِزْقِي بِيَدِهِ، فَاجْعَلْنِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ، قَالَ أَبِي: وَوَافَقَهُ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِمَاسَةَ۔ (مسند أحمد: ٢١٧٧٣)

ابوشماسہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: معاویہ بن حُدَیج، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے گھوڑے کے پاس کھڑے تھے انھوں نے ان سے سوال کیا کہ وہ تو بس اپنے گھوڑے کے ساتھ ہی لگے رہتے ہیں، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ اس گھوڑے کی دعا قبول ہوتی ہے، انھوں نے کہا: چوپائیوں میں سے ایک چوپائے کی دعا کی کیا حقیقت ہوتی ہے؟ انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نہیں ہے کوئی گھوڑا، مگر وہ سحری کے وقت یہ دعا کرتا ہے: اے اللہ! تو نے مجھے اپنے بندوں میں ایک بندے کے سپرد کر دیا ہے اور میرا رزق اس کے ہاتھ میں رکھ دیا ہے، اب مجھے اس کے اہل، مال اور اولاد سے بڑھ کر اس کا محبوب بنا دے۔ امام احمد نے کہا: عمرو بن حارث نے ابن شماسہ سے روایت لینے میں اس کی موافقت کی ہے۔

فوائد:...... قرآن وحدیث سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ جانور بھی اپنی زبان میں کلام کرتے ہیں، چونکہ ہم ان کی زبان نہیں سمجھ سکتے، اس لیے ہم انھیں بے زبان سمجھ لیتے ہیں، خصوصاً اللہ تعالیٰ سے تو ہر چیز کلام کرتی ہے، لہذا اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(٥٢٠٤)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ فَرَسٍ عَرَبِيٍّ إِلَّا يُؤْذَنُ لَهُ مَعَ كُلِّ فَجْرٍ يَدْعُو بِدَعْوَتَيْنِ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ خَوَّلْتَنِي مَنْ خَوَّلْتَنِي مِنْ بَنِي آدَمَ، فَاجْعَلْنِي مِنْ أَحَبِّ أَهْلِهِ وَمَالِهِ إِلَيْهِ أَوْ

معاویہ بن حُدَیج سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر عربی گھوڑے کو ہر فجر کے وقت دو دعائیں کرنے کی اجازت دی جاتی ہے، پس وہ کہتا ہے: اے اللہ! تو مجھے بنو آدم میں سے جس کے سپرد کرے، مجھے اس کے اہل اور مال سے بڑھ کر اس

(٥٢٠٣) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٢١٤٤٣)

(٥٢٠٤) تخريج: صحيح موقوفا، رواه ليث بن سعد وعمرو بن الحارث موقوفا عن ابى ذر، وهما اوثق واتقن من عبد الحميد بن جعفر، الذى جعله مرفوعا، أخرجه النسائي: ٦/ ٢٢٣ (انظر: ٢١٤٩٧)

أَحَبَّ أَهْلِهِ وَمَالِهِ إِلَيْهِ)) قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ أَبِي: خَالَفَهُ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ: عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ و قَالَ لَيْثٌ عَنْ أَبِي شِمَاسَةَ أَيْضًا۔ (مسند أحمد: ٢١٨٢٩)

کا محبوب بنا دے۔'' امام احمد نے کہا: عمرو بن حارث نے اس کی مخالفت کی اور کہا: یزید عن عبد الرحمٰن بن شماسۃ، لیث نے بھی عن ابی شماسۃ کہا ہے۔

فوائد:...... یہ سب جہاد کی برکات کا نتیجہ ہے۔

بَابٌ مَا جَاءَ فِي الْإِبِلِ
اونٹوں کا بیان

(٥٢٠٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَ الْإِبِلُ الثَّلَاثُونَ يُحْمَلُ عَلَى نَجِيبِهَا، وَتُعِيرُ أَدَاتَهَا، وَتُمْنَحُ غَزِيرَتُهَا، وَيُحْبِيهَا يَوْمَ وِرْدِهَا فِي أَعْطَانِهَا۔)) (مسند أحمد: ٩٧٦٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں کی بہترین تعداد تیس ہے، ان میں سے عمدہ اونٹ کی سواری کی جاتی ہے، اس کا ڈول عاریۃً دیا جاتا ہے، دودھ والی اونٹنی بطور عطیہ دی جاتی ہے اور پانی پینے کے دن جب وہ اپنے باڑوں میں جمع ہوتے ہیں تو ان کو دوہ کر (محتاجوں کو) دیا جاتا ہے۔''

فوائد:...... اونٹوں کی یہ معتدل تعداد ہے، اگر کسی کے پاس اس سے زیادہ اونٹ ہوں اور وہ ان کے یہی حقوق ادا کرتا ہو تو وہ اس کیلئے بہتر ہوں گے، لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ زیادہ مال کی وجہ سے لوگ اسلامی فرائض و واجبات وحدود سے غافل ہو جاتے ہیں، ان کے مزاج تبدیل ہو جاتے ہیں اور ان میں بڑائی اور بخل جیسی مذموم صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔

(٥٢٠٦)۔ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَسُولًا، لَا يُبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ وَلَا قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: قَالَ وَأَحْسِبُهُ، قَالَ: وَالنَّاسُ فِي مِيَاهِهِمْ۔

سیدنا ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، آپ ﷺ نے ایک قاصد بھیجا، وہ یہ اعلان کر رہا تھا کہ اونٹ کی گردن میں کوئی قلادہ ہرگز باقی نہ چھوڑا جائے، وہ تانت کا ہو یا کسی اور چیز کا۔'' اسماعیل راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ اس وقت لوگ پانیوں پر تھے۔ (مسند أحمد: ٢٢٢٣٢)

فوائد:...... یہ قلادے اونٹوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لیے لٹکائے جاتے تھے یا ان کے ساتھ گھنٹیاں باندھی جاتی تھیں، جبکہ یہ دونوں کام غلط ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے قلادے لٹکانے سے منع کر دیا، نیز یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ چرتے چرتے اونٹ کا قلادہ کسی درخت کے ساتھ پھنس جائے۔

(٥٢٠٥) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ٧/ ٣٢، وعبد الرزاق: ٦٨٦٠ (انظر: ٩٧٦٦)

(٥٢٠٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٠٠٥، ومسلم: ٢١١٥ (انظر: ٢١٨٨٧)

كِتَابُ الْعِتْقِ
(غلاموں اور لونڈیوں کی) آزادی کے مسائل

بَابُ فَضْلِ الْعِتْقِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ
آزاد کرنے اور اس پر برانگیختہ کرنے کا بیان

(٥٢٠٧)۔ عَنْ أَبِى نَجِيحِ نِ السُّلَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِى سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَهُوَ عِدْلُ مُحَرَّرٍ، وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ جَاعِلٌ وَفَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهِ مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتْ امْرَأَةً مُسْلِمَةً، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَاعِلٌ وَفَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهَا مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ١٧١٤٧)

سیدنا ابو نجیح سلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک تیر پھینکا، اس کو آزاد شدہ غلام کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا، جس کے اللہ کے راستے میں بال سفید ہو گئے تو یہ چیز اس کے لیے قیامت والے دن نور ہو گی، جس آدمی نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا، تو اللہ تعالیٰ آزاد ہونے والی کی ہر ہڈی کے عوض آزاد کنندہ کی ہر ہڈی کو آگ سے آزاد کر دے گا، اسی طرح جس عورت نے مسلمان عورت کو آزاد کیا، تو اللہ تعالیٰ آزاد شدہ کی ہر ہڈی کے عوض آزاد کنندہ خاتون کی ہر ہڈی کو آگ سے آزاد کر دے گا۔''

فوائد:...... فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں): عرف کا لحاظ رکھیں تو اس کا معنی جہاد ہوگا، یعنی جس نے سیاہ بالوں کی عمر سے جہاد شروع کیا اور بالوں کے سفید ہو جانے تک یہ عمل جاری رکھا، لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس سے مراد

(٥٢٠٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٣٩٦٥، والترمذى: ١٦٣٨، والنسائى: ٦/ ٢٦ (انظر: ١٧٠٢٢)

ہر نیک کام ہو، کیونکہ بعض احادیث میں مومن کے سفید بالوں کو اس کے لیے نور قرار دیا گیا ہے، جب کہ جہاد کی فضیلت تو سفید بالوں کی محتاج نہیں، وہ تو اس کے علاوہ بھی افضل ہے۔ واللہ اعلم۔ وہ بال ہی نور بن جائیں گے یا ان کی بنا پر نور حاصل ہوگا۔

(٥٢٠٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً كَانَتْ فِكَاكَه مِنَ النَّارِ عُضْوًا عُضْوٍ۔)) (مسند احمد: ١٧١٤٥)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمان گردن کو آزاد کیا، تو اس عمل سے اس کی آگ سے آزادی ہو گی، آزاد شدہ کے ہر عضو کے بدلے آزاد کنندہ کا ہر عضو آگ سے آزاد ہوگا۔''

(٥٢٠٩)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَرْجَانَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ؓ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ إِرْبٍ مِنْهُ إِرْبًا مِنَ النَّارِ حَتّٰى أَنَّهُ لَيُعْتِقُ بِالْيَدِ الْيَدَ وَبِالرِّجْلِ الرِّجْلَ وَبِالْفَرْجِ الْفَرْجَ۔)) فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ: نَعَمْ، فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ لِغُلَامٍ لَهُ: أَفْرَهَ غِلْمَانِهِ ادْعُ لِي مُطَرِّفًا، قَالَ: فَلَمَّا قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ: اذْهَبْ فَأَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند أحمد: ٩٤٥٥)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مؤمن گردن کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو آگ سے آزاد کر دے گا، یعنی وہ اس کے ہاتھ کے بدلے ہاتھ کو، ٹانگ کے ٹانگ کو اور شرم گاہ کے بدلے شرم گاہ کو آزاد کرے گا۔'' علی بن حسین نے کہا: کیا تم نے یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے سنی ہے؟ سعید نے کہا: جی ہاں، پس علی بن حسین نے اپنے سب سے زیادہ چست غلام سے کہا: مطرف کو بلاؤ، جب وہ ان کے سامنے کھڑا ہوا تو انھوں نے کہا: تو چلا جا، تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔

(٥٢١٠)۔ عَنِ الْغَرِيفِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: أَتَيْنَا وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ اللَّيْثِيَّ، فَقُلْنَا: حَدِّثْنَا بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِي صَاحِبٍ لَنَا قَدْ أَوْجَبَ، فَقَالَ: ((أَعْتِقُوا عَنْهُ يُعْتِقِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

عریف دیلمی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا واثلہ بن اسقع ؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا: ہمیں کوئی ایسی حدیث بیان کرو، جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، انھوں نے کہا: ہم ایک ایسے آدمی کا مسئلہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، جو ایک گناہ کی وجہ سے جہنم کو اپنے حق میں واجب کر چکا

(٥٢٠٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٢٠٩) تخريج: أخرجه بنحوه البخارى: ٦٧١٥، ومسلم: ١٥٠٩ (انظر: ٩٤٤١)

(٥٢١٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٣٩٦٤ (انظر: ١٦٠١٢)

بِـكُلِّ عُضْوٍ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ١٦١٠٨)

تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کر دو، اللہ تعالیٰ اس آزاد شدہ کے ہر عضو کی وجہ سے اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کر دے گا۔''

(٥٢١١)۔ (وَعَـنْـهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: قَالَ: ((فَلْيُعْتِقْ رَقَبَةً يُفْدِي اللّٰهُ بِكُلِّ عُـضْوٍ مِنْهَا عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ١٧١١٠)

(دوسری سند): اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چاہیے کہ یہ ایک گردن آزاد کر دے، اللہ تعالیٰ اس گردن کے ہر عضو کو آگ سے اس کے ہر عضو کا فدیہ بنا دے گا۔''

(٥٢١٢)۔ عَـنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ ؓ قَالَ: اَعْتَقْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَرْبَعِيْنَ مُحَرَّرًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَسْـلَمْتَ عَلٰى مَا سَبَقَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ۔)) (مسند أحمد: ١٥٦٦٠)

سیدنا حکیم بن حزام ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے جاہلیت میں چالیس غلام آزاد کیے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم خیر کے جو امور سرانجام دے چکے تھے، ان سمیت اسلام لائے ہو۔''

(٥٢١٣)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ ؓ قَـالَ: قُلْتُ: يَا رَسُـولَ اللّٰـهِ! أَيُّ الْـعَـمَلِ أَفْضَلُ؟ قَـالَ: ((إِيـمَـانٌ بِـالـلّٰـهِ تَعَـالٰى، وَجِهَـادٌ فِي سَبِيـلِـهِ۔)) قُـلْـتُ: يَـا رَسُولَ اللّٰـهِ! فَأَيُّ الـرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا وَأَغْلَاهَـا ثَـمَـنًا۔)) قَالَ: فَإِنْ لَمْ أَجِدْ؟ قَالَ: ((تُعِينُ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ۔)) وَقَالَ: فَـإِنْ لَـمْ أَسْتَـطِـعْ قَـالَ: ((كُفَّ أَذَاكَ عَنِ الـنَّـاسِ، فَـإِنَّهَـا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَـا عَنْ نَفْسِكَ۔)) (مسند أحمد: ٢١٦٥٧)

سیدنا ابو ذر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔'' میں نے کہا: کون سی گردن کو آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے مالکوں کے نزدیک قیمتی اور مہنگی ہو۔'' میں نے کہا: اگر مجھ میں یہ عمل کرنے کی سکت نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''تو کسی پریشان حال کی معاونت کر دیا کرو یا کسی بے ہنر انسان کا کوئی کام کر دیا کرو۔'' میں نے کہا: اگر میں یہ کارِ خیر کرنے سے بھی عاجز رہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تم لوگوں کو اپنے شرّ سے محفوظ رکھو یہ بھی تمہارا اپنے آپ پر صدقہ ہوگا۔''

(٥٢١١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٢١٢) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ٢٥٣٨، ومسلم: ١٢٣ (انظر: ١٥٥٧٥)

(٥٢١٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥١٨، ومسلم: ٨٤ (انظر: ٢١٣٢١)

(٥٢١٤)۔ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: اَعْتَقْتُ جَارِيَةً لِيْ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ بِعِتْقِهَا، فَقَالَ: ((آجَرَكِ اللّٰهُ، اَمَا اَنَّكِ لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٣٥٤)

زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے اپنی ایک لونڈی آزاد کی، جب نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں نے اس کی آزادی کے بارے میں آپ ﷺ کو بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھے اجر دے، لیکن اگر تو نے یہ لونڈی اپنے ماموؤں کو دی ہوتی تو یہ عمل تیرے لیے بہت بڑے اجر کا باعث ہوتا۔''

فوائد:...... ممکن ہے کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ماموؤں کو لونڈی کی ضرورت ہو۔

(٥٢١٥)۔ عَنْ سَعْدٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، وَكَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ خِدْمَتُهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! أَعْتِقْ سَعْدًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا لَنَا مَاهِنٌ غَيْرُهُ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَعْتِقْ سَعْدًا أَتَتْكَ الرِّجَالُ۔)) قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي السَّبْيَ۔ (مسند أحمد: ١٧١٧)

مولائے ابو بکر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ، جو کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتے تھے اور ان کی خدمت آپ ﷺ کو پسند بھی آتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو بکر! سعد کو آزاد کر دو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے علاوہ ہمارا کوئی خادم نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سعد کو آزاد کر دو، تمہارے پاس کئی بندے آئیں گے۔'' امام ابو داود طیالسی نے کہا: آپ ﷺ کی مراد قیدی تھے۔

(٥٢١٦)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً فَهِيَ فِدَاؤُهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٤٦٤)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مومن گردن کو آزاد کیا، تو یہ جہنم سے اس کا فدیہ ہوگا۔''

(٥٢١٧)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَمْرٍو الْقُشَيْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً فَهِيَ فِدَاؤُهُ مِنَ النَّارِ۔قَالَ

سیدنا مالک بن عمرو قشیری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمان گردن آزاد کی، تو یہ آگ سے اس کا فدیہ بنے گی، عفان راوی کے الفاظ یہ ہیں:

(٥٢١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٩٢، ومسلم: ٩٩٩(انظر: ٢٦٨١٧)

(٥٢١٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابى عمر الخزاز، وعنعنة الحسن، أخرجه ابويعلى: ١٥٧٣، والحاكم: ٢/ ٢١٣ (انظر: ١٧١٧)

(٥٢١٦) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٢١١٣)

(٥٢١٧) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ٦٦٦، والبيهقي في "الشعب": ١١٠٣١ (انظر: ١٩٠٣٠)

عَفَّانُ: مَكَانَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِ مُحَرِّرِهِ بِعَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ، وَمَنْ أَدْرَكَ أَحَدَ وَالِدَيْهِ ثُمَّ لَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ ضَمَّ يَتِيمًا مِنْ بَيْنِ أَبَوَيْنِ مُسْلِمَيْنِ، قَالَ عَفَّانُ: إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ حَتَّى يُغْنِيَهُ اللّٰهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.)) (مسند أحمد: ١٩٢٣٩)

آزاد شدہ کی ہر ہڈی کے عوض آزاد کنندہ کی ہر ہڈی جہنم سے آزاد ہو جائے گی، اور جس نے اپنے والدین میں ایک کو پایا اور پھر (اس کی خدمت کر کے) اپنے آپ کو بخشوا نہ سکا تو اللہ تعالیٰ اس کو دور کر دے، اور جس نے مسلمان والدین کا یتیم بچہ کھانے اور پینے کے معاملات میں اپنے ساتھ ملا لیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو غنی کر دیا، اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔''

(٥٢١٨)۔ عَنِ ابْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَ عَلَيْهَا رَقَبَةٌ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ، فَجَاءَ سَبْيٌ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ خَوْلَانَ، فَأَرَادَتْ أَنْ تُعْتِقَ مِنْهُمْ، فَنَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ جَاءَ سَبْيٌ مِنْ مُضَرَ مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُعْتِقَ مِنْهُمْ۔ (مسند أحمد: ٢٦٧٩٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک گردن آزاد کرنی تھی، جب یمن سے خولان قبیلہ کے قیدی آئے تو انھوں نے ان سے میں ایک غلام آزاد کرنا چاہا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کو منع کر دیا، پھر جب بنوعنبر سے مضر قبیلے کے قیدی آئے تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ان قیدیوں میں سے کسی کو آزاد کر دیں۔

فوائد:...... چونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذمے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے گردن آزاد کرنی تھی اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے گردن آزاد کرنا افضل عمل ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس چیز کی رہنمائی کی۔

جن اہل علم نے تمام اہل یمن کو بنو اسماعیل قرار دیا، اس حدیث سے ان کا ردّ ہو رہا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے یمن کے خولان قبیلے اور مضر کے بنوعنبر قبیلے میں فرق کیا ہے۔

(٥٢١٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ أَعْجَمِيَّةٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ عَلَيَّ عِتْقَ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيْنَ اللّٰهُ؟)) فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ بِإِصْبَعِهَا السَّبَّابَةِ، فَقَالَ لَهَا: ((مَنْ أَنَا؟)) فَأَشَارَتْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی ایک سیاہ فام عجمی لونڈی لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک مومن گردن کو آزاد کرنا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟'' اس نے جواباً انگشتِ شہادت سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا میں کون ہوں؟'' اس نے جواب

(٥٢١٨) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البزار: ٢٨٢٧ (انظر: ٢٦٢٦٨)

(٥٢١٩) تخريج: صحيح بالشواهد، أخرجه ابوداود: ٣٢٨٤ (انظر: ٧٩٠٦)

بِـإِصْبَعِهَـا إِلٰـى رَسُولِ اللّٰـهِ ﷺ وَإِلَـى السَّـمَـاءِ، أَيْ أَنْـتَ رَسُـولُ اللّٰـهِ، فَقَالَ: ((أَعْتِقْهَا۔)) (مسند أحمد: ٧٨٩٣)

دیتے ہوئے پہلے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کیا اور پھر آسمان کی طرف، دراصل وہ یہ کہنا چاہتی تھی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو آزاد کر دو۔''

(٥٢٢٠)۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَـلُ الَّـذِیْ یُعْتِقُ عِنْدَ الْمَـوْتِ کَـمَثَـلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ اِذَا شَبِعَ۔)) (مسند أحمد: ٢٨٠٨٣)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موت کے وقت آزاد کرنے والے کی مثال اس آدمی کی سی ہے، جو سیر ہونے کے بعد تحفہ دیتا ہے۔''

فوائد:...... اگر چہ موت کے وقت ایک تہائی مال تک صدقہ یا وصیت کرنا جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ صدقہ اس وقت کیا جائے جب آدمی صحت منداور حریص ہو، غنٰی کا خواہش مند ہو اور فقر سے ڈرتا ہو۔

(٥٢٢١)۔ عَـنْ مَیْـمُـوْنَةَ بِنْتِ سَعْدٍ مَوْلَاةِ النَّبِیِّ ﷺ قَـالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ وَلَدِ الـزِّنَـا، قَالَ: ((لَا خَیْرَ فِیْهِ، نَعْلَانِ اُجَاهِدُ بِهِـمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ وَلَدَ زِنًا۔)) (مسند أحمد: ٢٨١٧٦)

سیدہ میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا، جو کہ سے نبی کریم ﷺ کی لونڈی تھیں، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ زنا کے بچے کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں کوئی خیر نہیں ہے، مجھے دو جوتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں زنا کا بچہ آزاد کروں۔''

فوائد:...... ایسا بچہ شریعت میں قصوروار نہیں ہے اور وہ دنیا و آخرت میں بلند سے بلند مقام حاصل کر سکتا ہے، لیکن عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ گھٹیا مزاج لوگوں کی اولاد اور اس قسم کے بچے معاشرے کے ناکارہ افراد ہی ثابت ہوتے ہیں۔ دیکھیں کہ جب عیسیٰ رضی اللہ عنہ کی معجزاتی طور پر ولادت ہوئی اور لوگوں نے دیکھا کہ مریم رضی اللہ عنہا شادی کے بغیر بچہ جنم دے کر آ گئی ہیں تو انھوں نے کہا: ﴿یَاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا کَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا کَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا﴾...... ''اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی (تو یہ کیا کر کے آ گئی ہے)۔'' (مریم: ۲۸)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آباء واجداد کے اعلی پن یا ادنی پن کو یاد رکھا جاتا ہے اور ان کے اعلی مزاج یا گھٹیا مزاج کے مطابق ان کی نسل کو ڈیل کیا جاتا ہے۔

ان احادیث میں غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرنے کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے۔

(٥٢٢٠) اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٣٩٦٨، والترمذی: ٢١٢٣، والنسائی: ٦/ ٢٣٨ (انظر: ٢٧٥٣٣)

(٥٢٢١) تخريج: اسناده ضعيف، ابو يزيد الضبی مجهول، أخرجه ابن ماجه: ٢٥٣١ (انظر: ٢٧٦٢٤)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْسَانِ إِلَى الْمَوَالِي وَالْوَصِيَّةِ بِهِمْ وَالنَّهْيِ عَنْ ضَرْبِهِمْ

غلاموں کے ساتھ احسان کرنے اور ان کے حق میں وصیت کرنے کا اور ان کو مارنے سے ممانعت کا بیان

(٥٢٢٢)۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَلَا بَخِيلٌ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا سَيِّءُ الْمَلَكَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَطَاعَ اللّٰهَ وَأَطَاعَ سَيِّدَهُ۔)) (مسند أحمد: ٣٢)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دھوکہ باز، بخیل، احسان جتلانے والا اور غلاموں سے برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا وہ غلام ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور اپنے مالک کی اطاعت کرتا ہے۔''

(٥٢٢٣)۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ أَكْثَرُ الْأُمَمِ مَمْلُوكِينَ وَأَيْتَامًا؟ قَالَ: ((بَلٰى، فَأَكْرِمُوهُمْ كَرَامَةَ أَوْلَادِكُمْ، وَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ۔)) قَالُوْا: فَمَا يَنْفَعُنَا فِي الدُّنْيَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((فَرَسٌ صَالِحٌ تَرْتَبِطُهُ تُقَاتِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَمَمْلُوكٌ يَكْفِيكَ فَإِذَا صَلّٰى فَهُوَ أَخُوكَ۔)) (مسند أحمد: ٧٥)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلاموں سے برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے ہمیں یہ نہیں بتایا تھا کہ یہ امت سب سے زیادہ غلاموں اور یتیموں والی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، لیکن اپنی اولاد کی طرح ان کی عزت کرو اور جو کچھ خود کھاتے ہو، اسی میں سے ان کو کھلاؤ۔'' لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سی چیز ہمیں دنیا میں فائدہ دے سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عمدہ گھوڑا ہو، جس کو تو نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے باندھا ہوا ہو اور ایک غلام ہو، جو تیری ضروریات کو پورا کرے، اور اگر وہ نماز پڑھنے والا ہو، تو پھر تو تیرا بھائی ہے۔''

فوائد:...... یعنی نماز کی وجہ سے اس کی عزت بھی کرنا پڑے گی، کیونکہ اب وہ صرف بندے کا غلام نہیں رہا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے والا بن گیا ہے۔

(٥٢٢٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٥٢٢٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف فرقد السبخي، أخرجه الترمذي: ١٩٦٣ (انظر: ٣٢)

(٥٢٢٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف فرقد السبخي، أخرجه ابن ماجه: ٣٦٩١ (انظر: ٧٥)

(٥٢٢٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣٢٩١ (انظر: ٣٦٨٠)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جَاءَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ بِطَعَامِهِ فَلْيَبْدَأْ بِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ أَوْ لِيُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَإِنَّهُ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ۔)) (مسند أحمد: ٣٦٨٠)

فرمایا: ''جب کسی کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے اور وہ کھانے لگے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کو بھی کھلائے یا اس کو اپنے پاس بٹھا دے، کیونکہ اس کی گرمی اور دھواں اس نے برداشت کیا ہے۔''

(٥٢٢٥)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا صَلَحَ خَادِمُ اَحَدِكُمْ لَهُ طَعَامًا فَكَفَاهُ حَرَّهُ وَبَرْدَهُ فَلْيُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَاِنْ اَبٰى فَلْيُنَاوِلْهُ اُكْلَةً فِيْ يَدِهِ۔)) (مسند حمد: ٧٥٠٥)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کا خادم اس کا کھانا تیار کرے تو وہی ہے، جو اس کے لیے گرمی اور سردی برداشت کرتا ہے، اس لیے مخدوم کو چاہیے کہ وہ اس کو اپنے ساتھ بٹھا لے اور اگر وہ اس طرح نہ کرے تو اس کے ہاتھ میں لقمہ پکڑا دے۔''

(٥٢٢٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: ((فَاِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهًا قَلِيْلًا فَلْيَضَعْ فِيْ يَدِهِ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ۔)) (مسند حمد: ٧٧١٢)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث ہے، البتہ اس میں ہے: ''اگر کھانا تھوڑا ہو تو خادم کے ہاتھ میں ایک دو لقمے رکھ دے۔''

(٥٢٢٧)۔ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَاَلَ جَابِرًا عَنْ خَادِمِ الرَّجُلِ اِذَا كَفَاهُ الْمُشَقَّةَ وَالْحَرَّ؟ فَقَالَ: اَمَرَنَا النَّبِيُّ اَنْ نَدْعُوْهُ، فَاِنْ كَرِهَ اَحَدُنَا اَنْ يَطْعَمَ مَعَهُ فَلْيُطْعِمْهُ اُكْلَةً فِيْ يَدِهِ۔ (مسند أحمد: ١٤٧٨٩)

ابو زبیر سے مروی ہے کہ انھوں نے سیدنا جابر ؓ سے اس خادم کے بارے میں سوال کیا، جو مالک کو محنت اور گرمی سے کفایت کرتا ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے بلائیں، اگر وہ اپنے ساتھ کھانا کھلانے کو ناپسند کرتا ہے تو اس کے ہاتھ میں ایک لقمہ دے دے۔

(٥٢٢٨)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ مَا لَا يُطِيْقُ۔)) (مسند أحمد: ٨٤٩١)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''غلام کے لیے کھانا اور لباس بذمہ مالک ہوگا اور اس کو اتنے کام کی تکلیف نہیں دی جائے گی، جس کی اس کو طاقت نہیں ہو گی۔''

(٥٢٢٥) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٥٥٧، ٥٤٦٠، ومسلم: ١٦٦٣ (انظر: ٧٥١٤)
(٥٢٢٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول
(٥٢٢٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البخارى فى "الادب المفرد": ١٩٨ (انظر: ١٤٧٣٠)
(٥٢٢٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٦٢ (انظر: ٨٥١٠)

(٥٢٢٩)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ: ((اَرِقَّائَكُمْ، اَرِقَّائَكُمْ، اَرِقَّائَكُمْ، اَطْعِمُوْا هُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ، وَاكْسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ، فَاِنْ جَاءُوْا بِذَنْبٍ لَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَغْفِرُوْهُ فَبِيْعُوْا عِبَادَ اللّٰهِ وَلَا تُعَذِّبُوْهُمْ)) (مسند أحمد: ١٦٥٢٢)

سیدنا یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''اپنے غلاموں کا خیال رکھنا، اپنے غلاموں کا خیال رکھنا، اپنے غلاموں کا خیال رکھنا، جو کچھ خود کھاتے ہو، اسی میں سے ان کو کھلایا کرو، جو کچھ خود پہنتے ہو، ان کو بھی اسی میں سے پہناؤ، اگر وہ کوئی ایسا گناہ کر گزریں، جو تم نہ بخشنا چاہو، تو اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کو بیچ دو اور ان کو عذاب نہ دو۔''

(٥٢٣٠)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِخْوَانُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللّٰهُ قِنْيَةً تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِهِ، وَلْيَكْسُهُ مِنْ لِبَاسِهِ، وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ٢١٧٣٨)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائیوں کی حفاظت کرو، اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہاری ملکیت میں کر دیا ہے، پس جس کا بھائی اس کی ملکیت میں ہو تو وہ اس کو اپنے کھانے میں سے کھلائے اور اپنے کپڑوں میں سے پہنائے اور اس کو ایسے کام کا مکلّف نہ ٹھہرائے جو اس کو مغلوب کر دے، اگر وہ اس کو مغلوب کر دینے والے کام کی تکلیف دے دے تو پھر وہ اس کی معاونت کرے۔''

(٥٢٣١)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ لَاءَمَكُمْ مِنْ خَدَمِكُمْ فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَاكْسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ، أَوْ قَالَ: تَكْتَسُونَ وَمَنْ لَا يُلَائِمُكُمْ فَبِيعُوهُ وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٢١٨٤٧)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے جو خادم تمہاری طبع کے موافق ہوں تو جو کچھ خود کھاتے ہو، اس میں سے ان کو بھی کھلایا کرو اور جو کچھ خود پہنتے ہو، اس میں سے ان کو بھی پہنایا کرو، اور جو خادم تمہاری طبیعت کے موافق نہ ہو تو اس کو بیچ دیا کرو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عذاب نہ دیا کرو۔''

(٥٢٣٢)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ اسْقِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی کسی غلام سے اس طرح نہ کہے: تو

(٥٢٢٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عاصم بن عبيد الله، أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٢٢/ ٦٣٦، وعبد الرزاق: ١٧٩٣٥ (انظر: ١٦٤٠٩)

(٥٢٣٠) تخريج: أخرجه بنحوه البخاری: ٦٠٥٠، ومسلم: ١٦٦١ (انظر: ٢١٤٠٩)

(٥٢٣١) تخريج: حسن لغيره بهذه السياقة، أخرجه ابوداود ٥١٦١ (انظر: ٢١٥١٥)

(٥٢٣٢) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٥٥٢، ومسلم: ٢٢٤٩ (انظر: ٨١٩٧)

رَبَّكَ أَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّءْ رَبَّكَ، وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ رَبِّي، وَلْيَقُلْ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ، وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ عَبْدِيْ وَأَمَتِيْ وَلْيَقُلْ فَتَاتِيْ وَغُلَامِي۔)) (مسند أحمد: ٨١٨٢)

اپنے رب کو پانی پلا، تو اپنے رب کو کھانا کھلا، تو اپنے رب کو وضو کروا۔ اور کوئی غلام اس طرح نہ کہے: میرا رب، بلکہ وہ یوں کہے: میرا سردار اور میرا مولا، اسی طرح کوئی مالک اس طرح نہ کہے: عَبْدِیْ، اَمَتِیْ، بلکہ وہ کہے: میرا جوان، میرا غلام۔"

(٥٢٣٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِيْ وَأَمَتِيْ كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ، وَكُلُّ نِسَائِكُمْ إِمَاءُ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِيْ وَجَارِيَتِيْ وَفَتَايَ وَفَتَاتِيْ۔)) (مسند أحمد: ٩٩٦٥)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کوئی مالک یوں نہ کہے: عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ، کیونکہ تم سارے اللہ تعالیٰ کے بندے ہو اور تمہاری تمام عورتیں اللہ تعالیٰ کی لونڈیاں ہیں۔ مالک کو یوں کہنا چاہیے: میرا غلام، میری لونڈی، میرا جوان، میری جوان۔"

فوائد:...... اللہ تعالیٰ ہمارا ربّ ہے اور ہم اس کے بندے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ان احادیث میں یہ بتانا چاہا ہے کہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی خاص رہنے دیے جائیں، اس لیے حکم دیا کہ کوئی غلام اپنے مالک کو "رَبِّی" نہ کہے اور کوئی مالک اپنے غلام اور لونڈی کو "عَبْدِیْ اور أَمَتِیْ" نہ کہے۔

لیکن بعض آیات اور احادیث میں مالکوں اور غلاموں کے لیے یہی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظ کا استعمال جائز ہے، البتہ ان کو رواج دینے سے اجتناب کرنا چاہیے، جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: علمائے کرام کا کہنا ہے کہ اس موضوع سے متعلقہ احادیث کے دو مقاصد ہیں:

۱۔ غلام کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مالک اور سید کو ربّ کہے، کیونکہ درحقیقت ربوبیت صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

۲۔ نہی سے مراد یہ ہے کہ کثرت سے ان الفاظ کا استعمال نہ کیا جائے، شاذ و نادر حالات میں استعمال کرنا جائز ہے۔

(شرح مسلم للنووی: ٢/ ٢٣٨)

(٥٢٣٤)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ خَيْبَرَ وَمَعَهُ غُلَامَانِ، وَهَبَ أَحَدَهُمَا لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَقَالَ: ((لَا تَضْرِبْهُ فَإِنِّي قَدْ نُهِيْتُ عَنْ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے واپس آئے تو آپ ﷺ کے ساتھ دو غلام تھے، آپ ﷺ نے ایک غلام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا: "اس کو مارنا نہیں، کیونکہ مجھے نمازی لوگوں کو مارنے سے منع کیا گیا

(٥٢٣٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٢٣٤) تخريج: اسناده ضعيف من اجل ابی غالب البصری، فقد اختلف فيه، وهو ممن يعتبر به فی المتابعات والشواهد، أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٨٠٥٧ (انظر: ٢٢١٥٤)

ضَرْبِ أَهْلِ الصَّلَاةِ، وَقَدْ رَأَيْتُهُ يُصَلِّي۔)) قَالَ عَفَّانُ فِي حَدِيثِهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو طَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ خَيْبَرَ وَمَعَهُ غُلَامَانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخْدِمْنَا، قَالَ: ((خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ)) قَالَ: خِرْ لِي، قَالَ: ((خُذْ هٰذَا، وَلَا تَضْرِبْهُ فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُهُ يُصَلِّي مَقْبَلَنَا مِنْ خَيْبَرَ، وَإِنِّي قَدْ نُهِيتُ۔)) وَأَعْطَى أَبَا ذَرٍّ غُلَامًا، وَقَالَ: ((اسْتَوْصِ بِهِ مَعْرُوفًا۔)) فَأَعْتَقَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا فَعَلَ الْغُلَامُ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمَرْتَنِي أَنْ أَسْتَوْصِيَ بِهِ مَعْرُوفًا فَأَعْتَقْتُهُ۔ (مسند أحمد: ٢٢٥٠٦)

ہے اور میں نے اس کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔'' عفان راوی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: نبی کریم ﷺ خیبر سے واپس آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ دو غلام تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بھی خادم دے دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں جو چاہتے ہو، لے لو۔'' لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ میرے لیے پسند کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لے لو، کیونکہ میں نے اس کو خیبر سے واپسی پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور مجھے نمازی لوگوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے دوسرا غلام سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا: ''اس کے حق میں اچھی وصیت قبول کرنا۔'' انھوں نے اس کو آزاد کر دیا، پھر جب نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ ''غلام کا کیا بنا؟'' تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اس کے حق میں نیک وصیت قبول کروں، پس اس وجہ سے میں نے اس کو آزاد کر دیا۔''

فوائد:...... اسلام نے عدل وانصاف اور اخوت ومساوات پر حد درجہ زور دیا ہے اور احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ خیال رکھا ہے۔ اگر ظاہری حقوق کا اعتبار کریں تو غلام معاشرے کے سب سے کم مرتبے والے لوگ ہیں، لیکن اسلام نے ان کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی وضاحت کر دی کہ یہ سلوک اس طرح کیا جائے کہ مالکان جو خود کھائیں اور پہنیں، وہی اپنے غلاموں کو کھلائیں اور پہنائیں، ان کے معاملے میں عفو ودرگذر کے پہلو کو وسیع رکھیں اور ان کی مجبوری و ماتحتی سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں، کیونکہ وہ دین اور انسان ہونے کی حیثیت سے اپنے آقاؤں کے بھائی ہیں۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے امیر طبقے سے اپنی ذات کا شکر وصول کرنے کے لیے غریب طبقے کو وجود بخشا ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم خادموں اور غلاموں کی معینہ تنخواہ کو ہی ان کے حق میں کافی نہ سمجھیں، بلکہ موقع محل کے مطابق ان کی دلجوئی کرتے رہیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، ماتحتوں پر سب سے بڑا احسان اچھا اخلاق ہے۔

بَابُ جَوَازِ ضَرْبِ الْمَمْلُوْكِ عَلٰى قَدْرِ ذَنْبِهِ وَالتَّشْدِيْدِ فِيْمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ

غلام کو اس کے جرم کے مطابق مارنے کے جواز کا اور اس مقدار سے زائد سزا دینے پر سختی کا بیان

(٥٢٣٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وعَنْ بَعْضِ شُيُوخِهِمْ، أَنَّ زِيَادًا مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ حَدَّثَهُمْ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي مَمْلُوكِينَ يَكْذِبُونَنِي وَيَخُونُونَنِي وَيَعْصُونَنِي وَأَضْرِبُهُمْ وَأَسُبُّهُمْ، فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُحْسَبُ مَا خَانُوكَ وَعَصَوْكَ وَيُكَذِّبُونَكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ، إِنْ كَانَ دُونَ ذُنُوبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ عَلَيْهِمْ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوبِهِمْ كَانَ كَفَافًا، لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوبِهِمْ اقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ الَّذِي بَقِيَ قِبَلَكَ۔)) فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَبْكِي بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَيَهْتِفُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا لَهُ مَا يَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا، وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِينَ﴾۔)) فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا أَجِدُ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ فِرَاقِ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي عَبِيدَهُ إِنِّي

سیدہ عائشہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا سے مروی ہے، ایک راوی کہتا ہے: ہمارے بعض شیوخ نے ہمیں بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباد کے غلام زیاد سے مروی ہے اور وہ کسی صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ غلام ہیں، وہ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، میرے ساتھ خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں، میں پھر ان کو مارتا ہوں اور گالیاں دیتا ہوں، اب میرا اور ان کا کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ان کی خیانت، نافرمانی اور جھوٹ بولنے کے جرم میں سزا دینا، اگر یہ سزا ان کے جرم سے کم ہوئی تو تیری ان پر فضیلت ہوگی، اگر یہ سزا ان کے گناہوں کے مطابق ہوگی تو معاملہ برابر سرابر ہوگا، نہ تیرے حق میں کوئی چیز ہوگی اور نہ تیری مخالفت میں، لیکن اگر یہ سزا ان کے جرم سے زیادہ ہوئی تو زائد سزا کا تجھ سے قصاص لیا جائے گا۔'' یہ بات سن کر وہ آدمی، رسول اللہ ﷺ کے سامنے رونے اور چیخنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کیا ہو گیا ہے، کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِينَ﴾...... ''اور ہم قیامت کے دن ایسے ترازو رکھیں گے جو عین انصاف ہوں گے، پھر کسی شخص پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے ایک دانہ کے برابر عمل ہوگا تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔'' (سورۂ انبیاء: ٤٧) یہ سن کر اس آدمی

(٥٢٣٥) تخريج: صحيح الاسناد، قاله الالباني، أخرجه الترمذي: ٣١٦٥ (انظر: ٢٦٤٠١)

أُشْهِدُكَ أَنَّهُمْ أَحْرَارٌ كُلُّهُمْ۔ (مسند أحمد: ٢٦٩٣٣)

نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے نزدیک تو یہی چیز بہتر ہے کہ میں ان غلاموں کو الگ کر دوں، اب میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہ سارے کے سارے آزاد ہیں۔

فوائد:...... غلاموں کی سزا کی تفصیل اس حدیث میں بیان کی گئی ہے، کسی کا غلام ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ جیسے چاہے اس کو گالی گلوچ کرے اور اس کی پٹائی کرے، وگرنہ روزِ قیامت والا محاسبہ اس سے سخت ہوگا۔

(٥٢٣٦)۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَضْرِبُ مَمْلُوكًا لِي إِذَا رَجُلٌ يُنَادِي مِنْ خَلْفِي، اعْلَمْ يَا أَبَا مَسْعُودٍ اعْلَمْ يَا أَبَا مَسْعُودٍ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ لَلّٰهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰى هٰذَا۔)) قَالَ: فَحَلَفْتُ لَا أَضْرِبُ مَمْلُوكًا لِي أَبَدًا۔ (مسند أحمد: ٢٢٧١١)

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا، پیچھے سے کسی آدمی نے مجھے آواز دی اور کہا: ابو مسعود! ہوش کر، ابو مسعود! ہوش کر، جب میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو رسول اللہ ﷺ تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! جتنی قدرت تجھ کو اس غلام پر حاصل ہے، اللہ تعالیٰ اس سے تجھ پر زیادہ قدرت والا ہے۔'' یہ سن کر میں نے قسم اٹھائی کہ میں کبھی بھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

(٥٢٣٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّهُ كَانَ يَضْرِبُ غُلَامًا لَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَاللّٰهِ لَلّٰهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ۔)) قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَإِنِّي أُعْتِقُهُ لِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند أحمد: ٢٢٧٠٧)

(دوسری سند) سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے ایک غلام کو مار رہے تھے، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت والا ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اس کو آزاد کرتا ہوں۔

(٥٢٣٨)۔ عَنْ زَاذَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ دَعَا غُلَامًا لَهُ فَأَعْتَقَ فَقَالَ: مَا لِي مِنْ أَجْرِهِ مِثْلُ هٰذَا لِشَيْءٍ رَفَعَهُ مِنَ الْأَرْضِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ لَطَمَ غُلَامَهُ فَكَفَّارَتُهُ عِتْقُهُ۔)) (مسند أحمد: ٤٧٨٤)

زاذان کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو بلایا اور اس کو آزاد کیا اور زمین سے ایک چیز اٹھاتے ہوئے اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اس عمل میں اس کے بقدر بھی میرے لیے اجر نہیں ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''جس نے اپنے غلام کو تھپڑ مارا،

(٥٢٣٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٥٩ (انظر: ٢٢٣٥٤)

(٥٢٣٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٢٣٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٥٧ (انظر: ٤٧٨٤)

اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے۔''

فوائد:...... صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ أَوْ لَطَمَهُ فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أَنْ يُعْتِقَهُ۔)) ......''جس نے اپنے غلام کو ایسی حد لگائی، جس کا وہ مستحق نہیں تھا، یا اس کو تھپڑ امارا تو اس کا کفارہ یہ ہوگا کہ وہ اس کو آزاد کر دے۔''

اس روایت سے پتہ چلا کہ جب یہ مار بغیر کسی سبب اور تربیت کے ہوگی تو اس کا یہ کفارہ ہوگا۔

لیکن اس معاملے میں درج ذیل تفصیل کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے:

امام نووی نے کہا: علمائے کرام نے کہا ہے کہ اس حدیثِ مبارکہ میں غلاموں کے ساتھ نرمی کرنے، حسن صحبت اختیار کرنے اور ان کو تکلیف نہ دینے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اس بات پر مسلمانوں کا اجماع اور اتفاق ہے کہ ایسی صورت میں غلام کو آزاد کرنا واجب نہیں ہے، مستحب ہے، تاکہ مالک کے گناہ کا کفارہ بن جائے، ان اہل علم نے سیدنا سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی عدم وجوب کا استدلال کیا ہے، (یہ حدیث آنے والے حدیث نمبر ۵۲۴۰ ہے)، کیونکہ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو غنی ہونے تک اس غلام سے خدمت لینے کی اجازت دی۔ (شرح مسلم للنووی: ۱۱/ ۱۲۷)

اگر مالک کی غلام کی دی گئی سزا اس کے جرم سے زیادہ ہوئی اور اس نے اس کو بطورِ کفارہ آزاد بھی نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مالک کا محاسبہ ہوگا۔

(۵۲۳۹)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكَمٍ نِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ لَهُ قَالَ: وَكَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعٰى غَنَمًا لِي فِي قِبَلِ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ، فَاطَّلَعْتُهَا ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا، وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُوْنَ لٰكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ: ((ائْتِنِي بِهَا)) فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا: ((أَيْنَ اللّٰهُ؟)) فَقَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ: ((مَنْ أَنَا؟)) قَالَتْ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ۔)) وَقَالَ مَرَّةً:

سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ اپنی ایک حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: میری ایک لونڈی تھی، وہ احد اور جوانیہ کی طرف میری بکریاں چراتی تھی، ایک دن جب میں نے اس پر چھاپہ مارا تو دیکھا کہ بھیڑیا ایک بکری لے گیا تھا، میں انسان ہی ہوں اور انسانوں کی طرح غصے ہوتا ہوں، اس لیے میں نے اس کو زور سے مارا، جب میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو یہ واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے اس مارنے کو میرے حق میں بہت بڑا (جرم) خیال کیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اس کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو میرے پاس لاؤ۔'' پس میں آپ ﷺ کے پاس لے آیا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟'' اس نے کہا: آسمانوں میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

(۵۲۳۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۵۳۷ (انظر: ۲۳۷۶۲)

((هِيَ مُؤْمِنَةٌ فَأَعْتِقْهَا۔)) (مسند أحمد: ٢٤١٦٥)

''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو آزاد کر دے، کیونکہ یہ مؤمنہ ہے۔'' راوی نے ایک بار یوں روایت بیان کی: ''یہ مؤمنہ ہے، تو اس کو آزاد کر دے۔''

(٥٢٤٠)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: لَطَمْتُ مَوْلًى لَنَا ثُمَّ جِئْتُ وَأَبِي فِي الظُّهْرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِي، فَقَالَ: اِمْتَثِلْ مِنْهُ فَعَفَا ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ، قَالَ: كُنَّا وَلَدَ مُقَرِّنٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَةً، لَيْسَ لَنَا إِلَّا خَادِمٌ وَاحِدَةٌ، فَلَطَمَهَا أَحَدُنَا، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((أَعْتِقُوهَا۔)) فَقَالُوْا: لَيْسَ لَنَا خَادِمٌ غَيْرُهَا، قَالَ: ((فَلْيَسْتَخْدِمُوهَا فَإِذَا اسْتَغْنَوْا فَلْيُخَلُّوا سَبِيلَهَا۔)) (مسند أحمد: ١٥٧٩٦)

معاویہ بن سوید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے ایک غلام کو تھپڑ مارا، پھر جب میں آیا تو میرے ابو جان نمازِ ظہر پڑھا رہے تھے، میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، جب انھوں نے سلام پھیرا تو میرا ہاتھ پکڑا اور غلام سے کہا: اس سے قصاص لے لو، لیکن اس نے معاف کر دیا، پھر وہ یہ حدیث بیان کرنے لگے کہ عہدِ نبوی کی بات ہے کہ ہم سات افراد مقرن کی اولاد تھے، ہماری صرف ایک لونڈی تھی، ہم میں سے کسی نے اس کو تھپڑ مار دیا، جب نبی کریم ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو آزاد کر دو۔'' ہم نے کہا: جی ہماری تو صرف ایک ہی لونڈی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر یہ لوگ اس سے خدمت کروائیں، لیکن جونہی یہ غنی ہو جائیں، اس کو آزاد کر دیں۔''

(٥٢٤١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ أَنَّ رَجُلًا لَطَمَ جَارِيَةً لِآلِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، فَقَالَ لَهُ سُوَيْدٌ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الصُّورَةَ مُحَرَّمَةٌ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ إِخْوَتِي وَمَا لَنَا إِلَّا خَادِمٌ وَاحِدٌ، فَلَطَمَهُ أَحَدُنَا فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهُ۔ (مسند أحمد: ١٥٧٩٤)

(دوسری سند) سیدنا سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آلِ سوید بن مقرن کی لونڈی کو تھپڑ مار دیا، سیدنا سوید رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: کیا تجھے پتہ نہیں ہے کہ چہرہ حرمت والا ہوتا ہے، میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا، یعنی ہم سات بھائی تھے اور ہمارے پاس صرف ایک خادمہ تھی، جب ہم میں سے ایک بھائی نے اس کو تھپڑ مارا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس کو آزاد کر دیں۔

فوائد:...... مالک اور غلام، دو انسان ہیں اور دونوں کے الگ الگ حقوق ہیں، اگر دونوں نے یا کسی ایک نے

(٥٢٤٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٥٨ (انظر: ١٥٧٠٥)

(٥٢٤١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

دوسرے کے حق میں ظلم کیا یا خیانت کی تو قیامت کے روز دوسرے حقوق العباد کی طرف ان کا بھی تصفیہ کرایا جائے گا۔
اس موضوع سے متعلقہ تمام احادیث کو اس باب کی پہلی حدیث میں پیش کی گئی تین صورتوں کی روشنی میں سمجھا جائے، جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ مالک کی طرف دی گئی سزا کا غلام کے جرم سے کم ہونا، اس میں مالک کی فضیلت ہے۔
۲۔ سزا کا غلام کے جرم کے مطابق ہونا، اس سے معاملہ برابر سرابر ہو جائے گا۔
۳۔ مالک کی سزا کا غلام کے جرم سے زیادہ ہونا۔

آخری صورت میں کفارہ کے طور پر غلام کو آزاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اگر وہ آزاد نہیں کرتا تو دوسرے حقوق العباد کی طرح مالک کے ظلم کے مطابق اس کی کچھ نیکیاں غلام کو دی جائیں گی یا غلام کی کچھ برائیاں مالک کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی۔

ان احادیث میں ان لوگوں کے لیے بڑی وعید ہے، جو اپنے ماتحت مزدوروں اور نوکر چاکروں کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔

بَابُ عِقَابِ مَنْ مَثَّلَ بِعَبْدِهِ اَوْ رَمَاهُ بِالزِّنَا وَهُوَ بَرِیْءٌ

جس شخص نے اپنے غلام کا مثلہ کیا، یا اس پر زنا کی تہمت لگائی، جبکہ وہ بری ہو، اس کی سزا کا بیان

(٥٢٤٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّ زِنْبَاعًا أَبَا رَوْحٍ وَجَدَ غُلَامًا لَہُ مَعَ جَارِیَۃٍ لَہُ فَجَدَعَ أَنْفَہُ وَجَبَّہُ، فَأَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ فَعَلَ ہٰذَا بِکَ؟)) قَالَ زِنْبَاعٌ، فَدَعَاہُ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا حَمَلَکَ عَلٰی ہٰذَا؟)) فَقَالَ: کَانَ مِنْ أَمْرِہِ کَذَا وَکَذَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِلْعَبْدِ: ((اذْہَبْ فَأَنْتَ حُرٌّ۔)) فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ! فَمَوْلٰی مَنْ أَنَا، قَالَ: ((مَوْلَی اللّٰہِ وَرَسُولِہِ)) فَأَوْصٰی بِہِ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ الْمُسْلِمِینَ، قَالَ: فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ جَاءَ إِلٰی أَبِی بَکْرٍ، فَقَالَ: وَصِیَّۃُ رَسُولِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو روح زنباع نے اپنے غلام کو اپنی لونڈی کے ساتھ پایا اور اس نے اس کا ناک کاٹ دیا اور اس کے خصیتین کو جڑ سے اکھاڑ دیا، جب وہ غلام، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ تیرے ساتھ کس نے کیا ہے؟'' اس نے کہا: زنباع نے، آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا: ''تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: جی اس کا یہ یہ معاملہ ہے، آپ ﷺ نے غلام سے فرمایا: ''تو چلا جا، تو آزاد ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اب میں کس کا غلام ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ اور اس کے رسول کا غلام ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں مسلمانوں کو وصیت کی، جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو یہ غلام

(٥٢٤٢) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجہ أبوداود: ٤٥١٩، وابن ماجہ: ٢٦٨٠ (انظر: ٦٧١٠)

اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: نَعَمْ، نُجْرِي عَلَيْكَ النَّفَقَةَ وَعَلٰى عِيَالِكَ، فَأَجْرَاهَا عَلَيْهِ حَتّٰى قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا اسْتُخْلِفَ عُمَرُ جَاءَهُ، فَقَالَ: وَصِيَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ، أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: مِصْرَ، فَكَتَبَ عُمَرُ إِلٰى صَاحِبِ مِصْرَ أَنْ يُعْطِيَهُ أَرْضًا يَأْكُلُهَا۔ (مسند أحمد: ٦٧١٠)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی وصیت، انھوں نے کہا: جی ٹھیک ہے، ہم تیرا اور تیرے اہل وعیال کا خرچ جاری کرتے ہیں، پھر انھوں نے یہ خرچ جاری کر دیا، جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو وہ اِن کے پاس آیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کی وصیت، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تو کہاں رہنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: جی مصر میں، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مصر کے امیر کو لکھا کہ وہ اس آدمی کو اتنی زمین دے دے کہ جس سے اس کے رزق کا معاملہ جاری رہے۔

فوائد:...... اگر کوئی مالک اپنے غلام پر ظلم کرے اور اس کے اعضاء کاٹ ڈالے تو غلام آزاد کر دیا جائے گا۔

(٥٢٤٣)۔ (وعنه من طريق ثان) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مُثِّلَ بِهِ أَوْ حُرِّقَ بِالنَّارِ فَهُوَ حُرٌّ، وَهُوَ مَوْلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔)) قَالَ: فَأُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ خُصِيَ يُقَالُ لَهُ: سَنْدَرٌ، فَأَعْتَقَهُ ثُمَّ أَتٰى أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَصَنَعَ إِلَيْهِ خَيْرًا، ثُمَّ أَتٰى عُمَرَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ فَصَنَعَ إِلَيْهِ خَيْرًا، ثُمَّ إِنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ إِلٰى مِصْرَ فَكَتَبَ لَهُ عُمَرُ إِلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه أَنْ اصْنَعْ بِهِ خَيْرًا، أَوْ احْفَظْ وَصِيَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهِ۔ (مسند أحمد: ٧٠٩٦)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس غلام کا مثلہ کیا گیا یا اس کو آگ کے ساتھ جلایا گیا تو وہ آزاد ہو جائے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا غلام بن جائے گا۔'' اس کے بعد سندر نامی ایسے غلام کو لایا گیا کہ جس کو خصی کر دیا گیا تھا، آپ ﷺ نے اس کی آزادی کا حکم دے دیا، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے بھی اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا، پھر وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فوت ہو جانے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے بھی اس کے ساتھ خیر والا معاملہ کیا، پھر جب اس نے مصر کی طرف چلا جانا چاہا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ وہ اس شخص کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، یا یہ لکھا کہ وہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا پاس ولحاظ رکھے۔

(٥٢٤٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٢٤٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ نَبِيَّ التَّوْبَةِ ﷺ يَقُولُ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ۔)) (مسند أحمد: ٩٥٦٣)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ٔتوبہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے اپنے غلام پر تہمت لگائی، جبکہ وہ اس بات سے بری ہوئی تو روزِ قیامت ایسے مالک پر حد لگائی جائے گی، الا یہ کہ غلام ایسا ہی نکلا، جیسے اس نے کہا تھا۔''

فوائد:...... اگرچہ غلام اپنے آقا کے اختیار میں ہوتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مالک ہر معاملے میں اس پر اپنی مرضی ٹھونسنا شروع کر دے، غلام اور مالک دونوں کے اپنے اپنے حقوق ہیں، اگر کسی طرف سے کمی بیشی ہوئی تو قیامت کے روز محاسبہ ہوگا۔

(٥٢٤٥)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ زَنّٰى أَمَةً لَمْ يَرَهَا تَزْنِي جَلَدَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسَوْطٍ مِنْ نَارٍ۔)) (مسند أحمد: ٢١٧٠٣)

سیدنا ابو ذر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنی لونڈی کو زنا کرتے ہوئے نہ دیکھے، لیکن اس کے باوجود وہ اس پر زنا کی تہمت لگا دے تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس شخص کو آگ کا کوڑا لگائے گا۔''

(٥٢٤٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي خَادِمًا يُسِيءُ وَيَظْلِمُ أَفَأَضْرِبُهُ؟ قَالَ: ((تَعْفُو عَنْهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً۔)) (مسند أحمد: ٥٦٣٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ایک غلام ہے، وہ نازیبا اور غلط حرکتیں کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے، کیا میں اس کو مار سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزانہ اس کو ستر بار معاف کیا کرو۔''

فوائد:...... غلام کی غلط حرکت پر اس کو معاف کرنا ضروری نہیں ہے، بہرحال ایسی صورت میں بھی اس کا معاف کر دینا مکارمِ اخلاق کا تقاضا ہوگا۔

شاید یہ بات کہنا مناسب ہو کہ ایسے غلام کو اس انداز میں معاف کیا جائے کہ اس کو اپنی غلطی کا اور اپنے آقا کے حسنِ اخلاق کا احساس ہونا چاہیے اور وہ اس معافی کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔

ستر سے مراد بار بار کی معافی ہے، وہ ستر سے کم ہو یا زیادہ۔

(٥٢٤٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٥٨، ومسلم: ١٦٦٠ (انظر: ٩٥٦٧)

(٥٢٤٥) تخريج: اسناده ضعيف، الحمصي وابو طالب مجهولان (انظر: ٢١٣٧٥)

(٥٢٤٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٥١٦٤، والترمذي باثر: ١٩٤٩ (انظر: ٥٦٣٥)

(٥٢٤٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَمْ يُعْفَى عَنِ الْمَمْلُوكِ؟ قَالَ: فَصَمَتَ عَنْهُ ثُمَّ أَعَادَ فَصَمَتَ عَنْهُ، ثُمَّ أَعَادَ فَقَالَ: ((يُعْفَى عَنْهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً۔)) (مسند أحمد: ٥٨٩٩)

(دوسری سند) ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! غلام کو کتنی بار معاف کیا جائے؟ آپ ﷺ خاموش رہے، اس نے پھر یہی سوال دوہرایا، لیکن آپ ﷺ خاموش رہے، جب اس نے سہ بار یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر روز ستر دفعہ معاف کیا جائے۔''

بَابُ ثَوَابِ الْعَبْدِ اِذَا اَطَاعَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَاَطَاعَ سَيِّدَهُ وَوَعِيدِهِ اِذَا خَالَفَ

اللہ تعالیٰ اور اپنے مالک کی اطاعت کرنے والے غلام کے ثواب اور اس کی مخالفت کرنے والے غلام کی وعید کا بیان

(٥٢٤٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا الْعَبْدُ أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، كَانَ لَهُ أَجْرَانِ۔)) قَالَ: فَحَدَّثْتُهُمَا كَعْبًا، قَالَ كَعْبٌ: لَيْسَ عَلَيْهِ حِسَابٌ وَلَا عَلَى مُؤْمِنٍ مُزْهِدٍ۔ (مسند أحمد: ٧٤٢٢)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام اللہ تعالیٰ کا اور اپنے مالک کا حق ادا کرتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہوتے ہیں۔'' راوی کہتے ہیں: جب میں نے یہ حدیث سیدنا کعب ؓ کو بیان کی تو انھوں نے کہا: نہ ایسے غلام پر حساب ہے اور نہ قلیل المال مومن پر۔

(٥٢٤٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لِلْعَبْدِ الْمُصْلِحِ الْمَمْلُوكِ أَجْرَانِ۔)) وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ۔ (مسند أحمد: ٨٣٥٤)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مُصلح غلام کے لیے دو اجر ہوتے ہیں۔'' سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے! اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور ماں کے ساتھ حسن سلوک جیسی نیکیاں نہ ہوتیں تو میں پسند کرتا کہ جب مجھے موت آئے تو میری حالت یہ ہو کہ میں غلام ہوں۔''

فوائد:...... ''مُصلح غلام'' سے مراد وہ ہے جو اپنے آقا کا خیر خواہ ہو اور اپنے ربّ کی عبادت کا اہتمام کرنے والا ہو۔

(٥٢٤٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٢٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٤٩، ومسلم: ١٦٦٦ (انظر: ٧٤٢٨)

(٥٢٤٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٤٨، ومسلم: ١٦٦٥ (انظر: ٨٣٧٢)

(۵۲۵۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَطَاعَ الْعَبْدُ رَبَّهُ وَسَيِّدَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ۔)) قَالَ: فَلَمَّا أُعْتِقَ أَبُو رَافِعٍ بَكٰى فَقِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: كَانَ لِي أَجْرَانِ فَذَهَبَ أَحَدُهُمَا۔ (مسند أحمد: ۸۵۱۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام اپنے ربّ اور اپنے مالک دونوں کی اطاعت کرتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہوتے ہیں۔'' راوی کہتے ہیں: جب سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا گیا تو وہ رونے لگ گئے، جب ان سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز ان کو رُلا رہی ہے تو انھوں نے کہا: میرے لیے دو اجر تھے، ان میں سے ایک ختم ہو گیا ہے۔

فوائد:...... آپ ﷺ کے اس فرمانِ عالیشان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ غلام کا مرتبہ آزاد سے زیادہ ہے، کیونکہ آزادی بہت سی خصوصیات اور امتیازات پر مشتمل ہے۔

(۵۲۵۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْعَبْدُ إِذَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَنَصَحَ لِسَيِّدِهِ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ۔)) (مسند أحمد: ٤٦٧٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام اپنے ربّ کی عبادت بھی اچھے انداز میں کرتا ہے اور اپنے مالک کی خیرخواہی بھی کرتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہوتے ہیں۔''

(۵۲۵۲)۔ عَنْ أَبِي مُوسٰى ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، وَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَأَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ وَعَبْدٌ أَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِمَا جَاءَ بِهِ عِيسٰى، وَمَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ ﷺ فَلَهُ أَجْرَانِ۔))(مسند أحمد: ١٩٧٦١)

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس کو اچھی تعلیم دے اور اچھے آداب سکھائے اور پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لے، اس لیے دو اجر ہوں گے، وہ غلام جو اللہ تعالیٰ اور اپنے مالکوں کے حقوق ادا کرے، اس کے لیے دو اجر ہیں اور وہ اہل کتاب آدمی جو پہلے حضرت عیسی علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لایا اور پھر محمد (ﷺ) کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لایا، اس کے لیے بھی دو اجر ہیں۔''

(۵۲۵۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۵۲۵۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابويعلى: ٦٤٢٧ (انظر: ٨٥٣٧)
(۵۲۵۱) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٥٥٠، ومسلم: ١٦٦٤ (انظر: ٤٦٧٣)
(۵۲۵۲) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٥٤٧، ومسلم: ١٥٤ (انظر: ١٩٥٣٢)
(۵۲۵۳) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٦٧ (انظر: ٧٦٥٥)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((نِعِمَّا لِلْعَبْدِ أَنْ يَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ بِحُسْنِ عِبَادَةِ رَبِّهِ وَبِطَاعَةِ سَيِّدِهِ نِعِمَّا لَهُ وَنِعِمَّا لَهُ۔))(مسند أحمد: ٧٦٤٢)

فرمایا: ''کتنی بہترین چیز ہے اس غلام کے لیے، جس کو اللہ تعالیٰ اس حال میں فوت کرتا ہے کہ وہ اپنے ربّ کی عبادت اور اپنے مالک کی اطاعت اچھے انداز میں کرتا ہے، یہ اس کے لیے بہترین چیز ہے، بلکہ بہت ہی بہترین ہے۔''

(٥٢٥٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((نِعْمَ مَا لِلْمَمْلُوْكِ اَنْ يُتَوَفّٰى يَحْسُنُ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَصَحَابَةَ سَيِّدِهِ نِعْمًا لَهُ۔)) (مسند أحمد: ٨٢١٦)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''غلام کے لیے یہ بہترین چیز ہے کہ اس کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی اچھے انداز میں کر رہا ہو اور اپنے مالک کا ساتھ بھی اچھے انداز میں نبھا رہا ہو۔''

فوائد:...... عصر حاضر میں غلاموں اور لونڈیوں کا وجود ختم ہو چکا ہے، شریعت میں ان کے لیے ہدایات اور حقوق باقی ہیں۔

بَابُ وَعِيْدِ الْعَبْدِ اِذَا نَقَصَ مِنْ صَلَاتِهِ اَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ اَوْ سَرِقَ اَوْ اَبَقَ

اس غلام کی وعید کا بیان جو اپنی نماز میں کمی کرتا ہے، یا غیر مالک کو مالک ظاہر کرتا ہے، یا چوری کرتا ہے، یا بھاگ جاتا ہے

(٥٢٥٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّهُ ذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّ الْعَبْدَ الْمَمْلُوكَ لَيُحَاسَبُ بِصَلَاتِهِ، فَإِنْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْئًا قِيلَ لَهُ نَقَصْتَ مِنْهَا، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ سَلَّطْتَ عَلَيَّ مَلِيكًا شَغَلَنِي عَنْ صَلَاتِي، فَيَقُولُ: قَدْ رَأَيْتُكَ تَسْرِقُ مِنْ مَالِهِ لِنَفْسِكَ، فَهَلَّا سَرَقْتَ لِنَفْسِكَ مِنْ عَمَلِكَ أَوْ عَمَلِهِ، قَالَ: فَيَتَّخِذُ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحُجَّةَ۔)) (مسند أحمد: ٨٣٣٥)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک غلام کی نماز کا محاسبہ ہوگا، اگر اس نے کمی کی ہوگی تو اس سے کہا جائے گا: تو نے تو کمی کی ہے، وہ کہے گا: اے میرے ربّ! تو نے مجھ پر ایسا مالک مسلط کر دیا تھا، جو مجھے نماز سے مصروف رکھتا تھا، اللہ تعالیٰ کہے گا: میں نے تجھے دیکھا تھا کہ تو اپنی ذات کے لیے اس کا مال چوری کر لیتا تھا، پس ایسے کیوں نہ ہوا کہ تو نے اپنے عمل کے لیے یا اس کے کام میں سے چوری کر کے (نماز ادا کی ہوتی)، پس اللہ تعالیٰ اس پر دلیل قائم کر دے گا۔''

فوائد:...... آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ غلام کو کھانے پینے اور سونے کے لیے جو وقت دیا جاتا تھا، وہ اس میں

(٥٢٥٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٢٥٥) تخريج: اسناده ضعيف، المبارك بن فضالة مشهور بالتدليس، ولم يصرح هنا بسماعه من حسن، والحسن لم يسمع ابا هريرة (انظر: ٨٣٥٣)

نماز ادا کر لیتا، یا جب وہ اپنے آقا کی خدمت سے متعلقہ ڈیوٹی دے رہا ہوتا تو بیچ میں نماز کے لیے اس طرح وقت نکال لیتا کہ آقا کو پتہ نہ چلتا۔

یہ روایت تو ضعیف ہیں، لیکن جتنے لوگ ترکِ نماز کے لیے وقت کی کمی کا بہانہ اور عذر پیش کرتے ہیں، دراصل ان منحوسوں کا مزاج غیر شرعی ہوتا ہے، وہ دنیوی مصروفیات و مشاغل کو اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات و مستحبات پر ترجیح دیتے ہیں، آخرت کے معاملے میں سنجیدہ نہیں ہوتے اور ان کے نزدیک شرعی تعلیمات کی اہمیت فرسودہ خیالات سے زیادہ نہیں ہوتی۔

(٥٢٥٦)۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِيْمَانِ مِنْ عُنُقِهِ۔)) (مسند أحمد: ١٤٦١٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس غلام نے غیر مالک کو اپنا مالک ظاہر کیا، اس نے اپنی گردن سے اسلام کا کڑا اتار پھینکا۔“

فوائد:...... یعنی اللہ تعالیٰ کی حدود اور اس کے اوامر و نواہی کو ترک کر دیا۔

(٥٢٥٧)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلًا وَلَا صَرْفًا۔)) (مسند أحمد: ٩١٦٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس غلام نے اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر دوسرے لوگوں کو اپنا مالک بنا لیا، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی، اور اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی فرضی عبادت قبول کرے گا نہ نفلی۔“

فوائد:...... ”عَدْل“ کا معنی فدیہ اور ”صَرف“ کا معنی توبہ بھی کیا گیا ہے۔

(٥٢٥٨)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا سَرَقَ عَبْدُ اَحَدِكُمْ فَلْيَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ۔)) (مسند أحمد: ٨٦٥٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کا غلام چوری کرے تو وہ اس کو بیچ دے، اگرچہ نصف اوقیہ اس کی قیمت لگے۔“

(٥٢٥٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ، (وَقَالَ مَرَّةً: اِذَا

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب غلام بھاگ جائے اور ایک روایت میں ہے: جب چوری کرے تو اس کو بیچ

(٥٢٥٦) تخريج: اسناده جيّد (انظر: ١٤٥٦٢)

(٥٢٥٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٠٨ (انظر: ٩١٧٣)

(٥٢٥٨) اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٤٤١٢، والنسائي: ٨/ ٩١، وابن ماجه: ٢٥٨٩ (انظر: ٨٦٧١)

(٥٢٥٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

سَرَقَ) فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ۔)) وَالنَّشُّ نِصْفُ أُوْقِيَةٍ۔ (مسند أحمد: ۸٤۳۲)

ڈال، اگرچہ نصف اوقیہ کے عوض بیچنا پڑے۔'' ''النَّشّ'' سے مراد نصف اوقیہ ہے۔

فوائد:...... ہوسکتا ہے کہ ایسے غلام کو چوری کی عادت پڑ جائے، لہٰذا اس کا گھر میں رہنا ٹھیک نہیں، یہ مسئلہ بار بار پیدا ہوسکتا ہے، بیچ دینا ہی بہتر ہے، ممکن ہے کہ دوسرے گھر کے حالات اس کی یہ عادت چھڑا دیں، لیکن بیچتے وقت اس کا یہ عیب خریدنے والے کو صاف بتایا جائے تا کہ وہ دھوکے میں نہ رہے، ورنہ گناہ ہو گا، نیز سودا واپس بھی ہو سکتا ہے۔

(۵۲٦۰)۔ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ فَلَحِقَ بِالْعَدُوِّ فَمَاتَ فَهُوَ كَافِرٌ)) (مسند أحمد: ۱۹٤۳۸)

سیدنا جریر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام بھاگ کر دشمن کے ساتھ مل جائے اور پھر اسی حال میں فوت ہو جائے تو وہ کافر ہو گا۔''

فوائد:...... اگر اس نے اس جرم کے ساتھ ساتھ واقعی کوئی کفریہ عمل کیا تو وہ کافر بن جائے گا، وگرنہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہو گا کہ اس نے اسلام جیسی نعمت کی ناقدری اور ناشکری کی ہے۔

❁❁❁❁

(۵۲٦۰) تخریج: أخرجه بنحوه مسلم: ۷۰ (انظر: ۱۹۲۲۵)

اَبْوَابُ اَحْكَامِ الْعِتْقِ

آزادی کے احکام کے ابواب

بَابُ مَنْ اَعْتَقَ عَبْدًا اَوْ شَرَطَ عَلَيْهِ خِدْمَتَهُ وَحُكْمِ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ اَوْ اَعْتَقَ مَالَمْ يَمْلِكْ

غلام کو آزاد کرنے والے کا، یا اس پر اپنی خدمت کی شرط لگانے والے کا، محرم رشتہ کا مالک بننے والے کا اور غیر مملکیتی غلام کو آزاد کرنے والے کا بیان

(٥٢٦١)۔ عَنْ سَفِيْنَةَ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: اَعْتَقَتْنِيْ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ اَنْ اَخْدَمَ النَّبِيَّ ﷺ مَا عَاشَ۔ (مسند أحمد: ٢٢٢٧٢)

سیدنا ابوعبدالرحمن سفینہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے آزاد کیا، لیکن شرط یہ لگائی کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت کروں گا، جب تک آپ ﷺ بقید حیات رہے۔

فوائد:...... ابوداود کی روایت میں یہ بات زائد بھی ہے، سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: وَإِنْ لَمْ تَشْتَرِطِي عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا عِشْتُ فَأَعْتَقَتْنِي وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ. اگر تم مجھ پر یہ شرط نہ لگاؤ، تب بھی جب تک میں زندہ رہوں گا، رسول اللہ ﷺ سے جدا نہیں ہوں گا، پھر انھوں نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھ پر یہ شرط بھی لگائی۔

(٥٢٦٢)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ رَفَعَهُ قَالَ: ((مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ فَهُوَ حُرٌّ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٤٢٩)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو محرم رشتہ دار کا مالک بنا، وہ آزاد ہو جائے گا۔''

(٥٢٦٢م)۔ وَعَنْهُ بِالسَّنَدِ الْاَوَّلِ عَنِ

پہلی سند کے ساتھ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی

(٥٢٦١) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٣٩٣٢، وابن ماجه: ٢٥٢٦ (انظر: ٢١٩٢٧)

(٥٢٦٢) صحيح لغيره، أخرجه أبوداود: ٣٩٤٩، والترمذي: ١٣٦٥، وابن ماجه: ٢٥٢٤ (انظر: ٢٠١٦٧)

(٥٢٦٢م) تخريج: انظر الحديث السابق

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ فَهُوَ عَتِيقٌ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٤٦٧)

کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی محرم رشتہ دار کا مالک بنے گا تو ایسا غلام آزاد ہو جائے گا۔''

فوائد:...... اگر کوئی آدمی مَحرم رشتہ دار کو بطورِ غلام خرید لیتا ہے تو وہ ایسا رشتہ دار خود بخود آزاد ہو جائے گا۔

(٥٢٦٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ۔)) (مسند أحمد: ٧١٤٣)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بچہ اپنے باپ یا ماں کو بدلہ نہیں دے سکتا، الا یہ کہ وہ اس کو غلام پائے اور خرید کر آزاد کر دے۔''

فوائد:...... آزاد کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کی آزادی کا سبب بنے، کیونکہ جب ایسے باپ کو خریدا جائے گا تو خود بخود آزاد ہو جائے گا۔

غلام تصرّف کا اختیار نہ رکھنے کی وجہ سے میت کی طرح ہوتا ہے، اس لیے گویا اس کی آزادی اس کی زندگی ہے، اس طرح جس نے اپنے باپ کو آزاد کیا، گویا کہ وہ اپنے باپ کی بااختیار زندگی کا سبب بنا، جیسے باپ اپنے بیٹے کی زندگی کا سبب بنا تھا، جیسے باپ کا بیٹے پر احسان تھا، اسی طرح بیٹے نے باپ پر احسان کر دیا۔

(٥٢٦٤)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ طَلَاقٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا عِتَاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَا بَيْعَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ۔)) (مسند أحمد: ٦٧٦٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس چیز میں آدمی پر کوئی طلاق نہیں ہے، جس کا وہ مالک نہ ہو، اس چیز میں کوئی آزادی نہیں ہے، جس کا وہ مالک نہ ہو اور اس چیز میں کوئی سودا نہیں ہے، جو اس کی ملکیت میں نہ ہو۔''

بَابُ حُكْمِ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ أَوْ كَانَ يَمْلِكُ عَبْدًا فَأَعْتَقَ بَعْضَهُ

کسی غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دینے والے یا اپنے غلام کا بعض حصہ آزاد کر دینے والے شخص کا بیان

(٥٢٦٥)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا،

(٥٢٦٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥١٠ (انظر:)

(٥٢٦٤) تخريج: حديث حسن، أخرجه أبوداود: ٢١٩٠، والترمذي: ١١٨١، وابن ماجه: ٢٠٤٧، والنسائي: ٧/ ٢٨٨ (انظر: ٦٧٦٩)

(٥٢٦٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٢٢، ومسلم: ١٥٠١ (انظر: ٥٩٢٠)

فَكَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ، فَإِنَّهُ يُقَوَّمُ قِيمَةَ عَدْلٍ، فَيُعْطِي شُرَكَاؤُهُ حَقَّهُمْ، وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مَا عَتَقَ۔)) (مسند أحمد: ٥٩٢٠)

جبکہ اس کے پاس اس غلام کی قیمت کے بقدر مال ہو، تو ایسے غلام کی انصاف کے ساتھ قیمت لگائی جائے گی اور اس کے شرکاء کو ان کے حصوں کے بقدر وہ قیمت ادا کر کے غلام پر آزادی کا حکم لگا دیا جائے گا، وگرنہ وہ شخص جتنا حصہ آزاد کرے گا، اتنا ہی اس غلام حصہ آزاد ہو جائے گا۔''

(٥٢٦٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي إِنْسَانٍ أَوْ مَمْلُوكٍ كُلِّفَ عِتْقَ بَقِيَّتِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ يُعْتِقُهُ بِهِ، فَقَدْ جَازَ مَا عَتَقَ۔)) (مسند أحمد: ٥٤٧٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے کسی مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو اس آدمی کو اس غلام کی ساری قیمت کا مکلّف ٹھہرایا جائے گا، لیکن اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ وہ سارے غلام کو آزاد کر سکے تو اتنا حصہ تو آزاد ہو جائے گا، جتنا وہ کرے گا۔''

(٥٢٦٧)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((إِذَا كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةً لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ ثُمَّ يُعْتَقُ۔)) (مسند أحمد: ٤٥٨٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمیوں کا مشترک غلام ہو اور ایک آدمی اپنا حصہ آزاد کر دے تو اگر وہ آزاد کنندہ مالدار ہوا تو اس پر غلام کی ایسی قیمت لگائی جائے گی، جس میں نہ کمی کی جائے گی اور نہ زیادتی اور پھر اس کو آزاد کر دیا جائے گا۔''

(٥٢٦٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ لَهُ شِقْصٌ فِي مَمْلُوكٍ، فَأَعْتَقَ نِصْفَهُ، فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ، إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ فِي ثَمَنِ رَقَبَتِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ۔)) (مسند أحمد: ٧٤٦٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کا کسی غلام میں حصہ ہو اور وہ اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس کو سارے غلام کو آزاد کروانا پڑے گا، بشرطیکہ اس کے پاس اتنا مال ہو، اور اگر اس کے پاس مال نہ ہوا تو غلام کو اپنی قیمت پوری کرنے کے لیے کمائی کا مکلّف ٹھہرایا جائے گا، لیکن اس ضمن میں اس پر مشقت نہیں ڈالی جائے گی۔''

(٥٢٦٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٥٢٦٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٢٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٢١، ومسلم: ٣/ ١٢٨٧ (انظر: ٤٥٨٩)

(٥٢٦٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٩٢، ٢٥٢٧، ومسلم: ١٥٠٣ (انظر: ٧٤٦٨)

(٥٢٦٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابوداود: ٣٩٣٩، والترمذي باثر الحديث: ١٣٤٨ (انظر: ١٠١٠٧)

النَّبِیُّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ فِی عَبْدٍ فَخَلَاصُهُ فِی مَالِهِ، إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ، اسْتُسْعِیَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ١٠١١١)

فرمایا: ''جس نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو سارے غلام کی آزادی اسی کے مال سے ہوگی، بشرطیکہ اس کے پاس مال ہو، اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام کو کمائی کرنے کا مکلف ٹھہرایا جائے گا، لیکن اس پر مشقت نہیں ڈالی جائے گی۔''

فوائد:...... ''تو غلام کو کمائی کرنے کا مکلف ٹھہرایا جائے گا،......'' اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: (۱) غلام کو یہ موقع دیا جائے گا کہ وہ کمائی کرے، تا کہ دوسرے ساجھی کے حصے کی قیمت بنا لے اور پھر اس کو دے کر آزاد ہو جائے۔ (۲) غلام کا جتنا حصہ آزاد نہیں ہوا، وہ اس حصے کے بقدر دوسرے آقا کی خدمت کرے گا، مثلا اگر وہ آدھا آزاد کر دیا گیا ہے تو وہ دوسرے مالک کی نصف دن تک خدمت کرے گا، باقی نصف دن وہ آزاد آدمی کی حیثیت سے گزارے گا۔

(٥٢٧٠)۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ شِقْصًا مِنْ مَمْلُوكٍ، فَأَجَازَ النَّبِیُّ ﷺ عِتْقَهُ وَغَرَّمَهُ بَقِيَّةَ ثَمَنِهِ۔ (مسند أحمد: ٨٥٤٦)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک جب آدمی نے ایک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کی آزادی کا حکم دے دیا اور اس کی باقی قیمت اسی آدمی پر لازم قرار دی۔

(٥٢٧١)۔ عَنْ اَبِی الْمَلِيحِ، عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ هُذَيْلَ اَعْتَقَ شَقِيصًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُوَ حُرٌّ كُلُّهُ، لَيْسَ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى شَرِيكٌ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٩٨٥)

ابوملیح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بنو ہذیل کے ایک آدمی نے ایک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سارے کا سارا آزاد ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔''

فوائد:...... دوسری روایات میں وضاحت ہے کہ جس آدمی نے اپنا حصہ آزاد کیا تھا، آپ ﷺ نے باقی قیمت بھی اس کے ذمہ قرار دی تھی۔

(٥٢٧٢)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنِی إِسْمَاعِيلُ بْنُ

امیہ کا دادا سیدنا عمرو بن سعید بن عاص ؓ سے مروی ہے کہ ان لوگوں کو طہمان یا ذکوان نامی ایک غلام تھا، دادا نے اپنا حصہ

(٥٢٧٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه أبوداود: ٣٩٣٤ (انظر:)
(٥٢٧١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٣٩٣٣ (انظر: ٢٠٧٠٩)
(٥٢٧٢) تخريج: اسناده ضعيف، عمر بن حوشب الصنعانی لايعرف حاله، أخرجه الطبرانی فی "الكبير" ٥٥١٧، والبيهقی: ١٠/ ٢٧٤ (انظر: ١٥٤٠٢)

أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كَانَ لَهُمْ غُلَامٌ يُقَالُ لَهُ: طَهْمَانُ أَوْ ذَكْوَانُ، فَأَعْتَقَ جَدُّهُ نِصْفَهُ، فَجَاءَ الْعَبْدُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تُعْتَقُ فِي عِتْقِكَ، وَتُرَقُّ فِي رِقِّكَ۔)) قَالَ: وَكَانَ يَخْدِمُ سَيِّدَهُ حَتّٰى مَاتَ، وَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَكَانَ مَعْمَرٌ يَعْنِي ابْنَ حَوْشَبَ رَجُلًا صَالِحًا۔ (مسند أحمد: ١٥٤٧٧)

آزاد کر دیا، وہ حصہ نصف غلام تھا، جب وہ غلام، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، تو اپنی آزادی کے بقدر آزاد ہو چکا ہے اور اپنی غلامی کے بقدر ابھی تک غلام ہے۔'' پھر وہ اپنے مالک کی خدمت کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ عبد الرزاق راوی نے کہا: معمر بن حوشب نیک آدمی تھے۔

فوائد:...... فوت ہونے والے سے مراد غلام بھی ہو سکتا ہے اور اس کا مالک بھی۔

(٥٢٧٣)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَفِظْنَا عَنْ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ ضَمِنَ بَقِيَّتَهُ)) (مسند أحمد: ١٦٥٣١)

سعید بن مسیب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے تیس صحابہ سے یہ بات یاد کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا، وہ باقی قیمت کا بھی ضامن ہو گا۔''

(٥٢٧٤)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى أَنْ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ جَوَازُ عِتْقِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ۔ (مسند أحمد: ٢٣١٥٩)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ جس نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو سارے غلام کی آزادی اس پر ہو گی، بشرطیکہ اس کے پاس مال ہو۔''

فوائد:...... اگر کوئی آدمی کسی مشترک غلام میں ۔ آزاد کر دیتا ہے اور اس کے پاس مکمل غلام کو آزاد کرنے کا مال ہے تو اسی کے مال سے غلام کو آزاد کر دیا جائے لہ وہ مکمل فضیلت حاصل کر لے۔
شریعت کی منشا یہ ہے کہ اگر اس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے مالی حیثیت عطا کی ہے تو وہ پوری نیکی کر دے، اس طرح سے غلام کو آزادی کی نعمت مل جائے گی۔

(٥٢٧٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حجاج بن ارطاة، أخرجه ابن ابى شيبة: ٦/ ٤٨٣، والبيهقى: ١٠/ ٢٨٣ (انظر: ١٦٤١٨)
(٥٢٧٤) تخريج: صحيح بشاهده (انظر: ٢٢٧٧٨)

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّدْبِيرِ وَجَوَازِ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ لِحَاجَةٍ
تدبیر اور کسی ضرورت کے پیش نظر مُدَبَّر غلام کو بیچنے کے جواز کا بیان

(٥٢٧٥)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو مَذْكُورٍ، أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ يُقَالُ لَهُ: يَعْقُوبُ، عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِيهِ؟ مَنْ يَشْتَرِيهِ؟)) فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّحَّامُ، (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: خَتَنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ) بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ)، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ، وَقَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فَقِيرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ، وَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَعَلَى عِيَالِهِ، وَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَعَلَى ذَوِي قَرَابَتِهِ، أَوْ قَالَ: عَلَى ذَوِي رَحِمِهِ، وَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَهَاهُنَا وَهَاهُنَا۔)) (مسند أحمد: ١٤٣٢٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو مذکورہ نامی ایک انصاری صحابی نے یعقوب نامی اپنے غلام کو اپنے موت کے بعد آزاد کر دیا، جبکہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس غلام کو بلایا اور فرمایا: ''کون اس کو خریدے گا؟ کون اس کو خریدے گا؟'' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سسر سیدنا نُعیم بن عبد اللہ نحام رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم کے عوض اس کو خرید لیا اور آپ ﷺ نے اس کو دے دیا اور فرمایا: ''جب کوئی آدمی فقیر ہو تو وہ اپنے آپ پر خرچ کرنے سے ابتدا کرے، اگر مال بچ جائے تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے، اگر ان سے بھی بچ جائے تو دوسرے رشتہ داروں پر خرچ کرے، اگر پھر بھی بچ جائے تو اِدھر اُدھر خرچ کر سکتا ہے۔''

فوائد:......مُدَبَّر غلام وہ ہوتا ہے، جس کو اس کا مالک یوں کہہ دے: تو میری موت کے بعد آزاد ہو گا۔
غلام کے بارے میں یہ وصیت کرنا کہ وہ مالک کی وفات کے بعد آزاد ہو گا، بالکل مباح اور جائز ہے، لیکن اگر احوال وظروف اس کی اجازت نہ دیتے ہوں تو اس کی آزادی کو منسوخ کیا جا سکتا ہے اور اس کو فروخت کرنا جائز ہے۔ خود ضرورت مند ہوتے ہوئے صدقہ کرنا اگرچہ باعثِ فضیلت عمل ہے، مگر دیکھا جائے کہ کیا ایسے حالات کا مقابلہ کرنا ایسے لوگوں کے ممکن بھی ہے یا نہیں؟ اسی طرح اگر وارث مفلوک الحال ہوں تو ایسی وصیت کو فسخ بھی کیا جا سکتا ہے، قاضی اور حاکم کو فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

(٥٢٧٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيهِ فَقَالَ عَمْرٌو: قَالَ جَابِرٌ: غَلَامٌ قِبْطِيٌّ وَمَاتَ عَامَ الْأَوَّلِ، زَادَ فِيهَا أَبُو الزُّبَيْرِ: يُقَالُ لَهُ: يَعْقُوبُ۔ (مسند أحمد: ١٤١٧٩)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: عمرو نے کہا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: یعقوب نامی یہ قبطی غلام تھا اور (سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی امارت کے) پہلے سال فوت ہو گیا تھا۔

(٥٢٧٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧١٦، ٦٩٤٧، ومسلم: ٩٩٧ (انظر:)

(٥٢٧٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٢٧٧)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ رَجُلًا دَبَّرَ عَبْدًا لَهُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَبَاعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ دَيْنِ مَوْلَاهُ۔ (مسند أحمد: ١٥٢٦٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنے ایک غلام کو مُدَبَّر بنا یا تھا، جبکہ اس پر قرض بھی تھا، پھر آپ ﷺ نے اس غلام کو مالک کا قرض ادا کرنے کے لیے بیچ دیا تھا۔

(٥٢٧٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَاعَ الْمُدَبَّرَ۔ (مسند احمد: ١٤٢٦٥)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے مُدَبَّر کو بیچ دیا تھا۔

(٥٢٧٩)۔ عَنْ عَمْرَةَ قَالَتِ اشْتَكَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَطَالَ شَكْوَاهَا، فَقَدِمَ إِنْسَانٌ الْمَدِيْنَةَ، يَتَطَبَّبُ فَذَهَبَ بَنُو أَخِيهَا يَسْأَلُونَهُ عَنْ وَجَعِهَا، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! إِنَّكُمْ تَنْعَتُونَ نَعْتَ امْرَأَةٍ مَطْبُوبَةٍ، قَالَ: هٰذِهِ امْرَأَةٌ مَسْحُورَةٌ سَحَرَتْهَا جَارِيَةٌ لَهَا، قَالَتْ: نَعَمْ، أَرَدْتُ أَنْ تَمُوتِي فَأُعْتَقَ، قَالَ: وَكَانَتْ مُدَبَّرَةً قَالَتْ: بِيعُوهَا فِي أَشَدِّ الْعَرَبِ مَلَكَةً وَاجْعَلُوا ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا۔ (مسند أحمد: ٢٤٦٢٧)

عمرہ بیان کرتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں اور ان کی بیماری لمبی ہوگئی، مدینہ منورہ میں ایک ایسا طبیب آیا، جو طب کی پوری واقفیت نہیں رکھتا تھا، سیدہ کے بھتیجے اس کے پاس گئے اور ان کی تکلیف کا ذکر کیا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے اس خاتون کی جو کیفیت بیان کی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس پر جادو کیا گیا ہے اور جادو بھی اس کی لونڈی نے کیا ہے، جب انھوں نے اس لونڈی سے پوچھا تو اس نے کہا: ہاں، میں نے جادو کیا ہے، میرا ارادہ یہ تھا کہ سیدہ فوت ہو جائیں گی اور میں آزاد ہو جاؤں گی۔ دراصل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس لونڈی کو مُدَبَّر بنایا ہوا تھا، پھر سیدہ نے کہا: اس لونڈی کو ایسے شخص کے ہاتھوں فروخت کرو، جو اپنی لونڈیوں کے حق میں سب سے سخت ہے اور اس کی قیمت کو اسی کی طرح کی لونڈی میں صرف کر دو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُكَاتَبِ

مُکاتَب کا بیان

(٥٢٨٠)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس غلام سے سو اوقیوں پر مکاتبت کی

(٥٢٧٧) حديث صحيح كما تقدم بالطريق الاول والثانى، لكن دون قوله: "وعليه دين......" (انظر: ١٥١٩٦)

(٥٢٧٨) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٢٣٠ (انظر: ١٤٢١٦)

(٥٢٧٩) هذا الاثر صحيح، أخرجه مالك فى "الموطا": ٢٧٨٢، وعبدالرزاق: ١٨٧٤٩ (انظر: ٢٤١٢٦)

(٥٢٨٠) تخريج: حديث حسن، أخرجه أبوداود: ٣٩٢٦، والترمذى: ١٢٦٠، وابن ماجه: ٢٥١٩ (انظر:)

((أَيُّمَا عَبْدٍ كُوتِبَ، عَلٰى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَ أُوقِيَّاتٍ فَهُوَ رَقِيقٌ)) (مسند أحمد: ٦٦٦٦)

گئی ہو اور اس نے دس اوقیوں کے علاوہ ساری قیمت ادا کر دی ہو تو وہ غلام ہی ہو گا۔"

فوائد:...... مالک اور غلام کا آپس میں یہ معاہدہ کہ غلام اس قدر رقم ادا کر کے آزاد ہو جائے گا، مکاتَبت کہلاتا ہے اور ایسے غلام کو اس معاہدے کے دوران مُکاتَب کہتے ہیں۔

(٥٢٨١)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا): أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلٰى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ أَوَاقٍ فَهُوَ عَبْدٌ، وَأَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلٰى مِائَةِ دِينَارٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشَرَةَ دَنَانِيرَ فَهُوَ عَبْدٌ۔)) (مسند أحمد: ٦٧٢٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس غلام نے سو اوقیوں پر مکاتَبت کی ہو اور اس نے ساری قیمت ادا کر دی ہو، ما سوائے دس اوقیوں کے تو وہ غلام ہی رہے گا اور جس غلام نے سو دیناروں پر مکاتَبت کی ہو اور اس نے سارے دینار ادا کر دیئے ہوں، ما سوائے دس دیناروں کے، تو وہ غلام ہی رہے گا۔"

فوائد:...... بلکہ ابو داود کی روایت میں ایک درہم کا بھی ذکر ہے، یعنی اگر مکاتَب پر اس کی کتابت کا ایک درہم بھی باقی ہو تو وہ غلام ہی ہو گا۔

(٥٢٨٢)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا ذَكَرَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ فَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٠٠٦)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی خاتون کا مکاتَب غلام ہو اور اس کے پاس اتنا مال ہو، جو وہ اپنی قیمت میں ادا کر سکتا ہو تو اس خاتون کو چاہیے کہ وہ اس غلام سے پردہ کرے۔"

(٥٢٨٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُكَاتَبُ يُودٰى مَا أَعْتَقَ مِنْهُ بِحِسَابِ الْحُرِّ، وَمَا رَقَّ مِنْهُ بِحِسَابِ الْعَبْدِ۔)) (مسند أحمد: ٢٦٦٠)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مکاتَب جتنا آزاد ہو چکا ہو گا، اس کے مطابق اس کو آزاد کی دیت دی جائے گی اور جتنا حصہ غلام ہو گا، اس کے مطابق اس کو غلام کی دیت دی جائے گی۔"

فوائد:...... اگر کوئی مکاتَب کو قتل کر دیتا ہے تو دیت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، آزادی کا حصہ علیحدہ ہو گا اور غلامی کا الگ۔

(٥٢٨١) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٢٨٢) تخريج: اسناده ضعيف، نبهان مجهول، أخرجه أبوداود: ٣٩٢٨، والترمذي: ١٢٦١، وابن ماجه: ٢٥٢٠ (انظر: ٢٦٤٧٣)

(٥٢٨٣) اسناده صحيح على شرط البخاري، أخرجه أبوداود: ٤٥٨١، والنسائي: ٨/ ٤٥ (انظر: ٢٦٦٠)

(٥٢٨٤)۔ عَنْ عَلِيٍّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُوْدٰى الْمُكَاتَبُ بِقَدَرِ مَا أَدّٰى .

سیدنا علی بن ابی طالب ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مکاتب جتنی ادائیگی کر چکا ہو، اس کے حساب سے اس کو دیت دی جائے گی۔''

فوائد:...... کیا مکاتبت کے بعد مکاتَب غلام بیچا جا سکتا ہے؟ ظاہر یہ ہے کہ یہ ایک معاہدہ ہے، جسے توڑا نہیں جا سکتا، الا یہ کہ وہ غلام راضی ہو، جسے اس معاہدے کا مفاد ہے اور واضح بات ہے کہ وہ تبھی راضی ہو گا، اگر اسے فوری آزادی کا یقین دلا دیا جائے، ایسی صورت میں جب معاہدے سے بڑھ کر غلام کو مفاد حاصل ہو رہا ہو اور دونوں فریق راضی ہوں تو اسے فوری آزادی کے لیے بیچنے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ حدیث نمبر (۵۲۸۹) میں ذکر ہے، ہاں مالکان اپنے مفاد کی خاطر اس کی مرضی کے بغیر اسے کسی دوسرے کو نہیں بیچ سکتے، کیونکہ یہ غدر اور وعدہ خلافی ہے، جس میں حکومت مداخلت کر سکتی ہے، جیسا کہ اسی حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے مالکان کی شرط کو مردود قرار دیا۔

حدیث نمبر (۵۲۸۹) کے مطابق جب سیدہ بریرہ ؓ کو اپنا مفاد نظر آیا تو انھوں نے سیدہ عائشہ ؓ کی رائے قبول کر لی اور نبی کریم ﷺ نے بھی اسی رائے کی تائید کی اور مالکان کی مرضی کا کوئی لحاظ نہیں رکھا۔

ذہن نشین رہے کہ مکاتبت میں مفاد غلام کا ہوتا ہے، اس لیے اس طرح کا کوئی فیصلہ اس کی مرضی کے مطابق نہیں کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أُمِّ الْوَلَدِ

ام ولد کا بیان

ام ولد: ایسی لونڈی جس کے بطن سے اپنے مالک کی اولاد ہو، اسے ام ولد کہتے ہیں۔

(٥٢٨٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا أَمَةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ دُبُرٍ مِنْهُ۔)) أَوْ قَالَ: مِنْ بَعْدِهِ وَرُبَّمَا قَالَهُمَا جَمِيعًا۔ (مسند أحمد: ٢٩١١)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس لونڈی نے اپنے مالک سے بچہ جنم دیا تو وہ اس مالک کی وفات کے بعد آزاد ہو جائے گی۔''

(٥٢٨٦)۔ عَنْ جَابِرٍ ؓ يَقُولُ: إِنَّا كُنَّا نَبِيعُ سَرَارِيَنَا وَأُمَّهَاتِ أَوْلَادِنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ فِينَا حَيٌّ لَا يَرٰى بِذٰلِكَ بَأْسًا۔

سیدنا جابر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم اپنے قیدیوں کو اور امہات الاولاد کو بیچ دیا کرتے تھے، جبکہ نبی کریم ﷺ ہم میں بقیدِ حیات تھے، آپ ﷺ اس میں کوئی حرج خیال نہیں

(٥٢٨٤) تخريج: صحيح، أخرجه البيهقي: ١٠/ ٣٢٥، والنسائي في "الكبرى": ٥٠٢٢ (انظر: ٧٢٣)

(٥٢٨٥) اسناده ضعيف، شريك سيىء الحفظ، وسماك في روايته عن عكرمة اضطراب (انظر: ٢٩١١)

(٥٢٨٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابن ماجه: ٢٥١٧ (انظر: ١٤٤٤٦)

(مسند أحمد: ١٤٥٠٠) کیا کرتے تھے۔

فوائد:...... سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بِعْنَا أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ نَهَانَا فَانْتَهَيْنَا۔ ......ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور سیدنا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں امہات الاولاد کو بیچ دیتے تھے، لیکن جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو انھوں نے منع کر دیا اور ہم ایسا کرنے سے رک گئے۔ (ابوداود: ۳۹۵۴)

(٥٢٨٧)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نَبِيعُ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ١١١٨١)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں امہات الاولاد کو بیچ دیا کرتے تھے۔

فوائد:...... سیدنا خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مَاتَ رَجُلٌ، وَأَوْصٰى إِلَيَّ، فَكَانَ فِيمَا أَوْصٰى بِهٖ أُمُّ وَلَدِهٖ، وَامْرَأَةٌ حُرَّةٌ، فَوَقَعَ بَيْنَ أُمِّ الْوَلَدِ وَالْمَرْأَةِ كَلَامٌ، فَقَالَتْ لَهُ الْمَرْأَةُ: يَا لُكَعَا! غَدًا يُؤْخَذُ بِأُذُنِكِ فَتُبَاعِينَ فِي السُّوقِ! فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تُبَاعُ أُمُّ الْوَلَدِ۔)) ......ایک آدمی فوت ہو گیا، اس نے مجھے جس مال کے بارے میں وصیت کی تھی، اس میں اس کی ام ولد اور آزاد بیوی بھی تھی۔ ام ولد اور بیوی کے مابین جھگڑا ہونے لگا۔ بیوی نے کہا: او کمینی عورت! کل کلاں تیرا کان پکڑ کر تجھے بازار میں فروخت کر دیا جائے گا۔ اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتلا دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام ولد کو فروخت نہیں کیا جائے گا۔''
(معجم کبیر للطبرانی: ١/ ٢٠٨/ ٢٠١، صحیحہ: ٢٤١٧)

امام البانی رحمہ اللہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے حدیث کے طرق بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: کوئی شک نہیں کہ ان احادیث سے نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں امہات الاولاد کی خرید و فروخت کا ثبوت ملتا ہے۔ تردّد اس بات میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس بیع کو برقرار رکھا تھا یا کہ اس سے منع کر دیا تھا۔ امام بیہقی نے کہا: ان روایات سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ کو واقعی امہات الاولاد کی خرید و فروخت کا علم ہو گیا تھا اور پھر آپ ﷺ نے اس طریقہ کو برقرار رکھا، جبکہ ایسی روایات بھی موجود ہیں، جو اس بیع سے نہی پر دلالت کرتی ہیں۔

حافظ ابن حجر نے اس قول کے بعد کہا: ہاں، امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابوسلمہ کی سند سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے وہ روایت بیان کی ہے، جو نہی پر دلالت کرتی ہے۔ امام خطابی نے کہا: ممکن ہے کہ شروع شروع میں امہات الاولاد کی خرید و فروخت جائز ہو، پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخر میں منع کر دیا ہو، لیکن نہی والی روایت مشہور نہ ہوئی ہو، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے اس کی روشنی میں لوگوں کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

(٥٢٨٧) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الطیالسی: ٢٢٠٠، والبیهقی: ١٠/ ٣٤٨، والنسائی فی "الکبری": ٥٠٤١ (انظر: ١١١٦٤)

میں (البانی) کہتا ہوں: مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہی کی روشنی میں نہیں، بلکہ اجتہادی تھا، کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وضاحت کر دی ہے کہ یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اپنی رائے تھی۔ امام عبد الرزاق نے اپنی مصنف (۱۳۲۲۴) میں صحیح سند کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میری اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ایک تھی کہ امہات الاولاد کو فروخت نہ کیا جائے، لیکن بعد میں میری رائے بدل گئی اور میں ان کی خرید وفروخت کا قائل ہو گیا۔ عبیدہ نے کہا: آپ اور سیدنا عمر دونوں کی متفقہ رائے آپ اکیلے کی رائے سے زیادہ بہتر ہے۔ یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسکرا پڑے۔

معلوم ہوا کہ اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی دلیل ہوتی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس سے رجوع نہ کرتے۔ بہرحال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اس چیز کی نفی نہیں ہوتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں امہات الاولاد کی بیع سے منع فرما دیا ہو، کیونکہ ممکن ہے کہ آپؓ تک نہی والی روایت نہ پہنچی ہو۔

ام الولد کی خرید وفروخت سے نہی والی احادیث میں ضعف پایا جاتا ہے، لیکن مجموعۂ احادیث سے نہی کو تقویت ملتی ہے۔ حافظ ابن حجر نے ابوسلمہ کی سند کی طرف اشارہ کیا اور اس پر خاموشی اختیار کی، وہ اس باب کا قوی شاہد ہے۔ یہی معاملہ بوصیری نے (زوائد ابن ماجہ: ق ۲/۱۵۶) میں ذکر کیا اور کہا: ابن ابی شیبہ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((وَذَكَرَ لِي أَنَّهُ زَجَرَ عَنْ بَيْعِهِنَّ بَعْدَ ذٰلِكَ ، وَكَانَ عُمَرُ يَشْتَدُّ فِي بَيْعِهِنَّ)) انھوں نے مجھے بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں اِن کی بیع سے منع کر دیا تھا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کی خرید وفروخت سے بڑی سختی سے (منع کرتے) تھے۔

اس کے ساتھ ساتھ اگر ان روایات کو مدنظر رکھا جائے، جن سے پتہ چلتا ہے کہ آقا کی لونڈی اس کے پاس بچہ جنم دینے کی وجہ سے اس کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتی ہے، تو مذکورہ بالا روایات کے مضمون میں تاکید پیدا ہو جاتی ہے، اگرچہ اِن روایات میں ضعف پایا جاتا ہے، لیکن مجموعۂ احادیث کو بطورِ شاہد پیش کیا جا سکتا ہے، امام عبد الرزاق (۱۳۲۱۹) نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَيُّمَا رَجُلٍ وَلَدَتْ مِنْهُ أَمَتُهُ فَهِيَ مُعْتَقَة عَنْ دُبُرٍ مِنْهُ۔)) ......''جس آدمی کی لونڈی اس سے بچہ پیدا کر دے تو وہ اس کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائے گی۔''

اس کی سند میں شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر ہے، جس کے حفظ میں ضعف پایا جاتا ہے۔ حسین بن عبد اللہ نے اس کی متابعت کی ہے، جس کو اکثر محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ اسی سند کے ساتھ بیہقی میں یہ روایت بھی ہے: ام ابراہیم کو اس کے بیٹے نے آزاد کر دیا۔ (ارواء الغلیل: ۱۷۷۹) میں اس کی تخریج کی گئی ہے۔ (صحیحہ: ۲۴۱۷)

امام شوکانی رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ احتیاط کے طور پر اس کا عدم جواز ہی راجح ہے۔

(٥٢٨٨)۔ عَنِ الْخَطَّابِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي سَلَامَةُ بِنْتُ مَعْقِلٍ: قَالَتْ: كُنْتُ لِلْحُبَابِ بْنِ عَمْرٍو، وَلِي مِنْهُ غُلَامٌ، فَقَالَتْ لِي امْرَأَتُهُ: الْآنَ تُبَاعِينَ فِي دَيْنِهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَاحِبُ تَرِكَةِ الْحُبَابِ بْنِ عَمْرٍو؟۔)) فَقَالُوْا: أَخُوهُ أَبُو الْيُسْرِ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو، فَدَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَبِيعُوهَا وَأَعْتِقُوهَا فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَقِيقٍ قَدْ جَاءَنِي فَأْتُونِي أُعَوِّضْكُمْ۔)) فَفَعَلُوْا فَاخْتَلَفُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ قَوْمٌ: أُمُّ الْوَلَدِ مَمْلُوكَةٌ لَوْلَا ذٰلِكَ لَمْ يُعَوِّضْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: هِيَ حُرَّةٌ قَدْ أَعْتَقَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَفِيَّ كَانَ الِاخْتِلَافُ۔ (مسند أحمد: ٢٧٥٦٩)

سیدہ سلامہ بنت معقل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں سیدنا حباب بن عمرو رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھی، مجھ سے ان کا بچہ بھی پیدا ہوا تھا، (لیکن جب وہ فوت ہو گئے تو) ان کی بیوی نے مجھے کہا: اب تجھے اس کے قرضے میں بیچا جائے گا، پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور یہ بات آپ ﷺ کو بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''حباب بن عمرو کے ترکہ کا سرپرست کون ہے؟'' لوگوں نے کہا: ان کا بھائی سیدنا ابو الیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور فرمایا: ''تم نے اس کو بیچنا نہیں ہے، بلکہ اس کو آزاد کر دینا ہے، جب تم سنو کہ میرے پاس غلام آئے ہیں تو میرے پاس آنا، میں تم کو اس کا عوض دوں گا۔'' انھوں نے ایسے ہی کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس مسئلے میں اختلاف ہو گیا، بعض لوگوں کی رائے یہ تھی کہ ام الولد اپنے مالک کی وفات کے بعد لونڈی ہی رہے گی، اگر اس کا حکم لونڈی کا نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کے عوض ان لوگوں کو غلام نہ دیتے، جبکہ بعض نے کہا کہ ایسی خاتون آزاد ہو جائے گی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو آزاد کیا تھا۔ سیدہ سلامہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میرے بارے میں صحابہ کا اختلاف تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَلَاءِ الْمُعْتَقِ وَلِمَنْ يَكُوْنُ
آزادشدہ کی ولاء کا بیان، نیز وہ کس شخص کے لیے ہو گی

وَلاء: غلام کو آزاد کرنے پر غلام اور اس کے مالک کے مابین جو ربط و نسبت قائم ہوتی ہے، اسے وَلاء کہتے ہیں، اسی تعلق کی وجہ سے آزادکنندہ آزادشدہ کا وارث بن سکتا ہے، بشرطیکہ اس کے ترکہ کا احاطہ کرنے والا اس کا نسبی رشتہ دار نہ ہو۔ نیز وہ مال جو کوئی غلام یا آزاد کردہ غلام چھوڑ کر مرے، وہ بھی وَلاء ہی کہلاتا ہے۔

(٥٢٨٨) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن اسحاق مدلس وقد عنعن، ووالدة الخطاب في عداد المجهولين، أخرجه أبوداود: ٣٩٥٣ (انظر: ٣٧٠٢٩)

(٥٢٨٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا، وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: ارْجِعِي إِلٰى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوْا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَلْيَكُنْ لَنَا وَلَاؤُكِ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔)) قَالَتْ: ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَيْسَ لَهُ، وَإِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ، شَرْطُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٠٢٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئی، وہ اپنی مکاتبت کے سلسلے میں مجھ سے مدد چاہ رہی تھیں اور ابھی تک انھوں نے کوئی ادائیگی نہیں کی تھی، میں نے ان سے کہا: تم اپنے مالکوں کی طرف لوٹ جاؤ، اگر وہ پسند کریں کہ میں تیری مکاتبت کی رقم ادا کردوں اور تیری ولاء میرے لیے ہو تو میں ایسا کرسکتی ہوں، وہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ساری تفصیل بتائی، لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور کہا: اگر وہ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) ثواب کی نیت سے تیری رقم ادا کرسکتی ہے تو ٹھیک ہے، ولاء بہرحال ہمارے لیے ہی ہوگی، جب میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! تم اس کو خرید کر آزاد کردو، ولاء صرف آزاد کرنے والا کا حق ہے۔'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہوگیا ہے، وہ ایسی شرطیں لگانے لگ گئے ہیں، جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں، جس نے ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہ ہو، تو اس کے لیے کچھ بھی نہیں ہوگا، اگرچہ وہ سو شرطیں لگا لے، اللہ تعالیٰ کی شرط سب سے زیادہ حقدار اور مضبوط ہے۔''

فوائد:...... اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ان کی کتابت کا سارا مال وہ ادا کر دیتی ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ ولاء ان کی ہوگی، لیکن اس مفہوم سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سیدہ کا ولاء کا شرط لگانا درست نہیں ہے، کیونکہ مکاتَب کی ولاء اس کے پہلے والے مالکوں کی ہی ہوتی ہے، نہ کہ مکاتبت میں اس کا تعاون کرنے والوں کی۔ لیکن اس روایت کے درج ذیل الفاظ سے یہ اشکال ختم ہو جاتا ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ إِنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ وَيَكُوْنُ وَلَاؤُكِ لِيْ، فَعَلْتُ۔ (بخاری:٢٥٦٣)
اگر تیرے مالک پسند کرتے ہیں کہ میں ان کے لیے ساری قیمت اکٹھی تیار کرلوں اور پھر تجھے آزاد کردوں اور تیری ولاء میرے لیے ہو تو میں ایسا کر دیتی ہوں۔
اس روایت سے پتہ چلا کہ دراصل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو مکمل طور پر خریدا اور پھر اس کو آزاد کر

(٥٢٨٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٦١، ومسلم: ١٥٠٤ (انظر: ٢٤٥٢٢)

دیا، آپ ﷺ کے اس فرمان سے بھی اس دعوی کی تائید ہوتی ہے: ((اِبْتَاعِیْ فَاَعْتِقِیْ۔)) ......''عائشہ! تم اس کوخرید کرآزاد کردو۔''

اگر کوئی شخص بیع کرتے وقت ایسی شرط لگاتا ہے جو شرعاً درست نہ ہو تو اس صورت میں بیع کرنا درست ہوگا، جبکہ وہ شرط، جو خلافِ شریعت ہو، باطل ہوگی، لہٰذا اس شرط کو کالعدم سمجھا جائے گا اور اس کا کوئی لحاظ نہیں ہوگا، نیز حدیث نمبر (۵۲۸۴) کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

(۵۲۹۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ بَرِيرَةَ أَتَتْهَا تَسْتَعِينُهَا وَكَانَتْ مُكَاتَبَةً، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: أَيَبِيعُكِ أَهْلُكِ، فَأَتَتْ أَهْلَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُمْ فَقَالُوْا: لَا إِلَّا أَنْ تَشْتَرِطَ لَنَا وَلَاءَ هَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٥٥٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئیں، جبکہ وہ مکاتَب تھیں، سیدہ نے ان سے کہا: کیا تیرے مالک تجھے فروخت کر دیں گے؟ وہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان کو یہ بات بتلائی، انھوں نے کہا: نہیں، ہم ایسا نہیں کریں گے، ہاں اگر وہ ہمارے لیے ولاء کی شرط لگا لیں تو ٹھیک ہے، جب نبی کریم ﷺ کو ان کی بات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! تم اس کو خرید کر آزاد کر دو، ولاء تو صرف آزاد کنندہ کی ہوتی ہے۔''

(۵۲۹۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ، فَأَبٰى أَهْلُهَا أَنْ يَبِيعُوهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُمْ وَلَاؤُهَا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الثَّمَنَ۔)) (مسند أحمد: ٤٨٥٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنا چاہا، لیکن اس کے مالکوں نے اس کو بیچنے سے انکار کر دیا، الا یہ کہ ولاء کا حق ان کو دیا جائے، جب سیدہ نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کو خرید کر آزاد کر دے، ولاء تو صرف اس کا حق ہے، جو قیمت ادا کرتا ہے۔''

(٥٢٩٠) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ٢٥٦٥، ٢٧٢٦، ومسلم: ١٥٠٤ (انظر: ٢٤٠٥٣)
(٥٢٩١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٥٦، ٦٧٥٩، ومسلم: ١٥٠٤ (انظر: ٤٨٥٥)

كِتَابُ الْيَمِيْنِ وَالنَّذْرِ
قسم اور نذر کے مسائل

بَابٌ فِي اَنَّ الْيَمِيْنَ لَا تَكُوْنُ اِلَّا بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالنَّهْيِ عَنِ الْحَلْفِ بِالْآبَاءِ
صرف اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانے اور آباء کی قسم اٹھانے سے ممانعت کا بیان

(٥٢٩٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ: ((لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٥٤٦٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی قسم اٹھانا چاہے، وہ صرف اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائے۔'' چونکہ قریشی لوگ اپنے آباء کی قسم اٹھاتے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اپنے آباء کی قسم نہ اٹھایا کرو۔''

فوائد:...... جس چیز کی قسم اٹھائی جائے، اس کو محلوف بہ کہتے ہیں، دراصل قسم سے محلوف بہ کی تعظیم لازم آتی ہے جبکہ عظمت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اس لیے غیر اللہ کی قسم اٹھانے سے منع کر دیا گیا ہے، رہا مسئلہ اللہ تعالیٰ کا تو وہ اپنی مخلوقات میں سے جس چیز کی چاہے، قسم اٹھاتا ہے، اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس چیز کے شرف پر دلالت کی جائے۔

(٥٢٩٣)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ ؓ فِي حَلْقَةٍ فَسَمِعَ رَجُلًا فِي حَلْقَةٍ أُخْرَى وَهُوَ يَقُولُ: لَا وَأَبِي، فَرَمَاهُ ابْنُ عُمَرَ ؓ بِالْحَصَى، وَقَالَ: إِنَّهَا كَانَتْ يَمِينَ عُمَرَ ؓ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْهَا وَقَالَ: ((إِنَّهَا شِرْكٌ)) (مسند أحمد: ٥٢٢٢)

سعد بن عبیدہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک مجلس میں سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کے ساتھ تھا، جب انھوں نے دوسری مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی کو یوں کہتے ہوئے سنا: نہیں، میرے باپ کی قسم ہے، تو انھوں نے اس کو کنکری ماری اور کہا: سیدنا عمر ؓ بھی اسی طرح قسم اٹھاتے تھے، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ شرک ہے۔''

(٥٢٩٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٨٣٦، ٦٦٤٨، ومسلم: ١٦٤٦ (انظر: ٥٤٦٢)

(٥٢٩٣) تخريج: صحيح بالشواهد، أخرجه عبد الرزاق: ١٥٩٢٦، والحاكم: ١/ ٥٢ (انظر: ٥٢٢٢)

(٥٢٩٤)۔ وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: فَنَهَاهُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ بِشَيْءٍ دُونَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَدْ أَشْرَكَ)) وَقَالَ الْآخَرُ: ((وَهُوَ شِرْكٌ)) (مسند أحمد: ٤٩٠٤)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کی قسم اٹھائی، اس نے شرک کیا۔'' ایک راوی کے الفاظ یہ ہیں: ''اور وہ شرک ہے۔''

(٥٢٩٥)۔ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: لَا وَأَبِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَهْ، إِنَّهُ مَنْ حَلَفَ بِشَيْءٍ دُوْنَ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ۔)) (مسند أحمد: ٣٢٩)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب انھوں نے یوں کہتے ہوئے قسم اٹھائی کہ ''نہیں، میرے باپ کی قسم ہے'' تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''رک جاؤ، بیشک جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کی قسم اٹھائی، اس نے شرک کیا۔''

(٥٢٩٦)۔ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَقُوْلُ: وَأَبِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ، فَإِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ۔)) قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: فَمَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا۔ (مسند أحمد: ٤٥٢٣)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یوں کہتے ہوئے سنا کہ ''میرے باپ کی قسم ہے'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے آباء کی قسمیں اٹھانے سے منع کرتا ہے، جب کوئی آدمی قسم اٹھائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائے، یا پھر خاموش رہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے بعد نہ میں نے جان بوجھ کر ایسی قسم اٹھائی اور نہ کسی کا بات نقل کرتے ہوئے۔

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانے کا کم از کم مرتبہ اباحت ہے اور اکثر اہل علم کی بھی یہی رائے ہے، لہٰذا ان لوگوں کا رویہ ٹھیک نہیں ہے، جو اللہ تعالیٰ کی قسم کے مطالبے پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔

(٥٢٩٧)۔ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهٰى عَنْهَا وَلَا تَكَلَّمْتُ بِهَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا۔ (مسند أحمد: ١١٢)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی روایت مروی ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پس اللہ تعالیٰ کی قسم ہے، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے منع کرتے ہوئے سنا، میں نے ایسی قسم نہیں اٹھائی اور نہ ایسا کلام کیا، نہ جان بوجھ کر اور نہ کسی کی کلام نقل کرتے ہوئے۔

(٥٢٩٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٢٩٥) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٣٢٩)

(٥٢٩٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٦٧٩، ٦١٠٨، ٦٦٤٦، ومسلم: ١٦٤٦(انظر: ٤٥١٣)

(٥٢٩٧) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٦٤٧، ومسلم: ١٦٤٦(انظر: ١١٢)

(٥٢٩٨)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَحَلَفْتُ: لَا وَأَبِي، فَهَتَفَ بِي رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي فَقَالَ: ((لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ۔)) فَإِذَا هُوَ النَّبِيُّ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢١٤)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک غزوے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، میں نے یوں قسم اٹھائی: نہیں، میرے باپ کی قسم! میرے پیچھے سے کسی آدمی نے بآواز بلند کہا: اپنے آباء کی قسمیں نہ اٹھاؤ۔ جب میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔

(٥٢٩٩)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيْتِ)) وَقَالَ يَزِيْدُ: وَالطَّوَاغِي۔ (مسند أحمد: ٢٠٩٠٠)

سیدنا عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپوں اور طاغوت کی قسمیں نہ اٹھایا کرو۔'' یزید راوی نے اپنی روایت میں طواغی کے الفاظ ذکر کیے۔

فوائد:...... طاغوت سے مراد بت ہیں، اس لفظ کا اطلاق شیطان پر بھی ہوتا ہے۔

طَوَاغِي، طَاغِيَة کی جمع ہے، اس کا معنی بھی بت ہے۔

قسم: ایسے مضبوط عقد کا نام جس کے ذریعے قسم اٹھانے والا کسی فعل کے کرنے یا اسے چھوڑنے کا عزم کرتا ہے۔

قسم میں اللہ تعالیٰ کا نام پیش کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے۔

جن احادیثِ مبارکہ میں غیر اللہ کی قسم کو شرک قرار دیا گیا ہے، ان کا حقیقی مصداق وہ شخص ہوگا جو اللہ کے علاوہ کسی اور چیز کی قسم اٹھاتا ہے اور اس کے ذہن میں اُس چیز کی اتنی تعظیم ہوتی ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ ایسا شخص واقعی کافر اور مشرک ہوگا۔ مزید تفصیل درج ذیل ہے:

حافظ ابن حجر نے کہا: (سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی) حدیث میں غیر اللہ کی قسم اٹھانے سے سختی کے ساتھ روکنے اور اس فعل پر زجر و توبیخ اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے لیے اس کو کفر یا شرک کہا گیا۔ لیکن جو لوگ غیر اللہ کی قسم اٹھانے کو حرام سمجھتے ہیں، انھوں نے اسی حدیث سے حرمت کا استدلال کیا ہے۔

علمائے کرام کا خیال ہے کہ غیر اللہ کی قسم اٹھانے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے اس چیز کی عظمت و تعظیم لازم آتی ہے، جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کی ذات اور اس کی صفات سے قسم منعقد ہو جاتی ہے اور غیر اللہ کی قسم اٹھانا مکروہ ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ غیر اللہ کی قسم اٹھائے۔

سوال یہ ہے کہ غیر اللہ کی قسم اٹھانا حرام ہے یا مکروہ؟ مالکیہ کے اس بارے میں دو اقوال ہیں، مشہور قول کراہت کا

(٥٢٩٨) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢١٤)

(٥٢٩٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٤٨ (انظر: ٢٠٦٢٤)

ہے، حنابلہ کے ہاں بھی یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، ان کا مشہور قول حرمت کے بارے میں ہے۔ اہل ظاہر کے نزدیک غیر اللہ کی قسم اٹھانا حرام ہے۔ امام شافعی نے تردّد کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے تو اس بات کا خدشہ ہے کہ غیر اللہ کی قسم اٹھانا معصیت ہوگا۔

امام الحرمین نے کہا: غیر اللہ کی قسم اٹھانا کم از کم مکروہ تو ہے، اگر غیر اللہ کی قسم اٹھانے والا اپنے اعتقاد میں اس چیز کی اتنی تعظیم رکھتا ہے، جتنی کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں رکھی جاتی ہے، تو وہ اس اعتقاد کی وجہ سے کافر ہو جائے گا اور اسی صورت کو اس حدیث کا مصداق بنایا جائے گا۔ لیکن اگر غیر اللہ کی قسم اٹھانے والا اپنے اعتقاد میں اُس چیز کی اتنی تعظیم رکھتا ہے، جس کے وہ لائق ہے، تو اس وجہ سے اسے کافر نہیں قرار دیا جا سکتا، بہرحال اس کی قسم منعقد نہیں ہوگی۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۶۵۱۔۶۵۲)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی اللہ کے علاوہ کسی اور چیز کی قسم اٹھاتا ہے اور اپنے اعتقاد کے مطابق اس کو اتنی تعظیم کا مستحق سمجھتا ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے، تو وہ کافر اور مشرک قرار پائے گا۔ لیکن اگر کسی کی مراد وہ تعظیم و تکریم نہیں ہوتی جو کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے تو اس پر شرک یا کفر کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا، درج ذیل حدیث اور اس کی شرح پر غور فرمائیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى ، فَلْيَقُلْ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .))(صحیح بخاری: ٦٦٥٠) ......''جس نے قسم اٹھائی اور اپنی قسم میں کہا: لات اور عزی کی قسم، تو وہ ''لا اله الا الله'' پڑھے۔'' دیکھیں حدیث نمبر (۵۳۰۲، ۵۳۰۳) کی شرح۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں: (لات اور عزی، بتوں کے نام ہیں) آپ ﷺ نے ان کی قسم اٹھانے والے کو '' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ . '' کہنے کی تعلیم دی ہے، کیونکہ قسم اٹھانے والا بتوں کی تعظیم کے درپے ہوا ہے۔ جمہور علمائے کرام کا خیال ہے: جو آدمی لات، عزی یا کسی دوسرے بت کی قسم اٹھاتا ہے یا وہ کہتا ہے کہ اگر اس نے ایسے کیا تو وہ یہودی یا عیسائی ہو جائے گا یا اسلام یا نبی کریم ﷺ سے بری ہو جائے گا، تو اس کی قسم منعقد نہیں ہوگی۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی غلطی پر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے، اس پر کوئی معینہ کفارہ نہیں پڑے گا اور ایسے شخص کے لیے ''لا الـه الا الـلّٰـه'' کہنا مستحب ہے۔

احناف کا خیال ہے کہ ایسے شخص پر کفارہ پڑے گا، ہاں جب وہ کہے گا کہ اگر اس نے ایسے کیا تو وہ بدعتی ہوگا یا نبی کریم ﷺ سے بری ہوگا تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہوگا، ان لوگوں نے ظہار پر قیاس کرتے ہوئے کفارہ کے وجوب کا فتوی دیا ہے، کیونکہ دونوں منکر ہیں۔ لیکن اس حدیث کے ذریعے احناف کا تعاقب کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صرف ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰـهُ . '' پڑھنے کی تلقین کی ہے اور کفارے کا کوئی ذکر نہیں کیا، کفارے کے لیے واضح دلیل کی ضرورت ہے۔

احناف کو متنبہ رہنا چاہیے کہ اس صورت کا ظہار پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ احناف نے خود اپنے فتوے میں تناقض پیدا کرتے ہوئے قیاس ظہار پر کیا، لیکن ظہار والا کفارہ واجب نہیں قرار دیا اور انھوں نے خود اس صورت سے ایسی چیزیں مستثنی کر لیں، جو منکر ہیں، مثلا نبی کریم ﷺ سے براءت کی بات کرنا۔.......... تو نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں لات وعزی کی قسم اٹھانے والے کو کلمۂ توحید پڑھنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ بتوں کی قسم اٹھانے سے کفار کی مشابہت ہوتی ہے اور کلمۂ توحید کے ذریعے اس کی تلافی کی جا سکتی ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۶۵۷۔ ۶۵۸)

اس بحث کا لب لباب یہ ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لات وعزی کی قسم اٹھانے میں اللہ تعالیٰ والی تعظیم وتکریم مراد نہیں لی گئی، اس لیے صرف لا الہ الا اللہ کہہ کر اس کا ازالہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ واللہ اعلم۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَلْفِ بِالْكَعْبَةِ

کعبہ کی قسم اٹھانے کا بیان

(۵۳۰۰)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَجِئْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَتَرَكْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ، فَجَاءَ الْكِنْدِيُّ مُرَوَّعًا فَقُلْتُ: مَا وَرَاءَكَ؟ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ آنِفًا فَقَالَ: أَحْلِفُ بِالْكَعْبَةِ، فَقَالَ: احْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَإِنَّ عُمَرَ كَانَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَحْلِفْ بِأَبِيكَ فَإِنَّهُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ۔)) (مسند أحمد: ۶۰۷۳)

سعد بن عبیدہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا، پھر میں ایک کندی باشندے کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چھوڑ کر سعید بن مسیب کے پاس چلا گیا، وہ کندی آدمی گھبرا کر وہاں پہنچ گیا، میں نے اس سے کہا: تیرے پیچھے کون لگا ہوا ہے؟ انھوں نے کہا: ابھی ایک آدمی، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں کعبہ کی قسم اٹھاتا ہوں، انھوں نے کہا: تو کعبہ کے ربّ کی قسم اٹھا، کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے باپ کی قسم اٹھاتے تھے، لیکن نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ''اپنے باپ کی قسم مت اٹھاؤ، کیونکہ جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی، اس نے شرک کیا۔''

(۵۳۰۱)۔ عَنْ قُتَيْلَةَ بِنْتِ صَيْفِيٍّ الْجُهَنِيَّةِ قَالَتْ: أَتَى حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُونَ، قَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ: تَقُولُونَ إِذَا حَلَفْتُمْ وَالْكَعْبَةِ، قَالَتْ:

قُتیلہ بنت صیفی جہنیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک یہودی عالم، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! تم بہترین لوگ ہو، لیکن کاش کہ تم شرک نہ کرتے ہوتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! (بڑا تعجب ہے) وہ کیسے؟'' اس نے کہا: جب تم قسم اٹھاتے ہو تو کہتے ہو: کعبہ کی قسم۔ آپ ﷺ نے

(۵۳۰۰) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة الكندى (انظر: ۶۰۷۳)

(۵۳۰۱) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه النسائي: ۷/ ۶ (انظر: ۲۷۰۹۳)

فَأَمْهَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ قَدْ قَالَ: ((فَمَنْ حَلَفَ فَلْيَحْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ۔)) قَالَ: يَا مُحَمَّدُ نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَجْعَلُونَ لِلّٰهِ نِدًّا، قَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ: تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ، قَالَ: فَأَمْهَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ قَدْ قَالَ: ((فَمَنْ قَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَلْيَفْصِلْ بَيْنَهُمَا ثُمَّ شِئْتَ۔)) (مسند أحمد: ۲۷۶۳۳)

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: ''اس آدمی نے ایک بات کی ہے، اب جو آدمی بھی قسم اٹھائے وہ کعبہ کے ربّ کی قسم اٹھائے (نہ کہ کعبہ کی)۔'' اس نے پھر کہا: اے محمد (ﷺ)! تم بڑے اچھے لوگ ہو، لیکن کاش کہ تم اللہ کیلئے اس کا ہمسر نہ ٹھہراتے ہوتے! آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! وہ کیسے؟ اس نے کہا: تم کہتے ہو کہ جو اللہ چاہے اور تم چاہو۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: ''اس آدمی نے ایک بات کی ہے، اگر کوئی آدمی ''مَا شَاءَ اللّٰهُ'' کہے تو وہ فاصلہ کرے اور ''ثُمَّ شِئْتَ'' کہے (یعنی: جو اللہ چاہے اور پھر تم چاہو)۔''

فوائد:...... کعبہ، اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، اس لیے اس کی قسم بھی ممنوع ہے۔ امورِ کائنات میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی مشیت کارفرما ہوتی ہے، اس میں کوئی بھی اس کا شریک اور ساجھی نہیں ہے، ہر مخلوق کی چاہت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے، یعنی پہلے اللہ تعالیٰ کسی امر کا وقوع پذیر ہونا چاہے گا تو تب مخلوق اس کو چاہ سکے گی۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ

لات اور عزی کی قسم اٹھانے والے کا اور اس شخص کا بیان جو اپنے ساتھی سے کہے: آؤ، جوا کھیلیں

(۵۳۰۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ وَاللَّاتِ فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ۔)) (مسند أحمد: ۸۰۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم اٹھائی اور اس نے اپنی قسم میں کہا: لات کی قسم ہے، تو وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہے اور جو اپنے ساتھی سے کہے: آؤ جوا کھیلیں تو وہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرے۔''

فوائد:...... اگلی حدیث کے فوائد کا مطالعہ کریں۔

جوا ایسا قبیح فعل ہے کہ جو آدمی لفظوں کی حد تک کسی کو جوا کھیلنے کا کہہ دیتا ہے، وہ صدقہ کر کے اس جرم کا ازالہ کرے، جوا انسان کو مادہ پرست، کنجوس، خودغرض اور پتھر دل بنا دیتا ہے، جبکہ صدقہ انسان کو الہ پرست، سخی، ہمدرد اور نرم دل بنا دیتا ہے۔

(۵۳۰۳)۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے لات اور

(۵۳۰۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۶۱۰۷، ۶۳۰۱، ومسلم: ۱۶۴۷ (انظر: ۸۰۸۷)

(۵۳۰۳) اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه النسائي: ۷/ ۷، وابن ماجه: ۲۰۹۷ (انظر: ۱۵۹۰)

قَالَ: حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى، فَقَالَ أَصْحَابِي: قَدْ قُلْتَ هُجْرًا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ قَرِيبًا، وَإِنِّي حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُلْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ انْفُثْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثًا، وَتَعَوَّذْ وَلَا تَعُدْ۔)) (مسند أحمد: ۱۵۹۰)

عزیٰ کی قسم اٹھا لی، میرے ساتھیوں نے مجھے کہا: تم نے قبیح کلام بولا ہے، پس میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ہمارا دورِ جاہلیت قریب قریب ہے اور میں نے لات وعزیٰ کی قسم اٹھالی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم تین بار لَا اِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهُ کہو، پھر تین بار اپنی بائیں طرف تھوکو اور پناہ طلب کرو اور دوبارہ ایسی قسم نہ اٹھاؤ۔''

فوائد:...... عربوں کی زبانوں پر کچھ کلمات بلا قصد جاری ہو جاتے تھے، ابتدائے اسلام میں بھی ایسے ہو جاتا ہے کہ ممنوعہ کلمات ان کی زبان پر آ جاتے تھے، لات وعزیٰ کی قسموں کا تعلق بھی ان ہی کلمات سے ہے، یا اس سے مراد وہ شخص ہے جو جہالت یا بھول کر لات وعزیٰ کی قسم کھالے، وگرنہ جو آدمی جان بوجھ کر تعظیماً لات وغیرہ کی قسم کھاتا ہے، وہ کافر ہے، اس کے کفر میں کسی کا اختلاف نہیں، وہ خارج از اسلام ہو گا، دیکھیں حدیث نمبر (۵۲۹۲) والے باب کی احادیث اور ان کے فوائد۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ قَالَ: اِنَّهُ بَرِيْءٌ مِنَ الْاِسْلَامِ

اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی قسم اٹھانے والے اور اس شخص کا بیان جس نے کہا کہ وہ اسلام سے بری ہے

(۵۳۰۴)۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَمَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ۔)) (مسند أحمد: ۱۶۴۹۸)

سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اور جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب پر قسم اٹھائی، جبکہ وہ جھوٹا تھا، تو وہ اسی طرح ہو جائے گا، جیسے اس نے کہا۔''

(۵۳۰۵)۔ عن ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ أَنَّهُ بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ، فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْإِسْلَامِ سَالِمًا)) (مسند أحمد: ۲۳۳۹۴)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یوں قسم اٹھائی کہ وہ اسلام سے بری ہو جائے گا، اب اگر وہ جھوٹا ہوا تو اسی طرح ہو جائے گا، جیسے اس نے کہا اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ اسلام کی طرف سالم واپس نہیں آئے گا۔''

(۵۳۰۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۰۴۷، ومسلم: ۱۱۰ (انظر: ۱۶۳۸۵)

(۵۳۰۵) اسناده قوی، أخرجه ابوداود: ۳۲۵۸، والنسائی: ۷/ ۶، وابن ماجه: ۲۱۰۰ (انظر: ۲۳۰۰۶)

فوائد:...... اس قسم کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کہے: اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو میں یہودی یا عیسائی وغیرہ ہو جاؤں یا اسلام سے بری ہو جاؤں، جبکہ اس نے وہ کام کیا ہو اور اسے یاد بھی ہو، یا وہ یوں کہے: اگر میں یہ کام کروں تو میں یہودی یا عیسائی ہو جاؤں یا اسلام سے فارغ ہو جاؤں، جبکہ اس کی نیت یہ ہو کہ اس نے فلاں کام کرنا ہے، صرف دھوکہ دہی کے لیے قسم کھاتا ہو۔

ظاہر ہے کہ ایسے شخص نے یہودی یا عیسائی ہونے کو اور اسلام سے بری ہو جانے کو پسند کیا۔

یہ انتہائی قبیح فعل ہے، اس سے ایمان میں کمی واقع ہو گی، گویا اس نے اسلام کو معمولی چیز خیال کیا، سچا ہو تب بھی ایسے لاابالی پن کی کوئی گنجائش نہیں۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ بِاسْمٍ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَوْ صِفَةٍ مِنْ صِفَاتٍ
اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں کسی اسم یا صفت کی قسم اٹھانے والے کا بیان

(٥٣٠٦)۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِی الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً۔)) (مسند أحمد: ٨٤٧٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زائد بار اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

فوائد:...... کثرت سے استغفار اور توبہ کرنا مستحب ہے، اگرچہ بظاہر گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔

(٥٣٠٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِیِّ ﷺ اَلَّتِیْ يَحْلِفُ عَلَيْهَا: ((لَا وَمُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ۔)) (مسند أحمد: ٤٧٨٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قسم کے الفاظ، جن پر آپ ﷺ قسم اٹھاتے تھے، وہ یہ ہوتے تھے: "لَا وَمُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ" (دلوں کو الٹ پلٹ کر دینے والی ذات کی قسم)۔

فوائد:...... ''لَا وَمُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ '' کے شروع میں ''لَا'' گزشتہ کلام کی نفی کے لیے ہے، یا صرف تاکید کے لیے۔

(٥٣٠٨)۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُوْلُ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا قَامَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جب آپ ﷺ کھڑے

(٥٣٠٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٠٧ (انظر: ٨٤٩٣)

(٥٣٠٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٦٢٨ (انظر: ٤٧٨٨)

(٥٣٠٨) تخريج: اسناده ضعيف، هلال والد محمد لا يعرف، أخرجه ابوداود: ٣٢٦٥، ٤٧٧٥، وابن ماجه: ٢٠٩٣، والنسائي: ٨/ ٣٣ (انظر: ٧٧٨٩)

قُمْنَا مَعَهُ فَجَائَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَعْطِنِي يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: فَقَالَ: ((لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)) فَجَذَبَهُ فَخَدَشَهُ قَالَ: فَهَمُّوا بِهِ، قَالَ: ((دَعُوهُ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَعْطَاهُ، قَالَ: وَكَانَتْ يَمِينُهُ أَنْ يَقُولَ: ((لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔)) (مسند أحمد: ۷۸۵۶)

ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے، اتنے میں ایک بدّو آیا اور اس نے کہا: اے محمد! مجھے کچھ دو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اور میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔'' اس نے آپ ﷺ کو کھینچا، جس سے آپ ﷺ کو خراش بھی آ گئی، صحابہ نے اس کے ساتھ کچھ کرنا چاہا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کو کچھ عطا کر دیا، آپ ﷺ کی ان الفاظ میں بھی قسم ہوتی تھی: ''لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ'' (نہیں، اور میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں)۔

فوائد:...... ان الفاظ ''لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ'' کی تقدیری عبارت یوں بنتی ہے: ''لَا، أُقْسِمُ بِاللّٰهِ، وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ''

(۵۳۰۹)۔ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ۔)) (مسند أحمد: ۲۵۹۸۹)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں!''

(۵۳۱۰)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِيْ أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَلَا يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، وَمَاتَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ۸۱۸۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو شخص بھی میرے بارے میں سنے گا، وہ اس امت سے ہو، یا یہودی ہو، یا عیسائی ہو، اور پھر وہ اس حال میں مر جائے کہ میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہ لائے تو وہ جہنمی لوگوں میں سے ہوگا۔''

(۵۳۱۱)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ فِيْ قِصَّةِ آخَرِ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ قَالَ: وَيَبْقٰى رَجُلٌ يُقْبِلُ بِوَجْهِهِ إِلَى النَّارِ فَيَقُوْلُ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مروی ہے، یہ ایک طویل حدیث ہے، جس میں جہنم سے نکلنے والے آخری شخص کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی باقی رہ جائے گا،

(۵۳۰۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۱٦۷٦ (انظر: ۲٥٤۷٥)

(۵۳۱۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۱٥۳ (انظر: ۸۲۰۳)

(۵۳۱۱) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥۷۳، ومسلم: ۱۸۲ (انظر: ۱۰۹۰٦)

أَیْ رَبِّ قَدْ قَشَبَنِی رِیحُهَا وَأَحْرَقَنِی ذَكَاؤُهَا، فَاصْرِفْ وَجْهِی عَنِ النَّارِ، فَلَا یَزَالُ یَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰی یَقُولَ: فَلَعَلِّی إِنْ أَعْطَیْتُكَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَنِی غَیْرَهُ، فَیَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَیْرَهُ، الحدیث۔ (مسند أحمد: ۱۰۹۱۹)

جب وہ اپنا چہرہ آگ کی طرف کرے گا تو کہے گا: اے میرے ربّ! آگ کی مکروہ ہوا نے مجھے تکلیف دی ہے اور اس کے بھڑ کنے نے مجھے جلا دیا ہے، پس تو میرا چہرہ اس سے پھیر دے، پس وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کہے گا: ممکن ہے کہ اگر میں تجھے یہ چیز عطا کر دوں تو تو مجھ سے کسی اور چیز کا سوال شروع کر دے؟ وہ کہے گا: نہیں، تیری عزت کی قسم! میں اس کے علاوہ تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا......۔''

فوائد:...... اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم اٹھائی۔

(۵۳۱۲)۔ وَجَاءَ فِیْ حَدِیْثِ الْإِفْكِ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَامَ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَیٍّ فَقَامَ أُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ، اَلْحَدِیْثَ۔ (مسند أحمد: ۲۶۱۴۱)

طویل حدیث الافک میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابیّ کے سلسلے میں عذرخواہی کی، لیکن سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ کی عمر کی قسم! ہم ضرور ضرور اس کو قتل کریں گے،......۔

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کی عمر کی قسم اٹھانے سے مراد اللہ تعالیٰ کی بقا ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

(۵۳۱۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَّرَ أُسَامَةَ عَلٰی قَوْمٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِی إِمَارَتِهِ فَقَالَ: ((إِنْ تَطْعَنُوا فِی إِمَارَتِهِ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِی إِمَارَةِ أَبِیهِ، وَایْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِیقًا لِلْإِمَارَةِ۔)) الحدیث۔ (مسند أحمد: ۴۷۰۱)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو کچھ لوگوں کا امیر بنایا، لیکن جب لوگوں نے اس کی امارت پر نقد کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اس کی امارت میں طعن کرتے ہو تو تم نے اس کے باپ کی امارت میں بھی طعن کی ہو گی، اللہ کی قسم ہے، بیشک امارت کے لائق ہے۔''

فوائد:...... صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسماء وصفات کی قسم اٹھائی جا سکتی ہے، اس باب میں بعض مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

(۵۳۱۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۸۷۹، ۴۰۲۵، ۴۶۹۰، ومسلم: ۲۷۷۰ (انظر: ۲۵۶۲۳)

(۵۳۱۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۷۳۰، ۴۴۶۹، ۷۱۸۷، ومسلم: ۲۴۲۶ (انظر: ۴۷۰۱)

بَابُ الْإِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِيْنِ وَالتَّوْرِيَةِ وَالرُّجُوعِ إِلَى النِّيَّةِ.
قسم میں استثناء، توریہ اور نیت کا اعتبار کرنے کا بیان

(٥٣١٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ أَيُّوبُ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنٰى فَهُوَ بِالْخِيَارِ، إِنْ شَاءَ أَنْ يَمْضِيَ عَلٰى يَمِينِهِ، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَرْجِعَ غَيْرَ حِنْثٍ أَوْ قَالَ غَيْرَ حَرَجٍ۔)) (مسند أحمد: ٤٥١٠)

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم اٹھائی، لیکن ساتھ ہی استثناء کر لیا تو اس کو اختیار حاصل ہو گا، اگر وہ چاہے تو اپنی قسم کو نافذ کر دے اور چاہے تو قسم کا تقاضا پورا نہ کرے، اس سے اس کی قسم ٹوٹے گی نہیں، یا فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

فوائد:...... استثناء سے مراد ''اِنْ شَاءَ اللّٰهُ'' (اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا) کہنا ہے، ان لفظوں سے صاف ظاہر ہے کہ قسم کھانے والے نے حتمی قسم نہیں کھائی، گویا وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ اگر یہ کام کر سکا تو کرے گا، ورنہ سمجھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا، لہذا یہ کام نہ ہو سکا۔

البتہ وعدہ وغیرہ میں ''اِنْ شَاءَ اللّٰهُ'' کا لفظ وعدہ خلافی کے لیے بہانہ نہیں بنایا جا سکتا، ایسے موقع پر تبرک کا پڑھنا چاہیے، ورنہ وعدے کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔

(٥٣١٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ، إِنْ شَاءَ فَلْيَمْضِ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَتْرُكْ)) (مسند أحمد: ٦١٠٣)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ قسم اٹھاتا ہے اور اِنْ شَاءَ اللّٰهُ کہہ کر اس کو مستثنی کر لیتا ہے، تو اس کو اختیار مل جاتا ہے، چاہے تو قسم کو پورا کر دے اور چاہے تو توڑ دے۔''

(٥٣١٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَدِ اسْتَثْنٰى)) (مسند أحمد: ٤٥٨١)

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم اٹھائی اور ساتھ ہی اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بھی کہہ دیا تو اس نے قسم کا استثناء کر لیا۔''

(٥٣١٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم اٹھائی اور اِنْ شَاءَ اللّٰه بھی کہا تو وہ

(٥٣١٤) اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٣٢٦١، وابن ماجه: ٢١٠٦، والنسائي: ٧/ ٢٥ (انظر: ٤٥١٠)

(٥٣١٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٣١٦) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٣١٧) اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ماجه: ٢١٠٤، والترمذي: ١٥٣٢ (انظر: ٨٠٨٨)

اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ۔)) (مسند أحمد: ٨٠٧٤) حانث نہیں ہوگا۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ جو آدمی اپنی قسم کو اِنْ شَاءَ اللّٰه کے ساتھ مقید کر دیتا ہے، اس کو اس قسم کو پورا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار مل جاتا ہے۔

(٥٣١٨)۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: خَرَجْنَا نُرِيدُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ فَأَخَذَهُ عَدُوٌّ لَهُ، فَتَحَرَّجَ النَّاسُ أَنْ يَحْلِفُوْا وَحَلَفْتُ أَنَّهُ أَخِي فَخَلّٰى عَنْهُ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((أَنْتَ كُنْتَ أَبَرَّهُمْ وَأَصْدَقَهُمْ، صَدَقْتَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ۔)) (مسند أحمد: ١٦٨٤٦)

سیدنا سوید بن حنظلہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم سے ملاقات کرنے کے لیے روانہ ہوئے، ہمارے ساتھ سیدنا وائل بن حجر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ بھی تھے، راستے میں ان کو دشمن نے پکڑ لیا اور لوگوں نے ان کے حق میں قسم اٹھانے میں حرج محسوس کیا، لیکن میں نے قسم اٹھا دی کہ وہ میرا بھائی ہے، اس وجہ سے دشمن نے ان کو رہا کر دیا، جب ہم رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے پاس آئے اور میں نے ساری بات آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کو بتلائی تو آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''تم اِن سب میں بڑھ کر قسم کو پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ سچے ہو، تم نے سچ بولا ہے، کیونکہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔''

فوائد:...... یہ دراصل توریہ کی ایک قسم ہے، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۴۹۴۴)

(٥٣١٩)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَمِيْنُكَ عَلٰى مَا يُصَدِّقُكَ بِهِ صَاحِبُكَ۔)) وَفِیْ لَفْظٍ: ((بِمَا يُصَدِّقُكَ بِهِ صَاحِبُكَ۔)) (مسند أحمد: ٧١١٩)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''تیری قسم اس چیز پر ہے، جس پر تیرا ساتھی تیری تصدیق کر رہا ہو۔''

فوائد:...... جس آدمی کے مطالبے پر قسم اٹھائی جا رہی ہو، اس کے فہم کے مطابق قسم معتبر ہوگی۔ مثال کے طور پر بعض لوگوں اس نیت سے جھوٹی قسم اٹھا لیتے ہیں کہ ان کے دل میں اس چیز کی نفی مراد ہوتی ہے، بظاہر وہ اثبات کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا یہ انداز باطل اور خلافِ شرع ہے اور شرعی تعلیمات کے مطابق یہ کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوں گے، کیونکہ اس معاملے میں اعتبارِ قسم کا مطالبہ کرنے والے پر ہے، نہ کہ قسم اٹھانے والی کی نیت پر۔

یاد رہے کہ جھوٹی قسم اٹھانا کبیرہ گناہ ہے۔

(٥٣١٨) تخريج: صحيح، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ٣٢٥٦، وابن ماجه: ٢١١٩ (انظر: ١٦٧٢٦)

(٥٣١٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٥٣ (انظر: ٧١١٩)

بَابُ التَّغْلِيْظِ فِي الْيَمِيْنِ الْفَاجِرَةِ وَتَعْظِيْمِهَا عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
جھوٹی قسم کے بارے میں سختی کا اور منبر نبوی پر اس قسم کے بڑا جرم ہونے کا بیان

(٥٣٢٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔)) وَقَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ﴾ [آل عمران: ٧٧] (مسند أحمد: ٣٥٧٦)

سیدنا عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمان کا مال ہتھیا لینے کے لیے قسم اٹھائی وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ ...... لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ﴾ ...... ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت کے عوض بیچ ڈالتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور نہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا۔''

(٥٣٢١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَزَادَ قَالَ: فَخَرَجَ الْأَشْعَثُ وَهُوَ يَقْرَؤُهَا، قَالَ: فِيَّ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ، إِنَّ رَجُلًا ادَّعٰى رَكِيًّا لِي فَاخْتَصَمْنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ؟)) فَقُلْتُ: أَمَا إِنَّهُ إِنْ حَلَفَ حَلَفَ فَاجِرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ صَبْرًا يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔)) (مسند أحمد: ٢٢١٨٥)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ یہ الفاظ زائد ہیں: سیدنا اشعث ؓ اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے نکلے اور کہا: یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وہ اس طرح کہ ایک آدمی نے میرے کنویں کا دعوی کر دیا، پس ہم جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تیرے دو گواہ، یا اس کی قسم؟'' میں نے کہا: اگر اس نے قسم اٹھائی تو یہ جھوٹی قسم اٹھائے گا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے اپنے آپ کو کسی کے مال کا مستحق ثابت کرنے کے لیے حاکم کے پاس قسم اٹھائی، وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔''

فوائد:...... ''يَمِيْنُ الصَّبْرِ'': اس جھوٹی قسم کو کہتے ہیں، جو آدمی جان بوجھ کر اٹھاتا ہے اور اس کا ارادہ مسلمان کا مال ہتھیا لینا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو اس قسم پر پابند کرتا ہے یا حاکم، قاضی کے پاس اسے روکا جاتا ہے کیونکہ ''صبر'' کا اصل معنی روکنا ہے۔

(٥٣٢٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٤٤٥، ومسلم: ١٣٨ (انظر: ٣٥٧٦)

(٥٣٢١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول.

(٥٣٢٢)۔ عَنِ ابْنِ عَمِيرَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَدِيٍّ قَالَ: خَاصَمَ رَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ يُقَالُ لَهُ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنُ عَابِسٍ رَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي أَرْضٍ، فَقَضَى عَلَى الْحَضْرَمِيِّ بِالْبَيِّنَةِ فَلَمْ تَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ، فَقَضَى عَلَى امْرِءِ الْقَيْسِ بِالْيَمِينِ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: إِنْ أَمْكَنْتَهُ مِنَ الْيَمِينِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ذَهَبَتْ وَاللّٰهِ أَوْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَرْضِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ أَخِيهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔)) قَالَ رَجَاءٌ: وَتَلَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [آل عمران: ٧٧]، فَقَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ: مَاذَا لِمَنْ تَرَكَهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْجَنَّةُ۔)) قَالَ: فَاشْهَدْ أَنِّي قَدْ تَرَكْتُهَا لَهُ كُلَّهَا (مسند أحمد: ١٧٨٦٨)

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کندہ کے ایک آدمی امرؤ القیس بن عابس کی حضرموت کے ایک باشندے سے کسی زمین کے بارے میں لڑائی ہوگئی، وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے، آپ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ حضرمی گواہی پیش کرے، لیکن اس کے پاس گواہی نہیں تھی، پھر آپ ﷺ نے امرؤ القیس کے بارے میں فیصلہ دیا کہ وہ قسم اٹھائے، حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ نے اس سے قسم لینے کا مطالبہ کیا تو یہ زمین تو چلی جائے گی، جبکہ کعبہ کے ربّ کی قسم ہے کہ یہ میری زمین ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے اپنے بھائی کا مال ہتھیا لینے کے لیے جھوٹی قسم اٹھائی، وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غصے میں ہوگا۔'' رجاء راوی کہتے ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ ...... ''بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت کے عوض بیچ ڈالتے ہیں۔'' امرء القیس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جس نے اس زمین کو چھوڑ دیا، اس کے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے جنت ہوگی۔'' اس نے کہا: تو پھر آپ گواہ بن جائیں کہ میں نے یہ ساری زمین اس کے لیے چھوڑ دی ہے۔

(٥٣٢٣)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: اِخْتَصَمَ رَجُلَانِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند أحمد: ١٩٧٤٣)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو آدمی اپنا جھگڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح کی روایت ذکر کی۔

(٥٣٢٢) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٥٩٩٥، والدارقطني: ٤/ ١٦٦، والبيهقي: ١٠/ ٢٥٤ (انظر: ١٧٧١٦)

(٥٣٢٣) اسناده صحيح، أخرجه ابن ابي شيبة: ٧/ ٣، والبزار: ١٣٥٩، وابويعلى: ٧٢٧٤ (انظر: ١٩٥١٤)

(٥٣٢٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌ﷺ: ((اَلْيَمِيْنُ الْكَاذِبَةُ مُنْفِقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْكَسْبِ۔)) وَفِیْ لَفْظٍ: ((لِلْبَرْكَةِ۔)) (مسند أحمد: ٧٢٠٦)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹی قسم، مال کو تو بیچنے والی ہوتی ہے، لیکن کمائی کی برکت کو مٹا دیتی ہے۔''

فوائد:...... جو آدمی سودا کرتے وقت کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ اسے اس سودے سے کمائی ہوئی دولت کے بارے میں کیا امید ہونی چاہیے؟ اس کا فیصلہ ہر ذی شعور کر سکتا ہے۔

مومن و مسلمان کی توجہ مال و دولت کی کثرت کی طرف مبذول نہیں ہونی چاہیے، بلکہ اس کو حلال مال کی برکت اور اس کے بارے میں شرعی احکام کو مدّ نظر رکھنا چاہیے۔ اسے ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ دولت ڈھلتی چھاؤں ہے، جو اپنی جہتیں بدلتی رہتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے کاروبار کے بجائے پوری کائنات کے رزّاق پر اعتماد کریں اور اس کی منشا کے مطابق رزق تلاش کریں۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ آسمان برکتیں برسائے گا اور زمین خزانے اگل دے گی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے در میں دیر ہوتی ہے، اندھیر نہیں ہوتی۔

(٥٣٢٥)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ‌رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ‌ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰی يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ مَصْبُوْرَةٍ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ بِوَجْهِهِ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) (مسند أحمد: ٢٠١٥٤)

سیدنا عمران بن حصین ‌رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے حاکم کی عدالت میں جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھائی، وہ اپنے چہرے کے لیے آگ سے ٹھکانہ تیار کر لے۔''

(٥٣٢٦)۔ عَنِ ابْنِ سُوْدٍ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ‌ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْيَمِيْنُ الْفَاجِرَةُ الَّتِیْ يَقْتَطِعُ بِهَا الرَّجُلُ مَالَ الْمُسْلِمِ تَعْقِمُ الرَّحِمَ۔)) (مسند أحمد: ٢١٠٢٧)

سیدنا ابن سود ‌رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ‌ﷺ نے فرمایا: ''آدمی جس جھوٹی قسم کے ذریعے مسلمان کے مال کو ہتھیا لیتا ہے، وہ صلہ رحمی اور لوگوں کے مابین نیکی کو کاٹ دیتی ہے۔''

(٥٣٢٧)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ‌ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ يَحْلِفُ عِنْدَ هٰذَا الْمِنْبَرِ عَلٰی

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ‌ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو مرد و زن میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم اٹھائے گا، اگرچہ

(٥٣٢٤) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٠٨٧، ومسلم: ١٦٠٦ (انظر: ٧٢٠٧)

(٥٣٢٥) تخريج: اسناده صحيح علی شرط الشيخين، أخرجه أبوداود: ٣٢٤٢ (انظر: ١٩٩١٢)

(٥٣٢٦) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الرجل الذی روی عنه معمر، أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٢٢/ ٩٥٠ (انظر: ٢٠٧٤٧)

(٥٣٢٧) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٢٣٢٦ (انظر: ٨٣٦٢)

يَمِيْنٍ آثِمَةٍ وَلَوْ عَلٰى سِوَاكٍ رَطْبٍ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ۔)) (مسند أحمد: ٨٣٤٤)

وہ تر مسواک پر قسم اٹھا رہا ہو، اس کے لیے آگ واجب ہو جائے گی۔''

فوائد:...... زیادہ حرمت کو ثابت کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کے منبر کو مخصوص کیا گیا ہے، کیونکہ وہ سب سے زیادہ شرف والی جگہ ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي۔)) ......''میرے گھر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر تو میرے حوض پر ہوگا۔'' (صحیح بخاری: ۷۳۳۵، صحیح مسلم: ۳۱۹۱)

زمان و مکاں کی وجہ سے بعض چیزوں کی حرمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(٥٣٢٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحْلِفُ اَحَدٌ عَلٰى مِنْبَرِيْ كَاذِبًا (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: يَسْتَحِقُّ بِهَا حَقَّ مُسْلِمٍ) اِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ١٤٧٦٢)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے آپ کو کسی مسلمان کے حق کا حقدار ثابت کرنے کے لیے میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم اٹھائے گا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کرے۔''

بَابُ مَنْ حَلَفَ كَاذِبًا وَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ
اس شخص کا بیان جس نے جھوٹی قسم اٹھائی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا

(٥٣٢٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُدَّعِيَ الْبَيِّنَةَ، فَلَمْ يَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ، فَاسْتَحْلَفَ الْمَطْلُوبَ، فَحَلَفَ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ إِلَّا هُوَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكَ قَدْ فَعَلْتَ وَلٰكِنْ غُفِرَ لَكَ بِإِخْلَاصِكَ قَوْلَ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٨٠)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو آدمی جھگڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے مُدّعی سے گواہی کا مطالبہ کیا، لیکن اس کے پاس کوئی گواہ نہ تھا، پھر آپ ﷺ نے مُدّعیٰ علیہ سے قسم اٹھوائی اور اس نے اس اللہ کی قسم اٹھا دی، جس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم تو تو نے جھوٹی اٹھائی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے اس لیے معاف کر دیا ہے کہ تو نے اخلاص کے ساتھ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا ہے۔''

(٥٣٣٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو آدمی اپنا

(٥٣٢٨) تخريج: اسناده قوى، أخرجه أبوداود: ٣٢٤٦، وابن ماجه: ٢٣٢٥ (انظر: ١٤٧٠٦)
(٥٣٢٩) تخريج: صحيح، قاله الالبانى، أخرجه ابوداود: ٣٢٧٥ (انظر: ٢٢٨٠)
(٥٣٣٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٦٩٥)

اخْتَصَمَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلَان فَوَقَعَتِ الْيَمِينُ عَلَى أَحَدِهِمَا، فَحَلَفَ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَا لَهُ عِنْدَهُ شَيْءٌ، قَالَ: فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ كَاذِبٌ إِنَّ لَهُ عِنْدَهُ حَقَّهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ حَقَّهُ وَكَفَّارَةُ يَمِينِهِ مَعْرِفَتُهُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَوْ شَهَادَتُهُ۔ (مسند أحمد: ٢٦٩٥)

جھگڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، فیصلہ میں ایک آدمی کو قسم اٹھانا پڑ گئی، اس نے اس اللہ کی قسم اٹھائی کہ جس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے کہ اس آدمی کی اس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔'' اُدھر جبریل علیہ السلام، آپ ﷺ کے پاس آ گئے اور کہا: یہ آدمی جھوٹا ہے، اس کے پاس اس کا حق ہے، پس آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اس کو اس کا حق ادا کرے اور اس کی قسم کا کفارہ اس کی یہ معرفت یا شہادت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ بسا اوقات آپ ﷺ وحی کی روشنی میں بھی فیصلہ کر لیا کرتے تھے۔ جھوٹی قسم کبیرہ گنا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کا یہ کبیرہ گناہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی معرفت کی برکت کی وجہ سے معاف کر دیا۔

(٥٣٣١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند أحمد: ٥٣٦١)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی قسم کی حدیث روایت کی ہے۔

بَابُ الْأَمْرِ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَالرُّخْصَةِ فِي تَرْكِهِ لِلْعُذْرِ وَمَنْ كَذَّبَ بَصَرَهُ وَصَدَّقَ الْحَالِفَ

قسم اٹھانے والی کی قسم کو پورا کرنے اور عذر کی بنا پر اس کو پورا نہ کرنے کی رخصت کا اور نیز اس شخص کا بیان جو اپنی نظر کو جھٹلا دے اور قسم اٹھانے والے کی تصدیق کرے

(٥٣٣٢)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ صَفْوَانَ، وَكَانَ لَهُ بَلَاءٌ فِي الْإِسْلَامِ حَسَنٌ، وَكَانَ صَدِيقًا لِلْعَبَّاسِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ جَاءَ بِأَبِيهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بَايِعْهُ عَلَى

مجاہد کہتے ہیں: عبد الرحمٰن بن صفوان نامی ایک مہاجر صحابی تھا، اس نے اچھے انداز میں اسلام کی آزمائش کو پورا کیا تھا، یہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا دوست تھا، یہ صحابی فتح مکہ والے دن اپنے باپ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہجرت پر اس کی بیعت لو، آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور فرمایا: ''اب کوئی ہجرت نہیں ہے۔'' وہ آدمی سیدنا عباس رضی اللہ عنہ

(٥٣٣١) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه ما بين ثابت البناني وبين ابن عمر، أخرجه ابويعلى: ٥٦٩٠، والبيهقى: ١٠/ ٣٧، والبزار: ٣٠٦٨(انظر: ٥٣٦١)

(٥٣٣٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف يزيد بن ابى زياد القرشى الهاشمى، أخرجه ابن ماجه: ٢١١٦(انظر: ١٥٥٥١)

الْهِجْرَةِ، فَأَبٰى وَقَالَ: ((إِنَّهَا لَا هِجْرَةَ۔)) فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَبَّاسِ وَهُوَ فِي السِّقَايَةِ، فَقَالَ: يَا أَبَا الْفَضْلِ! أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِأَبِي يُبَايِعُهُ عَلَى الْهِجْرَةِ فَأَبٰى، قَالَ: فَقَامَ الْعَبَّاسُ مَعَهُ وَمَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ عَرَفْتَ مَا بَيْنِي وَبَيْنَ فُلَانٍ وَأَتَاكَ بِأَبِيهِ لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ فَأَبَيْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا لَا هِجْرَةَ۔)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ لَتُبَايِعَنَّهُ، قَالَ: فَبَسَطَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ، قَالَ: فَقَالَ: هَاتِ أَبْرَرْتُ قَسَمَ عَمِّي وَلَا هِجْرَةَ۔ (مسند أحمد: ١٥٦٣٦)

کے پاس چلا گیا، جبکہ وہ زمزم کا پانی پلا رہے تھے، اوران سے کہا: اے ابو الفضل! میں اپنے باپ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تا کہ ہجرت پر ان سے بیعت لیں، لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، ان پر قمیص کی جگہ پر اوڑھی جانے والی چادر بھی نہیں تھی، بہرحال وہ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ میرا فلاں آدمی کے ساتھ کتنا تعلق ہے، وہ اپنے باپ کو لے کر آیا تا کہ آپ ہجرت پر بیعت لیں، لیکن آپ نے انکار کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بات یہ ہے کہ اب کوئی ہجرت نہیں ہے۔'' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ پر قسم اٹھاتا ہوں کہ آپ ضرور ضرور اس سے بیعت لیں گے، پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور فرمایا: ''آجا، بیعت کر لے، میں اپنے چچا کی قسم پوری کر رہا ہوں، ہجرت اب کوئی نہیں ہے۔''

فوائد:...... بہرحال فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا سلسلہ ختم ہو گیا، باقی رہا مسئلہ دار الحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنے کا تو اس کا حکم وجوب کے ساتھ برقرار ہے۔

(٥٣٣٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: أَهْدَتْ إِلَيْهَا امْرَأَةٌ تَمْرًا فِي طَبَقٍ فَأَكَلَتْ بَعْضًا وَبَقِيَ بَعْضٌ، فَقَالَتْ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ إِلَّا أَكَلْتِ بَقِيَّتَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبِرِّيهَا فَإِنَّ الْإِثْمَ عَلَى الْمُحَنِّثِ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٣٤٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ایک خاتون نے ان کی طرف ایک تھال میں کچھ کھجوریں بھیجیں، اس (عائشہ) نے کچھ کھجوریں کھالی اور کچھ بچ گئیں، لیکن اس خاتون نے مجھے کہا: میں تجھ پر قسم اٹھاتی ہوں کہ تو باقی کھجوریں بھی کھائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی قسم کو پورا کر دے، کیونکہ گناہ اس پر ہوتا ہے، جو قسم توڑنے کا سبب بنتا ہے۔''

(٥٣٣٤)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول

(٥٣٣٣) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو الزاهرية لم يسمع من عائشة، أخرجه ابوداود فی "المراسيل": ٣٨٨، والبيهقی: ١٠/ ٤١، والدارقطنی: ٤/ ١٤٢ (انظر: ٢٤٨٣٥)

(٥٣٣٤) تخريج: أخرجه البخاری: ١٢٣٩، ٢٤٤٥، ٥٦٥٠، ومسلم: ٢٠٦٦ (انظر: ١٨٥٠٤)

أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ، قَالَ: فَذَكَرَ مَا أَمَرَهُمْ مِنْ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند أحمد: ١٨٦٩٨)

اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات سے منع کیا، پھر انھوں نے ان امور کا ذکر کیا، جن کا آپ ﷺ نے حکم دیا تھا، ان میں سے بعض امور تھے: مریض کی تیمارداری کرنا، جنازوں کے پیچھے چلنا، چھینکنے والے کو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا، سلام کا جواب دینا اور قسم اٹھانے والے کی قسم پورا کرنا، ......۔

(٥٣٣٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِي حَدِيْثِ رُؤْيَا اَعْبَرَهَا (اَيْ فَسَّرَهَا) اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ اَمَامَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ تَعْبِيرِهَا: اَصَبْتُ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَصَبْتَ وَاَخْطَأْتَ۔)) قَالَ: اَقْسَمْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَتُخْبِرُنِّيْ، فَقَالَ: ((لَا تُقْسِمْ۔)) (مسند أحمد: ٢١١٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، یہ ایک خواب سے متعلقہ حدیث تھی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس کی تعبیر بیان کی اور پھر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں نے درست تعبیر بیان کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے بعض پہلو درست بیان کیے ہیں اور بعض میں غلطی کی ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں قسم اٹھاتا ہوں کہ آپ ضرور ضرور مجھے میری غلطی پر آگاہ کریں گے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم نہ اٹھاؤ۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قسم پوری نہیں کی، حالانکہ آپ ﷺ نے اس طرح کی قسم کو پورا کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ جمع وتطبیق کی یہ صورت ہے کہ کسی مانع اور مصلحت کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس قسم کو پورا نہیں کیا۔

(٥٣٣٦)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ اَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ اَقْسَمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُقْسِمْ۔)) (مسند أحمد: ١٨٩٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ پر قسم اٹھائی، لیکن آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''قسم نہ اٹھاؤ۔''

(٥٣٣٧)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَاٰى عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ علیہ السلام رَجُلًا يَسْرِقُ، فَقَالَ لَهُ عِيْسٰى: سَرَقْتَ؟ قَالَ: كَلَّا وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا اور پھر اس سے کہا: تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے!

(٥٣٣٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٠٠٠، ٧٠٤٦، ومسلم: ٢٢٦٩ (انظر: ٢١١٣)

(٥٣٣٦) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٣٣٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٤٤، ومسلم: ٢٣٦٨ (انظر: ٨١٩٤)

قَالَ عِیْسٰی: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ عَیْنِیْ۔)) (مسند أحمد: ۸۱۳۹) میں ہرگز چوری نہیں کی۔ یہ سن کر عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھ کو جھٹلاتا ہوں۔"

فوائد:...... جب اس آدمی نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا وسیلہ دیتے ہوئے انکار کیا تو عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم کرتے ہوئے اس کی تصدیق کر دی۔

ہماری شریعت کی تعلیمات کے مطابق اگر ایسا مسئلہ پیش آ جاتا ہے تو مُدّعی گواہ پیش کرے گا، وگرنہ مُدّعٰی علیہ قسم اٹھا کر بری ہو جائے گا۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَأٰی خَیْرًا مِنْهَا فَلْیَأْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَلْیُكَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِهٖ

جو آدمی کسی چیز پر قسم اٹھائے، لیکن جب دیکھے کہ زیادہ بہتری دوسری چیز میں ہے تو وہ بہتر چیز کو اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے

فوائد:...... یہ باب پندرہ احادیث پر مشتمل ہے، سب کا مفہوم یہ ہے کہ بندے کو اپنی قسم کا بہانہ بنا کر خیرو بھلائی والے امور سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے، اگر کوئی آدمی کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم اٹھا لیتا ہے، لیکن پھر جب دیکھتا ہے کہ اس کی قسم والا معاملہ زیادہ خیر والا نہیں ہے، تو وہ اپنی قسم توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کرے اور زیادہ خیر والا معاملہ اختیار کرے۔

قسم کا کفارہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَیْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَ احْفَظُوْۤا اَیْمَانَكُمْ﴾ (سورۂ مائدہ: ۸۹) ......"اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا کھلانا ہے اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا ہے یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جس کو (ان تین امور میں سے کسی کی بھی) طاقت نہ ہو تو وہ تین دنوں کے روزے رکھ لے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھا لو اور اپنی قسموں کا خیال رکھو۔"

معلوم ہوا کہ جو آدمی قسم پوری کرنے کے ارادے سے قسم اٹھائے، لیکن بوجوہ پورا نہ کر سکے تو وہ درج ذیل تین امور میں سے ایک سرانجام دے:

ا۔ دس مساکین کو اپنے معیار وحیثیت کے لحاظ سے اوسط درجے کا کھانا کھلانا۔

ب۔ دس مساکین کو لباس مہیا کرنا

ج۔ غلام یا لونڈی آزاد کرنا (فی الحال اس شق پر عمل کرنے کی کوئی صورت نہیں)

اگر کوئی آدمی غربت یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے ان تین شقوں میں سے کسی ایک پر بھی عمل نہ کر سکے تو وہ تین روزے رکھ لے۔ بعض لوگ مذکورہ بالا تین امور کے ساتھ تین روزوں کا تذکرہ کر دیتے ہیں، جو کہ درست نہیں ہے۔ تین

روزوں کی سہولت اس آدمی کے لیے ہے جو بعض وجوہات کی بنا پر پہلے تین امور کو سرانجام نہ دے سکتا ہو۔

ذہن نشین رہنا چاہیے کہ قسم کی تین اقسام ہیں:

۱۔ **لغو:** وہ قسم ہے جو انسان بات بات پر بغیر ارادہ کے عادتاً اٹھاتا رہتا ہے، اس پر کوئی مؤاخذہ اور کفارہ نہیں ہے۔

۲۔ **غموس** (جھوٹی قسم): وہ قسم ہے جو انسان کسی کو دھوکہ اور فریب دینے کے لیے اٹھائے، یہ کبیرہ گناہ ہے اور اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ ایسی قسم اٹھانے والے کو توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ اس گناہ سے باز آجانا چاہیے۔

۳۔ **منعقدہ:** وہ قسم ہے جو انسان اپنی بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے قصداً اٹھاتا ہے، اگر یہ قسم پوری نہ کی جاسکے تو اس کا کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

(٥٣٣٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَاٰى خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِى هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ)) (مسند أحمد: ٦٩٠٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم اٹھائی، لیکن پھر دیکھا کہ بہتری کسی دوسری چیز میں ہے تو وہ بہتر چیز کو اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔''

(٥٣٣٩)۔ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى خَيْرًا مِنْهَا فَكَفَّارَتُهَا تَرْكُهَا۔)) (مسند أحمد: ١١٧٥٠)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی چیز پر قسم اٹھائی، لیکن پھر کسی دوسری چیز میں بہتری محسوس کی تو اس قسم کا کفارہ یہ ہوگا کہ وہ آدمی اس کو ترک کر دے۔''

(٥٣٤٠)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَتَرْكُهَا كَفَّارَتُهَا۔)) (مسند أحمد: ٦٧٣٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی چیز پر قسم اٹھائی، لیکن پھر اس نے دیکھا کہ دوسری چیز اس سے بہتر ہے تو اس پہلی چیز کو نہ کرنا ہی اس قسم کا کفارہ ہوگا۔''

فوائد:...... تمام احادیثِ صحیحہ میں ایسی صورت میں قسم کا کفارہ دینے کا حکم دیا گیا ہے، جیسا امام ابوداود نے یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا: الأحاديث كلها عن النبي ﷺ: ((وليكفر عن يمينه)) الا فيما لا يعبأ به۔ ......تمام احادیث یہی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی اپنی قسم کا کفارہ دے۔'' ماسوائے غیر معتبر روایات کے۔

(٥٣٣٨) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن حبان: ٤٣٤٧ (انظر: ٦٩٠٧)

(٥٣٣٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، ولضعف رواية دراج عن ابى الهيثم (انظر: ١١٧٢٧)

(٥٣٤٠) تخريج: اسناده حسن غير ان قوله "فتركها كفارة" فيه كلام ......، أخرجه ابوداود: ٣٢٧٤، وابن ماجه: ٢١١١ (انظر: ٦٧٣٦)

(٥٣٤١)۔ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ مَالِكِ بْنِ نَضْلَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِلَى مَا تَدْعُو؟ قَالَ: ((إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى الرَّحِمِ۔)) قُلْتُ: يَأْتِينِي الرَّجُلُ مِنْ بَنِي عَمِّي، فَأَحْلِفُ أَنْ لَا أُعْطِيَهُ ثُمَّ أُعْطِيهِ؟ قَالَ: ((فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ عَبْدَانِ أَحَدُهُمَا يُطِيعُكَ وَلَا يَخُونُكَ وَلَا يَكْذِبُكَ وَالْآخَرُ يَخُونُكَ وَيَكْذِبُكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: لَا بَلِ الَّذِي لَا يَخُونُنِي وَلَا يَكْذِبُنِي وَيَصْدُقُنِي الْحَدِيثَ أَحَبُّ إِلَيَّ، قَالَ: ((كَذَاكُمْ أَنْتُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ١٧٣٦٠)

سیدنا مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور صلہ رحمی کی طرف۔'' میں نے کہا: میرا ایک چچازاد میرے پاس آتا ہے اور میں قسم اٹھالیتا ہوں کہ میں اس کو کچھ نہیں دوں گا، پھر میں اس کو کچھ دے دیتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور بہتر چیز کو اختیار کر، تو خود غور کر کہ اگر تیرے دو غلام ہوں، ان میں سے ایک غلام تیری اطاعت کرتا ہو، تجھ سے خیانت نہ کرتا ہو اور نہ تجھ سے جھوٹ بولتا ہو، جبکہ دوسرا غلام خیانت کرتا ہو اور جھوٹ بولتا ہو۔'' میں نے کہا: نہیں، بلکہ وہی جو خیانت نہیں کرتا اور جھوٹ نہیں بولتا اور سچی بات کرتا ہے، وہ مجھے زیادہ پسند ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی اپنے ربّ کے ہاں ایسے ہی ہو۔''

فوائد:...... نسائی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ میرا ایک چچازاد ہے، میں اس کے پاس جا کر اس سے سوال کرتا ہوں، لیکن وہ نہ مجھے کچھ دیتا ہے اور نہ مجھ سے صلہ رحمی کرتا ہے، پھر جب وہ محتاج ہو کر میرے پاس آ کر مجھ سے سوال کرتا ہے، جبکہ میں نے قسم اٹھائی تھی کہ میں نہ اس کو کچھ دوں گا اور نہ اس سے صلہ رحمی کروں گا......۔

ان الفاظ سے زیادہ وضاحت ہو جاتی ہے۔

(٥٣٤٢)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ إِذَا آلَيْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَائْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ)) (مسند أحمد: ٢٠٨٩٢)

سیدنا عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عبد الرحمن بن سمرہ! جب تو کسی چیز پر قسم اٹھا لے اور پھر کسی دوسری چیز کو بہتر خیال کرے تو تو بہتر چیز کو اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔''

(٥٣٤١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائي: ٧/ ١١، وابن ماجه: ٢١٠٩ (انظر: ١٧٢٢٨)

(٥٣٤٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٥٢ (انظر: ٢٠٦١٦)

(٥٣٤٣) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ۔ (مسند أحمد: ١٨٤٤٠)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی چیز پر قسم اٹھا لے، لیکن پھر کسی دوسرے چیز کو بہتر سمجھے تو وہ بہتر چیز کو اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔''

(٥٣٤٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيهِ: قَالَ:: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيَتْرُكْ يَمِينَهُ۔)) (مسند أحمد: ١٨٤٤٦)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم اٹھا لی، لیکن پھر اس نے بہتری کسی اور چیز میں دیکھی تو وہ بہتر چیز کو اختیار کر لے اور اپنی قسم کو چھوڑ دے۔''

(٥٣٤٥)۔ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ وَأَتَاهُ رَجُلٌ يَسْأَلُهُ مِائَةَ دِرْهَمٍ، فَقَالَ: تَسْأَلُنِي مِائَةَ دِرْهَمٍ وَأَنَا ابْنُ حَاتِمٍ وَاللّٰهِ لَا أُعْطِيكَ، ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ ثُمَّ رَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ۔)) (مسند أحمد: ١٨٤٥٤)

تمیم بن طرفہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے ان سے سو درہموں کا سوال کیا، انھوں نے کہا: تو مجھ سے سو درہم کا سوال کرتا ہے، جبکہ میں حاتم کا بیٹا ہوں، اللہ کی قسم! میں تجھ کو نہیں دوں گا، لیکن پھر انھوں نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ ''جو قسم اٹھا لے، لیکن پھر کسی اور چیز میں بہتری محسوس کرنے لگے تو وہ بہتر چیز کو اختیار کر لے۔'' (تو میں تجھے کچھ نہ دیتا، پھر اس کو چار سو درہم دے دیئے)

(٥٣٤٦)۔ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسٰى فَقَدَّمَ فِي طَعَامِهِ لَحْمَ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مَوْلًى فَلَمْ يَدْنُ قَالَ لَهُ

زہدم جرمی کہتے ہیں: ہم سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے مرغی کا گوشت پیش کیا، بنو تیم اللہ قبیلے کا ایک آدمی بھی وہاں موجود تھا، اس کا رنگ سرخ تھا اور ایسے لگ رہا تھا کہ وہ غلام ہے، وہ اس کھانے کے قریب نہ آیا، سیدنا

(٥٣٤٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٥١ (انظر: ١٨٢٥١)

(٥٣٤٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٣٤٥) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٣٤٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٢١، ومسلم: ١٦٤٩ (انظر: ١٩٥٩١)

أَبُو مُوسَى: ادْنُ فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهُ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا أَطْعَمَهُ أَبَدًا، فَقَالَ: ادْنُ أُخْبِرْكَ عَنْ ذٰلِكَ، إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنْ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ، قَالَ أَيُّوبُ: أَحْسِبُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ، فَقَالَ: ((لَا وَاللّٰهِ مَا أَحْمِلُكُمْ، وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ۔)) فَانْطَلَقْنَا فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِنَهْبِ إِبِلٍ، فَقَالَ: ((أَيْنَ هٰؤُلَاءِ الْأَشْعَرِيُّونَ؟)) فَأَتَيْنَا فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَانْدَفَعْنَا، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ، فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْنَا فَحَمَلَنَا، فَقُلْتُ: نَسِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمِينَهُ، وَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمِينَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا، ارْجِعُوا بِنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلْنُذَكِّرْهُ يَمِينَهُ، فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا، فَعَرَفْنَا أَوْ ظَنَنَّا أَنَّكَ نَسِيتَ يَمِينَكَ، فَقَالَ ﷺ: ((انْطَلِقُوا فَإِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ، فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا۔)) (مسند أحمد: ١٩٨٢٠)

ابوموسی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: قریب آ جا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے، اس نے کہا: میں نے اس کو ایک ایسی چیز کھاتے ہوئے دیکھا کہ اس وجہ سے میں اس سے گھن محسوس کی اور قسم اٹھالی کہ میں اس کو کبھی بھی نہیں کھاؤں گا، انھوں نے کہا: قریب ہو جا، میں تجھے اس کے بارے میں بھی خبر دیتا ہوں، میں اشعریوں کے ایک گروہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، ہم آپ ﷺ سے سواریوں کا سوال کرنے آئے تھے اور اس وقت آپ ﷺ زکوۃ کے اونٹ تقسیم کر رہے تھے، ایوب راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ غصے میں تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، اللہ کی قسم! میں تم کو سواریاں نہیں دوں گا، اور نہ میرے پاس اب سواریاں ہیں۔" سو ہم واپس چلے گئے، پھر جب رسول اللہ ﷺ کے پاس مالِ غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: "وہ اشعری لوگ کہاں ہیں؟" پس ہم آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور آپ ﷺ ہمارے لیے سفید کوہانوں والے پانچ اونٹوں کا حکم دیا، ہم وہ لے کر واپس چلے گئے، میں (ابوموسی) نے اپنے ساتھیوں سے کہا: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سواریاں مانگنے کے لیے آئے تھے تو آپ ﷺ نے قسم اٹھائی تھی کہ آپ ہمیں سواریاں نہیں دیں گے، لیکن پھر آپ ﷺ نے ہم کو پیغام بھیج کر بلا لیا اور ہمیں سواریاں دے دیں، میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اپنی قسم کے بارے میں بھول گئے ہیں، اللہ کی قسم! اگر ہم نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی قسم سے غافل کر دیا تو ہم کبھی بھی کامیاب نہیں ہوں گے، لے جاؤ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرف، تاکہ ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی قسم یاد کرائیں، پس ہم لوٹ آئے اور ہم نے کہا: اے اللہ

کے رسول! ہم سواریوں کا مطالبہ کرنے کے لیے آپ کے پاس آئے تھے، لیکن آپ نے قسم اٹھا لی تھی کہ آپ ہمیں سواریاں نہیں دیں گے، پھر آپ ﷺ نے ہمیں سواریاں دے دیں، اب ہمیں یہ گمان ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی قسم کے بارے میں بھول گئے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلے جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تم کو سواریاں دی ہیں، رہا مسئلہ میرا تو اللہ کی قسم ہے کہ ان شاء اللہ میں جب بھی قسم اٹھاتا ہوں اور پھر کسی اور چیز کو بہتر محسوس کرتا ہوں تو میں وہی اختیار کرتا ہوں اور اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔''

فوائد:...... آپ ﷺ نے ان لوگوں کے سوال کا جو جواب دیا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سواریاں دی ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو دی ہیں، اگر اللہ تعالیٰ نہ دیتا تو آپ ﷺ نے بھی نہیں دینی تھیں۔

(٥٣٤٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيهِ: ((إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي۔)) أَوْ قَالَ: ((إِنِّي كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ۔)) (مسند أحمد: ١٩٧٨٧)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''مگر میں اسی چیز کو اختیار کرتا ہوں، جو بہتر ہوتی ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔'' یا فرمایا: ''بیشک میں اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور بہتر چیز کو اختیار کر لیتا ہوں۔''

(٥٣٤٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَبَا مُوسَى اسْتَحْمَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَوَافَقَ مِنْهُ شُغْلًا، فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكَ۔)) فَلَمَّا قَفَّى دَعَاهُ فَحَمَلَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ تَحْمِلَنِي؟ قَالَ: ((فَأَنَا أَحْلِفُ لَأَحْمِلَنَّكَ۔)) (مسند أحمد: ١٢٠٧٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سواری کا سوال کیا، لیکن آپ ﷺ کو مصروف پایا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تم کو سواریاں نہیں دوں گا۔'' جب وہ جانے لگے تو آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور سواری دے دی، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ آپ مجھے سواری نہیں دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس میں قسم اٹھاتا ہوں کہ تم کو

(٥٣٤٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٣٤٨) اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه البزار ١٣٤٤، وابويعلى: ٣٨٣٥(انظر: ١٢٠٥٦)

ضرور ضرور سواری دوں گا۔''

(٥٣٤٩)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى خَيْرًا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَفْعَلِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ۔)) (مسند أحمد: ٨٧١٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایک چیز پر قسم اٹھائی، لیکن بعد میں کسی اور چیز میں خیر دیکھی تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرے جو بہتر ہے۔''

(٥٣٥٠)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((اِذَا اسْتَلْجَجَ اَحَدُكُمْ بِالْيَمِيْنِ فِيْ اَهْلِهٖ فَاِنَّهٗ آثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ الَّتِيْ اَمَرَ بِهَا۔)) (مسند أحمد: ٧٧٢٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے اہل کے معاملے میں کوئی قسم اٹھائے اور (بزعم خود) سچا بنتا پھرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت گنہگار ہو گا، اس کفارہ سے جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا۔''

(٥٣٥١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! لَأَنْ يَلَجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِيْ أَهْلِهٖ آثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِيْ فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٨١٩٣)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! جب کوئی آدمی اپنے اہل کے معاملہ میں کوئی قسم اٹھاتا ہے اور (اس قسم کے بہانے اڑا رہتا ہے) تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے زیادہ گنہگار ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہوا کفارہ ادا کر دے۔''

فوائد: حافظ ابن حجر نے کہا: ''آثم'' کا معنی ''اشدّ تأثیما'' ہے ......۔ اس حدیث کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی اپنے اہل و عیال سے متعلقہ ایسی قسم اٹھاتا ہے کہ اس کو پورا کرنے کی صورت میں ان کو تکلیف ہوتی ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ اس قسم کو توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے۔ اگر وہ کہے کہ وہ گناہ سے بچنے کے لیے قسم نہیں توڑے گا، تو وہ گنہگار ہوگا، بلکہ اس کا ایسی قسم پر برقرار رہنے اور اپنے اہل کے لیے تکلیف کا باعث بننے کا گناہ قسم توڑنے سے زیادہ ہوگا ...... بیضاوی نے کہا: اس حدیث کا مرادی معنی یہ ہے کہ جب آدمی اپنے اہل سے متعلقہ امور میں قسم اٹھاتا ہے اور پھر اس پر ڈٹ جاتا ہے (اور یہ نہیں دیکھتا کہ اس کے اہل کو اس قسم کی وجہ سے کتنی تکلیف ہو رہی ہے تو) اس کا یہ گناہ قسم توڑنے کے گناہ سے زیادہ ہوگا، کیونکہ اس نے اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نام کو حیلہ بنا لیا ہے، حالانکہ اس سے منع کیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ١١/ ٦٣٧)

اس ضمن میں درج ذیل حدیث بھی ذہن نشین کر لیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٥٣٤٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٥٠ (انظر: ٨٧٣٤)

(٥٣٥٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٦٢٥، ومسلم: ١٦٥٥ (انظر: ٧٧٤٣)

(٥٣٥١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

فرمایا: ((مَنِ اسْتَلَجَّ فِي اَهْلِهِ بِيَمِيْنٍ فَهُوَ اَعْظَمُ اِثْمًا ، لِيَبَرَّ ۔)) يَعْنِي الْكَفَّارَةَ۔ (صحيح بخاری: ٦٦٢٦)...... ''جب آدمی اپنے اہل کے معاملے میں کوئی قسم اٹھائے اور (بزعم خود) سچا بنتا پھرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت گنہگار ہوگا، اسے چاہیے کہ وہ نیکی کرے۔'' یعنی کفارہ ادا کرے۔ حافظ ابن حجر نے کہا: ایسے آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز آجائے اور قسم توڑ دے، جب وہ اس کا کفارہ ادا کرے گا تو اسے نیکی ملے گی۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۶۳۸)

قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کیا جائے یا قسم توڑنے کے بعد؟ نبی کریم ﷺ کی قولی احادیث سے دونوں باتیں ثابت ہوتی ہے، جمہور اہل علم اسی چیز کے قائل ہیں، البتہ احناف کی رائے کے مطابق قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ لیکن جب قسم توڑنے کی نیت کر لی ہے تو پہلے بھی کفارہ ادا کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ الْيَمِيْنِ فِيْ قَطِيْعَةِ الرَّحِمِ وَمَا لَا يَمْلِكُ
قطع رحمی اور غیر ملکیتی چیز کے بارے میں قسم اٹھا لینے کا بیان

(٥٣٥٢)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا نَذْرَ إِلَّا فِيمَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ، وَلَا يَمِينَ فِي قَطِيعَةِ رَحِمٍ۔)) (مسند أحمد: ٦٧٣٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر صرف اس چیز میں ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو تلاش کیا جائے اور قطع رحمی میں کوئی قسم نہیں ہے۔''

فوائد:...... یعنی قطع رحمی کے لیے اٹھائی ہوئی قسم کو پورا نہیں کیا جائے گا۔ آدمی قسم اور نذر کے ذریعے ایسی چیز کو اپنے حق میں فرض کرے، جس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو، مثلا نماز پڑھنا، ذکر کرنا، روزے رکھنا اور صدقہ کرنا، وغیرہ۔

(٥٣٥٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا نَذْرَ لِابْنِ آدَمَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا عِتْقَ لِابْنِ آدَمَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا طَلَاقَ لَهُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا يَمِينَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ۔)) (مسند أحمد: ٦٧٨٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم جس چیز کا مالک نہ ہو، اس کے لیے اس میں کوئی نذر نہیں، ابن آدم کے لیے اس کی کوئی آزادی نہیں، جس کا وہ مالک نہ ہو، اس میں اس کی کوئی طلاق نہیں، جس کا وہ مالک نہ ہو اور اس چیز میں کوئی قسم نہیں، جس کا وہ مالک نہ ہو۔''

فوائد:...... یعنی ایسی قسم کو پورا کرنا لازمی نہیں ہوگا، البتہ جمہور اہل علم کی رائے کے مطابق اس کو کفارۂ قسم ادا کرنا پڑے گا۔

(٥٣٥٢) تخريج: حديث حسن ، أخرجه أبو داود: ٣٢٧٣ (انظر: ٦٧٣٢)

(٥٣٥٣) تخريج: اسناده حسن ، أخرجه ابو داود: ٢١٩٠ ، والنسائي: ٧/ ٢٨٨ (انظر: ٦٧٨٠)

اَبْوَابُ النَّذْرِ
نذر کے ابواب

نذر: لغوی معنی: نذر، منت۔

اصطلاحی تعریف: کسی خیر کے کام کو سرانجام دینے کا اللہ تعالیٰ سے عہد کر لینا نذر کہلاتا ہے، اس طرح سے غیر واجب کام واجب ہو جاتا ہے، اگر اس کو پورا نہ کیا جائے تو قسم والا کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

بَابُ النَّذْرِ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَوُجُوْبِ الْوَفَاءِ بِهِ سَوَاءٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ
اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مانی گئی نذر کا اور اس کو پورا کرنے کے وجوب کا بیان، وہ جاہلیت میں مانی گئی ہو یا اسلام میں

(٥٣٥٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷞، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ جَلَّ وَعَزَّ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ جَلَّ وَعَزَّ فَلَا يَعْصِهِ)) (مسند أحمد: ٢٤٥٧٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی نذر مانی تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی نذر مانی تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔''

فوائد:...... نافرمانی ہر حال میں بہت بری ہے اور نذر مان کر نافرمانی کرنا مزید قبیح ہے، نذر ماننے سے کوئی برائی نیکی نہیں بن سکتی، لہٰذا نذر کے بہانے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا جائز نہ ہو گا، بلکہ مزید گناہ ہو گا، اس لیے نافرمانی کی نذر پوری نہ کی جائے، بلکہ اس کا کفارہ دے دیا جائے۔

(٥٣٥٥)۔ عَنْ عَلِيٍّ ﷛ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں نے اپنی اونٹنی کو نحر کرنے کی اور

(٥٣٥٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٦٩٦، ٦٧٠٠ (انظر: ٢٤٠٧٥)

(٥٣٥٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي، وعلي بن حسين لم يدرك جده علي بن ابي طالب (انظر: ٦٨٨)

نَاقَتِي وَكَيْتَ وَكَيْتَ ، قَالَ: ((أَمَّا نَاقَتُكَ فَانْحَرْهَا ، وَأَمَّا كَيْتَ وَكَيْتَ فَمِنْ الشَّيْطَانِ۔)) (مسند أحمد: ٦٨٨)

ایسی ایسی چیزوں کی نذر مانی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''رہا مسئلہ تیری اونٹنی کا تو اس کو تو نحر کر دے اور رہا مسئلہ ایسی ایسی چیزوں کا تو وہ شیطان کی طرف سے ہیں۔''

فوائد:...... ممکن ہے کہ ''ایسی ایسی چیزوں'' سے مراد معصیت پر مشتمل کوئی نذر ہو یا ایسی نذر ہو جس کا ذکر کرنا مناسب نہ ہو، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو شیطان کی طرف منسوب کیا۔

(٥٣٥٦)۔ عَنْ عُمَرَ ؓ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لَيْلَةً ، فَقَالَ لَهُ: ((فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٥)

سیدنا عمر ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں دورِ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نذر کو پورا کرو۔''

فوائد:...... اعتکاف کے لیے نہ ماہِ رمضان ضروری ہے، نہ زیادہ ایام، اعتکاف کی درج ذیل تعریف پر غور کریں:

لغوی تعریف: بند رہنا، رکے رہنا اور کسی چیز کو لازم پکڑ لینا

اصطلاحی تعریف: کسی آدمی کا تمام دنیاوی معاملات ترک کر کے عبادت کی نیت سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے مسجد میں ٹھہرنا۔

اعتکاف کے لیے محل کو خاص کیا گیا ہے کہ وہ مسجد میں ہونا چاہیے، وقت اور مدت کا تعین انسان نے خود کرنا ہے۔

(٥٣٥٧)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنِ ابْنَةِ كَرْدَمَةَ عَنْ أَبِيهَا ، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ ثَلَاثَةً مِنْ إِبِلِي ، فَقَالَ: ((إِنْ كَانَ عَلَى جَمْعٍ مِنْ جَمْعِ الْجَاهِلِيَّةِ ، أَوْ عَلَى عِيدٍ مِنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ ، أَوْ عَلَى وَثَنٍ فَلَا ، وَإِنْ كَانَ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ فَاقْضِ نَذْرَكَ۔)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ عَلَى أُمِّ هٰذِهِ الْجَارِيَةِ مَشْيًا أَفَتَمْشِي عَنْهَا ، قَالَ: ((نَعَمْ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٥٨٣)

بنت کردمہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ نے یہ سوال کیا: میں نے تین اونٹ نحر کرنے کی نذر مانی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نذر کا تعلق جاہلیت کے کسی اکٹھ یا جاہلیت کی کسی عید کی مناسبت سے ہے یا کسی بت پر ہے تو اس کو پورا نہیں کیا جائے گا، اگر ان تین امور کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے ہے تو تو اپنی نذر پوری کر۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس لڑکی کی ماں پر پیدل چلنے کی نذر ہے، کیا یہ لڑکی اس کی طرف سے چل سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

(٥٣٥٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٤٢ ، ومسلم: ١٦٥٦ (انظر: ٢٥٥)

(٥٣٥٧) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه ، عمرو بن شعيب لم يسمع من ابنة كردمة ، أخرجه ابوداود: ٣٣١٥ (انظر: ٢٣١٩٦)

فوائد:...... جاہلیت کے اکٹھ سے مراد لوگوں کا جاہلیت کے رسم و رواج کے مطابق لہو ولعب کا اہتمام کرنا ہے، بت اور جاہلیت کی عید کے بارے میں مسئلہ ایسے ہی ہے۔

اگر چلنے کا تعلق ان امور سے ہو، جن کو اسلام نے برقرار رکھا تو اس نذر کو پورا کیا جائے گا۔

(٥٣٥٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مِقْسَمٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي سَارَةُ بِنْتُ مِقْسَمٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ كَرْدَمٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَذْبَحَ عَدَدًا مِنَ الْغَنَمِ، قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: خَمْسِيْنَ شَاةً عَلٰى رَأْسِ بُوَانَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ عَلَيْهَا مِنْ هٰذِهِ الْأَوْثَانِ شَيْءٌ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَأَوْفِ لِلّٰهِ بِمَا نَذَرْتَ لَهُ۔)) قَالَتْ: فَجَمَعَهَا أَبِي فَجَعَلَ يَذْبَحُهَا وَانْفَلَتَتْ مِنْهُ شَاةٌ فَطَلَبَهَا وَهُوَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ أَوْفِ عَنِّي بِنَذْرِي حَتّٰى أَخَذَهَا فَذَبَحَهَا۔ (مسند أحمد: ٢٧٦٠٤)

سیدنا کردم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ میں نے بوانہ مقام پر پچاس بکریاں ذبح کرنے کی نذر مانی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہاں ان بتوں میں سے کوئی بت ہے؟'' میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم نے اللہ تعالیٰ کے لیے جو نذر مانی ہے، اس کو اس کے لیے پورا کرو۔'' پس انھوں نے بکریاں جمع کر کے ان کو ذبح کرنا شروع کیا، ایک بکری بھاگ گئی، وہ اس کو پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے دوڑنے لگے اور اس دوران وہ یہ کہہ رہے تھے: اے اللہ! میری نذر پوری کر دے، یہاں تک کہ انھوں نے اس کو پکڑ لیا اور ذبح کر دیا۔

(٥٣٥٩)۔ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ كَرْدَمٍ، عَنْ أَبِيْهَا كَرْدَمِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَذْرٍ نُذِرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلِوَثَنٍ أَوْ لِنُصُبٍ؟۔)) قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، قَالَ: ((فَأَوْفِ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، مَا جَعَلْتَ لَهُ انْحَرْ عَلٰى بُوَانَةَ وَأَوْفِ بِنَذْرِكَ۔)) (مسند أحمد: ١٥٥٣٥)

سیدنا کردم بن سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے جاہلیت میں مانی گئی نذر کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا وہ کسی بت یا پتھر کے لیے تو نہیں تھی؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں، بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کرو، جو کچھ تم نے مقرر کیا ہے، اس کو بوانہ پر نحر کرو اور اس طرح اپنی نذر پوری کرو۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنے کی نذر قابل تعریف ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محمود نذر کے

(٥٣٥٨) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ٣٣١٤، وابن ماجه (انظر: ٢٧٠٦٤)
(٥٣٥٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه بنحوه ابن ماجه: ٢١٣١ (انظر: ١٥٤٥٦)

لیے مقام کا تعین کیا جا سکتا ہے، لیکن وہ کوئی ایسی جگہ نہ ہو جس سے مشرکوں سے کوئی مشابہت لازم آتی ہو۔
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذبح کے لیے خانقاہوں، درباروں، مزاروں اور بت خانوں کا تعین کرنا ناجائز ہے، کیونکہ عام طور پر ان مقامات میں شرک و بدعت کا ارتکاب کیا جاتا ہے، بالخصوص میلوں اور عرسوں کے موقعوں پر۔
امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: فقہ الحدیث یہ ہے کہ معصیت والی نذر پوری کرنا حرام ہے، جس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر ایسے محل میں پوری کی جائے، جہاں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا جاتا ہو یا وہاں کافر لوگ کوئی عید مناتے ہوں۔ امام ابن تیمیہ نے (الاقتضاء) میں اس موضوع پر بہت مفصل، عمدہ، بے مثال اور انتہائی اہم بحث کی ہے۔ (صحیحہ: ۲۸۷۲)

(۵۳۶۰)۔ عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَمَةً سَوْدَاءَ أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ رَجَعَ مِنْ بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا أَنْ أَضْرِبَ عِنْدَكَ بِالدُّفِّ، قَالَ: ((إِنْ كُنْتِ فَعَلْتِ فَافْعَلِي، وَإِنْ كُنْتِ لَمْ تَفْعَلِي فَلَا تَفْعَلِي۔)) فَضَرَبَتْ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، وَدَخَلَ غَيْرُهُ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ قَالَ: فَجَعَلَتْ دُفَّهَا خَلْفَهَا وَهِيَ مُقَنَّعَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَفْرَقُ مِنْكَ يَا عُمَرُ! أَنَا جَالِسٌ هَاهُنَا وَدَخَلَ هٰؤُلَاءِ فَلَمَّا أَنْ دَخَلْتَ فَعَلَتْ مَا فَعَلَتْ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۳۷۷)

عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ایک غزوے سے واپس آئے تو سیاہ رنگ کی ایک لونڈی آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فاتح لوٹایا تو میں آپ کے پاس دف بجاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نذر مانی ہے تو ٹھیک ہے (دف بجا لے)، وگرنہ نہیں۔'' اس نے دف بجانا شروع کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، وہ بجاتی رہی، دوسرے صحابہ آئے، وہ اسی حالت پر رہی۔ لیکن جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے دف چھپانے کے لیے اسے اپنے نیچے رکھ دیا اور دوپٹا اوڑھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! شیطان تجھ سے ڈرتا ہے۔ میں اور یہ لوگ یہاں بیٹھے تھے (یہ دف بجاتی رہی) لیکن جب تم داخل ہوئے تو اس نے ایسے ایسے کر دیا۔''

فوائد:...... اگرچہ اس موقع پر اس لونڈی کا دف بجانا جائز تھا، تبھی تو نبی کریم ﷺ نے اجازت دی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعب اور ہیبت تھی، جس کا رسول اللہ ﷺ بھی لحاظ کرتے تھے۔
شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی وجہ سے بعض لوگ اشکال میں پڑ گئے ہیں اور وہ یہ کہ نکاح اور عید کے علاوہ دف بجانا معصیت اور نافرمانی کا کام ہے اور نافرمانی پر مشتمل نذر ماننا بھی ناجائز ہے اور اس کو پورا کرنا بھی ناجائز ہے، لیکن اس موقع پر اجازت کیوں دی گئی؟

(۵۳۶۰) تخريج: اسناده قوي، أخرجه الترمذي: ۳۶۹۰ (انظر: ۲۲۹۸۹)

مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کی نذر کا تعلق اس خوشی سے تھا، جو غزوے سے نبی کریم ﷺ کے فاتح لوٹنے سے نصیب ہوئی تھی، اس لیے اسے اس خوشی کے موقع پر دف بجانے کی اجازت دے دی گئی، لیکن یہ چیز آپ ﷺ کی فتح کے ساتھ مخصوص رہنی چاہیے، اس گنجائش کا مطلب یہ نہیں کہ تمام خوشیوں کے موقعوں پر دف بجانے کی رخصت دے دی جائے، کیونکہ کوئی خوشی بھی آپ ﷺ کے فاتح لوٹنے کی خوشی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دوسری بات یہ ہے عام شرعی دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیقی کے آلات اور دف وغیرہ کا استعمال حرام ہے، مگر وہ صورتیں جن میں دف کی اجازت دی گئی۔ (صحیحہ:۱۶۰۹)

امام البانی رحمہ اللہ نے دوسرے مقام پر فرمایا: یہ بات تو معروف ہے کہ دف، موسیقی اور ساز کے ان آلات میں سے ہے، جو شریعتِ اسلامیہ میں حرام ہیں اور فقہائے اربعہ سمیت بڑے بڑے ائمہ اس کی حرمت پر متفق ہیں، اس موضوع پر صحیح احادیث پائی جاتی ہیں، البتہ شادی بیاہ اور عیدین کے موقع پر صرف دُفّ بجانے کی اجازت دی گئی ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو دف بجانے کی نذر پوری کرنے کی اجازت کیوں دی، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مانی گئی نذر پوری نہیں کی جاتی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس نذر کا تعلق اس خوشی سے تھے، جو اس کو نبی کریم ﷺ کے فاتح اور سالم لوٹنے سے نصیب ہوئی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس کو شادی اور عیدین کے موقع پر بجائے جانے والے دف کا حکم دیا، اور بلاشک وشبہ آپ ﷺ کا غزوہ سے کامیابی و کامرانی کے ساتھ لوٹنے کی خوشی اتنی بڑی ہے کہ اس کو شادی اور عید کی خوشی پر بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لیے اس حکم کو آپ ﷺ کے ساتھ خاص سمجھا جائے گا اور کسی دوسرے کے معاملے کو اس پر قیاس نہیں کیا جائے گا، کیونکہ یہ لوہاروں کو فرشتوں پر قیاس کرنے والی بات ہوگی۔

امام خطابی نے (معالم السنن) میں اور علامہ صدیق حسن خان نے (الروضۃ الندیۃ: ۲/ ۱۷۷۔ ۱۷۸) میں جمع و تطبیق کی یہی صورت ذکر کی۔ (صحیحہ:۲۲۶۱)

بَابُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ

اس نذر کو پورا کرنا نہیں ہے، جو معصیت میں ہو یا ایسی چیز میں ہو جو ابن آدم کی ملکیت میں نہ ہو

(۵۳۶۱)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتِ الْعَضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِيْ عَقِيْلٍ، وَكَانَتْ مِنْ سَوَابِقِ الْحَاجِّ، فَأُسِرَ الرَّجُلُ وَأُخِذَتِ الْعَضْبَاءُ مَعَهُ...... الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ: وَحَبَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَضْبَاءَ لِرَحْلِهِ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عضباء اونٹنی، بنو عقیل قبیلے کے آدمی کی تھی اور وہ حاجیوں کے قافلے سے آگے گزر جانے والی اونٹنی تھی، جب یہ بندہ قیدی ہو گیا اور اس کی اونٹنی پکڑ لی گئی،......الحدیث، آگے چل کر اس حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے اس عضباء اونٹنی کو اپنی سواری کے لیے

(۵۳۶۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۱٦٤۱ (انظر: ۱۹۸٦۳)

قَالَ: ثُمَّ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ أَغَارُوْا عَلَى سَرْحِ الْمَدِينَةِ، فَذَهَبُوا بِهَا وَكَانَتِ الْعَضْبَاءُ فِيهِ، قَالَ: وَأَسَرُوا امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: فَكَانُوا إِذَا نَزَلُوا أَرَاحُوا إِبِلَهُمْ بِأَفْنِيَتِهِمْ، قَالَ: فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ ذَاتَ لَيْلَةٍ بَعْدَمَا نَوَّمُوا فَجَعَلَتْ كُلَّمَا أَتَتْ عَلَى بَعِيرٍ رَغَا حَتّٰى أَتَتْ عَلَى الْعَضْبَاءِ، فَأَتَتْ عَلَى نَاقَةٍ ذَلُولٍ مُجَرَّسَةٍ فَرَكِبَتْهَا ثُمَّ وَجَّهَتْهَا قِبَلَ الْمَدِينَةِ، قَالَ: وَنَذَرَتْ إِنِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْجَاهَا عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا، فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ عُرِفَتِ النَّاقَةُ فَقِيلَ نَاقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِنَذْرِهَا أَوْ أَتَتْهُ فَأَخْبَرَتْهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِئْسَمَا جَزَتْهَا أَوْ بِئْسَمَا جَزَيْتِيهَا، إِنِ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنْجَاهَا عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا۔)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۱۰۳)

روک لیا، پھر جب مشرکوں نے مدینہ کے مویشیوں کو لوٹا تو ان میں یہ اونٹنی بھی تھی، انھوں نے ایک خاتون کو بھی قیدی کر لیا تھا، جب وہ راستے میں پڑاؤ ڈالتے تو اپنے اونٹوں کو اپنے صحنوں میں بٹھا دیتے، ایک رات کو ان کے سو چکنے کے بعد وہ خاتون اٹھ کر چل پڑی، جب وہ کسی اونٹ کے پاس آتی تو وہ آواز نکالتا، یہاں تک کہ وہ عضباء اونٹنی تک آ پہنچی، یہ ایک مطیع اور سدھائی ہوئی اونٹنی تھی، وہ اس پر سواری ہوئی اور اس کو مدینہ کی طرف متوجہ کیا اور اس نے یہ نذر بھی مان لی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو نجات دی تو وہ اس اونٹنی کو نحر کرے گی، جب وہ مدینہ پہنچی تو اس اونٹنی کو پہچان لیا گیا اور کہا جانے لگا: یہ تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی ہے، جب نبی کریم ﷺ کو اس کی نذر کا بتلایا گیا، یا جب وہ خاتون آپ ﷺ کے پاس آئی اور اپنی نذر کے بارے میں بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو اس اونٹنی کو برا بدلہ دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اس کے ذریعے نجات دلا رہا ہے اور یہ اس کو نحر کرنے کی نذر مان رہی ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نذر کو پورا کرنا نہیں ہے، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مانی گئی ہو اور جس کا آدمی مالک ہی نہ ہو۔''

فوائد:...... ''اس نذر کو پورا کرنا نہیں ہے، جس کا آدمی مالک نہ ہو۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی ایسی معین چیز کی نذر مانے، جس کا وہ مالک ہی نہ ہو، مثلا وہ یوں کہے: اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفا دی تو میں فلاں آدمی کے غلام کو آزاد کروں گا یا فلاں آدمی کے کپڑوں یا گھر کا صدقہ کروں گا۔

لیکن اگر وہ اپنے ذمے ایسی چیز لے لیتا ہے، جس کا وہ مالک ہے، تو اس کی نذر صحیح ہو گی، مثلا وہ یوں کہے: اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفا دے دی تو میں ایک گردن آزاد کروں گا، جبکہ وہ اس وقت کسی گردن یا اس کی قیمت کا مالک ہو، اب جب اس کا مریض شفایاب ہو جائے گا تو اس کو یہ نذر پوری کرنی پڑے گی۔

(٥٣٦٢)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا يُونُسُ قَالَ: نُبِّئْتُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ جَاءَ إِلَى الْحَسَنِ فَقَالَ: إِنَّ غُلَامًا لِي أَبَقَ فَنَذَرْتُ إِنْ أَنَا عَايَنْتُهُ أَنْ أَقْطَعَ يَدَهُ، فَقَدْ جَاءَ فَهُوَ الْآنَ بِالْجِسْرِ، قَالَ: فَقَالَ الْحَسَنُ: لَا تَقْطَعْ يَدَهُ، وَحَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: إِنَّ عَبْدًا لِي أَبَقَ وَإِنِّي نَذَرْتُ إِنْ أَنَا عَايَنْتُهُ أَنْ أَقْطَعَ يَدَهُ، قَالَ: فَلَا تَقْطَعْ يَدَهُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَؤُمُّ فِينَا أَوْ قَالَ يَقُومُ فِينَا، فَيَأْمُرُنَا بِالصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ۔ (مسند أحمد: ٢٠١١٨)

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حسن بصری کے پاس آئے اور کہا: میرا ایک غلام بھاگ گیا تھا اور میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میں نے اس کو دیکھ لیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا، اب وہ آ گیا ہے اور پل کے پاس ہے، انھوں نے کہا: تم اس کا ہاتھ نہ کاٹو، کیونکہ ایک آدمی نے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہا: بیشک میرا ایک غلام بھاگ گیا ہے اور میں نے نذر مانی ہے کہ اگر میں نے اس کو دیکھ لیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا، انھوں نے کہا: تو اس کا ہاتھ نہ کاٹ، کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ ہمیں امامت کرواتے تھے یا ہمارے بیچ میں ٹھہرتے تھے تو ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیتے اور مثلہ سے منع کرتے تھے۔

(٥٣٦٣)۔ عَنْ هَيَّاجِ بْنِ عِمْرَانَ الْبُرْجُمِيِّ، أَنَّ غُلَامًا لِأَبِيهِ أَبَقَ، فَجَعَلَ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيْهِ، إِنْ قَدَرَ عَلَيْهِ أَنْ يَقْطَعَ يَدَهُ، قَالَ: فَقَدَرَ عَلَيْهِ قَالَ: فَبَعَثَنِي إِلَى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: فَقَالَ أَقْرِئْ أَبَاكَ السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَحُثُّ فِي خُطْبَتِهِ عَلَى الصَّدَقَةِ، وَيَنْهَى عَنِ الْمُثْلَةِ، فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ، وَيَتَجَاوَزْ عَنْ غُلَامِهِ، قَالَ: وَبَعَثَنِي إِلَى سَمُرَةَ، فَقَالَ: أَقْرِئْ أَبَاكَ السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَحُثُّ فِي خُطْبَتِهِ عَلَى الصَّدَقَةِ، وَيَنْهَى عَنِ الْمُثْلَةِ، فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ غُلَامِهِ۔ (مسند أحمد: ٢٠٠٨٦)

ہیاج بن عمران برجمی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے باپ کا غلام بھاگ گیا اور انھوں نے نذر مانی کہ اگر وہ اس پر قادر آ گئے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے، پس وہ اس پر قادر آ گئے اور مجھے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، میں نے جب ان کے پاس جا کر ان کو ساری بات بتلائی تو انھوں نے کہا: اپنے ابو جان کو میرا سلام کہنا اور بتلانا کہ نبی کریم ﷺ اپنے خطبے میں صدقہ کرنے کی ترغیب دلاتے تھے اور مثلہ کرنے سے منع کرتے تھے، اس لیے تیرے باپ کو چاہیے کہ وہ اپنی نذر کا کفارہ دے دے اور اپنے غلام کو معاف کر دے۔ پھر میرے باپ نے مجھے سیدہ سمرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، انھوں نے جواباً کہا: ابو جان کو سلام کہنا اور ان کو بتلانا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خطبے میں صدقہ کی ترغیب دلاتے تھے اور مثلہ سے منع کرتے تھے، لہٰذا ان کو چاہیے کہ وہ اپنی قسم کا کفارہ دیں اور

(٥٣٦٢) حديث حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٨/ ٣٢٦، وابن حبان: ٤٤٧٣، ٥٦١٦ (انظر: ١٩٨٧٧)
(٥٣٦٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٢٦٦٧ (انظر: ١٩٨٤٦)

اپنے غلام کو معاف کر دیں۔

فوائد:...... آخری جملہ صحابی کا کلام ہے۔

(٥٣٦٤)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا طَلَاقَ فِيمَا لَا تَمْلِكُوْنَ وَلَا نَذْرَ فِيمَا لَا تَمْلِكُوْنَ، وَلَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٦٩٣٢)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کے تم مالک نہیں ہو، اس میں تمہاری کوئی طلاق نہیں، جس چیز کے تم مالک نہیں ہو، اس میں نذر نہیں مانی جاتی اور اللہ تعالیٰ کی معصیت میں بھی نذر نہیں مانی جاتی۔''

(٥٣٦٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ)) (مسند أحمد: ٢٦٦٢٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی معصیت کوئی نذر نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذرِ معصیت کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا، نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٥٣٣٨) والا باب۔

(٥٣٦٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ١٤٢١٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مانی گئی نذر کو پورا کرنا نہیں ہے۔''

(وَبِالسَّنَدِ الْمُتَقَدِّمِ) قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَمْ يَرْفَعَاهُ۔ (مسند أحمد: ١٤٢١٥)

(سابق سند کے ساتھ) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی معصیت میں نذر کو پورا کرنا نہیں ہے۔ ان دونوں راویوں نے اس حدیث کو مرفوعاً بیان نہیں کیا۔

(٥٣٦٧)۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ ضَحَّاكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ

سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو، اس پر اس میں کوئی

(٥٣٦٤) تخريج: حديث حسن، أخرجه أبوداود: ٣٢٧٤، والترمذي: ١١٨١، والنسائي: ٧/ ٢٨٨، وابن ماجه: ٢٠٤٧ (انظر: ٦٩٣٢)

(٥٣٦٥) حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٣٢٩١، وابن ماجه: ٢١٢٥، والنسائي: ٧/ ٢٦ (انظر: ٢٦٠٩٨)

(٥٣٦٦) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ١٤١٦٧)

تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٣٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٠٤٧، ومسلم: ١١٠ (انظر: ١٦٣٨٩)

نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ.)) (مسند احمد: ۱۶۵۰۲)

نذر نہیں ہوتی۔''

(۵۳۶۸)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَا قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيبًا إِلَّا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ وَنَهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ قَالَ وَقَالَ أَلَا وَإِنَّ مِنَ الْمُثْلَةِ أَنْ يَنْذُرَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرِمَ أَنْفَهُ أَلَا وَإِنَّ مِنَ الْمُثْلَةِ أَنْ يَنْذُرَ الرَّجُلُ أَنْ يَحُجَّ مَاشِيًا فَلْيُهْدِ هَدْيًا وَلْيَرْكَبْ (مسند أحمد: ۲۰۰۹۷)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب بھی ہم میں خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا اور مثلہ کرنے سے منع کیا۔ پھر انھوں نے کہا: خبردار! یہ مثلہ ہے کہ آدمی یہ نذر مانے کہ وہ اپنے غلام کی ناک کاٹ دے گا، یہ بھی مثلہ ہے کہ آدمی پیدل حج کرنے کی نذر مانے، اس کو چاہیے کہ وہ ایک دم دے (جانور ذبح کرے) اور سوار ہو جائے۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا مُبَاحًا أَوْ غَيْرَ مَشْرُوعٍ أَوْ لَا يُطِيقُهُ وَكَفَّارَةُ ذٰلِكَ

مباح یا غیر مشروع یا ایسی نذر ماننے والے کا بیان، جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو اور اس کا کفارہ

(۵۳۶۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَصْنَعُ بِشَقَاءِ أُخْتِكِ شَيْئًا لِتَخْرُجْ رَاكِبَةً وَلْتُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهَا.)) (مسند أحمد: ۲۸۲۸)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بہن نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تیری بہن کی بدحالی کے ساتھ کوئی معاملہ سرانجام نہیں دینا، اس کو چاہیے کہ وہ سوار ہو کر جائے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔''

فوائد:...... نذر کو قسم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ نذر ماننے والا اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے اوپر ایک چیز کو لازم کر لیتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانے والا کسی چیز کو اپنے لیے لازم کر لیتا ہے۔

قسم اور نذر کی آپس میں یہ بھی مناسبت ہے کہ دونوں کا کفارہ ایک جیسا ہے۔

(۵۳۷۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُخْتَهُ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ وَشَكَا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ اس کی بہن بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر جانے کی نذر مانی ہے، ساتھ ہی

(۵۳۶۸) تخريج: صحيح دون قوله: "وان من المثلة ......" وهذا اسناد ضعيف، الحسن البصری لم يسمع من عمران، وصالح بن رستم وكثير بن شنظير فيهما كلام، وقد تفردا بقوله "وان من المثلة ......"، أخرجه ابن حبان: ۴۴۷۳، والطبرانی فی "الكبير": ۱۸/ ۳۲۶ (انظر: ۱۹۸۵۷)

(۵۳۶۹) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ۳۲۹۵ (انظر: ۲۸۲۸)

(۵۳۷۰) تخريج: أخرجه ... (۲۱۳۴/ ۱۶۶۵)

إِلَيْهِ ضَعْفَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْ نَذْرِ أُخْتِكَ فَلْتَرْكَبْ وَلْتُهْدِ بَدَنَةً۔)) (مسند أحمد: ۲۱۳٤)

انھوں نے اس کی کمزور کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ تیری بہن کی اس نذر سے غنی ہے، اس لیے اس کو چاہیے کہ وہ سوار ہو جائے اور ایک اونٹ بطورِ دم پیش کرے۔''

فوائد:...... ابوداود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ اَنْ تَرْكَبَ وَتُهْدِيَ هَدْيًا۔ ......پس نبی کریم ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو جائے اور ایک قربانی کرے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اونٹ، گائے اور بکری میں کسی ایک کی قربانی کفایت کرے گی، کیونکہ ہدی کا اطلاق ان سب پر ہوتا ہے۔

اس حدیث میں سفرِ حج کے وقت سواری کا اہتمام کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور شریعتِ اسلامیہ میں خواہ مخواہ کی مشقتوں میں پڑنے سے روکا گیا ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سا دین اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ۔)) ''ملتِ اسلام، جو نرمی و سہولت آمیز شریعت ہے۔'' (صحیحه: ۸۸۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهٗ......)) ......''بیشک دین آسان ہے اور جو آدمی (اپنے لیے مشکل مشکل عبادات کا تعین کر کے) دین سے زور آزمائی کرے گا، دین اس کو پچھاڑ دے گا۔'' (بخاری)

ان لوگوں کو متنبہ ہو جانا چاہیے جو اولیا کے میلوں اور عرسوں کے مواقع پر یا ویسے درباروں کی طرف پیدل اور ننگے پاؤں سفر کر کے جاتے ہیں یا گاڑیوں کی سہولت ہونے کے باوجود لمبے لمبے سفر کے لیے سائیکلیں استعمال کرتے ہیں۔ ایسے کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والی بات ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تو زمین کے مقدس ترین مقام اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف بھی پیدل چل کر جانے کو ناپسند کیا۔

(۵۳۷۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَدْرَكَ شَيْخًا يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ مُتَوَكِّئًا عَلَيْهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا شَأْنُ هٰذَا الشَّيْخِ؟)) قَالَ ابْنَاهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَانَ عَلَيْهِ نَذْرٌ، فَقَالَ لَهُ: ((ارْكَبْ أَيُّهَا الشَّيْخُ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ غَنِيٌّ عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ۔)) (مسند أحمد: ۸۸٤٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک بزرگ کو اس حال میں پایا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کا سہارا لے کر چل رہا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس بزرگ کا کیا معاملہ ہے؟'' اس کے بیٹوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان پر پیدل چلنے کی نذر تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''او بزرگا! سوار ہو جا، پس بیشک اللہ تعالیٰ تجھ سے اور تیری نذر سے غنی ہے۔''

(۵۳۷۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱٦٤۳ (انظر: ۸۸٥۹)

(٥٣٧٢)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَغَنِيٌّ اَنْ يُعَذِّبَ هٰذَا نَفْسَهُ۔)) (مسند أحمد: ١٢٠٦١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اس سے غنی ہے کہ یہ آدمی اپنے آپ کو عذاب دے۔''

(٥٣٧٣)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ۔)) قَالَ: وَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ۔ (مسند أحمد: ١٧٥٢١)

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری بہن نے بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر جانے کی نذر مانی اور مجھے حکم دیا کہ میں اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کروں، پس جب میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ چل بھی سکتی ہے اور سوار بھی ہو سکتی ہے۔'' ابو الخیر راوی اپنے شیخ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔

فوائد:...... پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے، جس میں آپ ﷺ نے حتمی طور پر پیدل چلنے والے کو سوار ہونے کا حکم دیا تھا، جبکہ اس حدیث میں پیدل چلنے اور سوار ہو جانے کا اختیار دے رہے ہیں، جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ وہ بوڑھا ہونے کی وجہ سے عاجز تھا، جبکہ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کی بہن چلنے پر قدرت رکھتی تھی۔

(٥٣٧٤)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا): أَنَّ أُخْتَهُ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَصْنَعُ بِشَقَاءِ أُخْتِكَ شَيْئًا، مُرْهَا فَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَرْكَبْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ۔)) (مسند أحمد: ١٧٤٣٩)

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی بہن نے نذر مانی کہ وہ ننگے پاؤں اور دوپٹہ لیے بغیر چلے گی، جب اس نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تیری بہن کی بدحالی سے کوئی معاملہ سرانجام نہیں دینا، اس کو کہو کہ وہ دوپٹہ اوڑھ لے اور سوار ہو جائے اور تین روزے رکھ لے۔''

(٥٣٧٥)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کی

(٥٣٧٢) تخريج: أخرجه البخاری: ١٨٦٥، ومسلم: ١٦٤٢ (انظر: ١٢٠٣٨)

(٥٣٧٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٤٤ (انظر: ١٧٣٨٦)

(٥٣٧٤) تخريج: حديث صحيح دون قوله "ولتصم ثلاثة ايام" وهذا اسناد ضعيف، عبيد الله بن زحر مختلف فيه، أخرجه أبوداود: ٣٢٩٤، والترمذی: ١٥٤٤، وابن ماجه: ٩٨٣ (انظر: ١٧٣٠٦)

(٥٣٧٥) تخريج: حديث صحيح دون قولها: "فی ابن لها۔"، أخرجه أبوداود: ٣٢٩٣، والنسائی: ٧/ ٢٠، وابن ماجه: ٢١٣٤ (انظر: ١٧٣٠٦)

أُخْتَ عُقْبَةَ نَذَرَتْ فِي ابْنٍ لَهَا لَتَحُجَّنَّ حَافِيَةً بِغَيْرِ خِمَارٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((تَحُجُّ رَاكِبَةً مُخْتَمِرَةً وَلْتَصُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٧٤٦٣)

بہن نے اپنے ایک بیٹے کے سلسلے میں نذر مانی کہ وہ ضرور ضرور ننگے پاؤں اور بغیر دوپٹے کے حج کرے گی، جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سوار ہو کر حج کے لیے جائے اور دوپٹہ بھی اوڑھ لے، البتہ روزے رکھ لے۔''

(٥٣٧٦)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَدْرَكَ رَجُلَيْنِ وَهُمَا مُقْتَرِنَانِ يَمْشِيَانِ إِلَى الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَالُ الْقِرَانِ؟)) قَالَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نَذَرْنَا أَنْ نَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ مُقْتَرِنَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ هٰذَا نَذْرًا فَقَطَعَ قِرَانَهُمَا۔)) قَالَ سُرَيْجٌ فِي حَدِيثِهِ: ((إِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٦٧١٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسے دو افراد کو پایا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور بیت اللہ کی طرف چل رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس رسی کی کیا وجہ ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہم نے نذر مانی تھی کہ ایک دوسرے کے ساتھ بندھ کر بیت اللہ کی طرف چل کر جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو کوئی نذر نہیں ہے، پھر آپ ﷺ نے اس رسی کو کاٹ دیا، سریج نے اپنی حدیث میں کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نذر تو صرف وہ ہوتی ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کی جائے۔''

(٥٣٧٧)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُ حَجَّ مَعَ ذِي قَرَابَةٍ لَهُ مُقْتَرِنًا بِهِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) قَالَ: إِنَّهُ نَذْرٌ فَأَمَرَ بِالْقِرَانِ أَنْ يُقْطَعَ۔ (مسند أحمد: ٢٠٨٦٥)

ایک دیہاتی آدمی اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ وہ اپنے ایک رشتہ دار کے ساتھ اس طرح حج کے لیے جا رہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ بندھا ہوا تھا، جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: یہ نذر ہے، پھر آپ ﷺ نے اس رسی کو کاٹ دینے کا حکم دیا۔

(٥٣٧٨)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَظَرَ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بدو کو دیکھا کہ وہ دھوپ میں کھڑا ہے،

(٥٣٧٦) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٢١٩٢ (انظر: ٦٧١٤)

(٥٣٧٧) تخريج: حديث حسن (انظر: ٢٠٥٨٩)

(٥٣٧٨) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٢١٩٢ (انظر: ٦٩٧٥)

إِلٰى أَعْرَابِيٍّ قَائِمًا فِي الشَّمْسِ وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) قَالَ: نَذَرْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْ لَا أَزَالَ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى تَفْرُغَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ هٰذَا نَذْرًا إِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٦٩٧٥)

جبکہ آپ ﷺ خطاب فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہو گیا ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے نذر مانی ہے کہ آپ کے اس خطاب سے فارغ ہونے تک دھوپ میں کھڑا رہوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کوئی نذر نہیں ہے، نذر تو وہ ہوتی ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تلاش کی جائے۔''

فوائد:...... جو کام شارع کے ہاں محبوب ہی نہ ہو، اس کی نذر ماننے کا کیا تک ہے، نذر کے ذریعے ایسی چیز کو لازم کیا جاتا ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو، مثلا نماز پڑھنا، صدقہ کرنا، حج وعمرہ کرنا، اعتکاف کرنا، وغیرہ۔

(٥٣٧٩)۔ عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْرَائِيلَ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ وَأَبُو إِسْرَائِيلَ يُصَلِّي، فَقِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هُوَ ذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا يَقْعُدُ وَلَا يُكَلِّمُ النَّاسَ وَلَا يَسْتَظِلُّ وَهُوَ يُرِيدُ الصِّيَامَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِيَقْعُدْ وَلْيُكَلِّمِ النَّاسَ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَصُمْ)) (مسند أحمد: ١٧٦٧٣)

سیدنا ابو اسرائیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے، جبکہ ابو اسرائیل نماز پڑھ رہا تھا، کسی نے نبی کریم ﷺ کو بتلایا کہ اے اللہ کے رسول! یہ ابو اسرائیل ہے، یہ نہ بیٹھتا ہے، نہ لوگوں سے بات کرتا ہے، نہ سائے میں آتا ہے اور یہ روزے کا ارادہ بھی رکھتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے، لوگوں سے بات کرے، سائے میں آجائے اور روزہ رکھے لے۔''

فوائد:...... نہ بیٹھنا، لوگوں سے بات نہ کرنا اور سایہ حاصل نہ کرنا ایسے امور ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کیا جا سکتا، البتہ روزہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﷺ: لَا نَذْرَ فِي غَضَبٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ

آپ ﷺ کے فرمان ''غصے میں کوئی نذر نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے'' کا بیان

(٥٣٨٠)۔ مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ: حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ أَنْ لَا يَشْهَدَ الصَّلَاةَ فِي

ایک آدمی نے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا، جس نے مسجد میں نماز کے لیے حاضر نہ ہونے کی نذر مانی، سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

(٥٣٧٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبراني: ٢٢/ ٩٧٣، وعبد الرزاق: ١٥٨١٨ (انظر: ١٧٥٣٢)

(٥٣٨٠) تخريج: اسناده ضعيف جدا، محمد بن الزبير الحنظلي متروك، وابوه مجهول، وفيه رجل مبهم، أخرجه النسائي: ٧/ ٢٩ (انظر: ١٩٩٥٥)

مَسْجِدٍ، فَقَالَ عِمْرَانُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا نَذْرَ فِي غَضَبٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۱۹۷)

نے فرمایا: ''غصے میں کوئی نذر نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔''

فوائد:...... جب تک نذر ماننے والے کا ہوش برقرار رہے گا، اس کی نذر معتبر ہوگی، جس کو پورا نہ کرنے کی صورت کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔

(۵۳۸۱)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا النَّذْرُ يَمِينٌ كَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ الْيَمِينِ)) (مسند أحمد: ۱۷٤۷۳)

سیدنا عقبہ بن عامر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر تو قسم ہی ہے، اس لیے اس کا کفارہ بھی نذر والا کفارہ ہے۔''

(۵۳۸۲)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ ؓ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ۔)) (مسند احمد: ۱۷٤۵۲)

سیدنا عقبہ بن عامر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر کا کفارہ قسم والا ہے۔''

فوائد:...... قسم کا کفارہ حدیث نمبر (۵۳۳۸) والے باب میں بیان کیا جا چکا ہے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِيمَنْ نَذَرَ الصَّدَقَةَ بِمَالِهِ كُلِّهِ
اس شخص کا بیان جس نے سارا مال صدقہ کر دینے کی نذر مانی

(۵۳۸۳)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَإِلَى رَسُولِهِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: إِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ۔ (مسند أحمد: ۲۷۷۱۷)

سیدنا کعب بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک میری توبہ کے قبول ہونے کا تقاضا ہے کہ میں اپنے مال کے بیچ سے نکل جاؤں اور اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کردوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ مال اپنے پاس رہنے دو، اس میں تمہارے لیے بہتری ہوگی۔'' میں نے کہا: تو پھر میں وہ حصہ اپنے پاس رکھ لیتا ہوں، جو مجھے خیبر میں ملا تھا۔

فوائد:...... اس حدیث میں نذر کی وضاحت تو نہیں ہے، لیکن جب سیدنا کعب ؓ نے قبولیت توبہ کی وجہ سے

(۵۳۸۱) تخریج: حدیث صحیح لکن بلفظ: "کفارة النذر کفارة الیمین" کما سیأتی فی الحدیث الآتی، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۷/ ۸٦٦ (انظر: ۱۷۳٤۰)

(۵۳۸۲) تخریج: أخرجه مسلم: ١٦٤٥ (انظر: ۱۷۳۱۹)

(۵۳۸۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۹۵۰، ۳۸۸۹، ٤٦٧٦، ومسلم: ۲۷٦۹ (انظر: ۲۷۱۷۵)

اپنے سارے مال کو اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کرنا چاہا تو یوں لگ رہا ہے کہ وہ اس چیز کو اپنے اوپر لازم کر رہے ہیں اور نذر بھی اسی چیز کا نام ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی سارے مال کو صدقہ کرنے کی نذر مان لے تو مال کا بعض حصہ کفایت کرے گا۔

(٥٣٨٤)۔ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ أَخْبَرَ أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ لَمَّا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَهْجُرَ دَارَ قَوْمِي وَأُسَاكِنَكَ، وَإِنِّي أَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي صَدَقَةً لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُجْزِءُ عَنْكَ الثُّلُثُ۔)) (مسند أحمد: ١٦١٧٨)

سیدنا ابو لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک میرے توبہ قبول ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ میں اپنی قوم کا علاقہ چھوڑ کر آپ کے پاس رہوں اور اپنے مال کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کرتے ہوئے اس کے بیچ سے نکل جاؤں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک تہائی مال کا صدقہ تجھ سے کفایت کرے گا۔''

بَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّذْرِ وَأَنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا مِنَ الْقَدْرِ

نذر ماننے سے ممانعت کا بیان اور اس چیز کی وضاحت کہ نذر تقدیر میں سے کسی چیز کو ردّ نہیں کر سکتی

(٥٣٨٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: لَا يَأْتِي النَّذْرُ عَلَى ابْنِ آدَمَ بِشَيْءٍ لَمْ أُقَدِّرْهُ عَلَيْهِ، وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ يُؤْتِينِي عَلَيْهِ مَا لَا يُؤْتِينِي عَلَى الْبُخْلِ۔)) (مسند أحمد: ٧٢٩٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نذر، ابن آدم کے حق میں وہ چیز نہیں لاتی، جو میں نے اس کے مقدر میں نہیں لکھی ہوتی، بلکہ میں اس کے ذریعے بخیل سے مال نکال لیتا ہوں، کیونکہ وہ اس کے ذریعے مجھے وہ چیز دے دیتا ہے، جو عام حالات میں بخل کی وجہ سے نہیں دیتا۔''

فوائد:...... بخیل آدمی نذر کی وجہ سے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے، وگرنہ اس کا بخل اس پر غالب رہتا ہے۔ عام لوگوں کے ذہن میں یہ ہے کہ نذر ماننے سے شاید تقدیر یا مصیبت ٹل جاتی ہے، حالانکہ نذر سے کچھ بھی نہیں ہوتا، نہ یہ شرعاً مستحسن ہے، اس کی بجائے صدقہ مصیبت کو ردّ کرتا ہے اور دعا بھی تقدیر کو ٹال سکتی ہے۔ جب نذر ماننے والا اپنی نذر کو کسی مقصد کی تکمیل کی شرط کے ساتھ مشروط کر دیتا ہے، تو اسے نذر معلّق کہتے ہیں، جیسے کوئی کہے: میں نذر مانتا ہوں کہ اگر میں فلاں امتحان میں کامیاب ہو گیا تو پچاس روپے صدقہ کروں گا۔ یہ نذر کی مکروہ قسم ہے۔

(٥٣٨٤) تخريج: اسناده ضعيف، الحسين بن السائب، روى عنه اثنان وذكره ابن حبان فى "الثقات" وقال: يروى عن ابيه المراسيل، ثم ان فى الاسناد اضطرابا، أخرجه ابوداود: ٣٣٢٠ (انظر: ١٦٠٨٠)

(٥٣٨٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٦٩٤، ومسلم: ١٦٤٠ (انظر: ٧٢٩٧)

محمود اور قابل تعریف نذر وہ ہے جو کسی شرط اور تعلیق کے بغیر مانی جاتی ہے، جیسے کوئی کہے: میں اللہ تعالیٰ کے لیے اتنی نماز پڑھنے یا اتنا صدقہ وغیرہ کرنے کی نذر مانتا ہوں۔

امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی فقہ پر بحث کرتے ہوئے کہا: اس حدیث کے تمام طرق کو اکٹھا کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ نذر مکروہ عمل ہے۔ جن احادیث میں نذر سے منع کیا گیا ہے، وہ اس کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور بعض علما کا یہ مسلک بھی ہے۔ لیکن اس حدیث کے ان الفاظ پر غور کریں:

اللہ تعالیٰ نے کہا: ((وَلٰكِنَّهُ شَیْءٌ اَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ)) ...... ''میں نذر کے ذریعے بخیل سے مال نکال لیتا ہوں۔'' ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ نذر حرام نہیں ہے، مکروہ ہے۔ جو نذر نیکی کی غرض سے اور کسی چیز کے ساتھ معلق کیے بغیر مانی جائے، وہ محض ثواب ہوتی ہے، کیونکہ اس میں نذر ماننے والے کا مقصد صحیح ہوتا ہے، ایسے آدمی کو نذر پوری کرنے پر اتنا ثواب ملے گا، جتنا کہ کسی واجب کی ادائیگی پر ملتا ہے۔ ایسی نذر کا ثواب نفلی کام کے اجر سے زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نذر کی اسی قسم کو سراہتے ہوئے فرمایا: ﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾ (سورۂ دھر: ۷) ...... ''(نیکوکار لوگ) نذر کو پورا کرتے ہیں۔''

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۱۱/ ۵۰۰) میں کہا: امام طبری نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾ کی تفسیر میں امام قتادہ سے یہ قول صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے: لوگ نماز، روزہ، زکاۃ، حج، عمرہ اور دوسرے فرائض میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو نیکوکار کہا، اس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ ان کی نذر معلّق نہیں ہوتی تھی۔ انھوں نے اس سے پہلے کہا: امام قرطبی نے (المفهم) میں نذر سے نہی والی احادیث کو معلّق نذروں پر محمول کرتے ہوئے کہا: اس نہی کا محل یہ ہے کہ بندہ کہے: میں نذر مانتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفا دے دی،، تو میں اتنا صدقہ کروں گا۔ اس میں کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس بندے نے ثواب والے کام کو مذکورہ غرض و غایت کی تکمیل کے ساتھ معلّق کر دیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا ارادہ محض ثواب کا نہیں ہے، وہ تو معاوضے والا کام کرنا چاہتا ہے کہ اگر مریض کو شفا مل گئی تو صدقہ کرے گا اور وہ شفایاب نہ ہوا تو صدقہ نہیں کرے گا۔ بخیل لوگوں کی یہی حالت ہوتی ہے۔ وہ صدقہ و خیرات کر تو دیتے ہیں، لیکن دنیا میں ہی اس کا عوض اور بدلہ چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ کے اس قول کا یہی معنی و مفہوم ہے: ''(نذر کی اس قسم) کے ذریعے بخیل سے مال نکال لیا جاتا ہے۔''

اس قسم میں یہ مفسدت اور خرابی بھی پائی جاتی ہے کہ بسا اوقات معلّق نذر ماننے والا بندہ اس خیال اور فاسد عقیدے کا غلام بن جاتا ہے کہ اس کی نذر کی وجہ سے اس کا مقصود ہر صورت میں پورا ہوگا یا اللہ تعالیٰ اس کی نذر کی وجہ سے اس کا مقصود پورا کر دے گا۔ اس خیال کا ردّ کرنے کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''نذر اللہ تعالیٰ کی تقدیر والے معاملات کو ردّ نہیں کر سکتی۔'' واضح رہے کہ پہلا خیال کفر کے قریب کی چیز ہے اور دوسرا خیال واضح غلطی ہے۔

پھر امام قرطبی نے نہی والی احادیث کو کراہت پر محمول کیا اور کہا: مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نذر معلّق ماننا اس آدمی کے

حق میں حرام ہے، جس سے فاسد عقیدے کا خطرہ ہو اور جو بندہ اس عقیدے سے سالم ہو، اس کے حق میں مکروہ ہے۔
یہ بہترین تفصیل ہے، راویٔ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی نہی والی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے، وہ حدیث بھی نذر معلق کے بارے میں ہے۔
میں (البانی) کہتا ہوں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ کی حدیث سے مراد یہ روایت ہے: سعید بن حارث کہتے ہیں: بنو کعب کے باشندے مسعود بن عمرو نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: اے عبد اللہ! میرا بیٹا فارس کی سرزمین میں عمر بن عبید اللہ کے پاس تھا اور بصرہ میں طاعون کی شدید وبا واقع ہو چکی تھی، جب مجھے ساری صورتحال کا پتہ چلا تو میں نے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کو سالم لے آیا تو میں کعبہ کی طرف چل کر جاؤں گا۔ اب سوال یہ ہے کہ میرا بیٹا واپس تو آ گیا تھا، لیکن بیمار تھا اور اس بیماری کی وجہ سے مر گیا، ایسی صورتحال میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: کیا تم لوگوں کو نذر سے منع نہیں کیا گیا؟ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلنَّذْرُ لَا یُقَدِّمُ شَیْئًا وَلَا یُؤَخِّرُ ، فَإِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِیْلِ .)) أَوْفِ بِنَذْرِكَ . ...''نذر نہ کسی چیز کو مقدم کرتی ہے اور نہ مؤخر، بس اس کے ذریعے بخیل سے (کچھ نہ کچھ مال) نکال لیا جاتا ہے۔'' پس تو اپنی نذر پوری کر۔ (مستدرک حاکم، حافظ ابن حجر نے اس روایت کی سند کے راوی فُلیح بن سلیمان کے بارے میں ''صدوق کثیر الخطأ'' کہا، لیکن اس سے کوئی نقصان پیدا نہیں ہوگا، کیونکہ اصل حدیث روایت کرنے میں یہ راوی متفرد نہیں ہے، بلکہ یہ روایت بخاری میں بھی ہے، البتہ وہاں اس قصے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔
خلاصۂ کلام: مسلمانوں کو معلق نذر کے بارے میں متنبہ کیا گیا ہے، لوگوں کو چاہیے کہ اس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھیں، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہی کی مخالفت سے بچا جا سکے، کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ ممنوعہ کام کو نیک عمل سمجھ کر اس کا ارتکاب کرتے رہیں۔ (صحیحہ: ۴۷۸)

(۵۳۸٦)۔ (وَعَنْهُ اَیْضًا) أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا یُقَدِّمُ شَیْئًا وَلٰکِنَّهُ یَسْتَخْرِجُ مِنَ الْبَخِیلِ۔)) وَقَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ: یُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِیلِ۔ (مسند أحمد: ۷۲۰۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع کیا اور فرمایا: ''بیشک یہ کسی چیز کو مقدم نہیں کرتی، البتہ بخیل سے کچھ مال نکال لیتی ہے۔''

فوائد:...... نذر سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور مشیت آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔

(۵۳۸۷)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَنْذِرُوا فَإِنَّ النَّذْرَ لَا یَرُدُّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نذر نہ مانا کرو، کیونکہ نذر تقدیر میں سے کسی چیز کا ردّ نہیں

(۵۳۸٦) تخریج: أخرجه مسلم: ۱٦٤۰ (انظر: ۷۲۰۸)
(۵۳۸۷) تخریج: انظر الحدیث السابق

شَیْئًا مِنَ الْقَدَرِ، وَإِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِیلِ۔)) (مسند أحمد: ۹۹٦٤)

کرتی، البتہ اس کے ذریعے بخیل سے مال نکال لیا جاتا ہے۔''

(۵۳۸۸)۔ عَنِ ابْنِ عَمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ۵۲۷۵)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اسی طرح کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

فوائد:...... اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا یَرُدُّ مِنَ الْقَدَرِ شَیْئًا وَإِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِیلِ۔)) ...... رسول اللہ ﷺ نے نذر سے منع کیا اور فرمایا: ''یہ تقدیر کے کسی معاملے کو پیچھے نہیں کر سکتی، بس اس کے ذریعے تو بخیل سے کچھ مال نکال لیا جاتا ہے۔''

قاضی عیاض نے کہا: یہ لوگوں کی عادت ہے کہ وہ منافع کے حصول اور نقصان سے بچنے کے لیے معلق نذر مان لیتے ہیں کہ اگر ان کا فلاں کام ہو گیا تو وہ اتنا صدقہ کریں گے، نذر کی اس قسم سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ بخیل لوگوں کا رویہ ہے، سخی جب بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ فوراً صدقہ کرتے ہوئے اپنا مال پیش کر دیتا ہے۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ صَوْمَ یَوْمٍ مُعَیَّنٍ فَصَادَفَ یَوْمَ عِیْدٍ

اس شخص کا بیان جس نے معین دن کے روزے کی نذر مانی اور وہ دن، یومِ عید سے موافق ہو گیا

(۵۳۸۹)۔ عَنْ زِیَادِ بْنِ جُبَیْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَیْتُ رَجُلًا جَاءَ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: إِنَّهُ نَذَرَ أَنْ یَصُومَ كُلَّ یَوْمِ أَرْبِعَاءَ، فَأَتٰی ذٰلِكَ عَلٰی یَوْمِ أَضْحٰی أَوْ فِطْرٍ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ، وَنَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ النَّحْرِ۔ (مسند أحمد: ٤٤٤٩)

زیاد بن جبیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں نے ہر بدھ کو روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے اور اب یہ دن عید الاضحیٰ یا عید الفطر کو آ گیا ہے، اب میں کیا کروں؟ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تو نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن (یعنی دس ذوالحجہ کو) روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... اس حدیث کا تعلق اس آدمی سے ہے جس نے ایک معین دن کو روزہ رکھنے کی نذر مانی، لیکن اتفاق سے وہ عید کا دن تھا۔ جو آدمی جانتے بوجھتے ہوئے عید کے دن کا روزہ رکھنے کی نذر مانے گا، اس کی نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مشتمل ہو گی اور اس کو پورا نہیں کیا جائے گا۔

اب ایک طرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے نذر پوری کرنے کا حکم دیا، دوسری طرف آپ ﷺ نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع کر دیا، ان متعارض دلائل کی وجہ سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے صریح جواب دینے سے توقف کیا۔

(۵۳۸۸) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٦٠٨، ٦٦٩٣، ومسلم: ١٦٣٩ (انظر: ٥٢٧٥)

(۵۳۸۹) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٧٠٥، ومسلم: ١١٣٩ (انظر: ٤٤٤٩)

امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور اہل علم نے کہا: نہ ایسے شخص کی نذر منعقد ہوگی اور نہ قضا لازم آئے گی، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کی قسم منعقد ہو جائے گی اور اس کو قضا لازم آئے گی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول زیادہ درست معلوم ہوتا ہے، کیونکہ وہ آدمی نذر کو پورا کرنے سے معذور ہے، اس طرح سے دونوں حکموں پر عمل ہو جائے گا۔

بَابُ اَنَّ مَنْ نَذَرَ الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى اَجْزَأَهُ اَنْ يُصَلِّيَ فِيْ مَسْجِدِ مَكَّةَ اَوِ الْمَدِيْنَةِ

مسجدِ اقصی میں نماز کی ادائیگی کی نذر ماننے کو یہ عمل کافی ہوگا کہ وہ مسجدِ حرام یا مسجدِ نبوی میں نماز پڑھ لے

(٥٣٩٠)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَنْ رِجَالٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَالنَّبِيُّ فِي مَجْلِسٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَقَامِ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّي نَذَرْتُ لَئِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ وَالْمُؤْمِنِينَ مَكَّةَ لَأُصَلِّيَنَّ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَإِنِّي وَجَدْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ هَاهُنَا فِي قُرَيْشٍ مُقْبِلًا مَعِي وَمُدْبِرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَاهُنَا فَصَلِّ)) فَقَالَ الرَّجُلُ قَوْلَهُ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، كُلَّ ذٰلِكَ يَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَاهُنَا فَصَلِّ۔)) ثُمَّ قَالَ الرَّابِعَةَ مَقَالَتَهُ هٰذِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اذْهَبْ فَصَلِّ فِيهِ، فَوَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ! لَوْ صَلَّيْتَ هَاهُنَا لَقَضٰى عَنْكَ ذٰلِكَ كُلَّ صَلَاةٍ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ)) (مسند أحمد: ٢٣٥٥٦)

کچھ انصاری صحابہ سے مروی ہے کہ انصاری آدمی فتح مکہ والے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ مقام ابراہیم کے قریب ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، اس نے آپ ﷺ پر سلام کیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مومنوں کو مکہ کی فتح عطا کی تو میں بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھوں گا، اور اب مجھے اہل شام میں سے ایک آدمی مل گیا ہے، وہ میرے ساتھ جائے گا بھی سہی اور واپس بھی آئے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو یہیں نماز پڑھ لے۔'' اس بندے تین بار اپنی بات دوہرائی، ہر بار آپ ﷺ نے یہی جواب دیا کہ ''تو یہیں نماز پڑھ لے۔'' جب اس نے چوتھی دفعہ اپنی بات کو دوہرایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر چلا جا اور وہیں نماز ادا کر، اس ذات کی قسم جس نے محمد (ﷺ) کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، اگر تو یہاں نماز پڑھ لیتا تو یہ عمل تجھے بیت المقدس کی ہر نماز سے کفایت کرتا۔''

فوائد:...... مسجدِ حرام کی فضیلت بیت المقدس سے زیادہ ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس صحابی کو حکم دیا کہ وہ مسجدِ حرام میں نماز ادا کر کے اپنی نذر پوری کر سکتا ہے، لیکن جب سائل نے تعنت اور تکلّف سے کام لیتے ہوئے اپنے

(٥٣٩٠) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ٣٣٠٦ (انظر: ٢٣١٦٩)

لیے سختی کو پسند کیا تو آپ ﷺ نے بھی اس کو یہی مشکل کام کرنے کا حکم دے دیا۔ مسجدِ اقصی، مسجدِ حرام سے چالیس دنوں کی مسافت پر ہے۔

(٥٣٩١)۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي نَذَرْتُ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَكَّةَ أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ: ((صَلِّ هَاهُنَا۔)) فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((صَلِّ هَاهُنَا۔)) فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: ((شَأْنَكَ إِذًا۔)) (مسند أحمد: ١٤٩٨١)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے فتح مکہ والے دن کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مکہ فتح کر دیا تو میں بیت المقدس میں نماز پڑھوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہیں نماز پڑھ لو۔'' اس نے پھر سوال دوہرایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کہہ رہا ہوں کہ یہیں نماز پڑھ لو۔'' اس نے پھر یہی سوال دوہرا دیا، اس بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مرضی کر۔''

(٥٣٩٢)۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً اشْتَكَتْ شَكْوٰى، فَقَالَتْ: لَئِنْ شَفَانِي اللّٰهُ لَأَخْرُجَنَّ فَلَأُصَلِّيَنَّ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَبَرِئَتْ فَتَجَهَّزَتْ تُرِيدُ الْخُرُوجَ، فَجَاءَتْ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَأَخْبَرَتْهَا ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: اجْلِسِي فَكُلِي مَا صَنَعْتُ وَصَلِّي فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((صَلَاةٌ فِيهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ)) (مسند أحمد: ٢٧٣٦٣)

ابراہیم بن عبد اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک خاتون بیمار ہو گئی اور اس نے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں ضرور جاؤں گی اور بیت المقدس میں نماز ادا کروں گی، جب وہ شفایاب ہو گئی اور روانہ ہونے لگی تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، اس نے ام المومنین کو سلام کہا اور اپنی ساری بات بتلائی، سیدہ نے کہا: تو بیٹھ جا، میں نے جو کھانا تیار کیا، وہ کھا اور مسجدِ نبوی میں نماز پڑھ لے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''میری مسجد میں ایک نماز، دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے، ما سوائے مسجدِ حرام کے۔''

فوائد:...... اس باب کی پہلی حدیث کی روشنی میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا استدلال درست ہے، یہ صورت بھی سابقہ احادیث سے ملتی جلتی ہے اور مسجدِ نبوی کی اور اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت بیت المقدس سے زیادہ ہے۔

(٥٣٩١) تخريج: اسناده قوی، أخرجه ابوداود: ٣٣٠٥ (انظر: ١٤٩١٩)
(٥٣٩٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٩٦ (انظر: ٢٦٨٢٦)

بَابُ قَضَاءِ الْمَنْذُوْرَاتِ عَنِ الْمَيِّتِ

میت کی طرف سے نذریں پوری کرنے کا بیان

(٥٣٩٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً رَكِبَتِ الْبَحْرَ فَنَذَرَتْ إِنِ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنْجَاهَا أَنْ تَصُومَ شَهْرًا، فَأَنْجَاهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمْ تَصُمْ حَتّٰى مَاتَتْ فَجَاءَتْ قَرَابَةٌ لَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((صُوْمِيْ۔))(مسند أحمد: ١٨٦١)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے بحری سفر کیا اور یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سفر سے نجات دی تو وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی، جب اللہ تعالیٰ نے اس کو نجات دلا دی تو ابھی اس نے روزے نہیں رکھے تھے کہ وہ فوت ہوگئی، اس کی ایک رشتہ دار خاتون، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس کا سارا ماجرا سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کی طرف سے روزے رکھ۔''

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ، صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ۔)) ''جو آدمی مر جائے اور اس پر روزے ہوں، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔'' (بخاری، مسلم)

(٥٣٩٤)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا): أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ ﷺ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ: ((اقْضِهِ عَنْهَا۔)) (مسند أحمد: ١٨٩٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس نذر کے بارے میں سوال کیا جو اس کی ماں نے مانی تھی، لیکن اس کو پورا کرنے سے پہلے فوت ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تو اس کی طرف سے پورا کر دے۔''

(٥٣٩٥)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ أَفَيُجْزِءُ عَنْهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا؟ قَالَ: ((أَعْتِقْ عَنْ أُمِّكَ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٣٤٧)

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میری ماں وفات پا گئی ہے، جبکہ ان پر ایک نذر بھی تھی، تو اب اگر میں ان کی طرف سے گردن آزاد کر دوں، تو کیا یہ عمل ان کو کفایت کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی ماں کی طرف سے آزاد کرو۔''

(٥٣٩٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ، فَأَتَى أَخُوهَا النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ ، فَقَالَ: ((أَرَأَيْتَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے حج ادا کرنے کی نذر مانی، لیکن وہ اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے فوت ہوگئی، اس کا بھائی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور

(٥٣٩٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٦١، ٦٦٩٨، ومسلم: ١٦٣٨ (انظر: ١٨٩٣)

(٥٣٩٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٦/ ٢٥٣ (انظر: ٢٣٨٤٦)

(٥٣٩٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٦٩٩ (انظر: ٢١٤٠)

لَوْ كَانَ عَلَى أُخْتِكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاقْضُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ)) (مسند أحمد: ٢١٤٠)

اس بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بارے میں تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتا؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ فرمایا: ''تو پھر اللہ تعالیٰ کا قرض بھی ادا کرو، کیونکہ وہ ادائیگی کے زیادہ لائق ہے۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ میت جس نذر کو پورا نہ کر سکے، اس کے لواحقین کو چاہیے کہ وہ اس کی نذر کو پورا کر دیں۔

كِتَابُ الْاَذْكَارِ وَالدَّعْوَاتِ

اذکار اور دعاؤں کے مسائل

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الذِّكْرِ مُطْلَقًا وَالْإِجْتِمَاعِ عَلَيْهِ
مطلق طور پر ذکر کی فضیلت اور اس کے لیے اجتماع کرنے کا بیان

تنبیہ: اذکار اور دعاؤں کے باب میں نبی کریم ﷺ نے جن خاص اور عام دعاؤں کی تعلیم دی ہے، طویل تحریریں بھی ان کے مفہوم اور حکمت کا حق ادا نہیں کر سکتیں، جبکہ قارئین کے لیے ان کے متن کو پڑھ کر ان کو سمجھ لینا بہت آسان ہوتا ہے، اس لیے ہم قارئین سے التماس کرتے ہیں کہ ہم اشد ضرورت کے علاوہ اس باب میں شرح کرنے سے گریز کریں گے، وہ خود دعاؤں کے عربی الفاظ اور ان کے ترجمہ سے ان کا مفہوم اور ان میں بیان کی گئی اللہ تعالیٰ کی عظمت کو سمجھنے کی کوشش کر کے ہر دعا کی روح کا ادراک کریں۔

اہم گزارش یہ ہے کہ کسی ایک عمل کی زیادہ فضیلت کا معنی نہیں یہ ہے کہ دوسرے اعمال کی اہمیت کو کم سمجھ لیا جائے، اسلام ایک جامع نظامِ حیات ہے۔ حقوق اللہ، حقوق العباد، معاملات، عبادات، دنیا کے تقاضے، آخرت کے امور، ذکر، دعا، تلاوت، جسمانی تقاضے، روحانی تسکین...... غرضیکہ اسلام نے ہر چیز کا لحاظ رکھا ہے اور اس کو اس کا حق بھی دیا ہے، اس لیے بڑے اجر و ثواب پر مشتمل اذکار کی تسبیح جاری رکھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرے لوگوں کو بنظرِ حقارت دیکھا جائے، اسلام کا اہل اسلام سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ وہ اعتدال کی راہ پر قائم رہیں اور افراط و تفریط سے گریز کریں۔

(٥٣٩٧)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ كَلَامٍ اَوِ امْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُفْتَتَحُ بِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَهُوَ اَبْتَرُ اَوْ قَالَ: اَقْطَعُ۔)) (مسند أحمد: ٨٦٩٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر شرف والی گفتگو یا کام، جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے شروع نہ کیا جائے، وہ ناقص اور ادھورا ہوتا ہے۔''

(٥٣٩٧) تخریج: اسناده ضعیف لضعف قرة بن عبد الرحمن، وللاضطراب الذی وقع فی اسناده وفی متنه، أخرجه ابوداود: ٤٨٤٠، وابن ماجه: ١٨٩٤ (انظر: ٨٧١٢)

فوائد:...... کئی احادیث سے مختلف امور سے پہلے بسم اللہ یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا اور لکھنا ثابت ہوتا ہے، اس لیے ہر کام کے شروع میں بسم اللہ کے پڑھنے اور ہر اچھی تحریر سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے لکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(٥٣٩٨)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا قَطُّ أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔)) وَقَالَ مُعَاذٌ رضی اللہ عنہ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ تَعَاطِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَمِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ غَدًا فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟)) قَالُوْا: بَلٰى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((ذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٤٢٩)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا، جو اس کو اللہ کے عذاب سے سب سے زیادہ نجات دلانے والا ہو، ماسوائے ذکرِ الٰہی کے۔'' مزید سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو ایسے عمل کی خبر دوں، جو سب سے بہتر ہے، تمہارے بادشاہ کے ہاں سب سے زیادہ پاکیزہ ہے، تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا ہے، تمہارے لیے سونے اور چاندی کا صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور تمہارے لیے اس عمل سے بھی بہتر ہے کہ تمہاری اپنے دشمنوں سے ٹکر ہو اور تم ان کی گردنیں کاٹو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں؟'' صحابہ نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! ضرور بتلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔''

(٥٣٩٩)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ)) فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ٢٢٠٤٥)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو وہ عمل بتلا دوں، جو سب سے بہتر ہے......'' پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی۔

(٥٤٠٠)۔ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ هُوَ شَكَّ يَعْنِي الْأَعْمَشَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ کچھ اور فرشتے بھی ہیں جو اہلِ ذکر کی تلاش میں زمین میں گھومتے رہتے ہیں، جب وہ محوِ ذکر لوگوں کی جماعت کو پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو

(٥٣٩٨) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، وقد صح الشطر الثاني منه، وهو قوله: "ألا أخبركم بخير أعمالكم ...." من حديث ابي الدرداء الآتي بعده، أخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/ ٣٠٠، والطبراني في "الدعاء": ١٨٥٦ (انظر: ٢٢٠٧٩)

(٥٣٩٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الترمذي: ٣٣٧٧، وابن ماجه: ٣٧٩٠ (انظر: ٢١٧٠٢)

(٥٤٠٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤٠٨، ومسلم: ٢٦٨٩ (انظر: ٧٤٢٤)

الْأَرْضِ، فَضْلًا عَنْ كُتَّابِ النَّاسِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى بُغْيَتِكُمْ، فَيَجِيئُونَ فَيَحُفُّونَ بِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُولُ اللَّهُ: أَيَّ شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِي يَصْنَعُونَ؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ يَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ وَيَذْكُرُونَكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟ فَيَقُولُونَ: لَا، فَيَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ فَيَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ لَكَانُوا أَشَدَّ تَحْمِيدًا وَتَمْجِيدًا وَذِكْرًا، فَيَقُولُ: فَأَيَّ شَيْءٍ يَطْلُبُونَ؟ فَيَقُولُونَ: يَطْلُبُونَ الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: لَا، فَيَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ فَيَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا؟ قَالَ: فَيَقُولُ: وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُونَ؟ فَيَقُولُونَ: مِنَ النَّارِ، فَيَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ فَيَقُولُونَ: لَا، قَالَ: فَيَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ فَيَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا وَأَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا؟ قَالَ: فَيَقُولُ: إِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ: فَيَقُولُونَ: فَإِنَّ فِيهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءَ لَمْ يُرِدْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، فَيَقُولُ: هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ.)) (مسند أحمد: ٧٤١٨)

باٰواز بلند پکارتے ہیں: اپنے مقصود کی طرف آ جاؤ۔ سو وہ آتے ہیں اور انھیں آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔ (جب یہ فرشتے واپس جاتے ہیں تو) اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: جب تم نے میرے بندوں کو الوداع کہا تو وہ کیا کر رہے تھے؟ وہ کہتے ہیں: جب ہم نے ان کو چھوڑا تو وہ تیری تعریف کر رہے تھے، تیری بزرگی بیان کر رہے تھے اور تیرا ذکر کر رہے تھے۔ (آسانی کے لیے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی گفتگو مکالمے کی صورت میں پیش کی جاتی ہے): اللہ تعالیٰ: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے: نہیں۔ اللہ تعالیٰ: اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو (ان کا رویہ کیا ہوگا)؟ فرشتے: اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری تعریف کرنے، بزرگی بیان کرنے اور ذکر کرنے میں زیادہ سختی اور پابندی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ: کون سی چیز ہے جو وہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے: وہ جنت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ: کیا انھوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے: نہیں۔ اللہ تعالیٰ: اگر وہ جنت دیکھ لیں تو؟ فرشتے: اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کی حرص اور طلب بڑھ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ: کون سی چیز ہے جس سے وہ پناہ طلب کرتے تھے؟ فرشتے: آگ سے۔ اللہ تعالیٰ: کیا انھوں نے آگ دیکھی ہے؟ فرشتے: نہیں۔ للہ تعالیٰ: اگر وہ آگ کو دیکھ لیں تو؟ فرشتے: اگر وہ دیکھ لیں تو اس سے دور بھاگنے میں زیادہ سخت ہو جائیں گے اور اس سے زیادہ ڈریں گے۔ اللہ تعالیٰ: (فرشتو!) میں تمھیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے۔ فرشتے: ان میں فلاں آدمی تو بہت خطا کار تھا، وہ کسی ضرورت کے لیے آیا تھا، اس کا مقصود ان کے ساتھ بیٹھنا نہیں تھا (تو اسے کیسے بخش دیا گیا)؟ اللہ تعالیٰ: وہ ایسی قوم ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی نامراد نہیں ہوتا۔''

(٥٤٠١)۔ عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ: يَا ابْنَ آدَمَ إِنْ ذَكَرْتَنِي فِي نَفْسِكَ ذَكَرْتُكَ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرْتَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُكَ فِي مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، أَوْ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ دَنَوْتَ مِنِّي شِبْرًا دَنَوْتُ مِنْكَ ذِرَاعًا، وَإِنْ دَنَوْتَ مِنِّي ذِرَاعًا دَنَوْتُ مِنْكَ بَاعًا، وَإِنْ أَتَيْتَنِي تَمْشِي أَتَيْتُكَ أُهَرْوِلُ۔)) قَالَ قَتَادَةُ: فَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَسْرَعُ بِالْمَغْفِرَةِ۔ (مسند أحمد: ١٢٤٣٢)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! اگر تو مجھے اپنے نفس میں یاد کرے گا، تو میں بھی تجھے اپنے نفس میں یاد کروں گا، اگر تو مجھے کسی جماعت میں یاد کرے گا تو میں تجھے فرشتوں کی جماعت میں یاد کروں گا، یا ایسی جماعت میں جو تیری جماعت سے بہتر ہوگی، اگر تو ایک بالشت میرے قریب ہوگا تو میں ایک ہاتھ تیرے قریب ہوں گا، اگر تو ایک ہاتھ میرے قریب ہوگا تو میں دو ہاتھوں کے پھیلاؤں کا فاصلہ تیرے قریب ہوں گا اور اگر تم چل کر میرے پاس آئے گا تو میں دوڑ کر تیرے پاس آؤں گا۔“ امام قتادہ نے کہا: پس اللہ تعالیٰ بخشنے میں زیادہ جلدی کرنے والا ہے۔

(٥٤٠٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: أَنَا مَعَ عَبْدِي حِينَ يَذْكُرُنِي (وَفِي لَفْظٍ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ حَيْثُ يَذْكُرُنِي) فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي۔)) الْحَدِيثُ۔ (مسند أحمد: ٧٤١٦)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، میرا بندہ میرے بارے میں جیسا گمان رکھتا ہے، میں ویسا ہی اس کے ساتھ سلوک کرتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، اگر وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں۔“

فوائد:...... اس معیت سے مراد اللہ تعالیٰ کی خاص معیت ہے، جو اس کی رحمت، توفیق، ہدایت اور اعانت کا سبب بنتی ہے، وگرنہ علم اور احاطہ والی عام معیت تو ہر ایک کو حاصل ہے۔

”میرا بندہ میرے بارے میں جیسا گمان رکھتا ہے......“ دیگر کئی احادیث میں بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ایسی احادیثِ مبارکہ میں دراصل ناامیدی اور مایوسی سے ڈرایا گیا ہے اور اس امر پر رغبت دلائی گئی ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ حسن ظن اور امید ہونی چاہیے کہ وہ رحم کرے گا اور بخش دے گا۔ لیکن یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ اس حسنِ ظن کے لیے بندے کے پاس اعمالِ صالحہ بھی ہونے چاہئیں، ان احادیث کا

(٥٤٠١) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٥٣٦ (انظر: ١٢٤٠٥)

(٥٤٠٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٤٠٥، ومسلم: ٢٦٧٥ (انظر: ٧٤٢٢)

یہ معنی و مفہوم نہیں ہے کہ مسلمان نیک عمل ترک کر کے حسن ظن قائم کر لے، کیونکہ ان فرمودات نبویہ کے بلا واسطہ اور پہلے سامعین صحابۂ کرام تھے، ہمیں اس چیز پر غور کرنا ہوگا کہ اُن پاکیزہ ہستیوں نے کون سا رویہ اختیار کیا تھا۔

یہ مثال بیان کرنا درست ہے کہ دنیا میں ہمیں کس آدمی پر امید ہے کہ وہ ہمارا مطالبہ پورا کرے گا اور کس کے بارے میں نا امیدی ہے، یقیناً اس چیز کی بنیاد تعلق پر ہے، اگر کسی سے تعلق اچھا ہے تو کام ہو جانے کی امید ہوگی اور اگر کسی سے تعلق اچھا نہ ہو، بلکہ اختلاف اور دشمنی بھی پائی جاتی ہو تو اس سے نا امیدی کا غلبہ ہوگا، اور اللہ تعالیٰ سے اچھے یا دوسرے تعلق کا دارومدار اس کی فرمانبرداری اور نافرمانی پر ہے۔

(۵۴۰۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ۔ (مسند أحمد: ۲۶۹۰۸)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ سے وہ اوقات مستثنیٰ ہیں، جن میں ذکر نہیں کیا جا سکتا، مثلاً: قضائے حاجت کرنا، حق زوجیت ادا کرنا، نیند کرنا، کھانا پینا، لوگوں اور بالخصوص بیویوں سے گفتگو کرنا، وغیرہ۔

(۵۴۰۴)۔ عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ: أَشْهَدُ عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ ؓ أَنَّهُمَا شَهِدَا لِي عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ (وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَيْهِمَا): ((مَا قَعَدَ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ، وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَتَغَشَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ۔)) (مسند أحمد: ۱۱۳۰۷)

ابو مسلم اغر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید ؓ پر گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ پر گواہی دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگ ذکر کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، سکینت ان پر نازل ہوتی ہے، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ان ہستیوں کے سامنے ذکر کرتا ہے، جو اس کے پاس ہیں۔''

(۵۴۰۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو اس کی تعلیم دیتے ہیں تو سکینت ان پر نازل ہوتی ہے، رحمت ان کو

(۵۴۰۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۳۷۳(انظر: ۲۶۳۷۶)
(۵۴۰۴) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۰۰(انظر: ۱۱۲۸۷)
(۵۴۰۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۶۹۹(انظر: ۷۴۲۷)

السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ۔)) (مسند أحمد: ٧٤٢١)

ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس والی مخلوق کے سامنے ان کا ذکر کرتا ہے اور جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا، اس کو اس کا نسب آگے نہیں لے جا سکے گا۔''

فوائد:...... آخرت کی کامیابی اور ناکامی کا انحصار حسب ونسب، حسن و جمال اور مال و دولت پر نہیں ہے، بلکہ وہاں کا سلسلہ اچھے اور برے اعمال سے متعلقہ ہے، اگر اچھے اعمال نہ ہوئے تو نوح علیہ السلام جیسے عظیم پیغمبر کا بیٹا بھی سعادت مند نہیں بن سکے گا۔

(٥٤٠٦)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)) قَالَ: ((الذَّاكِرُونَ اللّٰهَ كَثِيرًا۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمِنَ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ حَتَّى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا، لَكَانَ الذَّاكِرُونَ اللّٰهَ أَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً۔)) (مسند أحمد: ١١٧٤٣)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سے بندے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ فضیلت والے درجے کے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہیں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر وہ کافروں اور مشرکوں پر اپنی تلوار چلائے، یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے اور خون سے لت پت ہو جائے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ایک درجہ اس سے زیادہ فضیلت والے ہوں گے۔''

(٥٤٠٧)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيتُ عَلَى ذِكْرِ اللّٰهِ طَاهِرًا، فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔)) قَالَ حَسَنٌ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ: فَقَدِمَ عَلَيْنَا

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان باوضوء ہو کر اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے رات کو سو جاتا ہے، وہ رات کے کسی حصے میں اٹھ کر جب بھی اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔''

(٥٤٠٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، ولضعف رواية دراج عن ابى الهيثم، أخرجه الترمذى: ٣٣٧٦(انظر: ١١٧٢٠)

(٥٤٠٧) تخريج: صحيح، قاله الالبانى، أخرجه أبوداود: ٥٠٤٢، وابن ماجه: ٣٨٨١(انظر: ٢٢٠٥٨)

هَاهُنَا فَحَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: أَظُنُّهُ أَعْنِي أَبَا ظَبْيَةَ۔ (مسند أحمد: ٢٢٣٩٨)

فوائد:...... اس میں باوضو سونے کی فضیلت کا بیان ہے کہ ایسا آدمی رات کو بیدار ہوتے وقت دین و دنیا کی خیر و بھلائی کی جو دعا کرے گا وہ قبول ہوگی۔

(٥٤٠٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ لَا يُرِيدُونَ بِذٰلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ إِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قُومُوا مَغْفُورًا لَكُمْ، قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ۔ (مسند أحمد: ١٢٤٨٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، آسمان سے ایک منادی دینے والا ان کو آواز دیتا ہے: چلے جاؤ، تم کو بخش دیا جا چکا ہے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کیا جا چکا ہے۔''

(٥٤٠٩)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَفْضُلُ الذِّكْرُ عَلَى النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِسَبْعِ مِائَةِ أَلْفِ ضِعْفٍ۔)) وَفِي لَفْظٍ: بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ۔ (مسند أحمد: ١٥٧٣٢)

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے سات لاکھ گناہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔'' ایک روایت میں سات سو گنا کے الفاظ ہیں۔

(٥٤١٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا فَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مَشٰى طَرِيقًا فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم ایسی مجلس میں نہیں بیٹھتی جس میں انھوں نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا ہو مگر وہ ان پر نقصان کا باعث ہوگا، جو آدمی جو کسی رستے میں چل رہا ہو اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کرے تو یہ

(٥٤٠٨) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البزار: ٣٠٦١، وابويعلى: ٤١٤١، والطبراني في "الاوسط": ١٥٧٩ (انظر: ١٢٤٥٣)

(٥٤٠٩) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة، وان سمع منه اسحاق بن عيسى قبل احتراق كتبه، الا ان هذا الحديث مما تفرد به سهل بن معاذ، وهو ممن لا يحتمل تفرده، وقد اختلف عنه فيه، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٤٠٤ (انظر: ١٥٦٤٧)

(٥٤١٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٨٥٦، ٥٠٥٩ (انظر: ٩٥٨٣)

عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً، وَمَا مِنْ رَجُلٍ أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً۔)) قَالَ أَبِي: حَدَّثَنَاه رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، وَلَمْ يَقُلْ: إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ۔ (مسند أحمد: ۹۵۸۰)

اس کے لیے باعثِ تکلیف ہوگا اور جو آدمی اپنے بستر پر سونے لگے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو یہ اس کے لیے گھبراہٹ کا باعث ہوگا۔'' ایک راوی نے بستر پر سونے کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کی تسبیحات، تہلیلات، تکبیرات اور تحمیدات بیان کر کے اس کا ذکر کرنا جہاں باعثِ اجرِ عظیم ہے، وہاں اس سے غفلت برتنا باعثِ حسرت و ندامت ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے جسم کی مختلف حالتوں یعنی چلنے، کھڑا ہونے، بیٹھنے اور لیٹنے کے دوران اللہ تعالیٰ کو کسی نہ کسی انداز میں یاد کرتا رہے۔

یعنی کسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنا یا نبی کریم ﷺ کیلئے رحمت و سلامتی کی دعا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ اس غفلت کو معاف کر دے یا اس کی وجہ سے مؤاخذہ کرے۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس موضوع سے متعلقہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے، اس دلالت کی درج ذیل وجوہات ہیں:

(**اولا**) ''پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انھیں عذاب دے اور اگر چاہے تو انھیں بخش دے۔'' یہ جملہ اس وقت کہا جا سکتا ہے، جب واجب کو ترک کیا گیا ہو اور اس کا ترک کرنا معصیت ہو۔

(ثانیا) ''اگر چہ وہ (دوسرے اعمال کے) اجر و ثواب کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائیں۔'' سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور آپ ﷺ پر درود نہیں بھیجے گا، وہ جہنم میں داخل ہونے کا حقدار ہوگا، اگرچہ یہ ممکن ہے کہ اس کے ایمان کے اجر و ثواب کے صلے میں اسے جنت میں داخل کر دیا جائے۔

(ثالثاً) ''تو وہ مردار گدھے جیسی چیز سے اٹھتے ہیں'' یہ تشبیہ تقاضا کرتی ہے کہ ان کا عمل قبیح ہے اور یہ تشبیہ اسی چیز سے متعلقہ ہو سکتی ہے، جو حرام ہو۔

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ متنبہ رہے اور ہر مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور آپ ﷺ پر درود بھیجنے سے غافل نہ ہو جائے، وگرنہ یہ غفلت اس کے لیے نقصان اور حسرت کا باعث بنے گی۔

مناوی نے (فیض القدیر) میں کہا: اس سے مجلس سے کھڑے ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور آپ ﷺ پر درود بھیجنے کی تاکید پیدا ہوتی ہے، اس ذکر و درود کے لیے کوئی الفاظ کہے جا سکتے ہیں، ذکر کی کامل ترین صورت دعائے کفارۂ مجلس ہوگی: ((سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔)) ''اور درود بھیجنے کے لیے تشہد والا درود پڑھا جائے۔'' (صحیحہ: ۸۰) درود و سلام کے لیے دوسرے صیغے بھی

استعمال کیے جا سکتے ہیں، جیسے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(٥٤١١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيَّانِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: مَنْ خَيْرُ الرِّجَالِ يَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ طَالَ عُمْرُهُ، وَحَسُنَ عَمَلُهُ۔)) وَقَالَ الْآخَرُ: إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيْنَا، فَبَابٌ نَتَمَسَّكُ بِهِ جَامِعٌ، قَالَ: ((لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ١٧٨٣٢)

سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو بدّو، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے کہا: اے محمد! مردوں میں سے بہترین کون ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کی عمر لمبی ہو اور عمل نیک ہو۔'' دوسرے بدّو نے کہا: اسلام کے تقاضے تو بہت زیادہ ہیں، اگر کوئی ایک جامع سا عمل ہو جائے اور ہم پابندی سے اس پر عمل کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔''

فوائد:...... ''اسلام کے تقاضے تو بہت زیادہ ہیں'' وہ آدمی یہ کہنا چاہتا ہے کہ مسلمان کے اسلام کی صداقت پر دلالت کرنے والے اسلام کے شعبہ جات بہت زیادہ ہے، ہم ان سب پر عمل نہیں کر سکتے اور علم نہ ہونے کی وجہ سے افضل شعبوں کا انتخاب کرنا بھی ہمارے لیے دشوار ہے، اس لیے کسی جامع عمل پر ہماری رہنمائی کر دی جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عام لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو سامنے رکھ کر اہل علم سے رہنمائی حاصل کریں اور حسبِ استطاعت نیک عمل کریں۔

(٥٤١٢)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ: أَيُّ الْجِهَادِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: ((أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا۔)) قَالَ: فَأَيُّ الصَّائِمِينَ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: ((أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا۔)) ثُمَّ ذَكَرَ لَنَا الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالْحَجَّ وَالصَّدَقَةَ كُلُّ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا: کون سا جہاد زیادہ اجر والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہو۔'' اس نے کہا: کون سے روزے دار زیادہ اجرؔ والے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہو۔'' پھر اس نے نماز، زکاۃ، حج اور صدقہ کے بارے میں اسی طرح کے سوالات کیے اور رسول اللہ ﷺ نے یہی جواب دیا کہ ''جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہو۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو حفص! ذکر کرنے

(٥٤١١) اسناده صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٣٢٩، ٣٣٧٥، وابن ماجه: ٣٧٩٣ (انظر: ١٧٦٨٠)

(٥٤١٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زبان بن فائد، وسهل بن معاذ في رواية زبان عنه، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٤٠٧ (انظر: ١٥٦١٤)

لِعُمَرَ ﷺ: ((يَا أَبَا حَفْصٍ ذَهَبَ الذَّاكِرُونَ بِكُلِّ خَيْرٍ۔)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجَلْ۔)) (مسند أحمد: ١٥٦٩٩)

والے تو ہر قسم کی خیر لے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں بالکل۔''

(٥٤١٣)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ)) (مسند أحمد: ١١٦٩٧)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اتنی کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کہ لوگ تم کو پاگل کہیں۔''

فوائد:...... عبادت کی کیفیت وکمیّت کا تعین ہو چکا ہے، نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام کی عبادات کے نمونے اوران میں ان کا رونا اور گڑگڑانا ہمارے سامنے ہے، ان ہی کی اقتداء کرنی چاہیے، عام دنیا دار لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ عبادت گزار لوگوں کی عبادتوں سے مذاق کرتے رہتے ہیں۔

(٥٤١٤)۔ عَنِ ابْنِ يَعْقُوبَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَنِ الْمُفَرِّدُونَ؟ قَالَ: ((الَّذِينَ يُهْتَرُونَ فِي ذِكْرِ اللّٰهِ)) (مسند أحمد: ٨٢٧٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مفردون سبقت لے گئے ہیں۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ رسول! مفردون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے دلدادہ ہوتے ہیں۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ حِلَقِ الذِّكْرِ وَمَجَالِسِهِ فِي الْمَسَاجِدِ
ذکر کے حلقوں کی اور مساجد میں لگائی گئی اس کی مجلسوں کی فضیلت کا بیان

(٥٤١٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا۔)) قَالُوْا: وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((حِلَقُ الذِّكْرِ)) (مسند أحمد: ١٢٥٥١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم لوگ جنت کے باغیچوں کے پاس سے گزرو تو استفادہ کر لیا کرو۔'' لوگوں نے پوچھا: جنت کے باغیچوں سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجالسِ ذکر۔''

فوائد:...... جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جا رہا ہو، وہاں بیٹھنا روح کے لیے مفید ہے۔ وعظ ونصیحت کی مجلسیں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ایک صورت ہیں، اس لیے سنجیدگی کے ساتھ ان میں بیٹھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(٥٤١٣) تخريج: اسناده ضعيف، دراج يضعف فى روايته عن ابى الهيثم، أخرجه ابويعلى: ١٣٧٦، وابن حبان: ٨١٧، والحاكم: ١/ ٤٩٩ (انظر: ١١٦٧٤)

(٥٤١٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الترمذى: ٣٥٩٦ (انظر: ٨٢٩٠)

(٥٤١٥) تخريج: حسن، قاله الالبانى، أخرجه الترمذى: ٣٥١٠ (انظر: ١٢٥٢٣)

(٥٤١٦)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوْا: آللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي، وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: ((مَا أَجْلَسَكُمْ؟)) قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَنَحْمَدُهُ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ، قَالَ: ((آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ؟)) قَالُوْا: آللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذٰلِكَ، قَالَ: ((أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَإِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ۔)) (مسند أحمد: ١٦٩٦٠)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں لگی ہوئی ایک مجلس کے پاس آئے اور کہا: کس چیز نے تم لوگوں کو بٹھایا ہوا ہے؟ انھوں نے کہا: ہم بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! کیا واقعی تم کو صرف اس چیز نے بٹھایا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہیں، انھوں نے کہا: میں نے کسی تہمت کی وجہ سے تم سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا اور کوئی نہیں ہے جو آپ ﷺ کے قریب بھی ہو اور احادیث بھی کم بیان کرے، ما سوائے میرے، بہرحال ایک دن رسول اللہ ﷺ صحابہ کے ایک حلقے کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کس چیز نے تمہیں بٹھایا ہوا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہم بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس وجہ سے اس کی تعریف کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں ہدایت دی ہے اور آپ کے ذریعے ہم پر احسان کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! کیا واقعی تم کو صرف اس چیز نے بٹھایا ہوا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی اللہ کی قسم! ہم صرف اسی عمل کی وجہ سے بیٹھے ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! میں نے کسی تہمت اور شک کی وجہ سے تم سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا، دراصل بات یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔''

فوائد:...... سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے اور کاتبِ وحی بھی تھے، اس طرح سے رسول اللہ ﷺ کے ہاں ان کا مقام و مرتبہ تھا۔

(٥٤١٧)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٥٤١٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٠١ (انظر: ١٦٨٣٥)

(٥٤١٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف دراج في روايته عن ابي الهيثم، أخرجه ابويعلى: ١٠٤٦، وابن حبان: ٨١٦ (انظر: ١١٦٥٢)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُولُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: سَيُعْلَمُ أَهْلُ الْجَمْعِ مِنْ أَهْلِ الْكَرَمِ۔)) فَقِيلَ: وَمَنْ أَهْلُ الْكَرَمِ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((مَجَالِسُ الذِّكْرِ فِي الْمَسَاجِدِ۔)) (مسند أحمد: ١١٦٧٥)

نے فرمایا: ''ربّ تعالیٰ روزِ قیامت فرمائیں گے: ساری مخلوقات میں سے اہل کرامت کو پہچان لیا جائے گا۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اہل کرامت سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجدوں میں منعقد ہونے والی مجالسِ ذکر والے لوگ۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذِّكْرِ الْخَفِيِّ
ذکرِ خفی کا بیان

(٥٤١٨)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ، وَخَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِي)) (مسند أحمد: ١٤٧٧)

سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین ذکر مخفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے، جس سے گزارا ہو جائے۔''

فوائد:...... مختلف اشخاص اور احوال کے اعتبار سے مخفی یا جہری ذکر فضیلت والا قرار دیا جا سکتا ہے، اگر ریاکاری کا خطرہ نہ ہو اور غافل لوگوں کو سبق حاصل ہو رہا ہو تو جہری ذکر افضل ہوگا اور اگر ریاکاری کا شبہ ہو یا نمازیوں پر تشویش ہو رہی ہو تو سرّی ذکر افضل ہوگا، بہرحال سرّی عمل کی فضیلت اور حکمت مسلم ہے۔

(٥٤١٩)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ، فَجَعَلْنَا لَا نَصْعَدُ شَرَفًا، وَلَا نَعْلُو شَرَفًا، وَلَا نَهْبِطُ فِي وَادٍ إِلَّا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِيرِ، قَالَ: فَدَنَا مِنَّا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ مَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّمَا تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا، إِنَّ الَّذِي تَدْعُونَ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهِ، يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ! أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَةً مِنْ

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں تھا، جب ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے اور بلند ہوتے اور کسی وادی میں اترتے تو بلند آواز سے تکبیرات پڑھتے، رسول اللہ ﷺ ہمارے قریب ہوئے اور فرمایا: ''لوگو! اپنے نفسوں پر نرمی کرو، بیشک تم لوگ ایسی ذات کو نہیں پکار رہے جو بہری یا غائب ہو، بلکہ تم سننے والی اور دیکھنے والی ذات کو پکار رہے ہو، بیشک تم جس ذات کا ذکر کر رہے ہو، وہ تمہاری سواری کی گردن سے زیادہ تمہارے قریب ہے، اے عبد اللہ! کیا میں تجھے ایسے کلمے کی تعلیم نہ دوں، جو جنت کے خزانوں میں سے ہے؟ وہ کلمہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

(٥٤١٨) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن عبد الرحمن بن ابی لبيبة ضعيف، ثم هو لم يدرك سعدا، أخرجه ابويعلى: ٧٣١، وابن ابی شيبة: ١٠/ ٣٧٥ (انظر: ١٤٧٧)

(٥٤١٩) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٦١٠، ومسلم: ٢٧٠٤ (انظر: ١٩٥٩٩)

كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔)) (مسند أحمد: ١٩٨٢٨)

اِلَّا بِـالـلّٰه'' (برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے) ہے۔''

فوائد:...... انسان اس ذکر کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کرتا ہے کہ جب وہ نیکیوں والے کام کرتا ہے اور برائیوں سے بچتا ہے، تو اس میں اس کا کوئی ذاتی کمال نہیں، بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی تائید و توفیق سے ہو رہا ہوتا ہے۔ خزانے سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح مال کا خزانہ عمدہ اور نفیس چیز ہوتی ہے، اسی طرح یہ ذکر بھی عمدہ ہے اور اس کا اجر و ثواب جنت میں داخل کرنے والا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ اَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى
اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی فضیلت کا بیان

(٥٤٢٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، إِنَّهُ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ۔)) (مسند أحمد: ٧٤٩٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، یعنی ایک کم سو، جس نے ان کو یاد کر لیا، وہ جنت میں داخل ہو گا، بیشک اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔''

فوائد:...... امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمائے مبارکہ کو حُسْنٰی (بہت اچھے) قرار دیا ہے، کیونکہ یہ سننے میں بھی حسین لگتے ہیں، دلوں میں بھی ان کا حسن پایا جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، کرم، سخاوت، رحمت اور فضل جیسی صفات پر دلالت کرتے ہیں۔

(٥٤٢١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا كُلَّهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (مسند أحمد: ١٠٥٣٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے ننانوے یعنی ایک کم سو نام ہیں، جس نے وہ سارے یاد کر لیے، وہ جنت میں داخل ہو گا۔''

فوائد:...... صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((لَا يَحْفَظُهَا اَحَدٌ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِهِ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) ......''جو آدمی ان ناموں کو زبانی یاد کر لے گا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔'' یاد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے معانی و مفاہیم کو سمجھنا بھی ضروری ہو گا۔ مختلف دلائلِ شرعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ ننانوے سے کہیں زیادہ ہیں، اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کے کم از کم ننانوے نام یاد کر لے گا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(٥٤٢٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤١٠، ومسلم: ٢٦٧٧ (انظر: ٧٥٠٢)

(٥٤٢١) تخريج: حديث صحيح، وانظر الحديث السابق، أخرجه ابن ماجه: ٣٨٦٠ (انظر: ١٠٥٣٢)

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ صِيَغٍ مَخْصُوْصَةٍ
ذکر کے مخصوص کلمات کی فضیلت کے ابواب

بَابُ فَضْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی فضیلت کا بیان

(٥٤٢٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْإِيمَانُ أَرْبَعَةٌ وَسِتُّونَ بَابًا، أَرْفَعُهَا وَأَعْلَاهَا قَوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ۔)) (مسند أحمد: ٨٩١٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے چونسٹھ شعبے ہیں، ان میں بلند ترین اور سب سے اعلی شعبہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سب سے ادنی شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔''

فوائد:...... ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' جو کہ ایمان کی سب سے افضل شاخ ہے، سے توحیدِ الوہیت ثابت ہوتی ہے، یعنی کائنات میں بسیرا کرنے والوں کا ایک ہی سچا اور برحق معبود ہے، جس کا نام ''اَللّٰہ'' ہے، اس کے علاوہ جن معبودوں کا تصور دنیا میں پایا جاتا ہے وہ بے بنیاد، بے تاثیر، بے اختیار، بے حقیقت اور باطل ہیں۔ اس کلمہ کی فضیلت کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۵۴۳۰)

انسانیت کو کسی قسم کی تکلیف اور نقصان وغیرہ سے بچانا، اتنا عظیم عمل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے ایمان کا ایک حصہ قرار دیا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی وقت کی بات ہے کہ ایک آدمی کسی راستے سے گزر رہا تھا، اس راستے پر جھکی ہوئی ایک کانٹے دار شاخ تھی (جس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی تھی) اس آدمی نے اسے کاٹ دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر فرمائی اور اسے بخش دیا۔'' (بخاری: ۶۵۲، مسلم: ۱۹۱۴) عصر حاضر میں اس بابرکت عمل کے برعکس بالعموم اور بالخصوص شادی بیاہ کے موقع پر گزرگاہوں کو تنگ یا بند کر دیا جاتا ہے یا بعض دوکاندار اور کوٹھیوں کے مالک تجاوزات سے کام لیتے ہیں یا بعض اوباش کھیلنے اور مجلس لگانے کیلئے سڑکوں کا انتخاب کرتے ہیں، ان تمام قابل مذمت

(٥٤٢٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٩، ومسلم: ٣٥ (انظر: ٨٩٢٦)

حرکتوں سے گزرنے والوں کو شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن) یہ حرکتیں اللہ کی رحمت سے دوری کا سبب اور اخلاقی پستی کی آئینہ دار ہیں۔

ایک روایت میں ''بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ'' (تہتر چوہتر) کے الفاظ ہیں، ہم ان ہی الفاظ کو سامنے رکھ کر بحث کریں گے۔

حدیثِ مبارکہ میں مذکورہ تہتر چوہتر شعبے کون سے ہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: قاضی عیاض کہتے ہیں: بعض علماء وفقہاء نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق ان شعبوں کا تعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہرحال کسی کے اجتہاد کے حق میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ حدیث کے مرادی معانی کے عین مطابق ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان شعبہ جات کی تفصیل کا علم نہ ہو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑھتا۔

(میں ابن حجر کہتا ہوں:) ان شعبوں کا تعین کرنے والے کسی ایک انداز پر جمع نہ ہو سکے، البتہ امام ابن حبان کا طریقہ اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے: ان شعبوں کا مصدر درج ذیل تین اعمال ہیں:

(۱) قلبی اعمال، (۲) قولی اعمال اور (۳) بدنی اعمال

قلبی اعمال میں اعتقادات اور نیّات داخل ہیں، جو درج ذیل چوبیس خصلتوں پر مشتمل ہیں:

اللہ تعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، تقدیر پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان، اللہ تعالیٰ سے محبت، اس کی ذات کی خاطر کسی سے محبت یا نفرت، جس میں آپ ﷺ سے محبت اور آپ کی تعظیم اور آپ کی سنت کی پیروی بھی داخل ہے، اخلاص (اس میں ریا کاری و نفاق کو ترک کرنا بھی داخل ہے)، توبہ، خوف، رجا، شکر، وفا، صبر، رضا بالقضا، توکل، رحمت، تواضع، تکبر اور عجب کو ترک کرنا، حسد اور کینہ ترک کرنا اور غیظ وغضب کو ترک کرنا۔

قولی اعمال سات اجزا پر مشتمل ہیں:

توحید کا اقرار، تلاوتِ قرآن، علم شرعی سیکھنا اور سکھانا، دعا، ذکر و استغفار، لغو سے اجتناب۔

بدنی اعمال اڑتیس خصائل پر مشتمل ہیں:

ان میں سے درج ذیل پندرہ اعیان کے ساتھ خاص ہیں:

حسی اور حکمی طہارت (نجاستوں سے اجتناب کا تعلق بھی اسی شق کے ساتھ ہے)، پردہ، فرضی و نفلی نماز، فرضی و نفلی صدقہ و زکوۃ، غلاموں کو آزاد کرنا، سخاوت، نفلی و فرضی روزے، حج و عمرہ، طواف، اعتکاف، شبِ قدر کی تلاش، دین کی حفاظت، نذر پورا کرنا، بہتر قسم کا انتخاب اور کفاروں کی ادائیگی۔

درج ذیل چھ کا تعلق اتباع سے ہے:

نکاح اور اہل و عیال کے حقوق کی ادائیگی، والدین کے ساتھ حسن سلوک، تربیتِ اولاد، صلہ رحمی، آقاؤں کی اطاعت اور غلاموں سے نرمی۔

اور درج ذیل سترہ امور عوام الناس سے متعلقہ ہیں:

عدل والی امارت کا قیام، جماعت کی پیروی، امرا کی اطاعت، لوگوں کے مابین اصلاح کروانا، نیکی والے امور پر معاونت، نفاذِ حدود، جہاد، ادائیگیٔ امانت، قرضہ چکانا، پڑوسی کی عزت کرنا، حسنِ معاملہ، مال کو اس کے مناسب مقام پر خرچ کرنا، سلام کا جواب، چھینکنے والے کو ''یرحمک اللہ'' کہنا، لوگوں کو تکلیف نہ دینا، لغو سے اجتناب کرنا اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا۔

یہ کل انہتر خصائل ہیں، اگر بعض امور کو بعض میں ضم نہ کیا جائے تو ان کی تعداد اناسی بن سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ۱/۶۷)

یہ حدیث مبارکہ اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اعمال، ایمان کا جز ہیں، اس حدیث سے مرجہ جیسے باطل فرقوں کا ردّ ہوتا ہے جنہوں نے اعمال صالحہ کو ایمان کی حقیقت سے خارج کر دیا، نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ممکن ہے، کیونکہ ان تمام شعبوں اور شاخوں پر عمل پیرا ہونے یا نہ ہونے میں مسلمانوں میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔

(٥٤٢٣)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَوْصِنِي، قَالَ: ((إِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَأَتْبِعْهَا حَسَنَةً تَمْحُهَا۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمِنَ الْحَسَنَاتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، قَالَ: ((هِيَ أَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ۔)) (مسند أحمد: ٢١٨١٩)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے وصیت کریں، آپ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر، تاکہ وہ برائی کے اثر کو مٹا دے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بھی نیکی ہے؟ آپ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تو سب سے زیادہ فضیلت والی نیکی ہے۔''

(٥٤٢٤)۔ عن عُثْمَانَ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَاذَا يُنْجِينَا مِمَّا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِي أَنْفُسِنَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ‌رضی اللہ عنہ: قَدْ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((يُنْجِيكُمْ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ تَقُولُوْا مَا أَمَرْتُ عَمِّي أَنْ يَقُولَهُ فَلَمْ يَقُلْهُ۔)) (مسند أحمد: ٣٧)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری خواہش تھی کہ کاش میں نے رسول اللہ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس عمل کے بارے میں دریافت کر لیا ہوتا جو ہمیں ان (وسوسوں اور مذموم امور) سے نجات دلاتا، جو شیطان ہمارے نفسوں میں ڈال دیتا ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جو آپ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا اور آپ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا تھا: ''تم کو ان امور سے اس کلمے کا ذکر نجات دلائے گا، جو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا، لیکن اس نے وہ کلمہ نہیں پڑھا تھا۔''

(٥٤٢٣) تخريج: حسن لغيره، أخرج الشطر الاول منه الترمذي: ١٩٨٧ (انظر: ٢١٤٨٧)

(٥٤٢٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ١٣٣ (انظر: ٣٧)

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے جو کلمہ اپنے چچا ابو طالب پر پیش کیا تھا، وہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" تھا۔ حدیث نمبر (۵۴۳۰) سے کلمہ طیبہ کی اہمیت کا اندازہ ہو گا۔

(٥٤٢٥)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) فَقَالَ رضی اللہ عنہ: تَوَفَّى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ عَنْ نَجَاةِ هٰذَا الْأَمْرِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَنْتَ أَحَقُّ بِهَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا نَجَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِي عَرَضْتُ عَلٰى عَمِّي فَرَدَّهَا عَلَيَّ فَهِيَ لَهُ نَجَاةٌ۔)) (مسند أحمد: ٢٠)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وفات دے دی، جبکہ ابھی تک ہم نے یہ سوال ہی نہیں کیا تھا کہ اس امر کی نجات کیا ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا، میں اٹھ کر ان کے پاس چلا گیا اور کہا: میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، تم ہی اس چیز کے زیادہ مستحق تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس امر کی نجات کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ سے وہ کلمہ قبول کر لیا، جو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا، لیکن اس نے اس کو قبول نہیں کیا تھا، تو یہ کلمہ اس کے لیے نجات ہو گا۔''

فوائد:...... امر سے مراد وہ وسوسے اور شرّ کی انواع ہیں، جو شیطان بندوں کے نفسوں میں ڈالتا ہے، چونکہ سب سے زیادہ فضیلت والا، بخشش کا ذریعہ بننے والا، توحید کو ثابت کرنے والا اور شرک کی نفی کرنے والا ذکر "لَا اِلٰـــــہَ اِلَّا اللّٰہُ" ہے، اس لیے ایسے عظیم ذکر سے ہی شیطان اور اس کے وسوسوں سے بچا جا سکتا ہے۔

(٥٤٢٦)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔)) (مسند أحمد: ١١٠٠٦)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قریب الموت لوگوں کو "لَا اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰـہُ" کی تلقین کیا کرو۔''

فوائد: معلوم ہوا کہ قریب الموت لوگوں کو "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کی تلقین کرنی چاہئے۔ عوام الناس میں مشہور کر دیا گیا ہے کہ قریب المرگ آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھنا چاہئے، اسے تلقین نہیں کرنی چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تلقین قبول کرنے سے انکار کر دے۔

یہ محض عوامی خیال ہے، جو حدیث کے متصادم ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ثابت قدمی اور استقامت نصیب کرتا ہے، حدیث کے واضح الفاظ موجود ہیں کہ ایسے لوگوں کو تلقین کی جائے۔

اگر عوام کا یہ خیال درست ہی سمجھا جائے تو ایسا شخص کلمہ پڑھنے والوں کو یہ بھی تو کہہ سکتا ہے کہ تم لوگوں نے کیا شور

(٥٤٢٥) تخريج: صحيح بشواهده (انظر: ٢٠)

(٥٤٢٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٩١٦ (انظر: ١٠٩٩٣)

برپا کر رکھا ہے۔ اس صورت میں بھی اس کا انکار لازم آئے گا۔ دراصل اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ایسی تلقین قبول کرنے کی توفیق سے نوازتا ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم حدیث پر عمل کریں، ان شاء اللہ اس کے عمدہ نتائج برآمد ہوں گے۔

(٥٤٢٧)۔ عَنْ زَاذَانَ أَبِي عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ لُقِّنَ عِنْدَ الْمَوْتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند أحمد: ١٥٩٨٩)

ابو عمر زاذان ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو موت کے وقت لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کر دی گئی، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔“

(٥٤٢٨)۔ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيَلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ، فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ أُحَدِّثُهُ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَيْقَظَ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ، قَالَ: ((وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ۔)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ، قَالَ: ((وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ)) ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: ((عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ ؓ۔)) قَالَ: فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ ؓ يَجُرُّ إِزَارَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ ؓ، قَالَ: فَكَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ بِهٰذَا بَعْدُ وَيَقُوْلُ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ ؓ۔ (مسند أحمد: ٢١٧٩٨)

سیدنا ابو ذر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، جبکہ آپ ﷺ نے سفید کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے اور آپ ﷺ سو رہے تھے، میں پھر آپ ﷺ کے پاس گفتگو کرنے کے لیے گیا، لیکن اس بار بھی آپ ﷺ سو رہے تھے، جب میں تیسری دفعہ آپ ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے، میں بھی جا کر آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو بندہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہے اور اسی پر فوت ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ میں نے کہا: اگر چہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر چہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔“ میں نے پھر کہا: اگر چہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ تین بار ایسے ہی ہوا، چوتھی بار آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو ذر کا ناک خاک آلود ہونے پر۔“ سیدنا ابو ذر ؓ ازار کو گھسیٹتے ہوئے وہاں سے نکلے اور یہ کہہ رہے تھے: اگر چہ ابو ذر کا ناک خاک آلود ہو جائے، پھر وہ جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو اس کے آخر میں کہتے: اگر چہ ابو ذر کا ناک خاک آلود ہو جائے۔

فوائد:...... اس حدیث میں خوارج اور معتزلہ جیسی بدعتی فرقوں کا ردّ ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ توبہ کے بغیر مرنے والا کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

(٥٤٢٧) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٣٨٤٢(انظر: ١٥٨٩٤)

(٥٤٢٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٢٧، ومسلم: ٩٤(انظر: ٢١٤٦٦)

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اس حدیثِ مبارکہ میں صرف ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ زنا اور چوری جیسے بدترین جرائم کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے، یہ جرائم کبیرہ گناہ ہیں اور آپ ﷺ نے ان کی بڑی مذمت بیان کی ہے، جب بعض صحابۂ کرام ان جرائم کے مرتکب ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو حدیں لگائی، جبکہ وہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا اقرار کرنے والے پاکیزہ لوگ تھے۔

سلف صالحین کا نظریہ یہ ہے کہ شرک کے علاوہ ہر گناہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے، اگر اس نے چاہا تو بخش دے گا اور چاہا تو اس کی سزا دے کر جنت میں داخل کرے گا۔

جن احادیث میں کسی عمل کی فضیلت یا کسی برائی کی مذمت کی جا رہی ہوتی ہے، بہتر یہ ہے کہ ان کی تاویل نہ کی جائے اور ان کے موضوع اور مقصد کو سمجھنے کی کوشش کی جائے، جیسے اس حدیث کا موضوع کلمۂ توحید کی فضیلت ہے۔

(٥٤٢٩)۔ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا، لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ، كُتِبَتْ لَهُ أَرْبَعُونَ أَلْفَ حَسَنَةٍ۔)) (مسند أحمد: ١٧٠٧٦)

سیدنا تمیم داری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ دعا دس بار پڑھی: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا، لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ (نہیں ہے، کوئی معبود برحق، ما سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے، بے نیاز ہے، اس کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ اولاد اور اس کا کوئی ہمسر نہیں) اس کے لیے چالیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔''

فوائد:...... ہم نے ''صَمَد'' کے معانی بے نیاز کے کیے ہیں، اس لفظ کے مزید معانی یہ ہیں:

۱۔ سردار، بڑا، عظیم اور بادشاہ ہے، جس پر سرداری، بڑائی، عظمت اور بادشاہت کی انتہا ہو جاتی ہے۔

۲۔ وہ ذات جس کو ہمیشہ ہمیشہ تک بقا ہو

۳۔ وہ ذات جس کا حاجات وضروریات میں قصد کیا جاتا ہے۔

(٥٤٣٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ طَيَالِسَةٍ مَكْفُوفَةٌ بِدِيبَاجٍ أَوْ مَزْرُورَةٌ بِدِيبَاجٍ، فَقَالَ: إِنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا يُرِيدُ أَنْ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ ایک بدّو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس نے سبز شال کا جبہ پہنا ہوا تھا، اس کو ریشم کے ساتھ بند کیا گیا تھا، اس نے کہا: تمہارا یہ ساتھی چاہتا ہے کہ چرواہوں کو بلند کر دیا جائے اور گھڑسواروں کو پست

(٥٤٢٩) تخریج: اسناده ضعيف لضعف خليل بن مرة البصري، ولانقطاعه، الازهر بن عبد الله لم يسمع من تميم الداري، أخرجه الترمذي: ٣٤٧٣ (انظر: ١٦٩٥٢)

(٥٤٣٠) اسناده صحيح، أخرجه البزار: ٣٠٦٩، والبخاري في "الادب المفرد": ٥٤٨ (انظر: ٧١٠١)

يَرْفَعَ كُلَّ رَاعٍ اِبْنِ رَاعٍ، وَ يَضَعَ كُلَّ فَارِسٍ بْنِ فَارِسٍ! فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُغْضِبًا فَاَخَذَ مَجَامِعَ جُبَّتِهِ فَاجْتَذَبَهُ وَ قَالَ: ((لَا أَرَى عَلَيْكَ ثِيَابَ مَنْ لَا يَعْقِلُ۔)) ثُمَّ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسَ فَقَالَ: ((اِنَّ نُوْحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا ابْنَيْهِ فَقَالَ: اِنِّيْ قَاصِرٌ عَلَيْكُمَا الْوَصِيَّةَ، آمُرُكُمَا بِاثْنَتَيْنِ وَاَنْهَاكُمَا عَنِ اثْنَتَيْنِ، اَنْهَاكُمَا عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ، وَآمُرُكُمَا بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَاِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ مَا فِيْهِمَا لَوْ وُضِعَتْ فِيْ كِفَّةِ الْخَيْرَاتِ، وَ وُضِعَتْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِي الْكِفَّةِ الْاُخْرٰى كَانَتْ اَرْجَحُ، وَلَوْ اَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا حَلْقَةً فَوُضِعَتْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَلَيْهِمَا لَفَصَمَتْهُمَا اَوْ لَقَصَمَتْهُمَا، وَ آمُرُكُمَا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ فَاِنَّهَا صَلَاةُ كُلِّ شَيْءٍ، وَ بِهَا يُرْزَقُ كُلُّ شَيْءٍ۔)) (مسند احمد: ۷۱۰۱)

کر دیا جائے، نبی کریم ﷺ غصے کی حالت میں کھڑے ہوئے، اس کو سینے والے مقام سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور فرمایا: ''میں تجھ پر بیوقوفوں کا لباس نہ دیکھنے پاؤں۔'' پھر آپ ﷺ واپس آ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''بیشک جب نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انھوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا: میں تم کو وصیت کرنے لگا ہوں، میں تم کو دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو سے ہی منع کرتا ہوں، میں تم کو شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا حکم دیتا ہوں، اگر آسمانوں، زمینوں اور ان کے درمیان والی چیزوں کو نیکیوں والے پلڑے میں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کودوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو دوسرا پلڑا بھاری ہو جائے گا، اور اگر آسمان اور زمین ایک کڑا ہوتے اور پھر ان پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو رکھ دیا جاتا تو یہ کلمہ ان کو توڑ دیتا اور میں تم کو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ کہنے کا حکم دیتا ہوں، کیونکہ یہ ہر چیز کی نماز ہے اور اسی کی وجہ سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔''

فوائد:...... سبحان اللہ! کیا شان ہے اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات اور اس کی صفات پر دلالت کرنے والے کلمات کی۔ اسی لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَكْثِرُوْا مِنْ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَبْلَ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا وَلَقِّنُوْهَا مَوْتَاكُمْ.)) ......''کثرت سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه کی شہادت دیتے رہا کرو، قبل اس کے کہ تمھارے اور اس کے مابین کوئی رکاوٹ حائل ہو جائے اور قریب المرگ لوگوں کو اس کی تلقین کیا کرو۔'' (ابو یعلی: ۱۱/۸، ۶۱۴۷، الصحیحۃ: ۴۶۷) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کیا۔

(۵۴۳۱)۔ عَنْ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنَ الشَّامِ، وَكَانَ يَتْبَعُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ وَيَسْمَعُ قَالَ: كُنْتُ مَعَهُ فَلَقِيَ

ثابت کہتے ہیں: شام کے ایک باشندے نے ہمیں بیان کیا، وہ آدمی سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہتا اور ان کی باتیں سنتا تھا، وہ کہتا ہے: ایک میں ان کے ساتھ تھا کہ وہ

(۵۴۳۱) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرج المرفوع منه ابن ماجه: ۳۸۰۱ (انظر: ۶۸۶۰)

نَوْفًا، فَقَالَ: نَوْفٌ ذُكِرَ لَنَا: أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِمَلَائِكَتِهِ: ادْعُوا لِي عِبَادِي، قَالُوْا: يَا رَبِّ كَيْفَ وَالسَّمٰوَاتُ السَّبْعُ دُونَهُمْ وَالْعَرْشُ فَوْقَ ذٰلِكَ، قَالَ: إِنَّهُمْ إِذَا قَالُوْا: لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اسْتَجَابُوا۔ (مسند احمد: ٦٨٦٠)

نوف کو ملے، نوف نے کہا: ہمیں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا: میرے لیے میرے بندوں کو بلاؤ، انھوں نے کہا: اے ربّ! ان کو کیسے بلایا جائے، جبکہ ان کے سامنے سات آسمان حائل ہیں اور ان کے اوپر عرش ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جب وہ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہیں گے تو وہ جواب دیں گے۔

(٥٤٣٢)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ نَوْفًا وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ يَعْنِي ابْنَ الْعَاصِي اجْتَمَعَا، فَقَالَ نَوْفٌ: لَوْ أَنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا فِيهِمَا وُضِعَ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ وَوُضِعَتْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِي الْكِفَّةِ الْأُخْرٰى لَرَجَحَتْ بِهِنَّ، وَلَوْ أَنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا فِيهِنَّ كُنَّ طَبَقًا مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَخَرَقَتْهُنَّ حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند أحمد: ٦٧٥٠)

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نوف اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ دونوں جمع ہوئے، نوف نے کہا: اگر آسمانوں، زمینوں اور ان کے درمیان والی مخلوقات کو ایک ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کو دوسرے پلڑے میں تو دوسرا پلڑا بھاری ہو جائے گا، اور اگر آسمان، زمین اور ان کے درمیان والی مخلوق کو لوہے کی تہہ بنا دیا جائے اور اس پر لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کو رکھ دیا جائے تو یہ کلمہ اس میں سوراخ کر کے اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ جائے گا۔

(٥٤٣٣)۔ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لَنَا مُعَاذٌ رضی اللہ عنہ فِي مَرَضِهِ: قَدْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا كُنْتُ أَكْتُمُكُمُوهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٣٨٤)

کثیر بن مرہ کہتے ہیں: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مرض الموت کے دوران کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی، میں اس کو تم سے چھپاتا رہا، اب بیان کر دیتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا آخری کلام لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہوگا، اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔''

(٥٤٣٢) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٤٣٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ٢٦٢٥ (انظر: ٢٢٠٣٤)

بَابُ الْاَصْلِ فِي الْاِجْتِمَاعِ عَلَى الذِّكْرِ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ذکر پر اجتماع کرنے کی دلیل کا بیان

(٥٤٣٤)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ، وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ حَاضِرٌ يُصَدِّقُهُ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((هَلْ فِيكُمْ غَرِيبٌ يَعْنِي أَهْلَ الْكِتَابِ)) فَقُلْنَا: لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَأَمَرَ بِغَلْقِ الْبَابِ، وَقَالَ: ((اِرْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ، وَقُولُوا: لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔)) فَرَفَعْنَا أَيْدِيَنَا سَاعَةً ثُمَّ وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ ثُمَّ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُمَّ بَعَثْتَنِي بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ، وَأَمَرْتَنِي بِهَا، وَوَعَدْتَنِي عَلَيْهَا الْجَنَّةَ، وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَبْشِرُوا فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَفَرَ لَكُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٧٢٥١)

یعلی بن شداد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارے سردار شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کی، جبکہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے اور ان کی تصدیق کر رہے تھے، انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں کوئی اجنبی آدمی ہے؟'' آپ ﷺ کی مراد اہل کتاب تھی، ہم نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! پھر آپ ﷺ نے دروازے کو بند کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''اپنے ہاتھوں کو بلند کر لو اور کہو: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔'' پس ہم نے کچھ دیر تک اپنے ہاتھ بلند کیے رکھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ نیچے رکھ دیا اور فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے، اے اللہ! تو نے مجھے اس کلمہ کے ساتھ بھیجا، تو نے مجھے اس کلمہ کا حکم دیا اور مجھ سے اس پر جنت کا وعدہ کیا اور بیشک تو وعدے کی مخالفت نہیں کرتا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوش ہو جاؤ، بیشک اللہ تعالیٰ نے تم کو بخش دیا ہے۔''

(٥٤٣٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((جَدِّدُوا إِيمَانَكُمْ۔)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ نُجَدِّدُ إِيمَانَنَا؟ قَالَ: ((أَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔)) (مسند أحمد: ٨٦٩٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے ایمان کی تجدید کیا کرو۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کیسے اپنے ایمان کی تجدید کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کثرت سے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کہا کرو۔''

فوائد: ...... یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی توحید والوہیت پر مشتمل ہے، آدمی اسی کلمہ کے ذریعے مشرف باسلام ہوتا ہے، اس لیے یہ شہادت دینے سے اللہ تعالیٰ کی معبودیت اور بندے کی عبدیت کا احساس تازہ ہوتا رہتا ہے اور بندے میں نور و

(٥٤٣٤) اسناده ضعيف لضعف راشد بن داود الصنعاني، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧١٦٣ (انظر: ١٧١٢١)
(٥٤٣٥) تخريج: اسناده ضعيف، صدقة بن موسى ضعفه ابن معين وابوداود والنسائي وغيرهم، أخرجه البزار: ٦٦٤ (انظر: ٨٧١٠)

یقین جیسی نعمت کی تجدید ہوتی رہے گی۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیُخْلَقُ فِي جَوْفِ اَحَدِكُمْ كَمَا يُخْلَقُ الثَّوْبُ ، فَاسْاَلُوْا اللّٰهَ اَنْ يُّجَدِّدَ الْاِيْمَانَ فِي قُلُوْبِكُمْ۔)) ...... ''کپڑے کی بوسیدگی کی طرح ایمان بھی تمھارے دل کے اندر بوسیدہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو کہ وہ تمھارے دلوں میں ایمان کی تجدید کرتا رہے۔'' (حاکم: ١/ ٤، صحیحہ: ١٥٨٥)

بلاشک وشبہ انسان زمان و مکان کے مختلف حالات و حوادث سے متأثر ہوتا ہے، بالخصوص اس دور میں جہاں خباثتوں اور نجاستوں کے بھوت رقص کناں ہوں۔ جب مومن حالات سے متأثر ہوتا ہے تو اس کے ایمان میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے میں چاہیے کہ مختلف نیکیوں کے ذریعے اور خاص طور پر خلوت اختیار کر کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو کر اس کو راضی کیا جائے اور ماضی کی کوتاہیاں مدنظر رکھ کر مستقبل میں راہِ مستقیم پر گامزن رہنے کا عزم مصمم کیا جائے۔

(٥٤٣٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَلَّا يَسْأَلَنِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلَ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصَةً مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ۔)) (مسند أحمد: ٨٨٤٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: روزِ قیامت کون لوگ آپ کی سفارش کے زیادہ مستحق ہوں گے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! میرا خیال تھا کہ کوئی آدمی تجھ سے پہلے مجھ سے اس حدیث کے بارے میں سوال نہیں کرے گا، کیونکہ میں نے تیرے اندر حدیث کی حرص پائی ہے، قیامت کے دن میری سفارش کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہوگا، جو اپنی طرف سے اور خلوص کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے گا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ......
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ......کا بیان

(٥٤٣٧)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، مِائَتَيْ مَرَّةٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ لَمْ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایک دن دوسو (٢٠٠) بار یہ ذکر کیا: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (نہیں ہے کوئی معبودِ برحق، مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کیلئے

(٥٤٣٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٧٠ (انظر: ٨٨٥٨)

(٥٤٣٧) تخريج: صحيح، أخرجه الحاكم: ١/ ٥٠٠، والبزار: ٣٠٧٠ (انظر: ٦٧٤٠)

يَسْبِقْهُ أَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَا يُدْرِكُهُ أَحَدٌ بَعْدَهُ إِلَّا بِأَفْضَلَ مِنْ عَمَلِهِ۔)) (مسند أحمد: ٦٧٤٠)

بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو اس سے پہلے گزر جانے والا کوئی آدمی اس سے سبقت نہیں لے جا سکے گا اور بعد والوں میں سے کوئی شخص اس کے مقام کو نہیں پا سکے گا، مگر اس کے عمل سے زیادہ عمل کرکے۔''

(٥٤٣٨)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَنَحَ مِنْحَةَ وَرِقٍ أَوْ مِنْحَةَ لَبَنٍ أَوْ هَدَى زُقَاقًا فَهُوَ كَعِتَاقِ نَسَمَةٍ، وَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فَهُوَ كَعِتَاقِ نَسَمَةٍ۔)) (مسند أحمد: ١٨٧١٠)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چاندی کا عطیہ دیا، یا دودھ کا عطیہ دیا، یا کسی کو راستے کی رہنمائی کر دی تو اس کو ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کہا، وہ بھی ایک گردن آزاد کرنے والے کی طرح ہوگا۔''

فوائد:...... چاندی کے عطیے سے مراد قرض دینا ہے اور دودھ کے عطیے سے مراد یہ ہے کہ دودھ والا جانور کسی کو دے دیا جائے اور کچھ عرصہ تک دودھ کا فائدہ حاصل کرتا رہے اور پھر وہ جانور مالک کو واپس کر دے۔

(٥٤٣٩)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) (مسند أحمد: ٦٩٦١)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ کے دن زیادہ تر یہ دعا کیا کرتے تھے: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔''

فوائد:...... یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی ثناء، توحید اور اس کے لیے قدرت و عظمت کے اقرار پر مشتمل ہے۔

(٥٤٤٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایک دن میں سو (١٠٠) بار یہ کلمہ کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ اس کو دس گردنیں آزاد کرنے

(٥٤٣٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٧٢٠٢ (انظر: ١٨٥١٦)

(٥٤٣٩) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذي: ٣٥٨٥ (انظر: ٦٩٦١)

(٥٤٤٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢٩٣، ٦٤٠٣، ومسلم: ٢٦٩١ (انظر: ٨٨٧٣)

مَرَّةٍ، كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔)) (مسند أحمد: ٨٨٦٠)

کا ثواب ملے گا، اس کے لیے سو (۱۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی، اس سے سو (۱۰۰) برائیاں مٹائی جائیں گی اور یہ عمل شام تک اس کے لیے شیطان سے حفاظت ثابت ہوگا اور کوئی آدمی اس کے عمل سے زیادہ فضیلت والا عمل نہیں لائے گا، مگر وہ جو یہ عمل اس سے زیادہ مقدار میں کرے گا۔''

(٥٤٤١)۔ عَنْ وَاهِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ، قَالَ: ((وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ۔)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ، قَالَ: ((وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ۔)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ، قَالَ: ((وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي الدَّرْدَاءِ۔)) ؓ قَالَ: فَخَرَجْتُ لِأُنَادِيَ بِهَا فِي النَّاسِ، قَالَ: فَلَقِيَنِي عُمَرُ ؓ فَقَالَ: ارْجِعْ فَإِنَّ النَّاسَ إِنْ عَلِمُوا بِهٰذِهِ اتَّكَلُوا عَلَيْهَا، فَرَجَعْتُ فَأَخْبَرْتُهُ ﷺ فَقَالَ ﷺ: ((صَدَقَ عُمَرُ)) ؓ۔ (مسند أحمد: ٢٨٠٣٩)

سیدنا ابو درداء ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ کہے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' میں نے کہا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔'' میں نے پھر کہا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، میں نے کہا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، ابو درداء کا ناک خاک آلود ہونے پر۔'' وہ کہتے ہیں: پس میں وہاں سے نکلا اور لوگوں میں اس حدیث کا اعلان کرنے لگا، سیدنا عمر ؓ مجھے ملے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس چلو، اگر لوگوں کو اس چیز کا علم ہو گیا تو اسی پر توکل کر کے (عمل چھوڑ دیں گے)۔ پس میں لوٹا اور رسول اللہ ﷺ کو بتلایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمر نے سچ کہا ہے۔''

(٥٤٤٢)۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: عَلِّمْنِي كَلَامًا أَقُولُهُ، قَالَ: ((قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا

سیدنا سعد ؓ سے مروی ہے کہ ایک بدّو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: مجھے کچھ کلمات کی تعلیم دیں، تاکہ میں ان کا ورد کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کلمات کہا کرو: لَا إِلٰهَ إِلَّا

(٥٤٤١) صحيح، لكن من حديث ابى ذر دون القصة مع عمر، كما سلف برقم (٥٤٢٨) (انظر: ٢٧٥٦١)

(٥٤٤٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٩٦ (انظر: ١٥٦١)

اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ۔)) خَمْسًا، قَالَ: هٰؤُلَاءِ لِرَبِّي فَمَا لِي؟ قَالَ: ((قُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ۔)) (مسند أحمد: ١٥٦١)

اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ۔ ''یہ پانچ کلمات ہیں، اس نے کہا: یہ کلمات تو میرے ربّ کے لیے ہیں، میرے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے لیے یہ دعا کیا کرو: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ۔ (اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھے رزق دے، مجھے ہدایت دے اور مجھے عافیت دے)۔''

بَابُ فَضْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ..... الخ، اِنَّهَا الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ...... کی فضیلت کا اور ان کے باقیات صالحات ہونے کا بیان

(٥٤٤٣)۔ عَنْ أُمِّ هَانِءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ: مَرَّ بِي ذَاتَ يَوْمٍ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ أَوْ كَمَا قَالَتْ: فَمُرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ وَأَنَا جَالِسَةٌ، قَالَ: ((سَبِّحِي اللّٰهَ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَإِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ رَقَبَةٍ تُعْتِقِينَهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاحْمَدِي اللّٰهَ مِائَةَ تَحْمِيدَةٍ تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ فَرَسٍ مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ تَحْمِلِينَ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَكَبِّرِي اللّٰهَ مِائَةَ تَكْبِيرَةٍ فَإِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ بَدَنَةٍ مُقَلَّدَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ، وَهَلِّلِي اللّٰهَ مِائَةَ تَهْلِيلَةٍ۔)) قَالَ ابْنُ خَلَفٍ: أَحْسِبُهُ قَالَ: ((تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَلَا يُرْفَعُ يَوْمَئِذٍ لِأَحَدٍ عَمَلٌ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ بِمِثْلِ مَا أَتَيْتِ بِهِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٤٥٠)

سیدہ ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں عمر رسیدہ ہوگئی ہوں اور کمزور ہو گئی ہوں، اس لیے مجھے کوئی ایسا بتائیں کہ بیٹھ کر کر لیا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سو(١٠٠) بار سُبْحَانَ اللّٰه کہو، یہ عمل تمہارے لیے اولادِ اسماعیل سے سو گردنیں آزاد کرنے کے برابر ہوگا، سو(١٠٠) دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہو، یہ عمل تمہارے لیے اللہ کے راستے میں سو لگام شدہ اور زین شدہ گھوڑے دینے کے برابر ہوگا، سو(١٠٠) بار اَللّٰهُ اَكْبَر کہو، یہ عمل تیرے لیے ان سو (١٠٠) اونٹوں کے برابر ہوگا، جن کو قلادے ڈال کر حج کے زمانے میں مکہ مکرمہ کی طرف بھیج دیا جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف قبول بھی کر لیے جائیں اور سو(١٠٠) بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو، یہ عمل آسمان و زمین کے درمیانی خلا کو ثواب سے بھر دے گا، اس دن کسی آدمی کا ایسا عظیم عمل اوپر کی طرف نہیں اٹھایا جائے گا، الا یہ کہ وہ اسی طرح کا عمل کرے، جیسے تو نے کیا ہے۔''

(٥٤٤٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابى صالح، أخرجه بنحوه ابن ماجه: ٣٨١٠ (انظر: ٢٦٩١١)

فوائد:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَ خَيْرٌ أَمَلًا﴾ (كهف: ٤٦) ......''اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک از روئے ثواب اور (آئندہ کی) اچھی توقع کے، بہت بہتر ہیں۔''

تمام فرائض و واجبات اور سنن ونوافل، باقیات صالحات ہیں، بلکہ ممنوعہ امور سے اجتناب کرنا بھی عمل صالح ہے، جس پر آخرت میں اجر وثواب ملے گا۔ اس حدیث میں ایک مثال کا ذکر ہے۔

(٥٤٤٤)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ جُرَيٍّ قَالَ الْتَقَى رَجُلَانِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ نِصْفُ الْمِيزَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ، وَالْوُضُوءُ نِصْفُ الْإِيمَانِ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٤٨٧)

جری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بنوسلیم کے دو آدمی صحابی تھے، جب ان دونوں کی ملاقات ہوئی تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰہِ نصف میزان کے برابر ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا ثواب ترازو کو بھر دیتا ہے اور اَللّٰہُ أَکْبَرُ کا ثواب زمین وآسمان کے درمیانے حصہ کو بھرتا ہے، روزہ نصف صبر ہے اور وضو نصف ایمان ہے۔''

(٥٤٤٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا عَلَى الْأَرْضِ رَجُلٌ يَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِلَّا كُفِّرَتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ، وَلَوْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ۔)) (مسند أحمد: ٦٤٧٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین پر جو آدمی یہ کلمات ادا کرتا ہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

(٥٤٤٦)۔ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، أَخْبَرَنَا عَوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ﷺ يَقُولُ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی نے یہ ذکر کیا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ

(٥٤٤٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ٣٥١٩(انظر: ٢٣٠٩٩)
(٥٤٤٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الترمذي: ٣٤٦٠(انظر: ٦٤٧٩)
(٥٤٤٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٠١(انظر: ٥٧٢٢)

اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: اَللّٰہُ أَکْبَرُ کَبِیرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَأَصِیلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ الْکَلِمَاتِ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ إِنِّی لَأَنْظُرُ إِلَیْہَا تَصْعَدُ حَتّٰی فُتِحَتْ لَہَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ۔)) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ مَا تَرَکْتُہَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ، و قَالَ عَوْنٌ: مَا تَرَکْتُہَا مُنْذُ سَمِعْتُہَا مِنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ (مسند أحمد: ۵۷۲۲)

بُکْرَۃً وَأَصِیلًا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کلمات کس نے کہے؟'' اس آدمی نے کہا: جی میں نے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ان کلمات کی طرف دیکھ رہا تھا، یہ چڑھے جا رہے تھے، یہاں تک کہ اس کے آسمان کے لیے دروازے کھول دیئے گئے۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سنی، اس وقت سے میں نے یہ کلمات ترک نہیں کیے۔ عون راوی نے کہا: جب سے میں نے یہ حدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنی، میں نے بھی ان کلمات کی ادائیگی کو ترک نہیں کیا۔

(۵۴۴۷)۔ عَنِ ابْنِ أَبِی أَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ! إِنِّی لَا أَسْتَطِیعُ أَخْذَ شَیْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَعَلِّمْنِی مَا یُجْزِئُنِی، قَالَ: ((قُلْ سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ۔)) قَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ! ہٰذَا لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَا لِی؟ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِی وَارْحَمْنِی وَعَافِنِی وَاہْدِنِی وَارْزُقْنِی۔)) ثُمَّ أَدْبَرَ وَہُوَ مُمْسِکٌ کَفَّیْہِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((أَمَّا ہٰذَا فَقَدْ مَلَأَ یَدَیْہِ مِنَ الْخَیْرِ۔)) (مسند أحمد: ۱۹۳۲۰)

سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، اس لیے آپ مجھے ایسے کلمات سکھلا دیں، جو اس سے مجھے کفایت کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کلمات کہا کرو: سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ۔)) اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کلمات تو سارے اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، میرے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دعا کر لیا کر: اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِی وَارْحَمْنِی وَعَافِنِی وَاہْدِنِی وَارْزُقْنِی (اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا کر)۔'' پھر وہ چلا گیا اور اس نے دونوں ہتھیلیوں کو بند کیا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو خیر و بھلائی سے بھر لیا ہے۔''

(۵۴۴۷) تخریج: حدیث حسن بطرقہ، أخرجہ ابوداود: ۸۳۲ (انظر: ۱۹۱۱۰)

(٥٤٤٨)۔ عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((اسْتَکْثِرُوا مِنَ الْبَاقِیَاتِ الصَّالِحَاتِ۔)) قِیلَ وَمَا ھِیَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ: ((الْمِلَّۃُ۔)) قِیلَ: وَمَا ھِیَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ: ((الْمِلَّۃُ۔)) قِیلَ: وَمَا ھِیَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ: ((الْمِلَّۃُ۔)) قِیلَ: وَمَا ھِیَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ: ((التَّکْبِیرُ وَالتَّھْلِیلُ وَالتَّسْبِیحُ وَالتَّحْمِیدُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ)) (مسند أحمد: ١١٧٣٦)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''باقیات صالحات کا بہت زیادہ ذکر کیا کرو۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دین۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دین۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دین۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تکبیر، تہلیل، تسبیح، تحمید اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ۔''

فوائد:...... باقیات سے مراد یہ ہے کہ یہ کلمات کہنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس یہ محفوظ اور ذخیرہ کر لیے جاتے ہیں، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۵۴۴۳) کے فوائد۔

(٥٤٤٩)۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ ؓ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فِی حَدِیْثٍ لَہُ: ((اَلَا وَإِنَّ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، ھُنَّ الْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ۔)) (مسند أحمد: ١٨٥٤٣)

سیدنا نعمان بن بشیر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ۔ یہ اذکار باقیات صالحات ہیں۔''

(٥٤٥٠)۔ عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ ؓ وَأَبِی ھُرَیْرَۃَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنَ الْکَلَامِ أَرْبَعًا، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ، فَمَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰہِ کُتِبَ لَہُ عِشْرُونَ حَسَنَۃً، وَحُطَّتْ عَنْہُ عِشْرُونَ

سیدنا ابو سعید خدری ؓ اور سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے چار کلمات پسند کیے ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ۔ جس نے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا، اس کے لیے بیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور بیس برائیاں معاف کر دی جائیں گی، جس نے اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہا، اس کے لیے بھی اتنا

(٥٤٤٨) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابویعلی: ١٣٨٤، والطبرانی فی "الدعاء": ١٦٩٦، وابن حبان: ٨٤٠، والحاکم: ١/ ٥١٢ (انظر: ١١٧١٣)

(٥٤٤٩) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ١٨٣٥٣)

(٥٤٥٠) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه البزار: ٣٠٧٤، والنسائی فی "الیوم واللیلة": ٨٤٠ (انظر: ١١٣٠٤)

سَيِّئَةً ، وَمَنْ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلُ ذٰلِكَ ، وَمَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِثْلُ ذٰلِكَ ، وَمَنْ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ كُتِبَ أَوْ كُتِبَتْ لَهُ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً ، وَحُطَّ أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ بِهَا ثَلَاثُونَ سَيِّئَةً.)) (مسند أحمد: ١١٣٢٤)

ثواب ہوگا، جس نے لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا، اس کے لیے بھی اتنا ہی اجر وثواب ہوگا اور جس نے اپنے دل سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہا، اس کے لیے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور تیس برائیاں معاف کر دی جائیں گی۔''

(٥٤٥١)۔ عَنْ اَبِي الصَّالِحِ ، عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَفْضَلُ الْكَلَامِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔)) (مسند أحمد: ١٦٥٢٦)

ابو صالح سے مروی ہے کہ ایک صحابی کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل کلام یہ ہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔''

(٥٤٥٢)۔ حَدَّثَنَا أَنَسٌ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ غُصْنًا فَنَفَضَهُ فَلَمْ يَنْتَفِضْ ثُمَّ نَفَضَهُ فَلَمْ يَنْتَفِضْ ثُمَّ نَفَضَهُ فَانْتَفَضَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ تَنْفُضُ الْخَطَايَا كَمَا تَنْفُضُ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا۔)) (مسند أحمد: ١٢٥٦٢)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شاخ پکڑی، اس کو ہلایا، لیکن اس سے پتے نہ جھڑے، پھر ہلایا، لیکن پھر بھی پتے نہیں جھڑے، پھر اس کو ہلایا تو اس کے پتے جھڑ گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک سُبْحَانَ اللّٰهِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، یہ کلمات غلطیوں کو ایسے زائل کرتے ہیں، جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے۔''

(٥٤٥٣)۔ عَنْ أُمِّهِ حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ ، عَنْ جَدَّتِهَا يُسَيْرَةَ ؓ ، وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ ، قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ! عَلَيْكُنَّ بِالتَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّقْدِيسِ ، وَلَا تَغْفُلْنَ

سیدہ یسیرہ ؓ، جو کہ مہاجر خواتین میں سے تھیں، سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم خواتین سے فرمایا: ''اے مؤمن خواتین! تم تہلیل، تسبیح اور تقدیس کا لازمی اہتمام کیا کرو، اور ان سے غفلت نہ برتو، وگرنہ رحمت کو بھول جاؤ گی اور انگلیوں کی مدد سے ان کلمات کو شمار کیا کرو، کیونکہ انگلیوں

(٥٤٥١) اسناده صحيح ، أخرجه ابن حبان: ٨٣٦، والنسائي في "الكبرى": ١٠٦٧٧ (انظر: ١٦٤١٢)
(٥٤٥٢) تخريج: اسناده حسن ، أخرجه الترمذي: ٣٥٣٣ (انظر: ١٢٥٣٤)
(٥٤٥٣) تخريج: اسناده محتمل للتحسين ، أخرجه ابوداود: ١٥٠١ ، والترمذي ٣٥٨٣ (انظر: ٢٧٠٨٩)

فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ، وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ، فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٦٢٩)

سے سوال کیا جائے گا کیونکہ ان سے پوچھا جائے اور ان کو بلوایا جائے گا۔''

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: وَرَاَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَعْقِدُ التَّسْبِیْحَ، قَالَ ابْنُ قُدَامَه: بِیَمِیْنِهِ۔ ...... میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ سے تسبیحات کو شمار کرتے تھے۔ (ابوداود: ۱۵۰۲، ترمذی: ۳۴۱۱)

(٥٤٥٤)۔ عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ سَلْمَانَ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ صَنْعَاءَ قَالَ: كُنَّا بِمَكَّةَ فَجَلَسْنَا اِلٰى عَطَاءِ نِ الْخُرَاسَانِیِّ اِلٰى جَنْبِ جِدَارِ الْمَسْجِدِ، فَلَمْ نَسْأَلْهُ وَلَمْ یُحَدِّثْنَا، قَالَ: ثُمَّ جَلَسْنَا اِلٰى ابْنِ عُمَرَ ؓ مِثْلَ مَجْلِسِكُمْ هٰذَا، فَلَمْ نَسْأَلْهُ وَلَمْ یُحَدِّثْنَا، قَالَ: فَقَالَ: مَا لَكُمْ لَا تَتَكَلَّمُوْنَ وَلَا تَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ، قُوْلُوْا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، بِوَاحِدَةٍ عَشْرًا، وَبِعَشْرَةٍ مِأَةً مَنْ زَادَ زَادَ اللّٰهُ وَمَنْ سَكَتَ غَفَرَ لَهُ، اَلْحَدِیْثَ۔ (مسند أحمد: ٥٥٤٤)

صنعاء کے ایک آدمی ایوب بن سلمان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم مکہ مکرمہ میں عطاء خراسانی کے پاس مسجد کی دیوار کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، نہ ہم نے ان سے سوال کیا اور نہ انھوں نے ہمیں کچھ بیان کیا، پھر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس اس طرح بیٹھ گئے، جیسے تمہارے پاس بیٹھے ہیں، ان سے بھی نہ ہم نے کوئی سوال کیا اور نہ انھوں نے ہمیں کچھ بیان کیا، بالآخر انھوں نے کہا: تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، نہ تم بات کرتے ہو، نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہو، یہ ذکر کرو: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، اللہ تعالیٰ ایک کلمے کے بدلے دس لکھے گا اور دس کے بدلے سو لکھے گا، جس نے زیادہ ذکر کیا، اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ ثواب دے گا اور جو خاموش ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا، ......۔

فوائد:...... آخری جملہ وضاحت طلب ہے، ''جو خاموش ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا'' اس مقام پر ان الفاظ کا معنی و مفہوم سمجھ نہیں آ رہا، ممکن ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ خاموشی کی فضیلت بیان کر رہے ہوں، جامع ترمذی کی مرفوع روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''وَمَنِ اسْتَغْفَرَ غَفَرَ اللّٰهُ لَه'' (جس نے بخشش طلب کی، اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا)۔

(٥٤٥٥)۔ عَنْ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الْكَلَامِ بَعْدَ الْقُرْآنِ أَرْبَعٌ وَهِيَ مِنَ الْقُرْآنِ، لَا یَضُرُّكَ

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید کے بعد چار کلمات افضل کلام ہیں اور یہ بھی قرآن کریم سے ہی ہیں، تو جس کلمہ سے مرضی شروع کر دے، اس

(٥٤٥٤) تخريج: حديث حسن، أخرجه مختصرا ابوداود: ٣٥٩٨، وابن ماجه: ٢٣٢٠ (انظر: ٥٥٤٤)

(٥٤٥٥) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابن ماجه: ٣٨١١ (انظر: ٢٠٢٢٣)

بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.)) (مسند أحمد: ٢٠٤٨٦)

سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، وہ چار کلمات یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔"

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اَنْوَاعٍ شَتّٰى مِنَ التَّسْبِيْحِ
تسبیح کی مختلف انواع کا بیان

(٥٤٥٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.)) (مسند أحمد: ٧٩٩٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے ایک دن میں سو (١٠٠) بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ کہا، اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔"

(٥٤٥٧)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الْكَلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَا اصْطَفَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِعِبَادِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ.)) (مسند أحمد: ٢١٦٤٦)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کون سا کلام افضل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ کلام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے منتخب فرمایا ہے، یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ۔"

(٥٤٥٨)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدَعْ رَجُلٌ مِنْكُمْ أَنْ يَعْمَلَ لِلّٰهِ أَلْفَ حَسَنَةٍ حِينَ يُصْبِحُ يَقُولُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ فَإِنَّهَا أَلْفُ حَسَنَةٍ، فَإِنَّهُ لَا يَعْمَلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي يَوْمِهِ مِنَ الذُّنُوبِ، وَيَكُونُ مَا عَمِلَ مِنْ خَيْرٍ سِوٰى ذٰلِكَ وَافِرًا.)) (مسند أحمد: ٢٨٠٢٦)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی آدمی صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے لیے ایک ہزار نیکی کرنا نہ چھوڑے، اس کی صورت یہ ہے کہ وہ سو (١٠٠) بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ کہہ دے، یہ ایک ہزار نیکیاں ہیں، اگر اللہ نے چاہا تو وہ بندہ اس دن ایک ہزار گناہ نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ بھی اس کے نیک اعمال اس کے علاوہ وافر مقدار میں ہوں گے ہوگی۔"

(٥٤٥٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٤٠٥، ومسلم: ٢٦٩١ (انظر: ٨٠٠٩)

(٥٤٥٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٣١ (انظر: ٢١٣٢٠)

(٥٤٥٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابى بكر بن عبد الله، أخرجه الطبرانى فى "مسند الشاميين": ١٤٧١، والحاكم: ١/ ٥١٥ (انظر: ٢٧٤٧٨)

(٥٤٥٩)۔ عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ فِي الْيَوْمِ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟)) قَالَ: وَمَنْ يُطِيقُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، وَتُمْحٰى عَنْهُ أَلْفُ سَيِّئَةٍ۔)) (مسند أحمد: ١٤٩٦)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم روزانہ ایک ہزار نیکی کرنے سے عاجز آ گئے ہو؟'' انھوں نے کہا: بھلا کون اتنی نیکیوں کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سو (۱۰۰) بار سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ دیا کرے، اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور ایک ہزار برائیاں مٹا دی جائیں گی۔''

(٥٤٦٠)۔ عَنْ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ نُبِتَ لَهُ غَرْسٌ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٧٣٠)

سہل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کہا، اس کے لیے جنت میں ایک پودا لگا دیا جائے گا۔''

(٥٤٦١)۔ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَتٰى عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غُدْوَةً وَأَنَا أُسَبِّحُ، ثُمَّ انْطَلَقَ لِحَاجَةٍ ثُمَّ رَجَعَ قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ، فَقَالَ: ((مَا زِلْتِ قَاعِدَةً؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ لَوْ عُدِلْنَ بِهِنَّ عَدَلَتْهُنَّ، أَوْ لَوْ وُزِنَّ بِهِنَّ وَزَنَتْهُنَّ، يَعْنِي بِجَمِيعِ مَا سَبَّحْتِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٢٩٤)

سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر کے بعد میرے پاس تشریف لائے اور میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہی تھی، پھر آپ ﷺ کسی کام کے لیے چلے گئے اور نصف النہار کے قریب واپس آئے اور مجھ سے فرمایا: ''کیا تو اسی حالت پر بیٹھی ہوئی (ذکر کر رہی ہے)؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے ایسے کلمات کی تعلیم دوں کہ اگر ان کا تیرے اس ذکر سے وزن کیا جائے تو وہ بھاری ثابت ہوں، وہ کلمات یہ ہیں، یہ کلمات تین تین مرتبہ کہے جائیں گے: سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، ...... الى ...... سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔'' (اگلی حدیث میں ان کلمات کا ترجمہ دیکھ لیں)

(٥٤٥٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٩٨ (انظر: ١٤٩٦)
(٥٤٦٠) تخريج: حديث حسن لغيره (انظر: ١٥٦٤٥)
(٥٤٦١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٢٦ (انظر: ٢٦٧٥٨)

(٥٤٦٢)۔ وَعَنْهَا: خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلّٰی فَجَاءَ هَا فَقَالَتْ: مَا زِلْتُ بَعْدَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَائِبَةً، قَالَ: فَقَالَ لَهَا: ((لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ كَلِمَاتٍ لَوْ وُزِنَّ لَرَجَحْنَ بِمَا قُلْتِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَاءَ نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٣٤)

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد کسی کام کے لیے تشریف لے گئے اور پھر ان کے پاس واپس آئے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے بعد مسلسل ذکر کرتی رہی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد ایسے کلمات کہے کہ اگر ان کا تیرے ذکر کے ساتھ وزن کیا جائے تو وہ بھاری ہو جائیں گے، وہ کلمات یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَاءَ نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔ (اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر، اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنے نفس کی رضامندی کے برابر، اللہ پاک ہے اپنے عرش کے وزن کے برابر، اللہ پاک ہے اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر)۔''

(٥٤٦٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔)) (مسند أحمد: ٧١٦٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں، ترازو میں بھاری ہیں اور رحمن کو بڑے پیارے ہیں، وہ کلمے یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔''

(٥٤٦٤)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الَّذِينَ يَذْكُرُونَ مِنْ جَلَالِ اللّٰهِ مِنْ تَسْبِيحِهِ وَتَحْمِيدِهِ وَتَكْبِيرِهِ وَتَهْلِيلِهِ، يَتَعَاطَفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ، لَهُنَّ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ، يُذَكِّرُونَ بِصَاحِبِهِنَّ،

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگ تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰه)، تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰه) تکبیر (اَللّٰهُ اَكْبَر) اور تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه) کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے جلال کا ذکر کرتے ہیں، تو یہ (اذکار) عرش کے ارد گرد عاجزی کرتے ہیں، شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ

(٥٤٦٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٤٠ (انظر: ٢٣٣٤)
(٥٤٦٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤٠٦، ٦٦٨٢، ومسلم: ٢٦٩٤ (انظر: ٧١٦٧)
(٥٤٦٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الحاكم: ١/ ٥٠٠، وابن ابي شيبة: ١٠/ ٢٨٩ (انظر: ١٨٣٦٢)

أَلا يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ لا يَزَالَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ شَيْءٌ يُذَكِّرُ بِهِ۔)) (مسند أحمد: ١٨٥٥٢)

کی طرح ان کی آواز ہوتی ہے اور یہ اپنے (ذکر کرنے والے) صاحب کا تذکرہ کرتے ہیں۔تو اب کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ تمہارا کوئی ایسا عمل ہو جو (عرش کے پاس) تمھاری یاد دلاتا رہے۔''

فوائد:...... اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی تسبیحات، تکبیرات، تہلیلات اور تحمیدات بیان کرتا ہے تو اس کا یہ عمل مخصوص وجود اختیار کر کے عرش کے اردگرد گھومنا شروع کر دیتا ہے اور ذکر کرنے والے کا تذکرہ کرتا ہے۔

(٥٤٦٥)۔ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا قَبِيصَةُ! مَا جَاءَ بِكَ؟۔)) قُلْتُ: كَبِرَتْ سِنِّي، وَرَقَّ عَظْمِي، فَأَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مَا يَنْفَعُنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ، قَالَ: ((يَا قَبِيصَةُ! مَا مَرَرْتَ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ وَلَا مَدَرٍ إِلَّا اسْتَغْفَرَ لَكَ يَا قَبِيصَةُ! إِذَا صَلَّيْتَ الْفَجْرَ فَقُلْ ثَلَاثًا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ، تُعَافَى مِنَ الْعَمَى وَالْجُذَامِ وَالْفَالِجِ، يَا قَبِيصَةُ! قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِمَّا عِنْدَكَ وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ، وَانْشُرْ عَلَيَّ رَحْمَتَكَ، وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٨٧٨)

سیدنا قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''قبیصہ! کیوں آئے ہو؟'' میں نے کہا: میری عمر بڑی ہو گئی ہے اور ہڈیاں کمزور پڑ گئی ہیں، اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں، تا کہ میں آپ مجھے ایسی چیز کی تعلیم دے دیں، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قبیصہ! تو جس پتھر، درخت اور کچی اینٹ کے پاس سے گزرا، اس نے تیرے لیے بخشش طلب کی، اے قبیصہ! جب تو نمازِ فجر ادا کر لے تو تین بار یہ کلمہ کہہ: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ، تجھے اندھے پن، کوڑھ اور فالج سے عافیت مل جائے گی، اے قبیصہ! یہ دعا کیا کرو: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِمَّا عِنْدَكَ .... وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ۔ (اے اللہ! بیشک میں تجھ سے ان چیزوں کا سوال کرتا ہوں، جو تیرے پاس ہیں، تو مجھ پر اپنا فضل ڈال دے، مجھ پر اپنی رحمت نچھاور کر دے اور مجھ پر اپنی برکات نازل کر دے)۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّحْمِيدِ وَفَضْلِهِ
تحمید اور اس کی فضیلت کا بیان

(٥٤٦٦)۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول

(٥٤٦٥) اسناده ضعيف لابهام الراوى عن قبيصة، أخرجه الطبراني في "الكبير":١٨/ ٩٤٠ (انظر: ٢٠٦٠٢)
(٥٤٦٦) تخريج: اسناده قوى، لكن المحفوظ ان الرجل قال ما قاله من الحمد اثنا الصلاة، أخرجه ابن حبان: ٨٤٥، والنسائي في "عمل اليوم والليلة": ٣٤١(انظر: ١٢٦١٢)

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِی الْحَلْقَةِ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَالْقَوْمِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَرَدَّ النَّبِیُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ: ((وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔)) فَلَمَّا جَلَسَ الرَّجُلُ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا أَنْ يُحْمَدَ وَيَنْبَغِي لَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ: ((كَيْفَ قُلْتَ؟)) فَرَدَّ عَلَيْهِ كَمَا قَالَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ لَقَدِ ابْتَدَرَهَا عَشَرَةُ أَمْلَاكٍ، كُلُّهُمْ حَرِيصٌ عَلَى أَنْ يَكْتُبَهَا، فَمَا دَرَوْا كَيْفَ يَكْتُبُوهَا حَتَّى رَفَعُوهَا إِلَى ذِی الْعِزَّةِ، فَقَالَ: اُكْتُبُوهَا كَمَا قَالَ عَبْدِی۔)) (مسند أحمد: ١٢٦٣٩)

اللہ ﷺ کے ساتھ ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا، ایک آدمی آیا اور اس نے آپ ﷺ اور دوسرے لوگوں کو سلام کہتے ہوئے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، آپ ﷺ نے یوں اس کا جواب دیا: ''وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔'' جب وہ آدمی بیٹھ گیا تو اس نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا أَنْ يُحْمَدَ وَيَنْبَغِي لَهُ (ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور برکت کی ہوئی تعریف، جیسا ہمارا ربّ چاہتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے اور جیسے اس کے لائق ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے کیسے کہا؟'' اس نے دوہرا کر وہ کلمات آپ ﷺ کو بتائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، دس فرشتے ان کلمات کی طرف لپک رہے تھے، ہر ایک اس بات کا حریص تھا کہ وہ ان کو لکھے، لیکن پھر ان کو یہ سمجھ نہ آ سکی کہ وہ ان کو لکھیں کیسے، پھر وہ یہ کلمات ایسے ہی لے کر عزت والے ربّ کے پاس پہنچ گئے، اور اللہ تعالیٰ نے کہا: تم اسی طرح لکھ دو، جیسے میرے بندے نے کہا ہے۔''

(٥٤٦٧)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ؓ أَنَّهُ أَتَى النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أُصَلِّی إِذْ سَمِعْتُ مُتَكَلِّمًا يَقُولُ: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهُ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهُ، إِلَيْكَ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ عَلَانِيَتُهُ وَسِرُّهُ، فَأَهْلٌ أَنْ تُحْمَدَ، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِی جَمِيعَ مَا مَضَى مِنْ ذَنْبِی، وَاعْصِمْنِی فِيمَا بَقِیَ مِنْ

سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک آدمی کو یہ کلمات ادا کرتے ہوئے سنا: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهُ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهُ، إِلَيْكَ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ عَلَانِيَتُهُ وَسِرُّهُ، فَأَهْلٌ أَنْ تُحْمَدَ، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِی جَمِيعَ مَا مَضَى مِنْ ذَنْبِی، وَاعْصِمْنِی فِيمَا بَقِیَ مِنْ عُمْرِی، وَارْزُقْنِی عَمَلًا زَاكِيًا تَرْضَى بِهِ

(٥٤٦٧) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوی عن حذيفة (انظر: ٢٣٣٥٥)

عُمْرِی، وَارْزُقْنِی عَمَلًا زَاکِیًا تَرْضٰی بِہِ عَنِّی، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((ذَاكَ مَلَكٌ أَتَاكَ یُعَلِّمُكَ تَحْمِیدَ رَبِّكَ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۷٤۷)

عَنِّی۔ (اے اللہ! ساری تعریف تیرے لیے ہے، ساری بادشاہت تیرے لیے ہے، ساری خیر و بھلائی تیرے لیے ہے، سارا معاملہ تیرے طرف لوٹے گا، وہ اعلانیہ ہو یا مخفی، تو اس لائق ہے کہ تیری تعریف کی جائے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! میرے وہ گناہ بخش دے، جو گزر چکے ہیں اور بقیہ عمر میں میری حفاظت فرما اور مجھے زیادہ ثواب والا ایسا عمل عطا کر کہ جس کے ذریعے تو راضی ہو جائے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو فرشتہ تھا جو تیرے پاس آیا اور اس نے تجھے اپنے ربّ کی تحمید کی تعلیم دی۔''

(٥٤٦٨)۔ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءَ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ مَا أَحْصٰی کِتَابُہُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءَ مَا أَحْصٰی کِتَابُہُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ کُلِّ شَیْءٍ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءَ کُلِّ شَیْءٍ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ مِثْلَہَا فَأَعْظَمَ ذٰلِكَ۔)) (مسند أحمد: ۲۲٤۹٦)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ دعا پڑھی: ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اس کی مخلوق کے بھرنے کے بقدر، ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، آسمانوں اور زمین میں موجود مخلوق کی تعداد کے برابر، ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اس چیزوں کے بھراؤ کے بقدر جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ان چیزوں کی تعداد کے برابر جن کو اس کی کتاب نے شمار کیا، ساری تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے، ان چیزوں کے بھراؤ کے بقدر، جن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب نے شمار کیا، ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ہر چیز کی تعداد کے برابر اور ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ہر چیز کے بھراؤ کے بقدر، پھر اسی طرح سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے، تو اس کو بڑا اجر ملے گا۔''

فوائد:...... اس حدیث سے یہ ذکر ثابت ہوتا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءَ مَا

(٥٤٦٨) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۷۹۸۷، والحاکم: ۱/ ۵۱۳، و النسائی فی "عمل الیوم واللیلة": ۱٦٦، وابن خزیمة: ۷۵٤ (انظر: ۲۲۱٤٤)

خَلَقَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَا أَحْصٰى كِتَابُهُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ مَا أَحْصٰى كِتَابُهُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا أَحْصٰى كِتَابُهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا أَحْصٰى كِتَابُهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ۔

(٥٤٦٩)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْقٰى رَجُلًا فَيَقُولُ: ((يَا فُلَانُ كَيْفَ أَنْتَ؟)) فَيَقُولُ: بِخَيْرٍ أَحْمَدُ اللّٰهَ فَيَقُولُ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((جَعَلَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ۔)) فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((كَيْفَ أَنْتَ يَا فُلَانُ؟۔)) فَقَالَ: بِخَيْرٍ إِنْ شَكَرْتُ، قَالَ: فَسَكَتَ عَنْهُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّكَ كُنْتَ تَسْأَلُنِي فَتَقُولُ: جَعَلَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ، وَإِنَّكَ الْيَوْمَ سَكَتَّ عَنِّي، فَقَالَ لَهُ: ((إِنِّي كُنْتُ أَسْأَلُكَ فَتَقُولُ: بِخَيْرٍ أَحْمَدُ اللّٰهَ، فَأَقُولُ: جَعَلَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ، وَإِنَّكَ الْيَوْمَ قُلْتَ: إِنْ شَكَرْتُ، فَشَكَكْتَ فَسَكَتُّ عَنْكَ۔)) (مسند أحمد: ١٣٥٧١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک آدمی کو ملتے اور اس سے پوچھتے: ''اے فلاں! تم کیسے ہو؟ وہ کہتا: خیریت ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتا ہوں، آپ ﷺ اس کو جواب دیتے: ''اللہ تعالیٰ تجھے خیریت کے ساتھ ہی رکھے۔'' پھر ایک دن نبی کریم ﷺ اس کو ملے اور اس سے پوچھا: ''کیسے ہو؟'' اس نے کہا: اگر میں شکر ادا کروں تو خیریت ہی ہے، آپ ﷺ جواباً خاموش رہے، اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! پہلے جب بھی آپ مجھ سے سوال کرتے تو آپ مجھے یہ دعا دیتے کہ اللہ تعالیٰ تجھے خیر کے ساتھ ہی رکھے، لیکن آج آپ خاموش رہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے جب میں تجھ سے سوال کرتا تھا تو تو کہتا تھا کہ خیریت ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں اور میں جواباً کہتا کہ اللہ تعالیٰ تجھے خیریت سے ہی رکھے، لیکن آج تو نے کہا ہے کہ اگر میں شکر ادا کروں تو خیریت سے ہوں، تو تو نے شک کا اظہار کیا، سو میں خاموش رہا۔''

فوائد:...... بندے سے مطلوب یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے اس کی حمد بیان کرے، وہ خوشحال ہو یا تنگ دست، مسرور ہو یا غم زدہ، کیونکہ حمد و شکر، خیر و بھلائی کا سبب بنتے ہیں۔

(٥٤٦٩) تخريج: اسناده ضعيف لسوء حفظ مؤمل بن اسماعيل، والصحيح انه مرسل، أخرجه البيهقي في "الشعب": ٤٤٤٩ (انظر: ١٣٥٣٧)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَفَضْلِهَا

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کے ذکر اور اس کی فضیلت کا بیان

(٥٤٧٠)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ دَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَخْدُمُهُ قَالَ: فَأَتٰى عَلَى النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٥٥٩)

سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے باپ نے مجھے نبی کریم ﷺ کے سپرد کر دیا، تاکہ میں آپ ﷺ کی خدمت کر سکوں، ایک دن وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور میں نے دو رکعت نماز پڑھی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر تیری رہنمائی کروں؟'' میں نے کہا: جی کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے)۔''

(٥٤٧١)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟)) قَالَ: وَمَا هُوَ:؟ قَالَ: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔)) (مسند أحمد: ١٩٩٩٣)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا میں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے پر تیری رہنمائی کروں؟'' انھوں نے کہا: وہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے)۔''

(٥٤٧٢)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ ؓ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔)) (مسند أحمد: ٢١٦٢٣)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابو ذر! کیا میں تیری جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے پر رہنمائی نہ کروں، ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' کہا کرو۔''

(٥٤٧٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(٥٤٧٠) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذى: ٣٥٨١ (انظر: ١٥٤٨٠)

(٥٤٧١) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٦١٠، ومسلم: ٢٧٠٤ (انظر: ١٩٧٥٥)

(٥٤٧٢) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٣٨٢٥ (انظر: ٢١٢٩٨)

(٥٤٧٣) تخريج: صحيح، أخرجه البزار: ٣٠٨٦، والحاكم: ١/ ٢١ (انظر: ٨٤٠٦)

قَالَ: ((أَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ۔)) (مسند أحمد: ٨٣٨٧)

''زیادہ سے زیادہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہا کرو، کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔''

(٥٤٧٤)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ؟)) قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)) (مسند احمد: ٢٢٤٥٠)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں جنت کے دروازوں میں ایک دروازے پر تیری رہنمائی نہ کر دوں؟'' انھوں نے کہا: وہ کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔''

(٥٤٧٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي نَخْلٍ لِبَعْضِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! هَلَكَ الْمُكْثِرُونَ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حَثَا بِكَفِّهِ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ ثُمَّ مَشٰى سَاعَةً، فَقَالَ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟۔)) فَقُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ۔)) ثُمَّ مَشٰى سَاعَةً فَقَالَ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ النَّاسِ عَلَى اللّٰهِ وَمَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ؟۔)) قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَحَقٌّ عَلَيْهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ۔)) (مسند أحمد: ٨٠٧١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اہل مدینہ میں سے ایک آدمی کے باغ میں چل رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! کثیر مال والے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں، مگر جو ایسے ایسے اور ایسے کرے۔'' تین بار آپ ﷺ نے ایسے کیا کہ تمثیل پیش کرتے ہوئے ایک چلو دائیں جانب ڈالا، ایک بائیں جانب اور ایک سامنے اور پھر فرمایا: ''لیکن ایسے مالدار کم ہیں۔'' پھر آپ ﷺ تھوڑے سے چلے اور فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! کیا میں تیری جنت کے خزانوں میں سے ایک پر رہنمائی کر دوں؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ذکر کیا کرو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ۔ (برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور اللہ تعالیٰ سے بچنے کے کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے، مگر اسی کی طرف۔)'' پھر آپ ﷺ تھوڑا سا چلے اور فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں کا اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر کیا حق ہے؟'' میں نے کہا: جی اللہ اور اس کے رسول

(٥٤٧٤) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني: ٢٠/ ٣٧١ (انظر: ٢٢٠٩٩)

(٥٤٧٥) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه البزار: ٣٠٨٩، والحاكم: ١/ ٥١٧ (انظر: ٨٠٨٥)

ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں، جب وہ یہ کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ وہ ان کو عذاب نہ دے۔''

(٥٤٧٦)۔ عَنْ أَبِي بَلْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ لِي نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ كَنْزٍ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ تَحْتَ الْعَرْشِ؟۔)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، قَالَ: ((أَنْ تَقُولَ: لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔)) قَالَ أَبُو بَلْجٍ: وَأَحْسَبُ أَنَّهُ قَالَ: فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: أَسْلَمَ عَبْدِي وَاسْتَسْلَمَ، قَالَ: فَقُلْتُ لِعَمْرٍو: قَالَ أَبُو بَلْجٍ: قَالَ عَمْرٌو: قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَقَالَ لَا إِنَّهَا فِي سُورَةِ الْكَهْفِ ﴿وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾ [الكهف: ٣٩] (مسند أحمد: ٨٤٠٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اللہ کے نبی نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! کیا میں ایسے کلمے پر تمہاری رہنمائی کروں، جو عرش کے نیچے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا یہ کہنا کہ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔'' ابو بلج راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں کہتا ہے: میرا بندہ مطیع اور فرمانبردار ہو گیا ہے۔'' میں نے عمرو سے کہا: ابو بلج کہتے ہیں کہ عمرو نے کہا: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ؟ انھوں نے کہا: نہیں، یہ کلمہ سورۂ کہف میں ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾ ...... ''اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو تو نے یہ کیوں نہ کہا جو اللہ نے چاہا، کچھ قوت نہیں مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔'' (سورۂ کہف: ٣٩)

فوائد: ...... اس کلمہ کے ذریعے آدمی اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے عجز و انکساری کا اظہار کرتا ہے۔

(٥٤٧٧)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ رضي الله عنه أَنَّ

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو اسراء (اور معراج) کرایا گیا، آپ ﷺ

(٥٤٧٦) حديث صحيح، أخرجه البزار: ٣٠٨٦، والنسائي في "عمل اليوم والليلة": ١٣ (انظر: ٨٤٢٦)

(٥٤٧٧) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن عبد الرحمن مجهول الحال، أخرجه ابن حبان: ٨٢١، والطبراني في "الكبير": ٣٨٩٨ (انظر: ٢٣٥٥٢)

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مَرَّ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ: مَنْ مَعَكَ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰذَا مُحَمَّدٌ، فَقَالَ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: مُرْ أُمَّتَكَ فَلْيُكْثِرُوا مِنْ غِرَاسِ الْجَنَّةِ، فَإِنَّ تُرْبَتَهَا طَيِّبَةٌ وَأَرْضَهَا وَاسِعَةٌ، قَالَ: ((وَمَا غِرَاسُ الْجَنَّةِ؟۔)) قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ (مسند أحمد: ٢٣٩٤٨)

ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرے، انھوں نے پوچھا: اے جبریل! تیرے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ محمد (ﷺ) ہیں، ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اپنی امت کو حکم دینا کہ وہ جنت میں زیادہ سے زیادہ پودے لگائیں، پس بیشک اس کی مٹی پاکیزہ اور زرخیز ہے اور اس کی زمین وسیع ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''جنت کے پودے کیا ہیں؟'' انھوں نے کہا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

فوائد:...... انسان اس ذکر کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی وانکساری کا اظہار کرتا ہے کہ جب وہ نیکیوں والے کام کرتا ہے اور برائیوں سے بچتا ہے، تو اس میں اس کا کوئی ذاتی کمال نہیں، بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی تائید وتوفیق سے ہو رہا ہوتا ہے۔

خزانے سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح مال کا خزانہ عمدہ اور نفیس چیز ہوتی ہے، اسی طرح یہ ذکر بھی عمدہ ہے اور اس کا اجر وثواب جنت میں داخل کرنے والا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِسْتِغْفَارِ وَفَضْلِهِ

استغفار اور اس کی فضیلت کا بیان

(٥٤٧٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَكْثَرَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ، جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَمِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ)) (مسند أحمد: ٢٢٣٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کثرت سے استغفار کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر غم سے نجات اور ہر تنگی سے نکلنے کی راہ پیدا کر دے گا اور اس کو وہاں سے رزق دے گا، جہاں سے اس کو وہم وگمان تک نہیں ہوگا۔''

فوائد:...... درج ذیل آیات سے ثابت ہوا کہ رزق کا حصول اور غموں سے نجات استغفار کے فوائد میں سے ہیں:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾ ''اور اے میری قوم! اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ، وہ تم پر بادل بھیجے گا، جو خوب برسنے والا ہوگا۔'' (سورۂ ہود: ٥٢)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا۔ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا۔﴾

(٥٤٧٨) تخريج: اسناده ضعيف، الحاكم بن مصعب مجهول، أخرجه ابوداود: ١٥١٨، وابن ماجه: ٣٨١٩ (انظر: ٢٢٣٤)

''تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگ لو، یقیناً وہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر بہت برستی ہوئی بارش اتارے گا۔'' (نوح: ۱۰،۱۱)

(٥٤٧٩)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ إِبْلِيسَ قَالَ لِرَبِّهِ: بِعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا أَبْرَحُ أُغْوِي بَنِي آدَمَ مَا دَامَتِ الْأَرْوَاحُ فِيهِمْ، فَقَالَ اللّٰهُ: فَبِعِزَّتِي وَجَلَالِي! لَا أَبْرَحُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي)) (مسند أحمد: ١١٢٦٤)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابلیس نے اپنے ربّ سے کہا: تیری عزت اور جلال کی قسم! جب تک بنو آدم میں روحیں موجود رہیں گی، میں ہمیشہ ان کو گمراہ کرتا رہوں گا، اللہ تعالیٰ نے کہا: مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم! جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے، میں ان کو بخشتا رہوں گا۔''

(٥٤٨٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً وَأَتُوبُ إِلَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ٧٧٨٠)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں ایک دن میں ستر بار اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ صفائے قلب اور دل سے مختلف عارضوں اور پردوں کو زائل کرنے کے لیے استغفار کرتے تھے، آپ ﷺ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں آپ ﷺ کا حضور دائمی ہو، لیکن جب آپ ﷺ بشری تقاضوں کی طرف توجہ کرتے، جیسے کھانا پینا وغیرہ، جس سے کمال حضور میں کمی آ جاتی، استغفار کے ذریعے آپ ﷺ اس صورت کا ازالہ کرتے، نیز آپ ﷺ عبدیت کے اظہار کے لیے، ربّ تعالیٰ کے کرم کا فقیر بننے کے لیے اور اپنی امت کو تعلیم دینے کے لیے استغفار کیا کرتے تھے۔ (نَسْأَلُ اللّٰهَ اَنْ يُطَهِّرَنَا مِنَ الذُّنُوبِ وَاَنْ يَسْتُرَ مَا لَنَا مِنَ الْعُيُوْبِ)

(٥٤٨١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعْتُهُ اسْتَغْفَرَ مِائَةَ مَرَّةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، أَوْ

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، میں نے آپ ﷺ کو سنا، آپ نے سو دفعہ بخشش طلب کی اور پھر یہ دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ

(٥٤٧٩) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابويعلى: ١٣٩٩، والحاكم: ٤/ ٢٦١، والطبراني في "الاوسط": ٨٧٨٣(انظر: ١١٢٤٤)

(٥٤٨٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٠٧(انظر: ٧٧٩٣)

(٥٤٨١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه أبوداود: ١٥١٦، والترمذي: ٣٤٣٤، وابن ماجه: ٣٨١٤ (انظر: ٥٣٥٤)

إِنَّكَ تَوَّابٌ غَفُورٌ۔)) (مسند أحمد: ٥٣٥٤)

أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ (اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھ پر رجوع کر، بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے)۔'' ایک روایت میں آخر میں إِنَّكَ تَوَّابٌ غَفُورٌ کے الفاظ ہیں۔

(٥٤٨٢)۔ عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ۔)) (مسند أحمد: ١٨٤٨٠)

سیدنا اغر مزنی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شان یہ ہے کہ میرے دل پر بھی غفلت طاری ہو جاتی ہے اور میں ہر روز سو سو بار اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔''

فوائد:...... دل پر طاری ہونے والی غفلت سے مراد کسی عارضے کی بنا پر ذکر کے تسلسل کا منقطع ہو جانا ہے، آپ ﷺ کا پاکیزہ دل اس انقطاع کو محسوس کر لیتا تھا اور پھر آپ ﷺ اس کا ازالہ کرتے تھے، کثرت کے ساتھ ذکر کرنے والے کو اس حدیثِ مبارکہ کا عملی طور پر تجربہ ہوتا ہے، جب عظیم لوگوں کی عبادت کا وقت دوسرے جائز اور مباح امور میں صرف ہو جاتا ہے تو وہ اپنے مزاج میں اس کمی کو محسوس کرتے ہیں اور پھر اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(٥٤٨٣)۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدَةٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْعَبْدُ آمِنٌ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٤٥٣)

سیدنا فضالہ بن عبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن میں رہتا ہے، جب تک اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہتا ہے۔''

(٥٤٨٤)۔ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ فِي آخِرِ أَمْرِهِ مِنْ قَوْلِ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا لِي أَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ؟ قَالَ: ((إِنَّ رَبِّي

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی آخری زندگی میں کثرت سے یہ ذکر کرتے تھے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، میں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ یہ ذکر بہت کثرت سے کرنے لگ گئے ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میرے رب نے مجھے یہ خبر دی تھی کہ میں عنقریب اپنی امت میں ایک علامت دیکھوں گا اور

(٥٤٨٢) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٧٠٢(انظر: ١٨٢٩١)

(٥٤٨٣) تخریج: حسن بمجموع طريقيه وشاهده (انظر: ٢٣٩٥٣)

(٥٤٨٤) تخریج: أخرجه مسلم: ٤٨٤(انظر: ٢٤٠٦٥)

عَزَّ وَجَلَّ كَانَ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَأَرٰى عَلَامَةً فِي أُمَّتِي، وَأَمَرَنِي إِذَا رَأَيْتُهَا أَنْ أُسَبِّحَ بِحَمْدِهِ وَأَسْتَغْفِرَهُ، إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا فَقَدْ رَأَيْتُهَا ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾۔ [سورة النصر])) (مسند أحمد: ٢٤٥٦٦)

پھر مجھے یہ حکم بھی دیا کہ میں جب اس کو دیکھ لوں تو اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کروں اور اس سے بخشش طلب کروں، بیشک وہ توبہ قبول کرنے کرنے والا ہے، اوراب میں نے وہ علامت ان آیات کی صورت میں دیکھ لی ہے: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ ''جب اللہ کی مدداور فتح آ جائے۔اورتو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے۔تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اوراس سے مغفرت کی دعا مانگ، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' (النصر: ۱۔۳)

فوائد:...... دراصل سورۂ نصر میں یہ بتلایا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا آخری وقت آ گیا ہے، اس لیے آپ ﷺ کو تسبیح وتحمید اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔ جولوگ بڑی عمر یا مخصوص بیماری کی وجہ سے موت کو قریب سمجھنے لگ جائیں وہ اس سورت میں دی گئی ہدایت پر عمل کریں۔

بَابُ فِي اَصْلِ التَّثْلِيْثِ فِيْ صِيَغِ الْاَذْكَارِ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَالدَّعْوَاتِ

اذکار، استغفار اور دعوات کے صیغوں میں اصل قانون تین بار کے ہونے کا بیان

(٥٤٨٥)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُوْ ثَلَاثًا وَيَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا۔ (مسند أحمد: ٣٧٤٤)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کو پسند تھی کہ آپ ﷺ تین بار دعا کریں اور تین بار استغفار کریں۔

فوائد:...... آپ ﷺ کا یہ عمل بعض اوقات ہوتا تھا، وگرنہ آپ ﷺ ایک ایک بار دعا کرنے پر بھی اکتفا کرلیا کرتے تھے اور کئی کئی بار استغفار کرتے تھے۔

(٥٤٨٥) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه ابوداود: ١٥٢٤ (انظر: ٣٧٤٤)

اَبْوَابُ الْاَذْكَارِ الْمُؤَقَّتَةِ

مقررہ اوقات میں کیے جانے والے اذکار کے ابواب

بَابُ مَا يُقَالُ فِي الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَعِنْدَ إِرَادَةِ النَّوْمِ

صبح، شام اور نیند کے وقت کی دعاؤں کا بیان

(٥٤٨٦)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضی اللہ عنہ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقُولَ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ وَإِذَا أَخَذْتُ مَضْجَعِي مِنَ اللَّيْلِ: ((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ، وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلٰى مُسْلِمٍ۔)) (مسند أحمد: ٨١)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں صبح کے وقت، شام کے وقت اور رات کو بستر پر سوتے وقت یہ کلمات ادا کروں: ''اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ .... وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلٰى مُسْلِمٍ۔ (اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! غیب اور حاضر کو جاننے والے! تو ہر چیز کا پروردگار اور مالک ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں، میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے شیطان کے شر اور اس کے شرک سے اس بات سے کہ میں اپنے نفس پر برائی کا ارتکاب کروں یا کسی مسلمان سے برائی کروں)۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ غیب اور حاضر کو جاننے والا ہے، اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو لوگوں کے لیے مخفی یا ظاہر ہیں، اللہ تعالیٰ کے لیے کائنات کی کوئی چیز غائب نہیں ہے۔
شیطان کے شرک سے مراد اس کا بندے کو شرک کی طرف بلانا اور اس قسم کے وسوسے ڈالنا ہے۔

(٥٤٨٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ٥٠٦٧، والترمذي: ٣٣٩٢ (انظر: ٨١)

(٥٤٨٧)۔ عَنْ أَبِی رَاشِدِ الْحُبْرَانِیِّ قَالَ: أَتَیْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ لَهُ: حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَلْقٰی بَیْنَ یَدَیَّ صَحِیفَةً فَقَالَ: هٰذَا مَا كَتَبَ لِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَنَظَرْتُ فِیهَا فَإِذَا فِیهَا أَنَّ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّیقَ قَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِی مَا أَقُولُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَیْتُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَا أَبَا بَكْرٍ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیكَهُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِی وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْكِهِ، وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِی سُوءً أَوْ أَجُرَّهُ إِلٰی مُسْلِمٍ۔)) (مسند أحمد: ٦٨٥١)

ابوراشد حبرانی کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: جو حدیث تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، وہ مجھے بیان کرو، انھوں نے میرے سامنے ایک صحیفہ رکھا اور کہا: یہ وہ چیز ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے لکھوائی تھی، جب میں نے اس میں دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسی دعا کی تعلیم دیں، جو میں صبح اور شام کو پڑھوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو بکر! یہ دعا پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیكَهُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِی وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْكِهِ، وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِی سُوءً أَوْ أَجُرَّهُ إِلٰی مُسْلِمٍ۔ (اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! غیب اور حاضر کو جاننے والے! ہر چیز کے پروردگار اور اس کے مالک! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے' شیطان کے شر اور اس کے شرک سے' اس بات سے کہ میں اپنے نفس پر برائی کا ارتکاب کروں یا کسی مسلمان سے برائی کروں)۔''

(٥٤٨٨)۔ عَنْ أَبِی أَیُّوبَ الْأَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ إِذَا صَلَّی الصُّبْحَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ كُنَّ كَعَدْلِ أَرْبَعِ رِقَابٍ، وَكُتِبَ لَهُ بِهِنَّ عَشْرُ

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نمازِ فجر ادا کر کے یہ دعا دس بار پڑھی: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ۔ تو اس کو چار گردنیں آزاد کرنے کے بقدر ثواب ملے گا، اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اس کی دس برائیاں مٹا دی جائیں گی، اس

(٥٤٨٧) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الترمذی: ٣٥٢٩(انظر: ٦٨٥١)

(٥٤٨٨) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطبرانی فی ''الكبیر'': ٤٠٩٢(انظر: ٢٣٥١٨)

حَسَنَاتٍ ، وَمُحِيَ عَنْهُ بِهِنَّ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ ، وَرُفِعَ لَهُ بِهِنَّ عَشْرُ دَرَجَاتٍ ، وَكُنَّ لَهُ حَرَسًا مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ ، وَإِذَا قَالَهَا بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَمِثْلُ ذٰلِكَ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٩١٥)

کے دس درجے بلند کر دیے جائیں گے، شام تک یہ کلمات اس کے لیے شیطان سے محافظ ثابت ہوں گے، اگر وہ مغرب کے بعد دس بار کہے گا تو پھر اسی طرح کی فضیلت حاصل ہو گی۔''

(٥٤٨٩)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ ؓ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ نَزَلَ عَلَيَّ فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا أَيُّوبَ! أَلَا أُعَلِّمُكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ حِينَ يُصْبِحُ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ ، وَإِلَّا كُنَّ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ مُحَرَّرِينَ، وَإِلَّا كَانَ فِي جُنَّةٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَلَا قَالَهَا حِينَ يُمْسِي إِلَّا كَذٰلِكَ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي مُحَمَّدٍ: أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ أَبِي أَيُّوبَ؟ قَالَ: آللّٰهِ لَسَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي أَيُّوبَ يُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢٣٩١٣)

سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ میرے پاس ٹھہرے اور مجھ سے فرمایا: ''اے ابو ایوب! کیا میں تجھے کسی چیز کی تعلیم دوں؟'' میں نے کہا: جی کیوں نہیں، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی صبح کے وقت یہ کلمات ادا کرتا ہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے، اس کی دس برائیاں معاف کر دیتا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں دس گردنیں آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور وہ شام تک شیطان سے بچاؤ میں رہتا ہے، اور جو آدمی شام کو یہ کلمات ادا کرے گا، اس کو بھی یہی فضیلت حاصل ہو گی۔'' ابو الورد کہتے ہیں: میں نے ابو محمد سے کہا: تم نے یہ حدیث سیدنا ابو ایوب ؓ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے سیدنا ابو ایوب ؓ کو سنا، وہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان کر رہے تھے۔

(٥٤٩٠)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ

سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کے وقت دس بار یہ کلمات ادا کیے: لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

(٥٤٨٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبراني: ٤٠٨٩، والنسائي في "عمل اليوم والليلة": ٢٤، وعلقه البخاري باثر الحديث: ٦٤٠٤ (انظر: ٢٣٥١٦)

(٥٤٩٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٣٨٨٣ (انظر: ٢٣٥٦٨)

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ قَالَهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَحَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَكُنَّ لَهُ كَعَشْرِ رِقَابٍ، وَكُنَّ لَهُ مَسْلَحَةً مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ إِلٰى آخِرِهِ، وَلَمْ يَعْمَلْ يَوْمَئِذٍ عَمَلًا يَقْهَرُهُنَّ، فَإِنْ قَالَ حِينَ يُمْسِي فَمِثْلُ ذٰلِكَ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٩٦٤)

الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر بار ادائیگی کے عوض دس نیکیاں لکھے گا، اس کی دس برائیاں معاف کرے گا، اس کے دس درجے بلند کرے گا، اس کو دس گردنیں آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور یہ کلمات دن کے شروع سے آخر تک اس کی حفاظت کرنے کے لیے اسلحہ اور حفاظت ثابت ہوں گے اور اس دن کسی شخص کا عمل اس کے اس عمل پر غالب نہیں آ سکے گا، اگر وہ شام کو یہ عمل کرے گا تو اس کو یہی فضیلت حاصل ہوگی۔''

(٥٤٩١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، مَنْ قَالَهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ حِينَ يُصْبِحُ كُتِبَ لَهُ بِهَا مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَ عَنْهُ بِهَا مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ عَدْلَ رَقَبَةٍ، وَحُفِظَ بِهَا يَوْمَئِذٍ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حِينَ يُمْسِي كَانَ لَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ۔)) (مسند أحمد: ٨٧٠٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کے وقت دس بار یہ کلمہ کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی، اس کو ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور شام تک اس کی حفاظت کی جائے گی، جس نے شام کو یہ کلمات ادا کیے، اس کو بھی یہی فضیلت حاصل ہوگی۔''

(٥٤٩٢)۔ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ حِينَ أَصْبَحَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَانَ لَهُ

سیدنا ابو عیاش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کے وقت یہ کلمات کہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اس کو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اس کے

(٥٤٩١) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ٨٧١٩)

(٥٤٩٢) تخريج: حديث صحيح على خلاف في صحابيه، أخرجه أبوداود: ٥٠٧٧، وابن ماجه: ٣٨٦٧ (انظر: ١٦٥٨٣)

كَـعَدْلِ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَكُتِبَ لَهُ بِهَـا عَشْـرُ حَسَـنَاتٍ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا عَشْرُ سَيِّـئَـاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ بِهَا عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَكَـانَ فِي حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَإِذَا أَمْسٰـى مِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ۔)) قَالَ: فَـرَأٰى رَجُـلٌ رَسُـولَ اللّٰهِ ﷺ فِيـمَـا يَرَى النَّائِمُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا عَيَّاشٍ يَـرْوِي عَـنْكَ كَـذَا وَكَذَا، قَالَ: صَدَقَ أَبُو عَيَّاشٍ۔ (مسند أحمد: ١٦٦٩٩)
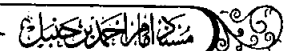
لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اس کی دس برائیاں مٹا دی جائیں گی، اس کے دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے اور وہ شام تک شیطان سے حفاظت میں رہے گا، اگر اس نے شام کو یہی عمل کیا تو اس کو یہی فضیلت حاصل ہوگی۔'' ایک آدمی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور اس نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! ابو عیاش آپ سے اس قسم کی حدیث بیان کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوعیاش نے سچ کہا ہے۔

(٥٤٩٣)۔ عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ الـنَّبِـيُّ ﷺ: ((مَـنْ قَـالَ إِذَا أَمْسٰـى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَـا خَـلَـقَ، لَمْ تَضُرَّهُ حُمَةٌ تِلْكَ اللَّيْلَةَ۔)) قَـالَ: فَـكَـانَ أَهْـلُـنَـا قَـدْ تَعَلَّمُوهَا فَكَانُوا يَـقُـولُـونَهَا فَلُدِغَتْ جَارِيَةٌ مِنْهُمْ فَلَمْ تَجِدْ لَهَا وَجَعًا۔ (مسند أحمد: ٧٨٨٥)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی شام کو یہ دعا تین بار پڑھے گا: أَعُـوذُ بِـكَـلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ (میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، اس کی مخلوق کی شرّ سے) تو اس رات کو کوئی زہر اس کو نقصان نہیں دے گا۔'' راوی کہتے ہیں: ہمارے اہل وعیال نے اس دعا کی تعلیم حاصل کی اور پھر وہ اس کو پڑھا کرتے تھے، ایک دفعہ ایک بچی کو کسی چیز نے ڈس دیا، لیکن اس کو اس کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

فوائد:...... کوئی زہر نقصان نہیں دے گا، اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) کوئی زہریلا جانور اس کو ڈس نہیں سکے گا، (۲) ڈس تو سکتا ہے، لیکن اس کی تکلیف نہیں ہوگی، اس حدیث کے آخر سے دوسرا معنی ثابت ہو رہا ہے کہ بچی کو ڈنگ تو لگا تھا، لیکن اس کو تکلیف نہیں ہوئی تھی۔

(٥٤٩٤)۔ عَـنْ أَبِـي هُـرَيْـرَةَ ؓ أَنَّ رَجُلًا مِـنْ أَسْـلَـمَ قَـالَ: لَـمَّـا نِمْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ لَـدَغَـتْـنِـي عَقْرَبٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ بنو اسلم کے ایک آدمی نے کہا: جب میں گزشتہ رات کو سویا تو بچھو نے مجھے ڈسا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو شام کو أَعُـوذُ بِـكَلِمَاتِ اللّٰهِ

(٥٤٩٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٠٩ (انظر: ٧٨٩٨)

(٥٤٩٤) تـخـريـج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه مالك فى "المؤطا": ٢/ ٩٥١، وابن حبان: ١٠٢١، والبيهقى فى "الاسماء والصفات": ص ١٧٠ (انظر: ٨٨٨٠)

((أَمَا لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ : أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ، لَمْ يَضُرَّكَ۔)) (مسند أحمد: ٨٨٦٧)

التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کہتا تو وہ تجھے نقصان نہ دے سکتا۔"

(٥٤٩٥)۔ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ ، أَنَّهُ لُدِغَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ أَنَّكَ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ، لَمْ يَضُرَّكَ۔)) قَالَ سُهَيْلٌ: فَكَانَ أَبِي إِذَا لُدِغَ أَحَدٌ مِنَّا يَقُولُ قَالَهَا فَإِنْ قَالُوْا: نَعَمْ ، قَالَ: كَأَنَّهُ يَرٰى أَنَّهَا لَا تَضُرُّهُ۔ (مسند أحمد: ١٥٨٠٠)

سیدنا ابو صالح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو اسلم کا آدمی بیان کرتا ہے کہ اس کو ڈسا گیا، جب اس نے نبی کریم ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تو نے شام کو یہ دعا پڑھی ہوتی أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ، تو وہ تجھے نقصان نہ دے سکتا۔" سہیل کہتے ہیں: جب ہم میں سے کوئی ڈسا جاتا تو میرے ابو اس سے پوچھتے: کیا وہ دعا پڑھی تھی؟ اگر وہ ہاں میں جواب دیتا تو یوں لگتا کہ میرے ابو کا یہ خیال ہوتا کہ یہ اس کو نقصان نہیں دے گا۔

(٥٤٩٦)۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ أَوْ حِينَ يُمْسِي: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي ، وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ، أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي ، فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ لَيْلَتِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٤٠١)

سیدنا بریدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے صبح یا شام کو یہ ذکر کیا: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي .... لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ۔ (اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی استطاعت کے مطابق تجھ سے کئے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، پس تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا)، پھر وہ اسی دن یا رات کو فوت ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

(٥٤٩٧)۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سید الاستغفار یہ ہے: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ

(٥٤٩٥) تخريج: حديث صحيح ، أخرجه ابوداود: ٣٨٩٨ (انظر: ١٥٧٠٩)

(٥٤٩٦) تخريج: اسناده صحيح ، أخرجه ابوداود: ٥٠٧٠ ، وابن ماجه: ٣٨٧٢ (انظر: ٢٣٠١٣)

(٥٤٩٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٢٣ (انظر: ١٧١٣٠)

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، قَالَ: مَنْ قَالَهَا بَعْدَمَا يُصْبِحُ مُوقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ، كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا بَعْدَمَا يُمْسِي مُوقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ، كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٢٦٠)

إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي، .... فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، (اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی استطاعت کے مطابق تجھ سے کئے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، پس تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا)۔ جو آدمی یقین کے ساتھ صبح کو یہ دعا پڑھے گا اور پھر اسی دن وفات پائے گا تو وہ جنتی لوگوں میں سے ہوگا، اور جو آدمی یقین کے ساتھ شام کو یہ دعا پڑھے گا اور پھر اسی رات کو فوت ہو جائے گا تو وہ جنتی لوگوں میں سے ہوگا۔''

(٥٤٩٨)۔ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا فِي مَسْجِدِ حِمْصَ إِذْ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالُوا: هٰذَا خَدَمَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَنَهَضْتُ فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ: حَدِّثْنَا بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، لَمْ يَتَدَاوَلْهُ الرِّجَالُ فِيمَا بَيْنَكُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَقُولُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حِينَ يُمْسِي أَوْ يُصْبِحُ: (وَفِي لَفْظٍ: حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي) رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٤٩٩)

ابو سلام سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم مسجد حمص میں بیٹھے ہوئے تھے، وہاں سے ایک آدمی کا گزر ہوا، لوگوں نے کہا: اس آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ہے، پس یہ سن کر میں اٹھا اور اس سے کہا: مجھے کوئی حدیث بیان کرو، جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو اور تیرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو، اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو آدمی صبح کو اور شام کو تین بار یہ ذکر کرتا ہے: رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، (میں اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر راضی ہوں) تو اللہ تعالیٰ پر حق ہو جاتا ہے کہ وہ اس کو روزِ قیامت راضی کرے۔''

(٥٤٩٨) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه أبوداود: ٥٠٧٢، وابن ماجه: ٣٨٧٠(انظر: ٢٣١١١)

(۵۴۹۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِمِثْلِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: يَقُوْلُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِذَا أَصْبَحَ وَثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِذَا أَمْسٰى۔ (مسند أحمد: ٢٣٥٠٠)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں تھوڑی سی تفصیل یوں ہے: ''تین بار صبح کے وقت کہے اور تین بار شام کے وقت''

(۵۵۰۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰی عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسٰی: ((أَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، وَعَلٰى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ، وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ، وَعَلٰى مِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔)) (مسند أحمد: ١٥٤٣٧)

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب صبح اور شام کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ''أَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، وَعَلٰى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ، وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ، وَعَلٰى مِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ (ہم نے صبح کی ہے فطرتِ اسلام پر، کلمۂ اخلاص پر، اپنے نبی محمد ﷺ کے دین پر، اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر، جو یکسو مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہیں تھے)۔''

فوائد:...... فطرتِ اسلام سے مراد دینِ اسلام ہے، کلمۂ اخلاص سے مراد ''لا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہے۔ حنیف (یکسو) اس مسلمان کو کہتے ہیں جو تمام دوسرے ادیان سے بے رخی اختیار کر کے دینِ حق کی طرف مائل ہو جائے۔

(۵۵۰۱)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ، وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ ((مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ)): ((وَإِذَا أَمْسَيْنَا (مِثْلَ ذَالِكَ)۔)) (مسند أحمد: ٢١٤٦٢)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث نبوی بیان کی ہے، البتہ ''مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ'' کے بعد یہ الفاظ بھی روایت کیے ہیں: ''اور جب ہم شام کرتے تو اسی طرح کہتے۔''

فوائد:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صبح کے وقت دعاء کے شروع میں ''أَصْبَحْنَا'' اور شام کے وقت ''أَمْسَيْنَا'' کہا جائے گا۔

(۵۵۰۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَارَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا كَانَتْ تَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عِنْدَ طُلُوعِ

عبد اللہ بن قاسم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی ایک پڑوسن نے ہمیں بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو طلوع فجر کے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے سنتی تھی: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي

(٥٤٩٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٥٠٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائی فی "الكبرى": ١٠١٧٥ (انظر: ١٥٣٦٣)

(٥٥٠١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبرانی فی "الدعاء": ٢٩٣ (انظر: ٢١١٤٤)

(٥٥٠٢) تخريج: اسناده حسن (انظر: ٢٢٣٢٨)

الْفَجْرِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ۔)) (مسند أحمد: ۲۲٦٨٤)

أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ۔ (اے اللہ! میں قبر کے عذاب اور قبر کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں)۔''

(۵۵۰۳)۔ عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ تَفْجَأْهُ فَاجِئَةُ بَلَاءٍ حَتَّى اللَّيْلِ، وَمَنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي لَمْ تَفْجَأْهُ فَاجِئَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُصْبِحَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔)) (مسند أحمد: ٥٢٨)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ دعا پڑھی: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (اس اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے)، جس نے صبح کے وقت یہ دعا تین بار پڑھی تو ان شاء اللہ رات تک اس کو اچانک مصیبت نہیں پہنچے گی، اسی طرح جس نے شام کو یہ عمل کیا تو صبح تک ان شاء اللہ اس کو کوئی اچانک مصیبت نہیں پہنچے گی۔''

(۵۵۰٤)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَمْسَى قَالَ: ((أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ۔)) (مسند أحمد: ٤١٩٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شام کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ''أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ (ہم نے شام کی اور اللہ تعالیٰ کے ملک نے شام کی، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر وہی، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں)۔''

(۵۵۰۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ: ((اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ)) (مسند أحمد: ۱۰۷۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (اے اللہ! ہم نے تیری توفیق سے صبح کی، تیری

(۵۵۰۳) تخريج: حسن، أخرجه أبوداود: ٥٠٨٩، والترمذي: ٣٣٨٨، وابن ماجه: ٣٨٦٩ (انظر: ٥٢٨)

(۵۵۰٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٢٣ (انظر: ٤١٩٢)

(۵۵۰۵) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه أبوداود: ٥٠٦٨، والترمذي: ٣٣٩١، وابن ماجه: ٣٨٦٨ (انظر: ١٠٧٦٣)

توفیق سے شام کی، تیری توفیق سے زندہ ہیں، تیری توفیق سے مریں گے اور تیری طرف لوٹنا ہے)۔''

فوائد:...... اَبوداود اور ترمذی کی روایت میں یہ زائد بات بھی ہے: جب آپ ﷺ شام کرتے تو یہ دعا اس طرح پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُوْرُ۔''

(٥٥٠٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي، اللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي، اللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي)) قَالَ: يَعْنِي الْخَسْفَ۔ (مسند أحمد: ٤٧٨٥)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح و شام ان کلمات کو پڑھنا ترک نہیں کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي، اللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي، اللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي (اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں' اے اللہ! میں اپنی دین و دنیا میں اور اہل و مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں' اے اللہ! میرے پردے والی چیزوں پر پردہ ڈال اور مجھے گھبراہٹوں سے امن میں رکھ' اے اللہ! میرے سامنے' میرے پیچھے' میرے دائیں' میرے بائیں اور میرے اوپر سے میری حفاظت کر' اور اس بات سے (بھی) تیری پناہ مانگتا ہوں کہ اپنے نیچے سے ہلاک کیا جاؤں)۔'' راوی کہتے ہیں کہ نیچے سے ہلاک ہونے سے مراد زمین میں دھنسنا ہے۔

(٥٥٠٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے صبح اور شام کے وقت یہ کلمات سو (١٠٠)

(٥٥٠٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ٥٠٧٤، والنسائي: ٨/ ٢٨٢، وابن ماجه: ٣٨٧١ (انظر: ٤٧٨٥)

(٥٥٠٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٩٢ (انظر: ٨٨٣٥)

وَحِينَ يُمْسِي: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ٨٨٢١)

بار ادا کیے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، تو قیامت کے دن کوئی آدمی اس کے عمل سے افضل عمل نہیں لائے گا، ما سوائے اس شخص کے، جس نے اتنی بار یہ ذکر کیا ہوگا، یا اس سے بھی زیادہ۔''

(٥٥٠٨)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَأَنْ أَقْعُدَ أَذْكُرُ اللّٰهَ وَأُكَبِّرُهُ وَأَحْمَدُهُ وَأُسَبِّحُهُ وَأُهَلِّلُهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ رَقَبَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ (وَفِي لَفْظٍ: أَرْبَعَ رِقَابٍ) مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَمِنْ بَعْدِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَ رِقَابٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٥٤٧)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں (نمازِ فجر سے) طلوع آفتاب تک بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہوں اور اس کی بڑائی، حمد، تسبیح اور تہلیل بیان کرتا رہوں تو یہ عمل مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے دو یا زائد گردنوں کو آزاد کروں، ایک روایت میں چار گردنوں کا ذکر ہے، اور اگر میں نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک یہی ذکر کرتا رہوں تو یہ عمل مجھے اس سے زیادہ پسند ہوگا کہ میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار گردنیں آزاد کروں۔''

(٥٥٠٩)۔ عَنْ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ لِمَ سَمَّى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَهُ الَّذِي وَفّٰى لِأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ كُلَّمَا أَصْبَحَ وَأَمْسٰى: ﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ﴾ [سورة الروم: ١٧] حَتّٰى يَخْتِمَ الْآيَةَ۔ (مسند أحمد: ١٥٧٠٩)

سہل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو بتلا دوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں یہ کیوں فرمایا کہ ابراہیم وفا دار اور پورا حق ادا کرنے والا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ صبح شام یہ ذکر کیا کرتے تھے: ﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ﴾ ...... ''پس اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو۔''

فوائد:...... اس حدیث کے شروع میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ کیا ہے: ﴿أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسٰى وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفّٰى۔﴾ ...... ''کیا اسے اس چیز کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں تھی اور اس ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفوں میں، جس نے پورا حق ادا کیا تھا۔'' (سورۂ نجم: ٣٦، ٣٧)

(٥٥٠٨) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٨٠٢٨ (انظر: ٢٢١٩٤)

(٥٥٠٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زبان بن فائد، وسهل بن معاذ في رواية زبان عنه، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٤٢٧ (انظر: ١٥٦٢٤)

(۵۵۱۰)۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَقَرَأَ الثَّلَاثَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ، وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ، إِنْ مَاتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيدًا، وَمَنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۵۷۲)

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کے وقت تین بار پڑھا: أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اور پھر سورۂ حشر کی آخری تین آیات تلاوت کیں تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو مقرر کرے گا، وہ اس کے لیے شام تک دعائے رحمت کرتے رہیں گے اور اگر وہ دن کو فوت ہو گیا تو شہادت کی موت پائے گا اور جس نے شام کو یہ ذکر کیا، اس کو بھی صبح تک یہی فضیلت حاصل ہو گی۔''

(۵۵۱۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِيهِ: يَا أَبَتِ إِنِّي أَسْمَعُكَ تَدْعُو كُلَّ غَدَاةٍ: اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي اللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي، اللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، تُعِيدُهَا ثَلَاثًا حِينَ تُصْبِحُ وَثَلَاثًا حِينَ تُمْسِي وَتَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، تُعِيدُهَا حِينَ تُصْبِحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثًا حِينَ تُمْسِي، قَالَ: نَعَمْ، يَا بُنَيَّ! إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو بِهِنَّ فَأُحِبُّ أَنْ أَسْتَنَّ بِسُنَّتِهِ، قَالَ: وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعَوَاتُ

عبد الرحمن بن ابو بکرہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے کہا: اے ابا جان! میں آپ کو ہر صبح و شام کو تین تین بار یہ کلمات کہتے ہوئے سنتا ہوں: اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي، اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔ (اے اللہ! میرے بدن میں عافیت دے، اے اللہ! میرے کان میں عافیت دے، اے اللہ! میری آنکھ میں عافیت دے، تو ہی معبودِ برحق ہے) اور اسی طرح ہر صبح و شام کو میں سنتا ہوں کہ آپ تین تین بار یہ دعا پڑھتے ہیں: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔ (اے اللہ! میں کفر اور فقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اے اللہ! میں عذابِ قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، تو ہی

(۵۵۱۰) تخریج: اسناده ضعیف، خالد بن طهمان ضعّفه ابن معین، وقال: خلط قبل موته بعشر سنین، وحسّن الرأی فیه ابو داود وابو حاتم۔ وأما نافع بن ابی نافع الراوی عن معقل، فان کان هو نفیع بن الحارث فهو متروك الحدیث، وان کان غیر فهو لا یعرف، أخرجه الترمذی: ۲۹۲۲ (انظر: ۲۰۳۰۶)

(۵۵۱۱) تخریج: (حدیث: اللهم عافنی فی بدنی……۔) حسن الإسناد، و(حدیث: دعوات المکروب……۔) حسن، قاله الالبانی۔ وهذا اسناد حسن فی المتابعات والشواهد، جعفر بن میمون ضعیف یعتبر به، أخرجه ابوداود: ۵۰۹۰ (انظر: ۲۰۴۳۰)

الْمَكْرُوبِ: ((اللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلٰى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۷۰۱)

معبودِ برحق ہے)۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، اے میرے پیارے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کلمات کے ساتھ دعا کرتے ہوئے سنا تھا اور میں آپ ﷺ کی سنت کی اقتدا کرنا پسند کرتا ہوں، نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے چین اور غم زدہ آدمی کی دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلٰى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔ (اے اللہ! میں صرف تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں، پس تو میری ذات کو پلک بھر کے لیے میرے سپرد نہ کر اور میرا سارا معاملہ سنوار دے، تو ہی معبودِ برحق ہے)۔''

❁❁❁❁

اَبْوَابُ آدَابِ النَّوْمِ وَاَذْكَارِهِ
نیند کے آداب اوراذکار کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وُضُوْءٍ قَبْلَ النَّوْمِ وَغَلْقِ الْبَابِ وَاِطْفَاءِ السِّرَاجِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ
سونے سے پہلے وضو کرنے، دروازہ بند کرنے اور چراغ بجھانے وغیرہ کا بیان

(٥٥١٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَرْقُدُ۔ (مسند أحمد: ٢٥٤١٤)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو نماز والا وضو کرتے اور پھر سو جاتے۔

(٥٥١٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ وَلَمْ يَغْسِلْهُ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ۔)) (مسند أحمد: ١٠٩٥٣)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اس حال میں سویا کہ اس کے ہاتھ میں گوشت کی بو یا چکناہٹ ہو اور پھر اس وجہ سے وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو جائے تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔''

فوائد:...... کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے، بالخصوص سونے سے پہلے، چکنائی کی بو پا کر کوئی کیڑا مکوڑا بھی کاٹ سکتا ہے اور یہ کھانا خراب ہو کر کسی بیماری کا سبب بھی بن سکتا ہے، اس لیے کھانے کے بعد ہاتھ دھو لینے چاہییں اور منہ بھی صاف کر لینا چاہیے، جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے، اسلام ہر حالت میں نظافت اور پاکیزگی کی تاکید کرتا ہے۔

(٥٥١٤)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوتے وقت گھروں میں آگ نہ چھوڑا کرو۔''

(٥٥١٢) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين (انظر: ٢٤٩٠٢)

(٥٥١٣) اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٣٨٥٢، والترمذي: ٣٢٩٧ (انظر: ١٠٩٤٠)

(٥٥١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٩٣، ومسلم: ٢٠١٥ (انظر: ٥٠٢٨)

((لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ۔)) (مسند أحمد: ٥٠٢٨)

(٥٥١٥)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَبِيتَنَّ النَّارُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّهَا عَدُوٌّ)) (مسند أحمد: ٥٣٩٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ ہرگز تمہارے گھروں میں رات نہ گزارنے پائے، کیونکہ یہ تمہاری دشمن ہے۔''

فوائد:...... آگ میں لوگوں کے لیے بڑے فائدے ہیں، لیکن دشمن کی طرح اس کے ضرر سے کبھی بھی امن میں نہیں رہا جا سکتا، اس نے کئی لوگوں کو جلایا، گھروں کو جلایا اور گھروں کے ساز و سامان کو جلایا، لہٰذا سوتے وقت گھر کے ندر آگ کے وجود کو ختم کر کے سونا چاہیے۔

ایک خاتون نے ہلکی آنچ پر دودھ ابلنے کے لیے رکھا اور سو گئی، آگ اتنی ہلکی تھی کہ دودھ ابل کر گرا نہیں، لیکن خشک ہوتا رہا، بالآخر جلنا شروع ہوا اور سارا جل گیا اور برتن بھی جل کر کالا سیاہ ہو گیا اور پورے گھر میں ایسی بدبو پھیل گئی کہ سانس لینا دوبھر ہو گیا۔

ایک گھر کے سات افراد کوئلوں والی انگیٹھی جلا کر سونے لگے، سارے دروازے کھڑکیاں بند تھے، گھر کے سربراہ نے محسوس کیا کہ بیوی بچوں پر غشی طاری ہونے جیسی کیفیت لگ رہی ہے، اس نے ایک ایک کر کے سب کو آواز دی، لیکن آگے سے کوئی نہ بولا، جبکہ سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی تھیں، وہ پریشان ہوا اور ڈاکٹر کو بلانے کے لیے دوڑا، اللہ اس کا بھلا کرے کہ وہ جلد بازی میں کمرے کا دروازہ بند نہ کر سکا، ڈاکٹر کو لانے تک کمرے کی آکسیجن پوری ہو چکی تھی اور سب افراد ٹھیک ہو گئے، جبکہ ایسی صورتحال میں کئی اموات ہو چکی ہیں۔

لہٰذا سوتے وقت گھر میں آگ کا وجود بھی نہ ہو اور اس کے وجود پکڑنے کے اسباب بھی نہ ہوں۔

(٥٥١٦)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجِيفُوا أَبْوَابَكُمْ، وَاكْفِئُوا آنِيَتَكُمْ، وَأَوْكِئُوا أَسْقِيَتَكُمْ، وَأَطْفِئُوا سُرُجَكُمْ، فَإِنَّهُ لَنْ يُؤْذَنَ لَهُمْ بِالتَّسَوُّرِ عَلَيْكُمْ)) (مسند أحمد: ٢٢٦٢٠)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اللہ کا نام لے کر) دروازے بند کر دیا کرو، برتنوں کو الٹا کر دیا کرو، مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو اور چراغوں کو بجھا دیا کرو، کیونکہ شیطانوں کو ہرگز یہ اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ دیواروں کو پھلانگ کر تمہارے گھروں میں گھس آئیں۔''

فوائد:...... بسم اللہ پڑھ کر گھروں کے دروازے بند کیے جائیں، دیکھیں حدیث نمبر (٥٥٦٨)۔

(٥٥١٥) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه ابو عوانه: ٥/ ٣٣٥، والحاكم: ٤/ ٢٨٤ (انظر: ٥٣٩٦)
(٥٥١٦) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٢٢٦٤)

(٥٥١٧)۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ، فَحُدِّثَ النَّبِيُّ ﷺ بِشَأْنِهِمْ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا هٰذِهِ النَّارُ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٩٨٠٠)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر مالکوں سمیت جل گیا، جب آپ ﷺ کو ان کی صورتحال بتلائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آگ تمہاری دشمن ہے، اس لیے جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دیا کرو۔''

(٥٥١٨)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ، وَأَوْكِئُوا الْأَسْقِيَةَ، وَخَمِّرُوا الْإِنَاءَ، وَأَطْفِئُوا السُّرُجَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا، وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٢١٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دروازوں کو بند کر دیا کرو، مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو، برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور چراغوں کو بجھا دیا کرو، کیونکہ شیطان نہ بند دروازے کو کھولتا ہے، نہ مشکیزے کی ڈوری کو کھولتا ہے، نہ برتن کا ڈھکن ہٹاتا ہے اور آگ کی وجہ سے فاسق جانور یعنی چوہیا گھر والوں پر آگ لگا دیتی ہے۔''

فوائد:...... صحیح مسلم کی روایت میں ہے: ''اگر برتن ڈھانپنے کے لیے کوئی چیز نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کوئی لکڑی اس کے اوپر رکھ دے۔''

بَابُ هَيْئَةِ الْاِضْطِجَاعِ لِلنَّوْمِ وَمَا يَفْعَلُ مَنْ اَرَادَ ذٰلِكَ وَالنَّهْيِ عَنْ ضِجْعَةِ اَهْلِ النَّارِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

نیند کے لیے لیٹنے کی کیفیت اور لیٹنے کا ارادہ رکھنے والے سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان اور جہنمی لوگوں کی طرح لیٹنے اور اس جیسے دوسرے امور کی ممانعت

(٥٥١٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا نَامَ وَضَعَ يَمِينَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ۔)) (مسند أحمد: ٣٧٩٦)

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سونے لگتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ (اے اللہ! جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا، اس دن

(٥٥١٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٩٤، ومسلم: ٢٠١٦ (انظر: ١٩٥٧١)

(٥٥١٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢٨٠، ومسلم: ٢٠١٢ (انظر: ١٥١٤٥)

(٥٥١٩) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي في "الشمائل": ص ١٣٧، وابن ابي شيبة: ٩/ ٧٦، وابويعلى: ٥٠٢١ (انظر: ٣٧٩٦)

مجھے اپنے عذاب سے بچالینا)۔''

فوائد:...... یہ دعا تین بار پڑھی جائے گی، جیسا کہ حدیث نمبر (۵۵۲۱) سے ثابت ہو رہا ہے۔

(۵۵۲۰)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ يَمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ وَقَالَ: ((رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ، أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۶۳۳)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اپنے بستر پر آتے تو دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: ''رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ (اے میرے ربّ! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا، اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچالینا)۔'' ایک روایت میں ''تَبْعَثُ'' کے بجائے ''تَجْمَعُ'' کے الفاظ کا ذکر ہے۔

(۵۵۲۱)۔ عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ مَرْفُوعًا مِثْلَهُ وَفِيهِ: يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ثَلَاثًا۔ (مسند أحمد: ۲۶۹۹٤)

زوجۂ رسول سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، پھر انھوں نے بھی اسی قسم کی مرفوع روایت بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا تین بار پڑھتے تھے۔

(۵۵۲۲)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، وَرَجُلٍ آخَرَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ تَوَسَّدَ يَمِينَهُ وَيَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ۔)) قَالَ: فَقَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: وَقَالَ الْآخَرُ: يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔ (مسند أحمد: ۱۸٦٦٤)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ سونے کا ارادہ کرتے تو دایاں ہاتھ سر کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ (اے اللہ! اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا، جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا)۔''

(۵۵۲۳)۔ عَنْ يَعِيشَ بْنِ طِهْفَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ضِفْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِيمَنْ تَضَيَّفَهُ مِنَ الْمَسَاكِينِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي اللَّيْلِ يَتَعَاهَدُ ضَيْفَهُ

سیدنا طہفہ غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے جن مساکین کی ضیافت کی تھی، میں بھی ان میں شامل تھا، رسول اللہ ﷺ مہمانوں کے خیال کے ارادے سے رات کو ہمارے پاس آئے اور مجھے اس حال میں پایا کہ میں پیٹ کے

(۵۵۲۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الترمذي: ۳۳۹۸ (انظر: ۲۳۲٤٤)
(۵۵۲۱) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۳۲، ۵۰٤۵ (انظر: ۲٦٤٦۲)
(۵۵۲۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ۳۳۹۹ (انظر: ۱۸٤۷۲)
(۵۵۲۳) تخريج: حسن لغيره، أخرجه أبوداود: ۵۰٤۰، وابن ماجه: ۳۷۲۳، ۳۷۲٤ (انظر: ۲۳٦۱۵)

فَرَآنِي مُنْبَطِحًا عَلَى بَطْنِي فَرَكَضَنِي بِرِجْلِهِ، وَقَالَ: ((لَا تَضْطَجِعْ هٰذِهِ الضَّجْعَةَ، فَإِنَّهَا ضِجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٠١٤)

بل لیٹا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکر لگائی اور فرمایا: ''اس طرح نہ لیٹا کر، اللہ تعالیٰ لیٹنے کی اس کیفیت کو ناپسند کرتا ہے۔''

(٥٥٢٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ): أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ ضَافَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَعَ نَفَرٍ قَالَ: فَبِتْنَا عِنْدَهُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ يَطَّلِعُ فَرَآهُ مُنْبَطِحًا عَلٰى وَجْهِهِ فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهِ فَأَيْقَظَهُ وَقَالَ: ((هٰذِهِ ضِجْعَةُ أَهْلِ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٦٣٠)

(دوسری سند) سیدنا طہفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک گروہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا مہمان بنے، ہم نے آپ ﷺ کے پاس رات گزاری، رسول اللہ ﷺ رات کو ہمارے پاس تشریف لائے اور مجھے پیٹ کے بل لیٹے ہوئے پایا، آپ ﷺ نے مجھے جگایا اور فرمایا: ''یہ جہنمی لوگوں کے لیٹنے کی کیفیت ہے۔''

فوائد:...... پیٹ کے بل سونا ناجائز ہے، افضل یہ ہے کہ دائیں کروٹ پر سویا جائے۔

(٥٥٢٥)۔ عن إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيدِ يَقُولُ: بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ رَاقِدٌ عَلٰى وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((هٰذَا أَبْغَضُ الرُّقَادِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ١٩٧٠٢)

سیدنا عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ اپنے چہرے کے بل سویا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کی یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔''

(٥٥٢٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلٰى بَطْنِهِ، فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ لَضِجْعَةٌ مَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٧٨٤٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس طرح لیٹنے کو پسند نہیں کرتا۔''

(٥٥٢٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْوَحْدَةِ اَنْ يَبِيْتَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ اَوْ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تنہائی سے منع کیا ہے، یعنی آدمی کا اکیلا رات گزارنا اور تنہا سفر

(٥٥٢٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٥٢٥) تخريج: حسن لغيره (انظر: ١٩٤٧٣)

(٥٥٢٦) تخريج: حديث قوى، أخرجه الترمذى: ٢٧٦٨ (انظر: ٧٨٦٢)

(٥٥٢٧) تخريج: صحيح، قاله الالبانى فى صحيحته، أخرجه البخارى: ٢٩٩٨ دون النهى عن ان يبيت الرجل وحده (انظر:)

يُسَافِرَ وَحْدَهُ۔ (مسند أحمد: ٥٦٥٠) کرنا۔

فوائد:...... نفع ونقصان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے، لیکن اس نے لوگوں کے ظاہری حالات واحساسات کو مد نظر رکھ کر تحفظ کے قوانین وضع کیے ہیں، ایک قانون یہ ہے کہ نہ تنہا سفر کیا جائے اور تنہا رات گزاری جائے۔

عصرِ حاضر کے ماحول نے اس حدیثِ مبارکہ کی وضاحت میں خوب مدد کی ہے۔ مثلا:

- ☆ سفر کے دوران ہونے والے حادثات کی وجہ سے لقمۂ اجل بن جانا یا زخمی ہو جانا
- ☆ اچانک موذی بیماریوں میں مبتلا ہو جانا
- ☆ وحشت اور خوف کا طاری ہو جانا
- ☆ ڈاکوؤں، چوروں اور جیب کتروں کے حملوں کی کثرت
- ☆ بوریت واکتاہٹ
- ☆ جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کرسکنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے ہاں معروف ہے کہ ایک، ایک ہوتا ہے اور دو، گیارہ ہوتے ہیں۔ بہرحال جو خطرات تنہائی کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں، اجتماع کی وجہ سے وہ کم ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ پیدل سفر کرتے ہیں اور دورانِ سفر کئی ویران مقامات سے ان کا گزر ہوتا ہے، وہ ذاتی تجربات کی روشنی میں وضاحت کر سکتے ہیں کہ انسانوں کو شیطانوں کے تنگ کرنے کی کیا کیا صورتیں ہوتی ہیں۔ حملہ کرنے والے انسان ہوں یا شیطان ہوں یا درندے ہوں، وہ سمجھتے ہیں کہ مسافر اب اکیلا ہے اور اب دو چار ہیں۔

آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق رفقائے سفر کی کم از کم تعداد تین ہونی چاہئے۔ (ترمذی، ابوداود)

اس حدیث میں بعض صوفیوں کا بھی ردّ کیا گیا ہے، جو سیاحت اور نفس کو سدھارنے کے لیے جنگلوں میں نکل جاتے ہیں اور زیادہ تر بھوک اور پیاس کی وجہ سے مر جاتے ہیں، جیسا کہ ان کی حکایات میں ذکر کیا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت بہترین سیرت ہے۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ عِنْدَ النَّوْمِ

قرآن مجید کے اس حصے کا بیان، جو سونے سے پہلے تلاوت کیا جاتا ہے

(٥٥٢٨)۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ فَيَقْرَأُ سُورَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے بستر پر آتا ہے اور کتاب اللہ کی ایک سورت تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو اس کی طرف

(٥٥٢٨) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوی عن شداد بن اوس، وابو مسعود الجريری قد اختلط، ورواية يزيد بن هارون عنه بعد اختلاطه، أخرجه الترمذی: ٣٤٠٧ (انظر: ١٧١٣٢)

عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ مَلَكًا يَحْفَظُهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيهِ حَتَّى يَهُبَّ مَتَى هَبَّ۔)) (مسند أحمد: ١٧٢٦٢)

بھیجتے ہیں، وہ اس کو ایذا پہنچانے والی ہر چیز سے اس کی حفاظت کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، جب بھی بیدار ہو۔''

(٥٥٢٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَتَى إِلَى فِرَاشِهِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا وَقَرَأَ فِيهِمَا ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ، مَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مسند أحمد: ٢٥٣٦٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو اپنی ہتھیلیوں کو جمع کر کے ان میں اس طرح پھونک مارتے کہ تھوڑی سی تھوک بھی ہوتی اور ان میں یہ سورتیں تلاوت کرتے: سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس، پھر آپ ﷺ وہ دونوں ہاتھ جہاں تک ہوسکتا، اپنے جسم پر اس طرح پھیرتے کہ اپنے سر اور چہرے سے شروع کرتے، پھر جسم کے سامنے والے حصے پر پھیرتے، آپ ﷺ یہ عمل تین بار دوہراتے تھے اور ہر رات کو یہ عمل کرتے تھے۔

(٥٥٣٠)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ، وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔ (مسند أحمد: ١٤٧١٣)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۂ سجدہ اور سورہ ملک کی تلاوت کیے بغیر نہیں سوتے تھے۔

(٥٥٣١)۔ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ، وَقَالَ: ((إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ۔)) (مسند أحمد: ١٧٢٩٢)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے تسبیح والی سورتوں کی تلاوت کرتے اور فرماتے: ''ان سورتوں میں ایک ایسی آیت ہے، جو ایک ہزار آیتوں سے افضل ہے۔''

فوائد:...... ''اَلْمُسَبِّحَات'' (تسبیح والی سورتوں) سے مراد قرآن مجید کی وہ سورتیں ہیں، جن کی ابتداء میں ﴿سُبْحَانَ، سَبَّحَ اور یُسَبِّحُ﴾ آیا ہے اور یہ کل سات سورتیں ہیں: سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورۂ صف، سورۂ جمعہ، سورۂ تغابن اور سورۂ اعلی۔

(٥٥٢٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٠١٧، ٦٣١٩ (انظر: ٢٤٨٥٣)

(٥٥٣٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٨٩٢ (انظر: ١٤٦٥٩)

(٥٥٣١) تخريج: حسن، أخرجه أبوداود: ٥٠٥٧، والترمذي: ٢٩٢١، ٣٤٠٦ (انظر: ١٧١٦٠)

بَابُ مَا يُقَالُ مِنَ الْأَذْكَارِ غَيْرِ الْقُرْآنِيَّةِ عِنْدَ النَّوْمِ

سونے سے پہلے والے غیر قرآنی اذکار کا بیان

(٥٥٣٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ كَانَ يَقُولُ: يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ إِذَا وَضَعَ جَنْبَهُ يَقُولُ: ((بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ۔)) (مسند أحمد: ٧٣٥٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنا پہلو بستر پر رکھتے تو یہ دعا پڑھتے: ''بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ (اے میرے رب! تیرے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا، اگر تو میرے نفس کو روک لے تو اس پر رحم کرنا اور اگر اسے چھوڑ دیا تو اس کی حفاظت کرنا جیسا کہ تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے)۔''

(٥٥٣٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَوٰى إِلَى فِرَاشِهِ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ، وَرَبَّ الْأَرْضِ، وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ۔)) (مسند أحمد: ٨٩٤٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ، وَرَبَّ الْأَرْضِ، وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ (اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے ربّ! زمین کے ربّ! ہر چیز کے ربّ! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے، تورات و انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے! میں تیری پناہ میں آتا ہوں، اس شریر کے شرّ سے کہ تو جس کی پیشانی پکڑنے والا ہے، تو اوّل ہے، تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، تو آخر ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہیں، تو

(٥٥٣٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٣٩٣، ومسلم: ٢٧٢٤ (انظر: ٧٣٦٠)

(٥٥٣٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧١٣ (انظر: ٥٩٦٠)

ظاہر ہے، تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، تو باطن ہے، تجھ سے مخفی کوئی چیز نہیں، تو میرا قرض اتار دے اور مجھے فقر سے غنی کر دے)۔''

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ میں درج ذیل آیت کی بہترین تفسیر بیان کی گئی ہے:

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾...... ''وہ اللہ اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔'' (سورۂ حدید: ۳)

اللہ تعالیٰ کے ان اسمائے حسنیٰ کی مزید کسی قسم کی تاویل کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

(٥٥٣٤)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوبَهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ عَدَدِ وَرَقِ الشَّجَرِ۔)) (مسند أحمد: ١١٠٩٠)

سیدنا ابو خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بستر پر آ کر تین بار یہ دعا پڑھی: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ (میں اس اللہ سے بخشش طلب کرتا ہے کہ نہیں ہے کوئی معبودِ برحق، مگر وہی، وہ زندہ اور قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں) تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں اور اگر چہ وہ (شام کی) عالج جگہ کی ریت کے برابر ہوں، بلکہ اگر چہ وہ درختوں کے پتوں کے برابر ہوں۔''

(٥٥٣٥)۔ عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا وَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ۔)) (مسند أحمد: ١٢٥٨٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا وَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ (ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، ہمیں کفایت کیا اور ہمیں جگہ دی، پس کتنے ہی لوگ ہیں کہ ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا اور ان کو جگہ دینے والا کوئی نہیں)۔''

فوائد:...... ''ہمیں کفایت کیا'' اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موذی چیزوں کا شرّ دور کیا اور حاجات و

(٥٥٣٤) تخريج: اسناده ضعيف جدا، عبيد الله بن الوليد الوصافي، قال النسائي والفلاس: متروك الحديث، وعطية العوفي ضعيف، أخرجه الترمذي: ٣٣٩٧ (انظر: ١١٠٧٤)

(٥٥٣٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧١٥ (انظر: ١٢٥٥٢)

ضروریات پوری کیں، وگرنہ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے آسرا چھوڑ دیا، نہ ان کو شرّ سے بچایا، نہ ان کی جان کو تحفظ دیا، نہ ان کے مال کی حفاظت کی، کئی لوگوں پر ان کے دشمن غالب آ کر ان کو تکلیف دے رہے ہیں، کئی لوگوں کے پاس گھر اور مکمل لباس نہیں ہیں اور کتنے ہی افراد ایسے ہیں کہ ان کے پاس خورد ونوش کی چیزیں نہیں ہیں۔

(۵۵۳۶)۔ عَنِ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَقُولَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ: ((اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مَاتَ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۷۰۹)

سیدنا براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری آدمی کو حکم دیا کہ جب وہ اپنے بستر پر آئے تو یہ دعا پڑھے: ''اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ (اے اللہ! میں نے اپنے نفس کو تیرے مطیع کر دیا، اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا، اپنا کام تیرے سپرد کر دیا، اپنی پشت تیری طرف جھکا دی، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، تجھ سے نہ کوئی پناہ لینے کی جگہ اور نہ بھاگ کر جانے کی مگر تیری طرف، میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر جسے تو نے بھیجا۔)'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ رات کو فوت ہو گیا تو فطرت پر فوت ہو گا۔''

فوائد:...... اگلی تین سندیں بھی اسی حدیث کی ہیں، ان کا بغور مطالعہ کریں۔

(۵۵۳۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَتَوَضَّأْ وَنَمْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، وَقُلْ: اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ)) فَذَكَرَ الْحَدِيثَ الْمُتَقَدِّمَ بِلَفْظِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى

سیدنا براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے بستر پر جگہ پکڑنے لگے تو وضو کر، پھر اپنے دائیں پہلو پر سو جا اور کہہ: اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ......، پھر سابقہ حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی،...... البتہ اس کے آخری الفاظ یوں ہیں: ''پس اگر تو فوت ہو گیا تو فطرتِ اسلام پر وفات پائے گا۔''

(۵۵۳۶) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣١٣، ومسلم: ٢٧١٠ (انظر: ١٨٥١٥)

(۵۵۳۷) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

الْفِطْرَةِ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۷۸۸)

(۵۵۳۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) مِثْلَ مَا تَقَدَّمَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَقَالَ: فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ وَقَالَ: اجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهِ، قَالَ: فَرَدَّدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا بَلَغْتُ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، قُلْتُ: وَبِرَسُولِكَ، قَالَ: ((لَا، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ۔)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى: ((فَإِنْ مِتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ وَقَدْ أَصَبْتَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔)) (مسند أحمد: ۱۸۷٦۰)

(تیسری سند) سابقہ سند کے ساتھ سابق روایت کے ہم معنی حدیث ذکر کی، البتہ اس میں یہ الفاظ یوں ہیں: ''پس تو نماز والا وضو کر، ...... اس دعا کو آخر میں پڑھ (یعنی اس کے بعد چپ ہو کر سو جا)۔'' سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے یہ دعا نبی کریم ﷺ کو سنائی، جب میں بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ کے لفظ تک پہنچا تو میں نے کہا: وَبِرَسُولِكَ، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ یہ الفاظ ہیں: وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ۔ ''ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اس رات کو فوت ہو گیا تو فطرت پر فوت ہو گا اور اگر صبح تک بقیدِ حیات رہا تو بہت زیادہ بھلائی پائے گا۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ سب سے آخر میں یہ دعا پڑھنی چاہیے، اس کے بعد سونے والا خاموش ہو جائے، یہاں تک کہ سو جائے۔

(۵۵۳۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ رَابِعٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اضْطَجَعَ الرَّجُلُ فَتَوَسَّدَ يَمِينَهُ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أَسْلَمْتُ نَفْسِي)) فَذَكَرَ مِثْلَ مَا تَقَدَّمَ وَفِيهِ: ((وَمَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَوْ بُوِّءَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۸۲۰)

(چوتھی سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی سوئے تو اپنے دائیں ہاتھ کو سر کے نیچے رکھے اور پھر یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أَسْلَمْتُ نَفْسِي ......۔'' پھر سابقہ حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی، البتہ اس میں ہے: ''اگر وہ اسی رات فوت ہو گیا تو اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔''

(۵۵٤۰)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَامَ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى خَدِّهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ

سیدنا براء سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سونے لگتے تو اپنا دایاں دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: '' اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ (اے اللہ! اس

(۵۵۳۸) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۵۵۳۹) تخریج: حدیث صحیح دون قوله: "بنی له بیت فی الجنة، أو بوىء له بیت فی الجنة" وهذا اسناد ضعیف لضعف علی بن عاصم، وانظر الاحادیث بالطریق الاول والثانی والثالث.

(۵۵٤۰) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ۳۳۹۹ (انظر: ۱۸۵۵۲)

تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔)) (مسند أحمد: ١٨٧٥١)

دن میں اپنے عذاب سے بچانا، جس دن تو اپنے بندے کو اٹھائے گا)۔''

(٥٥٤١)۔ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي أَجِدُ وَحْشَةً قَالَ: ((إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَقُلْ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ، فَإِنَّهُ لَا يُضَرُّ وَبِالْحَرِيِّ أَنْ لَا يَقْرَبَكَ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٣٤٠)

سیدنا ولید بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں وحشت محسوس کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے بستر پر آئے تو یہ دعا پڑھا کر: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ۔ (میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہے، اس کے غضب سے، اس کی سزا سے، اس کے بندوں کے شرّ سے، شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں) تو پھر شیطان تجھے نقصان نہیں دے گا، بلکہ بہت لائق ہے کہ وہ تیرے قریب ہی نہ آئے۔''

(٥٥٤٢)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ حَدَّثَهُ قَالَ: أَخْرَجَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو رضي الله عنه قِرْطَاسًا وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، وَإِلَهُ كُلِّ شَيْءٍ، أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ، أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي إِثْمًا أَوْ أَجُرَّهُ عَلَى مُسْلِمٍ۔)) قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: كَانَ

ابوعبدالرحمن حبلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے ایک کاغذ نکالا اور کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ دعا سکھاتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، وَإِلَهُ كُلِّ شَيْءٍ، أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ، أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي إِثْمًا أَوْ أَجُرَّهُ عَلَى مُسْلِمٍ۔ (اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! غیب اور حاضر کو جاننے والے! تو ہر چیز کا پروردگار ہے اور ہر چیز کا معبود ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تو اکیلا

(٥٥٤١) تخريج: حديث محتمل للتحسين بشواهده، أخرجه ابن ابى شيبة: ٨/ ٦٠ (انظر: ٢٣٨٣٩)

(٥٥٤٢) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٦٥٩٧)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنْ يَقُولَ ذٰلِكَ حِينَ يُرِيدُ أَنْ يَنَامَ۔ (مسند أحمد: ٦٥٩٧)

ہے، تیرا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں اور فرشتے بھی یہ گواہی دیتے ہیں، میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان سے اور اس کے شرک سے، اور میں تیرے پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں اپنے نفس پر برائی کا ارتکاب کروں یا کسی مسلمان سے برائی کروں)۔'' ابوعبدالرحمن نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو اس دعا کی تعلیم دیتے ہوئے کہا کہ جب وہ سونا چاہے تو اس وقت یہ دعا پڑھا کرے۔

(٥٥٤٣)۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ أَنَّ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا شَكَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَثَرَ الْعَجِينِ فِي يَدَيْهَا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ سَبْيٌ، فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَلَمْ تَجِدْهُ فَرَجَعَتْ، قَالَ: فَأَتَانَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، قَالَ: فَذَهَبْتُ لِأَقُومَ، فَقَالَ: ((مَكَانَكُمَا۔)) فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ، فَقَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ، إِذَا أَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا سَبَّحْتُمَا اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدْتُمَاهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرْتُمَاهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ۔)) (مسند أحمد: ٧٤٠)

سیدنا علی سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے آٹا پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں میں پڑ جانے والے نشانات کا شکوہ کیا، اُدھر جب آپ ﷺ کے پاس قیدی آئے تو وہ آپ ﷺ سے ایک خادمہ کا مطالبہ کرنے کے لیے آئیں، لیکن آپ ﷺ گھر پر موجود نہیں تھے، اس لیے لوٹ گئیں، پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے، جبکہ ہم لیٹ چکے تھے، میں نے آپ ﷺ کی خاطر اٹھنا چاہا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی جگہ پر لیٹے رہو۔'' پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے، میں نے آپ ﷺ کے قدموں کی ٹھنڈک محسوس کی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو ایسا عمل بتا دوں، جو تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے، جب تم سونے لگو، تو تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا کرو۔''

فوائد:...... سنن ابوداود کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ ان دونوں کے درمیان آکر بیٹھ گئے، یہ آپ ﷺ کی اپنی بیٹی اور داماد کے ساتھ بے تکلفی ہے، دراصل الفت سے تکلف ختم ہو جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے دونوں کو دنیا کی مشقتوں پر صبر کرنے کی تلقین کی اور اپنی بیٹی کے لیے وہی چیز پسند کی، جس کو اپنی ذاتِ مبارکہ کے لیے ترجیح دیتے تھے۔

(٥٥٤٣) تخریج: أخرجه البخاری: ٣١١٣، ٥٣٦١، ومسلم: ٢٧٢٧ (انظر: ٧٤٠)

(٥٥٤٤)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا فِي حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُمَا: ((تُسَبِّحَان فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلاةٍ عَشْرًا، وَتُحَمِّدَان عَشْرا وَتُكَبِّرَان عَشْرًا، وَاِذَا اَوَيْتُمَا اِلٰى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلاثًا وَّثَلَاثِيْنَ)) الخ (مسند أحمد: ٨٣٨)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث بھی ہے، اس میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم ہر نماز کے بعد دس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰه ، دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور دس دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَــر کہا کرو، اور جب اپنے بستروں پر آجاؤ تو تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰه کہو، ......۔''

(٥٥٤٥)۔ عَنِ ابْنِ اَعْبُدٍ قَالَ: قَالَ لِيْ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: اَلا اُخْبِرُكَ عَنِّيْ وَعَنْ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا، كَانَتْ ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ مِنْ أَكْرَمِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ، وَكَانَتْ زَوْجَتِي، فَجَرَتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى أَثَّرَ الرَّحٰى بِيَدِهَا، وَأَسْقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى أَثَّرَتِ الْقِرْبَةُ بِنَحْرِهَا، وَقَمَّتِ الْبَيْتَ حَتّٰى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا، وَأَوْقَدَتْ تَحْتَ الْقِدْرِ حَتّٰى دَنِسَتْ ثِيَابُهَا، فَأَصَابَهَا مِنْ ذٰلِكَ ضَرَرٌ، فَقُدِمَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْيٍ أَوْ خَدَمٍ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: انْطَلِقِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْأَلِيهِ خَادِمًا يَقِيكِ حَرَّ مَا أَنْتِ فِيهِ، فَانْطَلَقَتْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ خَدَمًا أَوْ خُدَّامًا، وَلَم تَسْأَلْهُ۔ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ، فَقَالَ: ((اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ خَادِمٍ؟ اِذَا اَوَيْتِ اِلٰى فِرَاشِكِ سَبِّحِي اللّٰهَ ثَلاثًا وَّثَلاثِيْنَ، وَاحْمَدِيْ ثَلاثًا وَّثَلاثِيْنَ، وَكَبِّرِى اَرْبَعًا وَّثَلاثِيْنَ۔)) قَالَ:

ابن اعبد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تجھے اپنی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بات بتلاؤں، وہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی تھیں اور آپ ﷺ کے نزدیک آپ ﷺ کے اہل وعیال میں سے سب سے زیادہ معزز تھیں اور وہی میری بیوی بھی تھیں، انھوں نے اس قدر چکی چلائی کہ اس کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے، انھوں نے مشکیزے کے ذریعے اتنا پانی لایا کہ ان کے گلے میں نشان پڑ گیا اور انھوں نے گھر میں جھاڑو دیا، یہاں تک کہ ان کے کپڑے خاک آلود ہو گئے، انھوں نے ہنڈیا کے نیچے اس قدر آگ جلائی کہ ان کے کپڑے میلے ہو گئے، ان کاموں سے ان کو تکلیف ہوئی، اُدھر رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی یا لونڈیاں لائی گئیں، میں نے سیدہ سے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور ایک غلام کا سوال کرو، جو تمہیں کام کی اس مشقت سے بچائے، پس وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں اور واقعی آپ ﷺ کے پاس غلام پائے، لیکن وہ آپ ﷺ سے سوال نہ کر سکیں، ......۔ پھر حدیث کا بقیہ حصہ ذکر کیا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو ایسا عمل بتا دوں، جو تمہارے حق میں غلام سے بہتر ہے، جب اپنے بستر پر لیٹو تو

(٥٥٤٤) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ١١٥٢ (انظر: ٨٣٨)

(٥٥٤٥) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابن اعبد، وابو الورد، قال ابن المديني: ليس بالمعروف، أخرجه ٢٩٨٨، ٥٠٦٣ (انظر: ١٣١٣)

فَأَخْرَجَتْ رَأْسَهَا وَقَالَتْ: رَضِيتُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ مَرَّتَيْنِ۔ (مسند أحمد: ١٣١٣)

تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰہ ،تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہا کرو۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر اس نے پردے سے اپنا سر نکالا اور دو بار کہا: میں اللہ اور رسول سے راضی ہوں۔''

(٥٥٤٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَمَرَ رَجُلًا إِذَا أَخَذَ مَضْجِعَهُ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَأَنْتَ تَوَفَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا، وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا، اَللّٰهُمَّ أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ۔)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عُمَرَ؟ فَقَالَ: مِنْ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٥٥٠٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جب وہ اپنے بستر پر سونے کے لیے آئے تو یہ دعا پڑھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَأَنْتَ تَوَفَّاهَا، ...... اَللّٰهُمَّ أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ (اے اللہ! بیشک تو نے میری جان کو پیدا کیا اور تو نے ہی اس کو فوت کرنا ہے، اس کا مرنا اور جینا تیرے لیے ہے، اگر تو اس کو زندہ رکھے تو اس کی حفاظت کرنا اور اگر اس کو موت دے دے تو اس کو بخش دینا، اے اللہ! میں تجھ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں)۔''

فوائد:...... آدمی نے ان کو کہا: کیا آپ نے یہ بات عمر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر شخص یعنی رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

(٥٥٤٧)۔ (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَيْضًا) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا تَبَوَّأَ مَضْجِعَهُ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ وَأَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ، وَالَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ وَأَفْضَلَ، وَالَّذِيْ أَعْطَانِيْ فَأَجْزَلَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِكَ كُلِّ شَيْءٍ، وَإِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ، وَلَكَ كُلُّ شَيْءٍ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ٥٩٨٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ .... أَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔ (ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جو مجھے کافی ہوا، مجھے جگہ دی، مجھے کھلایا، مجھے پلایا، جس نے مجھ پر احسان کیا اور مجھ پر مہربان ہوا اور جس نے مجھے عطا کیا اور خوب دیا، ہر حال پر ساری تعریف اللہ کیلئے ہے، اے اللہ! تو ہر چیز کا رب، ہر چیز کا بادشاہ ہے اور ہر چیز کا معبود ہے، ہر چیز تیرے لیے ہے، میں جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں)۔''

(٥٥٤٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧١٢ (انظر: ٥٥٠٢)

(٥٥٤٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابو داود: ٥٠٥٨ (انظر: ٥٩٨٣)

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ النَّوْمِ خَشْيَةَ الْفَزَعِ فِيهِ وَالْأَرَقِ وَالْوَحْشَةِ

ان دعاؤں کا بیان، جو نیند میں گھبراہٹ، بے خوابی اور وحشت کی صورت میں کی جائیں گی

(٥٥٤٨)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ نَقُولُهُنَّ عِنْدَ النَّوْمِ مِنَ الْفَزَعِ: ((بِسْمِ اللّٰهِ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ، وَأَنْ يَحْضُرُونِ۔)) قَالَ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ يُعَلِّمُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ أَنْ يَقُولَهَا عِنْدَ نَوْمِهِ، وَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ صَغِيرًا لَا يَعْقِلُ أَنْ يَحْفَظَهَا كَتَبَهَا لَهُ فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ۔ (مسند أحمد: ٦٦٩٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نیند کے وقت گھبرا جانے کی صورت میں یہ کلمات پڑھنے کی تعلیم دیتے تھے: ''بِسْمِ اللّٰهِ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ .... وَأَنْ يَحْضُرُونِ (اللہ کے نام کے ساتھ، میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہے، اس کے غضب سے، اس کی سزا سے، اس کے بندوں کے شرّ سے، شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں)۔'' سیدنا عبد اللہ عمرو رضی اللہ عنہ اپنے بالغ بچوں کو اس دعا کی تعلیم دیتے تھے، تاکہ وہ سوتے وقت اس کو پڑھیں اور جو بچے چھوٹے اور اس دعا کو یاد کرنے سے ناسمجھ ہوتے تھے، تو وہ اس دعا کو لکھ کر اس کی گردن میں لٹکا دیتے تھے۔

فوائد:...... سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا اس دعا کو لکھ کر بچیوں کے گلوں میں ڈال دینا، یہ ضعیف ہے، اس لیے اس سے گلے وغیرہ میں تعویذ لٹکانے کے جواز پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

بَابُ مَا يَقُولُ وَيَفْعَلُ مَنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِحَاجَةٍ وَمَا يُقَالُ عِنْدَ الْإِنْتِبَاهِ مِنَ النَّوْمِ أَثْنَاءَ اللَّيْلِ وَعِنْدَ التَّيَقُّظِ مِنْهُ فِي آخِرِهِ

ان امور کا بیان جو کسی حاجت کے لیے رات کو اٹھنے والا کہے گا اور کرے گا، اسی طرح رات کو نیند سے بیدار ہوتے وقت کے اور رات کے آخر میں جاگتے وقت کے اذکار

(٥٥٤٩)۔ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ فِرَاشَهُ فَلْيَنْزِعْ دَاخِلَةَ إِزَارِهِ ثُمَّ لِيَنْفُضْ بِهَا فِرَاشَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا حَدَثَ عَلَيْهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے بستر پر آئے تو وہ اپنے ازار کے پلو کو کھینچے اور اس کے ذریعے اپنے بستر کو جھاڑے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے کیا ہوا ہے، پھر وہ دائیں پہلو پر لیٹ

(٥٥٤٨) تخريج: حسن دون قوله: فكان عبد الله ......۔ قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ٣٨٩٣، والترمذي: ٣٥٢٨ (انظر: ٦٦٩٦)

(٥٥٤٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٢٠، ومسلم: ٢٧١٤ (انظر: ٩٤٦٩)

بَعْدَهُ، ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا حَفِظْتَ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ۔)) (مسند أحمد: ٩٤٥٠)

جائے اور یہ دعا پڑھے: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا حَفِظْتَ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ۔ (اے میرے رب! تیرے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا، اگر تو میرے نفس کو روک لے تو اس پر رحم کرنا اور اگر اسے چھوڑ دیا تو اس کی حفاظت کرنا جیسا کہ تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے)۔''

فوائد:...... ممکن ہے کہ بستر میں کوئی موذی جانور پڑا ہوا ور کسی نقصان یا پریشانی کا سبب بن جائے۔

(٥٥٥٠)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي، أَوْ قَالَ: ثُمَّ دَعَاهُ اسْتُجِيبَ لَهُ، فَإِنْ عَزَمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى تُقُبِّلَتْ صَلَاتُهُ)) (مسند أحمد: ٢٣٠٤٩)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی رات کو بیدار ہوا اور یہ ذکر کرے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ پھر کہے: رَبِّ اغْفِرْ لِي۔'' یا آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کی دعا قبول کی جائے گی اور اگر عزم کر کے وضو کر لیا اور نماز پڑھی تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔''

(٥٥٥١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ ثَلَاثَ عُقَدٍ، بِكُلِّ عُقْدَةٍ يَضْرِبُ عَلَيْكَ لَيْلًا طَوِيلًا فَارْقُدْ، وَقَالَ مَرَّةً: يَضْرِبُ عَلَيْهِ بِكُلِّ عُقْدَةٍ لَيْلًا طَوِيلًا، قَالَ: وَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِذَا تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَتَانِ، فَإِذَا صَلَّى انْحَلَّتِ الْعُقَدُ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شیطان تمہارے ایک کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے، ہر گرہ پر تھپکی دیتے ہوئے کہتا ہے: بڑی لمبی رات پڑی ہے، سویا رہے، راوی نے ایک بار یوں کہا: وہ ہر گرہ پر طویل رات تک تھپکی دیتا رہتا ہے، لیکن جب آدمی بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، جب وہ وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب وہ نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور اس طرح جب وہ صبح کرتا ہے تو وہ طیب

(٥٥٥٠) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٥٤ (انظر: ٢٢٦٧٣)

(٥٥٥١) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٤٢، ومسلم: ٧٧٦ (انظر: ٧٣٠٨)

وَأَصْبَحَ طَيِّبَ النَّفْسِ نَشِيطًا، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانًا)) (مسند أحمد: ٧٣٠٦)

النفس، ہشاش بشاش اور خوشگوار ہوتا ہے، بصورت دیگر وہ وہ خبیث النفس اور سست ہوتا ہے۔''

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ میں بیداری کے وقت ذکر کرنے، وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

سوال یہ ہے کہ اکثر لوگ نیند سے بیدار ہوتے وقت ایسے اعمال کرنے سے غافل ہیں، لیکن ان کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ خبیث النفس اور سست ہیں؟

کوئی مانے یا نہ مانے، بہر حال یہ بہت بڑی حقیقت ہے کہ ایسے لوگ اپنی غفلت کی بنا پر اتنے منحوس ہو چکے کہ ان کو اتنا احساس تک نہیں ہوتا کہ ان کا رات کا قیام فوت ہو رہا ہے، صبح و شام کے اذکار فوت ہو رہے ہے، تلاوتِ قرآن کی عادت ختم ہو چکی ہے۔

بلکہ ان کو فرضی نماز کی جماعت رہ جانے اور نماز کا سارا وقت ختم ہو جانے تک کا احساس نہیں ہوتا ہے، ایسے لوگ بے شعوری کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور یہ اتنے خبیث النفس اور منحوس ہو چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جس خباثتِ نفس کی نشاندہی کی ہے، وہ ان کو محسوس تک نہیں ہوتی۔ ہاں جہاں دنیوی مال کی کمی بیشی کا مسئلہ ہو، اس کو یہ بڑی سنجیدگی کے ساتھ محسوس کرتے ہیں، بڑے منافع کی وجہ سے بہت خوش ہوتے ہیں اور معمولی مقدار کا خسارہ ان کے لیے پریشانی کا باعث بن جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے طیب النفس اور خبیث النفس کا جو قانون بیان کیا ہے، ذکرِ کثیر کرنے والا سلیم الفطرت مسلمان اس کو محسوس کرے گا۔

(٥٥٥٢)۔ عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ ذَكَرٍ وَلَا أُنْثٰى إِلَّا وَعَلٰى رَأْسِهِ جَرِيرٌ مَعْقُودٌ ثَلَاثَ عُقَدٍ حِينَ يَرْقُدُ، فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِذَا قَامَ فَتَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ انْحَلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّهَا۔)) (مسند أحمد: ١٤٤٤٠)

سیدنا جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مرد و زن کے سر پر چمڑے کی ایک رسی ہوتی ہے، جب بندہ سوتا ہے تو اس پر تین گرہیں لگائی جاتی ہیں، لیکن جب وہ بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر جب وہ کھڑا ہو جاتا ہے اور وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب وہ نماز پڑھنے لگتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے۔''

(٥٥٥٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابن خزيمة: ١١٣٣، وابن حبان: ٢٥٥٤، وابويعلى: ٢٢٩٨ (انظر: ١٤٣٨٧)

(٥٥٥٣)۔ عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔)) قَالَ شُعْبَةُ: هٰذَا أَوْ نَحْوَ هٰذَا الْمَعْنَى، وَإِذَا نَامَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَبِاسْمِكَ أَمُوتُ۔)) (مسند أحمد: ١٨٨٠٤)

سیدنا براء سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ (ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندہ کیا اور اس کی طرف لوٹنا ہے)۔'' اور جب سوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَبِاسْمِكَ أَمُوتُ (اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ زندہ ہوتا ہے اور تیرے نام کے ساتھ موت پاتا ہوں)۔''

(٥٥٥٤)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ نَمُوتُ وَنَحْيَا۔)) وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔)) (مسند أحمد: ٢١٦٩٣)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ نَمُوتُ وَنَحْيَا (اے اللہ! ہم تیرے نام کے ساتھ فوت ہوتے ہیں اور پھر زندہ ہوں گے)۔'' اور جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ (ساری تعریف اس اللہ کیلئے ہے، جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندہ کیا اور اس کی طرف لوٹنا ہے)۔''

(٥٥٥٥)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَمِنًا أَنْ يَقُولَ: إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَبِاسْمِكَ أَمُوتُ۔)) فَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانِي بَعْدَمَا أَمَاتَنِي وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٦٧٥)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے شایانِ شان بھی تھا اور آپ ﷺ کرتے بھی ایسے ہی تھے، جب آپ ﷺ رات کو بستر پر آتے تو اپنا دایاں دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَبِاسْمِكَ أَمُوتُ (اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ زندہ ہوتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ موت پاتا ہوں)'' پھر جب آپ ﷺ رات کو بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: (ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جس نے مجھے موت دینے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے)۔''

(٥٥٥٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧١١ (انظر: ١٨٦٠٣)

(٥٥٥٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٣٩٥ (انظر: ٢١٣٦٦)

(٥٥٥٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣١٢، ٦٣٢٤ (انظر: ٢٣٢٨٦)

بَابُ مَا يُقَالُ لِدُخُولِ الْمَنْزِلِ وَالْخُرُوجِ مِنْهُ وَفِي السُّوقِ وَعِنْدَ انْفِضَاضِ الْمَجْلِسِ
گھر میں داخل ہونے کی، گھر سے نکلنے کی، بازار میں داخل کی اور مجلس کو ختم کرتے وقت کی دعاؤں کا بیان

(٥٥٥٦)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ جابِرًا رضی اللہ عنہ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ حِينَ يَدْخُلُ وَحِينَ يَطْعَمُ، قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ، وَلَا عَشَاءَ هَاهُنَا، وَإِنْ دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عِنْدَ دُخُولِهِ، قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ، وَإِنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عِنْدَ مَطْعَمِهِ، قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ۔)) قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند أحمد: ١٤٧٨٨)

ابو زبیر سے مروی ہے کہ انھوں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جب بندہ گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے، تو شیطان کہتا ہے: نہ تم اس گھر میں رات گزار سکتے ہو اور نہ شام کا کھانا ملے گا، لیکن اگر آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ شیطان کہتا ہے: تم نے اس گھر میں رات گزارنے کو پا لیا ہے، پھر اگر وہ کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے: تم نے رات گزارنا بھی پا لیا ہے اور شام کا کھانا بھی۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، میں نے آپ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے۔

فوائد:...... گھر کے تمام افراد کو گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے، تا کہ شیطان کی نحوستوں سے محفوظ رہا جا سکے۔

(٥٥٥٧)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ، أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ، أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا۔)) (مسند أحمد: ٢٧١٥١)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: ''بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، .... أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا (میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ ہم پھسل جائیں، یا گمراہ ہو جائیں، یا ظلم کریں، یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم جہالت والا کام کروں یا ہم پر جہالت مسلط کر دی جائے)۔''

(٥٥٥٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠١٨ (انظر: ١٤٧٢٩)

(٥٥٥٧) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه أبوداود: ٥٠٩٤، والترمذي: ٣٤٢٧، والنسائي: ٨/ ٢٨٥، وابن ماجه: ٣٨٨٤ (انظر: ٢٦٦١٦)

(٥٥٥٨)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ يُرِيدُ سَفَرًا أَوْ غَيْرَهُ فَقَالَ حِينَ يَخْرُجُ: بِسْمِ اللّٰهِ آمَنْتُ بِاللّٰهِ اعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، إِلَّا رُزِقَ خَيْرَ ذٰلِكَ الْمَخْرَجِ، وَصُرِفَ عَنْهُ شَرُّ ذٰلِكَ الْمَخْرَجِ۔)) (مسند أحمد: ٤٧١)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان سفر یا کسی اور کام کے ارادے سے گھر سے نکلے اور نکلتے وقت یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ آمَنْتُ بِاللّٰهِ اعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، میں نے اللہ کی پناہ لی، میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا، برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے)

(٥٥٥٩)۔ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ فِي سُوقٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمَحَا عَنْهُ بِهَا أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ، وَبَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند أحمد: ٣٢٧)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (نہیں ہے کوئی معبودِ برحق، مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کے لیے ہے، تعریف اسی کے لیے ہے، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھے گا، اس کی دس لاکھ برائیاں معاف کرے گا اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔''

فوائد:...... جامع ترمذی کی روایت میں اس دعا کے الفاظ یوں ہیں: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ سبحان اللہ! اتنا بڑا اجر وثواب، درحقیقت اللہ تعالیٰ لامتناہی خزانوں کا مالک ہے اور اپنی مرضی کے مطابق تقسیم کرتا ہے، اجر وثواب کی اس مقدار کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ بازار ایسی جگہ ہے، جہاں لوگ تجارت، خرید وفروخت اور زیادہ منافع کے حصول اور خسارے سے بچاؤ کے حیلوں میں مصروف ہو کر اللہ تعالیٰ اور اس کے ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں، نیز بازاروں کو سب سے

(٥٥٥٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الرجل الذي روى عنه صالح بن كيسان، أخرجه ابن السني في "عمل اليوم والليلة": ٤٩١ (انظر: ٤٧١)

(٥٥٥٩) حسن، قاله الالباني، أخرجه ابن ماجه: ٢٢٣٥، والترمذي: ٣٤٢٨، ٣٤٢٩ (انظر: ٣٢٧)

براخطۂ زمین قرار دیا گیا ہے، لیکن جو آدمی ان امور کے باوجود اللہ تعالیٰ کے ذکر کو یاد رکھے گا، وہ بڑا اجروثواب پائے گا۔

(٥٥٦٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَفَّارَةُ الْمَجَالِسِ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ: سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔)) (مسند أحمد: ٨٨٠٤)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجالس کا کفارہ ہے کہ بندہ مجلس کے آخر میں یہ دعا پڑھے: سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ . (اے اللہ! تو پاک ہے، اور تیری حمد کے ساتھ، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں)۔''

فوائد:...... ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ۔)) ......''جو آدمی ایسی مجلس میں بیٹھتا ہے، جس میں بہت زیادہ شور وغل اور لغو باتیں ہوتی ہیں، پھر وہ اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھتا ہے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔ تو اس کے اس مجلس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

بَابُ مَا يَقُولُ مَنِ اسْتَجَدَّ ثَوْبًا
نیا کپڑا پہننے والے کی دعا

(٥٥٦١)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ عِمَامَةً أَوْ قَمِيصًا أَوْ رِدَاءً ثُمَّ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَمِنْ شَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ۔)) (مسند أحمد: ١١٤٨٩)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے کہ پگڑی ہے، یا قمیص، یا چادر اور پھر یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَمِنْ شَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ (اے اللہ! ساری تعریف تیرے لئے ہی ہے' تو نے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا' (اب) میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس چیز کیلئے یہ بنایا گیا اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں' اور اس کی برائی اور جس چیز کیلئے یہ بنایا گیا اس کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔)''

فوائد:...... سیدنا معاذ بن انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ

(٥٥٦٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه أبوداود: ٤٨٥٨، والترمذي: ٣٤٣٣(انظر: ٨٨١٨)
(٥٥٦١) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٤٠٢٠، والترمذي: ١٧٦٧ (انظر: ١١٤٦٩)

قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ.)) ......''جو شخص کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ (تعریف اس اللہ کی ہے، جس نے میری کسی کوشش اور قوت کے بغیر مجھے کھانا کھلایا) اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جس نے کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھی: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ ۔(ساری تعریف اس اللہ کی جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری کوشش اور قوت کے بغیر مجھے یہ کپڑا عطا کیا) تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔'' (ابوداود: ۴۰۲۳، ترمذی: ۳۴۵۸، ابن ماجہ: ۳۲۸۵)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف بہت پسند ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ نُزُوْلِ الْمَطَرِ وَسِمَاعِ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ وَرُؤْيَةِ الْهِلَالِ
بارش کے نزول، گرج اور کڑک کو سنتے وقت اور چاند کو دیکھنے کی دعاؤں کا بیان

(٥٥٦٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى نَاشِئًا مِنْ أُفُقٍ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ تَرَكَ عَمَلَهُ وَإِنْ كَانَ فِي صَلَاتِهِ ثُمَّ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ۔)) فَإِنْ كَشَفَهُ اللّٰهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَإِنْ مَطَرَتْ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا۔)) (مسند أحمد: ٢٦٠٨٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ آسمان کے کسی افق میں کوئی نامکمل سا بادل دیکھتے تو اپنے کام کو چھوڑ دیتے، اگرچہ آپ ﷺ نماز میں ہوتے، پھر یہ دعا پڑھنا شروع کر دیتے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ (اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہے، اس شر سے، جو اس بادل میں ہے)۔'' اگر اللہ تعالیٰ اس بادل کو زائل کر دیتے تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے، اور اگر وہ بارش برساتا تو آپ ﷺ یہ دعا کرتے: ''اے اللہ! نفع بخش بارش برسانا۔''

فوائد:...... قوم ہود کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ. تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ.﴾ ......''تو جب انھوں نے اسے ایک بادل کی صورت میں اپنی وادیوں کا رخ کیے ہوئے دیکھا تو انھوں نے کہا یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسانے والا ہے۔ بلکہ یہ وہ (عذاب) ہے جو تم نے جلدی مانگا تھا، آندھی ہے، جس میں دردناک عذاب ہے۔ جو ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے

(٥٥٦٢) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٥٠٩٩، وابن ماجه: ٣٨٨٩ (انظر: ٢٥٥٧٠)

برباد کر دے گی، پس وہ اس طرح ہو گئے کہ ان کے رہنے کی جگہوں کے سوا کوئی چیز دیکھائی نہ دیتی تھی، اسی طرح ہم مجرم لوگوں کو بدلہ دیتے ہیں۔'' (سورۂ احقاف: ۲۴، ۲۵)

اس لیے جب آپ ﷺ کسی بادل کو دیکھتے تو آپ ﷺ کو یہ خوف لاحق ہو جاتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں عذاب ہو، جب وہ بارش برسانے لگتا، تب آپ ﷺ بے فکر ہوتے۔

نماز کو چھوڑنے کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ جو نماز ادا کر رہے ہوتے تھے، اس سے فارغ ہونے کے بعد مزید نماز نہ پڑھتے، بلکہ بادل کے شر سے پناہ مانگنا شروع کر دیتے۔

(۵۵۶۳)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ صَيِّبًا هَنِيْئًا۔)) (مسند أحمد: ۲۵٤۸٦)

(دوسری سند) جب رسول اللہ ﷺ بارش کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ صَيِّبًا هَنِيْئًا (اے اللہ! اس کو خوشگوار بارش بنا دے)۔''

(۵۵٦٤)۔ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ وَالصَّوَاعِقَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔)) (مسند أحمد: ۵۷٦۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گرج اور کڑک کی آواز سنتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ (اے اللہ! ہمیں اپنے غضب کی وجہ سے تباہ نہ کر اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور ہمیں اس سے پہلے عافیت دے دے)۔''

فوائد:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ. وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ﴾...... ''وہی ہے جو تمھیں بجلی دکھاتا ہے، ڈرانے اور امید دلانے کے لیے اور بھاری بادل پیدا کرتا ہے۔ اور (بادل کی) گرج اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے۔ اور وہ کڑکنے والی بجلیاں بھیجتا ہے، پھر انھیں ڈال دیتا ہے جس پر چاہتا ہے۔'' (سورۂ رعد: ۱۲، ۱۳)

یعنی اللہ تعالیٰ بجلی کے ذریعے جس کو چاہتا ہے، ہلاک کر ڈالتا ہے۔

(۵۵٦۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۵۵٦٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حجاج بن ارطاة، ولجهالة حال ابی مطر، أخرجه الترمذی: ۳٤۵۰(انظر: ۵۷٦۳)

(٥٥٦٥)۔ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔)) (مسند أحمد: ١٣٩٧)

بلال بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ جب ہلال کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ (اے اللہ! اس کو ہم پر طلوع کر، سعادت اور ایمان کے ساتھ اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ، (اے چاند) میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے۔''

فوائد:...... دراصل آپ ﷺ نے اس پورے ماہ کے لیے سعادت، ایمان، سلامتی اور اسلام کے دوام کا سوال کیا ہے، کیونکہ ہر ماہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کی روشنی میں مختلف فیصلے کرنے ہوتے ہیں، کسی کے رزق میں کمی آتی ہے، کسی کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، کسی پر آزمائشیں پڑتی ہیں، کسی کو خوشی کے اسباب ملتے ہیں، کوئی شرّ میں آگے نکل جاتا ہے، کسی کو خیر نصیب ہوتی ہے، اس لیے آپ ﷺ نے پورے ماہ کے لیے امن وسلامتی کا سوال کیا۔

(٥٥٦٦)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الشَّهْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْقَدَرِ، وَمِنْ سُوءِ الْحَشْرِ۔)) (مسند أحمد: ٢٣١٧٧)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہلال کو دیکھتے تو یہ دعا کرتے: ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ...... وَمِنْ سُوءِ الْحَشْرِ (اللہ سب سے بڑا ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، اے اللہ! بیشک میں تجھ سے اس مہینے کی خیر کا سوال کرتا ہوں، برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، میں تجھ سے بری تقدیر اور برے حشر سے پناہ مانگتا ہوں)۔''

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ صِيَاحِ الدِّيكَةِ وَنُهَاقِ الْحِمَارِ وَنُبَاحِ الْكِلَابِ
مرغ کی آواز، گدھے کی رینک اور کتوں کی بھونک کے وقت کی دعاؤں کا بیان

(٥٥٦٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيكَةِ مِنَ اللَّيْلِ فَإِنَّمَا رَأَتْ مَلَكًا سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نُهَاقَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم رات کو مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو، کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ رہا ہوتا ہے، اور جب تم گدھے کی رینک سنو تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ

(٥٥٦٥) تخريج: حسن لشواهده، أخرجه الترمذي: ٣٤٥١ (انظر: ١٣٩٧)

(٥٥٦٦) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوي عن عبادة، أخرجه ابن ابي شيبة: ٣/ ٩٨ (انظر: ٢٢٧٩١)

(٥٥٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٠٣، ومسلم: ٢٧٢٩ (انظر: ٨٠٦٤)

الْـحِـمَارِ فَإِنَّهُ رَأٰى شَيْطَانًا، فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ۔)) (مسند أحمد: ٨٠٥٠)

طلب کیا کرو، کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔''

(٥٥٦٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ (قَالَ يَزِيدُ فِي حَدِيثِهِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ): ((إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ، وَنُهَاقَ الْحَمِيرِ مِنَ اللَّيْلِ، فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ، فَإِنَّهَا تَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَقِلُّوا الْخُرُوجَ إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبُثُّ فِي لَيْلِهِ مِنْ خَلْقِهِ مَا شَاءَ، وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا أُجِيفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَأَوْكِئُوا الْأَسْقِيَةَ (وَفِي رِوَايَةٍ: الْقِرَبَ)، وَغَطُّوا الْجِرَارَ، وَأَكْفِئُوا الْآنِيَةَ۔)) قَالَ يَزِيدُ: ((وَأَوْكِئُوا الْقِرَبَ۔))(مسند أحمد: ١٤٣٣٤)

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم رات کو کتے کی بھونک یا گدھے کی رینک سنو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو، کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔ جب لوگ سو جائیں تو باہر نہ نکلا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ رات کے وقت مختلف مخلوقات کو منتشر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دروازے بند کیا کرو، کیونکہ شیطان وہ دروازہ نہیں کھولتا، جسے اللہ کا نام لے کر بند کیا گیا ہو، مشکیزوں کی ڈوریاں کس دے کر رکھو، گھڑوں کو ڈھانپ دیا کرو اور برتنوں کو الٹا کر کر دیا کرو۔''

فوائد:...... کتے کی بھونک اور گدھے کی رینک کو رات کے ساتھ اس لیے خاص کیا گیا کہ رات کو کثرت سے شیطانوں کا انتشار ہوتا ہے، وگرنہ دن کے وقت بھی ان آوازوں کو سنتے وقت تعوذ پڑھا جائے گا۔ جانوروں کو جن اور شیطان نظر آتے ہیں۔

❀❀❀❀

(٥٥٦٨) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٥١٠٣ (انظر: ١٤٢٨٣)

اَبْوَابُ أَذْكَارٍ تُقَالُ لَمَّا يَهِمُّ الْإِنْسَانَ مِنْ عَوَارِضَ وَآفَاتٍ

انسان کو پریشان کرنے والی آفات اور عوارض کے وقت کیے جائے والے اذکار کا بیان

بَابُ مَا يُقَالُ لِدَفْعِ كَيْدِ الشَّيَاطِيْنِ وَتَمَرُّدِهِمْ عَلَى الْإِنْسَانِ وَعَبْثِهِمْ بِهِ

شیطانوں کے مکر، سرکشی اور لغو کو انسان سے دفع کرنے کے لیے پڑھی جانی والی دعاؤں کا بیان

(٥٥٦٩)۔ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ خَنْبَشٍ كَيْفَ صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ كَادَتْهُ الشَّيَاطِينُ؟ قَالَ: جَاءَتِ الشَّيَاطِينُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْأَوْدِيَةِ، وَتَحَدَّرَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْجِبَالِ، وَفِيهِمْ شَيْطَانٌ مَعَهُ شُعْلَةٌ مِنْ نَارٍ، يُرِيدُ أَنْ يُحْرِقَ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَرُعِبَ، قَالَ جَعْفَرٌ: أَحْسَبُهُ قَالَ جَعَلَ يَتَأَخَّرُ، قَالَ: وَجَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! قُلْ، قَالَ: ((مَا أَقُولُ۔)) قَالَ: قُلْ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا

ابو تیاح کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن خنبش تمیمی سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے اس رات کو کیا کیا تھا جس رات شیاطین آپ ﷺ کے قریب آئے تھے؟ انھوں نے کہا: اس رات کو شیاطین مختلف وادیوں اور پہاڑوں سے نبی کریم ﷺ پر ٹوٹ پڑے، ان میں ایک ایسا شیطان بھی تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو جلانا چاہتا تھا۔ لیکن وہ مرعوب ہو گیا، جعفر راوی نے کہا کہ وہ پیچھے ہٹ گیا، اتنے میں جبریل علیہ السلام آ گئے اور کہا: اے محمد! کہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کیا کہوں؟ اس نے کہا: یہ دعا پڑھو: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ .... وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا

(٥٥٦٩) تخريج: اسناده ضعيف، تفرد به جعفر بن سليمان الضبعى، وهو ممن لا يحتمل تفرده، أخرجه ابن ابى شيبة: ٨/ ٦١، وابويعلى: ٦٨٤٤ (انظر: ١٥٤٦١)

يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ، يَا رَحْمٰنُ۔)) فَطَفِئَتْ نَارُ الشَّيَاطِيْنِ وَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند أحمد: ١٥٥٤٠)

طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ، يَا رَحْمٰنُ ۔(میں اللہ کے مکمل کلمات، جن سے کوئی نیک تجاوز کر سکتا ہے نہ بد، کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شرّ سے جسے اس نے پیدا کیا اور اس چیز کے شرّ سے جو آسمان سے اترتی ہے اور اس چیز کے شرّ سے جو آسمان میں چڑھ جاتی ہے اور رات کو آنے والے کے شرّ سے، الا یہ کہ وہ خیر کے ساتھ آئے، اے رحمٰن!)'' (نتیجہ یہ نکلا کہ) شیاطین کی آگ بجھ گئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں شکست دے دی۔

(٥٥٧٠)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَنْبَشٍ التَّمِيمِيِّ وَكَانَ كَبِيرًا: أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ كَادَتْهُ الشَّيَاطِينُ؟ فَقَالَ: إِنَّ الشَّيَاطِينَ تَحَدَّرَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْأَوْدِيَةِ۔ (مسند أحمد: ١٥٥٣٩)

(دوسری سند) راوی کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد الرحمٰن بن خنبش تمیمی رضی اللہ عنہ، جو ایک عمر رسیدہ آدمی تھے، سے پوچھا، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو پایا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے کہا: جس رات شیطان آپ ﷺ کے قریب آئے تھے، اس رات آپ ﷺ نے کیا کیا تھا؟ انھوں نے کہا: اس رات شیطان مختلف وادیوں سے رسول اللہ ﷺ پر ٹوٹ پڑے تھے۔

بَابُ مَا يُقَالُ لِدَفْعِ ضَرَرِ كُلِّ شَيْءٍ وَمَا يَقُوْلُ مَنْ خَافَ رَجُلًا اَوْ قَوْمًا
ہر ضرر کو دور کرنے کی دعا اور کسی آدمی یا قوم سے ڈرنے والے شخص کی دعا کا بیان

(٥٥٧١)۔ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ۔)) (مسند أحمد: ٤٤٦)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ دعا پڑھے گا: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ...... وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (اس اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے)، کوئی چیز اس کو نقصان نہیں دے گی۔''

(٥٥٧٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٥٧١) اسناده حسن، أخرجه أبوداود: ٥٠٨٩، والترمذي: ٣٣٨٨، وابن ماجه: ٣٨٦٩ (انظر:) ،

(۵۵۷۲)۔ عَنْ أَبِی مُوسٰی رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ إِذَا خَافَ مِنْ رَجُلٍ أَوْ مِنْ قَوْمٍ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَجْعَلُكَ فِی نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ۔)) (مسند أحمد: ۱۹۹۵۷)

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی آدمی یا قوم سے ڈرتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَجْعَلُكَ فِی نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ (اے اللہ! بیشک میں تجھ کو ان کے مقابلے میں رکھتا ہوں اور ہم خود ان کے شرور سے تیری پناہ میں آتے ہیں)۔''

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْكَرْبِ وَالْهَمِّ وَالْغَمِّ وَمَا يَقُوْلُ مَنْ غَلَبَهُ اَمْرٌ
پریشانی، رنج اور غم کے وقت کے اذکار کا اور اس آدمی کی دعا کا بیان، جس کو کوئی معاملہ مغلوب کر دے

(۵۵۷۳)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: عَلَّمَنِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهَا عِنْدَ الْكَرْبِ: ((اَللّٰهُ رَبِّی لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا۔)) (مسند أحمد: ۲۷۶۲۲)

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ مجھے رنج و غم کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دی: ''اَللّٰهُ رَبِّی لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا (اللہ میرا ربّ ہے، میں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا)۔''

(۵۵۷۴)۔ عَنْ أَبِی بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((دَعَوَاتُ الْمَكْرُوبِ: اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِی إِلٰی نَفْسِی طَرْفَةَ عَيْنٍ، أَصْلِحْ لِی شَأْنِی كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۷۰۲)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے چین اور غم زدہ آدمی کی دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِی إِلٰی نَفْسِی طَرْفَةَ عَيْنٍ، أَصْلِحْ لِی شَأْنِی كُلَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، (اے اللہ! میں صرف تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں، پس تو میری ذات کو پلک بھر کے لیے میرے سپرد نہ کر اور میرا سارا معاملہ سنوار دے، تو ہی معبودِ برحق ہے)۔''

(۵۵۷۵)۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: (وَفِی لَفْظٍ: لَقَّنَنِی) عَلَّمَنِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ بِی كَرْبٌ (زَادَ فِی رِوَايَةٍ:

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بے چینی اور سختی کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دی: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ،

(۵۵۷۲) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ۱۵۳۷ (انظر: ۱۵۷۱۹)

(۵۵۷۳) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ۱۵۲۵، وابن ماجه: ۳۸۸۲ (انظر: ۲۷۰۸۲)

(۵۵۷۴) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۵۰۹۰ (انظر: ۲۰۴۳۰)

(۵۵۷۵) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ۴۷۲، والحاكم: ۱/ ۵۰۸، والنسائی فی "عمل اليوم والليلة": ۶۲۹ (انظر: ۷۰۱)

اَوْ شِدَّةٌ) أَنْ أَقُولَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ (وَفِي لَفْظٍ: اَلْحَكِيمُ بَدْلَ لْحَلِيمِ)، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ لْعَرْشِ الْعَظِيمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ لْعَالَمِينَ۔)) (مسند أحمد: ٧٠١)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (نہیں ہے کوئی معبودِ برحق، ما سوائے اللہ کے، وہ بردبار اور کریم ہے، اللہ پاک ہے، اللہ تعالیٰ بابرکت ہے، جو عرشِ عظیم کا ربّ ہے، اور ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جو جہانوں کا ربّ ہے)۔'' ایک روایت میں اَلْحَلِيم کے بجائے اَلْحَكِيم کے الفاظ ہیں۔

(٥٥٧٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَصَابَ أَحَدًا قَطُّ هَمٌّ وَلَا حَزَنٌ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي، وَنُورَ صَدْرِي، وَجِلَاءَ حُزْنِي، وَذَهَابَ هَمِّي، إِلَّا أَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهُ وَحُزْنَهُ، وَأَبْدَلَهُ مَكَانَهُ فَرَجًا۔)) قَالَ: فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! أَلَا نَتَعَلَّمُهَا، فَقَالَ: ((بَلٰى يَنْبَغِي لِمَنْ سَمِعَهَا، أَنْ يَتَعَلَّمَهَا۔)) (مسند أحمد: ٣٧١٢)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی کسی کو کوئی فکر و غم اور رنج و ملال لاحق ہو اور وہ یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ .... وَذَهَابَ هَمِّي، (اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، میرے بارے میں تیرا حکم جاری ہے اور میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل والا ہے، میں تجھ سے تیرے ہر اس خاص نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو تو نے خود اپنا نام رکھا ہے یا اسے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے یا علم الغیب میں اسے اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دی ہے کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور اور میرے غم کو دور کرنے والا اور میرے فکر کو لے جانے والا بنا دے)۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے فکر و غم اور رنج و ملال کو دور کر کے اس کے بدلے وسعت اور کشادگی عطا کرے گا۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم یہ کلمات سیکھ نہ لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، ہر سننے والے کو یاد کر لینے چاہئیں۔''

فوائد:...... قرآن مجید کا دل کی بہار ہونا، اس سے مراد یہ ہے کہ دل کو قرآن مجید سے راحت ملے، وہ اس کی طرف مائل ہو، اس کی تلاوت کی رغبت رکھے اور اس میں غور و فکر کر کے سبق حاصل کرے۔

(٥٥٧٦) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/ ٢٥٣، وابويعلي: ٥٢٩٧، والطبراني في "الكبير": ١٠٣٥٢، والحاكم: ١/ ٥٠٩ (انظر: ٣٧١٢)

(۵۵۷۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ زَوَّجَ ابْنَتَهُ مِنَ الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ، فَقَالَ لَهَا: إِذَا دَخَلَ بِكِ فَقُولِي: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ قَالَ هٰذَا، قَالَ حَمَّادٌ: ظَنَنْتُ أَنَّهُ قَالَ: فَلَمْ يَصِلْ إِلَيْهَا۔ (مسند أحمد: ۱۷٦۲)

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب انھوں نے حجاج بن یوسف سے اپنی بیٹی کی شادی کی تو اپنی بیٹی سے کہا: جب وہ تیرے پاس آئے تو تو نے یہ دعا پڑھنی ہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ (نہیں ہے کوئی معبودِ برحق، ما سوائے اللہ کے، وہ بردبار اور کریم ہے، اللہ پاک ہے، جو عرشِ عظیم کا ربّ ہے، اور ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جو جہانوں کا ربّ ہے)۔ ان کا خیال تھا کہ جب کوئی معاملہ رسول اللہ ﷺ کو پریشان کر دیتا تھا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے، حماد راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ حجاج بن یوسف اس خاتون تک نہ پہنچ پایا تھا۔

(۵۵۷۸)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُولُهُ فَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا، وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا۔)) قَالَ: فَضَرَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وُجُوهَ أَعْدَائِهِ بِالرِّيحِ، فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالرِّيحِ۔ (مسند أحمد: ۱۱۰۰۹)

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے غزوۂ والے دن کہا: اے اللہ کے رسول! کیا کوئی ذکر ہے، کلیجے منہ کو آ گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بالکل ہے، کہو: اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا، وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا (اے اللہ! ہمارے عیوب پر پردہ ڈال اور ہماری گھبراہٹوں کو امن دے)۔'' پس اللہ تعالیٰ دشمنوں پر ہوا ایسی ہوا چلائی کہ اس ہوا ذریعے ان کو شکست دے دی۔

(۵۵۷۹)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ لَمَّا أَدْبَرَ: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا عوف بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کیا، جس کے خلاف فیصلہ ہوا، جب وہ جانے لگا تو اس نے کہا: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (اللہ مجھے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے)۔

(۵۵۷۷) تخریج: اسناده حسن، وانظر الحديث رقم: (۵۵۷۵)، أخرجه النسائي في "عمل اليوم والليلة": ٦٤٦ (انظر: ۱۷٦۲)

(۵۵۷۸) الدعاء صحيح بالشواهد دون القصة، قاله الالباني، أخرجه البزار: ۳۱۱۹ (انظر: ۱۰۹۹٦)

(۵۵۷۹) اسناده ضعيف لضعف بقية بن الوليد، وجهالة سيف، أخرجه ابوداود: ۳٦۲۷ (انظر: ۲۳۹۸۳)

((رُدُّوا عَلَيَّ الرَّجُلَ۔)) فَقَالَ: ((مَا قُلْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ، وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ، فَإِذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٤٨٣)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔'' پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو نے کیا ذکر کیا ہے؟'' اس نے کہا: جی میں نے یہ کلمات ادا کیے ہیں: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ سستی پر ملامت کرتا ہے، سب سے پہلے تجھے عقلمندی سے کام لینا چاہیے، پھر اگر کوئی معاملہ تجھ پر غالب آ جائے تو تو کہہ: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔''

فوائد:...... مفہوم یہ ہے کہ انسان کو اپنے دنیوی و اخروی جائز مقاصد کی تکمیل کے لیے پوری کوشش کرنی چاہیے اور ممکنہ اسباب استعمال کرنے چاہئیں، پھر بھی اگر وہ مغلوب ہو جائے تو اس کو اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سمجھے۔

یہ چیز اللہ تعالیٰ کو نہ پسند ہے کہ بندہ اسباب استعمال کیے بغیر کسی چیز کے حصول کی امید لگا کر بیٹھ جائے، یہ وہی سستی ہے، جس پر اللہ تعالیٰ ملامت کرتا ہے۔

بَابُ مَا يُقَالُ لِطَلَبِ الْمَغْفِرَةِ وَوَفَاءِ الدَّيْنِ
بخشش طلب کرنے کی اور قرضہ ادا کرنے کی دعاؤں کا بیان

(٥٥٨٠)۔ عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ غُفِرَ لَكَ مَعَ أَنَّهُ مَغْفُورٌ لَكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔)) (مسند أحمد: ١٣٦٣)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا میں تجھے ایسے کلمات کی تعلیم دوں کہ جب تو ان کو ادا کرے تو تجھے بخش دیا جائے گا، حالانکہ تجھے پہلے ہی بخشا جا چکا ہے، بہرحال وہ کلمات یہ ہیں: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (نہیں ہے کوئی معبودِ برحق، مگر اللہ، وہ بردبار اور کریم ہے، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق، ما سوائے اللہ کے، وہ بلند و بالا اور عظیم ہے، اللہ تعالیٰ پاک ہے، جو کہ سات آسمانوں اور عرش عظیم کا ربّ ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، جو کہ تمام جہانوں کا ربّ ہے)۔''

(٥٥٨٠) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذي: ٣٥٠٤ (انظر: ١٣٦٣)

فوائد:...... اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت کا بیان ہے کہ ان کی بخشش ہو چکی ہے۔

(۵۵۸۱)۔ عَنْ أَبِي وَائِلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتٰى عَلِيًّا رضی اللہ عنہ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنِّي عَجَزْتُ عَنْ مُكَاتَبَتِي فَأَعِنِّي، فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيرٍ دَنَانِيرَ لَأَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ، قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: قُلْ ((اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔)) (مسند أحمد: ۱۳۱۹)

سیدنا ابو وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں اپنی مکاتبت سے عاجز آ گیا ہوں، لہٰذا آپ میری مدد کرو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تجھے ان کلمات کی تعلیم دوں، جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائے تھے، اگر تجھ پر صیر پہاڑ کے بقدر دیناروں کا بھی قرض ہوا تو اللہ تعالیٰ تیری طرف سے ادا کر دے گا، اس نے کہا: جی کیوں نہیں، انھوں نے کہا: یہ دعا پڑھ: ''اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (اے اللہ! تو مجھے کافی ہو جا، اپنے حلال کے ساتھ، اپنے حرام سے بچا کر اور اپنے فضل سے مجھے ان افراد سے غنی کر دے، جو تیرے علاوہ ہیں)۔''

(۵۵۸۱) تخریج: حسن، قاله الالبانی، أخرجه الترمذی: ۳۵۶۳ (انظر: ۱۳۱۹)

اَبْوَابُ الدُّعَاءِ وَمَا جَاءَ فِيْهِ

دعاء اور اس سے متعلقہ امور کے ابواب

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الدُّعَاءِ وَمَا جَاءَ فِي فَضْلِهِ وَآدَابِهِ وَاَنَّهُ يَنْفَعُ لَا مَحَالَةَ

دعا کرنے کی ترغیب، اس کی فضیلت، اس کے آداب اور اس چیز کا بیان کہ دعا لازمی طور پر فائدہ دے گی

(٥٥٨٢)۔ عَنْ مُعَاذٍ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يَنْفَعَ حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ وَلٰكِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ بِالدُّعَاءِ عِبَادَ اللّٰهِ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٣٩٤)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی چیز کی تیاری، تقدیر سے فائدہ نہیں دیتی، البتہ دعا ان امور میں فائدہ دیتی ہے، جو نازل ہو چکے ہیں اور ان میں بھی جو نازل نہیں ہوئے، لہٰذا اللہ کے بندو! دعا کو لازم پکڑو۔''

(٥٥٨٣)۔ عَنْ ثَوْبَانَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ، وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٨٠٢)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک آدمی گناہ کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے، اور کوئی چیز تقدیر کو رد نہیں کر سکتی، ما سوائے دعا کے اور صرف نیکی ہی ہے، جو عمر میں اضافہ کرتی ہے۔''

فوائد:...... جب آدمی کثرت سے اعمال صالحہ سرانجام دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا اجر عطا کرتا ہے تو یوں

(٥٥٨٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب، وهو لم يسمع معاذ ايضا، وابنُ عياش روايته عن غير اهل بلده ضعيفة، وهذا منها، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٢٠١ (انظر: ٢٢٠٤٤)

(٥٥٨٣) تخريج: حسن لغيره دون قوله: "إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ"، وهذا اسناده ضعيف، عبد الله بن ابي الجعد في عداد المجهولين، ثم يغلب على الظن انه لم يسمع من ثوبان، أخرجه ابن ماجه: ٩٠، ٤٠٢٢ (انظر: ٢٢٤٣٨)

لگتا ہے کہ اس آدمی نے طویل عمر پائی، کیونکہ اس نے اتنا عمل کرلیا کہ جس کے لیے لمبی عمر درکار ہے۔

اگر قضا اور تقدیر سے مراد مکروہ چیز ہے، تو معاملہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو دعا کرنے کی توفیق دی اور پھر اس دعا کی وجہ سے کسی مکروہ چیز کو ٹال دیا۔ اور یہ دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا مکروہ چیز کو ٹال دینا بھی تقدیر ہی ہے۔ اگر اس کا حقیقی معنی ہی مراد لیا جائے تو اس کا معنی آسانی پیدا کرنا اور برداشت کرنے کی توفیق دینا ہے، یعنی جب کوئی آدمی کسی آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے تو دعا کی برکت کی وجہ سے اسے یوں محسوس ہوتا ہے کہ آزمائش نازل ہی نہیں ہوئی۔ نیکی کی وجہ سے عمر میں اضافہ ہونا، یہ کیسے ممکن ہے، کیونکہ ہر ایک کی تاریخ وفات کا فیصلہ ہو چکا ہے؟

اس کے چار جوابات ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ تقدیر کی بعض صورتوں کو معلق رکھتے ہیں، جیسے اگر یہ بندہ نیک ہوا تو اس کی عمر اتنی ہوگی اور برا ہونے کی صورت میں اتنی، جبکہ اللہ تعالیٰ کو اس بندے کے نیک و بد ہونے کا علم ہوتا ہے۔

۲۔ عمر میں اضافے سے مراد برکت کا حصول، عمل کی توفیق اور عمر کا ضائع نہ ہونا ہے۔ ان تین امور کی وجہ سے آدمی اپنی تھوڑی زندگی میں اتنا توشۂ آخرت تیار کر لیتا ہے کہ طویل عمریں پانے والے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایسی صورت کو کہا جا سکتا ہے کہ اس کی زندگی میں اضافہ ہو گیا ہے۔

۳۔ عمر میں اضافے سے مراد اس شخص کے ذکر جمیل کا باقی رہنا ہے، یعنی نیکیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے لوگوں میں نیک مشہور کر دیتا ہے، اس طرح عرصۂ دراز تک اس کی نیک نامی کا چرچا رہتا ہے۔

۴۔ دوسرے اسباب کی طرح نیکیاں بھی طویل زندگی کا ایک سبب ہے، اللہ تعالیٰ جس شخص کو لمبی زندگی عطا کرنا چاہتا ہے تو اسے نیکیاں کرنے کی توفیق دیتا ہے، لیکن یہ اضافہ مخلوق کے اعتبار سے ہے، رہا اللہ تعالیٰ کے علم کا مسئلہ تو اس میں کوئی کمی بیشی واقع نہیں ہوتی۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے شفا کو زندگی کا سبب سمجھا جاتا ہے، لیکن یہ معنی درست نہیں ہے، کیونکہ عام طور پر اس معاملے میں نیک و بد کے درمیان کوئی فرق نہیں دیکھا جاتا، بلکہ نیک لوگ جلدی فوت ہو جاتے ہیں۔

(٥٥٨٤)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ، أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا۔)) (مسند أحمد: ٢٣١٦٧)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں ہے، جو اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہو، مگر اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرتا ہے، یا پھر اس دعا کے بقدر اس سے بری چیز کو ٹال دیتا ہے۔''

(٥٥٨٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ٣٥٧٣ (انظر: ٢٢٧٨٥)

(٥٥٨٥)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا إِحْدٰى ثَلَاثٍ، إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا۔)) قَالُوْا إِذَا نُكْثِرُ، قَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْثَرُ۔)) (مسند أحمد: ١١١٥٠)

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان ایسی دعا کرتا ہو، جس میں گناہ اور قطع رحمی والی بات نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تین میں سے ایک چیز عطا کرتا ہے، یا اس کی دعا جلدی جلدی قبول کر لی جاتی ہے، یا اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیا جاتا ہے، یا اس کے بقدر اس آدمی سے بری چیز کو دور کر دیا جاتا ہے۔'' صحابہ نے کہا: تو پھر ہم بہت زیادہ دعا کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ زیادہ عطا کرنے والا ہے۔''

فوائد:...... یہ اللہ تعالیٰ کا قانون نہیں ہے کہ بندہ جو کچھ مانگ رہا ہے، اس کو وہی کچھ عطا کر دیا جائے، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ وہ کسی کا خالص عمل ضائع نہیں کرتا اور بدلہ ضرور دیتا ہے۔

(٥٥٨٦)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ [غافر: ٦٠] (مسند أحمد: ١٨٥٧٦)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک دعا ہی عبادت ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ ......''اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں، وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔''(سورۂ غافر: ٦٠) (سورۂ غافر کو سورۂ مومن بھی کہتے ہیں)۔

(٥٥٨٧)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ۔)) (مسند أحمد: ٨٧٣٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی چیز نہیں ہے، جو دعا سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عزت والی ہو۔''

فوائد:...... دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور بندے کی عجز و انکساری کا اظہار ہوتا ہے، دعا کے

(٥٥٨٥) تخريج: اسناده جيّد، أخرجه البزار: ٣١٤٤، وابن ابى شيبة: ١٠/ ٢٠١ (انظر: ١١١٣٣)

(٥٥٨٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الترمذى: ٢٩٦٩ (انظر: ١٨٣٨٦)

(٥٥٨٧) تخريج: اسناده قابل للتحسين، أخرجه الترمذى: ٣٣٧٠ (انظر: ٨٧٤٨)

ذریعے بندہ یہ اظہار کرتا ہے کہ دینے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، وہ تو صرف مانگنے والا اور سوال کرنے والا ہے۔

(۵۵۸۸)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَمْ يَدْعُ اللّٰهَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ۹۷۱۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔''

فوائد:...... شیخ البانی رحمہ اللہ اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ (مؤمن: ۶۰)، (صحیحہ: تحت رقم: ۲۶۵۴) یعنی: ''دعا، عبادت ہی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں، وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔''

کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کو پکارنے سے تکبر کرنے سے اس کا غضب لازم آتا ہے، معنی و مفہوم کے اعتبار سے سیدنا نعمان کی حدیث، سیدنا ابو ہریرہ کی حدیث کا قوی شاہد ہے۔ (صحیحہ: ۲۶۵۴)

(۵۵۸۹)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْصِبُ وَجْهَهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِيْ مَسْأَلَةٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهَا اِمَّا اَنْ يُعَجِّلَهَا لَهُ، وَاِمَّا اَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ۔)) (مسند أحمد: ۹۷۸۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان کوئی سوال کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے چہرے کو گاڑھ لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ہر صورت میں عطا کرتا ہے، یا تو جلدی دے دیتا ہے، یا اس کے لیے ذخیرہ کر لیتا ہے۔''

فوائد:...... مطلب یہ ہوا کہ مسلمان کی دعا کے ضائع ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

(۵۵۹۰)۔ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَسْتَحْيِيْ اَنْ يَبْسُطَ الْعَبْدُ اِلَيْهِ يَدَيْهِ يَسْأَلُهُ فِيْهِمَا خَيْرًا فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ۔ (مسند أحمد: ۲۴۱۱۵)

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا: جب بندہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے کے لیے اس کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ دراز کرتا ہے تو وہ اس سے شرماتا ہے کہ ان کو خالی واپس کر دے۔''

(۵۵۸۸) تخریج: حسن، قاله الالبانی، أخرجه ابن ماجه: ۳۸۲۷ (انظر: ۹۷۱۹)

(۵۵۸۹) تخریج: حسن لغیر، أخرجه الحاکم: ۱/ ۴۹۷، والبیهقی فی "الشعب": ۱۱۲۶ (انظر: ۹۷۸۵)

(۵۵۹۰) تخریج: صحیح، أخرجه الحاکم: ۱/ ۴۹۷، والبیهقی فی "الاسماء والصفات": ص ۴۸۴، واحمد فی "الزهد": ص ۱۵۱ (انظر: ۲۳۷۱۴)

فوائد:...... یہ روایت یہاں تو موقوف ہے، لیکن یہ مرفوعاً بھی ثابت ہے، جیسا کہ ابن حبان (۸۸۰)، حاکم (۱/ ۵۳۵) اور معجم کبیر (۶۱۳۰) میں ہے۔ بندے کو چاہیے کہ وہ قبولیت کے اوقات میں کثرت سے دعا کرے، فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

(۵۵۹۱)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَاَنَا مَعَهُ اِذَا دَعَانِيْ۔)) (مسند أحمد: ۱۳۲۲٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جیسے میرے بندے کا میرے بارے میں گمان ہوتا ہے، میں ویسے ہی اس کے ساتھ پیش آتا ہوں، اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔''

(۵۵۹۲)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا تَمَنّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَنْظُرْ مَا الَّذِيْ يَتَمَنّٰى، فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ مَا الَّذِيْ يُكْتَبُ لَهُ مِنْ اُمْنِيَّتِهِ۔)) (مسند أحمد: ۹۰۱۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں کوئی آدمی تمنا کرنے لگے تو اس کو اپنی تمنا پر غور کر لینا چاہیے، کیونکہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اس کی تمنا میں سے کون سی چیز اس کے لیے لکھ لی جاتی ہے۔''

فوائد:...... انسان کو چاہیے کہ وہ جب بھی سوال کرے، خیر و بھلائی کا سوال کرے، کیونکہ بعض گھڑیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں جو دعا بھی کی جاتی ہے، اس کو قبول کر لیا جاتا ہے۔

(۵۵۹۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْجِبُهُ الْجَوَامِعُ مِنَ الدُّعَا، وَيَدَعُ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ۲٦۰۷۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جامع دعائیں، رسول اللہ ﷺ کو پسند تھیں، اس کی علاوہ باقی دعائیں آپ ﷺ چھوڑ دیتے تھے۔

فوائد:...... جامع دعائیں وہ ہیں، جن میں دنیا و آخرت کی بھلائی جمع کر دی گئی ہو اور وہ نیک اغراض و مقاصد پر مشتمل ہوں، نبی کریم ﷺ سے منقول تمام دعائیں اپنے باب میں جامع ہیں، ان میں ایک اہم مثال یہ ہے:
اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ (صحيح بخاری: ٤٥٢٢)
(اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی اچھائی عطا کر دے اور آخرت میں بھی اچھائی کر دینا اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچانا)۔

(۵۵۹۱) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابويعلى: ۳۲۳۲، والطبرانی فی "الدعاء": ۱۷ (انظر: ۱۳۱۹۲)

(۵۵۹۲) اسناده ضعيف لضعف عمر بن ابی سلمة عند التفرد، أخرجه الطيالسی: ۲۳٤۱ (انظر: ۹۰۲٤)

(۵۵۹۳) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابو داود: ۱٤۸۲ (انظر: ۲۵۵۵۵)

بَابُ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ وَمَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ وَمَسْحِ الْوَجْهِ بِالْيَدَيْنِ عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الدُّعَاءِ

دعا کرتے وقت قبلہ رخ ہونے کا، ہاتھ اٹھانے کا اور اس چیز کا کہ کس چیز سے دعا کو شروع کیا جائے، نیز دعا سے فراغت کے وقت ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کا بیان

(٥٥٩٤)۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ طَارِقِ بْنِ عَلْقَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَاءَ مَكَانًا مِنْ دَارِ يَعْلٰى نَسِيَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ اسْتَقْبَلَ الْبَيْتَ فَدَعَا، قَالَ رَوْحٌ: عَنْ أَبِيهِ، وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ: عَنْ أُمِّهِ۔ (مسند أحمد: ٢٣٥٦٣)

عبد الرحمٰن بن علقمہ اپنے چچے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس فلاں جگہ پر آتے تو قبلہ رخ ہو کر دعا کرتے۔ عبید اللہ راوی وہ جگہ بھول گئے تھے، ابن بکر راوی نے عبد الرحمٰن کے چچا کی بجائے اس کی ماں کا ذکر کیا ہے۔

(٥٥٩٥)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ طَارِقِ بْنِ عَلْقَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَمِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَاءَ مَكَانًا مِنْ دَارِ يَعْلٰى نَسِيَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَا۔ (مسند أحمد: ٢٨٠٠٩)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ جب سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس فلاں جگہ پر آتے تو قبلہ رخ ہو کر دعا کرتے، عبید اللہ اس جگہ کو بھول گئے تھے۔

فوائد:...... لیکن دعا کرتے وقت قبلہ رخ ہونا مستحب امر ہے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ (حجۃ الوداع کے موقع پر) عرفہ میں موقف کے پاس آئے اور قبلہ رخ ہو کر غروبِ آفتاب تک دعا کرتے رہے۔ (صحیح مسلم: ۲۱۳۷)

کیونکہ عمل نبوی سے فرض ثابت نہیں ہوتا اور اس کا حکم کسی حدیث میں وارد نہیں، ہاں نماز کے لیے قبلہ کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے کیونکہ اس کے متعلق حکم آیا ہے۔ امام بخاری نے بھی صحیح بخاری کتاب الدعوات، میں دعا کے لیے قبلہ کی طرف متوجہ ہونے اور متوجہ نہ ہونے دونوں کے متعلق باب قائم کیے ہیں۔ ابواب کے عنوان یہ ہیں: بـــــاب

(٥٥٩٤) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال عبد الرحمن بن طارق، وقد اضطرب فيه، أخرجه ابوداود: ٢٠٠٧ (انظر: ٢٣١٧٦)

(٥٥٩٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول.

الدعاء غير مستقبل القبلة، باب الدعاء مستقبل القبلة. (عبداللہ رفیق)

(٥٥٩٦)- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمُدُّ يَدَيْهِ حَتّٰى إِنِّي لَأَرٰى بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، وَقَالَ سُلَيْمَانُ: يَعْنِي فِي الِاسْتِسْقَاءِ. (مسند أحمد: ٧٢١٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اس قدر دراز کیے کہ مجھے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، سلیمان راوی نے کہا: یہ آپ ﷺ بارش کے لیے دعا مانگ رہے تھے۔

(٥٥٩٧)- عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ يَدْعُو هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ ثَنْدُوَتَيْهِ، وَجَعَلَ بُطُونَ كَفَّيْهِ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ. (مسند أحمد: ١١١٠٩)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ مقام پر کھڑے اس طرح دعا کر رہے تھے، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو سینے کے برابر اٹھا رکھا تھا اور ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ زمین کی طرف کیا ہوا تھا۔

(٥٥٩٨)- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا دَعَا جَعَلَ ظَاهِرَ كَفَّيْهِ مِمَّا يَلِي وَجْهَهُ، وباطنهما مما يلى الارض. (مسند أحمد: ١٢٢٦٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا کرتے تو ہتھیلیوں کی پشت آپ ﷺ کے چہرے کی طرف ہوتی اور ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ زمین کی طرف ہوتا ہے۔

فوائد:...... حضرت مالک بن یسار سکونی عوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسْأَلُوْهُ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا۔)) ......''جب تم (ہاتھ اٹھا کر) اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو سیدھے ہاتھوں سے سوال کیا کرو، نہ کہ الٹے ہاتھوں سے۔'' (ابوداود: ١٤٨٦، صحیحہ: ٥٩٥)

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا دعا کی قبولیت کا باعث ہے، جیسا کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا۔)) (ابوداود: ١٤٨٨)......''بلاشبہ تمہارا ربّ بہت حیادار اور سخی ہے، جب اس کا بندہ ہاتھ اٹھا کر (اس سے مانگتا ہے) تو وہ اس کے ہاتھوں کو خالی واپس لوٹانے سے شرماتا ہے۔''

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں دعا کے دوران ہاتھ اٹھانے کی ایک کیفیت بیان کی گئی ہے کہ ان کو سیدھا رکھا جائے،

(٥٥٩٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ماجه: ١٢٧١ (انظر: ٧٢١٣)

(٥٥٩٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف بشر بن حرب (انظر: ١١٠٩٣)

(٥٥٩٨) تخريج: أخرجه ... (انظر: ١٢٢٣٩)

لیکن اس باب کی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نے الٹے ہاتھوں سے دعا کی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ اس موضوع پر مشتمل احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے کہتے ہیں: ہمارے کئی اصحاب اور بعض دوسرے علماء نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب قحط جیسی مصیبت کے ٹل جانے کے لیے دعا کی جائے تو ہتھیلیوں کی پشتیں آسمان کی طرف ہونی چاہئیں، لیکن جب کسی چیز کے حصول کا سوال کیا جائے تو ہاتھوں کو سیدھا رکھنا چاہیے۔ (شرح مسلم نووی) جیسا کہ اس باب کی حدیث پر بحث کرتے ہوئے شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے والے، کسی چیز کا مطالبہ کرنے والے اور کوئی چیز ملنے کا انتظار کرنے والے کی ہیئت وکیفیت یہی ہونی چاہیے کہ اس کے ہاتھ سیدھے ہوں۔ (عون المعبود)

معلوم ہوا کہ عام دعاؤں میں ہتھیلیاں ہی پھیلانی چاہئیں، مگر نمازِ استسقاء میں جب قحط اور خشکی دور کرنے کی دعا کی جائے تو بطورِ تفاؤل (نیک شگون) ہاتھوں کی پشت اوپر کی جائے۔

جبکہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: "اَلْمَسْأَلَةُ اَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ اَوْ نَحْوَهُمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ اَنْ تُشِيْرَ بِاِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ وَالْاِبْتِهَالُ اَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيْعًا، وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَالْاِبْتِهَالُ هٰكَذَا۔" وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ ظُهُوْرَهُمَا مِمَّا يَلِيْ وَجْهَهٗ۔ (ابوداود: ۱۴۸۹) ...... (عام) سوال کرتے وقت ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اٹھایا کرو، ایک انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے استغفار کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرتے وقت ہاتھوں کو (خوب) کھینچ کر (بلند کیا جائے)۔ دوسری روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرنے کا انداز ایسا ہوتا ہے۔ پھر انھوں نے ہاتھ اٹھائے اور ان کی پشتیں اپنے چہرے کی طرف رکھیں۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے امام نووی کی تفسیر کی تائید ہوتی ہے۔

(۵۵۹۹)۔ عَنْ قَتَادَةَ رضي الله عنه أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ، وَقَالَ يَحْيٰى مَرَّةً: مِنَ الدُّعَاءِ إِلَّا فِي الِاسْتِسْقَاءِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبِطَيْهِ۔ (مسند أحمد: ۱۲۸۹۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، ماسوائے بارش مانگنے کے، اس موقع پر تو آپ ﷺ اس قدر ہاتھوں کو بلند کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔

فوائد: ...... بارش کی دعا کے علاوہ دیگر مقامات پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، اس حدیث میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ بارش کا سوال کرتے وقت جس مبالغہ کے ساتھ ہاتھ بلند کرتے تھے، باقی موقعوں پر اس طرح نہیں کرتے تھے۔

(۵۵۹۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۰۳۱، ۳۵۶۵، ومسلم: ۸۹۵ (انظر: ۱۲۸۶۷)

(٥٦٠٠)۔ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَأَلَ جَعَلَ بَاطِنَ كَفَّيْهِ إِلَيْهِ (وَفِي لَفْظٍ: إِلٰى وَجْهِهِ) وَإِذَا اسْتَعَاذَ جَعَلَ ظَاهِرَهُمَا إِلَيْهِ۔ (مسند أحمد: ١٦٦٨٠)

سیدنا خلاد بن سائب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب سوال کرتے تھے تو اپنی ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ چہرے کی طرف کرتے اور جب پناہ مانگتے تھے تو ہتھیلیوں کی پشت چہرے کی طرف کرتے تھے۔

(٥٦٠١)۔ عن عطاء قَالَ: قَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ كُنْتُ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَفَاتٍ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو فَمَالَتْ بِهِ نَاقَتُهُ فَسَقَطَ خِطَامُهَا، قَالَ: فَتَنَاوَلَ الْخِطَامَ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَهُ الْأُخْرٰى۔ (مسند أحمد: ٢٢١٦٥)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں عرفات کے مقام پر آپ ﷺ کا ردیف تھا، پس آپ ﷺ نے دعا کرنے کے لیے اپنے ہاتھ اٹھائے، اونٹنی کے ایک طرف جھکنے کی وجہ سے اس کی لگام گر گئی، پس آپ ﷺ نے ایک ہاتھ سے لگام کو پکڑا، جبکہ دوسرا ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے رکھا۔

(٥٦٠٢)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شَاهِرًا يَدَيْهِ قَطُّ يَدْعُو عَلٰى مِنْبَرٍ وَلَا غَيْرِهِ، مَا كَانَ يَدْعُو إِلَّا يَضَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيُشِيرُ بِأُصْبُعِهِ إِشَارَةً۔ (مسند أحمد: ٢٣٢٤٣)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے مبالغہ کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا کی ہو، نہ منبر پر دیکھا اور نہ کسی اور موقع پر، آپ ﷺ اس طرح دعا کرتے تھے کہ اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر رکھ دیتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔

فوائد:...... اس سے سابق احادیث سے یہ امور ثابت ہو چکے ہیں۔ شہادت کے وقت انگلی اٹھانا مراد ہے۔

(٥٦٠٣)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: يَسْتَفْتِحُ دُعَاءً إِلَّا اسْتَفْتَحَهُ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى الْعَلِيِّ الْوَهَّابِ۔

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی دعا کرنا شروع کرتے، اس کا آغاز ان الفاظ سے کرتے: ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى الْعَلِيِّ الْوَهَّابِ (پاک ہے میرا ربّ، جو بلند و بالا ہے، بلند

(٥٦٠٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، وقد اختلف عليه فيه اسنادا ومتنا، وخلاد بن السائب مختلف في صحبته، أخرجه ابوداود: ١٤٩٢ (انظر: ١٦٥٦٤)

(٥٦٠١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٥/ ٢٥٤ (انظر: ٢١٨٢١)

(٥٦٠٢) اسناده ضعيف لضعف عبد الرحمن بن معاوية المدني، أخرجه ابوداود: ١١٠٥ (انظر: ٢٢٨٥٥)

(٥٦٠٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عمر بن راشد اليمامي، أخرجه الحاكم: ١/ ٤٩٨، وابن ابي شيبة: ١٠/ ٢٦٦، والطبراني في ''الكبير'': ٦٢٥٣ (انظر: ١٦٥٤٨)

(مسند أحمد: ١٦٦٦٣)
رتبہ ہے اور عطا کرنے والا ہے)۔''

(٥٦٠٤)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَجْهَهُ۔ (مسند أحمد: ١٨١٠٧)

سیدنا یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب دعا کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور پھر (آخر میں) ان کو اپنے چہرے پر پھیرتے تھے۔

فوائد:...... ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کی روایات ضعیف ہیں، ایک حدیث مذکورہ بالا ہے، جس کے ضعیف ہونے کی دو وجوہات ہیں: مزید روایات درج ذیل ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَا يَحُطُّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ۔ ...... جب نبی کریم ﷺ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو اس وقت ان کو نہ رکھتے، جب تک ان کو اپنے چہرے پر نہ پھیر لیتے۔ (ترمذی: ٣٣٨٦) لیکن اس حدیث کی سند میں راوی حماد بن عیسی جہنی ہے، اس پر کی گئی ائمہ کرام کی جرح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت ''ضعیف جدًّا'' ہے، اس کو شواہد میں بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فَإِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهَا وَجْهَكَ۔)) ......''جب تو دعا سے فارغ ہو تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر۔'' (ابوداود: ۱۴۸۵، ابن ماجہ: ۱۱۸۱، ۳۸۶۶) اس کی سند کے راوی صالح بن حسان کو امام بخاری نے منکر الحدیث اور امام نسائی نے متروک الحدیث کہا ہے اور امام ابن حبان نے کہا: كان صاحب قينات وسماع وكان يروى الموضوعات عن الأثبات۔

بَابُ تَأْكِيْدِ حُضُوْرِ الْقَلْبِ فِي الدُّعَاءِ وَاسْتِحْبَابِ تَعْمِيْمِهِ بِالدُّعَاءِ وَالْبُدْءِ بِنَفْسِهِ
دعاء میں حضورِ قلب کی تاکید، عام دعا اور اپنی ذات سے آغاز کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(٥٦٠٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْقُلُوْبُ أَوْعِيَةٌ، وَبَعْضُهَا أَوْعٰى مِنْ بَعْضٍ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَيُّهَا النَّاسُ! فَاسْأَلُوْهُ وَأَنْتُمْ مُوقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ لِعَبْدٍ دَعَاهُ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ غَافِلٍ)) (مسند أحمد: ٦٦٥٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دل برتنوں کی طرح ہیں اور بعض دل بعض سے زیادہ یاد کرنے والے ہوتے ہیں، پس اے لوگو! جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اس حال میں کہ تمھیں اس کی قبولیت کا یقین ہو، بیشک اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعا قبول نہیں کرتا، جو غافل اور بے پرواہ دل سے دعا کرتا ہے۔''

(٥٦٠٤) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حفص بن هاشم ولسوء حفظ ابن لهيعة، أخرجه ابوداود: ١٤٩٢ (انظر: ١٧٩٤٣)

(٥٦٠٥) تخريج: صحيح بالشواهد دون قوله: "القلوب اوعية ...... ايها الناس" وهذا اسناد فيه ابن لهيعة سيىء الحفظ، قاله الالباني (انظر: ٦٦٥٥)

فوائد:...... اس حدیث میں دعا کے دو آداب بیان کئے گئے ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ سے جو دعا کی جائے، اس کے بارے میں یہ یقینِ محکم ہو کہ وہ ضرور قبول کرے گا اور (۲) دعا کو مقصد حیات سمجھ کر اس کے دوران بے پرواہی، بے دلی، سستی، کاہلی اور غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے مقام و مرتبہ اور عظمت و سطوت کے منافی ہے۔ مکمل توجہ اور انہماک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے اور ایسا کرنا اس وقت تک ناممکن ہے، جب تک مسنون دعاؤں کا ترجمہ نہ آتا ہو یا جب تک دعا کو سمجھا نہ جا رہا ہو۔

(٥٦٠٦)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ رَجُلًا قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِمُحَمَّدٍ وَحْدَنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ حَجَبْتَهَا عَنْ نَاسٍ كَثِيْرِيْنَ۔)) (مسند أحمد: ٦٨٤٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک آدمی نے یوں دعا کی: اے اللہ! صرف مجھے اور محمد (ﷺ) کو بخش، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو اس کو بہت زیادہ لوگوں سے روک دیا ہے۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے، بلکہ کائنات کی ہر چیز سے وسیع ہے۔ مطلوب یہ ہے کہ انسان اپنے لیے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے دعا کرے اور کسی کے حق میں بددعا نہ کرے۔

(٥٦٠٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أُبَيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا ذَكَرَ الْأَنْبِيَاءَ بَدَأَ بِنَفْسِهِ فَقَالَ: ((رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلٰى هُودٍ وَعَلٰى صَالِحٍ۔)) (مسند أحمد: ٢١٤٤٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر کرتے تو اپنی ذات سے شروع کرتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی رحمت ہو ہم پر، ہود علیہ السلام پر اور صالح علیہ السلام پر۔''

(٥٦٠٨)۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيزٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّهُ يُسْتَجَابُ لِلْمَرْءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ لِأَخِيهِ، فَمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِدَعْوَةٍ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٨١٠٩)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے، ایسی صورت میں جب وہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: تیرے لیے بھی ایسے ہی ہو۔''

(٥٦٠٦) حديث صحيح لغيره، أخرجه ابن حبان: ٩٨٦، والبخاري في "الادب المفرد": ٦٢٦ (انظر: ٦٨٤٩)

(٥٦٠٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٣٨٥٢ (انظر: ٢١١٣٠)

(٥٦٠٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٣٢ (انظر: ٢٧٥٨٨)

(٥٦٠٩)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَتْ تَحْتَهُ أُمُّ الدَّرْدَاءِ فَأَتَاهُمْ فَوَجَدَ أُمَّ الدَّرْدَاءِ فَقَالَتْ لَهُ: أَتُرِيدُ الْحَجَّ الْعَامَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَتْ: فَادْعُ لَنَا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((إِنَّ دَعْوَةَ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِهِ، كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ۔)) قَالَ: فَخَرَجْتُ إِلَى السُّوقِ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَحَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ٢٨١١٠)

سیدنا صفوان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، جن کی بیوی سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا تھیں، ابو زبیر کہتے ہیں: میں ان کے پاس گیا، لیکن سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کو گھر پایا، انھوں نے مجھ سے پوچھا: کیا تو اس سال حج کرنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: تو پھر ہمارے لیے بھی خیر و بھلائی کی دعا کرنا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کی اپنے بھائی کے حق میں اس کی عدم موجودگی میں کی گئی دعا مقبول ہوتی ہے، ایسی صورت میں اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لے خیر و بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ آمین کہہ کر کہتا ہے: اور تجھے بھی ایسی ہی (خیر و بھلائی) نصیب ہو۔'' جب میں بازار کی طرف نکلا تو سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوگئی، انھوں نے بھی مجھے اسی قسم کی حدیثِ نبوی بیان کی۔

فوائد: ...... دوسرے مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعائے خیر کرنا افضل عمل ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ الدَّاعِيِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنْ شِئْتَ وَعَنْ اِسْتِبْطَاءِ الْإِجَابَةِ وَكَرَاهَةِ السَّجَعِ فِي الدُّعَاءِ

اس چیز کے منع ہونے کا بیان کہ دعا کرنے والا یوں دعا کہے کہ ''اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے''، اسی طرح قبولیت کو مؤخر سمجھنا منع ہے اور دعا میں قافیہ بندی کی کراہت کا بیان

(٥٦١٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُولَنَّ: اَللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ، وَلٰكِنْ لِيُعْظِمْ رَغْبَتَهُ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَاظَمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ أَعْطَاهُ۔)) (مسند أحمد: ٩٩٠٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی دعا کرے تو وہ اس طرح نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو ایسا کر دے، بلکہ وہ اپنی رغبت پر زور دے (اور اصرار کے ساتھ دعا کرے)، کیونکہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے لیے دشوار اور بڑی نہیں ہے۔''

فوائد: ...... دعا کرنے والے کو چاہیے کہ وہ قبولیت کی امید کے ساتھ دعا کرے اور رحمت سے مایوسی کو قریب

(٥٦٠٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٣٢ (انظر: ٢٧٥٥٩)

(٥٦١٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٣٩، ومسلم: ٢٦٧٩ (انظر: ٩٩٠٠)

تک نہ پھٹکنے دے، کیونکہ وہ ایسے رب کو پکار رہا ہے، جو کریم ہے، اللہ تعالیٰ نے سب سے شریر مخلوق ابلیس کی بھی دعا قبول کر لی تھی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ﴾ ......'' اس نے کہا: مجھے اس دن تک مہلت دے جب یہ اٹھائے جائیں گے۔ اللہ نے فرمایا: بے شک تو مہلت دیے جانے والوں سے ہے۔'' (اعراف: ۱۴، ۱۵)

(٥٦١١)۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِی إِنْ شِئْتَ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِی إِنْ شِئْتَ، وَلٰكِنْ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ۔)) (مسند أحمد: ٩٩٦٩)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ہرگز اس طرح دعا نہ کرے: اے اللہ! اگر تو چاہتا ہو تو مجھے بخش دے، اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھ پر رحم فرما، بلکہ وہ اصرار کے ساتھ اپنا سوال پیش کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں ہے۔''

(٥٦١٢)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِنَحْوِہٖ۔ (مسند أحمد: ١١٢٠٣)

سیدنا انس بن مالک ؓ نے بھی اسی قسم کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

(٥٦١٣)۔ عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ الْعَبْدُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ يَسْتَعْجِلُ؟ قَالَ: ((يَقُوْلُ: دَعَوْتُ رَبِّی فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِیْ)) (مسند أحمد: ١٣٠٣٩)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ خیر و بھلائی کے ساتھ رہتا ہے، جبکہ تک جلدی نہ کرے۔'' لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ جلدی کیسے کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے ربّ سے دعا کی، لیکن اس نے میری دعا قبول نہیں کی۔''

(٥٦١٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يُعَجِّلْ فَيَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ رَبِّیْ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِیْ۔)) (مسند أحمد: ٩١٣٧)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے، جب تک وہ جلدی نہ کرے، جلدی کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ یہ کہنا شروع کر دے کہ میں نے اپنے ربّ سے دعا کی، لیکن اس نے میری دعا قبول نہیں کی۔''

فوائد:...... بندے کا کام ہے کہ امید اور یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگتا رہے، یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ جلدی قبول کرے یا بدیر اور یہ بھی ممکن ہے کہ بندے کی اس التجاء کو پورا نہ کرے لیکن اس کے عوض اس کو کوئی اور خیر عطا کر دے۔

(٥٦١١) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٦١٢) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٣٣٨، ومسلم: ٢٦٧٨ (انظر: ١١٩٨٠)

(٥٦١٣) صحيح لغيره، أخرجه ابو يعلى: [illegible] والطبرانی فی "الاوسط": ٢٥١٨ (انظر: ١٣٠٠٨)

(٥٦١٥)۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ لِابْنِ أَبِي السَّائِبِ قَاصِّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ثَلَاثًا لَتُبَايِعَنِّي عَلَيْهِنَّ أَوْ لَأُنَاجِزَنَّكَ ، فَقَالَ: مَا هُنَّ بَلْ أَنَا أُبَايِعُكِ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ، قَالَتْ: اجْتَنِبِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا لَا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ ، وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ مَرَّةً: فَقَالَتْ: إِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ وَهُمْ لَا يَفْعَلُونَ ذَاكَ ، وَقُصَّ عَلَى النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَثِنْتَيْنِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَثَلَاثًا ، فَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْكِتَابَ ، وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ ، وَلٰكِنِ اتْرُكْهُمْ فَإِذَا جَرَّءُوكَ عَلَيْهِ ، وَأَمَرُوكَ بِهِ فَحَدِّثْهُمْ۔ (مسند أحمد: ٢٦٣٤٠)

امام شعبی سے مروی ہے، سیدہ عائشہ نے اہل مدینہ کے واعظ ابن ابی سائب سے کہا: تین چیزوں کو یاد رکھ، تو ان پر ضرور ضرور میری بیعت کرے گا، یا میں تجھ سے جھگڑوں گی، اس نے کہا: اے ام المؤمنین! وہ کون سی چیزیں ہیں، میں بالکل آپ کی بیعت کروں گا، سیدہ نے کہا: (۱) دعا میں قافیہ بندی سے اجتناب کر، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ایسا نہیں کرتے تھے۔ اسماعیل راوی کے الفاظ یہ ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو ایسا کرتے ہوئے نہیں پایا، (۲) ہفتہ میں ایک بار لوگوں کو وعظ کرو، اگر تم انکار کرو تو دو بار کر دو، اگر تم یہ بات بھی نہ مانو تو تین بار کر دو، لیکن لوگوں کو اس کتاب سے اکتا نہ دینا، اور (۳) میں تجھے اس طرح کرتے ہوئے نہ پاؤں کہ تو کچھ لوگوں کے پاس جائے، جبکہ وہ اپنی گفتگو میں مصروف ہوں اور تو ان کی بات کو کاٹ دے، بلکہ تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے، ہاں اگر وہ تجھ سے مطالبہ کریں اور تجھے حکم دیں تو تب ان سے گفتگو کر۔

فوائد:...... دعا کے سلسلے میں قافیہ بندی سے اجتناب کرنا چاہیے، وگرنہ توجہ بٹ جائے گی اور خشوع وخضوع میں فرق آ جائے گا۔ لیکن بعض احادیث میں اس قسم کے ہم وزن جملے ملتے ہیں، جیسے: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ ، سَرِيْعَ الْحِسَابِ ، اِهْزِمِ الْأَحْزَابِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، صَدَقَ وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جملے اتفاقی طور پر ہم وزن ہو گئے ہیں، ان کے لیے کوئی تکلف نہیں کیا گیا۔ گویا تکلف کے بغیر بدیہی انداز میں الفاظ دعا مقفّی بن جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

بَابُ كَرَاهَةِ الْإِعْتِدَاءِ فِي الدُّعَاءِ
دعا میں زیادتی کی کراہت کا بیان

(٥٦١٦)۔ عَنْ أَبِي نَعَامَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے

(٥٦١٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٣٤٠، ومسلم: ٢٧٣٥ (انظر: ٩١٤٨)
(٥٦١٥) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٥٨٢٠)
(٥٦١٦) تخريج: ... أخرجه ابو داود: ٩٦ (انظر: ١٦٨٠١)

مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ سَمِعَ ابْنًا لَهُ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ مِنَ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلْتُهَا (وَفِي لَفْظٍ: إِنِّي أَسْئَلُكَ الْفِرْدَوْسَ وَكَذَا) عَنْ يَمِينِي ، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ سَلِ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ، وَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَكُونُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ وَالطُّهُورِ.)) (مسند أحمد: ١٦٩٢٤)

بیٹے کو یوں دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے جنت میں سفید محل کا سوال کرتا ہوں، جب میں اس میں داخل ہوں تو وہ میری دائیں جانب ہو، ایک روایت میں ہے: میں تجھ سے فردوس کا اور ایسی ایسی چیز کا سوال کرتا ہوں، تو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کر اور آگ سے پناہ مانگ، بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے، جو دعا اور طہارت کے معاملے میں زیادتی کریں گے۔''

(٥٦١٧ـ) عَنْ مَوْلًى لِسَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا رضی اللہ عنہ سَمِعَ ابْنًا لَهُ يَدْعُو وَهُوَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيمَهَا وَإِسْتَبْرَقَهَا وَنَحْوًا مِنْ هٰذَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَسَلَاسِلِهَا وَأَغْلَالِهَا ، فَقَالَ: لَقَدْ سَأَلْتَ اللّٰهَ خَيْرًا كَثِيرًا ، وَتَعَوَّذْتَ بِاللّٰهِ مِنْ شَرٍّ كَثِيرٍ ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّهُ سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ.)) وَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ وَإِنَّ حَسْبَكَ أَنْ تَقُولَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ ، وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ ، وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ۔ (مسند أحمد: ١٤٨٣)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے بیٹے کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا، اس کی نعمتوں کا، اس کے موٹے ریشم کا اور اس کی فلاں فلاں چیز کا سوال کرتا ہوں اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں، آگ سے، اس کی زنجیروں سے اور اس کے طوقوں سے، انھوں نے اس سے کہا: تو نے اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ خیر کا سوال کیا ہے اور بہت زیادہ شرّ سے پناہ مانگی ہے جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''عنقریب ایسے لوگ آئیں گے، جو دعا میں زیادتی کریں گے۔'' پھر انھوں نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ ''اپنے رب کو گڑگڑا کر اور خفیہ طور پر پکارو، بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔'' (الاعراف: ۵۵) اور اپنے بیٹے سے کہا: تجھے یہ چیز کافی ہے کہ تو کہے: اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس قول اور عمل کا، جو مجھے اس کے قریب کر دے اور میں جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس قول یا عمل سے بھی، جو جہنم کے قریب کر دے۔''

فوائد:...... دعا میں زیادتی کی ایک مثال تو ان احادیث میں بیان کر دی گئی ہے، مزید مثالیں یہ ہیں: ناجائز چیز

(٥٦١٧) تخريج: حسن لغيره، أخرجه بنحوه ابو داود: ١٤٨٠ (انظر: ١٤٨٣)

کی دعا کرنا، زیادہ بلند آواز سے دعا کرنا، دعائیہ جملوں میں قافیہ بندی کا خیال رکھنا، انبیائے کرام کے منازل کا سوال کرنا۔

مزید مسنون دعاؤں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کون سے اوراد اور ادعیہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي اَوْقَاتٍ يُسْتَجَابُ فِيهَا الدُّعَاءُ

ان اوقات کا بیان، جن میں دعا قبول ہوتی ہے

(٥٦١٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ اسْمُهُ كُلَّ لَيْلَةٍ حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ، حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ)) فَلِذٰلِكَ كَانُوا يُفَضِّلُونَ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ عَلَى صَلَاةِ أَوَّلِهِ۔ (مسند أحمد: ٧٥٨٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا آخری ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے اور کہتا ہے: کون مجھے پکارے گا کہ میں اس کی پکار کا جواب دوں، کون مجھ سے سوال کرے گا کہ میں اس کو عطا کروں، کون مجھ سے بخشش طلب کرے گا کہ میں اس کو بخش دوں، یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔'' اسی لیے لوگ ابتدائے رات کی بجائے آخر رات کی نماز کو ترجیح دیتے ہیں۔

(٥٦١٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَفِيهِ: ((مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَرْزِقُنِي فَأَرْزُقَهُ، مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَكْشِفُ الضُّرَّ فَأَكْشِفَهُ عَنْهُ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ۔)) (مسند أحمد: ٧٥٠٠)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: ''کون مجھ سے رزق طلب کرے گا کہ میں اس کو رزق عطا کروں، کون مجھ سے تکلیف کے دور کرنے کا مطالبہ کرے گا کہ میں اس کی تکلیف کو دور کر دوں، یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔''

(٥٦٢٠) عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَضَى نِصْفُ اللَّيْلِ أَوْ ثُلُثَا اللَّيْلِ يَنْزِلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُولُ: لَا أَسْأَلُ عَنْ عِبَادِي أَحَدًا غَيْرِي مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ

سیدنا رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نصف یا دو تہائی رات گزر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے اور کہتا ہے: میں اپنے بندوں کے متعلق اپنے علاوہ کسی سے سوال نہیں کرتا، (کیونکہ مجھے اپنے بندوں کے مکمل حالات معلوم ہیں) کون ہے جو مجھ

(٥٦١٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٩، ومسلم: ٧٥٨ (انظر: ٧٥٩٢)

(٥٦١٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٦٢٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطيالسي: ١٢٩١، والدارمي: ١/ ٣٤٨، والبزار: ٣٥٤٣، والطبراني في "الكبير": ٤٥٥٩ (انظر: ١٦٢١٥)

لَهُ، مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ۔)) (مسند أحمد: ١٦٣١٦)

سے بخشش طلب کرے، تا کہ میں اس کو بخش دوں، کون ہے جو مجھے پکارے، تا کہ میں اس کی پکار کا جواب دوں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے، تا کہ میں اس کو عطاء کروں، یہاں تک کہ فجر پھوٹ پڑتی ہے۔''

(٥٦٢١) عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَنْزِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ: هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ، هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ؟ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ)) (مسند أحمد: ١٦٨٦٦)

سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر رات کو آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے اور کہتا ہے: کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اس کو عطاء کروں، کیا کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں، یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث میں اللہ تعالیٰ کی جتنی صفات بیان کی گئی ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفات ہیں، جیسے اس کی شان کو لائق ہیں اور یہ مخلوق کی صفات کی طرح نہیں ہیں۔ یہ کیسا وقت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر آ کر اپنے بندوں کو آواز دیتے رہیں، لیکن آگے سے لبیک کہنے والا کوئی نہ ہو، جتنا یہ وقت عظیم اور قیمتی تھا، اتنا ہی لوگوں نے غفلت اور سستی کا مظاہرہ کیا ہے، عصر حاضر میں تو بزرگ اور عمر رسیدہ لوگ بھی تہجد جیسے شرف سے محروم ہو گئے ہیں، باقیوں کو تو اس کا شعور ہی نہیں ہے۔

بَابُ دَعْوَاتٍ يُسْتَجَابُ بِهَا الدُّعَاءُ مِنْهَا دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ، وَالدُّعَاءُ بِيَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

ان دعاؤں کا بیان کہ جن کے ذریعے دعائیں قبول ہوتی ہیں، ان میں سے مچھلی والے کی دعا اور يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کی دعا ہے

(٥٦٢٢) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ إِذْ هُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ رَبَّهُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ لَهُ۔)) (مسند أحمد: ١٤٦٢)

سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مچھلی والے کی دعا، جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے، یہ ہے: ﴿لَا إِلٰهَ .... مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ (نہیں ہے کوئی معبودِ برحق، مگر تو ہی، تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں سے ہوں)۔ جو مسلمان بھی جس چیز میں اس دعا کے ذریعے اپنے ربّ کو پکارے گا، اللہ تعالیٰ اس کی پکار قبول کرے گا۔''

(٥٦٢١) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الدارمي: ١/ ٣٤٧، والنسائي في "الكبرى": ١٠٣٢١، والبزار: ٣١٥٣ (انظر: ١٦٧٤٥)

(٥٦٢٢) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الترمذي: ٣٥٠٥ (انظر: ١٤٦٢)

فوائد:...... مچھلی والے سے مراد یونس علیہ السلام ہیں، جن کو مچھلی نگل گئی تھی، اس واقعہ کا مفصل ذکر کتاب احادیث الانبیاء میں آئے گا۔

(٥٦٢٣ـ) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰى عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يَقُولُ: يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، فَقَالَ: ((قَدِ اسْتُجِيبَ لَكَ فَسَلْ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٤٠٦(٢٢٤٠٦)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ یہ کہہ رہا تھا: يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لیے قبول کیا جا چکا ہے، پس سوال کر۔''

(٥٦٢٤ـ) عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَلِظُّوا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)) (مسند أحمد: ١٧٧٣٩)

سیدنا ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کے ساتھ چمٹ جاؤ۔''

(٥٦٢٥ـ) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِأَبِي عَيَّاشٍ زَيْدِ بْنِ صَامِتٍ الزُّرَقِيِّ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يُصَلِّي وَهُوَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، يَا مَنَّانُ! يَا بَدِيعَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ! يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى۔)) (مسند أحمد: ١٣٨٣٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا ابو عیاش زید بن صامت زرقی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ نماز ادا کر رہے تھے اور یہ دعا پڑھ رہے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ ...... يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! (اے اللہ! میں تجھ سے اس وجہ سے سوال کرتا ہوں کہ تیرے لیے تعریف ہے، تو ہی معبودِ برحق ہے، اے احسان کرنے والے! اے آسمانوں اور زمین کے مُوجِد! اے جلال و اکرام والے!) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے اللہ تعالیٰ کو ایسے اسمِ اعظم کے ساتھ پکارا کہ جب اس کے واسطے سے اس کو پکارا جائے تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس سے سوال کیا جائے تو وہ عطا کرتا ہے۔''

(٥٦٢٦ـ) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحَلْقَةِ،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھا تھا، ساتھ ہی ایک آدمی

(٥٦٢٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الترمذي: ٣٥٢٧ (انظر: ٢٢٠٥٦)

(٥٦٢٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائي في ''الكبرى'': ٧٧١٦، والطبراني في ''الكبير'': ٤٥٩٤ (انظر: ١٧٥٩٦)

(٥٦٢٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ١/ ٥٠٤ (انظر: ١٣٧٩٨)

(٥٦٢٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه أبوداود: ١٤٩٥، والنسائي: ٣/ ٥٢ (انظر: ١٣٥٧٠)

وَرَجُلٌ قَائِمٌ يُصَلِّي، فَلَمَّا رَكَعَ وَسَجَدَ جَلَسَ وَتَشَهَّدَ ثُمَّ دَعَا فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)، الْحَنَّانُ بَدِيعَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ، إِنِّي أَسْأَلُكَ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَدْرُونَ بِمَا دَعَا۔)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْعَظِيمِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَلْأَعْظَمِ) الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى۔)) (مسند أحمد: ١٣٦٠٥)

کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا، جب اس نے رکوع اور سجدہ کر لیا اور بیٹھ کر تشہد پڑھا تو پھر یہ دعا کی: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ ...... إِنِّي أَسْأَلُكَ (اے اللہ! بیشک میں تجھ سے اس بنا پر سوال کرتا ہوں کہ ساری تعریف تیرے لیے ہے، تو ہی معبودِ برحق ہے، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تو بے حد مہربان ہے، اے آسمانوں اور زمین کے مُوجِد! اے جلال و اکرام والے! اے زندہ! اے قائم رکھنے والے! بیشک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگ جانتے ہے کہ اس آدمی نے کیا دعا کی ہے؟'' لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے ایسے اسمِ اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب اس کو اس کے واسطے سے پکارا جاتا ہے تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے۔''

(٥٦٢٧ـ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، فَقَالَ: ((قَدْ سَأَلَ اللّٰهَ بِاسْمِ اللّٰهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى، وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٣٥٣)

سیدنا عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو یہ کلمات ہوئے سنا: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي .... وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ (اے اللہ! میں تجھ کو یہ واسطہ دے کر سوال کرتا ہون کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تو وہ اللہ ہے کہ جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، تو یکتا و یگانہ اور بے نیاز ہے، جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنم دیا گیا اور نہ کوئی اس کا ہم سر ہے۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کو ایسے اسم اعظم کے واسطے سے پکارا ہے کہ جب اس سے اس کے ذریعے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے اور جب اس کو پکارا جاتا ہے تو وہ قبول کرتا ہے۔''

(٥٦٢٧) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ١٤٩٣، والترمذي: ٣٤٧٥ (انظر: ٢٢٩٦٥)

(٥٦٢٨۔) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((فِي هٰذَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ وَ ﴿الٓمٓ۔ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ إِنَّ فِيهِمَا اسْمَ اللّٰهِ الْأَعْظَمَ۔))
(مسند أحمد: ٢٨١٦٣)

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ اور ﴿الٓمٓ۔ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کا ذکر ہے۔''

فوائد:...... اصحابِ سنن کی روایت میں ﴿الٓمٓ۔ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ کے ساتھ اس آیت کا ذکر ہے: ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ﴾

آخری چار احادیثِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کا ذکر ہے۔

اسم اعظم سے مراد کونسا نام ہے؟ اس موضوع پر مختلف اذکار پر مشتمل احادیث موجود ہیں اور سب میں یکسانیت صرف اللہ تعالیٰ کے نام لفظِ جلالہ ''اللہ'' میں ہے، باقی اسماء وصفات میں فرق پایا جاتا ہے، مذکورہ بالا آیات کو ہی دیکھ لیں کہ اشتراک صرف لفظِ جلالہ ''اللہ'' میں ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمِ اعظم سے مراد لفظِ جلالہ ہی ہے اور یہ قول اس لیے بھی زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کہ لفظِ جلالہ ''اللہ'' اللہ تعالیٰ کا واحد نام ہے جس کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ پر کیا جاتا ہے، وگرنہ اللہ تعالیٰ کے باقی سمیع، رحیم، کریم، بصیر وغیرہ جیسے اسماء کا اطلاق لفظی طور پر مخلوق پر بھی ہوتا ہے، اگرچہ اس اشتراک میں معنی کی حقیقت کا کوئی دخل نہیں۔ مثلاً اللہ تعالی بھی سمیع ہے اور بندہ بھی سمیع، لیکن دونوں کی سماعتوں میں فرق ہے۔

دوسرا قول یہ پیش کیا گیا ہے کہ مکمل خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جس نام کا ذکر کیا جائے وہی اسمِ اعظم ہے۔

اس موضوع کی مختلف روایات سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ جس آیت یا حدیث میں اللہ تعالیٰ کو معبودِ برحق ثابت کیا گیا، وہ اسم اعظم ہے۔ واللہ اعلم

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان احادیث میں ''اعظم'' بمعنی ''عظیم'' ہے اور اللہ تعالیٰ کے تمام نام عظیم ہیں۔

جو بات ہمیں سمجھ آتی ہے کہ جس آیت یا ذکر کے بارے میں کہا گیا کہ اس میں ''اسمِ اعظم'' ہے، ان تمام جملوں کو اسم اعظم پر مشتمل سمجھا جائے، اگرچہ ان میں مختلف اسماء وصفات کا ذکر ہے، کیونکہ کسی ایک نام کو ''اسم اعظم'' کہنے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے نام میں اعظمیت نہیں پائی جاتی، لہٰذا وہ تمام اذکار اسم اعظم پر مشتمل ہوں گے، جن جن کے بارے میں آپ ﷺ نے اسم اعظم کی نشاندہی کی ہے، اگرچہ وہ ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب

(٥٦٢٨) تخريج: حسن، قاله الالباني، أخرجه أبوداود: ١٤٩٦، والترمذي: ٣٤٧٨، وابن ماجه: ٣٨٥٥ (انظر: ٢٧٦١١)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَدْعِيَةِ كَانَ يَدْعُو بِهَا النَّبِيُّ ﷺ

ان دعاؤں کا بیان، جو نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے

(٥٦٢٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَإِسْرَافِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.)) (مسند أحمد: ٧٩٠٠)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَإِسْرَافِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ (اے اللہ! میرے لیے بخش دے ان گناہوں کو، جو میں نے پہلے کیے، جو بعد میں کروں گا، جو مخفی طور پر کیے، جو ظاہری طور پر کیے، جو میں نے حد سے تجاوز کیا اور جن گناہوں کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو آگے کرنے والا ہے اور تو پیچھے کرنے والا ہے اور نہیں کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی)۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ معصوم تھے، لیکن صفائے قلب اور دل سے مختلف عارضوں اور پردوں کو زائل کرنے کے لیے استغفار کرتے تھے، آپ ﷺ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں آپ ﷺ کا حضور دائمی ہو، لیکن جب آپ ﷺ بشری تقاضوں کی طرف توجہ کرتے، جیسے کھانا پینا وغیرہ، جس سے کمال حضور میں کمی آجاتی، استغفار کے ذریعے آپ ﷺ اس صورت کا ازالہ کرتے، نیز آپ ﷺ عبدیت اور تواضع کے اظہار کے لیے، ربّ تعالیٰ کے کرم کا فقیر بننے کے لیے اور اپنی امت کو تعلیم دینے کے لیے استغفار کیا کرتے تھے۔

ممکن ہے کہ آپ ﷺ نبوت و رسالت سے پہلے والی زندگی کے بارے میں استغفار کرتے ہوں۔

اسی طرح انبیائے کرام اپنے ربّ کو سب سے زیادہ جاننے والے ہوتے ہیں اور وہی اس سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہوتے ہیں، ان کا ڈر اللہ تعالیٰ کے جلال اور بڑائی کی وجہ سے ہوتا ہے، اسی بنا پر وہ استغفار کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے جتنا قریب ہوگا، وہ اس سے اتنا زیادہ استغفار کرے گا، یہ استغفار اس کے بلند مرتبہ ہونے کا تقاضا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ضروری ہے، لیکن کوئی بشر اس کے احسانات کے شکر کے تقاضے پورے کر ہی نہیں سکتا اور بالآخر استغفار کے ذریعے اس کے قریب ہونے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔

یہ کہنا بہتر ہے کہ آپ ﷺ کا استغفار ان تمام مقاصد کے لیے تھا۔

(٥٦٢٩) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البخاري في "الادب المفرد": ٦٧٣، والطبراني في "الدعاء": ١٧٩٦ (انظر: ٧٩١٣)

(٥٦٣٠ـ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعِفَّةَ وَالْغِنٰى)) (مسند أحمد: ٣٦٩٢)

سیدنا عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقوی، پاکدامنی اور غِنٰی کا سوال کرتا ہوں۔''

(٥٦٣١ـ) (وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ.)) (مسند أحمد: ٣٨٢٣)

سیدنا عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ (اے اللہ! تو نے میری تخلیق کو اچھا بنایا ہے، پس تو میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا دے)۔''

فوائد:...... جس حدیث میں اس دعا کو آئینہ کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، اس کو ابن سنی نے روایت کیا ہے، لیکن وہ روایت ضعیف ہے۔ لہٰذا یہ دعا تو ثابت ہے، لیکن اس کا کسی موقع کے ساتھ خاص کرنا ثابت نہیں ہے، یہ الگ بات ہے کہ اپنی تخلیق کے حسن کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لینی چاہیے۔

(٥٦٣٢ـ) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ يَقُوْلُ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ.)) مِائَةَ مَرَّةٍ. (مسند أحمد: ٤٧٢٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارے اعداد و شمار کے مطابق آپ ﷺ ایک ایک مجلس میں یہ دعا سو سو بار پڑھ لیتے تھے: ''رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ (اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول کر، بیشک تو توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔''

(٥٦٣٣ـ) عن أَبِي صِرْمَةَ ؓ كَانَ يَقُوْلُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ غِنَايَ وَغِنَى مَوْلَايَ.)) (مسند أحمد: ١٥٨٤٨)

سیدنا ابو صرمہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ! بیشک میں تجھ سے اپنے (نفس کے) غِنٰی کا اور اپنے مولی کے غِنٰی کا سوال کرتا ہوں۔''

فوائد:...... مَوْلٰی سے مراد یہ افراد ہو سکتے ہیں: باپ، بھائی، بھتیجا، چچا، چچا زاد، تمام عصبہ، ساتھی، پڑوسی، حلیف، مددگار، محبت کرنے والا، پیروی کرنے والا، سسرال۔

(٥٦٣٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٢١ (انظر: ٣٦٩٢)

(٥٦٣١) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطيالسي: ٣٧٤، وبن حبان: ٩٥٩ (انظر: ٣٨٢٣)

(٥٦٣٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابوداود: ١٥١٦، وابن ماجه: ٣٨١٤، والترمذي: ٣٤٣٤ (انظر: ٤٧٢٦)

(٥٦٣٣) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة لؤلؤة، أخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/ ٢٠٨، والطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٨٢٨ (انظر: ١٥٧٥٦)

جتنے افراد آپ ﷺ کے لیے مراد لیے جا سکتے ہوں گے، وہ مراد لیے جائیں گے، یعنی آپ ﷺ اپنے لیے اور اپنے متعلقہ افراد کے لیے نفس کے غِنٰی کا سوال کر رہے ہیں، تا کہ حرص اور لالچ ختم ہو جائے۔

(٥٦٣٤) عَنْ زَيْدٍ أَبِي الْقَمُوصِ، عَنْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ أَنَّهُمْ سَمِعُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الْمُنْتَخَبِينَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ الْوَفْدِ الْمُتَقَبَّلِينَ۔)) قَالَ: فَقَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا عِبَادُ اللّٰهِ الْمُنْتَخَبُونَ، قَالَ: ((عِبَادُ اللّٰهِ الصَّالِحُونَ۔)) قَالُوْا: فَمَا الْغُرُّ الْمُحَجَّلُونَ قَالَ: ((الَّذِينَ يَبْيَضُّ مِنْهُمْ مَوَاضِعُ الطُّهُورِ۔)) قَالُوْا: فَمَا الْوَفْدُ الْمُتَقَبَّلُونَ؟ قَالَ: ((وَفْدٌ يَفِدُونَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مَعَ نَبِيِّهِمْ إِلٰى رَبِّهِمْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔)) (مسند أحمد: ١٥٦٣٩)

ابوقموص زید سے مروی ہے کہ عبد القیس کا وفد بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الْمُنْتَخَبِينَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ الْوَفْدِ الْمُتَقَبَّلِينَ (اے اللہ! ہمیں اپنے ان بندوں میں سے بنا، جو منتخب ہوں، جن کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں اور وہ مقبول وفد میں سے ہوں)۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ کے منتخب بندے کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نیک بندے۔'' لوگوں نے کہا: وہ لوگ کون ہوں گے، جن کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں، جن کے وضو والے اعضاء چمکتے ہوں گے۔'' صحابہ نے کہا: مقبول وفد سے مراد کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس امت کا وہ وفد ہے، جو اپنے نبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جائے گا۔''

(٥٦٣٥) عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ وَامْرَأَةٍ مِنْ قَيْسٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ أَحَدُهُمَا: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَخَطَئِي وَعَمْدِي۔)) وقَالَ الْآخَرُ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ أَسْتَهْدِيكَ لِأَرْشَدِ أَمْرِي وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي۔)) (مسند أحمد: ١٦٣٧٧)

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اور بنو قیس کی ایک خاتون سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا، ان میں سے ایک نے کہا: آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَخَطَئِي وَعَمْدِي (اے اللہ! میرے لیے بخش دے میرے گناہ، میں نے نادانستہ طور پر کیے اور جو جان بوجھ کر کیے)۔'' دوسرے نے کہا کہ آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ أَسْتَهْدِيكَ لِأَرْشَدِ أَمْرِي وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي (اے اللہ! میں تجھ سے وہ ہدایت

(٥٦٣٤) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن عبد الله العمري لم نعرفه (انظر: ١٥٥٥٤)

(٥٦٣٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابن حبان: ٩٠١، والطبراني في "الكبير": ٨٣٦٩ (انظر: ١٦٢٦٩)

طلب کرتا ہوں، جو میرے معاملے میں سب سے زیادہ افضل ہو اور میں تجھ سے اپنے نفس کے شرّ سے پناہ طلب کرتا ہوں)۔''

(٥٦٣٦ـ) عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ عَجُوزٍ مِنْ بَنِي نُمَيْرٍ أَنَّهَا رَمَقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي بِالْأَبْطَحِ تُجَاهَ الْبَيْتِ قَبْلَ الْهِجْرَةِ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِي خَطَئِيْ وَجَهْلِيْ۔)) (مسند أحمد: ١٦٦٧٠)

ابو سلیل بیان کرتے ہیں کہ بنو نمیر کی ایک بڑھیا خاتون سے مروی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو غور سے دیکھا، آپ ﷺ ہجرت سے پہلے وادیٔ ابطح میں بیت اللہ کے سامنے نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ خَطَئِيْ وَجَهْلِيْ (اے اللہ! میرے لیے میرے گناہ بخش دے، جو میں نے نادانستہ طور پر اور جہالت کی وجہ سے کیے)۔''

(٥٦٣٧ـ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ ؓ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، مَنْ يُرِدْ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهُهُ فِي الدِّينِ۔)) سَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ۔ (مسند أحمد: ١٦٩٦٤)

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں: سیدنا معاویہ ؓ نے یہ کلمات منبر پر کہے: ''اے اللہ! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور تیری روکی ہوئی چیز کو کوئی عطا کرنے والا نہیں، اور دولت مند کو (اس کی دولت) تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی، اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین میں فقہ عطا کر دیتا ہے۔'' پھر کہتے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کلمات سنے ہیں، آپ ﷺ نے اس منبر پر ارشاد فرمائے تھے۔

(٥٦٣٨) عَنْ بُسْرِ بْنِ أَرْطَاةَ الْقُرَشِيِّ ؓ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو: ((اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْآخِرَةِ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ هَيْثَمٍ۔ (مسند أحمد: ١٧٧٧٨)

سیدنا بسر بن ارطاۃ قریشی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْآخِرَةِ (اے اللہ! ہمارے تمام امور میں ہمارے انجام کو اچھا کر دے اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے پناہ میں رکھنا)۔''

(٥٦٣٦) تخريج: حديث صحيح لغيره.(انظر: ١٦٥٥٥)

(٥٦٣٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه مالك في "المؤطا": ٢/ ٩٠٠، والطبراني في "الكبير": ١٩/ ٧٨٢ (انظر: ١٦٨٣٩)

(٥٦٣٨) تخريج: ايوب بن ميسرة في عداد المجهولين، وبسر بن ارطاة مختلف في صحبته، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١١٩٦، وفي "الاوسط": ١/ ٢٨١، وفي "الدعاء": ١٤٣٦ (انظر: ١٧٥٢٨)

(٥٦٣٩ـ) عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي جَدِّي وَهَزْلِي وَخَطَئِي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ۔)) (مسند أحمد: ١٩٩٧٦)

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي جَدِّي وَهَزْلِي وَخَطَئِي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ ((اے اللہ! میرے لیے میرے گناہ بخش دے، جو میں نے جہالت کی وجہ سے کیے، جو میں نے حد سے تجاوز کیا اور جن گناہوں کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، اے اللہ! (تو میرے وہ گناہ بخش دے) جو میں نے سنجیدگی میں کیے، جو مذاق میں کیے، جو نادانستہ طور پر کیے اور جو جہالت کی وجہ سے کیے اور یہ سارے گناہ مجھ میں ہیں)۔''

(٥٦٤٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَظُلْمَنَا وَهَزْلَنَا وَجِدَّنَا وَعَمْدَنَا، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدَنَا۔)) (مسند أحمد: ٦٦١٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَظُلْمَنَا وَهَزْلَنَا وَجِدَّنَا وَعَمْدَنَا، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدَنَا۔ (اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے گناہ، ظلم، مذاق، سنجیدگی اور جان بوجھ کر کیے گئے گنا، اور یہ سارے ہمارے اندر ہیں)۔''

(٥٦٤١ـ) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَّ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلٰى حُبِّكَ۔)) وَقَالَ رَسُولُ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ .... وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلٰى حُبِّكَ، (اے اللہ! بیشک میں تجھ سے نیکیوں کے کرنے، برائیوں کو چھوڑنے، مساکین سے محبت کرنے اور مجھے بخشنے اور مجھ پر رحم کرنے کا سوال کرتا ہوں، جب تو کسی قسم میں فتنہ نازل کرنا چاہے تو مجھے وفات دے دے، اس حال میں کہ میں اس فتنے سے بچا ہوا ہوں، میں تجھ

(٥٦٣٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٩٨، ومسلم: ٢٧١٩ (انظر: ١٩٧٣٨)

(٥٦٤٠) تخريج: اسناده ضعيف، لضعف ابن لهيعة، وحُيي بن عبد الله المعافري، أخرجه ابن حبان: ١٠٢٧ (انظر: ٦٦١٧)

(٥٦٤١) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه الترمذي: ٣٢٣٥ (انظر: ٢٢١٠٩)

اللّٰہِ ﷺ: ((إِنَّھَا حَقٌّ فَادْرُسُوھَا وَتَعَلَّمُوھَا۔)) (مسند أحمد: ٢٢٤٦٠)

سے تیری محبت کا، تجھ سے محبت کرنے والوں کی محبت کا اور تیری محبت کے قریب کر دینے والے عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں)۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس دعا کے کلمات حق ہیں، اس کو سیکھو اور اس کی تعلیم حاصل کرو۔''

(٥٦٤٢)۔ عَنِ ابْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ رَجُلٍ جَعَلَ یَرْصُدُ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ فَکَانَ یَقُولُ فِی دُعَائِہِ: ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی ذَنْبِی، وَوَسِّعْ لِی فِی ذَاتِیْ، وَبَارِكْ لِی فِیمَا رَزَقْتَنِی۔)) ثُمَّ رَصَدَہُ الثَّانِیَةَ فَکَانَ یَقُولُ: مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ٢٣٥٠٢)

ابن قعقاع ایسے آدمی سے روایت کرتے ہیں جو نبی کریم ﷺ پر نگاہ رکھتا اور آپ ﷺ کی تاک میں رہتا تھا، وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی ذَنْبِی، وَوَسِّعْ لِی فِی ذَاتِیْ، وَبَارِكْ لِی فِیمَا رَزَقْتَنِی۔ (اے اللہ! میرے لیے میرا گناہ بخش دے، میرے لیے میری ذات وسیع کر دے اور میرے لیے اس رزق میں برکت ڈال جو تو نے مجھے عطا کیا ہے)۔'' وہ دوسرے دن پھر آپ ﷺ کی تاڑ میں رہا، آپ ﷺ نے پھر یہی دعا پڑھی۔

فوائد:...... ذات کی وسعت سے مراد اخلاق کی وسعت اور انشراح صدر ہے۔

گھر میں وسعت سے مراد دنیا کا گھر ہے کیونکہ گھر کی تنگی دل کی تنگی کا باعث بنتی ہے، مہمانوں کی آمد پر بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یا پھر قبر مراد ہے۔ (عبداللہ رفیق)

ایک روایت میں ''وَوَسِّعْ لِی فِی ذَاتِیْ'' کی بجائے ''وَوَسِّعْ لِی فِی دَارِیْ'' کے الفاظ ہیں۔

(٥٦٤٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَقُولُ: ((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِینَ إِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا، وَإِذَا أَسَاءُوْا اسْتَغْفَرُوا۔)) (مسند أحمد: ٢٦٥٤٩)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِینَ إِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا، وَإِذَا أَسَاءُوْا اسْتَغْفَرُوا (اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو نیکی کر کے خوش ہوتے ہیں اور جب ان سے برائی ہو جاتی ہے تو وہ استغفار کرتے ہیں)۔''

(٥٦٤٤)۔ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَةَ ؓ قَالَ: حُدِّثْتُ عَنِ الْأَشْعَرِیِّ ؓ أَنَّہُ قَالَ:

سیدنا ابن بریدہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے سیدنا اشعری ؓ سے بیان کیا گیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ

(٥٦٤٢) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ٢٣١١٤)
(٥٦٤٣) اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان، أخرجہ ابن ماجہ: ٣٨٢٠ (انظر: ٢٦٠٢١)
(٥٦٤٤) تخریج: أخرجہ البخاری: ٦٣٩٨، ومسلم: ٢٧١٩ (انظر: ١٩٤٨٩)

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، إِنَّكَ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔)) (مسند أحمد: ١٩٧١٨)

کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ...... كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (اے اللہ! میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں، ان گناہوں کی جو میں نے پہلے کیے، جو بعد میں کروں گا، جو مخفی طور پر کیے، جو ظاہری طور پر کیے، بیشک تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے)۔''

(٥٦٤٥۔) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي لِلطَّرِيقِ الْأَقْوَمِ (وَفِي لَفْظٍ: رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاهْدِنِي السَّبِيلَ الْأَقْوَمَ۔)) (مسند أحمد: ٢٧١٢٦)

سیدہ ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے ہمارے ربّ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے سب سے زیادہ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے۔'' ایک روایت کے الفاظ یوں ہے: ''اے میرے ربّ! بخش دے، رحم فرما اور سب سے سیدھے راستے کی طرف مجھے ہدایت دے۔''

(٥٦٤٦۔) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو: ((رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرِ الْهُدٰى إِلَيَّ، وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ، رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا، لَكَ ذَكَّارًا، لَكَ رَهَّابًا، لَكَ مِطْوَاعًا، إِلَيْكَ مُخْبِتًا، لَكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حُوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ قَلْبِي۔)) (مسند أحمد: ١٩٩٧)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کرتے تھے: ''رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، .... وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ قَلْبِي (اے میرے ربّ! میری مدد فرما، میرے خلاف مدد نہ کر، میری تائید کر، میرے خلاف تائید نہ کر، میرے حق میں تدبیر کر، میرے خلاف تدبیر نہ کر، مجھے ہدایت دے، میرے لیے ہدایت کو آسان کر دے، مجھ پر سرکشی کرنے والے کے خلاف میری مدد فرما، اے میرے ربّ! مجھے بنا دے تیرا زیادہ شکر کرنے والا، تیرا زیادہ ذکر کرنے والا، تجھ سے زیادہ ڈرانے والا، تیری زیادہ اطاعت کرنے والا، تیری طرف عاجزی کرنے والا، تیرے لیے زیادہ آہ وزاری کرنے والا اور تیری طرف رجوع کرنے والا، اے میرے ربّ! میری توبہ قبول فرما، میرا گناہ دھو ڈال، میری

(٥٦٤٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، ولانقطاعه، فان الحسن البصري لم يسمع من ام سلمة، أخرجه ابويعلى: ٦٨٩٣ (انظر: ٢٦٥٩١)

(٥٦٤٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه أبوداود: ١٥١١، وابن ماجه: ٣٨٣٠، والترمذي: ٣٥٥١ (انظر: ١٩٩٧)

دعا قبول کر، میری دلیل کو ثابت کر دینا، میری زبان کو درستگی پر رکھنا اور میرے دل سے کینہ اور حسد نکال دے)۔''

(٥٦٤٧۔) (وَعَنْهُ اَيْضًا) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ، لَا اِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْ تُضِلَّنِي، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا تَمُوتُ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٤٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ، لَا اِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْ تُضِلَّنِي، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا تَمُوتُ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ (اے اللہ! میں تیرے لیے مطیع ہوا، تیرے ساتھ ایمان لایا، تجھ پر توکل کیا، تیری طرف رجوع کیا، تیرے ذریعے جھگڑا کیا، تیری عزت کی پناہ میں آتا ہوں، جبکہ تو ہی معبودِ برحق ہے، اس بات سے کہ تو مجھے گمراہ کر دے، تو وہ زندہ ہے کہ جس کو موت نہیں آئے گی، جبکہ جن اور انسان مر جائیں گے)۔''

(٥٦٤٨۔) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَوَاتٌ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَا أَتْرُكُهَا مَا عِشْتُ حَيًّا سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي أُعْظِمُ شُكْرَكَ، وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ، وَأَتَّبِعُ نَصِيحَتَكَ، وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ۔)) (مسند أحمد: ٨٠٨٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، چند دعائیہ کلمات ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنے، جب تک میں زندہ ہوں، ان کو نہیں چھوڑوں گا، میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي أُعْظِمُ شُكْرَكَ، وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ، وَأَتَّبِعُ نَصِيحَتَكَ، وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ (اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ تیرا زیادہ شکریہ ادا کروں، کثرت سے تیرا ذکر کروں، تیری نصیحت کی پیروی کروں اور تیری وصیت کی حفاظت کروں)۔''

(٥٦٤٩۔) عَنْ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ

یحیٰ بن حسان سے مروی ہے کہ بنو کنانہ کے ایک آدمی نے کہا: میں نے فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز

(٥٦٤٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٣٨٣، ومسلم: ٢٧١٧ (انظر: ٢٧٤٨)

(٥٦٤٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف الفرج بن فضالة، أخرجه الطيالسي: ٢٥٥٣ (انظر: ٨١٠١)

(٥٦٤٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٥٢٤ (انظر: ١٨٠٥٦)

عَامَ الْفَتْحِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا حَسَنَ الْفَهْمِ۔ (مسند أحمد: ١٨٢٢٠)

پڑھی اور آپ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ''اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ (اے اللہ! روزِ قیامت مجھے رسوا نہ کرنا)۔''

(٥٦٥٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فَيَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا طَهَّرْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ ذُنُوبِي كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِيْشَةً تَقِيَّةً وَمِيتَةً سَوِيَّةً وَمَرَدًّا غَيْرَ مُخْزٍ۔)) (مسند أحمد: ١٩٦٢٢)

سیدنا عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، .... اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِيْشَةً تَقِيَّةً وَمِيتَةً سَوِيَّةً وَمَرَدًّا غَيْرَ مُخْزٍ (اے اللہ! مجھے پاک کر دے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ، اے اللہ! میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے، جیسے تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کرتا ہے، میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس طرح دوری فرما، جیسے تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری فرمائی ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں، اس دل سے جو ڈرتا نہیں، اس نفس سے جو سیر نہیں ہوتا، اس دعاء سے جو سنی نہیں جاتی، اس علم سے جو نفع نہیں دیتا، اے اللہ! میں تجھ سے ان چار چیزوں کی پناہ طلب کرتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ زندگی، معتدل موت اور آخرت کی طرف ایسے لوٹنے کا سوال کرتا ہوں، جو رسوا کن نہ ہو)۔''

معتدل موت سے مراد یہ ہے کہ نہ تو جوانی کی عمر میں موت آئے کہ زیادی اعمال صالحہ کرنے سے محروم رہ جاؤں اور نہ سخت بڑھاپے کی طرف لوٹایا جاؤں جو اپنے اور لواحقین کے لیے بہت ساری تکالیف و مشقتوں کا سبب بنتا ہے، جسے ارذل العمر کہا گیا ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٥٦٥٠) تخريج: حديث صحيح لغيره (انظر: ١٩٤٠٢)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اَدْعِيَةٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ الدُّعَاءَ بِهَا مِنْهَا رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

ان دعاؤں کا بیان، جو آپ ﷺ کثرت سے پڑھا کرتے تھے، ان میں سے ایک دعا یہ ہے: رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

(۵۶۵۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ قَالَ: سَأَلَ قَتَادَةُ رضی اللہ عنہ أَنَسًا رضی اللہ عنہ أَيُّ دَعْوَةٍ كَانَ أَكْثَرَ يَدْعُو بِهَا النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔)) وَكَانَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِهَا فِيهِ۔ (مسند أحمد: ۱۲۰۰٤)

عبد العزیز سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: امام قتادہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے کون سی دعا کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اس دعا کو سب سے زیادہ پڑھا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی اچھائی عطا کر دے اور آخرت میں بھی اچھائی عطا کر دینا اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچانا)۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ خود جب کوئی مختصر دعا کرتے یا طویل دعا کرتے، وہ یہ دعا ضرور کرتے تھے۔

(۵۶۵۲) عَنْ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَدْ صَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ كُنْتَ تَدْعُو بِشَيْءٍ أَوْ تَسْأَلُهُ إِيَّاهُ)) قَالَ: نَعَمْ، كُنْتُ أَقُولُ: اَللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِي بِهِ فِي الْآخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِي فِي الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا تُطِيقُهُ وَلَا تَسْتَطِيعُهُ، فَهَلَّا قُلْتَ: اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) قَالَ: فَدَعَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَشَفَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند أحمد: ۱۲۰۷۲)

سیدنا انس رضی اللہ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کی تیماری داری کی، وہ پرندے کے اس بچے کی طرح ہو چکا تھا، جو ابھی انڈے سے نکلا ہو، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو کوئی دعا یا سوال بھی کرتا تھا؟'' اس نے کہا: جی ہاں، میں یہ دعا کرتا تھا: اے اللہ! تو نے مجھے آخرت میں جو سزا دینی ہے، وہ دنیا میں ہی دے دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ (بڑا تعجب ہے تجھ پر)، تجھے اس چیز کی طاقت و قدرت حاصل نہیں ہے، تو نے یہ دعا کیوں نہ کی: اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔'' پھر اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دے دی۔

(۵۶۵۱) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٥٢٢، ٦٣٨٩، ومسلم: ٢٦٩٠(انظر: ١١٩٨١)

(۵۶۵۲) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٨٨(انظر: ١٢٠٤٩)

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کی انتقامی کاروائی، ہر وقت اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے، وہ بڑا لا پروا بادشاہ ہے، وہ تو اپنے نیک بندوں کو آزمائشوں کی ایسی ایسی بھٹیوں سے گزارتا ہے کہ ضعیف الایمان لوگوں کا ایمان ڈگمگانے لگ جاتا ہے، پس ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی کا سوال کرنا چاہیے۔

وَمِنْهَا يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

آپ ﷺ کی ایک دعا یہ تھی: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

(٥٦٥٣) حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُكْثِرُ فِي دُعَائِهِ أَنْ يَقُولَ: ((اَللّٰهُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ۔)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَوَإِنَّ الْقُلُوبَ لَتَتَقَلَّبُ، قَالَ: ((نَعَمْ، مَا مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ بَشَرٍ إِلَّا أَنَّ قَلْبَهُ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ، فَإِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَقَامَهُ وَإِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَزَاغَهُ، فَنَسْأَلُ اللّٰهَ رَبَّنَا أَنْ لَا يُزِيغَ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا، وَنَسْأَلُهُ أَنْ يَهَبَ لَنَا مِنْ لَدُنْهُ رَحْمَةً، إِنَّهُ هُوَ الْوَهَّابُ۔)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا تُعَلِّمُنِي دَعْوَةً أَدْعُو بِهَا لِنَفْسِي؟ قَالَ: ((بَلٰى، قُولِي اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ! اِغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِي وَأَجِرْنِي مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا أَحْيَيْتَنَا۔))(مسند أحمد: ٢٧١١١)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ دعا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ (اے دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا)۔'' ایک دن میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا دل بھی الٹ پلٹ ہو جاتے ہیں (کہ آپ کثرت سے یہ دعا کرتے ہیں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی بالکل، بنو آدم میں سے ہر بشر کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں میں ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو قائم رکھے گا اور چاہے تو ٹیڑھا کر دے گا، پس ہم اپنے رب سے یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرے اور ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر دے، بیشک وہ عطا کرنے والا ہے۔'' میں (ام سلمہ) نے کہا: کیا آپ مجھے بھی کوئی دعا سکھلا دیں گے، تاکہ میں اس کے ساتھ اپنے نفس کے لیے دعا کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی کیوں نہیں، یہ دعا پڑھا کرو: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ! اِغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِي وَأَجِرْنِي مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا أَحْيَيْتَنَا (اے اللہ! اے میرے ربّ! نبی محمد (ﷺ) کے ربّ! میرے لیے میرے گناہ بخش دے،

(٥٦٥٣) تخريج: بعضه صحيح بشواهده، وهذا اسناد ضعيف لضعف شهر بن حوشب، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٣/ ٧٨٥(انظر: ٢٦٥٧٦)

میرے دل کے غصے کو دور کر دے اور مجھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے بچا دے، جب تک تو ہمیں زندہ رکھے)۔''

(٥٦٥٤ـ) عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ قَلْبٍ إِلَّا وَهُوَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ رَبِّ الْعَالَمِينَ إِنْ شَاءَ أَنْ يُقِيمَهُ أَقَامَهُ، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يُزِيغَهُ أَزَاغَهُ۔)) وَكَانَ يَقُولُ: ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلٰى دِينِكَ، وَالْمِيزَانُ بِيَدِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ يَخْفِضُهُ وَيَرْفَعُهُ۔)) (مسند أحمد: ١٧٧٨٠)

سیدنا نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دل ربّ العالمین کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے، اگر وہ چاہے تو اس کو راہ راست پر رکھے اور اگر چاہے تو ٹیڑھا کر دے۔'' آپ ﷺ خود یہ دعا کیا کرتے تھے: ''يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلٰى دِينِكَ (اے دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ)۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''رحمٰن کے ہاتھ میں ترازو ہے، وہ اس کو پست کرتا ہے اور بلند کرتا ہے۔''

فوائد:...... عمل اور رزق کا ترازو مراد ہے۔

(٥٦٥٥ـ) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: دَعَوَاتٌ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَدْعُوَ بِهَا: ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تُكْثِرُ تَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ، فَقَالَ: ((إِنَّ قَلْبَ الْآدَمِيِّ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا شَاءَ أَزَاغَهُ وَإِذَا شَاءَ أَقَامَهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٥١١١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ دعا کیا کرتے تھے: ''يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی یہ دعا کثرت سے کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے، اگر وہ چاہے تو اس کو ٹیڑھا کر دے اور چاہے تو سیدھا رکھے۔''

(٥٦٥٦ـ) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ دعا کیا کرتے تھے: ''يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ۔'' آپ ﷺ کے صحابہ اور گھر

(٥٦٥٦) اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الترمذي: ٢١٤٠، وابن ماجه: ٣٨٣٤ (انظر: ١٣٦٩٦)

(٥٦٥٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ماجه: ١٩٩ (انظر: ١٧٦٣٠)

(٥٦٥٥) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٧٧٣٧ (انظر: ٢٤٦٠٤)

فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ وَأَهْلُهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَخَافُ عَلَيْنَا وَقَدْ آمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهِ، قَالَ: ((إِنَّ الْقُلُوبَ بِيَدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يُقَلِّبُهَا۔)) (مسند أحمد: ١٣٧٣١)

والوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ہمارے بارے میں ڈرتے ہیں، جبکہ ہم آپ کے ساتھ اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، وہ ان کو الٹ پلٹ کرتا رہتا ہے۔''

(٥٦٥٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ، يُصَرِّفُ كَيْفَ يَشَاءُ۔)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ اصْرِفْ قُلُوبَنَا إِلٰى طَاعَتِكَ۔)) (مسند أحمد:)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بنو آدم کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی مانند ہیں، وہ جیسے چاہے ان کو پھیر دیتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ اصْرِفْ قُلُوبَنَا إِلٰى طَاعَتِكَ (اے اللہ! دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے)۔''

(٥٦٥٨) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ إِلَّا قَالَ: ((يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى طَاعَتِكَ۔)) (مسند أحمد: ٩٤١٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جب بھی آسمان کی طرف سر اٹھایا تو یہ دعا کی: ''يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى طَاعَتِكَ (اے دلوں کو پھیر دینے والے! میرے دل کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے)۔''

(٥٦٥٩) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا سُمِّيَ الْقَلْبُ مِنْ تَقَلُّبِهِ إِنَّمَا مَثَلُ الْقَلْبِ كَمَثَلِ رِيشَةٍ مُعَلَّقَةٍ فِي أَصْلِ شَجَرَةٍ يُقَلِّبُهَا الرِّيحُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ۔)) (مسند أحمد: ١٩٩٩٥)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(عربی میں دل کو) قَلْب اس لیے کہتے ہیں کہ یہ الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے، دل کی مثال درخت کے تنے کے ساتھ لٹکے ہوئے پر کی مانند ہے، جس کو ہوا سیدھا اور الٹا کرتی رہتی ہے۔''

فوائد:...... امام البانی نے سنن ابن ماجہ میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے، لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَثَلُ الْقَلْبِ مَثَلُ الرِّيشَةِ تُقَلِّبُهَا الرِّيَاحُ بِفَلَاةٍ۔)) ...... ''دل کی مثال اس پر کی طرح ہے، جس کو

(٥٦٥٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٥٤ (انظر: ٦٥٦٩)

(٥٦٥٨) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٩٤٢٠)

(٥٦٥٩) تخريج: اسناده ضعيف، وقد اختلف في رفعه ووقفه، ووقفه ارجح، يزيد بن هارون سمع من الجريري بعد اختلاطه، أخرجه ابن ماجه: ٨٨ (انظر: ١٩٧٥٧)

ہوائیں کسی بیابان میں الٹ پلٹ کر رہی ہوں۔''

کتنے ہی لوگ ہیں جو خیر کو سمجھنے اور خیر کو پا لینے کے بعد اس سے دور ہو گئے، بلکہ یہ تو اس دور کی خصلت بن چکی ہے کہ شرّ کو چھوڑ کر خیر کی طرف آنے والے لوگ بہت ہی کم ہے، جبکہ خیر سے شرّ کی طرف منتقل ہونے والے افراد بہت زیادہ ہیں، ربِ کعبہ کی قسم ہے کہ اچھے خاصے نیک لوگوں کو دیکھا کہ وہ دنوں کے اندر ایسے بھٹکتے ہیں کہ ان کا مزاج دوبارہ خیر کو قبول کرنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتا، لہٰذا اللہ کے بندوں کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استقامت کی توفیق طلب کرتے رہا کریں، تا کہ انجام بخیر ہو جائے۔

وَمِنْهَا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا اَخْطَأْتُ وَمَا تَعَمَّدْتُ..... الخ

آپ ﷺ کی ایک دعا یہ تھی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا اَخْطَأْتُ وَمَا تَعَمَّدْتُ......

(٥٦٦٠ـ) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ عَامَّةُ دُعَاءِ نَبِيِّ اللهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَا أَخْطَأْتُ وَمَا تَعَمَّدْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا جَهِلْتُ وَمَا تَعَمَّدْتُ۔)) (مسند أحمد: ٢٠١٦٧)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عام دعا یہ ہوتی تھی: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَا أَخْطَأْتُ وَمَا تَعَمَّدْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا جَهِلْتُ وَمَا تَعَمَّدْتُ۔ (اے اللہ! میرے لیے وہ گناہ بخش دے، جو میں نے نادانستہ طور پر کیے، جو جان بوجھ کر کیے، جو مخفی طور پر کیے، جو علانیہ طور پر کیے، جو جہالت کی وجہ سے کیے اور جو جانتے بوجھتے کے باوجود کیے)۔''

بَابُ اَدْعِيَةٍ جَامِعَةٍ كَانَ يُعَلِّمُهَا النَّبِيُّ ﷺ بَعْضَ اَصْحَابِهِ

ان جامع دعاؤں کا بیان کہ نبی کریم ﷺ اپنے بعض صحابہ کو جن کی تعلیم دیا کرتے تھے

(٥٦٦١ـ) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَوْصَى سَلْمَانَ الْخَيْرَ قَالَ: ((إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَام يُرِيدُ أَنْ يَمْنَحَكَ كَلِمَاتٍ تَسْأَلُهُنَّ الرَّحْمٰنَ تَرْغَبُ إِلَيْهِ فِيهِنَّ وَتَدْعُوَ بِهِنَّ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ صِحَّةَ إِيمَانٍ وَإِيمَانًا فِي خُلُقٍ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سلمان خیر رضی اللہ عنہ کو یہ نصیحت فرمائی: ''بیشک اللہ کا نبی تجھے چند کلمات عطا کرنا چاہتا ہے، تو ان کے ذریعے رحمٰن سے سوال کرے گا، ان کے ذریعے اس کی طرف رغبت کا اظہار کرے گا اور رات اور دن کو ان کا ورد کرے گا، کہہ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ صِحَّةَ إِيمَانٍ وَإِيمَانًا فِي خُلُقٍ حَسَنٍ،

(٥٦٦٠) اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٨/ ٢٤٢، والبزار: ٢٥٢٥ (انظر: ١٩٩٢٥)

(٥٦٦١) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن الوليد فيه ضعف، أخرجه النسائي في "عمل اليوم والليلة": ٢١، ٥٦٩، والحاكم: ١/ ٥٢٣ (انظر: ٨٢٧٢)

حَسَنٍ، وَنَجَاحًا يَتْبَعُهُ فَلَاحٌ يَعْنِي وَرَحْمَةً مِنْكَ وَعَافِيَةً وَمَغْفِرَةً مِنْكَ وَرِضْوَانًا۔)) (مسند أحمد: ٨٢٥٥)

وَنَجَاحًا يَتْبَعُهُ فَلَاحٌ يَعْنِي وَرَحْمَةً مِنْكَ وَعَافِيَةً وَمَغْفِرَةً مِنْكَ وَرِضْوَانًا۔ (اے اللہ! میں تجھ سے کمالِ ایمان کا، حسن اخلاق والے ایمان کا اور کامیابی والا مقصد پورا ہونے کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے رحمت، عافیت، بخشش اور رضا مندی کا سوال کرتا ہوں)۔''

(٥٦٦٢۔) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ؓ، عَنْ أَبِيهِ الْعَبَّاسِ ؓ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَا عَمُّكَ كَبِرَتْ سِنِّي، وَاقْتَرَبَ أَجَلِي، فَعَلِّمْنِي شَيْئًا يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهِ، قَالَ: ((يَا عَبَّاسُ! أَنْتَ عَمِّي وَلَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، وَلٰكِنْ سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔)) قَالَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَتَاهُ عِنْدَ قَرْنِ الْحَوْلِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ١٧٦٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ اپنے باپ سیدنا عباس ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کا چچا ہوں، اب میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں اور میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے، لہٰذا آپ مجھے ایسی چیز کی تعلیم دیں کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عباس! تم میرے چچے تو ہو، لیکن میں تم کو اللہ تعالیٰ سے کفایت نہیں کر سکتا، البتہ تم اپنے ربّ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کیا کرو۔'' آپ ﷺ نے تین بار یہ بات دوہرائی، پھر جب وہ سال کے آخر میں آئے تو آپ ﷺ نے پھر یہی بات کی۔

فوائد:...... سیدنا عباس ؓ، نبی کریم ﷺ کے چچا تھے، لیکن آخرت کے معاملے میں اتنا مقدس رشتہ بھی کسی کام نہیں آئے گا، وہاں معاملہ ذاتی نیکیوں اور برائیوں کا ہو گا۔ معافی سے مراد گناہوں کا معاف ہو جانا ہے اور عافیت سے مراد بیماریوں، آزمائشوں اور ضعفِ ایمان سے سلامتی ہے۔

(٥٦٦٣۔) عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ ؓ يَقُولُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ حِينَ ذَكَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي هٰذَا

سیدنا رفاعہ بن رافع ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کو منبرِ رسول پر یہ کہتے ہوئے سنا، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا تو رونا شروع کر دیا، پھر یہ کیفیت دور ہونے کے بعد انھوں نے کہا: میں نے پچھلے سال گرمیوں کے اس شدید موسم میں آپ ﷺ کو یہ فرماتے

(٥٦٦٢) تخريج: حسن لغيره (انظر: ١٧٦٦)

(٥٦٦٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الترمذى: ٣٥٥٨ (انظر: ٦)

الْقَيْظِ عَامَ الْأَوَّلِ: ((سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْيَقِينَ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولٰى۔)) (مسند أحمد: ٦)

ہوئے سنا تھا: ''دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا، عافیت کا اور ایمانِ کامل کا سوال کیا کرو۔''

(٥٦٦٤۔) عَنِ الْحَسَنِ ؓ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ؓ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ لَمْ يُعْطَوْا فِي الدُّنْيَا خَيْرًا مِنَ الْيَقِينِ وَالْمُعَافَاةِ، فَسَلُوهُمَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٣٨)

سیدنا حسن ؓ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر ؓ نے لوگوں سے خطاب کیا اور کہا: رسول للہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! لوگوں کو دنیا میں ایمانِ کامل اور عافیت سے بہتر کوئی چیز عطا نہیں کی گئی، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے ان دونوں چیزوں کا سوال کیا کرو۔''

فوائد:...... اس وقت دنیا والے جن جن چیزوں کو بہتر اور خیر والا سمجھ چکے ہیں اور ان کے لیے کوشاں بھی ہیں، وہ سب کچھ فنا ہونے والا اور ہاتھ سے نکل جانے والا ہے، اگر بقا ہے تو وہ ایمانِ کامل اور عملِ صالح کو ہے۔ بلا شک وشبہ دنیا کے لیے محنت کرنی چاہیے، لیکن دین کے تقاضوں سے غفلت برتنا، یہ دکھ بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کی ہر متوقع اور غیر متوقع نعمت کے بغیر گزارا کیا جا سکتا ہے، لیکن اگر گزارا نہیں تو وہ کامل ایمان اور نیک عمل کے بغیر نہیں ہے، کیونکہ آخرت کا انحصار اِن دو چیزوں پر ہے، اگر کوئی آخرت میں پھنس گیا تو دنیا کی نعمتیں کس کام آئیں گی۔

(٥٦٦٥۔) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((تَسْأَلُ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔)) ثُمَّ أَتَاهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ قَالَ: ((تَسْأَلُ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔)) ثُمَّ أَتَاهُ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((تَسْأَلُ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَإِنَّكَ إِذَا

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے ربّ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرنا۔'' پھر وہی آدمی دوسرے دن آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے ربّ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرنا۔'' پھر وہی آدمی تیسرے دن آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے ربّ سے دنیا و آخرت میں معافی اور

(٥٦٦٤) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٣٨)

(٥٦٦٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣٨٤٨، والترمذي: ٣٥١٢ (انظر: ١٢٢٩١)

أَعْطِيتَهُمَا فِي الدُّنْيَا ثُمَّ أُعْطِيتَهُمَا فِي الْآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ۔)) (مسند أحمد: ١٢٣١٦)

عافیت کا سوال کرنا، اگر یہ دونوں چیزیں تجھے دنیا میں عطا کر دی گئیں اور پھر آخرت میں بھی دے دی گئیں تو تو کامیاب ہو جائے گا۔''

(٥٦٦٦)۔) عَنْ أَبِي مُوسَى ؓ أَنَّ عَلِيًّا ؓ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَلِ اللّٰهَ تَعَالَى الْهُدَى وَالسَّدَادَ وَاذْكُرْ بِالْهُدَى هِدَايَتَكَ الطَّرِيقَ، وَاذْكُرْ بِالسَّدَادِ تَسْدِيدَكَ السَّهْمَ۔)) (مسند أحمد: ٦٦٤)

سیدنا ابو موسی ؓ بیان کرتے ہے کہ سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور راست روی کا سوال کر، اور ہدایت سے تیری مراد یہ ہو کہ سیدھے راستے کی طرف تیری رہنمائی کر دی جائے اور راست روی سے مراد یہ ہو کہ تیر کی طرح سیدھا کر دیا جائے۔''

فوائد:...... ''سَدَاد'' کے مختلف معانی ہیں، مثلا: استقامت، اعتدال، راست روی، قول وفعل کی درستگی، صداقت، حقانیت۔

جیسے تیر کو سیدھا کرنے میں بڑی توجہ دی جاتی ہے اور محنت بھی کی جاتی ہے، اسی طرح انسان کو اپنی زندگی کے تمام اقوال وافعال کو درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور کسی معاملہ میں لا پرواہی نہیں برتنی چاہیے۔ جب آدمی ہدایت اور راست روی کا سوال کر رہا ہو تو اس وقت ان کے بھرپور معانی اس کے ذہن میں ہونے چاہئیں۔

(٥٦٦٧)۔) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهُ دُعَاءً، وَأَمَرَهُ أَنْ يَتَعَاهَدَ بِهِ أَهْلَهُ كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: ((قُلْ كُلَّ يَوْمٍ حِينَ تُصْبِحُ: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَمِنْكَ وَبِكَ وَإِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ مَا قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ أَوْ حَلَفْتُ مِنْ حِلْفٍ فَمَشِيئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْهِ مَا شِئْتَ كَانَ وَمَا لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ وَمَا صَلَّيْتُ

سیدنا زید بن ثابت ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک دعا کی تعلیم دی اور ان کو حکم دیا کہ وہ اس دعا کے معاملے میں ہر روز اپنے گھر والوں کا بھی خیال رکھے، (یعنی وہ سارے افراد روزانہ یہ دعا پڑھیں)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر روز صبح کے وقت کہو: میں (تیری اطاعت کے لیے) حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، اور میں حاضر ہوں، بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، تیری طرف سے ہے، تیرے ساتھ ہے اور تیری طرف ہے، اے اللہ! میں نے جو بات کہی، میں نے جو نذر مانی اور میں نے جو قسم اٹھائی، پس تیری مشیت اس کے سامنے ہے، جو تو چاہے گا، وہ ہو گا اور جو تو نہیں چاہے گا، وہ

(٥٦٦٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٧٨ (انظر: ٦٦٤)

(٥٦٦٧) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ضمرة بن حبيب لم يسمع من ابى الدرداء، وابو بكر بن ابى مريم ضعيف، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٤٨٠٣، والحاكم: ١/ ٥١٦ (انظر: ٢١٦٦٦)

مِنْ صَلَاةٍ فَعَلٰى مَنْ صَلَّيْتَ، وَمَا لَعَنْتُ مِنْ لَعْنَةٍ فَعَلٰى مَنْ لَعَنْتَ، إِنَّكَ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ، أَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ، وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَمَاتِ، وَلَذَّةَ نَظَرٍ إِلٰى وَجْهِكَ وَشَوْقًا إِلٰى لِقَائِكَ مِنْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، أَعُوذُ بِكَ اللّٰهُمَّ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَعْتَدِيَ أَوْ يُعْتَدٰى عَلَيَّ، أَوْ أَكْتَسِبَ خَطِيئَةً مُحْبِطَةً أَوْ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ، اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، فَإِنِّي أَعْهَدُ إِلَيْكَ فِي هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَأُشْهِدُكَ وَكَفٰى بِكَ شَهِيدًا، أَنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، لَكَ الْمُلْكُ وَلَكَ الْحَمْدُ، وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ وَعْدَكَ حَقٌّ، وَلِقَاءَكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا، وَأَنْتَ تَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ إِنْ تَكِلْنِي إِلٰى نَفْسِي تَكِلْنِي إِلٰى ضَيْعَةٍ وَعَوْرَةٍ وَذَنْبٍ وَخَطِيئَةٍ، وَإِنِّي لَا أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ، فَاغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٠٠٦)

نہیں ہو گی، برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے، مگر تیرے ساتھ، بیشک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، اے اللہ! میں نے رحمت کی جو دعا کی ہے، وہ اس کے لیے ہے، جس پر تو نے رحمت بھیجی ہے اور میں نے لعنت کی جو بددعا کی ہے، وہ اس پر ہو، جس پر تو نے لعنت کی ہے، بیشک تو ہی میرا دوست ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، تو مجھے مسلمان فوت کرنا اور نیکوکار لوگوں کے ساتھ مجھے ملا دینا۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فیصلہ کے بعد رضامند ہونے کا، موت کے بعد راحت کا، تیرے چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت کا اور تیری ملاقات کے شوق کا سوال کرتا ہوں، لیکن اس میں نقصان پہنچانے والی کوئی تکلیف اور گمراہ کرنے والا کوئی فتنہ ہو۔ اے اللہ! میں اس چیز سے تیری پناہ میں آتا ہو کہ میں ظلم کروں، یا مجھ پر ظلم کیا جائے، یا میں زیادتی کروں، یا مجھ پر زیادتی کی جائے، یا میں اعمال کو ضائع کرنے والا گناہ کروں، یا میں نہ بخش دیے جانے والے گناہ کا ارتکاب کروں۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والے! غیب اور حاضر کو جاننے والے! جلال و اکرام والے! بیشک میں تجھ سے اس دنیوی زندگی میں وعدہ کرتا ہوں اور تجھ کو گواہ بناتا ہے، جبکہ تو ہی بطورِ گواہ کافی ہے، کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، بادشاہت تیرے لیے ہے، ساری تعریف تیرے واسطے ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے، اور میں یہ شہادت بھی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، قیامت بلا شک و شبہ آنے والی ہے اور تو قبروں والوں کو اٹھانے والا ہے۔ اور میں یہ گواہی بھی دیتا ہے کہ اگر تو نے مجھ

کو میرے سپرد کر دیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تو نے مجھے ضائع ہونے، عیب، گناہ اور خطا کے سپرد کر دیا ہے، جبکہ مجھے کوئی بھروسہ نہیں ہے، سوائے تیری رحمت کے، پس میرے لیے میرے سارے گناہوں کو بخش دے، تو ہی گناہوں کو بخش دینے والا ہے اور میری توبہ قبول کر، بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث میں درج ذیل دعا کا بیان ہے:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَمِنْكَ وَبِكَ وَإِلَيْكَ ، اَللّٰهُمَّ مَا قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ أَوْ حَلَفْتُ مِنْ حِلْفٍ فَمَشِيئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْهِ مَا شِئْتَ كَانَ وَمَا لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ ، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، اَللّٰهُمَّ وَمَا صَلَّيْتُ مِنْ صَلَاةٍ فَعَلٰى مَنْ صَلَّيْتَ ، وَمَا لَعَنْتُ مِنْ لَعْنَةٍ فَعَلٰى مَنْ لَعَنْتَ ، إِنَّكَ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ، أَسْأَلُكَ اَللّٰهُمَّ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ ، وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَمَاتِ ، وَلَذَّةَ نَظَرٍ إِلَى وَجْهِكَ وَشَوْقًا إِلٰى لِقَائِكَ مِنْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ ، أَعُوذُ بِكَ اَللّٰهُمَّ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ ، أَوْ أَعْتَدِيَ أَوْ يُعْتَدٰى عَلَيَّ ، أَوْ أَكْتَسِبَ خَطِيئَةً مُحْبِطَةً أَوْ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ ، اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ، ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ، فَإِنِّي أَعْهَدُ إِلَيْكَ فِي هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ، وَأُشْهِدُكَ وَكَفٰى بِكَ شَهِيدًا ، أَنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ ، لَكَ الْمُلْكُ وَلَكَ الْحَمْدُ ، وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ وَعْدَكَ حَقٌّ ، وَلِقَائَكَ حَقٌّ ، وَالْجَنَّةَ حَقٌّ ، وَالسَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا ، وَأَنْتَ تَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ إِنْ تَكِلْنِي إِلٰى نَفْسِي تَكِلْنِي إِلٰى ضَيْعَةٍ وَعَوْرَةٍ وَذَنْبٍ وَخَطِيئَةٍ ، وَإِنِّي لَا أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ ، فَاغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ ، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ، وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔

''لَبَّيْكَ'' یہ لفظ تثنیہ ہے اور ''كَ'' ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے نونِ تثنیہ گر گیا ہے اور یہ باب ''لَبَّ يَلُبُّ'' سے ماخوذ ہے، جس کے معانی ہیں: قیام کرنا، برقرار رہنا، حاضر ہونا، جم جانا۔ تثنیہ دو چیزوں کو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے، لیکن ''لَبَّيْكَ'' میں تثنیہ دو کے لیے نہیں، بلکہ تاکید، تکثیر اور مبالغہ کے لیے استعمال ہوا ہے، یعنی اے میرے اللہ! میں تیرے سامنے بار بار حاضر ہوں، مسلسل مقیم و موجود ہوں اور تیری اطاعت کو چمٹا ہوا ہوں۔

یہی معاملہ ''سَعْدَيْكَ'' کا ہے، البتہ اس کا معنی یہ ہے: مُسَاعَدَةً لِطَاعَتِكَ بَعْدَ مُسَاعَدَةٍ۔ اور

"مُسَاعَدَة" کے معانی مدد، امداد، تقویت اور سہارے کے ہیں۔

(٥٦٦٨۔) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أُصَلِّي إِذْ سَمِعْتُ مُتَكَلِّمًا يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهُ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهُ، إِلَيْكَ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ، عَلَانِيَتُهُ وَسِرُّهُ، فَأَهْلٌ أَنْ تُحْمَدَ، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي جَمِيعَ مَا مَضَى مِنْ ذَنْبِي، وَاعْصِمْنِي فِيمَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِي، وَارْزُقْنِي عَمَلًا زَاكِيًا تَرْضَى بِهِ عَنِّي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ذَاكَ مَلَكٌ أَتَاكَ يُعَلِّمُكَ تَحْمِيدَ رَبِّكَ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٧٤٧)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میں نماز پڑھا رہا تھا کہ نماز کے بیچ میں ایک آدمی کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهُ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهُ، إِلَيْكَ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ، عَلَانِيَتُهُ وَسِرُّهُ، فَأَهْلٌ أَنْ تُحْمَدَ، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي جَمِيعَ مَا مَضَى مِنْ ذَنْبِي، وَاعْصِمْنِي فِيمَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِي، وَارْزُقْنِي عَمَلًا زَاكِيًا تَرْضَى بِهِ عَنِّي۔ (اے اللہ! ساری تعریف تیرے لیے ہے، سارا بادشاہت تیرے لے ہے، ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، ساری معاملہ تیری طرف لوٹایا جائے گا، وہ علانیہ ہو یا مخفی، تو اس لائق ہے کہ تیری تعریف کی جائے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! میں جو گناہ کر چکا ہوں، تو ان سب کو بخش دے اور بقیہ عمر میں میری حفاظت فرما اور مجھے ایسا مبارک اور مقبول عمل کرنے کی توفیق دے کہ جس کے ذریعے تو مجھ سے راضی ہو جائے)۔ نبی کریم ﷺ نے اس دعا اور آواز کے بارے میں فرمایا: "یہ فرشتہ تھا، جو تجھے تیرے ربّ کی حمد بیان کرنے کی تعلیم دینے آیا تھا۔"

(٥٦٦٩۔) عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا كَنَزَ النَّاسُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ فَاكْنِزُوا هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ، وَالْعَزِيمَةَ عَلَى الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب لوگ سونے اور چاندی کو جمع کرنا شروع کریں گے تو تم ان کلمات کو جمع کرنا شروع کر دینا: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ، وَالْعَزِيمَةَ عَلَى الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ حُسْنَ

(٥٦٦٨) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوى عن حذيفة (انظر: ٢٣٣٥٥)

(٥٦٦٩) تخريج: حديث حسن بطرقه (انظر: ١٧١١٤)

شُكْرَ نِعْمَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ حُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا، وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ.)) (مسند أحمد: ١٧٢٤٣)

عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا، وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ۔ (اے اللہ! میں تجھ سے دین میں ثابت قدمی اور استقامت کا اور رشد و ہدایت پر مضبوطی سے قائم رہنے کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے تیری نعمت کا شکر ادا کرنے کا اور تیری عبادت کے حسن کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے سالم دل اور سچی زبان کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں، جو تو جانتا ہے اور ہر اس شرّ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، جس کو تو جانتا ہے، اور تجھ سے ہر اس گناہ کی بخشش چاہتا ہوں، جس کو تو جانتا ہے، بیشک تو غیبوں کو جاننے والا ہے)۔

(٥٦٧٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ؓ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَرَادَ أَنْ يُكَلِّمَهُ وَعَائِشَةُ تُصَلِّي فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((عَلَيْكِ بِالْكَوَامِلِ۔)) أَوْ كَلِمَةً أُخْرَى فَلَمَّا انْصَرَفَتْ عَائِشَةُ سَأَلَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا: ((قُولِي اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَسْتَعِيذُكَ مِمَّا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر ؓ، رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے کوئی بات کرنا چاہی، جبکہ سیدہ خود نماز پڑھ رہی تھیں، آپ ﷺ نے سیدہ سے فرمایا: ''تو کوامل کا لازمی طور پر اہتمام کر۔'' یا آپ ﷺ نے اس طرح کی کوئی بات کی، جب وہ فارغ ہوئیں اور اس ارشاد کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دعا پڑھا کر: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَسْتَعِيذُكَ مِمَّا اسْتَعَاذَكَ

(٥٦٧٠) تخريج: إسناده صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٣٨٤٦ (انظر: ٢٥١٣٧)

وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَسْأَلُكَ مَا قَضَيْتَ لِي مِنْ أَمْرٍ أَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهُ رَشَدًا۔)) (وَفِي لَفْظٍ: وَاَسْأَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ تَقْضِيهِ لِي خَيْرًا۔) (مسند أحمد: ٢٥٦٥٠)

مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَسْأَلُكَ مَا قَضَيْتَ لِي مِنْ أَمْرٍ أَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهُ رَشَدًا۔)) (وَفِي لَفْظٍ: وَاَسْأَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ تَقْضِيهِ لِي خَيْرًا. (اے اللہ! بیشک میں تجھ سے ہر قسم کی خیر کا سوال کرتا ہوں، وہ جلد آنے والی ہو یا بدیر، مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو، اور میں تجھ سے ہر قسم کے شرّ سے پناہ مانگتا ہوں، وہ جلد آنے والا ہو یا دیر سے، مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو، میں تجھ سے جنت کا اور اس کے قریب کر دینے والے قول یا عمل کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے آگ سے اور اس کے قریب کر دینے والے قول اور عمل سے پناہ طلب کرتا ہوں، بلکہ میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں، جس کا سوال تجھ سے تیرے بندے اور رسول محمد ﷺ نے کیا اور میں ہر اس چیز سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، جس سے تیرے بندے اور رسول محمد ﷺ نے پناہ طلب کی، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے بارے میں تو نے جو فیصلہ کیا ہے، اس کے انجام میں خیر بنا دے۔ ایک روایت کا آخری جملہ یوں ہے: میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے بارے میں تو نے جو فیصلہ کیا ہے، اس میں خیر رکھ دے)۔''

فوائد:...... ''کَوَامِل''، اور ایک روایت میں ہے: عَلَيْكِ بِالْجَوَامِعِ الْكَوَامِلِ۔ اس سے مراد وہ دعائیں ہیں، جن کے الفاظ مختصر ہوں، لیکن وہ بہت زیادہ معانی پر مشتمل ہوں، آپ ﷺ نے جنتی دعاؤں کی تعلیم دی ہے، وہ اپنے باب میں جامع و مانع ہیں۔

(٥٦٧١)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا تُعَلِّمُنِي دَعْوَةً أَدْعُو بِهَا لِنَفْسِي، قَالَ: ((بَلَى، قُولِي: اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ! اِغْفِرْ لِي ذَنْبِي

سیدہ ام سلمہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے ایسی دعا کی تعلیم نہیں دیں گے، جس کے ذریعے میں اپنے لیے دعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی کیوں نہیں، تم یہ دعا کیا کرو: اَللّٰهُمَّ رَبَّ

(٥٦٧١) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب (انظر: ٢٦٥٧٦)

وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِي، وَأَجِرْنِي مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا أَحْيَيْتَنَا۔)) (مسند أحمد: ٢٧١١١)

مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ! اِغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِي، وَأَجِرْنِي مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا أَحْيَيْتَنَا۔ (اے اللہ! نبی محمد کے ربّ! میرے لیے میرے گناہ بخش دے، میرے دل کا غصہ نکال دے اور مجھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے بچا دے، جب تک تو ہمیں زندہ رکھے۔)''

(٥٦٧٢) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ أَوْ غَيْرِهِ أَنَّ حُصَيْنًا أَوْ حَصِينًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! لَعَبْدُ الْمُطَّلِبِ كَانَ خَيْرًا لِقَوْمِهِ مِنْكَ، كَانَ يُطْعِمُهُمُ الْكَبِدَ وَالسَّنَامَ، وَأَنْتَ تَنْحَرُهُمْ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ۔ فَقَالَ لَهُ: مَا تَأْمُرُنِي أَنْ أَقُولَ؟ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ قِنِي شَرَّ نَفْسِي، وَاعْزِمْ لِي عَلَى أَرْشَدِ أَمْرِي۔)) قَالَ: فَانْطَلَقَ فَأَسْلَمَ الرَّجُلُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: إِنِّي أَتَيْتُكَ، فَقُلْتَ لِي: ((قُلْ اَللّٰهُمَّ قِنِي شَرَّ نَفْسِي وَاعْزِمْ لِي عَلَى أَرْشَدِ أَمْرِي۔)) فَمَا أَقُولُ: الْآنَ؟ قَالَ: ((قُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَخْطَأْتُ وَمَا عَمَدْتُ وَمَا عَلِمْتُ وَمَا جَهِلْتُ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٢٣٤)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی سے مروی ہے کہ حُصَین یا حَصِین نامی آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے محمد! آپ کی بہ نسبت تو عبد المطلب اپنی قوم کے لیے بہتر تھا، وہ ان کو جگر اور کوہان کھلاتا تھا اور آپ ان کو یہ حکم دیتے ہیں کہ وہ اونٹ نحر کریں، آپ ﷺ نے اس کو وہ جواب دیا، جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، پھر اس نے کہا: آپ مجھے کیا کہنے کا حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دعا پڑھ: اَللّٰهُمَّ قِنِي شَرَّ نَفْسِي، وَاعْزِمْ لِي عَلَى أَرْشَدِ أَمْرِي (اے اللہ! مجھے میرے نفس کے شرّ سے بچا اور سب سے ہدایت یافتہ معاملے پر میرے عزم کو مضبوط کر دے)۔'' وہ بندہ چلا گیا، لیکن مسلمان ہو کر پھر آ گیا اور اس نے کہا: میں آپ کے پاس آیا تھا اور آپ نے مجھے اس دعا کی تعلیم دی تھی: اَللّٰهُمَّ قِنِي شَرَّ نَفْسِي، وَاعْزِمْ لِي عَلَى أَرْشَدِ أَمْرِي۔ اب میں کیا کہا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دعا کرو: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَخْطَأْتُ وَمَا عَمَدْتُ وَمَا عَلِمْتُ وَمَا جَهِلْتُ۔ (اے اللہ! میرے لیے وہ گناہ بخش دے، جو میں نے مخفی طور پر کیے اور جو علانیہ کیے، جو نادانستہ طور پر کیے اور جو جان بوجھ کر کیے اور جن کے بارے میں میں جانتا تھا اور جن کے بارے میں نہیں جانتا تھا)۔''

(٥٦٧٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الترمذي: ٣٤٨٣ (انظر: ١٩٩٩٢)

(٥٦٧٣ـ) عَنْ أَبِي مَالِكٍ نِ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي طَارِقُ بْنُ أَشْيَمَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ، إِذَا أَتَاهُ الْإِنْسَانُ يَقُولُ: كَيْفَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقُولُ حِينَ أَسْأَلُ رَبِّي؟ قَالَ: ((قُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي، وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَ إِلَّا الْإِبْهَامَ، فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ يَجْمَعْنَ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ۔)) (مسند أحمد: ١٥٩٧٢)

سیدنا ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے باپ سیدنا طارق بن اُشیم رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ جب کوئی آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہتا: اے اللہ کے رسول! جب میں اپنے ربّ سے سوال کروں تو کیا کہا کروں؟ آپ ﷺ اسے فرماتے یہ کہو: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي (اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، رمجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے)۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ نے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کو جمع کیا اور فرمایا: ''یہ کلمات تیرے لیے دنیا وآخرت (کی بھلائی) کو جمع کر دیں گے۔''

فوائد:...... یہ دعا کل چار مطالبات پر مشتمل ہے، نبی کریم ﷺ نے ان کو انگلیوں کے ذریعے گن کر بتایا۔

(٥٦٧٤ـ) (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ، إِذَا أَتَاهُ الْإِنْسَانُ يَقُولُ: كَيْفَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَقُولُ حِينَ أَسْأَلُ رَبِّي؟ قَالَ: ((قُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي، وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَ إِلَّا الْإِبْهَامَ، فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ يَجْمَعْنَ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ۔)) (مسند أحمد: ١٥٩٧٢)

سیدنا طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا اور وہ پوچھتا: اے اللہ کے رسول! جب میں اپنے ربّ سے سوال کروں تو کیسے اور کیا کہا کروں؟ تو آپ ﷺ فرماتے: ''تو اس طرح کہا کر: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي (اے اللہ! تو مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا کر)۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ نے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کو جمع کیا اور فرمایا: ''یہ کلمات تیرے لیے دنیا وآخرت (کی بھلائی) کو جمع کر دیں گے۔''

(٥٦٧٥ـ) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰى عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يُصَلِّي وَهُوَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصَّبْرَ، قَالَ: ((سَأَلْتَ الْبَلَاءَ فَسَلِ اللّٰهَ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ نماز میں تھا اور اپنی دعا میں یہ الفاظ بھی کہہ رہا تھا: اے اللہ! بیشک میں تجھ سے صبر کا سوال کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو آزمائش کا سوال

(٥٦٧٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٩٧ (انظر: ١٥٨٧٧)

(٥٦٧٤) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٦٧٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الترمذى: ٣٥٢٧ (انظر: ٢٢٠٥٦)

الْعَافِيَةَ۔)) قَالَ: وَأَتٰى عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَمَامَ نِعْمَتِكَ، فَقَالَ: ((ابْنَ آدَمَ! هَلْ تَدْرِي مَا تَمَامُ النِّعْمَةِ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا أَرْجُو بِهَا الْخَيْرَ، قَالَ: ((فَإِنَّ تَمَامَ النِّعْمَةِ فَوْزٌ مِنَ النَّارِ، وَدُخُولُ الْجَنَّةِ۔)) وَأَتٰى عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يَقُولُ: يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، فَقَالَ: ((قَدِ اسْتُجِيبَ لَكَ فَسَلْ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٤٠٦)

کیا، تو اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کر۔'' پھر آپ ﷺ ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے، وہ یہ دعا کر رہا تھا: اے اللہ! میں تجھ سے تیری نعمت کی تکمیل کا سوال کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم! کیا تو جانتا ہے کہ نعمت کی تکمیل ہے کیا؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے تو صرف خیر کی امید رکھتے ہوئے یہ دعا کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جہنم سے آزادی اور جنت کا داخلہ نعمت کی تکمیل ہے۔'' پھر آپ ﷺ ایک اور آدمی کے پاس آئے اور وہ یہ الفاظ کہہ رہا تھا: یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق تیری دعا قبول کی جا چکی ہے، بس تو سوال کر۔''

(٥٦٧٦۔) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اسْتَجَارَ عَبْدٌ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَّا قَالَتِ النَّارُ: اَللّٰهُمَّ أَجِرْهُ مِنِّي، وَلَا يَسْأَلُ الْجَنَّةَ إِلَّا قَالَتِ الْجَنَّةُ: اَللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ إِيَّايَ۔)) (مسند أحمد: ١٢١٩٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی تین بار جہنم سے پناہ مانگتا ہے، تو جہنم کہتی ہے: اے اللہ! اس شخص کو مجھ سے پناہ دے دے، اسی طرح جب آدمی تین بار جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے: اے اللہ! اس کو میرے اندر داخل کر دے۔''

(٥٦٧٧۔) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، إِنِّي أَعْهَدُ إِلَيْكَ فِي هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، أَنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، فَإِنَّكَ إِنْ تَكِلْنِي إِلٰى نَفْسِي

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے یہ دعا پڑھی: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ .... إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ (اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، غیب اور حاضر کو جاننے والے، بیشک میں تجھ سے اس دنیوی زندگی میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، اگر

(٥٦٧٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٨/ ٢٧٩، وابن ماجه: ٤٣٤٠، والترمذي: ٢٥٧٢ (انظر: ١٢١٧٠)

(٥٦٧٧) تخريج: منقطع، عون بن عبد الله لم يسمع من عبد الله بن مسعود (انظر: ٣٩١٦)

تُقَرِّبُنِي مِنَ الشَّرِّ، وَتُبَاعِدُنِي مِنَ الْخَيْرِ، وَإِنِّي لَا أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ، فَاجْعَلْ لِي عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّينِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ، إِلَّا قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: إِنَّ عَبْدِي قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، فَأَوْفُوهُ إِيَّاهُ فَيُدْخِلُهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔)) قَالَ سُهَيْلٌ: فَأَخْبَرْتُ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَوْنًا أَخْبَرَ بِكَذَا وَكَذَا، قَالَ: مَا فِي أَهْلِنَا جَارِيَةٌ إِلَّا وَهِيَ تَقُولُ هٰذَا فِي خِدْرِهَا۔ (مسند أحمد: ٣٩١٦)

تو نے مجھ کو میرے نفس کے سپرد کر دیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تو مجھے شرّ کے قریب کر رہا ہے اور خیر سے دور کر رہا ہے اور میرا بھروسہ نہیں ہے، مگر تیری رحمت کے ساتھ، پس تو میرے لیے اپنے ہاں ایک وعدہ کر لے، جس کو تو قیامت کے دن پورا کرے گا، بیشک تو وعدے کی مخالفت نہیں کرتا)۔ جو آدمی یہ دعا پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے حق میں روزِ قیامت فرشتوں سے کہے گا: فلاں بندے نے مجھ سے وعدہ لیا تھا، تو اس کے لیے اس کا وعدہ پورا کر دو، پس اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔'' قاسم بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود نے کہا: ہمارے اہل و عیال میں تو ہر بچی اپنے پردے کے اندر یہ ذکر کرتی ہے۔

بَابُ دُعَاءِ الْأَعْمَى الَّذِي تَوَسَّلَ بِالنَّبِيِّ ﷺ فِي رَدِّ بَصَرِهِ

اس نابینا آدمی کی دعا، جس نے اپنی بینائی حاصل کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کا وسیلہ دیا تھا

(٥٦٧٨) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَنِي، فَقَالَ: ((إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ ذٰلِكَ فَهُوَ أَفْضَلُ لِآخِرَتِكَ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ لَكَ۔)) قَالَ: لَا، بَلِ ادْعُ اللّٰهَ لِي فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَأَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَأَنْ يَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ، ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهِ فَتَقْضِي وَتُشَفِّعُنِي فِيهِ وَتُشَفِّعُهُ فِيَّ)) (مسند أحمد: ١٧٣٧٣)

سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے عافیت دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہتا ہے تو میں اس دعا کو مؤخر کر دیتا ہوں، یہ تیری آخرت کے لیے افضل ہوگا، اور اگر تو چاہتا ہے تو میں تیرے لیے دعا کر دیتا ہوں۔'' اس نے کہا: نہیں، بس آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا ہی کر دیں، پس آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ وضو کر کے دو رکعتیں ادا کرے اور یہ دعا پڑھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهِ فَتَقْضِي وَتُشَفِّعُنِي فِيهِ وَتُشَفِّعُهُ فِيَّ۔ (اے اللہ! بیشک میں تجھ

(٥٦٧٨) تخريج: إسناده صحيح، أخرجه الترمذي: ٣٥٧٨، وابن ماجه: ١٣٨٥ (انظر: ١٧٢٤١)

سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد ﷺ کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوتا ہے، جو کہ رحمت والے نبی ہیں، اے محمد! میں اپنی ضرورت پورا کروانے کے لیے آپ کے ساتھ اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، پس (اے اللہ!) تو میری حاجت پوری کر دے اور آپ ﷺ کی سفارش میرے حق میں قبول فرما)۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے حق میں میرے سفارش قبول فرما۔''

فوائد:...... ہم نے ''وَتُشَفِّعُنِي فِيهِ'' کے الفاظ کا ترجمہ الگ سے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے، اس کی وجہ دوسری روایات کا واضح متن ہے۔

''تُشَفِّعُنِي فيه'' کو نبی کریم ﷺ کا قول قرار دے کر ترجمہ کرنا چاہیے: ''اے اللہ! اس کے بارے میری سفارش قبول فرما۔'' ''تُشَفِّعُهُ فِيَّ'' کو قول اعرابی قرار دے کر ترجمہ یہ ہوگا: ''اے اللہ میرے بارے میں اس (نبی کریم ﷺ) کی سفارش قبول فرما۔ (دیکھیں بلوغ الامانی) (عبداللہ رفیق)

(٥٦٧٩ـ) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند أحمد: ١٧٣٧٤)

(دوسری سند) ایک ایسا آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جس کی بینائی ختم ہو گئی تھی، ......۔ پھر باقی حدیث ذکر کی۔

(٥٦٨٠ـ) (وَعَنْهُ اَيْضًا) أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَنِي، قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ لَكَ، وَإِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ ذَاكَ فَهُوَ خَيْرٌ۔)) فَقَالَ: ادْعُهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوئَهُ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهِ فَتَقْضِي لِي

سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک نابینا آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہتا ہے تو میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہتا ہے تو میں اس کو مؤخر کر دیتا ہوں، اس میں تیرے لیے بہتری ہو گی۔'' اس نے کہا: جی آپ دعا کر دیں، پس آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اچھے انداز میں وضو کرے، پھر دو رکعت ادا کرے اور یہ دعا پڑھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ .... اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ۔ (اے اللہ!

(٥٦٧٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٦٨٠) تخريج: انظر الحديث السابق

اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۳۷۲)

بیشک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد، جو کہ رحمت والے نبی ہیں، کے ذریعے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد! میں اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لیے آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، پس (اے اللہ! تو میری حاجت پوری کر دے، اے اللہ! میرے بارے میں آپ ﷺ کی سفارش قبول فرما)۔''

فوائد:...... وسیلہ کا معنی ومفہوم: لغوی طور پر وسیلہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعے کسی ذات تک رسائی یا قرب حاصل کیا جا سکتا ہو۔ لغت عرب کی قدیم اور معروف کتاب الصحاح میں ہے:

الوسیلۃ : ما یتقرب بہ الی الغیر۔...... وسیلہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی کا قرب حاصل کیا جائے۔(الصحاح تاج اللغۃ ۵/ ۱۸۴۱)

مشہور لغوی اور اصولی علامہ مبارک بن محمد المعروف بن ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں: فی حدیث الاذان : اللھم ات محمد الوسیلۃ ، ھی فی الاصل : ما یتوصل بہ الشی ویتقرب بہ و جمعھا : وسائل ، یقال: وسل الیہ وسیلۃ وتوسل ، والمراد بہ فی الحدیث القرب من اللہ تعالی ، وقیل: ھی الشفاعۃ یوم القیامۃ۔ ......''اذان (کا جواب دینے کی فضیلت) والی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ اے اللہ! محمد ﷺ کو وسیلہ دے، وسیلہ اصل میں وہ چیز ہے جس کے ذریعے کسی چیز تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے، اس کی جمع وسائل ہے، کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں کی طرف وسیلہ بنایا۔ حدیث نبوی میں وسیلے سے مراد اللہ تعالی کا قرب ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قیامت کے دن ہونے والی شفاعت ہے۔'' (النھایہ فی غریب الحدیث و الاثر، باب الواو مع السین ، مادہ وسل: ۵/۵۵۵)

مشہور لغوی، علامہ ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی، المعروف بہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: الوسیلۃ: المنزلۃ عند الملک ، والوسیلۃ : الدرجۃ ، والوسیلۃ : القربۃ۔ ......وسیلہ سے مراد بادشاہ کے ہاں مقام ومرتبہ ہے۔ اس کا معنی درجہ اور قربت بھی ہوتا ہے۔'' (لسان العرب : ۱۱/ ۷۲٤)

معلوم ہوا کہ وسیلہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کوئی بندہ اللہ تعالی کا تقرب اور اس کی خوشنودی حاصل کرتا ہے اور اس سے مراد نیک اعمال ہیں، جیسا کہ:

فرمان باری تعالی ہے: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ......''اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو، تاکہ کامیاب ہو سکو۔'' (سورۂ مائدہ: ۳۵)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ وسیلہ کیا ہے؟ تمام سنی مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد نیک اعمال ہیں۔

دعا میں وسیلہ:

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے اس کی قبولیت کے درجے تک پہنچانے کے لیے جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے، اسے بھی وسیلہ کہہ دیا جاتا ہے۔ دعا چونکہ عبادت ہے اور ہر عبادت کا طریقہ بھی قرآن وسنت سے ہی معلوم کیا جاتا ہے، لہٰذا دعا میں وسیلے کے بارے میں قرآن وسنت کی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے گا۔ دعا میں وسیلے کا جو جو طریقہ کتاب وسنت سے ثابت ہوگا، وہ جائز اور مشروع ہوگا، جبکہ دوسرے طریقے ناجائز وغیر مشروع ہوں گے۔ آیئے ملاحظہ فرمائیں:

وسیلے کی اقسام:

جائز وسیلہ: دعا میں وسیلے کی تین قسمیں مشروع وجائز ہیں:

(۱)۔ انسان اللہ تعالیٰ کو اس کے اسمائے حسنیٰ کا وسیلہ پیش کرے، مثلا: یا اللہ! تجھے رحمٰن ہونے کا واسطہ، ہمارے حال پر رحم فرما۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾.... ''اللہ تعالیٰ کے بہت اچھے اچھے نام ہیں، اس سے ان ناموں کے ساتھ دعا کیا کرو۔'' (سورۂ اعراف:۱۸۰)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: قولہ تعالیٰ: ﴿فَادْعُوْهُ بِهَا﴾، أي اطلبوا منه بأسماء ه، فيطلب بكل اسم ما يليق به، تقول: يارحيم ارحمني ـ...... ''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ﴿فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (تم اسے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارو)، یعنی اس سے اس کے ناموں کے وسیلے مانگو۔ ہر نام کے وسیلے اس سے ملتی جلتی چیز مانگی جائے، مثلاً اے رحیم، مجھ پر رحم فرما (اے رزاق! مجھے رزق دے) (الجامع لاحکام القرآن: ۷/ ۳۲۷)

(۲)۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا جائے، جیسا کہ: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی ایک صفت یوں بیان کی ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾...... ''وہ لوگ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں، لہٰذا ہمارے گناہ معاف کردے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔'' (سورۂ آل عمران:۱۶)

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ﴿اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا﴾، اى بك وبكتابك وبرسولك، ﴿فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا﴾، اى بايماننا بك وبما شرعته لنا، فاغفرلنا ذنوبنا وتقصرينا من امرنا بفضلك ورحمتك، ﴿وقنا عذاب النار﴾..... ''مومن کہتے ہیں: اے ہمارے رب

ہم تجھ پر تیری کتاب پر اور تیرے رسول پر ایمان لے آئے ہیں۔ تو اپنے ساتھ ایمان رکھنے اور اپنی نازل کردہ شریعت کو تسلیم کرنے کے طفیل اپنے فضل و رحمت کے ساتھ ہمارے گناہ معاف اور ہماری کوتاہیاں سے درگزر فرما۔'' (تفسیر القرآن العظیم: ۲/۲۳)

اسی طرح سیدنا عیسی علیہ السلام کے حواریوں کا ایک قول اللہ تعالی نے یوں بیان فرمایا ہے: ﴿رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ﴾...... ''اے اللہ ہمارے رب! ہم تیری نازل کردہ وحی پر ایمان لائے اور تیرے رسول کی پیروی کی، لہذا ہمارا نام بھی تصدیق کرنے والوں میں شامل فرما دے۔'' (سورۂ آل عمران: ۵۳)

عقل مند لوگوں کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ﴾...... ''اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کی یہ پکار سنی کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ، چنانچہ ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب! (اس ایمان کے طفیل) ہمارے گناہ معاف فرما دے، ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔'' (سورۂ آل: ۱۹۳)

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ دعا کرتے ہوئے اللہ تعالی کو اپنے نیک اعمال کا واسطہ دینا مشروع ہے۔ نیک اور عقل مند لوگوں کا وطیرہ رہا ہے۔ مسلمانوں کو یہ جائز وسیلہ استعمال کرنا چاہیے۔

صحیح حدیث میں اصحاب غار والا مشہور واقعہ موجود ہے، جنہوں نے مصیبت میں اللہ تعالی کو اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا تھا اور ان کی پریشانی رفع ہو گی تھی۔
(صحیح بخاری: ۵۹۷۴، صحیح مسلم: ۲۷۴۳)

(۳)۔ کسی زندہ صالح اور موحد انسان سے دعا کرائی جائے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ ...... ''اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے اور اگر واقعی یہ لوگ، جب انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، تیرے پاس آتے، پھر اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول ان کے لیے بخشش مانگتا تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت مہربان پاتے۔'' (سورۂ نساء: ۶۴)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور پریشانی میں دعا کراتے تھے۔ اس بارے میں بہت ساری احادیث موجود ہیں۔ ایک نابینے شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے حق میں دعا کرائی تھی۔ (ترمذی: ۳۵۷۸)

اسی طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے دعا کرائی۔
(صحیح بخاری: ۱۰۱۰)

قرآن و سنت سے وسیلے کی یہی تین قسمیں ثابت ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا انہی پر عمل رہا ہے اور مسلمانوں کو

انہی پر اکتفا کرنا چاہیے۔

وسیلے کی ناجائز صورتیں:

ان مذکورہ تین صورتوں کے علاوہ وسیلہ کی تمام قسمیں غیر مشروع، ناجائز اور بدعت ہیں۔ بعض صورتیں یہ ہیں کہ حاضر یا غائب، زندہ یا فوت شدہ کی ذات کا وسیلہ پیش کیا جائے یا صاحب قبر کو یہ کہا جائے کہ آپ میرے حق میں دعا اور سفارش کریں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں یا آپ کی وفات کے بعد آپ کی ذات کا وسیلہ پیش نہیں کیا، سلف صالحین اور ائمہ محدثین سے بھی یہ قطعاً ثابت نہیں۔ پھر وسیلے کی ان ناجائز اور غیر مشروع صورتوں کو اپنانا دین کیسے بن سکتا ہے؟

وسیلے کی یہ صورتیں ایک تو اس وجہ سے غیر مشروع اور ناجائز و ممنوع ہیں کہ یہ بدعت ہیں، قرآن وحدیث میں ان کا کوئی ثبوت نہیں اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کا ان پر عمل نہیں

نبی اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) ...... ''جو آدمی کوئی ایسا کام کرے جس پر ہمارا امر نہ ہو، وہ مردود ہے۔'' (صحیح مسلم: ۱۸۷۷)

اسی سلسلے میں صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی ملاحظہ فرماتے جائیے جو امام اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے:

اخبرنا عيسى بن يونس ، نا ابن جريج ، عن عطاء ، قال: سمعت ابن عباس يقول: عجبا لترك الناس هذا الاهلال ، ولتكبيرهم ما بي ، الا ان يكون التكبيرة حسنا ، ولكن الشيطان ياتي الانسان من قبل الاثم ، فاذا عصم منه جاء ه من نحو البر ، ليدع سنة وليبدع بدعة۔ ...... ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کے اس تلبیہ کو چھوڑ کر تکبیر کہنے پر تعجب ہے۔ میرے نزدیک تکبیر اچھی چیز ہے، لیکن شیطان انسان کے پاس گناہ کے دروازے سے آتا ہے۔ جب وہ اس داؤ سے بچ جائے تو وہ اس کے پاس نیکی کے دروازے سے آتا ہے، تاکہ وہ سنت کو چھوڑ کر بدعت کو اپنا لے۔'' (مسند اسحاق بن راھویہ: ۴۸۲)

وسیلے کی ان صورتوں کے غیر مشروع اور ناجائز ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ غلو پر مبنی ہیں، جبکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان گرامی ہے: ((وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ ۔)) ...... ''تم دین میں غلو سے بچے رہنا، کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے ہلاک کر دیا تھا۔'' (مسند احمد: ۱/ ۲۱۵، نسائی: ۳۰۵۹، سنن ابن ماجہ: ۳۰۲۹)

ہر بدعت کا منشاء دین میں غلو ہوتا ہے۔ غلو سے مراد یہ ہے کہ عبادات میں شریعت کی بیان کردہ حدود و قیود اور طریقہ ہائے کار پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ ان کی ادائیگی میں خود ساختہ طریقوں کا اضافہ کر دیا جائے۔ چونکہ دین میں غلو ہلاکت و بربادی کا موجب ہے، لہذا عبادات کو بجالانے کے سلسلے میں قرآن وسنت ہی پر اکتفا ضروری ہوتا ہے۔

ہم جس حدیث کی شرح بیان کر رہے ہیں، آپ باب کے شروع میں دی گئی اس حدیث کا دوبارہ مطالعہ کریں، بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کشید کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور دوسرے نیکوکار لوگوں کی ذات، رتبہ اور حیثیت کا واسطہ دینا بھی درست ہے، لیکن یہ استدلال درست نہیں ہے، دراصل اس حدیث میں وسیلہ کی تیسری قسم کا بیان ہے، یعنی کسی صالح اور موحد آدمی سے دعا کروانا، ہمارے اس نظریے کی وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱) نابینا آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس اس لیے آیا تھا کہ آپ ﷺ اس کے لیے دعا کریں، کیونکہ اس نے آ کر کہا: ادع اللہ ان یعافینی۔ ...... آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے عافیت دے دے۔ اس آدمی نے آپ ﷺ کی دعا کا وسیلہ استعمال کیا، کیونکہ اس کو علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کی دعا کی قبولیت کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کی ذات کا وسیلہ دینا مقصود ہوتا تو یہ نابینا آپ ﷺ کے پاس حاضر ہی نہ ہوتا، بلکہ اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے ہی آپ ﷺ کی ذات کا وسیلہ دے سکتا ہے۔

(۲) نبی کریم ﷺ نے اس سے دعا کرنے کا وعدہ کیا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی افضل چیز کی طرف رہنمائی کر دی اور وہ ہے آپ ﷺ کا یہ فرمان: ((اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ۔)) ...... اگر تو چاہتا ہے تو میں تیرے لیے دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہتا ہے تو صبر کر لے، پس یہ تیرے لیے بہتر ہوگا۔'' دوسری احادیث میں بھی آپ ﷺ نے بینائی کے ختم ہو جانے پر جنت کی خوشخبری دی ہے۔

(۳) نابینا آدمی کا آپ ﷺ سے دعا کرنے پر اصرار کرنا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعَوُّذِ وَصِيَغِهِ وَفَضْلِهِ

تعوذ (پناہ مانگنے)، اس کے صیغوں اور فضیلت کا بیان

(٥٦٨١) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ؓ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهٰؤُلَاءِ الْخَمْسِ، وَيُخْبِرُ بِهِنَّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٨٥)

سیدنا سعد بن ابو وقاص ؓ سے مروی ہے کہ وہ ان پانچ کلمات کا حکم دیتے تھے اور بتاتے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں، وہ کلمات یہ ہیں: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (اے اللہ! بیشک میں تیری پناہ میں آتا ہوں بخیلی سے، بزدلی سے، میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز سے کہ مجھے ادھیڑ عمر میں لوٹا دیا

(٥٦٨١) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٧٠ (انظر: ١٥٨٥)

جائے، میں تجھ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عذابِ قبر سے)۔''

(٥٦٨٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْثِهِ وَنَفْخِهِ، قَالَ: وَهَمْزُهُ الْمُوتَةُ وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ وَنَفْخُهُ الْكِبْرِيَاءُ۔ (مسند أحمد: ٣٨٢٨)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ شیطان کے هَمْز، نَفْث اور نَفْخ سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، هَمْز سے مراد اس کا جنون ہے، نَفْث سے مراد اس کا شعر ہے اور نَفْخ سے مراد اس کا تکبر ہے۔

فوائد:...... نَفْث کے لفظی معانی تھوک کی معمولی مقدار کے ساتھ پھونک مارنے کے ہیں، گویا کہ اشعار بھی شیطان کے پھونک مارنے یعنی وسوسہ ڈالنے کا نتیجہ ہیں۔ مراد وہ اشعار ہیں، جو شریعت کے مطابق قابل مذمت ہوں۔

نَفْخ کا لفظی معنی پھونک مارنا ہے، گویا کہ شیطان وسوسوں کے ذریعے انسان میں تکبر کرنے اور دوسروں کو حقیر سمجھنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔

(٥٦٨٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ۔)) (مسند أحمد: ٦٦١٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ۔ (اے اللہ! بیشک میں تیری پناہ میں آتا ہوں، قرض کے غلبہ سے، دشمن کے غلبہ سے اور دشمنوں کی خوشی سے)۔''

فوائد:...... دشمنوں کی خوشی سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کی کسی مصیبت کو دیکھ کر دشمن خوش ہوں۔

(٥٦٨٤) (وَعَنْهُ أَيْضًا) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، اَللّٰهُمَّ أَعُوذُبِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ۔)) (مسند

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ (اے اللہ! میں تیری پناہ

(٥٦٨٢) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٥٣٨٠، والبيهقي: ٢/ ٣٦ (انظر: ٣٨٢٨)

(٥٦٨٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، و حُيي بن عبد الله المعافرى، أخرجه النسائي: ٨/ ٢٦٥، ٢٦٨ (انظر: ٦٦١٨)

(٥٦٨٤) تخريج: مرفوعه صحيح، أخرجه الترمذى: ٣٤٨٢، والنسائي: ٨/ ٢٥٤ (انظر: ٦٥٦١)

أحمد: ٦٥٦١)

طلب کرتا ہوں، سیر نہ ہونے والے نفس سے، نہ ڈرنے والے دل سے، قبول نہ ہونے والی دعا سے اور نفع نہ دینے والے علم سے۔ اے اللہ! میں ان چار چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں)۔''

(٥٦٨٥ـ) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَوْلٍ لَا يُسْمَعُ، وَعَمَلٍ لَا يُرْفَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ۔)) (مسند أحمد: ١٣٠٣٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَوْلٍ لَا يُسْمَعُ، وَعَمَلٍ لَا يُرْفَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ۔ (اے اللہ! میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں نہ سنی جانے والی بات (یعنی دعا) سے، نہ اٹھائے جانے والے عمل سے، نہ ڈرنے والے دل سے اور نفع نہ دینے والے علم سے)۔''

(٥٦٨٦ـ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا، أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا۔)) قَالَ: فَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا هُنَّ وَنَحْنُ نُعَلِّمُكُمُوهُنَّ۔ (مسند أحمد: ١٩٥٢٣)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ .... وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کوتاہی سے، سستی سے، بڑھاپے سے، بزدلی سے، بخل سے اور عذابِ قبر سے، اے اللہ! تو میرے نفس کو تقوی عطا فرما اور اس کو پاک کر دے، تو اس کو سب سے بہترین پاک کرنے والا ہے، تو اس کا دوست بھی ہے اور مالک بھی، اے اللہ! میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں نہ ڈرنے والے دل سے، سیر نہ ہونے نفس سے، نفع نہ دینے والے علم سے اور قبول نہ ہونے والی دعا سے)۔'' سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کلمات رسول اللہ ﷺ ہم کو سکھاتے تھے اور ہم تم کو سکھا رہے ہیں۔

(٥٦٨٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الطيالسي: ٢٠٠٧، وابويعلى: ٢٨٤٥، وابن حبان: ٨٣(انظر: ١٣٠٠٣)

(٥٦٨٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٢٢(انظر: ١٩٣٠٨)

(٥٦٨٧۔) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ، وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ٦٧٣٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ، وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ (اے اللہ! بیشک میں تیری پناہ میں آتا ہوں، سستی سے، انتہائی بڑھاپے سے، چٹی سے اور گناہ سے، اور میں تیری پناہ پکڑتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے، میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں عذابِ قبر سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے)۔''

(٥٦٨٨۔) حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔)) (مسند أحمد: ١٢١٣٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ (اے اللہ! بیشک میں تیری پناہ چاہتا ہوں کوتاہی سے، سستی سے، بزدلی سے، انتہائی بڑھاپے سے، بخل سے اور عذابِ قبر سے اور میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے)۔''

(٥٦٨٩۔) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ: ((قُولُوا: (وَفِي لَفْظٍ: كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ) اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کو یہ دعا قرآن مجید کی سورت کی طرف سکھاتے تھے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''کہو: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔ (اے اللہ! بیشک میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، میں تیری پناہ طلب کرتا

(٥٦٨٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٨/ ٢٦٩ (انظر: ٦٧٣٤)

(٥٦٨٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٢٣، ٦٣٦٧، ومسلم: ٢٧٠٦ (انظر: ١٢١١٣)

(٥٦٨٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٩٠ (انظر: ٢١٦٨)

فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔)) (مسند أحمد: ٢١٦٨)

ہوں قبر کے عذاب سے، میں تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور میں تیرہ طلب کرتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے)۔''

(٥٦٩٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ۔)) (مسند أحمد: ٨٠٣٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ۔ (اے اللہ! بیشک میں تیری پناہ چاہتا ہوں فقیری سے، قلت سے، ذلت سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے)۔''

(٥٦٩١)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ غَمًّا أَوْ هَمًّا أَوْ أَنْ أَمُوتَ غَرَقًا، أَوْ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ أَوْ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا۔)) (مسند أحمد: ٨٦٥٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ غَمًّا أَوْ هَمًّا أَوْ أَنْ أَمُوتَ غَرَقًا، أَوْ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ أَوْ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا۔ (اے اللہ! میں تجھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ غم، یا ھَمّ کی وجہ سے، یا غرق ہو کر مروں، یا شیطان موت کے وقت مجھے خبطی بنا دے، یا میں ڈنگ لگنے کی وجہ سے مروں)۔''

فوائد:...... غم اور ھَمّ میں کیا فرق ہے؟
غم سے مراد وہ عام رنج، غم اور پریشانی ہے، جس سے بندے کی خوشی، دور اندیشی اور ضبط وتحمل متأثر ہو جاتا ہے۔ لیکن ھَمّ اس غم کو کہتے ہیں، جو انسان کو گھلا کر رکھ دیتا ہے، مثلا کہا جاتا ہے: أَهَمَّنِيَ الْمَرَضُ۔ یعنی بیماری نے مجھے گھلا کر رکھ دیا ہے، یہ غم کا سب سے آخری درجہ ہے۔

(٥٦٩٢)۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ

(٥٦٩٠) اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه أبوداود: ١٥٤٤، والنسائي: ٨/ ٢٦١ (انظر: ٨٠٥٣)

(٥٦٩١) تخريج: اسناده ضعيف جدا، ابراهيم بن اسحق، قال البخاري: منكر الحديث، وقال الدارقطني: متروك، أخرجه ابويعلى: ٦٦١٢ (انظر: ٨٦٦٧)

(٥٦٩٢) اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ١٥٥٤، والنسائي: ٨/ ٢٧٠ (انظر: ١٣٠٠٤)

الْبَرَصِ وَالْجُنُونِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَيِّءِ الْأَسْقَامِ۔)) (مسند أحمد: ١٣٠٣٥)

وَالْجُنُونِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَيِّءِ الْأَسْقَامِ۔ (اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں برص سے، جنون سے، کوڑھ سے اور بری بیماریوں سے)۔''

برص: ایک بیماری جس سے جسم پر سفید داغ پڑ جاتے ہیں۔

(٥٦٩٣۔) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَعِيذُ مِنْ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثِ، دَرَكِ الشَّقَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ أَوْ جَهْدِ الْقَضَاءِ، قَالَ سُفْيَانُ: زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً لَا أَدْرِي أَيَّتُهُنَّ هِيَ۔ (مسند أحمد: ٧٣٤٩)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان تین چیزوں سے پناہ مانگتے تھے: بدبختی کے پانے سے، دشمنوں کی خوشی سے، برے فیصلے سے یا مشقت میں ڈالنے والے فیصلے سے۔ امام سفیان کہتے ہیں: ان میں سے ایک چیز مجھ سے زیادہ ہوگئی ہے، لیکن مجھے یہ علم نہیں ہے کہ وہ کون سی ہے۔

فوائد:...... اس جگہ ''جهد القضاء'' کے الفاظ ہیں جن کے معانی ترجمہ میں کیے گئے ہیں، جبکہ بخاری و مسلم میں ہے: ''جهد البلاء'' اس کا معنی ہے: آزمائش کی مشقت۔ (عبداللہ رفیق)

(٥٦٩٤۔) عَنْ أَبِي الْيَسَرِ السُّلَمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فَيَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَالتَّرَدِّي وَالْهَرَمِ (وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْغَمِّ) وَالْغَرَقِ وَالْحَرِيقِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَنْ أُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا۔)) (مسند أحمد: ١٥٦٠٩)

سیدنا ابو یسر سلمی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ .... وَأَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا۔ (اے اللہ! میں تیری پناہ پکڑتا ہوں گرنے والی دیوار یا مکان کے نیچے آ جانے سے، بلند جگہ سے گرنے سے، انتہائی بڑھاپے سے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں غم سے، غرق سے، جلنے سے، اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس چیز سے کہ شیطان میری موت کے وقت مجھے خبطی بنا دے اور اس سے کہ میں تیرے راستے میں پیٹھ پھیرتے ہوئے قتل کر دیا جاؤں اور اس سے کہ ڈس دیئے جانے کی وجہ سے میں مر جاؤں)۔''

(٥٦٩٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٤٧، ومسلم: ٢٧٠٧ (انظر: ٧٣٥٥)

(٥٦٩٤) اسناده ضعيف لاضطرابه، أخرجه ابوداود: ١٥٥٢، والنسائي: ٨/ ٢٨٢ (انظر: ١٥٥٢٤)

(٥٦٩٥) اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ١٥٥١، والنسائي: ٨/ ٢٦٠، والترمذي: ٣٤٩٢ (انظر: ١٥٥٤١)

(٥٦٩٥۔) عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي دُعَاءً أَنْتَفِعُ بِهِ، قَالَ: ((قُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَبَصَرِي وَقَلْبِي وَمَنِيِّي۔)) (مسند أحمد: ١٥٦٢٦)

سیدنا شکل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسی دعا کی تعلیم دیں کہ میں جس سے نفع حاصل کر سکوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کہو: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَبَصَرِي وَقَلْبِي وَمَنِيِّي۔ (اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے کان، آنکھ، دل اور منی کے شرّ سے)۔''

(٥٦٩٦۔) عَنْ اَبِي مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا هٰذَا الشِّرْكَ فَإِنَّهُ أَخْفٰى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ۔)) فَقَالَ لَهُ: مَنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ وَكَيْفَ نَتَّقِيهِ وَهُوَ أَخْفٰى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((قُولُوا اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ۔)) (مسند أحمد: ١٩٨٣٥)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ہم سے خطاب کیا اور فرمایا: ''اے لوگو! اس شرک سے بچو، کیونکہ یہ چیونٹی کے رینگنے سے بھی مخفی ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر ہم اس سے کیسے بچ سکیں گے، جبکہ وہ چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ مخفی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دعا کیا کرو: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ۔ (اے اللہ! بیشک ہم اس چیز سے تیری پناہ چاہتے ہیں کہ تیرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرائیں کہ جس کو ہم جانتے ہیں اور تجھ سے اس چیز کی بخشش چاہتے ہیں، جس کو ہم نہیں جانتے)۔''

فوائد:...... شرک کی دو قسمیں ہیں: (۱) شرک اکبر، جس سے کفر لازم آتا ہے۔ (۲) شرکِ اصغر، اس سے مراد ریا کاری ہے۔ اس حدیث میں شرک اصغر سے منع کیا جا رہا ہے۔

(٥٦٩٧۔) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنْ طَمَعٍ يَهْدِي إِلَى طَبْعٍ، وَمِنْ طَمَعٍ يَهْدِي إِلَى غَيْرِ مَطْمَعٍ، وَمِنْ طَمَعٍ حَيْثُ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ سے شدید حرص سے پناہ طلب کرو، کیونکہ وہ عیب اور عار کی طرف لے جاتی ہے، اس شدید حرص سے بھی پناہ طلب کرو، جو بعید الحصول چیز کی

(٥٦٩٦) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابى على الكاهلى، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٠/ ٣٣٧، والطبرانى فى "الاوسط": ٣٥٠٣ (انظر: ١٩٦٠٦)

(٥٦٩٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن عامر الاسلمى (انظر: ٢٢٠٢١)

لَا طَمَعَ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٣٧١)

طرف لے جاتی ہے اور ایسے مقام کی طمع سے پناہ طلب کرو، جہاں (حسّی یا شرعی طور پر) طمع کی ہی نہ جا سکتی ہو۔''

(٥٦٩٨۔) عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قُلْتُ: أَخْبِرِينِي بِشَيْءٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ (وَفِي لَفْظٍ: عَنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ) لَعَلِّي أَدْعُو اللّٰهَ بِهِ فَيَنْفَعَنِي اللّٰهُ بِهِ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ۔)) وَفِي لَفْظٍ: قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلَتْهُ نَفْسِيْ۔)) (مسند أحمد: ٢٦٩٠٠)

فروہ بن نوفل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بارے میں بتائیں، ممکن ہے کہ میں بھی اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکاروں اور اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ، (اے اللہ! میں تجھ سے اس کام کے شرّ سے پناہ طلب کرتا ہوں، جو میں نے کیا ہے اور اس کام کے شرّ سے بھی، جو میں نے نہیں کیا۔'' ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلَتْهُ نَفْسِيْ۔ (اے اللہ! میں اس کام کے شرّ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، جو کام میرے نفس نے کیا ہے۔''

(٥٦٩٩۔) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: فَزِعْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَفَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَمَدَدْتُ يَدِي، فَوَقَعَتْ عَلٰى قَدَمَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُمَا مُنْتَصِبَانِ وَهُوَ سَاجِدٌ، وَهُوَ يَقُولُ: ((أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٨١٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں ایک رات کو گھبرا گئی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو گم پایا، پس میں نے آپ ﷺ کو تلاش کرنے کے لیے اپنا ہاتھ لمبا کیا، پس میرا ہاتھ آپ ﷺ کے پاؤں پر لگا، وہ گڑھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ سجدے کی حالت میں یہ دعا پڑھ رہے تھے: ''أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، ...... أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ (میں تیری رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں تیرے غصے سے، تیری معافی کی پناہ طلب کرتا ہوں تیری سزا سے، تیری (رحمت کی) پناہ چاہتا ہوں تیرے (عذاب) سے، میں تیری ثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا، تو تو ویسے ہی ہے، جیسے تو

(٥٦٩٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧١٦ (انظر: ٢٦٣٦٨)

(٥٦٩٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٨٦ (انظر: ٢٤٣١٢)

نے اپنے نفس کی خود ثنا بیان کی ہے)۔''

(۵۷۰۰)۔ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُولُ فِی آخِرِ وِتْرِہِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔)) (مسند أحمد: ۱۲۹۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے وتر کے آخر میں یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَیْتَ عَلَی نَفْسِكَ (اے اللہ! میں تیری رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں تیرے غصے سے، تیری معافی کی پناہ طلب کرتا ہوں تیری سزا سے، تیری پناہ چاہتا ہوں تجھ سے، میں تیری ثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا، تو تو ویسے ہی ہے، جیسے تو نے اپنے نفس کی خود ثنا بیان کی ہے)۔''

(۵۷۰۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ: ((اَللّٰهُمَّ فَإِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِی مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِی وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ فَإِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔)) (مسند أحمد: ۲٤۸۰۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعائیں کیا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ فَإِنِّی أَعُوذُ بِكَ .... وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ (اے اللہ! پس بیشک میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے فتنے سے، آگ کے عذاب سے، قبر کے فتنے سے، قبر کے عذاب سے، غِنٰی کے فتنے کے شرّ سے، فقیری کے فتنے کے شرّ سے، میں تیری پناہ پکڑتا ہوں دجال مسیح کے فتنے سے، اے اللہ میرے گناہوں کو دھو ڈال برف اور اولوں کے پانی سے اور میرے دل کو غلطیوں سے ایسے پاک کر دے، جیسے تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کرتا ہے، میرے اور میرے گناہوں کے مابین اس طرح دوری کر دے، جیسے تو نے شرق وغرب کے درمیان دوری رکھی ہے، اے اللہ! پس بیشک میں تیری پناہ چاہتا ہوں سستی سے، انتہائی بڑھاپے سے، گناہ سے اور چٹی سے)۔''

(۵۷۰۰) اسنادہ قوی، أخرجه أبوداود: ۱٤۲۷، والنسائی: ۳/ ۲٤۸، وابن ماجه: ۱۱۷۹ (انظر: ۱۲۹۵)

(۵۷۰۱) تخریج: أخرجه البخاری: ٦۳٦۸، ومسلم: ۵۸۹ (انظر: ۲٤۳۰۱)

(٥٧٠٢)۔ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ۔ قَالَ وَكِيعٌ: فِتْنَةُ الصَّدْرِ أَنْ يَمُوتَ الرَّجُلُ، وَذَكَرَ وَكِيعٌ: الْفِتْنَةَ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا۔ (مسند أحمد: ٣٨٨)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بخیلی، بزدلی، عذابِ قبر، ذلیل ترین عمر اور سینے کے فتنے سے پناہ طلب کرتے تھے۔ امام وکیع نے کہا: سینے کا فتنہ یہ ہے کہ آدمی اس حال میں مرے کہ اس نے مذکورہ برائیوں میں سے کسی کا ارتکاب کیا ہو، لیکن ابھی تک توبہ نہ کی ہو۔

فوائد:...... سینے کے فتنے سے مراد دل کی سختی اور دنیا کی محبت ہے۔

(٥٧٠٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَسُوءِ الْعَمَلِ۔ (مسند أحمد: ١٤٥)

(دوسری سند) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان پانچ چیزوں سے پناہ مانگتے تھے: بخیلی، بزدلی، سینے کا فتنہ، عذابِ قبر اور برا عمل۔

فوائد:...... ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ''سُوءِ الْعملِ'' کے الفاظ کاتب کی غلطی ہے، کیونکہ ابوداود کی روایت میں ''سُوءِ الْعُمُرِ'' کے الفاظ ہیں، اسی طرح ابو دواد کی ایک روایت میں، ابن ماجہ کی روایت میں اور مذکورہ بالا حدیث کے پہلے طریق والی روایت میں ''اَرْذَلِ الْعُمُر'' کے الفاظ ہیں۔

بَابُ وُجُوبِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے وجوب کا بیان

(٥٧٠٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيدًا، وَلَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي۔)) (مسند أحمد: ٨٧٩٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ میری قبر کو عید بناؤ اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ اور تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ پر درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔''

فوائد:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا

(٥٧٠٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه أبوداود: ١٥٣٩، والنسائي: ٨/ ٢٥٥، وابن ماجه: ٣٨٤٤(انظر: ٣٨٨)

(٥٧٠٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٧٠٤) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٢٠٤٢(انظر: ٨٨٠٤)

عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔﴾...... ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اس پر صلوٰۃ بھیجو اور سلام بھیجو، خوب سلام بھیجنا۔'' (سورۂ احزاب:۵۶)

امام اسماعیل بن اسحاق جہضمی قاضی مالکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ'' میں درود و سلام سے متعلقہ (۱۰۷) احادیث ذکر کی ہیں، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کتاب کی تخریج کی اور صحت وضعف کا حکم لگایا۔

اس کتاب میں درود و سلام کے جو صیغے بیان کیے گئے ہیں، ان میں مختصر الفاظ والے درج ذیل ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔

صحیح مسلم میں شفاعت عظمی سے متعلقہ طویل حدیث میں نبی کریم ﷺ کے درج ذیل الفاظ پر غور کریں:

اِذْهَبُوا إِلٰى إِبْرَاهِيمَ ﷺ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ ...... فَيَأْتُونَ مُوسَى ﷺ فَيَقُولُونَ ...... فَيَقُولُ لَهُمْ مُوسٰى ﷺ ......اذْهَبُوا إِلَى عِيسٰى ﷺ فَيَأْتُونَ عِيسٰى ......فَيَقُولُ لَهُمْ عِيسٰى ﷺ إِنَّ رَبِّي ...... اذْهَبُوا إِلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ۔

اہل علم کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث میں ''ﷺ'' کے الفاظ مرفوع ہیں۔

مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کی دعاؤں میں درود و سلام کے مندرجہ ذیل الفاظ مذکورہ ہیں:

((الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ)) ......''اللہ کے رسول پر درود و سلام ہو۔'' (ابن ماجہ، ابن سنی)

درج ذیل ایک حدیث بھی مذکورہ بالا کتاب ''فَضْلُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ'' سے لی گئی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ خَطِىءَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ۔)) ...... ''جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا تو وہ جنت کا راستہ بھٹک گیا۔''

ظاہر ہے جو جنت کی طرف رہنمائی کرنے والے محسن اور ہادی کو درود و سلام کے ذریعے یاد نہیں رکھتا، اس نے پھر جنت کے راستہ سے بھٹکنا ہی ہے۔

(۵۷۰۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهَا زَكَاةٌ لَكُمْ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر درود بھیجا کرو، کیونکہ یہ تمہارے لیے باعث طہارت

(۵۷۰۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، شریك القاضی سیئ الحفظ، ولیث بن ابی سلیم ضعیف، کعب مجهول، أخرجه الترمذی: ۳۶۱۲ (انظر: ۸۷۷۰)

وَاسْأَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا دَرَجَةٌ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ، لَا يَنَالُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ۔)) (مسند أحمد: ۸۷۵۵)

ہے، اور اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلے کا سوال کیا کرو، یہ جنت کا سب سے بلند درجہ ہے، صرف ایک آدمی اس تک پہنچ سکے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں۔''

فوائد:...... اس موضوع سے متعلقہ صحیح احادیث، اس روایت سے مستغنی کر دیتی ہیں۔

بَابُ ذَمِّ تَارِكِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ پر درود چھوڑ دینے والے شخص کی مذمت کا بیان

(۵۷۰۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ)) (مسند أحمد: ۷٤٤٤)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کا ناک خاک آلود ہو جائے، جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔''

(۵۷۰۷)۔ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ ﷺ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۳٦)

سیدنا حسین ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی بخیل ہے، جس کے پاس میرا ذکر ہوا، لیکن اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔''

فوائد:...... ایسا آدمی درود نہ پڑھ کر نبی کریم ﷺ کے حق میں بخل سے کام لیتا ہے اور اپنے نفس کے حق میں بھی بخل کرتا ہے، کیونکہ اس کا نفس درود کی وجہ سے نازل ہونے والی رحمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمُضَاعَفَةِ أَجْرِ فَاعِلِهَا

نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت اور یہ عمل کرنے والے کے اجر کا کئی گناہ تک بڑھنا

(۵۷۰۸)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ، وَالسُّرُورُ يُرٰى فِي وَجْهِهِ، فَقَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا لَنَرَى السُّرُورَ فِي وَجْهِكَ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ أَتَانِي مَلَكٌ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَمَا يُرْضِيكَ أَنَّ رَبَّكَ

سیدنا ابو طلحہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار نمایاں تھے، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے چہرے پر مسرت دیکھ رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اس کی وجہ یہ ہے کہ) میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا: اے محمد! کیا یہ بات آپ کو راضی

(۵۷۰٦) تخريج: صحيح، أخرجه الترمذى: ۳۵٤۵(انظر: ۷٤۵۱)

(۵۷۰۷) تخريج: اسناده قوى، أخرجه الترمذى: ۳۵٤٦(انظر: ۱۷۳٦)

(۵۷۰۸) تخريج: حسن لغيره، أخرجه النسائى: ۳/ ٤٤ (انظر: ۱٦۳٦۳)

عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: إِنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا، قَالَ: بَلٰى۔)) (مسند أحمد: ١٦٤٧٦)

نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے: آپ کی امت کا جو آدمی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا، میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور آپ کی امت کا جو آدمی آپ کے لیے ایک بار سلامتی کی دعا کرے گا، میں اس پر دس سلامتیاں نازل کروں گا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، میں راضی ہوں۔''

(٥٧٠٩)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ اَيْضًا نَحْوُهُ وَفِيْهِ: ((مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا۔)) (مسند أحمد: ١٦٤٦٥)

(دوسری سند) سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، پھر اس طرح کی روایت بیان کی، البتہ اس میں یہ تفصیل ہے: ''آپ کی امت میں سے جس نے آپ پر درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا، اس کی دس برائیاں معاف کرے گا، اس کے دس درجات بلند کرے گا اور اسی طرح کا درود اس پر لوٹائے گا۔''

(٥٧١٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيئَاتٍ۔)) (مسند أحمد: ١٢٠٢١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا اور اس کی دس برائیاں معاف کرے گا۔''

(٥٧١١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا)) (مسند أحمد: ١٠٢٩٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا۔''

(٥٧١٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً وَاحِدَةً كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا عَشْرَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا۔''

(٥٧٠٩) تخريج: اسناده ضعيف، ابو معشر ضعيف، ثم انه لم يدرك اسحاق بن كعب، واسحاق مجهول الحال، أخرجه بنحوه ابوے على: ١٤٢٥، والطبراني في "الكبير": ٤٧٢١ (انظر: ١٦٣٥٢)

(٥٧١٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٣/ ٥٠ (انظر: ١١٩٩٨)

(٥٧١١) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٠٨ (انظر: ١٠٢٨٧)

(٥٧١٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٠٨ (انظر: ٧٥٦١)

حَسَنَاتٍ۔)) (مسند أحمد: ٧٥٥١)

(٥٧١٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ يَقُولُ: مَنْ صَلّٰى عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً، فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ۔ (مسند أحمد: ٦٦٠٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جس نے رسول اللہ ﷺ پر ایک دفعہ درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر ستر رحمتیں نازل کرے گا اور اس کے فرشتے اس کے لیے ستر بار دعائے رحمت کریں گے، اب بندے کی مرضی ہے کہ وہ کم پڑھے یا زیادہ۔

(٥٧١٤)۔ وَفِي حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي: أَلَا أُبَشِّرُكَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لَكَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ: ((فَسَجَدْتُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ شُكْرًا۔)) (مسند أحمد: ١٦٦٤)

سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''بیشک جبریل رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں آپ کو خوشخبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا ہے: جس نے آپ پر درود بھیجا، میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جس نے آپ کے لیے سلامتی کی دعا کی، میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔'' ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے شکر ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا۔''

(٥٧١٥)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَقُولُ: ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا صَلّٰى عَلَيَّ فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ۔)) (مسند أحمد: ١٥٧٦٨)

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''جس نے مجھ پر درود بھیجا، فرشتے اس وقت تک اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہیں گے، جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا رہے گے، اب بندے کی مرضی ہے کہ وہ کم پڑھے یا زیادہ۔''

(٥٧١٦)۔ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ

سیدنا رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے محمد (ﷺ) پر درود بھیجا اور کہا: اَللّٰهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(٥٧١٣) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ (انظر: ٦٦٠٥)

(٥٧١٤) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الحاكم: ١/ ٥٥٠، والبيهقي: ٢/ ٣٧١ (انظر: ١٦٦٤)

(٥٧١٥) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابن ماجه: ٩٠٧ (انظر: ١٥٦٨٠)

(٥٧١٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، ولجهالة حال وفاء الحضرمي، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤٤٨١ (انظر: ١٦٩٩١)

أَنْـزِلْـهُ الْـمَـقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي)) (مسند أحمد: ١٧١١٦)

(اے اللہ! روزِ قیامت آپ ﷺ کو اپنے پاس مُقرّب مقام پر اتارنا) تو اس کے لیے میری سفارش واجب ہو جائے گی۔''

(٥٧١٧)۔ عَنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَـالَ: قَـالَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِـلّٰـهِ عَزَّ وَجَـلَّ مَلَائِـكَـةً سَيَّـاحِيـنَ فِـي الْأَرْضِ يُبَـلِّـغُـونِـي مِـنْ أُمَّتِـي السَّلَامَ۔)) (مسند أحمد: ٤٣٢٠)

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین میں چلنے پھرنے والے ہیں، وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔''

فوائد:...... اس میں نبی کریم ﷺ کی تکریم وتعظیم کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ تک درود وسلام پہنچانے کے لیے بعض فرشتوں کو مسخر کر دیا ہے۔

(٥٧١٨)۔ عَنْ أَبِـي هُـرَيْـرَةَ ؓ، عَنْ رَسُـولِ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((مَـا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيَّ رُوحِي حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔)) (مسند أحمد: ١٠٨٢٧)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ہے کوئی آدمی جو مجھ پر درود بھیجے، مگر اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹاتے ہیں، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کے جواب دیتا ہوں۔''

فوائد:...... انسان کی وفات سے دوبارہ اٹھنے تک کے وقت کو عالم برزخ کہتے ہیں، جو ایک مخصوص زندگی کا نام ہے اور جس کی احادیثِ مبارکہ میں مختلف کیفیتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک کیفیت کو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جب فرزندانِ امت آپ ﷺ کے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی روح کو لوٹاتے ہیں اور آپ ﷺ ان کا جواب دیتے ہیں۔

ہمارے ایمان و ایقان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس صورت کو من وعن تسلیم کریں اور اپنے حق میں سعادت سمجھ کر آپ ﷺ پر زیادہ سے زیادہ سلام بھیجیں تاکہ ہمیں آپ ﷺ کی دعاؤں کا شرف حاصل ہو سکے۔

اس موقع پر اس قسم کے نکات اگلنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ بار بار روح لوٹانے اور نکالنے سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی ہو گی یا مسلمانانِ عالم دن کی ہر گھڑی میں درود وسلام بھیج رہے ہوتے ہیں تو آپ ﷺ کس کس کا اور کیسے کیسے جواب دے سکتے ہیں یا اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ دنیا والی زندگی کی طرح زندہ ہیں اور ہماری حرکات وسکنات آپ ﷺ کے سامنے ہیں۔ اس قسم کے تمام سوالات کم فہمی اور کج ذہنی کی پیداوار ہیں۔

(٥٧١٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه النسائي: ٣/ ٤٣ (انظر: ٤٣٢٠)

(٥٧١٨) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٢٠٤١ (انظر: ١٠٨١٥)

(۵۷۱۹)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ جَعَلْتُ صَلَاتِي كُلَّهَا عَلَيْكَ، قَالَ: ((إِذَنْ يَكْفِيَكَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَا أَهَمَّكَ مِنْ دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ)) (مسند أحمد: ۲۱۵٦۲)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس کے بارے میں بتلائیں کہ اگر میں اپنی دعا کا وقت آپ پر درود بھیجنے میں لگا دوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ تجھے ہر اس چیز سے کفایت کرے گا، جو تجھے دنیا اور آخرت کے معاملے میں غمزدہ کرتی ہے۔''

فوائد:...... نبی کریم پر درود وسلام بھیجنے سے دنیا وآخرت کی خیر و بھلائی ملتی ہے اور دونوں جہانوں کی ہر قسم کی پریشانی دور ہو جاتی ہے۔

دوسرے انبیاء ورسل پر بھی درود وسلام بھیجنے کا اہتمام کرنا چاہیے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((صَلُّوْا عَلٰى أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِيْ)) ......''اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء ورسل پر درود بھیجا کرو، کیونکہ اللہ نے ان کو میری طرح ہی مبعوث فرمایا۔'' (مصنف عبد الرزاق: ۲/۲۱٦/۳۱۱۸، الشعب للبيهقي: ۱/۱٤۸/۱۳۱، صحيحه: ۲۹٦۳)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے انبیاء ورسل پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا ہمیں ان دونوں احکام کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ہمارے ہاں عام طور پر سابقہ انبیا کے لیے ''علیہ السلام'' کہا جاتا ہے۔ لیکن اس جملے میں صرف سلامتی کی دعا کی گئی ہے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت کی دعا کرنے کا حکم دیا ہے، اس لیے سابقہ انبیا کے لیے بھی ''صلى الله عليه وسلم'' یا اس کا مفہوم ادا کرنے والا جملہ کہنا چاہیے، یاد رہے کہ درود کا معنی رحمت ہے۔

(۵۷۱۹) تخريج: حديث حسن، أخرجه الترمذي: ۲٤۵۷ (انظر: ۲۱۲٤۲)